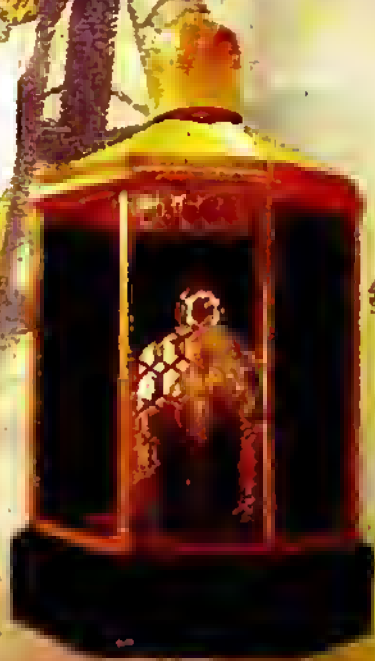


انبیاء کرام انسائیکلو پیڈیا

انبیاء کرامؑ سے متعلق پھر نیا معلومات پر مبنی سوال جواب
لکھی جانے والی سب سے مفصل ہستند اور یہ ضخیم کتاب

مؤلف

ڈاکٹر ذوالفقار



انبیائے کرام انسائیکلو پیڈیا

انبیائے کرام سے متعلق پھر نور معلومات پر مبنی سوال جواب
لکھی جانے والی سب سے مفصل ہستند اور یہ کتاب

مؤلف
ڈاکٹر ذوالفقار کاظم

فرین بک ڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ

FARID BOOK DEPOT (Pvt.) Ltd.

NEW DELHI-110002

© جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

انبیائے کرام علیہم السلام انسائیکلو پیڈیا

مؤلف: ڈاکٹر ذوالفقار کاظم

بہرہ تمام: محمد ناصر خان

قیمت: ۲۵۰/-

صفحات: ۱۰۰۰

سائز: ۲۳x۳۶/۱۶

ایڈیشن: ۲۰۰۶ء



فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ

FARID BOOK DEPOT (Pvt.) Ltd.

Corp. Off.: 2158, M.P. Street, Pataudi House, Darya Ganj, New Delhi-2

Phones: 23247075, 23289786, 23289159 Fax: 23279998

Our Branches:

Delhi: Farid Book Depot (P) Ltd.

422, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-6

Ph.: 23265406, 23256590

Farid Book Depot (P) Ltd.

168/2, Jha House, Basti Hazrat Nizamuddin (W),

New Delhi-110013 Ph.: 55358122

Mumbai: Farid Book Depot (P) Ltd.

208, Sardar Patel Road, Near Khoja Qabristan,

Dongri, Mumbai-400009 Ph.: 022-23731786, 23774786

Printed at: Farid Enterprises, Delhi-2

﴿عرض مؤلف﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدائے رحیم و کریم خالق و مالک کل جہان ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔ اس خدائے بزرگ و برتر کی عظمتوں اور شانِ کبریائی کا مکمل بیان ناممکن ہے۔ اس لامکان و لامحدود ہستی کی عنایات اور نوازشات کا احاطہ ہو ہی نہیں سکتا۔ کائنات کا ہر ذی روح اور ہر ذرہ اس کی ثنا خوانی اور تقدس بیان کر رہا ہے مگر حق بندگی ادا نہیں کر پاتا اس احسن العالقیں نے بہت سی دوسری مخلوقات کی طرح انسان کی بھی تخلیق کی۔ اسے نہ صرف اشرف المخلوقات بنایا بلکہ زمین پر اپنا نائب مقرر کیا۔ ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام سے نسل انسانی کا آغاز ہوا اور تاقیامت یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ انسان کو ایک مخصوص عرصے تک کیلئے کرۂ ارض پر ٹھہرنا تھا۔ اللہ وحدہ لا شریک لہ کی عبادت کے ساتھ ساتھ زندگی گزارنے کے بہتر اور جائز طریقے اختیار کرنا بھی اس کا مقصد حیات ٹھہرا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد ان کی اولاد ایک عرصے تک ہدایت پر گامزن رہی۔ پھر انسان کے اذلی دشمن شیطان نے اسے راہِ راست سے بھٹکانا شروع کر دیا۔ مختلف ادوار میں جب بھی نسل انسانی نے سرکشی اختیار کی یا گمراہی میں مبتلا ہوئی، رحیم و کریم خالق نے اس کی ہدایت کے لئے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ انبیاء علیہم السلام بھیجے گا بنیادی مقصد یہ تھا کہ انسان اس دنیا میں بھی پاک و صاف اور کامیاب زندگی گزار سکے اور آخرت میں بھی سرخرو ہو سکے۔

سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک جماعت انبیاء علیہم السلام کا ایک طویل سلسلہ ہے جن کی صحیح تعداد اور ناموں کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ تاہم بہت سے انبیاء علیہم السلام کے تذکرے قرآن حکیم، دیگر آسمانی کتب اور کتب تواریخ و تفاسیر میں موجود ہیں۔

انبیاء علیہم السلام کی میرت، قصص اور واقعات پر سینکڑوں کتابیں لکھی گئی ہیں جن کا ماخذ قرآن حکیم اور دیگر کتب ہیں۔ زیر نظر کتاب کا مقصد کم سے کم صفحات میں زیادہ سے

- زیادہ معلومات فراہم کرنا ہے۔ چنانچہ اس کتاب کے چند نمایاں پہلو یہ ہیں:
- ☆ اس میں تقریباً چھتیس انبیائے کرام علیہم السلام کا ذکر مبارک موجود ہے۔
 - ☆ انبیائے کرام علیہم السلام اور ان کی اقوام کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات فراہم کی گئی ہیں۔
 - ☆ سب سے پہلے یہ بتایا گیا ہے کہ قرآن حکیم میں ان انبیائے کرام علیہم السلام اور ان کی قوموں کا تذکرہ کس طرح کیا گیا ہے۔
 - ☆ یہ بتایا گیا ہے کہ احادیث نبوی میں ان انبیائے کرام علیہم السلام کا ذکر مبارک کس طرح آیا ہے۔
 - ☆ بیان کیا گیا ہے کہ دیگر کتب، تواریخ اور نقابیر ان انبیاء کرام علیہم السلام کی سیرت اور حالات زندگی کے بارے میں کیا کہتی ہیں۔
 - ☆ مستند اور معتبر کتب کے حوالہ جات سے انبیاء کرام علیہم السلام کی سیرت کی معنویت اور مقصدیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔
 - ☆ بیشتر غیر معتبر روایات کو ترک کر دیا گیا ہے اور اگر کہیں کوئی روایت شامل کی گئی ہے تو بتا دیا گیا ہے کہ حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں یا یہ قصہ فلاں نے بیان کیا ہے۔
 - ☆ انبیائے کرام علیہم السلام سے متعلق قرآن مجید کی زیادہ سے زیادہ آیات شامل کی گئی ہیں۔
 - ☆ جن واقعات و قصص کا ذکر کیا گیا ہے ان میں قرآن و حدیث کے بیان کو ہر لحاظ سے اولیت اور فوقیت حاصل ہے۔
 - ☆ بعض مذاہب کے ان مذہبی رہنماؤں کے حالات بھی محض معلومات کیلئے شامل کر دیئے گئے ہیں جنہیں وہ نبی، ولی یا بزرگ مانتے ہیں۔
 - ☆ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سیری اس کوشش کو قبول فرمائے اور دنیا و آخرت میں میرے اور میرے اہل خانہ کے لئے خیر کا باعث بنائے۔ (آمین)

دعا گو

ذوالفقار کاظم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

حق تعالیٰ شانہ نے اس دنیا کو ضلالت و گمراہی کی تاریکیوں سے نکالنے اور صراطِ مستقیم کی جانب رہنمائی کرنے کے لیے جن گناہوں سے معصوم ہستیوں کو اس عظیم الشان کام کیلئے منتخب فرمایا، انہیں ہم آپ انبیائے کرام علیہم السلام کے مبارک نام سے یاد کرتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں موجود ضلالت و گمراہی کے گھناؤپ اندھیروں، کفر و باطل کی چھائی ہوئی ظلمت، ظلم و ستم کے لرزا دینے والے واقعات، شرک و بت پرستی کی جاہلانہ رسومات، گناہوں اور نافرمانیوں میں ڈوبی ہوئی دنیا کا جس مستقل مزاجی اور حوصلہ مندانہ انداز سے ڈٹ کر سامنا اس مقدس جماعت نے کیا تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے۔ گزے ہوئے ہر فتنہ حالات میں اصلاح و تبلیغ کا عظیم کام اور توحید کی طرف دعوت حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر تاجدارِ دو عالم محمد مصطفیٰ ﷺ تک تمام انبیاء کا شیوہ رہا ہے۔ اس دوران حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے جتنے بھی انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے ہیں ان کی ٹھیک ٹھیک تعداد تو اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ البتہ قرآن و حدیث کی روشنی میں جن انبیاء علیہ السلام کا ذکر واضح طور پر سامنے آتا ہے، انکے متعلق نلئے سلف اور مورخین عظام نے بہت سی کتابوں میں بیش بہا مواد بحسن و خوبی جمع کر کے، جن میں انبیائے کرام علیہم السلام کے نام، ان کی تعداد، ان کے حالات و واقعات اور ان کی دعوت الی اللہ کی کاوشیں شامل ہیں امت کے لئے ایک تحفہ پیش کیا ہے۔

بلاشبہ انبیائے کرام علیہم السلام کی سیرت و کردار اور حالات و واقعات ربی دنیا تک کے لئے ایک ایسی مشعلِ راہ ہے جس پر چل کر انسان کامیابی کی منزل پر گامزن ہو سکتا ہے۔ اسی بات کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کی اس پاک جماعت کی سیرت پر مبنی بہت سی کتابیں

وجود میں آچکی ہیں۔

اسی سلسلے کی ایک کاوش آپ کے ہاتھوں میں موجود ڈاکٹر ذوالفقار کاظم صاحب کی کتاب ”انبیائے کرام علیہم السلام انسائیکلو پیڈیا“ ہے، جو سوال و جواب کے اسلوب پر کئی کئی حوالہ جات کے ساتھ اس موضوع پر پہلی مستند اور ضخیم کتاب ہے، اور انہوں نے یہ کتاب ایک خاص معاہدے کے تحت ترتیب دی ہے۔

الحمد للہ اس سے پہلے اسی اسلوب پر موصوف کی تین کتابیں۔ قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا، محمد عربی ﷺ انسائیکلو پیڈیا اور صحابہ کرام انسائیکلو پیڈیا نہ صرف عوام کے لیے بہت مفید اور مددگار ثابت ہوئی ہیں بلکہ مدارس، کالج اور یونیورسٹیوں کے طلباء، اساتذہ اور اہل علم سے خراج تحسین وصول کر چکی ہیں۔

امید ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام سے متعلق یہ معلوماتی خزانہ جہاں تشنگان علم کی پیاس بجھائے گا وہاں ان لوگوں کے لیے بھی بے حد مددگار ثابت ہوگا جو کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنے کے خواہاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ مذکورہ تینوں کتابوں کی طرح ”انبیائے کرام علیہم السلام انسائیکلو پیڈیا“ کو بھی شرف قبولیت سے نوازے اور ان تمام لوگوں کو جزائے خیر عطا فرمائیں جنہوں نے اس کی تالیف، نشر و اشاعت اور خوبصورت طباعت میں حصہ لیا۔

آمین

محتاج دعا
محمد ناظم اشرف

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	نبوت کیا ہے؟	۹
۲	انبیاء کرام علیہم السلام اور قرآن	۲۳
۳	انبیاء کرام علیہم السلام اور احادیث	۳۹
۴	انبیاء کرام علیہم السلام اور دیگر مذاہب	۴۷
۵	اللہ کے سفیر	۱۲۱
	سیدنا حضرت آدم علیہ السلام	۱۲۳
	سیدنا حضرت شیث علیہ السلام	۱۷۰
	سیدنا حضرت ادریس علیہ السلام	۱۷۳
	سیدنا حضرت نوح علیہ السلام	۱۸۷
	سیدنا حضرت ہود علیہ السلام	۲۳۰
	سیدنا حضرت صالح علیہ السلام	۲۵۰
	سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام	۲۷۳
	سیدنا حضرت لوط علیہ السلام	۳۴۲
	سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام	۳۷۳
	سیدنا حضرت ائلق علیہ السلام	۴۰۰
	سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام	۴۰۸
	سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام	۴۲۲
	سیدنا حضرت شعیب علیہ السلام	۴۹۰
	سیدنا حضرت ایوب علیہ السلام	۵۰۸

۵۲۸	سیدنا حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام	
۶۳۶	سیدنا حضرت خضر علیہ السلام	
۶۳۵	سیدنا حضرت دانیال علیہ السلام	
۶۳۸	سیدنا حضرت یوشع علیہ السلام	
۶۵۷	سیدنا حضرت حزقیل علیہ السلام	
۶۶۰	سیدنا حضرت الیاس علیہ السلام	
۶۶۷	سیدنا حضرت شعیا علیہ السلام	
۶۷۰	سیدنا حضرت ارمیا علیہ السلام	
۶۷۳	سیدنا حضرت السع علیہ السلام	
۶۷۵	سیدنا حضرت ذوالکفل علیہ السلام	
۶۸۶	سیدنا حضرت شموئیل علیہ السلام	
۶۹۳	سیدنا حضرت داؤد علیہ السلام	
۷۱۳	سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام	
۷۵۲	سیدنا حضرت یونس علیہ السلام	
۷۷۱	سیدنا حضرت عزیر علیہ السلام	
۷۷۴	سیدنا حضرت زکریا علیہ السلام	
۷۸۳	سیدنا حضرت یحییٰ علیہ السلام	
۷۹۱	سیدنا حضرت لقمان علیہ السلام	
۷۹۳	سیدنا حضرت ذوالقرنین علیہ السلام	
۷۹۶	سیدنا حضرت مریم و عیسیٰ علیہما السلام	
۸۳۷	سیدنا خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ	
۹۸۹	دیگر مذاہب کے رہنما	۶

نبوت کیا ہے؟

﴿نبوت کیا ہے؟﴾

سوال: اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہدایت اور بھلائی کے لئے بہت سے نبی بھیجے۔ نبی کے معنی اور مفہوم بتادیتے؟

جواب: نبی کا لفظ نباء سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں خبر۔ تاہم عربی میں نباء ہر خبر کو نہیں کہا جاتا بلکہ یہ ایسی خبر ہے جس میں تین چیزیں ہوں۔ نباء یعنی خبر فائدے کی ہو۔ فائدہ بھی معمولی نہیں بلکہ بہت بڑا ہو اور اس خبر کے سننے والے کو اطمینان قلب اور یقین کامل حاصل ہو۔
(المجد۔ تاسوس۔ المفردات)

سوال: علامہ راغب اصفہانی نے نباء کی کیا تعریف بیان کی ہے؟

جواب: ان کے بقول نباء اس خبر کو کہتے ہیں جو بڑے فائدے کی ہو۔ اور اس سے علم یقین یا ایسا علم جس پر یقین غالب ہو حاصل ہو اور کسی خبر کو اس وقت تک نباء نہیں کہتے جب تک اس میں مندرج بالا تین چیزیں شامل نہ ہوں۔
(المفردات)

سوال: مفسرین و مؤرخین نے نبی کی کیا تعریف کی ہے؟

جواب: علامہ سید شریفؒ کے بقول ”نبی یا رسول وہ انسان ہے جسے اللہ تعالیٰ لوگوں کی طرف اپنا حکم دے کر بھیجے۔“ ابن تیمیہؒ کے مطابق الذی نباء اللہ یعنی وہ ذات ہے جس کو حق تعالیٰ نے غیب کی خبریں دی ہوں اور اس کو نبی بنایا ہو۔ اب جس کو اللہ تعالیٰ نے نبی بنایا ہو اور اس کو غیب کی خبریں دی ہوں ضروری نہیں کہ وہ دوسروں کو بھی ان خبروں سے مطلع کرے۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا ہو۔ جس طرح اللہ کا رسول کسی غیر کا رسول نہیں ہو سکتا اور نہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کا حکم مان سکتا ہے، اسی طرح اللہ کا نبی بھی غیر اللہ کا نبی نہیں بن سکتا اور نہ

ہی کسی اور کی دی ہوئی خبروں کو قبول کر سکتا ہے۔ حضرت محمد وائف ثانی فرماتے ہیں، ”نبی وہ ذات ہے جو ہر وقت حق تعالیٰ کی طرف بھی متوجہ رہے اور خلق خدا پر بھی نظر رکھے۔ حق کی طرف توجہ کرنے سے خلق خدا کی طرف اس کی توجہ کم نہ ہو اور خلق خدا کا خیال حق کی لگن میں خلل انداز نہ ہو۔“ (المرقات، المنہات، کتبیات)

سوال: بتائیے نبی کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے؟

جواب: جب مخلوق خدا راہِ راست سے ہٹک جاتی ہے۔ اللہ کے دین اور احکامات سے روگردانی کرتی ہے۔ اس میں جسمانی، روحانی اور اخلاقی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کی ہدایت کے لئے نبی یا رسول بھیجتے رہے۔ مفکرین، مفسرین اور علماء کے نزدیک انبیاء علیہم السلام باطنی اور روحانی امراض کے طبیب حاذق ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ کائنات خدا کے وجود اور اس کی بعض صفات کی گواہی دینے کے بعد انسان کو جس مقام پر چھوڑ دیتی ہے اس مقام سے آگے چلنے کے لئے یعنی خدا کی مرضی، اس کی ہدایت، اس کے قانون اور اس کی پسند و ناپسند کو معلوم کر کے زندگی کو اس کے مطابق بنانے کے لئے انبیاء علیہم السلام کا مہربانی منت ہوئے بغیر چارہ نہیں۔ (سیرۃ النبیؐ - المسند - اسلام کا تصور نبوت)

سوال: اللہ تعالیٰ نے کبھی نبی بھیجے کبھی رسول۔ اور بعض کو یہ دونوں منصب دیئے گئے۔ نبی اور رسول میں کیا فرق ہے؟

جواب: علامہ ابن تیمیہ کہتے ہیں: ”جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کو صرف امور غیب کی اطلاع دیتا ہو، ان کو چند و نصائح کرتا ہو، اور حق تعالیٰ کی جانب سے اس کو وحی ہوتی ہو وہ نبی کہلاتا ہے، لیکن ان اوصاف کے ساتھ ساتھ جو کفار اور نافرمان قوم کی تبلیغ پر بھی مامور کیا جائے تو وہ رسول ہوگا۔“ بعض حضرات کہتے ہیں کہ نبی وہ ہوتا ہے جو شریعت جدیدہ نہ لے کر آئے اور رسول وہ ہوتا ہے جو شریعت جدیدہ لے کر آئے۔ رسول اور نبی کا فرق بیان کرتے ہوئے یہ بھی کہا گیا ہے کہ رسول وہ ہے

جو محکمین کو شریعت جدیدہ پہنچانے خواہ وہ شریعت اس رسول کے اعتبار سے جدیدہ ہو جیسے تورات وغیرہ یا صرف مرسل الہیم کے اعتبار سے جدیدہ ہو جیسے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شریعت کہ وہی شریعت انراہیمہ تھی۔ لیکن قوم جہم کو اس کا علم حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی سے ہوا۔ اور خواہ وہ رسول نبی ہو یا نبی نہ ہو۔ جیسے ملائکہ کہ ان پر رسول کا اطلاق کیا گیا ہے اور وہ انبیاء علیہم السلام نہیں ہیں۔ یا انبیاء کے فرستادے اصحاب جیسے سورۃ النسن میں ہے: اذ جاءها المومنون۔ اور نبی وہ ہے جو صاحب دہی ہو خواہ شریعت جدیدہ کی تبلیغ کرے یا شریعت قدیمہ کی۔ جیسے اکثر انبیاء بنی اسرائیل کہ وہ شریف موسیٰ کی تبلیغ کرتے تھے۔“ تبی چونکہ اللہ کی طرف سے بڑی بڑی اور فائدے والی خبریں دیتا ہے اس لئے وہ نبی ہے، اور نبی اس پیغام کو دنیا میں لاتا ہے اس لئے وہ رسول بھی ہے۔

(الممت۔ بیان القرآن۔ ترجمان احمد)

سوال: بتائیے نبی میں کن خصوصیات کا ہونا ضروری ہے؟

جواب: نبوت اللہ کی دین ہے اور نبی اللہ کا انتخاب ہوتے ہیں۔ تاہم جسے نبوت ملتی ہے وہ پہلے بھی عبادت و ریاضت کرتا ہے لیکن نبوت ملنے کے بعد اور زیادہ عبادت میں مصروف ہو جاتا ہے۔ اس ریاضت و عبادت کے ساتھ ساتھ نبی میں اللہ کی عطا کردہ اور خصوصیات بھی ہوتی ہیں تاکہ جسے نبی نوع انسان کی ہدایت کے لئے بھیجا جا رہا ہے وہ سب سے ممتاز ہو جائے مثلاً وہ حسن صورت، حسن سیرت، حسن عمل، معتدل مزاجی، حسن تربیت، پاکیزہ نسب، نیک فطرت، نشوونما اور پرورش میں پاکیزگی، سنجیدگی اور متانت جیسی خوبیوں کا بھی حامل ہو۔ وہ دشمنوں کیساتھ حسن اخلاق سے پیش آتا ہے اور اللہ کے دوستوں کے ساتھ تواضع اور نرم خوئی اختیار کرتا ہے۔ ان تمام صفات کے ساتھ ساتھ نبی مافوق البشر ہستی نہیں ہوتا۔ وہ ایک بشر ہوتا ہے اور عام انسانوں کی طرح پیدا ہوتا ہے۔ بچپن جوانی اور بڑھاپے کی منزلوں

سے گزرتا ہے۔ کھاتا پیتا ہے، شادی کرتا ہے، اس کے ہاں اولاد بھی ہوتی ہے۔ رنج و غم اور خوشی اور مسرت کے لمحات بھی اس پر آتے رہتے ہیں۔ ان ظاہری صفات کے علاوہ بعض انبیاء کو خاص باطنی صفات بھی عطا ہوتی ہیں۔ وہ عالم بشری طرح کے بشر نہیں ہوتے۔ (عمدۃ القاری، کنز العمال)

سوال: امام رازی نے انبیاء کرام علیہم السلام کی پاکیزگی اور تقدس کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟

جواب: آپ کہتے ہیں: ”خوب سمجھ لیتا چاہیے کہ انبیاء علیہم السلام کے نفوس قدسیہ عام انسانوں سے اپنی ماہیت ہی میں مختلف ہوتے ہیں۔ ان نفوس میں فہم و فراست اور جسمانیات و شہوات سے ایک عجیب قسم کی برتری ہوتی ہے۔ جب ایک طرف روح کی پاکیزگی اور شرف کا یہ عالم ہو۔ دوسری طرف جسم بھی غایت درجہ پاک و صاف ہو تو لازمی طور پر ان کے قویٰ محرکہ اور مددگار بھی انتہا درجہ کامل ہوں گے۔ کیونکہ جب فاعل اور قائل دونوں کامل ہوں تو پھر اس کے آثار قوت و شرف اور پاکیزگی میں کیوں کامل نہ ہوں گے۔“ (تفسیر کبیر - اسلام کا تصور نبوت)

سوال: عارفین و مفسرین نے انبیاء کرام علیہم السلام کے مقام کے بارے میں گفتگو کرنے سے کیوں منع فرمایا ہے؟

جواب: انبیاء علیہم السلام کی مافوق البشر بشریت کے پیش نظر عارفین اور بعض مفسرین نے انبیاء علیہم السلام کے مقام کے بارے میں گفتگو کرنے سے منع فرمایا ہے۔ محی الدین ابن عربی کہتے ہیں: رسول کے مقام کے بارے میں صرف رسول کو اور نبی کے مقام کے بارے میں صرف نبی کو گفتگو کرنا چاہیے۔ جب انبیاء کرام علیہم السلام کے مقام کا ہمیں ذوق اور آشنائی ہی نہیں تو ہم اس کے بارے میں گفتگو ہی کیا کر سکتے ہیں۔ (الہدایۃ والجرید - اسلام کا تصور نبوت)

سوال: فلاسفہ اور حکماء نے نبوت سے کیا فیض پایا؟

جواب: الہام غزائی کہتے ہیں: ”فلاسفہ نے علم طب اور علم نجوم کو پہلے انبیاء علیہم السلام کی کتابوں سے چرایا ہے۔ اور ادویات کے خواص جن کا ادراک عقل نہیں کر سکتی، انبیاء علیہم السلام کے محیفوں اور ان پر نازل شدہ کتابوں سے لئے ہیں۔“

(المعتمد من الاصول)

سوال: کشف، الہام اور وحی کے ذریعے انبیاء علیہم السلام کو خبریں دی جاتی ہیں۔ کشف کا مفہوم کیا ہے؟

جواب: یہ علم کے درجات ہیں۔ کشف کے لفظی معنی کھولنا ہیں۔ عربی میں اس کے معنی زائل کرنے اور دور کرنے کے بھی ہیں اور قرآن مجید میں ان معنوں کے علاوہ کشف پر وہ اٹھانے کے معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے۔ اصطلاحی معنوں میں کشف سے مراد مادیت کے ظلمانی پردوں کو چاک کر کے مادی چیز کا روحانی عالم میں مشاہدہ ہو جانا۔ ایسا کبھی اصلی صورت میں ہوتا ہے کبھی مثالی صورت میں۔ صوفیاء کی اصطلاح میں اسے کشف الصدور بھی کہتے ہیں جب وہ دوسرے قلوب میں چھپی بات کو معلوم کر لیتے ہیں، کشف صرف انبیاء کرام علیہم السلام اور بزرگان دین ہی کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ بعض دفعہ کفار کو بھی کشف ہو جاتا ہے۔ مثلاً دجال کو بھی کشف ہوگا اور وہ کشف سے کئی باتیں معلوم کر لے گا۔

(القرآن۔ المفردات۔ البصائر)

سوال: غیر مادی علم کی دوسری قسم الہام ہے۔ لغت اور اصطلاح میں اس کے کیا معنی ہیں؟

جواب: الہام کے معنی دل میں کسی بات کے ڈالنے اور پردہ اٹھانے کے ہیں۔ اس سے مراد وہ علم ہے جو غور و فکر اور ترتیب مقدمات کے بغیر دل میں ڈالا جاتا ہے۔ امام راغب اصفہانی کے بقول یہ علم اللہ تعالیٰ یا ملائعہ اعلیٰ کی طرف سے آتا ہے اور بغیر کسی ظاہری اور مادی اسباب کے آتا ہے۔ اس علم کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر اس علم کا ذکر ہے۔ مختلف اشیاء کے موجد دنیا کے

سامنے نئی نئی ایجادات پیش کرتے ہیں۔ انبیاء اور اولیاء کرام دونوں کو الہام ہوتا ہے۔ انبیاء کرام کے الہام اور اولیاء کے الہام میں فرق ہے۔ حافظ نور پشٹی کہتے ہیں کہ انبیاء کا الہام قطعی اور یقینی ہوتا ہے لیکن اولیاء کے الہام کو یہ مرتبہ حاصل نہیں۔ انبیاء چونکہ خود خطا سے پاک ہوتے ہیں اس لئے ان کا الہام بھی معصوم عن الخطا ہوتا ہے۔ اولیاء کا الہام یقینی اور قطعی نہیں بلکہ ظنی ہوتا ہے اور اس میں غلطی کا امکان رہتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی ”لکھتے ہیں کہ وہ الہام جو کہ اولیاء کو ہوتا ہے وہ انوار نبوت سے ماخوذ اور اقتباس شدہ ہوتا ہے اور انبیاء ہی کی پیروی اور تابعداری کے فیوض و برکات کا نتیجہ ہوتا ہے۔

(القرآن۔ الممد کتوبات۔ علوم القرآن)

سوال: غیر مادی علم کی تیسری قسم وحی ہے اور انبیاء کرام کے اللہ تعالیٰ سے رابطہ کا ایک بڑا ذریعہ وحی ہے۔ وحی کا مفہوم بیان کر دیجئے؟

جواب: وحی کے معنی ہیں کہ اپنے لبوں کو ہلائے بغیر مخفی طور پر اپنے دلی منشاء کو دوسرے پر ظاہر کروینا۔ لیکن شریعت اسلامیہ میں اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا اپنے خاص بندوں کو مخفی ذریعہ سے اطلاع دینا ہے۔ روحانی ذرائع علوم میں سب سے آخر میں وحی کا مقام ہے۔ انبیاء کرام کے لئے ان تینوں ذرائع کا علم یقینی ہے لیکن غیر انبیاء کے لئے ظنی ہے۔ (القرآن۔ المفردات۔ قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا)

سوال: وحی کی دو اقسام ہیں۔ وحی مکتوہ اور وحی غیر مکتوہ۔ ان دونوں کی وضاحت کریں؟

جواب: وحی کے ذریعے حاصل ہونے والا علم یا پیغام نبی یا تو انہی الفاظ میں لوگوں تک پہنچاتے ہیں جن میں وہ نازل ہوا یا پھر اس علم کو اپنے الفاظ میں لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ پہلی قسم کو قرآن اور دوسری قسم کو سنت کہا جاتا ہے۔ اصول کی کتابوں میں پہلی قسم کو وحی مکتوہ اور دوسری قسم کو وحی غیر مکتوہ کہتے ہیں۔ یعنی قرآن اس وحی کا نام ہے جس کی تلاوت کی جاتی ہے اور سنت اس وحی کو کہتے ہیں جس کی

باقاعدہ تلاوت نہیں کی جاتی۔ یعنی قرآن وحی حقیقی اور سنت وحی غیر حقیقی ہے۔

(المفردات۔ علوم القرآن۔ قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا)

سوال: مفسرین، علماء اور سیرت نگاروں نے وحی کی کوئی صورتیں بیان کی ہیں؟

جواب: علامہ ابن القیم، علامہ عینی، علامہ راغب اور بہت سے دوسرے مفسرین و مؤرخین نے قرآن و احادیث کی روشنی میں وحی کی مندرجہ ذیل دس صورتیں بیان کی ہیں:

(۱) رویائے صادقہ یعنی نبی کو سچے خوابوں کی صورت میں کسی بات کا علم ہوتا۔ جیسے حضورؐ کو نبوت سے پہلے سچے خواب آتے تھے۔

(۲)لقاء فی القلب۔ نبی کے دل میں کوئی بات ڈال دی جائے۔ حضورؐ کو متعدد مرتبہ اس طرح وحی کی گئی۔

(۳) تمثیل۔ فرشتے کا انسانی شکل میں آ کر نبی کو اللہ کا پیغام پہنچانا۔ جیسے جبرائیلؑ ایک صحابی وحیہ کلبی کی شکل میں آتے تھے۔

(۴) صلیحۃ الجرس۔ گھنٹی کی آواز کی طرح پیغام سنائی دینا۔ حضورؐ پر اکثر اس انداز میں بھی وحی نازل ہوتی تھی۔

(۵) فرشتے کا اصلی صورت میں نظر آنا اور اللہ کا پیغام لانا۔ حضرت جبرائیلؑ کو آپؐ نے دو مرتبہ اصلی صورت میں دیکھا۔

(۶) اللہ تعالیٰ کا آسمانوں سے وحی کرنا۔ جیسے شب معراج میں اللہ نے رسول اکرمؐ سے کلام کیا۔

(۷) اللہ تعالیٰ کا بلا واسطہ کلام کرنا۔ جس طرح شب معراج میں حضورؐ سے باتیں ہوئیں۔ حضرت موسیٰؑ سے کلام الہی۔

(۸) اللہ تعالیٰ کا کسی نبی سے بغیر حجاب کے خطاب فرمانا۔ جیسا کہا جاتا ہے کہ معراج میں بھی حضورؐ سے بغیر حجاب کے خطاب ہوا۔

(۹) کتابت کے ذریعے وحی فرمانا۔ جیسے موسیٰؑ کو توریت لکھی ہوئی (تختیوں پر) ملی

تھی۔

(۱۰) تفہیم نبی۔ اللہ کوئی بات نبی کے دل و ذہن میں ڈال دیتا ہے۔ جیسے دین کا فہم عطا کر دیتا۔

(زاد العاد۔ مدارج السالکین۔ فتح الباری۔ المنہاج۔ ترقی۔ بخاری۔ تفسیر ابن کثیر۔ بطبری۔ خازن)

سوال: انبیاء کرام کی عصمت و عظمت تمام مخلوق سے بلند تر ہوتی ہے۔ وجہ بتا دیجئے؟
جواب: نبوت اکتسابی نہیں بلکہ وہی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی مخلوق میں سے منتخب فرماتا ہے۔ وہ گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔ اس لئے انبیاء کرام علیہم السلام ہر لحاظ سے تمام مخلوق میں ممتاز ہوتے ہیں۔ وہ ظاہری اور باطنی اعمال پاکیزہ کے جامع ہوتے تھے۔ علامہ نسفی نے لکھا ہے کہ وہ ظاہری اعمال اور باطنی فکر کے حامل تھے۔ امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام قوت علیہ اور قوت عملیہ دونوں میں کامل و اکمل ہوتے ہیں۔ اور اللہ کی معرفت میں بھی ان کا کوئی ثانی نہیں ہوتا اور اس کی اطاعت میں بھی ان کی کوئی ہمسری نہیں کر سکتا۔ مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ لکھتے ہیں کہ انبیاء کی عصمت کے معنی یہ ہیں کہ ان کے اقوال و افعال، عبادات، عادات، معاملات و مقامات، اخلاق و احوال، غرضیکہ جس چیز کا بھی ان سے تعلق ہے، اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے نفس اور شیطان اور خطاء و نسیان کی مداخلت سے محفوظ فرماتا ہے۔ اور حفاظت کرنے والے فرشتے ان پر متعین فرماتا ہے۔ ملا علی قاری عصمت انبیاء کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ایک لطف ہوتا ہے جو معصوم کو اختیار کے باقی زبے ہوئے بھلائی پر آمادہ کرتا ہے اور برائی سے روکتا ہے۔ علامہ خفا جی کہتے ہیں کہ اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ انبیاء کرام کبیرہ اور صغیرہ دونوں گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔ اور یہی جمہور کا مسلک ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ انبیاء تمام کے تمام صفات، کبار اور کفر و فواحش سے

معصوم اور پاک ہوتے ہیں۔

(تفسیر کبیر۔ تفسیر مدارک۔ منصب امامت۔ شرح نفا کبر۔ ضم الریاض)

سوال: قرآن مجید نے انبیاء کے لئے بعض مقامات پر امام کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جیسے سورۃ بقرہ میں حضرت ابراہیم کے لئے۔ بتائیے مفسرین و مؤرخین نے امام خصوصاً انبیاء کی امامت کے بارے میں کیا کہا ہے؟

جواب: علامہ نسفی کہتے ہیں کہ امام نام ہے اس کا جس کی تابعداری (پیروی) کی جائے۔ علامہ ابوبکر حصام رازی لکھتے ہیں کہ "امامت کے نام کا وہی حقدار ہے جس کی امور دین میں اتباع اور پیروی کرنا ضروری اور لازمی ہو۔" پس انبیاء (اس لحاظ سے) امامت کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہوتے ہیں۔ امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں "امام نام ہے اس شخص کا جس کی اقتداء اور پیروی کی جائے۔" محققین فرماتے ہیں کہ یہاں امام سے مراد نبی ہے۔ (تفسیر مدارک۔ احکام القرآن۔ تفسیر کبیر)

سوال: نبیوں اور رسولوں کو معجزے عطا کئے گئے۔ معجزے سے کیا مراد ہے؟

جواب: کسی شے کی ماہیت کو بدل دینا شریعت کی اصطلاح میں معجزہ کہلاتا ہے۔ اس کے لئے علماء نے دو شرائط بتائی ہیں۔ پہلی یہ کہ تبدیلی حقیقت میں واقع ہو محض شعبہ بازی یا نظر بندی نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ تبدیلی کرنے والا شخص صالح ہوا و اللہ کی طرف سے نبوت کا دعویدار ہو۔ جادوگر یا شعبہ باز اور جھوٹا نبی نہ ہو۔

(المفردات۔ العوات۔ احکام القرآن)

سوال: بتائیے علماء و مفسرین نے معجزے کی کیا تعریف کی ہے؟

جواب: بعض علماء کے بقول جو اسر بلا اسباب خلاف عادت نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہو وہ معجزہ کہلاتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شے اسباب اور آلات کے ذریعہ ظاہر ہو وہ بھی معجزہ نہیں کہلاتی۔ اس طرح جادو اور طلسم کے ذریعے کرشموں کا اظہار بھی معجزہ نہیں۔ بعض علماء معجزے کی تعریف میں کہتے ہیں کہ علامت اور جس شے کی علامت مقرر

ہو اس کے درمیان کوئی خاص خصوصیت ہونی چاہئے تاکہ اس علامت کو دیکھ کر فوراً اس دوسری شے کا یقین حاصل ہو سکے۔ منطق کی اصطلاح میں ایسی علامت کا نام خاصہ ہے۔ ضروری ہے کہ نبوت و رسالت اور ان کی علامات و آیات کے درمیان بھی ایسا کوئی خاص ربط ہو جس کو دیکھ کر ایک مادہ پرست کے لئے بھی نبوت و رسالت کی معرفت کا دروازہ کھل جائے۔ انبیاء سے جو خوارق عادت افعال ظاہر ہوتے ہیں علم کلام کی اصطلاح میں انہیں معجزہ کہا گیا ہے۔

(الفردات۔ المصنفات۔ اسلام کا تصور نبوت)

سوال: امام قرطبی نے معجزے کی کیا تعریف فرمائی ہے اور اس کیلئے کیا شرائط بیان کی ہیں؟
جواب: امام قرطبی کہتے ہیں کہ ”معجزے کو اس لئے معجزہ کہتے ہیں کہ انسان اس کی مثل لانے سے قاصر ہے۔“ معجزہ کیلئے آپ نے پانچ شرائط بیان کی ہیں۔ پہلی شرط یہ کہ وہ فعل اس جنس کا ہو جس پر اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کو قدرت حاصل نہ ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ وہ فعل خارق عادت ہو۔ تیسری شرط یہ ہے کہ مدعی نبوت اس کے ساتھ یہ دعویٰ بھی کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کے کہنے پر یہ معجزہ دکھلائے گا۔ چوتھی شرط یہ کہ وہ معجزہ مدعی نبوت کے دعویٰ کی تائید بھی کرے کہ میرے دعویٰ نبوت کی دلیل کے طور پر میرا ہاتھ یا یہ جانور بولنے لگے گا۔ پانچویں شرط یہ کہ مدعی نبوت کے مقابلے میں کوئی دوسرا شخص اس کی مثل نہ لاسکے۔ (تفسیر قرطبی۔ الموابہ الملائین)

سوال: بتائیے بعض دوسرے مفسرین و مؤرخین نے معجزے کی کیا تعریف بیان کی ہے؟
جواب: حافظ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں: ”معجزہ کو اس لئے معجزہ کہا جاتا ہے کہ جن کے سامنے وہ پیش کیا جاتا ہے۔ وہ مخلوق اس کے کرنے سے عاجز ہوتی ہے۔“ جیسے مردوں کا زندہ کرنا۔ لاشی کا سانپ بنا دینا۔ انگلیوں سے پانی ابلنا۔ چاند کا پھٹ جانا۔“ امام عبد الوہاب شمرانی۔ علامہ ابن ابی شریف اور علامہ ابن خلدون نے بھی ایسی ہی بات کہی ہے۔ (فتح الباری۔ الشفاء والیقوت والحوابر۔ المسابرة۔ المقدس)

سوال: علماء و مفسرین نے معجزات کی کتنی قسمیں بیان کی ہیں؟

جواب: علمائے اسلام نے معجزے کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔ ایک معنوی معجزات یعنی نبی کے وہ نمایاں اوصاف اور ملکات جو حق تعالیٰ بغیر کسی کسب و کسب کے روزِ اَوَّل ہی سے اس میں ودیعت فرماتے ہیں۔ دوسرے حسی معجزات یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے افعال و عجائبات ہیں جو انبیاء کے ہاتھوں پر ان کے دعوائے نبوت کی تصدیق و تائید کے لئے ظاہر ہوتے ہیں۔ اس طرح انبیاء کرام نے جتنے بھی معجزات پیش کئے ان کو صرف دو قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک اخبار بالنبی اور تصرف فی الکائنات۔ اسے یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ معجزات عملی اور علمی ہوتے ہیں۔ نبی کے ہاتھوں ایسے افعال کا ظاہر ہونا جسے بشری طاقت اور قدرت عاجز ہو علمی معجزہ سے اور نبی کی زبان سے خبروں اور پیش گوئیوں کا ظاہر ہونا جس سے انسانی اور اک اور بشری علم عاجز ہو نبی کا علمی معجزہ کہلائے گا۔ (انبیاءات۔ احیاء العلوم)

سوال: معجزہ نبوت کی دلیل ہے اور یہ نبی کا فعل نہیں بلکہ اللہ کا فعل ہوتا ہے۔ بعض علماء و مفسرین اس سلسلے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: علامہ ابن ہمام کہتے ہیں: ”معجزہ جب ایسی چیز ہے کہ مخلوق اس کے کرنے سے عاجز ہے تو معجزہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کا فعل ہوگا۔“ علامہ کمال الدین محمد بن ابی شریف کہتے ہیں: بلاشبہ معجزہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کا فعل ہے۔“ امام تورپشتی فرماتے ہیں: انبیاء کے جو معجزات ہیں ان کو حق تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا۔“ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کہتے ہیں: ”معجزہ نبی کا فعل نہیں ہوتا بلکہ خدا تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے جس کو نبی کے ہاتھ پر ظاہر کیا جاتا ہے۔ بخلاف دیگر افعال کے کہ اس میں کسب بندہ کی طرف سے اور خلق اللہ کی طرف سے ہوتا ہے مگر معجزہ میں کسب بھی بندہ کی طرف سے نہیں ہوتا۔“ امام غزالی کہتے ہیں: ”جب اس کے (معجزہ کے)

ظاہر کرنے سے تمام انسان عاجز ہیں تو وہ صرف اللہ کا فعل ہوگا۔“ قاضی ابوبکر الباقلائی اور علامہ ابن خلدون نے بھی یہی کہا ہے۔

(المقدمہ۔ السابہ۔ التعمد فی التعمد۔ مدارج۔ النبوة۔ احیاء العلوم انجاز القرآن)

سوال: کیا عورت نبی ہو سکتی ہے؟

جواب: عورت کے نبی ہونے میں علماء و مفسرین کا اختلاف ہے۔ شیخ ابوالحسن اشعری، امام قرطبی، محمد بن اسحاق اور علامہ ابن حزم وغیرہ کا خیال ہے کہ عورت نبی ہو سکتی ہے۔ علامہ ابن حزم اندلیٰ تو یہ بھی کہتے ہیں کہ سیدہ خوات، سیدہ سارہ، سیدہ ہاجرہ، سیدہ ام موسیٰ، آسیہ اور سیدہ مریم نبی تھیں۔ اس کے برعکس امام حسن بصری، قاضی عیاض، ابن تیمیہ، ملا علی قاری اور ابن ہمام کے خیال میں عورت نبی نہیں ہو سکتی اس لئے سیدہ خوات، سیدہ مریم، سیدہ سارہ اور سیدہ ہاجرہ و سیدہ ام موسیٰ نبی نہیں تھیں۔ (تفسیر ابن کثیر۔ بحوالہ۔ فتح الباری۔ التعمد۔ فہمہ العالی۔ سابہ۔ تفسیر کبیر)

سوال: انبیاء کی حیاتِ قبریہ کے بارے میں علماء و مفسرین کی کیا رائے ہے؟

جواب: جلال الدین سیوطی کہتے ہیں کہ نبی اکرمؐ اور دوسرے تمام انبیاءؑ اپنی قبروں میں حیات ہیں۔“ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کہتے ہیں: ”جمہور کا طے شدہ اور مختار قول یہی ہے کہ انبیاء کرامؑ موت کا مزہ چکھنے کے بعد دنیوی زندگی کے ساتھ (قبر میں) متصف ہیں۔ علامہ تقی الدین سبکی نے لکھا ہے کہ انبیاء کو دنیا کے حساب سے زندہ سمجھیں گے۔“ (حیاء الانبیاء۔ تیسرے الباری۔ خفاء المقام)

انبیاء کرام علیہم السلام اور قرآن

﴿انبیاء کرام علیہم السلام اور قرآن﴾

سوال: قرآن پاک میں انبیاء کی بحث کا کیا مقصد بیان فرمایا گیا ہے؟
جواب: سورۃ الانعام آیت 48 میں ارشاد ہوتا ہے: وَمَا تُرِیْلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ یعنی اور ہم پیغمبروں کو صرف اس لئے بھیجا کرتے ہیں کہ وہ بشارت دیں اور ڈرائیں۔ (القرآن۔ تفسیر مکی۔ مضمومات قرآن)

سوال: قرآن وحدیث کی رو سے اللہ کی طرف سے بھیجے گئے رسول کی شان کیا ہوتی ہے؟
جواب: یہ رسول کی شان ہوتی ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے علوم کا حامل ہوتا ہے اور نہایت عمدہ، صاف، فصیح و بلیغ اور غیر خواہانہ گفتگو کرتا ہے۔ (القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: انبیاء کو لوگوں کے ساتھ کس طرح بات کرنے کا حکم دیا گیا؟
جواب: پیغمبروں کو نرمی و محبت سے وعظ و نصیحت کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ جیسے موسیٰؑ و ہارونؑ کو فرعون کے ساتھ نرمی سے بات کرنے کو کہا گیا۔ سورۃ طہ آیت 44 میں ہے: ”اس کو نرم بات کہو۔ شاید وہ نصیحت حاصل کر لے یا ڈر جائے۔“ اسی طرح رسول اللہؐ کو بھی حکم ہوا۔ سورہ النحل آیت 125 میں ہے: ”(اے نبی) اپنے رب کے راستے کی طرف (لوگوں کو) حکمت اور اچھے طریقے سے نصیحت کرو۔ اور اس سے گفتگو اس طریقے سے کرو جو اچھا ہے۔“ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء)

سوال: ”اور ہم نے تمام پیغمبروں کو ان ہی کی زبان میں پیغمبر بنا کر بھیجا۔“ کس سورۃ کی آیت ہے؟

جواب: قرآن مجید کے پارہ 13 سورۃ ابراہیمؑ میں یہ آیت ہے: وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ اِلَّا بِلِسَانٍ قَوْمِهِ لِیُبَیِّنَ لَهُمْ اَوْرَاسَ کَمَا تَکَلَّمُ اُنْہِیْ کِیْ زَبَانِ میں اللہ کے احکام بیان کریں۔ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر فیما القرآن)

سوال: تمام انبیاء کی قوموں کے بارے میں قرآن میں مشترک بات کیا بیان کی گئی ہے؟
جواب: بہت سے مقامات پر بتایا گیا کہ تمام انبیاء کی قوموں نے ان کو جھٹلایا، ان کا مذاق اڑایا۔ ان کی تعلیمات سے انکار کیا اور ان پر ظلم و تشدد کئے۔ صرف چند لوگ ان پر ایمان لائے۔
(القرآن - تفسیر مزیدی - تفسیر عثمانی - معارف القرآن)

سوال: رسول اللہ کو پیغمبروں کے قصے کیوں سنائے گئے؟

جواب: سورہ ہود آیت 120 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے، اور اے نبی! یہ پیغمبروں کے قصے جو ہم تمہیں سناتے ہیں۔ یہ وہ چیزیں ہیں جن کے ذریعے ہم تمہارے دل کو مضبوط کرتے ہیں۔ ان کے اندر تم کو حقیقت کا علم ملا اور ایمان لانے والوں کو نصیحت اور بیداری نصیب ہوئی۔
(القرآن - تفسیر ابن کثیر - تفسیر القرآن - فیض الانبیاء)

سوال: کیا قرآن دوسرے علاقوں اور قوموں کے نبیوں کو تسلیم کرتا ہے؟

جواب: جی ہاں! ارض القرآن کے علاوہ بھی قرآن دوسرے علاقوں کے نبیوں اور قوموں کو تسلیم کرتا ہے جیسا کہ اس نے سورۃ النساء آیت 164 میں اعلان کیا ہے۔ ”کچھ نبیوں کے بارے میں ہم نے تمہیں بتایا اور کچھ کے بارے میں نہیں۔“

(القرآن - تفسیر عثمانی - قرآن اور ہم - تفسیر مزیدی)

سوال: انبیاء کی بعثت کے باوجود بعض قوموں کو کیوں ہلاک کر دیا گیا؟

جواب: پارہ 20 سورۃ القصص آیت 59 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَى حَتَّى يَبْعَثَ فِي أُمْنَاهَا رَسُولًا يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا وَمَا كُنَّا لَنُهْلِكَ الْقُرَى إِلَّا وَآهْلُهَا ظَالِمُونَ۔ ”اور آپ کا رب ہستوں کو ہلاک نہیں کرتا جب تک کہ ان کے صدر مقام میں کسی پیغمبر کو نہ بھیج لے کہ وہ ان لوگوں کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنانے اور ہم ان ہستوں کو ہلاک نہیں کرتے مگر اس حالت میں کہ وہاں کے باشندے بہت ہی شرارتیں کرنے لگیں۔“
(القرآن - تفسیر ابن کثیر - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: انبیاء کی تعداد اور تعلیم کے بارے میں سورۃ ابراہیم میں کیا بتایا گیا ہے؟

جواب: پارہ 13 سورۃ ابراہیم آیت 9 میں ہے: اَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبُؤُ الدِّينِ مِنْ قِبَلِكُمْ قَوْمٌ

نُوحٌ وَعَادٌ وَثَمُودٌ وَالَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا اللَّهُ جَاءَهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ ” (اے کفار مکہ) کیا تم کو ان لوگوں کی خبر پہنچی جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ یعنی قوم نوح اور عاد اور ثمود اور جو لوگ ان کے بعد ہوئے جن کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں۔ ان کے پیغمبر ان کے پاس دلائل لے کر آئے۔“

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: سورۃ البقرہ آیت 213 میں انبیاء کرام کی بحث کا کیا مقصد بیان ہوا؟
جواب: انبیاء کے آنے سے پہلے سب مومن تھے۔ جب قوم نوح نے بت پرستی کا آغاز کیا تو اللہ نے لوگوں کو ہدایت کے لئے نبیوں کو بھیجا۔ جیسا کہ سورۃ البقرہ کی آیت 213 میں ہے: کَانَ النَّاسُ فَبَدَّلَ ”ایک زمانے میں سب لوگ ایک ہی طریقے پر چلتے تھے (عقیدۂ توحید پر عمل کرتے تھے اور بت پرستی سے ناواقف تھے) پھر اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو بھیجا کہ خوشخبری سناتے تھے اور ڈراتے تھے (اللہ کے غضب سے) اور ان کے ساتھ آسمانی کتابیں بھی نازل فرمائیں۔ تاکہ ان کے اختلافی معاملات کا فیصلہ کر دیں۔“

(القرآن۔ تفسیر ماحدی۔ فتح الممد۔ ضیاء القرآن)

سوال: سورۃ النساء میں پیغمبروں کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا گیا ہے؟ ان کی کیا صفات بیان ہوئیں؟

جواب: پارہ 6، سورۃ النساء آیت 165 میں ہے: رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ”ان سب کو خوشخبری دینے والے اور (ڈرانے والے) خوف سنانے والے پیغمبر بنا کر اس لئے بھیجا تاکہ لوگوں کے پاس اللہ تعالیٰ کے سامنے ان پیغمبروں کے بعد کوئی عذر باقی نہ رہے۔“

(القرآن۔ فوائد عثمانی۔ معارف القرآن۔ ضیاء القرآن)

سوال: اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزمان کو پیغمبروں کی تعداد کے بارے میں کیا خبر دی؟
جواب: پارہ 6 سورۃ النساء آیت 164 میں ہے: وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ

وَرَسُولًا لِّمَنْ نَّقْضُهُمْ عَلَيْهِمْ عَلَیْكَ ” اور ایسے پیغمبروں کو صاحب وحی بنایا جن کا حال اس سے قبل ہم آپ سے بیان کر چکے ہیں اور ایسے پیغمبروں کو جن کا حال ہم نے آپ سے بیان نہیں کیا۔“ (القرآن۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تفسیر مزیدی)

سوال: سورۃ النحل میں رسولوں کی آمد کے بارے میں کس طرح بتایا گیا ہے؟

جواب: پارہ 14 سورۃ النحل آیت 63 میں ہے: قَالُوا لَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ ” بخدا آپ سے پہلے جو امتیں ہو گزری ہیں ان کے پاس بھی ہم نے رسولوں کو بھیجا تھا سو ان کو بھی شیطان نے ان کے اعمال (بد) مستحسن کر کے دکھائے۔“ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ فتح المہید۔ تفسیر القرآن)

سوال: سورۃ النحل آیت 35-36 میں رسولوں کی آمد کے کون سے مقاصد بیان کئے گئے ہیں؟

جواب: پارہ 14 سورۃ النحل آیت 35 میں ہے: فَهَلْ عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ” سو پیغمبروں کے ذمے تو صرف (احکام کا) صاف صاف پہنچا دینا ہے۔“ آیت 36 میں ہے: وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ” اور ہم ہر امت میں کوئی نہ کوئی پیغمبر بھیجے رہے ہیں کہ تم صرف اللہ کی عبادت کرو۔ اور شیطان کے رستے سے بچتے رہو۔“

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء تفسیر القرآن)

سوال: سورۃ الزخرف میں حضورؐ سے کیا پوچھنے کا کہا گیا ہے؟

جواب: پارہ 25 سورۃ الزخرف آیت 45 میں ہے: وَمَسْئَلٌ مِّنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَا أَوْ جَعَلْنَا مِنْ دُونِ الرَّحْمَنِ إِلَهًا يُعْبَدُونَ ” اور آپ ان سب پیغمبروں سے جن کو ہم نے آپ سے پہلے بھیجا ہے پوچھ لیجئے، کیا ہم نے خدائے رحمن کے سوا دوسرے معبود ٹھہرا دیئے تھے کہ ان کی عبادت کی جائے۔“

(القرآن۔ تفسیر مظہری۔ معارف القرآن)

سوال: پارہ 17 کی کس سورۃ سے پتہ چلتا ہے کہ حضورؐ سے پہلے بھی انبیاء علیہم السلام

تشریف لائے؟

جواب: سورۃ الانبیاء آیت 25 میں ہے: وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِيْ اِلَيْهِ اَنْهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْنِيْ. ”اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی ایسا پیغمبر نہیں بھیجا جس کے پاس ہم نے یہ وحی نہ بھیجی ہو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس میری عبادت کرو۔“ (القرآن۔ فتح المید۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: قرآن پاک میں سب سے زیادہ ذکر کس نبی کا آیا ہے؟
جواب: قرآن پاک میں اتنا تذکرہ کسی نبی کا نہیں آیا جتنا موسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ پورے قرآن پاک میں 130 جگہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام یا تذکرہ ملتا ہے۔

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام کا دوسرا نام بنی اسرائیل ہے اور آپ کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی۔ بتائیے بنی اسرائیل میں کتنے نبی بھیجے گئے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے اس قوم میں حضرت یعقوب علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تقریباً چار ہزار نبی بھیجے۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ ارض الانبیاء)

سوال: سورۃ یونس میں انبیاء کرام کی بعثت کے بارے میں کیا ارشاد باری ہے؟
جواب: پارہ 11 سورۃ یونس آیت 47 میں ہے: وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ فَاِذَا جَاءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ”اور ہر امت کے لئے ایک حکم پہنچانے والا (ہوا) ہے۔ پس جب (ان کے پاس) آچکتا ہے (اور احکام پہنچا دیتا ہے تو اس کے بعد) ان کا فیصلہ انصاف کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا۔“ (القرآن۔ تفسیر مہدی۔ تفسیر عزیزی)

سوال: کیا سبھی انبیاء علیہم السلام ایک جیسے ہیں؟
جواب: فضائل اور درجات کے لحاظ سے تمام انبیاء کرام علیہم السلام ایک جیسے نہیں ہیں۔ سورۃ بقرہ میں ارشاد ہے خداوندی ہے: ”ان رسولوں میں سے بعض کو بعض پر ہم نے فضیلت دے رکھی ہے۔ ان میں وہ بھی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا ہے

اور ان میں سے بعض کے درجات اس نے بلند کئے۔ پارہ 3 رکوع ایک میں ہے:

يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ. ”یہ جتنے پیغمبر ہیں، ہم نے ان میں سب بعض حضرات کو بعض پر فضیلت و بزرگی عطا فرمائی ہے۔“ اسی طرح پارہ 15 اور رکوع 6 میں ہے: وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّۦنَ عَلَىٰ بَعْضٍ ”اور بلاشبہ ہم نے بعض انبیاء علیہم السلام کو بعض پر فضیلت عطا کی ہے۔“

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر عثمانی۔ تفسیر مظہری)

سوال: رسول اور نبی اللہ کے بھیجے ہوئے ہوتے ہیں؟

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّٰهِ ”ہم نے رسول صرف اس لئے بھیجے کہ اللہ کے حکم سے ان کی اطاعت کی جائے۔“

(القرآن۔ تفسیر کبیر۔ تفسیر کشاف)

سوال: قرآن حکیم نے نبیوں کے لئے معجزات کا ذکر کس انداز میں کیا ہے اور اس کے لئے کون کون سے الفاظ استعمال کئے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں اور رسولوں کو کچھ نشانیاں دے کر بھیجتا ہے۔ جن سے ایک عام آدمی انہیں پہچانتا ہے کہ یہ لوگ واقعی اللہ کے نبی ہیں۔ قرآن حکیم کی اصطلاح میں ان نشانیوں کو چنات، آیات اور براہین کہا گیا ہے۔ ان تینوں الفاظ کا مفہوم تقریباً ایک جیسا ہے۔ کیونکہ معجزہ نبوت کی نشانی اور دلیل ہوتا ہے۔ قرآن حکیم میں لفظ معجزہ کہیں استعمال نہیں ہوا۔ بلکہ یہی تینوں الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ جیسے سورۃ الحديد میں ہے: لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُؤُسًا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ. ”بے شک ہم نے بھیجے ہیں اپنے رسول نشانیاں دے کر اور اتاری ان کے ساتھ کتاب اور میزان تاکہ وہ لوگ سیدھے رہیں۔“

(القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر القرآن۔ العنوت)

سوال: اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو منصب نبوت عطا کرنے کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے؟

جواب: پارہ 8 سورة الانعام آیت 124 میں ہے: اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ "اس موقع کو تو خدا ہی خوب جانتا ہے جہاں اپنا پیغام بھیجتا ہے (جہاں رسالت کو رکھے)" (القرآن - تفسیر عزیز - بیان القرآن - تفسیر قرطبی)

سوال: قرآن مجید میں مختلف موقعوں پر اقوام کے جواب میں بتایا گیا ہے انبیاء و رسول بھی ان ہی میں سے تھے۔ بعض آیات بتا دیجئے؟

جواب: پارہ ۱۳ میں سورة یوسف آیت ۱۰۹ میں ہے: وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْ اِلَيْهِمْ مِنْ اَهْلِ الْقُرْاٰی "اور اے نبی! ہم نے آپ سے پہلے جو رسول بھیجے وہ بستیوں کے رہنے والے آدمی ہی تھے (کوئی فرشتے نہیں تھے) جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے۔" پارہ ۱۳ سورة ابراہیم آیت ۱۰ میں ہے: قَالُوْا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا "انہوں نے کہا کہ تم محض ایک آدمی ہو جیسے ہم ہیں۔" پھر آگے آیت 11 میں ہے: قُلْنَا لَنْ اَلْهَمَّ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ "ان کے رسولوں نے (اس کے جواب میں) کہا کہ ہم بھی تمہارے جیسے آدمی ہی ہیں۔" پارہ ۱۳ سورة النحل آیات ۳۳ میں ہے: وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْ اِلَيْهِمْ فَسَلُّوْا اَهْلَ الدِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ "اور ہم نے آپ سے قبل (نبی) صرف آدمی ہی رسول بنا کر معجزات اور کتابیں دے کر بھیجے ہیں کہ ان پر وحی بھیجا کرتے تھے۔ سو اگر تم کو علم نہیں تو دوسرے اہل علم سے پوچھ دیجھو۔" پارہ ۱۷ سورة الانبیاء آیت ۷ میں ہے: وَمَا اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْ اِلَيْهِمْ فَسَلُّوْا اَهْلَ الدِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ "اور اے نبی! آپ سے پہلے ہم نے جو رسول بھیجے وہ آدمی ہی تھے جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے اگر آپ نہیں جانتے تو جاننے والوں (اہل کتاب) سے پوچھ لیں۔"

(القرآن - تفسیر ابن کثیر - تفسیر قرطبی - تفسیر مابدی)

سوال: قرآن مجید کی کن آیات میں بتایا گیا ہے کہ رسول کھانا بھی کھاتے تھے اور چلتے پھرتے بھی تھے؟

جواب: پارہ ۷ سورۃ الانبیاء آیت ۲۳ میں ہے: وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا إِلَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ ۝ ”اور ہم نے ان رسولوں کے ایسے جسم نہ بنائے تھے جو کھانا نہ کھاتے ہوں۔ اور وہ حضرات ہمیشہ رہنے والے نہیں تھے۔“ پارہ ۸ سورۃ الفرقان آیت ۲۰ میں بتایا گیا ہے: وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا أَنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ۔ ”لہذا اے نبی! آپ سے پہلے جتنے بھی ہم نے رسول بھیجے وہ سب ہی کھانا کھایا کرتے تھے اور بازاروں میں پھرا کرتے تھے۔“

(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر فیاض القرآن۔ تفسیر عثمانی)

سوال: رسول بیوی اور اولاد بھی رکھتے تھے۔ آیت بتا دیجئے؟

جواب: پارہ ۱۳ سورۃ الرعد آیت ۳۸ میں ہے: وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُؤُوسًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً ”اور ہم نے پہلے بہت سے رسول بھیجے۔ اور ہم نے ان کو بیویاں اور بچے بھی دیئے۔“ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر مظہری)

سوال: اللہ کے نبی و رسول سوائے اللہ کے کسی سے نہیں ڈرتے۔ قرآن نے یہ حقیقت کیسے بیان کی ہے؟

جواب: قرآن حکیم میں حضرت موسیٰؑ کے قصے میں بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ خوف نہ کر۔ بے شک رسول میرے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۳۹ میں ہے: الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ ”یہ سب پیغمبر ایسے تھے کہ اللہ کے احکام پہنچایا کرتے تھے۔ اور اللہ ہی سے ڈرتے تھے نہ اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے تھے۔“

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ حصہ الانبیاء۔ حصہ القرآن)

سوال: بتائیے اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو کیا ذمہ داری سونپی تھی؟

جواب: قرآن پاک میں متعدد جگہ بتایا گیا ہے کہ رسولوں کے ذمے اللہ کا پیغام پہنچانا تھا۔ پارہ ۷ سورۃ المائد آیت ۹۹ میں ہے: مَا عَلَيْنَا الرُّسُولُ إِلَّا الْبَلَاغُ ”رسول کے ذمے تو صرف (پیغام) پہنچانا ہے۔“ پارہ ۱۳ سورۃ النحل آیت ۵۵ میں

ہے: قَهْلُ عَلَى الرُّسُلِ إِلَّا الْبَلِغُ الْمُبِينُ ۝ ”پس پیغمبروں کے ذمے تو صرف (احکام) صاف صاف پہنچا دینا ہے۔“ سورۃ النور آیت ۵۴ اور سورۃ العنکبوت آیت ۱۷ میں بھی یہی بات کہی گئی ہے۔ پارہ ۲۳ سورۃ یسین آیت ۱۷ میں ہے کہ جب اصحاب قریہ کے پاس پیغمبر بھیجے گئے تو انہوں نے بھی اپنی قوم سے کہا: وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلِغُ الْمُبِينُ ۝ اور ہمارے ذمے تو صرف واضح طور پر (کھول کھول کر) پہنچانا تھا۔“ (القرآن - تفسیر القرآن - تفسیر فتح القدیر)

سوال: کہا گیا ہے کہ رسولوں کا کام ڈرانا اور خوشخبری سنانا ہے۔ قرآن کی زبان میں بتا دیجئے؟

جواب: پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۲۱۳ میں ہے: بِبَيِّنَاتٍ مُّبِينَاتٍ وَمُنذِرِينَ وَنُزُلٍ مَّعَهُمُ الْكِتَابُ بِالْحَقِّ ”پھر اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو بھیجا جو کہ خوشخبری (اچھے کاموں پر) سناتے تھے اور ڈراتے تھے (بڑے کاموں پر)“ پارہ سورۃ النسا آیت ۱۶۵ میں ہے: رُسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ مَّا بَعَثَ الرُّسُلَ ان سب کو خوشخبری دینے والے اور خوف سنانے والے مقرر بنا کر اس لئے بھیجا تاکہ لوگوں کے پاس اللہ تعالیٰ کے سامنے ان پیغمبروں کے بعد کوئی عذر باقی نہ رہے۔“ پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت ۲۸ میں ہے: وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ ”اور ہم پیغمبروں کو صرف اس واسطے بھیجا کرتے ہیں کہ وہ بشارت دیں اور ڈرائیں۔“ سورۃ الکہف آیت ۵۶ میں بھی یہی بات کہی گئی ہے۔

(القرآن - تفسیر ابن کثیر - تفسیر القرآن - تفسیر القرآن)

سوال: نبیوں کی سچائی کے لئے انہیں کیا کچھ عطا کیا گیا؟

جواب: انہیں صحیفے، کتابیں اور نشانات (معجزے) عطا کئے گئے۔ جیسا کہ سورۃ البقرہ آیت ۲۱۳ میں ہے: وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيُخَكِّمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ ”اور ان کے ساتھ (آپانی) کتابیں بھی نازل کیں۔ اس لئے کہ لوگوں کے درمیان اختلافی امور میں فیصلہ فرمائیں۔“ پارہ ۲۷ میں سورۃ الحديد آیت

۲۵ میں ہے: لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلے کھلے احکام دے کر بھیجا (کھلی دلیلیں دے کر) اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب کو اور انصاف کرنے (تراز و تازی) کے حکم کو نازل کیا تاکہ لوگ اعتدال پر قائم رہیں۔“

(القرآن - فتح الحمید - میان القرآن - کنز الایمان)

سوال: کیا رسولوں پر غیب کی باتیں ظاہر ہوتی ہیں؟

جواب: جی ہاں! پارہ ۲۹ سورۃ الجن آیت ۲۶ میں ہے: عَلِيمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا ۝ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ ۚ ”غیب کا جاننے والا وہی ہے پس وہ اپنے غیب پر کسی کو آگاہ نہیں کرتا۔ ہاں مگر اپنے کسی برگزیدہ پیغمبر کو۔“

(القرآن - تفسیر عزیزی - تفسیر منطوری - میان القرآن)

سوال: اللہ نے نبیوں سے عہد لیا تھا۔ قرآن پاک کی کس آیت سے پتہ چلتا ہے؟

جواب: پارہ ۲۱ سورۃ الاحزاب آیت ۷ میں بتایا گیا ہے: وَإِذَا أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ ۖ وَمِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ ابْنِ مَرْيَمَ ۚ وَأَخَذْنَا مِنْهُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا ۝ ”اور جبکہ ہم نے تمام پیغمبروں سے ان کا اقرار لیا اور آپ سے بھی نوحؑ اور ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰ ابن مریمؑ سے بھی۔ اور ہم نے ان سے پختہ عہد لیا۔“

(القرآن - تفسیر عزیزی - تفسیر ابن کثیر - قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا)

سوال: کیا رسولوں کو اللہ کی مدد پہنچتی ہے؟

جواب: قرآن حکیم میں ہے کہ رسولوں کو دنیا میں اور آخرت میں اللہ کی مدد حاصل ہوتی ہے۔ پارہ ۲۳ سورۃ الصافات آیت ۱۷۱-۱۷۲ میں ہے: وَلَقَدْ مَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ۝ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ ۝ ”اور ہمارے خاص بندوں یعنی پیغمبروں کے لئے ہمارا قول پہلے ہی سے صادر ہو چکا ہے کہ بے شک وہی غالب کئے جائیں گے (مدد دی جائے گی) اور بے شک جو ہمارا لشکر ہے وہی غالب آنے والا ہے۔“ پارہ ۲۳ سورۃ المؤمن آیت ۵۱ میں ہے: إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ

اٰمَنُوا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ۝ ”ہم اپنے پیغمبروں کی اور ایمان والوں کی دنیاوی زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں اور اس روز بھی جس میں گواہی دینے والے (یعنی فرشتے جو کہ اعمال لکھتے تھے) کھڑے ہوں گے۔“

(القرآن - تیسرا القرآن - احسن القرآن - فتح الحمید)

سوال: قرآن کہتا ہے کہ نبیوں پر اللہ کا خاص انعام ہوتا ہے۔ آیات بتا دیجئے؟
جواب: پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۶۹ میں بتایا گیا ہے: وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالشّٰهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا ۝ ”اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا مان لے گا تو ایسے اشخاص بھی ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے۔ یعنی نبیوں، صدیقین اور شہداء اور صالحین اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں۔“ پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۵۸ میں ہے: اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيِّْنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ”یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے خاص انعام فرمایا ہے۔ منجملہ دیگر انبیاء کے آدم کی نسل سے۔“

(القرآن - تفسیر ابن کثیر - تفسیر مابعدی - فتح الحمید)

سوال: کیا سب نبی برابر ہیں اور انہیں ایک جیسا وریدہ حاصل ہے؟
جواب: قرآن کریم میں بتایا گیا ہے کہ بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت حاصل ہے۔ پارہ ۳ سورۃ البقرہ آیت ۲۵۳ میں ہے: تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ مِنْهُمْ مِنْ كَلَمَةِ اللّٰهِ وَرَفَعَ بَعْضُهُمْ دَرَجٰتٍ ”یہ رسول اور انبیاء ایسے ہیں کہ ہم نے ان میں سے بعضوں کو بعضوں پر فوقیت بخشی ہے۔ بعضے ان میں سے وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوئے (موسیٰ) اور بعضوں کو ان میں سے بہت سے درجات سے سرفراز کیا۔“ پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۵۵ میں ہے: وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّْنَ عَلٰی بَعْضٍ ”اور ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت دی ہے۔“

(القرآن - تفسیر مظہری - تفسیر قرطبی - انبیاء کرام)

سوال: کیا قرآن مجید میں تمام نبیوں کا ذکر ہے؟

جواب: قرآن مجید میں تمام نبیوں کے بارے میں نہیں بتایا گیا۔ پارہ ۶ سورۃ النساء آیت ۱۶۴ میں ہے: **وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ**۔ ”اور ایسے پیغمبروں کو صاحب وحی بنایا جن کا حال اس سے قبل ہم آپ سے بیان کر چکے ہیں اور ایسے پیغمبروں کو جن کا حال ہم نے آپ سے بیان نہیں کیا۔“ پارہ ۲۴ سورۃ المؤمن آیہ ۷۸ میں بتایا گیا ہے: **وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ**۔ ”اور ہم نے آپ سے پہلے بہت سے پیغمبر بھیجے جن میں بعض تو وہ ہیں کہ ان کا قصہ ہم نے آپ سے بیان کیا ہے اور بعض وہ ہیں جن کا ہم نے آپ سے قصہ بیان نہیں کیا۔“ (القرآن - تفسیر مزہزی - تفسیر فتح القدیر - تفسیر روح البیان)

سوال: ”اور سلام ہو پیغمبروں پر“ آیت بتا دیجئے؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ الصافات آیت ۱۸۱: **وَسَلِّمْ عَلَى الْمُرْسَلِينَ** (القرآن - تفسیر ابن کثیر - فتح الحمید - کنز الایمان)

سوال: اللہ تعالیٰ نے کس طرح ہر نبی کے دشمن پیدا کر دیئے تھے؟

جواب: رسول اقدس ﷺ سے مخاطب ہو کر پارہ ۱۹ سورۃ الفرقان آیت ۳۱ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **وَكَمْذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ** ”اور ہم اسی طرح گنہگار (مجرم) لوگوں میں سے ہر نبی کے دشمن بناتے رہے ہیں۔“

(القرآن - تفسیر ماحدی - فتح الحمید - کنز الایمان - قرآن موضوعات)

سوال: رسول اللہ ﷺ کو کن آیات میں بتایا گیا کہ ہر رسول کے ساتھ لوگوں نے مذاق کیا؟

جواب: پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت ۱۰ میں ہے: **وَلَقَدْ اسْتَهْزِئَ بِرُسُلٍ مِنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ**۔ ”اور واقعی آپ سے پہلے جو پیغمبر ہوئے ہیں ان کا بھی مذاق اڑایا گیا۔ پھر جن لوگوں نے ان سے تمسخر کیا تھا

ان کو اس عذاب نے آگھیرا جس کا تسخراڑا تے تھے۔ "یہی بات پارہ ۱۷ کی سورۃ الانبیاء آیت ۴۱ میں بھی کہی گئی ہے۔ پارہ ۲۲ سورۃ یٰسین آیت ۳۰ میں ہے: **لَحْصَرَةٌ عَلَى الْعِیَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ** "انفوس (ایسے) بندوں کے مال پر بھی ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا جس کی انہوں نے فحشی نہیں اڑائی ہو۔" پارہ ۲۵ سورۃ الزخرف آیت ۶ **وَكَمْ أَرْسَلْنَا مِنْ نَبِيِّ فِي الْأَوَّلِينَ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ** "اور ہم پہلے لوگوں میں بہت سے نبی بھیجتے رہے ہیں۔ اور ان لوگوں کے پاس کوئی نبی ایسا نہیں آیا جس کے ساتھ انہوں نے استہزاء نہ کیا ہو۔"

(القرآن۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قرآنی موضوعات)

سوال: رسولوں کو لوگوں نے جھٹلایا تو انہوں نے کیا ردِ عمل ظاہر کیا؟

جواب: پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت ۳۳ میں بتایا گیا ہے: **وَلَقَدْ كَذَّبْتَ رَسُولٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبْرُوا عَلٰی مَا كُذِّبُوا وَاُوذُوا حَتّٰی اَتٰهُمْ نَصْرُنَا** "اور بہت سے پیغمبر جو آپ سے پہلے ہوئے ہیں ان کی بھی تکذیب کی گئی پس انہوں نے اس تکذیب پر صبر ہی کیا۔" پارہ ۱۸ سورۃ المؤمنون آیت ۴۴ میں ہے: **كُلَّمَا جَاءَ اُمَّةٌ رَّسُولُهَا كَذَّبُوهُ** "جب کبھی کسی امت کے پاس اس کا رسول آیا۔ انہوں نے اس کو جھٹلایا۔" پارہ ۲۰ سورۃ العنکبوت آیت ۱۸ میں ہے: **وَإِن تَكْذِبُوا أَفْقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ** (ابراہیم نے ارشاد فرمایا) اور اگر تم لوگ مجھ کو جھوٹا سمجھتے ہو تو تم سے پہلے بھی بہت سی امتیں (اپنے پیغمبروں کو) جھوٹا سمجھ چکی ہیں۔" پارہ ۲۲ سورۃ السبا آیت ۳۳ میں ہے: **وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَاذِبُونَ** "اور ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا پیغمبر نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوش حال لوگوں نے یہی کہا کہ ہم تو ان احکام کے منکر ہیں جو تمہیں دے کر بھیجا گیا ہے۔" آیت ۴۳-۴۵ میں ہے: **وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيرٍ وَكَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ** "اور ہم نے آپ سے پہلے ان کے پاس کوئی

ڈرانے والا (یعنی پیغمبر) نہیں بھیجا تھا۔ اور ان سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے کذب کی تھی۔“ پارہ ۲۲ میں سورۃ فاطر آیت ۴ میں رسول اللہ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا گیا: **وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ رُسُلٌ مِنْ قَبْلِكَ**۔ ”اور اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلائیں تو (آپ غم نہ کریں) آپ سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر جھٹلائے جا چکے ہیں۔“ اسی سورۃ کی آیت ۲۵ میں ہے: **وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ وَبِالزُّبُرِ بِالْكِتَابِ الْمُنِيرِ**۔ ”اور اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلا دیں تو جو لوگ ان سے پہلے ہو کر رہے ہیں انہوں نے بھی جھٹلایا تھا۔ ان کے پاس بھی ان کے پیغمبر معجزے اور صحیفے اور روشن کتابیں لے کر آئے تھے۔“ (القرآن۔ تفسیر مہملی۔ معارف القرآن۔ تفسیر فیاض القرآن) سوال: رسولوں اور نبیوں کو بھی شیطان دوسرے میں ڈالتا ہے۔ بتائیے کس طرح محفوظ رہتے ہیں؟

جواب: پارہ ۷ سورۃ الحج آیات ۵۲ تا ۵۴ میں ہے: **وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ أَيْلَهُ** اور (اے محمد) ہم نے آپ سے قبل کوئی رسول اور کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس کو یہ معاملہ پیش نہ آیا ہو کہ جب اُس نے (اللہ کے احکام) پڑھ کر سنایا تو شیطان نے اس کے پڑھنے میں شک (دوسرے) نہ ڈالا ہو (کفار کے دلوں میں) پھر اللہ تعالیٰ شیطان کے ڈالے ہوئے شبہات کو مٹا دیتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی آیات کو زیادہ مضبوط کر دیتا ہے۔“ (القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

انبیاء کرام علیہم السلام اور احادیث

﴿انبیاء کرام علیہم السلام اور احادیث﴾

سوال: بتائیے احادیث سے انبیاء کرام علیہم السلام کی کتنی تعداد کا پتہ چلتا ہے؟
جواب: بعض روایات میں بے شمار انبیاء کرام علیہم السلام کے بھیجے جانے کا ذکر ہے اور بعض احادیث میں یہ تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار بتائی گئی ہے۔

(ترجمان القرآن - قصص الانبیاء - انبیاء قرآن)

سوال: کس حدیث میں انبیاء کرام علیہم السلام کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار بتائی گئی ہے؟

جواب: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے انبیاء کرام علیہم السلام کی تعداد کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ایک لاکھ چوبیس ہزار، پھر میں نے پوچھا ان میں رسول کتنے ہیں؟ فرمایا: "تین سو تیرہ" میں نے عرض کیا، ان میں سب سے پہلے کون ہیں؟ فرمایا: آدمؑ۔"

(تذکرۃ الانبیاء - ترجمان القرآن - لغات القرآن)

سوال: قرآن سے انبیاء کی مساعی کے بارے میں پتہ چلتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد کیا ہے؟

جواب: مصعب بن سعد نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: "یا رسول اللہ! سب سے زیادہ آزمائش کس کی ہوتی ہے؟ تو آپ نے فرمایا: "انبیاء کرام علیہم السلام کی اور پھر ان کے بعد جو افضل ہیں ان کی۔ پھر ان کے بعد جو افضل ہیں ان کی۔ ہر شخص کو ان کے دین و ایمان کے حساب سے - آزمائش میں مبتلا کیا جاتا ہے، کہ اگر وہ اپنے دین و ایمان میں پختہ ہے تو اس کی

آزمائش کڑی ہوگی اور اگر وہ اپنے دین و ایمان میں کمزور ہے تو اس کے ایمان کے بقدر اس کی آزمائش ہوگی۔ آزمائش بندے کا پیچھا اس وقت تک نہیں چھوڑتی جب تک وہ اسے اس حال تک پہنچا دے کہ وہ زمین پر اس حالت میں چلے کہ اس کے ذمے کوئی گناہ نہ ہو۔“ (جامع ترمذی۔ ترمذی الاحادیث)

سوال: بتائیے رسول اللہ ﷺ نے حضرت نوح علیہ السلام کی وصیت کن الفاظ میں بیان فرمائی ہے؟

جواب: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ایک اعرابی سے بعض باتیں ارشاد فرمائیں اور پھر فرمایا: ”بے شک اللہ کے پیغمبر نوح علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹوں کو وصیت فرمائی، میں تم کو وصیت کرتا ہوں۔ دو چیزوں کا حکم کرتا ہوں اور دو چیزوں سے منع کرتا ہوں۔ میں تمہیں لا الہ الا اللہ کا حکم کرتا ہوں۔ بے شک اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیئے جائیں اور دوسرے پلڑے میں یہ کلمہ رکھ دیا جائے تو بے شک لا الہ الا اللہ والا پلڑا جھک جائے گا، اور اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین ایک حلقہ بن جائیں تو پھر بھی لا الہ الا اللہ ان پر بھاری ہو جائے گا۔ اور دوسری بات جس کا میں حکم دیتا ہوں وہ یہ ہے کہ سبحان اللہ و بحمدہ پڑھو۔ بے شک یہ ہر چیز کو کفایت کرنے والی ہے اور مخلوق کو رزق اسی وسیلے سے ملتا ہے۔ اور میں تمہیں روکتا ہوں دو چیزوں سے۔ ایک شرک اور دوسرے بڑائی و تکبر سے۔“

(طبرانی۔ معجم۔ قصص الانبیاء ابن کثیر)

سوال: انبیاء کرام علیہم السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا؟

جواب: آپ نے فرمایا: ”مجھ سے پہلے انبیاء میں اتنی کسی نبی کی تصدیق نہیں کی گئی جتنی کہ میری۔ بعض انبیاء تو ایسے بھی ہوئے ہیں جن کی صرف ایک ہی شخص نے تصدیق

کی۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا: ”جنت میں جنتیوں کی ایک سو میں صفیں ہوں گی۔ ان میں سے اسی میرے امتیوں کی ہوں گی اور چالیس دوسرے امتیوں کی۔“

(مسلم ترمذی۔ داری۔ بیہقی)

سوال: حدیث نبوی میں کن انبیاء علیہم السلام کے وادی عسکان سے گزرنے کا ذکر ہے؟
جواب: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ حج کے وقت وادی عسکان سے گزرے تو آپؐ نے دریافت فرمایا، اے ابوبکر یہ کون سی وادی ہے؟ عرض کیا گیا وادی عسکان۔ فرمایا: یہاں سے ہودؑ اور صالحؑ بھی گزرے تھے۔ اور وہ اونٹنیوں پر حواری تھے جن کی مہاریں کھجور کی رسی کی تھیں اور ان کے جسم پر عبائیں تھیں اور سیاہ اور سفید نشانوں والی چادریں تھیں۔ تلبہ پڑھتے ہوئے اللہ کے گھر کی طرف حج کرنے جا رہے تھے۔ طبرانی کی روایت میں حضرت نوح علیہ السلام، ہود علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کا بھی ذکر ہے۔

(مسند احمد۔ قصص الانبیاء)

سوال: انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کوئی حدیث بیان فرمائی ہے؟

جواب: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دس باتیں انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہیں۔ (۱) مونچھیں کٹوانا۔ (۲) ڈاڑھی بڑھانا (۳) مسواک کرنا (۴) ناک کی پانی سے صفائی کرنا (۵) ناخن کٹوانا (۶) انگلیوں کے جوڑ دھونا (۷) بظلوں کے بال صاف کرنا (۸) زیر ناف بال صاف کرنا (۹) استنجاء کرنا (۱۰) ختنہ کرنا۔ (صحیح مسلم۔ تذکرہ الانبیاء)

سوال: انبیاء کرام علیہم السلام کو امتحانوں اور آزمائشوں سے گزرتا پڑا۔ اس کے بارے میں ارشاد نبوی کیا ہے؟

جواب: نبی اکرم ﷺ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا تھا: ”ہم انبیاء اپنے اپنے مراتب کے

لحاظ سے امتحان کی صورتوں میں ڈالے جاتے ہیں۔" (صحیح بخاری۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے انبیاء کرام علیہم السلام کے دلوں کے بارے میں کیا فرمایا؟
جواب: آپ نے فرمایا: "ہم لوگ جو انبیاء ہوتے ہیں، ہماری صرف آنکھیں ہی سوتی ہیں۔ دل ہرگز نہیں سوتے۔"
(صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ اسلام کا تصور نبوت)

سوال: قبروں میں حیات کے انبیاء کے بارے میں ارشادات نبوی کیا ہیں؟

جواب: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک فرماتے ہیں کہ جناب رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا: "انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: "زمین انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو نہیں کھاتی۔" حضرت ابولہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے: "اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔ پس اللہ کا نبی (قبر میں) زندہ ہوتا ہے اور اسے رزق بھی دیا جاتا ہے۔"

(حیۃ الانبیاء۔ مجمع الزوائد۔ سنن نسائی۔ فتح الباری۔ مستدرک۔ صحیح مسلم۔ مشکوٰۃ)

سوال: رسالت مآب ﷺ نے انبیاء علیہم السلام کے اجسام کی پیدائش کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: آپ نے ارشاد فرمایا: "ہم انبیاء علیہم السلام کے اجسام کی پیدائش اور نشو و نما اہل جنت کے ارواح کے طہر طریق پر ہوتی ہے۔"
(خصائص۔ مشکوٰۃ۔ مسلم)

سوال: انبیاء علیہم السلام کی موت کے بارے میں ارشادات نبوی بتادیتے؟

جواب: ان کو وفات سے پہلے اپنی موت و حیات میں اختیار دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے اپنے بارے میں فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ ایسا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دے دیا ہے کہ اگر وہ چاہے تو دنیا کو اختیار کرے یا ان انعامات کو جو اللہ کے ہاں اس کے لئے تیار ہیں۔ ان کو اختیار کرے، چنانچہ اللہ

تعالیٰ کے اس بندے نے ان دونوں میں ان انعامات ہی کو پسند کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے لئے ہیں۔“ ایک اور حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اپنی صحت کے زمانے میں رسول رحمت ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”کسی نبی کی وفات نہیں ہوتی جب تک کہ اس کو جنت میں اس کا مقام دکھانے دیا جائے۔ بعد ازاں اس کو یہ اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ جس کو چاہے اختیار کرے، خواہ دنیا کی زندگی کو اور خواہ جنت کی زندگی کو۔“ (صحیح بخاری۔ ترمذی)

سوال: انبیاء کرام علیہم السلام نے بکریاں چرائی ہیں۔ حدیث نبوی بتا دیجئے؟

جواب: حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ لوگوں نے حضور اقدس سے عرض کیا کیا آپ نے بکریاں چرائی ہیں؟ آپ نے فرمایا کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ (صحیح بخاری)

سوال: انبیاء کرام علیہم السلام کی دعاؤں کے بارے میں کیا ارشاد نبوی ہے؟

جواب: احادیث نبوی میں ہے کہ ہر نبی کی ایک دعا ہے (خاص اپنے لئے) جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ یعنی وہ دعا ضرور قبول کی جائے گی۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ فوائد عثمانی)

انبیاء کرام علیہم السلام اور دیگر مذاہب

﴿انبیاء کرام علیہم السلام اور دیگر مذاہب﴾

حضرت آدم علیہ السلام

سوال: توریت میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر کن الفاظ میں کیا گیا ہے؟
جواب: ”اور خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت پر اپنی مانند بنائیں۔ اور وہ سمندر کی مچھلیوں اور آسمانوں کے پرندوں اور چوپایوں اور کل روئے زمین اور سب کیڑے مکوڑوں پر جو زمین پر رہتے ہیں حکومت کرنے۔“ (توریت۔ عکین باب نمبر ۱: انسان کی پیدائش)

سوال: کیا توریت میں حضرت آدم علیہ السلام کے خلیفہ بنائے جانے کا ذکر ہے؟
جواب: جی ہاں! توریت میں ہے: ”اور خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ خدا کی صورت پر اس نے اس کو پیدا کیا۔ مرد و عورت ان کو پیدا کیا۔ اور خدا نے انہیں برکت دی اور کہا کہ پھلو اور بڑھو۔ اور زمین کو معمور و حکومت کرو۔ اور سمندر کی مچھلیوں اور آسمان کے پرندوں اور سب مخلوقات پر جو زمین پر چلتی ہیں حکومت کرو۔“ (عکین باب نمبر ۱: انسان کی پیدائش)

سوال: آدم علیہ السلام کی مٹی سے تخلیق اور روح پھونکنے کے بارے میں توریت کے الفاظ کیا ہیں؟

جواب: ”اور خداوند خدا نے زمین کی مٹی سے انسان کو بنایا۔ اور اس کے نتھنوں میں زندگی کا دم پھونکا اور انسان جیتی جان ہوا۔“ (عکین باب نمبر ۲: زمینی فردوں)

سوال: توریت میں انسان (آدم علیہ السلام) کو جنت میں ٹھہرانے کا ذکر ہے۔ یہ کون سی جنت تھی؟

جواب: توریت کے مطابق یہ زمینی جنت تھی: ”اور خداوند خدا نے مشرق کی طرف عدن

میں ایک باغ لگایا۔ اور انسان کو جسے اس نے بنایا تھا اس میں رکھا۔“

(توریت۔ بحورین باب نمبر ۲: ذبیق فردوس)

سوال: مفسرین کے مطابق حضرت حوا علیہا السلام کا یہ نام اس لیے تھا کیونکہ ان کو ایک جاندار سے پیدا کیا گیا تھا۔ یا پھر اس لیے کہ وہ سارے انسانوں کی ماں تھیں۔ بتائیے توریت میں ان کی پیدائش کا ذکر کیسے ملتا ہے؟

جواب: ”اور خداوند خدا نے کہا کہ انسان کا اکیلا رہنا اچھا نہیں۔ ہم اس کے لیے ایک مددگار اس کی مانند بنائیں۔ تب خداوند خدا نے انسان پر مگھری نیند بھیجی اور وہ سو گیا، اس نے پسلیوں میں سے ایک پھل نکالی اور اس کی جگہ گوشت بھر دیا۔ اور خداوند خدا نے اس پھل سے جو اس نے انسان سے نکالی تھی ایک عورت بنائی اور اسے انسان کے پاس لایا۔ اور انسان نے کہا: اب یہ میری ہڈیوں میں سے ہڈی اور میرے گوشت میں سے گوشت ہے۔ وہ ناری کہلائے گی۔ کیونکہ زہ سے نکالی گئی۔“

(توریت۔ بحورین باب نمبر ۲: عورت کی پیدائش)

سوال: قرآن میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اشیاء کے نام بتائے، توریت میں کن ناموں کا ذکر ہے؟

جواب: توریت میں ہے: ”اور خداوند خدا زمین کے سب جاندار اور آسمان کے سب پرندے مٹی سے بنا کر انسان کے پاس لایا تاکہ دیکھے کہ وہ ان کے کیا نام رکھتا ہے۔ پس آدم علیہ السلام نے ہر ایک جاندار کو جو نام دیا وہی اس کا نام ہوا۔ اور انسان نے سب چرندوں اور آسمان کے سب پرندوں اور زمین کے سب درندوں کا نام رکھا پر انسان کو اپنی مانند کوئی مددگار نہ ملا۔“ (توریت۔ بحورین باب نمبر ۲: عورت کی پیدائش)

سوال: بتائیے توریت میں آدم علیہ السلام کا نام کہاں آیا ہے؟

جواب: تکوین باب ۲ کے علاوہ باب ۵ میں ہے: ”جس دن خدا نے انسان کو خلق کیا تو اسے خدا کی صورت پر بنایا۔ نر اور ناری انہیں بنایا۔ اور انہیں برکت دی اور جس دن وہ پیدا کیے گئے اس نے ان کا نام آدم علیہ السلام رکھا۔“

(توریت۔ تکوین باب نمبر ۵: آدم کا نسب نامہ)

سوال: قرآن پاک میں حضرت حوا علیہا السلام کا نام کبھی سورۃ میں نہیں آیا۔ کیا توریت میں یہ نام ہے؟

جواب: جی ہاں! توریت میں ہے: اور آدمی (آدم علیہ السلام) نے اپنی بیوی کا نام حوا رکھا۔ اس لیے کہ وہ سب زندوں کی ماں اور خداوند خدا نے آدمی اور اس کی بیوی کے واسطے چڑے بنے کرتے بنا کر پہنائے۔ (توریت۔ تکوین باب نمبر ۳: نجات و بندہ کا وعدہ)

سوال: بائبل میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام۔ کو بہکانے کے لیے شیطان سانپ کی صورت میں جنت میں داخل ہوا۔ اس نے حضرت حوا علیہا السلام سے کیا کہا؟

جواب: حضرت حوا علیہا السلام نے اسے بتایا کہ خدا نے اس درخت کا پھل کھانے سے منع کیا ہے ورنہ مر جاؤ گے۔ تو سانپ نے کہا: ”تم ہرگز نہ مرؤ گے۔ بلکہ خدا جانتا ہے کہ جس دن تم اسے کھاؤ گے، تمہاری آنکھیں کھل جائیں گی۔ اور تم خدا کی مانند نیک و بد کے جاننے والے بن جاؤ گے۔“ (توریت۔ تکوین باب نمبر ۳: پہلے مکہ کا بیان)

سوال: بائبل کے مطابق حضرت حوا نے پھل خود بھی کھایا اور اپنے شوہر کو بھی کھلایا۔ اس کا کیا اثر ہوا؟

جواب: ”اور دونوں کی آنکھیں کھل گئیں اور اپنی عریانی محسوس کر کے انہوں نے انجیر کے پتوں کو سی لیا۔ اور اپنے لیے لنگیاں بنالیں۔“ (توریت۔ تکوین باب نمبر ۳: پہلے مکہ کا بیان)

سوال: سانپ کے بہکانے پر عورت اور مرد دونوں نے پھل کھالیا تو خدا نے کیا کہا؟

جواب: مرد نے کہا کہ میں نے عورت کے کہنے پر پھل کھایا۔ عورت نے کہا کہ میں نے سانپ کے کہنے پر پھل کھایا۔ خدا نے کہا: ”کیا تو نے اس درخت کا پھل نہیں کھایا جس کی بابت میں نے تجھ کو حکم دیا تھا کہ اسے نہ کھانا۔“

(توریت۔ تکوین باب نمبر ۳: مکہ کی سزا)

سوال: بائبل کے مطابق خدا نے سانپ سے کیا کہا؟

جواب: ”خداوند خدا نے سانپ سے کہا، چونکہ تو چنے سے کیا، ملعون ہے تو۔ تمام چرندوں اور

درندوں میں۔ تو اپنے پیٹ کے بل چلے گا۔ اور اپنی زندگی کے تمام ایام تو خاک چکھے گا۔ میں تیرے اور عورت کے درمیان عداوت ڈال دوں گا۔ بلکہ تیری نسل اور عورت کی نسل کے درمیان۔ وہ تیرے سر کو کچلے گی اور تو اس کی ایزی کی تاک میں رہے گا۔
(توریت۔ نکوین باب نمبر ۳: ممانہ کی سزا)

سوال: توریت میں ہے: ”پھر اس نے عورت سے کہا، میں تیرے در و حمل کو بہت بڑھاؤں گا۔ تو درد کے ساتھ اولاد جنے گی۔ تو اپنے شوہر کے اختیار میں رہے گی۔ تجھ پر وہ حکومت کرے گا۔“ خدا نے آدمی سے کیا کہا؟

جواب: ”اور آدمی سے کہا، چونکہ تم نے اپنی بیوی کی بات مانی اور اس درخت کا پھل کھایا جس کی بابت میں نے تجھے حکم دیا تھا کہ اسے نہ کھانا۔ اس لیے زمین تیرے سبب سے لعنتی ہوئی۔ محنت کے ساتھ تو اپنی زندگی کے تمام ایام اس سے کھائے گا۔ وہ تیرے لیے کانٹے اور اونٹ کنارے اگائے گی۔ کھیت کی نباتات تیری خوراک ہوں گی۔ تو اپنے منہ کے پیسنے سے روٹی کھائے گا۔ جب تک کہ تو زمین میں پھر نہ لوٹے جہاں سے تو لیا گیا۔“
(توریت۔ نکوین باب نمبر ۳: نجات دہندہ کا وعدہ)

سوال: بائبل نکوین باب ۳ سے بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا اور جنت میں رکھا گیا۔ بتائیے آدم علیہ السلام کو جنت سے نکلنے کا حکم کیوں ملا؟
جواب: شجر ممنوعہ کا پھل کھالینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے بطور سزا آدم علیہ السلام و حوا علیہما السلام کو جنت سے نکالا۔ بائبل میں ہے: ”اور خداوند خدا نے کہا: دیکھو آدمی نیک و بد کی پہچان میں ہماری مانند ہو گیا اور اب کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنا ہاتھ بڑھائے اور شجر حیات بھی کچھ کھالے۔ اور ہمیشہ جیتا رہے۔ اس لیے خداوند خدا نے اس کو باغ عدن سے باہر نکال دیا۔ تاکہ اس زمین کی جس سے وہ لیا گیا تھا کھیتی کرے۔“
(نکوین۔ نجات دہندہ کا وعدہ)

سوال: توریت میں حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل کا نام قاتلین بیان کیا گیا ہے اور دوسرے کا بائبل بتائیے ان کا پیشہ کیا تھا اور انہوں نے خدا کو کس طرح نذر پیش کیا؟

جواب: قائن کھیتی باڑی کرتا تھا اور ہابیل بھیڑ بکریاں چراتا تھا۔ کچھ عرصہ بعد قائن اپنی زمین کے پھل میں سے خداوند کے لیے تحفہ لایا اور ہابیل اپنی پلوہی اور موٹی بکریوں میں سے لایا۔ ہابیل کا ہدیہ قبول ہوا اور قائل کا نہیں ہوا۔

(توریت۔ تکوین باب نمبر ۴: قائن اور ہابیل)

سوال: ہابیل میں بھی قائل (قائین) کے ہاتھوں ہابیل کے قتل کی وجہ نہیں بتائی گئی۔ قائن کا گناہ کیسے معاف ہوا؟

جواب: ”قائن نے خداوند خدا سے کہا کہ میرا قصور ناقابل معافی ہے۔ مجھے تیرے حضور سے چھپا رہنا پڑے گا۔ اور جو کوئی مجھے پائے گا قتل کر ڈالے گا۔ تب خداوند نے اس سے کہا، ہرگز نہیں۔ جو کوئی قائن کو مار ڈالے اس سے سات گنا بدلہ لیا جائے گا۔ اور خداوند نے قائن کے لیے ایک نشان خنبرایا کہ کوئی اسے پا کر مار نہ ڈالے۔ سو قائن خدا کے حضور سے چلا گیا اور عدن کے شرق کی طرف نود کی سرزمین میں جا بسا۔“

سوال: ہابیل میں آبادی میں اضافے کے بارے میں کیا بیان ہوا ہے؟

جواب: ”قائن کی بیوی آدم علیہ السلام کی بیٹی اور اس کی بہن تھی۔ دنیا کے شروع میں خدا نے انکی شادی کی اجازت دی۔ ورنہ آدم علیہ السلام کی نسل بڑھ نہ سکتی تھی۔“

(توریت۔ تکوین باب نمبر ۴: قائن کی اولاد)

سوال: قرآن نے بتایا کہ اللہ نے انسان (آدم علیہ السلام) کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور اس میں اپنی روح پھونگی۔ ہابیل میں انسان کی تخلیق کیسے بتائی گئی ہے؟

جواب: ہابیل میں ہے ”اور خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت پر اپنی مانند بنائیں۔“ پھر کہا گیا ہے: ”اور خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ خدا کی صورت پر اس نے اس کو پیدا کیا۔“ جس دن خدا نے انسان کو تخلیق کیا تو اسے خدا کی صورت پر بنایا۔“

(مبدعیت۔ تکوین باب نمبر ۱: انسان کی پیدائش)

سوال: قرآن نے حضرت آدم علیہ السلام کے معافی مانگنے اور توبہ قبول ہونے کا ذکر کیا

ہے جبکہ بائبل میں حضرت آدم علیہ السلام کے معافی مانگنے کا ذکر نہیں۔ بتائیے قاتل (قاتل) کے بارے میں قرآن اور بائبل کیا کہتے ہیں؟

جواب: قرآن کہتا ہے (سورۃ المائدہ آیت ۳۲) **مَنْ أَتَجَلَّ ذَالِكُ ۖ كَفَبْنَا عَلَىٰ بَنِي إِسْرَٰئِيلَ أَنَّهُ مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ ۖ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا ۚ وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا ۚ** ”اس لیے ہم نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ جس نے کسی شخص کو بغیر جان کے بدلے یا دنیا میں بدون فساد کے قتل کیا تو گویا اس نے سب کو قتل کیا اور جس نے ایک کو بچا لیا گویا اس نے سب کو بچا لیا۔“ بائبل میں قاتلین کے بارے میں ہے: ”جب خدا نے کہا برگز نہیں۔ جو کوئی قاتلین (قاتل) کو مار ڈالے اس سے سات گنا بدلہ لیا جائے گا۔ اور خداوند نے قاتلین کے لیے ایک نشان ظہر لیا کہ کوئی اسے پا کر مار نہ ڈالے۔“ (عہد متیق۔ تکوین باب نمبر ۴: قاتلین اور بائبل)

سوال: قرآن نے شجر ممنوعہ کا پھل کھانے کو حضرت آدم علیہ السلام کی بھول اور شیطان کے بہکاوے میں آ کر غلطی کرنا قرار دیا ہے۔ بائبل نے کیا بیان کیا؟

جواب: بائبل میں اسے غلطی کی بجائے گناہ کہا گیا ہے۔ جبکہ انبیاء گناہوں سے پاک اور معصوم ہوتے ہیں۔ (عہد متیق۔ تکوین باب نمبر ۳: پہلے گناہ کا بیان۔ گناہ کی سزا)

حضرت شیث علیہ السلام

سوال: قرآن میں حضرت شیث علیہ السلام کا ذکر نہیں کیا گیا جبکہ احادیث سے ان کے نبی ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ بائبل میں حضرت شیث علیہ السلام کے بارے میں کیا بتایا گیا ہے؟

جواب: بائبل میں صرف اتنا بتایا گیا ہے: ”اور آدم پھر اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس سے ایک بیٹا پیدا ہوا۔ اور اس کا نام شیث علیہ السلام رکھا اور کہنے لگی کہ خدا نے بائبل کے عوض جس کو قاتلین نے قتل کیا، مجھے دوسرا فرزند دے دیا ہے۔“ ایک اور مقام پر آدم علیہ السلام کے نسب نامہ میں ہے: ”آدم ایک سو تیس برس کا تھا کہ اس کا ایک

بیٹا اس کی صورت پر اور اس کی مانند پیدا ہوا اور اس کا نام اس نے شیث علیہ السلام رکھا۔ اور شیث علیہ السلام کی پیدائش کے بعد آدم علیہ السلام آٹھ سو برس جیتا رہا۔ شیث علیہ السلام ایک سو پانچ برس کا تھا کہ اس سے انوش پیدا ہوا۔ انوش کی پیدائش کے بعد شیث علیہ السلام آٹھ سو سات برس جیتا رہا۔ اور شیث علیہ السلام کے کل ایام نو سو بارہ برس ہوئے۔“ (عبد قیس۔ بحوریں باب نمبر ۴: شیث کی پیدائش۔ آدم کا نسب نامہ۔)

حضرت ادریس علیہ السلام

سوال: حضرت ادریس علیہ السلام کا نام تو ریت میں اخنوخ خنوخ یا حنوک آیا ہے۔ ان کی زندگی کے کن پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے؟

جواب: ”اور یازو (حضرت ادریس علیہ السلام یا حنوک کے والد) ایک سو باسٹھ برس کا تھا کہ اس سے حنوک پیدا ہوا۔..... اور حنوک خدا کے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ اور حنوک کے کل ایام تین سو پینسٹھ برس ہوئے۔ اور وہ خدا کے ساتھ ساتھ چلتا رہا اور خدا نے اسے اٹھالیا اور وہ نمودار نہ رہا۔“ (عبد قیس۔ بحوریں باب نمبر ۵: آدم کا نسب نامہ۔)

حضرت نوح علیہ السلام

سوال: بتائیے کن مذاہب میں حضرت نوح علیہ السلام کو نبی مانا جاتا ہے؟

جواب: وہ تمام مذاہب جو خود کو آسمانی کتابوں سے منسوب کرتے ہیں حضرت نوح علیہ السلام کو نبی مانتے ہیں اور ان کی نبوت اور تقدس کے قائل ہیں۔ مسلمانوں کے علاوہ یہودی اور عیسائی بھی آپ کو پیشوا مانتے ہیں اور تسلیم کرتے ہیں کہ آدم ثانی حضرت نوح علیہ السلام سے ہی دوبارہ کرۂ ارض پر انسانی اور حیوانی زندگی میں اضافہ ہوا۔ (تاریخ الانبیاء۔ القرآن۔ بائبل۔ قصص الانبیاء۔ سیرت الانبیاء کرام)

سوال: بتائیے طوفان نوح کے بارے میں کون سے مذاہب متفق ہیں؟

جواب: تمام آسمانی مذاہب (یہودیت، عیسائیت اور اسلام) اس بات پر متفق ہیں کہ طوفان نوح علیہ السلام آیا تھا اور یہ عالمگیر تھا۔ اہل ہند کی اکثریت اور زرتشت مجوسی اور

بعض جاہل افراد اس سے انکار کرتے ہیں۔ بعض اہل ہند کہتے ہیں کہ یہ طوفان صرف بابل کی بستی پر آیا تھا ہندوستان پر نہیں کیونکہ ہمیں یہ بادشاہت اپنے آباء اجداد یعنی کیومرثا (آدم علیہ السلام) سے ابھی تک متواتر ملتی چلی آ رہی ہے۔

(القرآن۔ بابل۔ قصص الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: بابل میں حضرت نوح علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر کس طرح ملتا ہے؟

جواب: بابل میں ہے: ”لاک ایک سو بیاسی برس کا تھا جب اس کا ایک بیٹا پیدا ہوا۔ اور اس نے اس کا نام نوح رکھا۔ اور کہا کہ یہ ہمارے ہاتھوں کی محنت اور مشقت سے اس زمین پر جس پر خداوند نے لعنت کی ہمیں آرام دے گا۔“

(تکوین باب نمبر ۵: آدم کا نسب نامہ)

سوال: بتائیے بابل کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد کون سی تھی؟

جواب: نوح پانچ سو برس کا تھا جب اس سے سام، حام اور یافت (یکے بعد دیگرے) پیدا ہوئے۔

(تکوین۔ باب نمبر ۵: آدم کا نسب نامہ)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام تمام قوموں اور مذاہب کے لیے محترم مانے گئے ہیں۔ تو ریت میں آپ کو کون لفظوں سے یاد کیا گیا ہے؟

جواب: عہد حقیق میں ہے: ”مگر نوح علیہ السلام نے خدا کی آنکھوں میں مقبولیت پائی۔ نوح اپنی کشتی میں صادق اور کامل آدمی تھا۔ اور وہ خدا کے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔“

(تکوین باب نمبر ۶: انسان کا مٹنا اور خدا کا قبر)

سوال: بابل میں طوفان نوح علیہ السلام کی کیا وجہ بتائی گئی ہے؟

جواب: کہا گیا ہے کہ: ”اور خدا نے دیکھا کہ زمین پر انسان کی شرارت بہت بڑھ گئی ہے اور اس کے دل کے خیالات کا تصویر ہر وقت بدی کی طرف مائل ہے۔ تو وہ زمین پر انسان کے پیدا کرنے سے پچھتا یا اور دل میں غمگین ہوا۔ (خدا جو تبدیلی لاتا ہے، پچھتانے اور غمگین ہونے سے پاک ہے)۔ جب اس نے کہا کہ میں انسان کو جسے میں نے پیدا کیا بمعہ حیوانوں اور کیڑوں مکوڑوں اور آسمان کے پرندوں کے روئے

زمین پر سے مٹا ڈالوں گا۔“ (تکوین باب نمبر ۶: انسان کا گناہ اور خدا کا توبہ)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کو کس طرح طوفان کے بارے میں خبر دی گئی؟

جواب: حضرت نوح علیہ السلام کو بتایا گیا: ”کل بشر کا خاتمہ میرے سامنے آ پہنچا ہے۔ کیونکہ ان کے سب سے زمین ظلم سے بھر گئی۔ اور میں ان کو زمین کے ساتھ نیست و نابود کروں گا۔“..... ”اور دیکھ میں زمین پر بڑے طوفان کا پانی لاؤں گا۔“

(عہدِ حق - تکوین باب نمبر ۶: کشتی کی تیاری)

سوال: بائبل کے بیان کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کس طرح تھی؟

جواب: حضرت نوح علیہ السلام کو حکم ملا۔ تو اپنے واسطے گوبچر کی لکڑی کے تختوں کی ایک کشتی بنا اس کشتی میں کوٹھڑیاں تیار کر۔ اور اس کے باہر اور اندر رال لگا۔ اور اس کو اس طرح بنا کہ کشتی کا ٹھول تین سو ہاتھ اور اس کا عرض پچاس ہاتھ اس کی بلندی تیس ہاتھ کی ہو۔ اور اس کشتی میں ایک روشن دان بنا۔ اوپر سے لے کر ایک ہاتھ میں اسے تمام کر۔ اور کشتی کی ایک طرف دروازہ بنا۔ اور نیچے کی منزل اور اس میں تین منزلیں بنا۔ پہلی دوسری اور تیسری۔ (عہدِ حق - تکوین باب نمبر ۶: کشتی کی تیاری)

سوال: قرآن نے ایک عالمگیر طوفان کا بتایا ہے۔ بائبل میں طوفانِ نوح علیہ السلام کا بیان کیسے ہے؟

جواب: ”اور دیکھ میں زمین پر بڑے طوفان کا پانی لاؤں گا۔ کہ ہر ایک جسم کو جس میں زندگی کا دم ہے۔ آسمان کے نیچے سے ہلاک کروں۔ اور سب چیزیں جو زمین پر ہیں فنا ہوں گی۔ میں تیرے ساتھ اپنا عہد قائم کروں گا۔“

(عہدِ حق - باب نمبر ۶: کشتی کی تیاری)

سوال: بائبل کے مطابق کشتیِ نوح میں کتنے افراد تھے؟ اور جانوروں کی تعداد کیا تھی؟

جواب: حکم ہوا: ”اور تو کشتی میں داخل ہو گا۔ تو اور تیرے ساتھ تیرے بیٹے اور تیری بیوی اور تیرے بیٹوں کی بیویاں بھی۔ اور سب جانداروں میں سے ہر جنس کے دو دو نر اور مادہ اپنے ساتھ کشتی میں لے۔ تاکہ زندہ رہیں۔ پرندوں میں سے ان کی اقسام

کے موافق اور چوپایوں میں سے ان کی اقسام کے موافق۔ اور زمین پر بیٹھے والوں سے اُن کی اقسام کے موافق ہر ایک جنس کے دو دو تیرے ساتھ کشتی میں جائیں گے۔ تاکہ وہ زندہ رہیں۔“ سب پاک جانوروں میں سے سات سات نر اور مادہ۔ اور ناپاک جانوروں میں سے دو دو نر اور مادہ لے۔ اور آسمان کے پرندوں میں سے بھی سات سات نر اور مادہ لے تاکہ روئے زمین پر ان کی نسل باقی رہے۔“

(مہد حق۔ باب نمبر ۷۷: کشتی کی تیاری۔ نوح کا کشتی میں داخل ہونا)

سوال: طوفان نوح کب شروع ہوا اس کی شدت کتنی تھی اور یہ کب ختم ہوا؟
جواب: بائبل کا کہنا ہے کہ کشتی نوح علیہ السلام کی تیاری اور نوح علیہ السلام کی کشتی میں سوار ہونے کے سات دن بعد طوفان شروع ہوا۔ چالیس دن اور چالیس رات تک زمین پر پانی بڑھتا رہا۔ زمین پر ہر ذی روح کو ختم کر دیا گیا (سوائے کشتی میں سوار ہونے والوں کے) کہا گیا ہے: ”نوح کی عمر کے چھ سو برس میں دوسرے مہینے کی سترھویں تاریخ کو اسی دن عقیق گہراؤ کے تمام چٹھے پھوٹ نکلے اور آسمان کی تمام آبشاریں کھل گئیں اور چالیس دن و چالیس رات تک زمین پر بارش ہوتی رہی۔ اور پانی بڑھ گیا۔ اور کشتی کو زمین پر سے اٹھایا گیا۔ اور کشتی پانی کے اوپر چلتی تھی۔ اور پانی زمین پر بہت ہی زیادہ بڑھ گیا۔ اور سب اونچے پہاڑ جو کل آسمان کے نیچے ہیں چھپ گئے۔ اور پندرہ ہاتھ پانی ان کے اوپر چڑھا اور پہاڑ ڈوب گئے اور کل بنی نوح انسان مر گئے۔ اور پانی کی باڑھ ڈیڑھ سو دن تک زمین پر رہی۔ اور چھ سو ایک برس کے پہلے مہینے کی پہلی تاریخ کو زمین پر کا پانی سوکھ گیا۔

(مہد حق۔ باب نمبر ۷)

سوال: کشتی نوح علیہ السلام کب اور کہاں جا کر ٹھہری؟ اور نوح علیہ السلام کب باہر تشریف لائے؟

جواب: بائبل میں ہے: ”زمین پر ایک ہوا چلائی اور پانی کم ہونے لگا۔ عقیق گہراؤ کے تمام چٹھے اور آسمان کی تمام آبشاریں بند ہوئیں اور بارش ختم ہوئی۔ اور پانی زمین پر سے

آہستہ آہستہ کم ہونے لگا۔ اور ڈیڑھ سو دن کے بعد گھٹ گیا اور ساتویں مہینے کی سترہویں تاریخ کو کوہ اراراط پر کشتی ٹھہر گئی۔ اور پانی دسویں مہینے تک گھٹتا رہا۔ اور دسویں مہینے کی پہلی تاریخ کو پہاڑوں کی چوٹیاں نظر آئیں۔ اور پھر چالیس دن گزرنے پر نوح نے پہلے ایک کوا اور پھر کبوتری اڑائی تاکہ پانی سوکھنے کی خبر لائیں۔ پھر سات روز ٹھہر کر کبوتری کو پھر اڑایا جو واپس نہ آئی۔ دوسرے مہینے میں ستائیس تاریخ کو زمین سوکھ گئی اور خدا نے نوح سے کہا کہ کشتی سے باہر نکل آ۔“

سوال: قرآن کہتا ہے کہ نوح علیہ السلام نے طوفان کے چناتے اور کشتی سے باہر آنے کے بعد شکرانے کے طور پر روزہ رکھا تھا۔ بائبل کیا کہتی ہے؟

جواب: بائبل میں ہے: ”تب نوح علیہ السلام نے خداوند کے لیے ایک مذبح بنایا۔ اور سب پاک چزندوں اور پرندوں میں سے لے کر اس مذبح پر سوختی قربانیاں چڑھائیں۔“

سوال: بائبل کہتی ہے کہ خدا نے نوح علیہ السلام اور اس کے بیٹوں کو برکت دی اور انہیں زمین پر بھلے بھولے کا موقع دیا۔ بتائیے خدا نے ان سے کیا عہد کیا؟

جواب: ”اور خدا نے نوح سے اور اس کے بیٹوں سے کہا کہ: دیکھو میں اپنا عہد تم سے اور تمہارے بعد تمہاری نسل سے اور جانداروں سے قائم کرتا ہوں کہ کوئی جاندار پانی کے طوفان سے پھر ہلاک نہ ہوگا۔ اور نہ (ایسا بڑا) طوفان ہی دوبارہ آئے گا کہ زمین کو تباہ کر دے۔“ (مہدقین۔ باب نمبر ۸)

سوال: بعض مفسرین اور مؤرخین کا کہنا ہے کہ طوفان نوح علیہ السلام کے بعد سے قوس قزح اس بات کی علامت بن گئی تھی کہ اب بارشیں نہیں ہوگی بائبل میں اس علامت کا ذکر کیسے کیا گیا ہے؟

جواب: ”میں اپنی کمان بادل میں رکھتا ہوں۔ وہ میرے اور زمین کے درمیان عہد کا نشان ہو۔ جس دن میں زمین کے اوپر بادل لاؤں اور میری کمان بادل میں نظر آئے۔ تو

میں اس عہد کو یاد کروں گا جو میرے اور تمہارے اور ہر جاندار کے درمیان ہے۔ طوفان کا پانی دوبارہ نہ چڑھے گا۔ کہ تمام جانداروں کو ہلاک کرے۔ کمان جب بادل میں ہوگی میں اسے دیکھوں گا اور میں اس دائمی عہد کو یاد کروں گا۔“

(توریت۔ مہد قیق۔ باب نمبر ۸)

سوال: بائبل میں نوح علیہ السلام کے تا فرمان بیٹے کا ذکر نہیں ہے۔ کون سے بیٹے نوح علیہ السلام کے ساتھ تھے؟

جواب: بائبل میں ہے: اور نوح علیہ السلام کے بیٹے جو کشتی سے نکلے سام، حام اور یافت تھے۔ اور حام کنعان کا باپ ہے۔ نوح علیہ السلام کے بھی تین بیٹے تھے اور ان سے تمام زمین پر بنی نوح انسان پھیلے۔“ (مہد قیق۔ باب نمبر ۹: نوح کی لبت اور برکت) سوال: قرآن پاک نے تمام انبیاء علیہ السلام کو مقدس اور معصوم کہا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں بائبل کیا بیان کرتی ہے؟

جواب: ”اور نوح کھیتی کرنے لگا۔ اور اس نے انگور کا باغ لگایا اور اس کی سے پی کر نشے میں آیا اور اپنے ڈیرے کے اندر رہنے ہو گیا۔ اور کنعان کے باپ حام نے اپنے باپ کو برہنہ دیکھا اور اپنے دونوں بھائیوں کو جو باہر تھے خبر دی۔ تب سام اور یافت نے کپڑے سے اپنے باپ کی برہنگی کو چھپایا۔ جب نوح سے کے نشے سے ہوش میں آیا اور اسے اس صورت حال کا پتہ چلا تو اس نے کہا: کنعان ملعون ہو۔ وہ اپنے بھائیوں کے غلاموں کا غلام ہو۔ خداوند سام کا خدا مبارک ہو۔ کنعان اس کا غلام ہو۔ خدا یافت کو پھیلانے کہ وہ سام کے خیموں میں بیٹے اور کنعان اس کا غلام ہو۔“ یہودیوں کی روایت ہے کہ پہلے کنعان نے دادا کو دیکھا اور اپنے باپ حام کو خبر دی۔ (مہد قیق۔ باب نمبر ۹: نوح کی لبت اور برکت)

سوال: بائبل میں حضرت نوح علیہ السلام کی عمر کتنی بیان کی گئی ہے؟

جواب: ”اور طوفان کے بعد نوح ساڑھے تین سو برس جیتا رہا۔ اور نوح کے کل ایام ساڑھے نو سو برس ہوئے۔ تب وہ مرا۔“ (مہد قیق۔ باب نمبر ۹)

سوال: بتائیے مختلف زبانوں کے ظہور میں آنے کے بارے میں بائبل کیا کہتی ہے؟
جواب: بائبل کہتی ہے: ”اور تمام زمین پر ایک ہی لسان اور ایک ہی زبان تھی۔ نوح علیہ السلام کی اولاد بابل شہر کا برج بنا رہے تھے۔ اور خداوند نے کہا دیکھو وہ لوگ ایک ہی ہیں۔ اور ان سب کی ایک ہی زبان ہے۔ آؤ ہم اتریں اور وہاں ان کی زبان میں اختلاف ڈالیں تاکہ وہ ایک دوسرے کی بات نہ سمجھ سکیں۔ اور خداوند نے ان کو اس جگہ سے تمام زمین پر پراگندہ کیا۔ اور وہ شہر کے بنانے سے رک گئے۔ اس لیے اس کا نام بابل ہوا۔ کیونکہ وہاں خداوند نے ساری زمین کی زبان میں اختلاف ڈالا۔ اور وہاں سے خدا نے ان کو پراگندہ کیا۔“ (تحریر: باب نمبر ۱۱: بابل کا برج)

حضرت ابراہیم و اسماعیل و اسحاق علیہم السلام

سوال: توریت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نسب نامہ کس طرح بیان ہوا؟
جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام بن تارخ بن ناحور بن سازونخ بن رافو بن فالغ بن عابر بن سارح بن ارخشند بن سام بن نوح علیہ السلام۔

(توریت۔ حصہ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: اہل کتاب کے نزدیک حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بھائیوں میں کتنے نمبر پر تھے؟

جواب: ان کے نزدیک حضرت ابراہیم علیہ السلام مٹھے یعنی درمیانی بھائی تھے۔ اور ہاران اپنے والد کے زمانے ہی میں اسی سرزمین میں وفات پا گئے تھے جہاں ان کی پیدائش ہوئی تھی۔ اور وہ کلدانیوں کی زمین ہے اور اس سے مراد بابل ہے۔

(توریت۔ حصہ الانبیاء)

سوال: توریت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کیا نام آیا ہے؟ اور پیدائش کا شہر کون سا بتایا گیا ہے؟

جواب: توریت میں ابرام اور ابراہیم دونوں نام آئے ہیں۔ آپ کی پیدائش اور UR میں

ہوئی۔ آپ وہاں کئے باشندے اور اہل فدان میں سے تھے۔

(تاریخ الانبیاء، تورات۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: تورات میں بھی قربانی کا ذکر ہے۔ بتائیے کس انداز سے؟

جواب: تورات میں ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام بنے (اسماعیل علیہ السلام) کو قربان کرنا چاہا اور فرشتے نے ندا دی کہ (اے ابراہیم علیہ السلام) ہاتھ روک تو فرشتے نے یہ الفاظ کہے، خدا کہتا ہے کہ چونکہ ایسا کام کیا ہے اور اپنے اکلوتے بیٹے کو بچا نہیں رکھا۔ میں تجھ کو برکت دوں گا، اور تیری نسل کو آسمان کے ستاروں اور ساحل سمندر (دریا) کی ریت کی طرح پھیلا دوں گا۔ (فوائد ثانی، تذکرۃ الانبیاء۔ تورات)

سوال: موجودہ تورات میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کی جگہ کون سی بتائی گئی ہے؟

جواب: موجودہ تورات میں ہے کہ قربانی کا مقام سوریا ہے یا سریا تھا۔ یہود و نصاریٰ نے حسب عادت اس مسئلے کو بھی الجھانے کی کوشش کی ہے۔ مفسرین اور مؤرخین کے مطابق حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اصل قربان گاہ مردہ تھی۔ حجاج اور قربانی کے جانوروں کی کثرت کی وجہ سے مٹی تک توسیع ہو گئی۔

سوال: تورات کی روایات کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام عراق کے قصبہ اور کے باشندے تھے اور اہل فدان میں سے تھے۔ بتائیے حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو مکہ میں چھوڑنے کے بارے میں اسرائیلی روایات کیا ہیں؟

جواب: اسرائیلی روایات میں ہے کہ حضرت سارہ کو جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش کا پتہ چلا تو ہاجرہ علیہا السلام سے رشک پیدا ہوا اور شاق گزرا کیونکہ وہ آپ کی پہلی اور بڑی بیوی ہونے کے ناطے گھر کی مالک تھی۔ چنانچہ انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اصرار کیا کہ ہاجرہ علیہا السلام اور اس کا بیٹا اس کی نگاہوں کے سامنے نہ رہے۔ (تورات۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: تورات کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کس سرکش گروہ کو شکست دی تھی؟

جواب: تورات میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس لشکر کو شکست دی وہ عیلام

بادشاہ کا تھا۔ جو سلطنت سدوم کا حکمران تھا۔ ان لوگوں نے حضرت لوط علیہ السلام کو گرفتار کر لیا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام تین سو اٹھارہ آدمیوں کا لشکر لے کر ان کی طرف گئے اور حضرت لوط علیہ السلام کو ان کی قید سے چھڑایا۔ (تھیں الانبیاء - توریت)

سوال: توریت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تاریخ بتایا گیا ہے۔ بیوی کا نام کیا ہے؟

جواب: حضرت ابراہیم کی پہلی بیوی کا نام سارائی آیا ہے جو بائبل میں (تکوین باب نمبر ۱۱)

سوال: ابراہیم کب پیدا ہوئے اور کب ان کے خاندان نے نقل مکانی کی؟

جواب: تاریخ ستر برس کا تھا جب اس سے ابرام (ابراہیم) اور ناحور اور ہاران پیدا ہوئے۔ اور تاریخ نے اپنے بیٹے ابرام اور اپنے بیٹے ہاران کے بیٹے لوط اور اپنی بہنو سارائی (اپنے بیٹے ابراہیم کی بیوی) کو لیا اور ان کے ساتھ کلدانیوں کے اور سے روانہ ہوا۔ تاکہ کنعان کے ملک جائے اور حاران تک آئے اور وہاں رہنے لگے۔

(تکوین - باب نمبر ۱۱)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے باپ کے گھر سے روانہ ہونے کے لیے کس طرح حکم ہوا؟

جواب: توریت میں ہے: "اور خداوند نے ابرام سے کہا۔ تو اپنے وطن اور اپنے اقرباء کے درمیان سے بلکہ اپنے باپ کے گھر سے روانہ ہو۔ اور اس سرزمین میں چل جو میں تمہیں دوں گا۔ میں تجھے ایک بڑی قوم بنادوں گا۔ تجھے برکت دوں گا۔ اور تیرا نام سرفراز کروں گا۔ سو وہ برکت کا باعث ہو گا۔ جو تجھے برکت دیں میں ابے برکت دوں گا۔ جو تجھے پر بددعا کریں ان پر میں بددعا کروں گا۔ جہاں کے کل قبیلے تجھ میں برکت پائیں گے۔"

(تکوین - باب نمبر ۱۲)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام حاران سے کنعان روانہ ہوئے تو کتنی عمر تھی؟ کس جگہ قربان گاہ بنائی؟

جواب: اور ابرام جب ہاران سے روانہ ہوا تو مختصر برس کا تھا۔ اور وہ کنعان کی سرزمین

میں آئے۔ ابرام اس ملک میں مقام عکم میں سورہ کے بلوط تک گزرا۔ اس وقت ملک میں کنعانی تھے۔ تب خداوند ابرام پر ظاہر ہوا اور کہا کہ یہ زمین میں تیری نسل کو دوں گا۔ اور اس نے وہاں ایک قربان گاہ بنائی۔ وہاں سے روانہ ہو کر اس نے بیت ایل کے مشرق میں ایک پہاڑ پر اپنا خیمہ کھڑا کیا۔ اور وہاں بھی اس نے خداوند کے لیے ایک قربان گاہ بنائی۔ (تکوین۔ باب نمبر ۱۲)

سوال: مفسرین قرآن و مؤرخین کہتے ہیں۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مصر کے حکمران سے بچنے کے لیے اپنی بیوی سارہ علیہا السلام کو اپنی بہن ظاہر کیا۔ توریت کی روایت کیا ہے؟

جواب: اس ملک میں کال پڑا۔ اور ابرام مصر میں نیچے اترا۔ جب وہ مصر میں داخل ہونے کے قریب تھا تو اس نے اپنی بیوی سارائی سے کہا۔ میں جانتا ہوں کہ تو خوبصورت عورت ہے۔ اور جب مصری تجھے دیکھیں گے تو کہیں گے کہ یہ اس کی بیوی ہے۔ اور مجھ کو مار ڈالیں گے اور تجھ کو روک لیں گے، اس لیے تو کہنا کہ میں اس کی بہن ہوں۔ تاکہ تیرے سبب سے مجھ سے اچھا سلوک کیا جائے۔ اور میری جان تیری خاطر بچ رہے۔ (اس طرح توریت کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نہیں بلکہ سارہ علیہا السلام نے خود کو ان کی بہن ظاہر کیا)۔ (تکوین۔ باب نمبر ۱۲)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مصر کے بادشاہ نے باعزت رخصت کیا تو پھر انہوں نے کہاں سکونت اختیار کی؟

جواب: پہلے نجد پہنچے پھر بیت ایل۔ یہاں سے حضرت لوط علیہ السلام ان سے جدا ہو کر اردن کی طرف سدوم کے علاقے میں چلے گئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کنعان کی سرزمین میں آ گئے اور حبرون میں رہنے لگے۔ (تکوین۔ باب نمبر ۱۳)

سوال: حضرت لوط علیہ السلام کس طرح گرفتار ہوئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں کس طرح چھڑایا؟

جواب: آٹھ پانچ کے علاقوں میں رہنے والے چار پانچ بادشاہوں کے درمیان لڑائی

ہوئی۔ سدوم اور عمورہ کے بادشاہ بھاگ گئے تو دوسرے علاقوں کے بادشاہوں نے سدوم اور عمورہ کا سب مال اور ان کی تناری خوراک پر قبضہ کر لیا۔ ابرام کے بھتیجے لوط کو جو سدوم میں رہتا تھا اس کے مال سمیت پکڑ کر لے گئے۔ ابرام کو پتہ چلا تو تین ہواٹھارہ ساتھیوں کو لے کر ان پر حملہ کیا اور لوط علیہ السلام اور باقی لوگوں کو چھڑا کر لے آئے۔ (تکوین۔ باب نمبر ۱۳)

سوال: توریت کے الفاظ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ سے فریاد کی: ”میں بے اولاد جاتا ہوں۔ اور میرے گھر کا مختار ایذا دہشتی ہے۔ تو نے مجھے فرزند نہ دیا اور دیکھ میرا خانہ زاد نوکر میرا وارث ہوگا۔“ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا جواب ملا؟
جواب: ”وہ تیرا وارث نہ ہوگا۔ مگر جو تیری صلب سے پیدا ہوگا۔ وہی تیرا وارث ہوگا۔“ (تکوین۔ باب نمبر ۱۵)

سوال: قرآن پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پرندوں کا معجزہ دکھایا۔ توریت نے یہ واقعہ کس طرح بیان کیا ہے؟
جواب: اس نے کہا کہ اے خداوند خدا میں کیونکر جانوں کہ میں اس کا وارث ہوں گا اور خداوند نے جواب دے کر کہا کہ تین برس کی ایک بچھیا اور تین برس کی ایک بکری اور تین برس کا ایک مینڈھا اور ایک قمری اور ایک کبوتر کا بچہ میرے واسطے لا۔ اور اس نے ان سب کو لیا اور ان کو بچ سے دو دو ٹکڑے کیا۔ اور ہر ایک ٹکڑا اس کے دوسرے ٹکڑے کے مقابل رکھا۔ مگر پرندوں کے ٹکڑے نہ کیے۔ تب شکاری پرندے ان لاشوں پر اترے۔ پر ابرام انہیں ہٹاتا رہا۔ اسی دن خداوند نے ابرام سے عہد کر کے کہا کہ میں تیری اولاد کو یہ زمین دوں گا۔ مصر کے دریا سے لے کر بڑے دریا فرات تک۔ (تکوین۔ باب نمبر ۱۵)

سوال: موجودہ توریت میں حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو حضرت شامہ علیہا السلام کی لوطی بتایا گیا ہے۔ ان کی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شادی کا ذکر کس طرح ہے؟
جواب: ابرام کی بیوی سارانہ کی اولاد نہ تھی۔ اور اس کی ایک مضری لوطی تھی۔ جس کا نام

ہاجرہ تھا۔ ساراکی نے اپنی مصری لونڈی اپنے شوہر کو دی کہ اس کی بیوی ہو۔ انہیں

اس وقت کنعان میں رہتے دس برس ہو گئے تھے۔ (تکوین۔ باب نمبر ۱۶)

سوال: توریت میں حضرت سارہ اور حضرت ہاجرہ کے جھگڑے کا کس انداز میں ذکر ہے؟

جواب: موجودہ توریت کے مطابق حضرت ہاجرہ کو معلوم ہوا کہ ان کے ہاں بچہ پیدا ہوگا تو

انہوں نے حضرت سارہ کی تحقیر کی۔ ایک دن جھگڑا ہوا اور سارہ نے ہاجرہ پر سختی کی

تو وہ گھر سے بھاگ گئی۔ (تکوین۔ باب نمبر ۱۶)

سوال: فرشتے نے حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو کس طرح فرزند اسماعیل علیہ السلام کی خوشخبری دی؟

جواب: اور خداوند کے فرشتے نے اسے میدان میں پانی کے چشمے کے پاس پایا اور اسے کہا

کہ تو اپنی مالک کے پاس واپس جا اور اس کے ماتحت اپنے کو فروتن کر۔ پھر اس نے

اس سے کہا کہ میں تیری اولاد کو بہت بڑھاؤں گا کہ وہ کثرت کے باعث گنی نہ

جائے گی۔ پھر خداوند کے فرشتے نے اس سے کہا۔ دیکھ تو حاملہ ہے اور تجھ سے بیٹا

ہوگا۔ اس کا نام اسماعیل رکھے گی۔ کیونکہ خداوند نے تیرے دکھ کی آواز سنی۔

(تکوین۔ باب نمبر ۱۶)

سوال: توریت کے بیان کے مطابق جب حضرت ہاجرہ علیہا السلام سے حضرت اسماعیل

علیہ السلام پیدا ہوئے تو اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۸۶ برس تھی۔

توریت میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں کیا کہا گیا ہے؟

جواب: وہ گور خراسا آدی ہوگا۔ اس کا ہاتھ سب آدمیوں کے خلاف ہوگا۔ اور سب آدمیوں

کے ہاتھ اس کے خلاف۔ اور وہ اپنے سب بھائیوں کے سامنے سارے گا۔

(تکوین۔ باب نمبر ۱۶)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام کی تبدیلی کس طرح ہوئی؟ اور ابراہیم علیہ السلام

کو کیا خوشخبری سنائی گئی؟

جواب: توریت میں ہے: جب ابراہیم تین سو برس کا ہوا تو خداوند اس پر ظاہر ہوا۔ اس

سے ہم کلام ہو کر کہا۔ دیکھ میں اپنا عہد تیرے ساتھ باندھتا ہوں۔ اور تو اقوام کے

انبوہ کا والد ہو گا۔ اور تیرا نام پھر ابراہیم نہیں کہلائے گا۔ بلکہ تیرا نام ابراہیم ہو گا۔ کیونکہ میرے تھے اقوام کے انبوہ کا والد بنایا ہے۔ اور میں تجھے نہایت ہی بڑھاؤں گا۔ اور تو میں تیری نسل سے ہوں گی، اور بادشاہ تیری اولاد میں سے نکلیں گے۔

(تکوین - باب نمبر ۷۱)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے ختنے کا حکم کس طرح نازل ہوا اور یہ سنت جاری ہوئی؟
جواب: تو ریت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا گیا: اور میرا عہد جو میرے اور تمہارے مابین اور تیرے بعد تیری نسل کے مابین ہے جسے تم قائم رکھو یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک مرد کا ختنہ کیا جائے۔ پس تم اپنے بدن کی کھلوی کا ختنہ کرو۔ تمہاری پشت در پشت ہر لڑکے کا جب وہ آٹھ روز کا ہو ختنہ کیا جائے۔ خواہ گھر کی پیدائش خواہ چاندی سے خریدا ہوا ہو کر ہو۔
(تکوین - باب نمبر ۷۱)

سوال: اور خدا نے ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسحق علیہ السلام کی خوشخبری کس طرح سنائی؟
جواب: اور خدا نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ تو اپنی بیوی سارائی کو سارہ کہا کر۔ اور میں سے برکت دوں گا۔ اور اس سے تجھے ایک بیٹا بخشوں گا۔ اور میں اسے برکت دوں گا کہ وہ قوموں کی ماں ہوگی اور مردوں کے بادشاہ اس سے نکلیں گے۔

(تکوین - باب نمبر ۷۱)

سوال: بتائیے حضرت اسحق علیہ السلام کی پیدائش کا سن کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کس طرح حیرت کا اظہار کیا؟ اور انہیں کیا جواب ملا؟

جواب: اور (ابراہیم علیہ السلام نے) جس کرول میں کہا کیا سو برس کے مرد کا بیٹا پیدا ہوگا؟ اور کیا سارہ سے جو نوے برس کی ہے بیٹا پیدا ہوگا۔ کاش کہ اسماعیل تیرے حضور جیتا رہے۔ تب خدا نے ابراہیم سے کہا بلکہ تیری بیوی سارہ سے تیرے لیے ایک بیٹا پیدا ہوگا۔ تو اس کا نام اسحاق رکھنا۔ لیکن میں اس سے اور اس کے بعد اس کی اولاد سے اپنا عہد قائم کروں گا۔ اور اسماعیل کے حق میں بھی میں نے تیری بیوی۔ لیکن میں اپنا عہد اسحاق سے قائم کروں گا جو سارہ سے اگلے سال پیدا ہوگا۔ دیکھ میں اسے

برکت دوں گا اور آبرو مند کروں گا۔ اسے نہایت بڑھاؤں گا، اور اس سے بارہ سردار پیدا ہوں گے۔ اور میں اسے ایک بڑی قوم بناؤں گا۔ (نکوین۔ باب نمبر ۱۷)

سوال: توریت کے مطابق ختنے کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمریں کتنی تھیں؟

جواب: ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کا ایک ہی دن ختنہ ہوا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ننانوے سال اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر تیرہ سال تھی۔ (نکوین۔ باب نمبر ۱۷)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مہمان کون تھے اور انہوں نے حضرت سارہ علیہا السلام کو کیا خوشخبری سنائی؟

جواب: تین مرد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس مہمان بن کر آئے۔ آپ نے انہیں پہنچاؤں کر کے پکا کر کھلایا اور دہائی اور دودھ سے ان کی خدمت کی۔ وہ اللہ کے بھیجے ہوئے فرشتے تھے۔ انہوں نے حضرت سارہ علیہا السلام سے کہا کہ اگلے سال ان کے ہاں بیٹا پیدا ہوگا۔ (نکوین۔ باب نمبر ۱۷)

سوال: حضرت سارہ علیہا السلام نے حیرت کا اظہار کیوں کیا اور انہیں کیا جواب ملا؟

جواب: حضرت سارہ علیہا السلام ہنسی اور دل میں کہا کہ اس قدر عمر رسیدہ ہونے پر اور جبکہ میرا خاوند بھی بوجھتا ہے۔ بیٹا کیسے پیدا ہوگا۔ انہیں جواب ملا کہ خدائے نزدیک یہ کوئی مشکل بات ہے؟ (نکوین۔ باب نمبر ۱۷)

سوال: فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قوم لوط کی بستی سدوم کو تباہ کرنے کی خبر دی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا کہا؟

جواب: توریت میں ہے کہ انہوں نے خدائے سے کہا کہ تو ایسی بستی کو ہلاک کرے گا جس میں پچاس نیک لوگ بھی ہوں گے۔ خدائے نے کہا کہ اگر پچاس بھی ہوں گے تو میں ہلاک نہیں کروں گا۔ بار بار کے حکمران پر یہ تعداد دس نیک پہنچی تو خدائے نے کہا کہ اگر وہاں دس بھی نیک لوگ ہوں گے تو میں ہلاک نہیں کروں گا۔ لیکن چونکہ

دل میں سوچا کہ خدا کا خوف اس جگہ میں نہیں ہے۔ تو وہ میری بیوی کے واسطے مجھ کو مار ڈالیں گے۔ اور درحقیقت وہ میری بہن ہے۔ میرے باپ کی بیٹی۔ پر میری ماں کی بیٹی نہیں سو میں نے اسے بیوی بنایا۔ میں نے اس سے کہا کہ جس جگہ ہم جائیں میرے حق میں اتنا کہنا کہ یہ میرا بھائی ہے۔ ابی ملک نے بھیڑ بکری اور گائے بیل اور غلاموں اور لونڈیوں کو لے کر ابراہیم علیہ السلام کو دیا اور اس کی بیوی سارہ علیہ السلام کو بھی اس کو واپس دی۔ اور کہا کہ میرا ملک تیرے سامنے ہے جہاں چاہے وہاں سکونت کر۔ اور جب ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی تو خدا نے ابی ملک اور اس کی بیوی اور اس کی لونڈیوں کو شفا دی اور ان کے لڑکے پیدا ہوئے۔ کیونکہ خداوند نے ابراہیم علیہ السلام کی بیوی سارہ کے معاملہ میں ابی ملک کے خاندان کے سارے رخصتوں کو بند کر دیا تھا۔ (تکوین۔ باب نمبر ۲۰)

سوال: حضرت اسحق علیہ السلام کی پیدائش کے بارے میں تو ریت کیا بیان کرتی ہے؟

جواب: ”خداوند نے سارہ پر نظر کی اور جو وعدہ تھا پورا کیا۔ اور بڑی عمر میں ابراہیم علیہ السلام کے لیے اس سے ایک بیٹا پیدا ہوا۔ اور ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کا نام جو سارہ علیہا السلام سے اس کے لیے پیدا ہوا اسحق رکھا اور خدا کے حکم کے مطابق آٹھویں دن اس کا تختہ کیا اور اس وقت سو برس کا تھا۔ اور لڑکا بڑا ہوا اور اس کا دودھ چھڑایا گیا۔ اور دودھ چھڑانے کے دن ابراہیم علیہ السلام نے بڑی ضیافت کی۔“ (تکوین۔ باب نمبر ۲۱)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی ہاجرہ علیہا السلام اور بیٹے اسمعیل علیہ السلام کو کیوں خود سے جدا کیا تھا؟

جواب: تو ریت میں ہے: ”اور جب سارہ نے دیکھا کہ ہاجرہ علیہا السلام مصری کا بیٹا جو اس سے ابراہیم علیہ السلام کے لیے پیدا ہوا تھا ٹھنھا کرتا ہے تو اس نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ اس لونڈی اور اس کے بیٹے کو نکال دے۔ کیونکہ اس لونڈی کا بیٹا میرے بیٹے اسحاق علیہ السلام کے ساتھ وارث نہ ہوگا۔“ (تکوین۔ باب نمبر ۲۱)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور حضرت اسمعیل علیہ السلام کے بارے میں کیا حکم دیا؟

جواب: توریت میں بیان کیا گیا ہے: ”اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے بیٹے کی خاطر یہ بات بری معلوم ہوئی۔ اور خدا نے اسے کہا کہ یہ بات اس لڑکے اور تیری لونڈی کی بابت تجھے بری نہ لگے۔ سب کچھ جو سارہ علیہا السلام نے تجھے کہا ہے۔ اس کی بات سن۔ کیونکہ تیری نسل اسحاق علیہ السلام سے کہلانے لگی، مگر میں لونڈی کے بیٹے کو بھی ایک بڑی قوم بنا دوں گا۔ کیونکہ وہ بھی تیری نسل ہے۔“

(تکوین۔ باب نمبر ۱۱)

سوال: بتائیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور بیٹے اسمعیل علیہ السلام کو کس طرح خود سے جدا کیا؟

جواب: موجودہ توریت بتاتی ہے: ”تب ابراہیم علیہ السلام نے دوسرے دن صبح اٹھ کر روٹی اور پانی کا مشکیزہ لیا اور ہاجرہ کے کاندھے پر رکھا اور لڑکا اس کے حوالے کر کے اس کو رخصت کیا۔ اور وہ روانہ ہوئی اور غیر شائع کے جنگلوں میں ٹھکٹی پھری۔“

(تکوین۔ باب نمبر ۱۱)

سوال: توریت کے مطابق حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور حضرت اسمعیل علیہ السلام کے لیے اللہ تعالیٰ نے پانی کا کس طرح انتظام کیا؟

جواب: ”اور جب مشکیزہ کا پانی ختم ہو گیا تب اس نے لڑکے کو وہاں کے درختوں میں سے ایک کے نیچے ڈالا۔ اور آپ چلی گئی اور اس کے سامنے دوز فاصلے پر بیٹھی کیونکہ اس نے کہا میں لڑکے کو مرنے نہیں دیکھوں گی، اور وہ سامنے بیٹھ کر بلند آواز سے روئی۔ اور خدا نے لڑکے کی آواز سنی۔ اور خدا کے فرشتے نے آسمان سے ہاجرہ علیہا السلام کو پکارا۔ اور کہا۔ اے ہاجرہ علیہا السلام! تو کیا کر رہی ہے۔ نہ ڈر کہ خدا نے لڑکے کی آواز جہاں سے کہ وہ پڑا ہے سنی ہے۔ اٹھ لڑکے کو لے اور اس کا ہاتھ کپڑے کیونکہ میں اس کو ایک بڑی قوم بناؤں گا۔ اور خدا نے اس کی آنکھیں کھولیں۔ اور اس نے پانی کا ایک کنواں

دیکھا۔ اور جا کر وہاں سے متکبرہ بھڑا اور لڑکے کو پانی پلایا۔ (نحوین۔ باب نمبر ۲۱)

سوال: توریت میں حضرت اسمعیل علیہ السلام کی جوانی اور شادی کے بارے میں کیا بتایا گیا ہے؟

جواب: ”اور خدا اس لڑکے کے ساتھ تھا۔ وہ بڑھا۔ اور جنگلوں میں رہا کرتا تھا۔ اور جوان ہو کر تیر انداز بنا۔ اور وہ فاران کے بیابان میں رہا کرتا تھا۔ اور اس کی ماں نے ملک مصر سے اس کے لیے بیوی لی۔“ (نحوین۔ باب نمبر ۲۱)

سوال: توریت میں ہے کہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور حضرت اسمعیل علیہ السلام بیر شائع کے جنگلوں میں بھٹکتے رہے۔ اس جگہ کس بادشاہ کے ساتھ معاہدہ بتایا گیا ہے؟

جواب: توریت میں ہے: ”اور ابراہیم علیہ السلام نے ابی ملک کو پانی کے ایک کنوین کے واسطے جسے اس کے نوکروں نے زبردستی چھین لیا تھا۔ ملامت کی۔ اور ابراہیم علیہ السلام نے بھیڑ بکری اور گائے بتل ابی ملک کو دیئے اور بیر شائع میں عہد باندھا۔ اور ابراہیم علیہ السلام نے بیر شائع میں جھاؤ کے درخت لگائے اور وہاں خداوند خدائے قیوم کا نام لیا اور وہ فلسطین کی سرزمین میں بہت دنوں تک رہا۔“ (نحوین۔ باب نمبر ۲۱)

سوال: توریت میں حضرت اسحاق علیہ السلام کی قربانی کا بتایا گیا ہے۔ اس کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کیسے حکم ملا؟

جواب: ”خدا نے ابراہیم علیہ السلام کو آزمایا اور اس سے کہا۔ اے ابراہیم علیہ السلام تو اپنے اکلوتے بیٹے اسحاق کو جسے تو پیار کرتا ہے لے۔ اور موریا کی سرزمین میں جا۔ اور اسے وہاں پہاڑوں میں سے ایک پر جو میں تجھے دکھاؤں گا۔ سوختی قربانی کے لیے چڑھا۔“ (نحوین۔ باب نمبر ۲۲)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسحاق علیہ السلام کی قربانی پیش کرنے کے لیے کیا اقدامات کیے؟

جواب: توریت میں ہے: ”اور اس نے سوختی قربانی کی ٹکڑیاں لے کر اپنے بیٹے اسحاق پر رکھیں اور اپنے ہاتھ میں آگ اور چھری لی اور جل پڑے۔ اور جب وہ اس مقام پر

جو خدا نے اسے دکھایا تھا پہنچے۔ اس نے وہاں قربان گاہ بنائی اور اس پر لکڑیاں چنیں۔ اور اپنے بیٹے اسحاق کو باندھ کر قربان گاہ پر لکڑیوں کے اوپر رکھا۔ اور اس نے اپنا ہاتھ بڑھا کر چھری پکڑ لی کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے۔“ (تکوین۔ باب نمبر ۲۲)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے کو قربان کرنے کے لیے تیار تھے کہ خدا نے بیٹے کو کس طرح بچایا؟

جواب: ”اور خدا کے فرشتے نے آسمان سے پکار کر اسے کہا۔ اے ابراہیم علیہ السلام تو اپنا ہاتھ لڑکے پر نہ چلا۔ میں نے دیکھا تو خدا سے ڈرتا ہے۔ کیونکہ تو نے اپنے اکلوتے بیٹے کو مجھ سے دریغ نہ رکھا۔ تب ابراہیم علیہ السلام نے اپنی آنکھیں اٹھائیں تو دیکھا اس کے پیچھے ایک مینڈھا ہے جس کے سینک جھاڑی میں اٹکے ہوئے تھے۔ اور ابراہیم علیہ السلام اس مینڈھے کے پاس گیا اور اس کو پکڑا اور اپنے بیٹے کے بدلے میں سوختی قربانی کے لیے چڑھایا۔“ (تکوین۔ باب نمبر ۲۲)

سوال: خداوند نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کس طرح برکت کی خوشخبری سنائی؟

جواب: ”خداوند کے فرشتے نے کہا کہ خداوند یوں فرماتا ہے: تو نے یہ امر کیا اور اپنے اکلوتے بیٹے کو دریغ نہ رکھا۔ میں اپنی ذات کی قسم کھاتا ہوں کہ میں تجھے برکت دوں گا اور تیری نسل بڑھاتے بڑھاتے آسمان کے ستاروں اور سمندروں کے ساحل کی ریت کی مانند بنا دوں گا۔ تیری نسل اپنے دشمنوں کے دروازوں پر قابض ہوگی۔ روئے زمین کی کل اقوام تیری نسل میں برکت پائیں گی۔“ (تکوین۔ باب نمبر ۲۲)

سوال: حضرت سارہ علیہا السلام نے کتنی عمر میں وفات پائی اور کہاں دفن ہوئیں؟

جواب: تو ریت میں بتایا گیا ہے کہ: ”اور سارہ علیہا السلام کی عمر ایک سو ستائیس برس کی ہوئی اور سارہ علیہا السلام نے ملک کنعان میں قریت اربع میں جو آجکل حبرون ہے رحلت پائی اور ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی سارہ علیہا السلام کو مکلیلہ کے کھیت کے مغارے میں جو عمرے کے مشرق میں ہے دفنایا اور کنعان کی زمین جو آجکل حبرون میں ہے۔ چنانچہ وہ کھیت اور وہ مغارہ جو اس میں تھائی حث نے

قبرستان ان کے لیے نانا ابراہیم علیہ السلام کی ملکیت ٹھہرا دیئے۔ (مکملین۔ باب نمبر ۲۳)

سوال: توریت کے مطابق حضرت اہلق علیہ السلام کی شادی کس نے ہوئی؟

جواب: حضرت اسحاق علیہ السلام کی شادی رفقہ سے ہوئی جو ابراہیم علیہ السلام کے بھائی
ناخور کی بیوی ملکہ کے بیٹے یوئیل سے پیدا ہوئی تھی۔ (عمومین - باب نمبر ۲۲)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمعیل علیہ السلام نے کب وفات پائی؟

جواب: تو ریت میں ہے کہ ”اور ابراہیم علیہ السلام کی حیات کے کل ایام جب تک وہ جیتا رہا ایک سو پچھتر برس ہوئے۔ اور اس کے بیٹوں اسحاق اور اسمعیل علیہ السلام نے مکملہ کے مغارہ میں جو عمرے کے سامنے ہے حتیٰ صومر کے کھیت میں اسے دفنایا۔ جہاں سارہ دفنائی گئی تھی۔ اور اسمعیل علیہ السلام کی حیات کے برس ایک سو پینتیس ہوئے۔ تب اس نے وفات پائی۔“ (عمریں - باب نمبر ۲۵)

سوال :- حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ازواج و اولاد کا نام بتا دیجیے؟

جواب: حضرت سارہ علیہا السلام سے حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ ایک اور بیوی جن کا نام قنطورہ تھا اس سے زمران۔ یقشان۔ مدان۔ مدیان۔ یثیاق اور شوح پیدا ہوئے۔ یہ سب بنی قنطورہ تھے۔ (تکوین۔ باب نمبر ۲۵)

سوال: قرآن میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے اپنی بیوی حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بنے آب و گیاہ میدان میں چھوڑا۔ تو ریت اور آجیل میں کیا جاتا رہا ہے؟

جواب: توریت کا بیان ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بڑی بیوی حضرت سارہ علیہا السلام کے کہنے پر حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو گھر سے نکال دیا۔ کیونکہ ان کو اس بات کا پتہ چلا تھا کہ ان کی گود خالی رہی اور ان کی خادمہ کی بھر گئی۔ (پابل - قصص القرآن)

سوال :- حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے ہاں کتنی اولاد ہوئی؟

جواب: تواریت کے مطابق آپ کے بارہ فرزند تھے۔ جو مختلف قبائل عرب کے سردار تھے۔

اور ایک بیٹی شیا یا علاء تھی۔ ان بارہ بیٹوں میں دو بہت مشہور ہوئے۔ عیادت یا نابت اور قیدار۔ نابت کی اولاد اصحاب الحجر ہے۔ اور قیدار کی اولاد اصحاب الرس۔ (بہارِ نبی - حصہ انبیاء عبدالعزیز)

سوال: حضرت اسمعیل علیہ السلام کی وفات کب ہوئی اور آپ کہاں دفن ہوئے؟
جواب: ایک سو چھپیس سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا اور توراۃ کے مطابق فلسطین میں آپ کی قبر ہے۔ ان کے سامنے ان کی اولاد اور نسل کا سلسلہ پھیل گیا تھا۔ جو حجاز، شام، عراق، فلسطین اور مصر تک آباد تھی۔ (نقص التوریت - نقص الانبیاء عبدالعزیز)
سوال: توریت اور بعض دوسری تاریخی کتب میں حضرت اسمعیل علیہ السلام کی ولادت کے بارے میں کیا بتایا گیا ہے؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۸۰ سال سے اوپر ہو چکی تھی۔ لیکن گود اولاد سے خالی تھی۔ ایک غلام کو خانہ زاد بنایا تھا۔ جس کے ساتھ اولاد جیسا معاملہ کیا کرتے تھے۔ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دو بیویاں تھیں۔ بڑی بیوی کا نام حضرت سارہ علیہا السلام (عراقیہ) اور چھوٹی کا نام حضرت ہاجرہ علیہا السلام (مصریہ) حضرت سارہ علیہا السلام اپنی طبعی عمر کو پہنچ چکی تھیں اس لیے اولاد کے نہ ہونے سے بے چین رہا کرتی تھیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اولاد کے لیے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتے کے ذریعے خوشخبری سنائی کہ عنقریب تم کو ایک لڑکا ہو گا جس کا نام اسمعیل علیہ السلام رکھنا۔ (بہارِ نبی - سیرت انبیاء کرام)

سوال: توریت اور دیگر کتب میں اسمعیل کے کیا معنی بیان ہوئے ہیں؟
جواب: اسمعیل "اسمع" اور "ایل" دو لفظوں سے مل کر بنا ہے۔ عبرانی زبان میں ایل کے معنی اللہ کے ہیں اور عربی میں اسمع کے معنی ہیں سن۔ چونکہ اسماعیل علیہ السلام کی ولادت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سن لی اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو فرشتے نے بشارت ملی اس لیے ان کا یہ نام رکھ دیا گیا۔ عبرانی میں اس کا تلفظ شام ایل ہے۔ شام کے عبرانی معنی بھی سن کے ہیں۔ (بہارِ نبی - سیرت انبیاء کرام)

سوال: کتاب بخاری اور بعض دیگر کتب کے مطابق حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی ہجرت کے وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام شیر خوار بچے تھے اور حضرت اسحاق علیہ السلام ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے تو ریت اور بعض تاریخی کتابیں کیا بتاتی ہیں؟

جواب: تو ریت اور بعض تاریخی کتابوں کے مطابق اس وقت حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہو چکے تھے۔ (بائبل - ریت انبیاء کرام)

سوال: قرآن میں صرف اتنا بتایا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مہمانوں (نوجوانوں کی شکل میں فرشتوں) کو بچھڑے گا گوشت پکا کر پیش کیا۔ بتائیے تو ریت کے الفاظ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کی تواضع کیسے کی؟

جواب: تو ریت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھنے ہوئے گوشت کے ساتھ مکہ سے منگوائی ہوئی روٹیاں۔ گھی اور دودھ بھی پیش کیا اور فرشتوں نے اسے کھایا بھی۔ قرآن میں کھانے کا ذکر نہیں کیونکہ فرشتے ہمارے کھانے نہیں کھاتے۔

(انقرآن۔ تو ریت۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: حضرت اسحاق علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری دی گئی تھی۔ اسحاق کے معنی بتا دیجئے؟

جواب: تو ریت میں آپ کا نام تصحق آیا ہے۔ جس کے معنی ہیں مضحک (ہنسا ہوا) ہیں۔ چونکہ آپ کی پیدائش کی بشارت سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت سارہ دونوں ہنسے اور خوش ہوئے اس لیے آپ کا نام تصحق رکھ دیا گیا۔ جو بعد میں اصحق ہو گیا۔ عربی میں ص کوں سے بدل لیا گیا اور اسحاق ہو گیا۔ (تو ریت۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت اسحاق علیہ السلام کی شادی کس سے ہوئی اور اس سے کتنی اولادیں ہوئیں؟

جواب: اہل کتاب کہتے ہیں کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی شادی ۴۰ سال کی عمر میں فدان آرام میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے بتوکل کی بیٹی رفا سے ہوئی۔ رفا کے دو توام بچے عیسو اور یعقوب پیدا ہوئے۔ یعقوب ہی اسرائیل کے نام سے مشہور ہوئے اور ان کی اولاد دینی اسرائیل کہلائی۔ (تو ریت۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت اٹحق علیہ السلام اللہ کے نبی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیاوی طور پر کس حیثیت سے نوازا تھا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے حضرت اٹحق علیہ السلام کو کثرت سے مال و دولت دیا اور غلام، باندیاں بھی دیں۔ انہوں نے اپنے علاقے میں کنوئیں کھدوائے۔ پہلے اس علاقے کے سرداروں نے ان کی مخالفت کی اور ان کی اقتدار کو اپنے اقتدار کے خلاف سمجھا مگر بعد میں ان سے صلح کر لی۔ (توریت۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: جدید تحقیق کے مطابق حضرت اسحاق علیہ السلام کا زمانہ ۲۰۶۰ ق م سے ۱۸۸۰ ق م تک ہے۔ آپ نے کتنی عمر میں وفات پائی اور کہاں دفن ہوئے؟

جواب: حضرت اٹحق علیہ السلام نے ۱۸۰ سال کی عمر میں حبرون میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ حبرون کو آج کل مہمہ الخلیل کہا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ملک شام میں کنعان میں دفن ہوئے۔ (توریت۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: توریت میں حضرت اٹحق علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی فضیلت کس طرح بیان ہوئی ہے؟

جواب: توریت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس بیٹے کی قربانی کا حکم ہوا جو اکلواتا ہو اور ابراہیم علیہ السلام کا محبوب ہو۔ (حضرت اٹحق علیہ السلام اکلوتے اسماعیل علیہ السلام سے تیرہ سال بعد پیدا ہوئے اس لیے حضرت اٹحق علیہ السلام اکلوتے بیٹے نہیں ہو سکتے۔ البتہ حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت اٹحق علیہ السلام کے پیدا ہونے تک اکلوتے رہے)۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے محبوب فرزند تھے۔ توریت کے مطابق حضرت اٹحق علیہ السلام خدا کے وعدے کا مظہر ہیں اور حضرت اسماعیل علیہ السلام دعاء ابراہیمی کا نتیجہ۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش کی خبر دی گئی تو توریت کے مطابق یہ فرمایا گیا کہ ”میں اس کی نسل سے ابذی عہد باندھوں گا۔“ (یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جس کی نسل سے ابذی عہد باندھا جائے اسے بچپن میں ہی قربانی کا حکم دے دیا جائے)۔ توریت

میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کو تھوڑی سی کھجوریں دیں اور پانی کا مشکیزہ دے کر رخصت کیا (یہ اشارہ ہے کہ اسماعیل علیہ السلام کو قربان کرنا تھا)۔ زمانہ قدیم سے دستور تھا کہ جو شخص خدائی نذر کیا جاتا وہ سر کے بال چھوڑے رکھتا اور معبد کے پاس ہی جا کر منڈواتا تھا۔ (یہ رسم اسماعیل علیہ السلام کے خاندان میں باقی رہی۔ یہاں تک کہ حج کا جزدین گئی۔ یہ بھی دلیل ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی ذبح تھے) توریت میں قربانی کا مقام "مریأ" بتایا گیا ہے۔ واقعات و قرآن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مردہ ہے جو کعبہ سے متصل پہاڑی ہے۔ (ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مردہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ قربان گاہ یہ ہے)۔

(توریت۔ یحییٰ اسحاق۔ سیرۃ النبی ﷺ۔ فوائد مثالی۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت اسحاق علیہ السلام کے نکاح کا قصہ توریت کے مطابق کس طرح بیان ہوا ہے؟
جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے ایک بھائی سے کہا کہ وہ طے کر چکے ہیں کہ وہ اسحاق علیہ السلام کی شادی کنعانی خاندان میں نہیں کریں گے۔ بلکہ اپنے آباؤ اجداد کی نسل میں اس کا بیاہ کریں گے، اس لیے تم ساز و سامان لے جا کر فدان آرام میں میرے بھتیجے بتوئیل بن ناحور کو پیغام دے دو کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح اسحاق علیہ السلام سے کر دے۔ اگر وہ راضی ہو جائے تو اسے یہ بھی کہنا کہ میں اسحاق علیہ السلام کو اپنے سے جدا نہیں کرنا چاہتا۔ لہذا لڑکی کو تیرے ساتھ رخصت کر دے۔
بھائی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ پیغام لے کر فدان آرام روانہ ہو گیا۔ آبادی کے قریب پہنچ کر اونٹ ڈہاں بٹھا دیا تاکہ ادھر ادھر حالات معلوم کرے۔ بھائی العیز نے جہاں اونٹ بٹھایا تھا اتفاق سے اس کے قریب ہی آپ کے بھائی بتوئیل کا خاندان آباد تھا۔ العیز زابھی کسی کام میں مصروف تھا کہ سائے سے ایک حسین لڑکی آتی ہوئی نظر آئی جو پانی کا گھڑا بھر کر اپنے مکان کو جاری تھی۔ العیز نے اس سے پانی مانگا۔ لڑکی نے اسے بھی پانی پلایا اور اس کے اونٹ کو بھی پھر

العرز نے بتوئیل کا پتہ پوچھا۔ لڑکی نے جواب دیا کہ وہ میرے باپ ہیں۔ العرز لڑکی کے ساتھ اس کے گھر پہنچا۔ لڑکی نے گھر پہنچ کر اپنے بھائی لابان کو خبر کی۔ لابان نے العرز کی بڑی خاطر مدد کی پھر اس کے آنے کی وجہ پوچھی۔ العرز نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پیغام سنایا۔ لابان نے پیغام سن کر خوشی کا اظہار کیا اور بہت ساساز و سامان دے کر اپنی بہن رفقا کو العرز کے ساتھ رخصت کر دیا۔

(توریت۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت ائحق علیہ السلام اپنے بڑے بیٹے عیسو کا کیوں زیادہ خیال رکھتے تھے؟
جواب: آپ چھوٹے بیٹے یعقوب علیہ السلام کی نسبت بڑے بیٹے کا زیادہ خیال اس لیے رکھتے کہ فلسطینیوں کے رواج کے مطابق بڑا بیٹا ہی میراث کا مالک ہوتا تھا۔ والدہ رفقا حضرت یعقوب علیہ السلام کو زیادہ پسند کرتی تھیں۔

(توریت۔ تاریخ الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بڑے بھائی عیسو کو کس شرط پر کھانے کی پیش کش کی؟

جواب: توریت میں ہے کہ ایک روز بڑا بھائی عیسو شکار سے تھکا ماندہ آیا، اپنے بھائی یعقوب علیہ السلام سے کہنے لگا، آج تو شکار بھی ہاتھ نہ آیا۔ اور میں تھک بھی گیا۔ اس لیے تو اپنے کھانے میں سے مجھے بھی کھلا۔ یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ فلسطینیوں کا دستور ہے کہ میراث بڑے لڑکے کو ملتی ہے۔ تم بڑے ہو لہذا باپ (ائحق علیہ السلام) کی میراث کے تم ہی وارث ہو۔ اگر اپنے اس حق سے دستبردار ہو جاؤ تو کھانا حاضر ہے۔ عیسو نے کہا مجھے میراث کی پروا نہیں تم وارث ہو جانا۔ اس کے بعد یعقوب علیہ السلام نے کھانا کھلایا۔ (ایسا لگتا نہیں کہ بھوکے بھائی کو دراشت کے بدلے کھانا کھلایا جائے)

(توریت۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے والد ائحق علیہ السلام کی دعا کیسے ملی اور بھائی کیسے بھائی کا دشمن بن گیا؟

جواب: حضرت اٹحق علیہ السلام کو اپنے بیٹے عیس (عیسو) سے زیادہ محبت تھی اور والدہ رفدہ کو دوسرے بیٹے یعقوب علیہ السلام سے۔ اٹحق علیہ السلام جب ضعیف ہو گئے تو آنکھوں کی بینائی بھی کمزور ہو گئی۔ اس دوران آپ نے اپنے بیٹے عیس سے کہا، آج ہرن کا شکار کر کے یا بکری ذبح کر کے اس کے کباب بنا کر مجھے کھلاؤ۔ باپ کی یہ خواہش سن کر عیس شکار کرنے چلا گیا۔ رفدہ کو جب اٹحق علیہ السلام کی اس خواہش کا علم ہوا تو اپنے محبوب بیٹے یعقوب علیہ السلام سے کہا، تو اپنی موٹی تازی بکری ذبح کر کے کباب بنا کر جلدی سے اپنے والد کو پیش کرو اور دعائیں لے لو۔ یعقوب علیہ السلام نے والدہ کے حکم سے جلدی سے کباب بنا کر والد کے سامنے پیش کر دیئے۔ حضرت اٹحق علیہ السلام نے کبابوں کی خوشبو پاتے ہی دعائیں دینی شروع کر دیں۔ چونکہ آپ نے عیس سے فرمائش کی تھی اس لیے آپ سبھے کباب دے لایا ہے۔ اس لیے دعائیں دیں۔ عیس جو شکار کے لیے گیا ہوا تھا واپس آیا تو اسے سارا قصہ معلوم ہوا۔ اسے جب یہ پتہ چلا کہ یعقوب علیہ السلام نے پہل کر کے دعائیں بھی لے لی ہیں تو وہ آپ سے باہر ہو گیا۔ اور یہ نفرت اتنی بڑھی کہ عیس یعقوب علیہ السلام کی جان کا دشمن بن گیا۔ (توریت۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتائیے عیس کو باپ کی دعائیں کیسے ملیں؟

جواب: حضرت اٹحق علیہ السلام نے خون خراب سے بچنے کے لیے عیس کو سمجھایا کہ لڑائی جھگڑا اچھا نہیں اور پھر نبی کے بیٹوں سے تو یہ بات اور بھی مناسب نہیں۔ عیس باپ کی بات مان گیا اور باپ نے خوش ہو کر اس کے لیے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے عیس کی اولاد میں برکت دی۔ (توریت۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

حضرت لوط علیہ السلام

سوال: توریت میں حضرت لوط علیہ السلام کی فرشتوں سے ملاقات کا ذکر کیسے کیا گیا ہے؟ فرشتوں کی تعداد اور وقت کیا تھا؟

جواب: ”اور وہ دو فرشتے شام کو سدوم آئے اور لوط علیہ السلام سدوم کے پھانک پر بیٹھا تھا۔ اور انہیں دیکھ کر اٹھا۔ اور ان کے استقبال کو گیا۔ اور اپنا سر زمین تک جھکایا۔ اور کہا کہ اے میرے آقا! اپنے خادم کے گھر چلو۔ اور وہاں رات کاٹو۔ اپنے پاؤں دھولو۔ اور صبح کو اپنی راہ لیتا۔ انہوں نے کہا نہیں ہم چوک میں رات کاٹیں گے۔ پر اس نے ان کی بہت مت کی کہ میرے ہاں اترنا (اور وہ مان گے)۔

(تخوین۔ باب نمبر ۱۹)

سوال: حضرت لوط علیہ السلام نے فرشتوں کی کس طرح ضیافت کی؟

جواب: ”اور جب وہ اس کے گھر میں داخل ہوئے۔ اس نے ان کے لیے ضیافت تیار کی۔ اور فطیری روٹی ان کے لیے پکائی۔ اور انہوں نے کھائی۔“ (تخوین۔ باب نمبر ۱۹)

سوال: قوم لوط علیہ السلام کے افراد حضرت لوط علیہ السلام کے گھر پر کس طرح حملہ آور ہوئے اور انہوں نے حضرت لوط علیہ السلام سے کیا کہا؟

جواب: ”اور اس سے پیشتر کہ وہ لیں۔ شہر کے آدمی کیا لڑکا کیا ضعیف سب نے مل کر اس گھر کو گھیر لیا۔ اور انہوں نے لوط علیہ السلام کو بلا کر اس سے کہا کہ وہ مرد جو آج کی رات تیرے ہاں اترے ہیں کہاں ہیں؟ انہیں باہر لانا کہ ہم ان سے صحبت کریں۔ لوط ان (لوگوں) کے پاس باہر گیا اور اپنے پیچھے دروازہ بند کیا۔“ (تخوین۔ باب نمبر ۱۹)

سوال: حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کے لوگوں کو کیا جواب دیا؟

جواب: انہوں نے کہا: ”اے میرے بھائیو! ایسی شرارت نہ کرو۔ دیکھو میری دو بیٹیاں ہیں جو اب تک مرد سے واقف نہیں۔ میں ان کو تمہارے پاس باہر نکال لاتا ہوں۔ اور جو تمہاری خوشی ہو ان سے کرو۔ مگر ان مردوں سے کچھ نہ کرو۔ کیونکہ وہ میری چھت کے سامنے ہیں آئے ہیں۔“ (تخوین۔ باب نمبر ۱۹)

سوال: قوم کے شر پسندوں نے حضرت لوط علیہ السلام کو کیا جواب دیا اور ان سے کیا سلوک کیا؟

جواب: ”مگر انہوں نے کہاں چل پڑے ہیئت اور پھر کہا کہ یہ شخص ایمان پر گزران کرنے

آیا اور ہم پر حکم چلاتا ہے؟ سو ہم تیرے ساتھ ان سے زیادہ بدسلوکی کریں گے۔

اور وہ لوط علیہ السلام پر سختی سے حملہ آور ہوئے۔ اور دروازہ توڑ کر کھولنے کو تجھے۔“

(تکوین۔ باب نمبر ۱۹)

سوال: فرشتوں نے قوم لوط کی بدسلوکی پر کس ردِ عمل کا اظہار کیا؟

جواب: ”اور دیکھو ان مردوں نے اپنا ہاتھ بڑھا کر لوط علیہ السلام کو اپنے پاس اندر لے لیا

اور دروازہ بند کر دیا۔ اور ان کو جو باہر تھے کیا چھوٹے کیا بڑے۔ اندھا کر دیا۔ سو

ان کو دروازہ نہ مل سکا۔“

(تکوین۔ باب نمبر ۱۹)

سوال: فرشتوں نے اس رات حضرت لوط علیہ السلام کو کس طرح خبردار کیا اور اپنی حقیقت

بیان کی؟

جواب: ”تب انہوں نے لوط علیہ السلام سے کہا۔ کیا تیرا اور کوئی ہے؟ داماد اور بیٹے بیٹیاں

اور سب جو تیرے ہیں۔ ان کو اس شہر سے باہر تلے چل۔ کیونکہ ہم اس مقام کو فنا

کریں گے۔ کیونکہ ان کا شر خداوند کے حضور بلند ہوا۔ جس نے ہمیں اُس کے فنا

کرنے کو بھیجا ہے۔“

(تکوین۔ باب نمبر ۱۹)

سوال: بتائیے لوط علیہ السلام نے اپنے لوگوں سے کیا کہا اور کس طرح عذاب کی خبر دی؟

جواب: ”تو ریت میں ہے۔“ تب لوط علیہ السلام باہر گیا اور اپنے دامادوں سے جو ان کی بیٹیاں

بیابنے کو تجھے۔ بولا اور ان سے کہا۔ اٹھو اس مقام سے نکلو۔ کیونکہ خداوند اس شہر کو فنا

کرے گا۔ لیکن وہ ان کی نظر میں فہمی کرتا ہوا معلوم ہوا۔“

(تکوین۔ باب نمبر ۱۹)

سوال: صبح کے وقت فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام سے کیا کہا اور ان کی کس طرح

مدد کی؟

جواب: ”اور جب صبح ہوئی فرشتوں نے لوط علیہ السلام سے تاکید کرنے کے کہا۔ اٹھ۔ اپنی

بیوی اور اپنی دونوں بیٹیوں کو جو یہاں ہیں لے۔ ایسا نہ ہو کہ تو بھی اس شہر کے

تصور کے باعث ہلاک ہو جائے۔ اور جب وہ دیر کر رہا تھا۔ انہوں نے اس کا اور

اس کی بیوی کا اور دونوں بیٹیوں کا ہاتھ پکڑا۔ کیونکہ خداوند اس پر مہربان ہوا اور اس۔

کو نکال کر شہر سے باہر پہنچا دیا۔ (بخاری۔ باب نمبر ۱۹)

سوال: حضرت لوط علیہ السلام کو کیا حکم دیا گیا اور انہوں نے کیا درخواست کی؟

جواب: ”تو اس سے کہا۔ اپنی جان بچا۔ پیچھے مت دیکھ اور اس سارے میدان میں کہیں مت ٹھہر۔ پہاڑوں پر اپنے آپ کو بچا۔ تانہ ہو کہ تو بھی ہلاک ہو جائے۔ اور لوط علیہ السلام نے ان سے کہا نہیں اے میرے آقا۔ کیونکہ تو نے اپنے خادم پر کرم کی نظر کی اور مجھ پر ایسا بڑا احسان کیا۔ کہ میری جان بچائی۔ میں اب بھاگ کر پہاڑ کی طرف نہیں جا سکتا۔ تانہ ہو کہ مجھ پر کوئی مصیبت آپڑے اور میں مر جاؤں دیکھو یہ شہر قریب ہے جس میں میں بھاگ سکتا ہوں۔ وہ تو چھوٹا ہی ہے۔ مجھے اس میں بچنے دے۔ وہ تو چھوٹا ہی ہے۔ سو میری جان بچ جائے گی۔“ (بخاری۔ باب نمبر ۱۹)

سوال: حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی ہستی کو چھوڑ کر کہاں پناہ لی؟

جواب: ”اور اس نے اسے کہا کہ دیکھو اس بات میں بھی میں نے تیری عرض قبول کی۔ کہ اس شہر کو کہ جس کے واسطے تو نے کہا۔ غارت نہ کروں گا۔ جلدی کر اور وہاں بچ جا۔ کیونکہ جب تک تو اس میں نہ پہنچے میں کچھ نہیں کر سکتا۔ اس واسطے اس شہر کا نام صومر رکھا گیا۔“ (بخاری۔ باب نمبر ۱۹)

سوال: سدوم پر کس وقت اور کس طرح کا عذاب نازل کیا گیا؟

جواب: ”جب سورج زمین پر طلوع ہوا۔ لوط علیہ السلام صومر میں داخل ہوا۔ اور خداوند نے سدوم اور عموره پر خداوند کی طرف سے گندھک اور آگ آسمان اسے بربستی۔ اور اس نے ان شہروں کو اور شہاز سے قریب۔ جو ان کو اور ان شہروں کے قریب رہنے والوں کو اور سب کچھ جو زمین سے اگتا ہے۔ نیست کیا۔“ (بخاری۔ باب ۱۹)

سوال: حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کا کیا انجام ہوا؟

جواب: ”اور اس (لوط) کی بیوی نے اپنے پیچھے بھڑک کر دیکھا تو وہ ایک کاستون بن گئی۔“ (بخاری۔ باب نمبر ۱۹)

سوال: تواریت کے مطابق حضرت لوط علیہ السلام نے کہاں مستقل رہائش اختیار کی؟

جواب: ”اور لوط علیہ السلام صومر سے نکل کر پہاڑ پر جا رہا۔ اور اس کی دونوں بیٹیاں اس کے ساتھ تھیں کیونکہ صومر میں رہنے سے وہ ڈرتا تھا۔ اور وہ اور اس کی دونوں بیٹیاں ایک غار میں رہنے لگے۔“ (تکوین۔ باب نمبر ۱۹)

سوال: قرآن مجید نے حضرت لوط علیہ السلام کو صالح بینبروں میں شمار کیا ہے اور ان کی بیٹیوں کو پاکباز کہا ہے۔ تو ریت میں کیا کیا گیا ہے؟

جواب: موجودہ تو ریت میں ہے۔ ”اور بڑی نے چھوٹی سے کہا۔ کہ ہمارا باپ بوڑھا ہے۔ اور زمین پر کوئی مرد نہیں رہا جو تمام جہان کے دستور کے موافق ہمارے پاس اندر آئے۔ آؤ ہم اس کو سے پلائیں۔ اور اس سے ہم بستر ہوں۔ اور اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں۔ اور انہوں نے اسی رات اپنے باپ کو سے پلائی۔ اور بڑی اندر گئی اور اپنے باپ سے ہم بستر ہوئی۔ پر اس نے نہ جانا کہ وہ کب لیتی اور کب اٹھ کر چلی گئی۔ اور دوسرے روز بڑی نے چھوٹی سے کہا۔ کہ دیکھ گزشتہ رات کو میں اپنے باپ سے ہم بستر ہوئی ہوں آؤ آج رات بھی اس کو سے پلائیں۔ اور تو بھی اس سے ہم بستر ہو کہ ہم اپنے باپ سے نسل بچا رکھیں۔ اور اس رات کو بھی انہوں نے اپنے باپ کو سے پلائی۔ اور چھوٹی اندر گئی اور اس سے ہم بستر ہوئی۔ پر اس نے نہ جانا کہ وہ کب لیتی اور کب اٹھ کر چلی گئی۔ سو لوط علیہ السلام کی دونوں بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں۔ اور بڑی کے ایک بیٹا ہوا جس کا نام اس نے مواب رکھا۔ دوسری بیٹیوں کا باپ ہے جواب تک ہیں۔ اور چھوٹی کے بھی ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام بن لئی رکھا۔ یعنی میرے لوگوں کا بیٹا۔ دوسری بیٹیوں کا باپ ہے جواب تک ہیں۔“ (تکوین۔ باب نمبر ۱۹)

حضرت یوسف علیہ السلام

سوال: المن کتاب کے مطابق یوسف علیہ السلام کو کیسے اور کتنے درہم میں بیچا گیا؟
جواب: بائبل کا بیان ہے کہ برادران یوسف نے جب انہیں کنوئیں میں ڈالا تو ابھی وہ وہیں تھے کہ اسماعیلیوں کا ایک قافلہ اجڑے گزرا جو گرم مصالحہ، بلسان اور مرصع لے جا

رہا تھا۔ انہوں نے چاہا کہ یوسف علیہ السلام کو کنویں نکال کر ان کے ہاتھ بچ دیں مگر ان سے پہلے مدین والوں کا ایک قافلہ ادھر سے گزر رہا تھا اور وہ یوسف علیہ السلام کو کنویں سے نکال چکے تھے انہوں نے یوسف علیہ السلام کو بیس درہم میں اسماعیلیوں کے ہاتھ بچ دیا مگر غائب پھر یہ معاملہ فسخ ہو گیا اور مدیانیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر لے جا کر بچ دیا۔ (قصہ القرآن۔ بائبل پیدائش۔ باب نمبر ۴۷)

سوال: بائبل میں عزیز مصر کا نام کیا بتایا گیا ہے؟
جواب: بائبل میں اس شخص کا نام پوٹیفیر یا فوطیفار لکھا ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ وہ شاہی ہاؤس گارڈ کا افسر تھا۔ اسے خوب سرا بھی کہا گیا ہے۔ اس نے اسماعیلیوں کے ہاتھوں حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدا۔ (قصہ القرآن۔ بائبل پیدائش۔ باب نمبر ۴۹)

سوال: توریت میں حضرت یوسف علیہ السلام کے دور کے شاہ مصر کو فرعون کہا گیا ہے۔ اس نے حضرت یوسف سے کیا کہا؟

جواب: توریت میں ہے کہ اس نے کہا: ”میں نے ساری زمین مصر پر تجھے حکومت بخشی فقط ایک تخت نشینی میں تجھ سے اوپر رہوں گا۔ اس نے اپنی رتھ سواری کے لیے دی کہ شاہی رتھوں میں دوسری رتھ تھی۔ پھر جب یوسف نکلا تو اس کے آگے آگے قیوب پکارتے تھے۔ سب ادب سے رہو اور فرعون نے حکم دیا کہ یوسف کو صاحب مملکت کے نام سے پکارا جائے۔ (قصہ الانبیاء۔ بائبل پیدائش۔ باب نمبر ۴۷)

سوال: توریت کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام کی پیدائش کس سال ہوئی؟
جواب: توریت کی تحقیق کے مطابق آپ کی پیدائش ۱۹۰۶ ق م میں ہوئی یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے تقریباً دو ہزار سال پہلے بتائی جاتی ہے۔ مصر کا دارالسلطنت اس وقت منصف تھا جس کے کھنڈرات آج بھی قاہرہ کے جنوب میں چودہ پندرہ میل کے فاصلے پر موجود ہیں۔ (سیرت انبیاء کرام۔ بائبل پیدائش۔ باب نمبر ۴۷)

سوال: دوسری مرتبہ مصر جانے پر حضرت یوسف علیہ السلام کے اپنے بھائیوں کی کس طرح خاطر بہارت کی؟

جواب: تورات میں ہے کہ یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کی خوب خاطر مدارت کی۔ نوکروں کو حکم دیا کہ ان کو شاعی مہمان خانے میں رکھا جائے۔ ان کے لیے پر تکلف دعوت کا سامان کیا۔ چند روز کے قیام کے بعد جب وہ رخصت ہونے لگے تو یوسف علیہ السلام نے حکم دیا کہ ان کے اونٹوں کو غلے سے اس قدر لاد دیا جائے جتنا کہ یہ برداشت کر سکیں۔ ان کی خواہش تھی کہ اپنے بھائی بنیامین کو اپنے پاس رکھ لیں مگر مصر کے قانون کے مطابق ایسا نہیں کر سکتے تھے۔ اور اس وجہ سے بھی خاموش رہے کہ ان کی حقیقت کا انکشاف نہ ہو۔ جب قافلہ روانہ ہونے لگا تو کسی کو اطلاع کیے بغیر نشانی کے طور پر اپنا چاندی کا پیالہ بنیامین کے سامان میں رکھ دیا۔

(سیرت انبیاء کرام۔ بائبل۔ پیدائش باب نمبر ۴۷)

سوال: اہل کتاب کے بقول حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے خواب کے بارے میں کس کس کو بتایا تھا؟

جواب: اہل کتاب کے نزدیک حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ قصہ اپنے والد کو اور اپنے بھائیوں کو اکٹھے بیان کیا تھا۔ جبکہ قرآن میں ہے کہ انہوں نے یہ خواب صرف اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کو بتایا تھا۔ (قصص الانبیاء: بائبل۔ پیدائش باب نمبر ۴۷)

سوال: اہل کتاب کے بقول یوسف علیہ السلام کے سوتیلے بھائی نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کیا کہا تھا؟

جواب: حضرت یوسف علیہ السلام کے بڑے بھائی روبیل (روبین) نے یوسف علیہ السلام کو (کنوئیں میں گراتے وقت) اشارہ کیا تھا کہ وہ بعد میں ان کو نکالے لے گا۔ اور اپنے والد کے پاس پہنچا دے گا۔ پھر جب سب واپس گئے تو روبیل کی بے خبری میں دوسرے بھائیوں نے ان کو قافلے کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ پھر شام کو روبیل آیا اور کنوئیں میں بھائی کو نہ پایا تو چیخ پڑا۔ پھر بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کے کرتے کو بکری کے بچے کے خون میں آلودہ کر کے یعقوب علیہ السلام کو پیش کر دیا۔

(قصص الانبیاء: بائبل۔ کتاب پیدائش باب نمبر ۴۷)

سوال: اہل کتاب شاہ مصر کا خواب کس طرح بیان کرتے ہیں؟

جواب: اہل کتاب کہتے ہیں کہ بادشاہ نے خواب یوں دیکھا تھا کہ وہ ایک نہر کے کنارے کھڑا ہے اس میں سے سات سوئی گائیں نکلیں پھر وہاں قریبی چراگاہ میں چرنے لگیں۔ پھر دوبارہ نہر سے سات دہلی پتلی گائیں نکلیں۔ وہ بھی پہلی گایوں کی ساتھ چرنے لگیں۔ پھر ان سوئی گایوں کی طرف متوجہ ہوئیں اور ان کو کھا گئیں۔ بادشاہ گھبرا کر اٹھا اور پھر سو گیا۔ پھر دوسرا خواب دیکھا کہ ایک بالی میں سات سبز بٹے ہیں۔ اور دوسری بالی میں سات خشک بٹے ہیں۔ یہ سات بٹے جو خشک تھے وہ دوسرے سات سیٹوں کو جو تر و تازہ تھے کھا گئے۔ تو یہ پھر گھبرا کر بیدار ہوا۔ جب اس نے یہ خواب اپنی قوم کے سرداروں کو بتایا تو کوئی اس کی تعبیر نہ بتا سکا بلکہ کہا کہ یہ تو ملے جلے مشکل سے خواب ہیں۔ (تفسیر الانبیاء۔ بائبل۔ پیدائش باب نمبر ۴۱)

سوال: شادی کے وقت حضرت یوسف علیہ السلام کی عمر کیا تھی؟

جواب: اہل کتاب کہتے ہیں کہ تخت نشینی کے وقت آپ کی عمر تیس سال تھی اور اس وقت عزیز مصروف ہو گیا تھا۔ اس لیے شاہ نے زلیخا کی شادی آپ سے کرادی۔ جبکہ نقشبی کہتے ہیں کہ بادشاہ مصر نے عزیز مصر قلیفر کو عہدے سے ہٹا کر آپ کو اس کی جگہ رکھ لیا۔ (تفسیر الانبیاء۔ بائبل۔ پیدائش باب نمبر ۴۱)

سوال: برادران یوسف پہلی مرتبہ شاہ مصر یوسف علیہ السلام کے پاس گئے تو توریت کے مطابق آپ نے بھائیوں سے کیا سلوک کیا؟

جواب: اہل کتاب کا بیان ہے کہ بھائیوں کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اس درجہ مرتبہ و مقام مل سکتا ہے۔ انہوں نے یوسف علیہ السلام کو نہیں پہچانا۔ اور آپ کو سجدہ کیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو پہچان لیا کہ آپ نے کوشش کی کہ وہ نہ پہچان سکیں۔ اس لیے سختی سے پیش آئے اور کہا کہ تم لوگ جاسوس ہو اور ہمارے علاقے کی اچھائی اور مال وغیرہ لینے آئے ہو۔ اہل کتاب کے نزدیک یہ بھی ہے کہ آپ نے ان کو تین دن تک محبوس رکھا اور پھر غلہ دیا وہ

واپس جانے لگے تو ایک بھائی شمعون کو بطور ضمانت اپنے پاس رکھا کہ اگلی مرتبہ بنیامین کو لے آئیں۔
(قصص الانبیاء: بائبل۔ پیدائش باب نمبر ۴۲)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کی جو نقدی واپس کی اس کے بارے میں توریث کا کیا بیان ہے؟

جواب: اہل کتاب کہتے ہیں کہ وہ نقدی چاندی کے ٹکڑوں کی صورت میں تھی۔ مفسرین کے بقول اور حضرت یوسف علیہ السلام نے مناسب نہ سمجھا کہ بھائیوں سے سرمایہ پیسے وغیرہ لیں۔ اس لیے واپس کر دیئے۔ دوسری مرتبہ وہ لوگ گئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے درہم کی بجائے پتے، اخروٹ، خرما اور جنگلی بھل بھیجے تھے۔

(قصص الانبیاء۔ بائبل۔ پیدائش باب نمبر ۴۲-۴۳)

سوال: بنیامین کے سامان سے پیالہ نکالا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے کیا فرمایا؟

جواب: آپ نے فرمایا کہ چوری کا مال جس سے برآمد ہوا اسے یہاں رکھا جائے گا۔ اور اہل کتاب کہتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام نے اس وقت اپنی پہچان کرا دی تھی۔

(قصص الانبیاء۔ بائبل۔ پیدائش باب نمبر ۴۴)

سوال: مفسرین نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بچھڑنے کی مدت ۱۸ سال، ۲۵ سال، ۸۰ سال اور تراسی سال بھی بتائی ہے۔ توریث نے کتنا عرصہ بتایا ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین اور بھائیوں کا استقبال کس طرح کیا؟

جواب: توریث نے باپ سے بچھڑنے کی مدت ۴۰ سال بتائی ہے۔ اور اہل کتاب کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام جب سرزمین جاشریعی یعنی بلعیس کے قریب پہنچے تو حضرت یوسف علیہ السلام ان کے استقبال کے لیے نکلے۔ اور پہلے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے فرزند یہوذا کے ذریعے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس بطور مہمان آنے کی خوشخبری پہنچائی۔ اور اہل کتاب کا کہنا ہے کہ بادشاہ مصر نے ان کے لیے جاشر کا علاقہ وقف کر دیا تھا۔ اس میں آل یعقوب رہتے تھے۔

(قصص الانبیاء۔ بائبل۔ پیدائش باب نمبر ۴۸)

سوال: اہل کتاب کے مطابق حضرت یعقوب علیہ السلام نے وفات پائی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے کیسے اور کہاں دفن کا انتظام کیا؟

جواب: اہل کتاب کہتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے وفات پائی تو تمام مصر والے ستر دن تک ان کی وفات پر روتے رہے۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام نے طیبین کو حکم دیا تو انہوں نے والد ماجد کے جسد اطہر پر خوشبو و دوائی وغیرہ لگائی۔ جس کے اندر یہ چالیس دن تک رہے۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ سے اجازت لے کر اپنے والد کو دفن کرنے کے لیے شام کی طرف چلے کہ وہاں داداؤں کی قبر کے پاس دفن کریں اور آپ کے ساتھ مصر کے شیوخ و اکابر بھی چلے جب حمر دن پہنچے تو اسی زمین میں آپ کو دفن کر دیا جس کو ابراہیم علیہ السلام نے عفرون بن مصر صحتی سے خریدا تھا اور یہیں ان حضرات کی قبریں تھیں۔ پھر وہاں انہوں نے سات دن تک تعزیت کی پھر اپنے علاقے کی طرف واپس آ گئے۔

(قصص الانبیاء: بائبل۔ پیدائش باب نمبر ۴۹-۵۰)

سوال: بائبل میں حضرت یوسف علیہ السلام کے ایک ایسے خواب کا بھی ذکر ہے جو آپ نے اپنے بھائیوں کو بتایا تھا۔ وہ کیا تھا؟

جواب: آپ نے بھائیوں کو بتایا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ ہم کھیت میں پولے یا نہتے ہیں۔ اور دیکھو میرا بولا اٹھا اور سیدھا کھڑا ہوا۔ اور تمہارے پولے آس پاس کھڑے ہو کر میرے پولے کے آگے بچکے۔ تب اس کے بھائیوں نے اسے کہا کہ کیا تو ہمارا بادشاہ ہو گا یا ہمارا حاکم ہو گا۔ تب وہ اس سے زیادہ نفرت کرنے لگے۔

(بائبل۔ پیدائش باب نمبر ۳۷)

سوال: اہل کتاب نے حضرت یوسف علیہ السلام کو زلیخا کے بہکانے کا ذکر کس انداز میں کیا ہے؟

جواب: ان کے مطابق زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بہکانے کی کوشش کی تو آپ اپنا جب اس کے ہاتھ میں چھوڑ کر باہر کی طرف بھاگے۔ اس نے شور مچا دیا کہ یہ

مجھے تنگ کر رہا تھا۔ اس نے جبہ اپنے پاس رکھا اور اپنے خاوند کے گھر آنے پر اسے بتایا۔ عزیز مصر غصے سے بھڑک اٹھا اور اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو قید میں ڈال دیا۔ (ہائل۔ پیدائش باب نمبر ۳۹)

حضرت ایوب علیہ السلام

سوال: بائبل کی روایات کے مطابق حضرت ایوب علیہ السلام کا سلسلہ نسب کیا ہے؟
جواب: بائبل کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں پانچویں پشت میں تھے۔ (تفسیر ماجدی۔ ہائل۔ پیدائش باب نمبر)

سوال: توریت میں حضرت ایوب علیہ السلام کو کس سرزمین کا باشندہ بتایا گیا ہے؟
جواب: توریت میں ہے کہ عوس کی سرزمین کے رہنے والے تھے۔ اور عوس کے بارے میں علماء فرنگ کہتے ہیں کہ یہ عرب کے شمالی مغرب میں فلسطین کی شرقی سرحد کے قریب کا ملک تھا۔ (ہمس القرآن۔ تفسیر ماجدی۔ ہائل۔ اسفار صحت)

سوال: توریت میں حضرت ایوب علیہ السلام کو نبی نہیں کہا گیا۔ بتائیے ان کے مال و دولت اور اہل و عیال کی تعداد کیا بتائی گئی ہے؟

جواب: توریت میں ہے: ”عوس کی سرزمین میں ایوب نامی ایک شخص تھا، اور وہ شخص کامل اور صادق تھا۔ اور خدا سے ڈرتا تھا اور بدی سے دور رہتا تھا۔ اس کے سات بیٹے اور تین بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ اس کے مال میں سات ہزار بھیڑیں، تین ہزار اونٹ، پانچ سو جوڑے بیل اور پانچ سو گدھیاں تھیں۔ اور اس کے نوکر چاکر بہت تھے، ایسا کہ اہل مشرق میں ایسا مالدار کوئی نہ تھا۔“

(روح اللعالمین علیہ السلام۔ تفسیر ماجدی۔ تذکرۃ الانبیاء۔ ہائل۔ اسفار صحت)

سوال: بتائیے توریت میں حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری کے متعلق کیا بیان ہے؟
جواب: توریت میں ہے: ”ابلیس جب حضرت ایوب علیہ السلام کی اولاد کو نیست و نابود کر چکا تو اس کے بعد آسمان کی طرف چڑھا۔ چڑھتے چڑھتے جب اس مقام تک پہنچ گیا جہاں تک اس کو قوت پروردگار دی گئی تھی تو فرشتوں کی نظر اس پر پڑی۔ انہوں

نے شیطان سے پوچھا، بتا تو نے حضرت ایوب علیہ السلام کو ان سخت مصائب میں کیا متحمل اور صابر پایا؟ شیطان نے جواب دیا واقعی وہ اپنے رب سے بڑا تعلق رکھتے ہیں اور اس کے بھروسے پر مطمئن ہیں۔ اس کے بعد کہنے لگا اگر پروردگار مجھ کو ان کے بدن میں تصرف کا اختیار دے دے تو پھر مجھے یقین ہے ان سے صبر نہ ہو سکے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کی اس درخواست کو قبول فرما لیا اور اس سے کہا جا ہم نے تجھے اپنے بندے ایوب کے بدن پر تسلط کا اختیار دے دیا ہے۔ یہ سن کر ابلیس حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس آیا تو اس وقت آپ نماز پڑھنے میں مصروف تھے۔ ابلیس نے اسی حالت میں حضرت ایوب علیہ السلام کے قریب جا کر ان کے دماغ میں آگ میں بجھی ایسی پھومک ماری کہ اس کی حرارت سے آپ کے دماغ سے قدموں تک سارا بدن جلنے لگا۔ یہاں تک گری بڑھی کہ سارے بدن میں خارش پیدا ہو گئی۔ آپ نے کھیلانا شروع کیا تو ناخن گر گئے۔ کھجلی میں کمی نہ ہوئی تو پتھر کے ٹکڑوں سے کھجنا شروع کر دیا جس کا اثر یہ ہوا کہ بدن کا گوشت تک مغل کر گر گیا۔ بدن کی ہڈیاں نظر آنے لگیں، بدن سے بدبو آنے لگی، سارے بدن میں کیرے پڑ گئے۔ صرف آنکھ اور زبان اثر سے محفوظ رہے۔ مرض کی شدت کی وجہ سے بدن کا کوئی حصہ اثر سے محفوظ نہ رہا۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی تین بیویاں تھیں۔ دو نے یہ حال دیکھ کر قطع تعلق کر لیا۔ صرف ایک وفادار بیوی رحمت نے آپ کا ایسے وقت میں ساتھ دیا۔ اس تکلیف دہ مرض کی وجہ سے اس خدا کے مقبول بندہ کے لیے سوائے مٹی کے فرش کے کوئی بستر بھی نہ رہا۔ اور کوڑی کے سوا کوئی آرام کی جگہ بھی نہ رہی۔ بیوی رحمت کے پاس نہ کوئی دولت تھی نہ کوئی سر چھپانے کا سامان، محنت مزدوری کر کے اپنے خاوند کے کھانے کا بندوبست کرتی تھی۔ (یہ سب اسرائیلی روایات ہیں قرآن و احادیث میں ان کا کوئی ذکر نہیں)

(تذکرۃ الانبیاء - قصص الانبیاء - بائبل - اسفار حکمت)

سوال: اہل کتاب کے ہاں حضرت ایوب علیہ السلام کی خوشحالی اور امتحان کے بارے میں

کیا بیان ہے؟

جواب: توریت میں ہے: شیطان نے ایک روز دربار خداوندی میں عرض کیا کہ ایوب علیہ السلام کے صبر و شکر کی اتنی دھوم مچی ہوئی ہے۔ وہ تو اسی بنا پر ہے کہ تو نے اسے ہر طرح کی نعمتوں سے نواز رکھا ہے۔ ذرا یہ نعمتیں چھین جائیں تو حال معلوم ہو جائے۔ حکم ہوا۔ اچھا بچھے اختیار ہے۔ جا اور جس طرح چاہے ان کی آزمائش کر دیکھ۔ چنانچہ شیطان نے آ کر ان پر طرح طرح کی مصیبتوں کے پہاڑ توڑنے شروع کئے۔ کہاں آج امیر کبیر تھے کہاں دفعہ مفلس و تلاش ہو گئے۔ ساری کھیتیاں جل گئیں، سارے گلے مر گئے۔ سارے نوکروں چاکروں کو دشمنوں نے مار ڈالا۔ ساری اولاد یکبارگی مکان میں دب کر مر گئی۔ ان ناقابل بیان مصائب کے ایک بیک ٹوٹ پڑنے پر ایوب علیہ السلام نے صرف اتنا کیا کہ اٹھ کر اپنا پیراہن (کرتہ) چاک کیا اور سر منڈایا اور زمین پر جھک پڑا اور سجدہ کیا اور کہا اپنی ماں کے پیٹ سے نکلا نکلا آیا اور پھر ننگا وہاں جاؤں گا۔ خداوند نے دیا اور خداوند نے لیا، خداوند کا نام مبارک ہے۔ اس سارے مقدمہ میں ایوب علیہ السلام نے گناہ نہ کیا، اور نہ خدا پر بے وقوفی کا الزام لگایا۔ (تفسیر مابعدی۔ بائبل۔ اسفار حکمت)

سوال: سفر ایوب میں حضرت ایوب علیہ السلام کی عمر کے بارے میں کیا کہا گیا ہے؟

جواب: اس کے بعد (مصیبت کے بعد) ایوب علیہ السلام ایک سو چالیس برس جیا۔ اور اپنے بیٹے اور بیٹیوں کے بیٹے چار پشت تک دیکھے اور ایوب بوڑھا اور ورا زمر ہو کر مر گیا۔ (قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ بائبل۔ اسفار حکمت)

سوال: صحیفہ ایوب علیہ السلام میں حضرت ایوب علیہ السلام کی ابتدائی زندگی کے بارے میں کیا معلومات ملتی ہیں؟

جواب: صحیفہ ایوب علیہ السلام جو قدیم صحیفہ ہے وہ عبرانی زبان سے عربی میں منتقل ہوا ہے۔ وہ مجموعہ تورات میں حضرت ایوب علیہ السلام کی طرف منسوب ہے اس میں ہے کہ آپ سرزمین عوص کے باشندے تھے۔ آپ کے مویشی اور چوپایوں کو اہل سبا اور

بالمیوں نے حملہ کے کر لوٹ لیا تھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ان دونوں قوموں کے عروج کے زمانے میں تھے۔ اسرائیلی روایات میں ہے کہ بیماری کے دوران آپ کے جسم پر شیطان کو قابو دے دیا گیا تھا۔ کیونکہ آپ نے خود اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے وقت کہا کہ مجھے شیطان نے چھو لیا ہے۔

(تاریخ الانبیاء۔ بائبل۔ اسفار صکت)

سوال: قرآن مجید میں حضرت ایوب علیہ السلام کو صابر و شاکر کہا گیا ہے۔ توریت کا بیان کیا ہے؟

جواب: اہل کتاب کے نزدیک حضرت ایوب علیہ السلام نے مال و دولت ختم ہونے پر شکایت نہیں لیکن جب ایوب علیہ السلام کو شیطان نے مہلک پھوڑوں سے مارا تو حضرت ایوب علیہ السلام نے نہ صرف گریہ و زاری کی بلکہ اپنے دن پر لعنت کی اور کہا: ”وہ دن جس میں میں پیدا ہوا معدوم ہو جائے اور وہ رات بھی جس میں کہا گیا کہ دیکھو بیٹا ہوا وہ دن اندھیرا بن جائے۔ کیونکہ میری روٹی کی جگہ میری آہیں ہیں اور میرا پیچھا چلانا پانی کی طرح جاری ہے۔ مجھے تسلی نہیں اور آرام نہیں اور خوش نہیں اور مصیبت مجھ پر ہجوم کرتی ہے۔“ ایوب علیہ السلام تائب ہوئے اور خوش حال ہوئے۔

(بائبل۔ اسفار صکت)

سوال: بائبل میں حضرت ایوب علیہ السلام کی کتنی اولاد بتائی گئی ہے؟

جواب: بائبل کے مطابق اس کے سات بیٹے ہوئے اور تین بیٹیاں۔ پہلی بیٹی کا نام ییمہ اور دوسری کا قصیہ اور تیسری کا نام قرن فوک رکھا۔

(بائبل۔ اسفار صکت)

حضرت یونس علیہ السلام

سوال: اہل کتاب نے حضرت یونس علیہ السلام اور ان کے والد کا نام کیا بتایا ہے؟

جواب: اہل کتاب کہتے ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام کا نام یونا (یوحنا یونا) تھا اور آپ کے والد کا نام امتی ہے۔ جب کہ وہ نینوی کے باشندوں کی ہدایت کے لیے بھیجے

گئے تھے۔ آپ کو یونس بن امتائی بھی کہا گیا ہے۔

(قصص القرآن۔ بائبل۔ کتاب یونس باب نمبر ۱)

سوال: جہاز والوں نے حضرت یونس علیہ السلام کو سمندر میں ڈال دیا تو خوفزدہ ہو کر لوگوں نے کیا کیا؟

جواب: بائبل کے مطابق حضرت یونس علیہ السلام نے جہاز والوں سے کہا: ”مجھے اللہ کے سمندر میں پھینک دو سمندر تمہارے لیے ساکن ہو جائے گا۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ میرے ہی سبب سے یہ بڑا طوفان تم پر آیا ہے۔“ تب انہوں نے یونس کو اٹھا کر سمندر میں ڈال دیا اور عظیم اسواج موقوف ہو گیا۔ اس پر اہل جہاز بہت ڈر گئے انہوں نے خداوند کے حضور ذبیحہ فوج کیا اور متیں مانیں۔

(بائبل۔ کتاب یونس باب نمبر ۱)

سوال: اہل کتاب کے بقول حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں کتنا عرصہ رہے؟

جواب: بائبل میں ہے: ”خداوند نے ایک بڑی مچھلی کو مقرر کیا کہ یونس علیہ السلام کو نگل جائے اور یونس علیہ السلام تین دن رات مچھلی کے پیٹ میں رہا۔“

(بائبل۔ کتاب یونس باب نمبر ۲)

سوال: حضرت یونس علیہ السلام کیسے مچھلی کے پیٹ سے باہر آئے۔ اور آپ کو کیا حکم ملا؟

جواب: توریت میں ہے: ”اور یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں خداوند اپنے خدا سے دعا کی..... اس پر خداوند نے مچھلی کو حکم دیا تو اس نے یونس علیہ السلام کو خشکی پر اگل دیا۔ اور یونس نے دوسری بار خداوند کا کلمہ پایا۔ اس نے کہا کہ اٹھ شہر عظیم بنیوی کو جا اور اسے اس بات سے آگاہ کر دے جس کا میں تجھے حکم دیتا ہوں۔“

(بائبل۔ کتاب یونس باب نمبر ۲)

سوال: بائبل میں ہے کہ بنیو ایک نہایت بڑا شہر تھا۔ اس کی مسافت تین دن کی راہ تھی۔ یونس علیہ السلام شہر میں داخل ہو کر کیا اعلان کرنے لگے؟

جواب: بائبل میں ہے: ”اور یونس علیہ السلام شہر میں داخل ہو کر ایک دن کی راہ جانے لگا اور وہ وعظ کرتے ہوئے کہتا تھا کہ چالیس دن کے بعد بنیو برباد کیا جائے گا۔“

(بائبل۔ کتاب یونس باب نمبر ۳)

سوال: بتائیے نبیوں کے باشندے کس طرح ایمان لائے اور بادشاہ نے کیا حکم دیا؟

جواب: ”اور نبیوں کے باشندے ایمان لائے اور روزے کا اعلان کر کے سب کے سب کیا ادنیٰ کیا اعلیٰ ٹاٹ سے ملیں ہوئے۔ اور یہ بات شاہ نبیوں کو بھی پہنچ گئی تو اس نے تخت سے اٹھ کر شای لباس اتار ڈالا اور ٹاٹ اور ٹاٹ اوڑھ کر رکھ پر بیٹھ گیا۔ اور فرمان صادر کیا کہ بادشاہ اور ارکان دولت کے حکم سے نبیوں میں یہ اعلان ہو کہ کوئی انسان یا حیوان گائے بیل یا بھیڑ بکری۔ نہ کچھ چکھے نہ کھائے۔ اور نہ پانی پیئے۔ علاوہ اس کے انسان و حیوان ٹاٹ اوڑھیں۔ اور خداوند کے حضور گریہ و زاری کریں۔ اور ہر ایک اپنی بری روش اور اپنے ہاتھ بکے ظلم سے توبہ کرے۔ شاید خدا اپنا ارادہ بدلے اور چھٹائے اور اپنے قہر شدید سے باز آئے اور ہم ہلاک نہ ہوں۔“

(بائبل۔ کتاب یونس باب نمبر ۳)

سوال: قوم یونس علیہ السلام پر سے عذاب ملنے کی بات بائبل میں کس طرح کی گئی ہے؟

جواب: بائبل میں یہ ذکر تو نہیں کہ کون سا عذاب آیا کس طرح کی علامات ظاہر ہوئیں۔ تاہم یہ بتایا گیا ہے کہ: ”جب خدا نے ان (قوم) کی یہ حالت دیکھی کہ وہ اپنی اپنی بری روش سے تائب ہو گئے ہیں تو خدا اس عذاب سے بچھڑایا جو اس نے ان پر لانے کو کہا تھا۔ اور لایا نہیں۔“

(بائبل۔ کتاب یونس باب نمبر ۳)

سوال: بتائیے حضرت یونس علیہ السلام کی ناراضگی کا بائبل میں کیا بیان ہے؟

جواب: قوم پر عذاب مل جانے کی وجہ سے یونس علیہ السلام ناراض ہوئے بائبل میں ہے: ”اور یونس علیہ السلام اس امر سے بہت ناخوش اور غصے ہوا۔ اور اس نے خداوند سے دعا کر کے کہا، اے خداوند کیا میں نے یہی نہ کہا تھا۔ جب میں اپنے ملک میں تھا۔ اور اسی سبب سے میں جلدی کرا کے ترشیش کو بھاگا۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ خدا نے رحیم و مہربان ہے۔ طویل البصر اور نہایت شفیق۔ جو عذاب لانے سے بچھڑاتا ہے۔ اب اتنے خداوند! میری جان لے لے۔ کیونکہ میرے لئے مرجانا زبرد رہنے سے بہتر ہے۔ خداوند نے کہا۔ کیا تیرا غصہ راست ہے؟“

(بائبل۔ کتاب یونس باب نمبر ۴)

سوال: یونس علیہ السلام ناراض ہو کر کہاں بیٹھ رہے اور خدا تعالیٰ سے ان کا کیا مکالمہ ہوا؟
 جواب: بائبل میں ہے: ”اور یونس علیہ السلام شہر سے باہر مشرق کی طرف جا بیٹھا اور وہاں اپنے لیے ایک چھپر بنا کر اس کے سائے میں بیٹھ رہا کہ دیکھے شہر کا کیا حال ہوتا ہے۔ اور خداوند نے ارٹھ اگایا اور اسے یونس کے اوپر پھیلایا تاکہ اس کے سر پر سایہ ہو اور وہ تکلیف سے بچے۔ اور یونس علیہ السلام اس ارٹھ کے سبب سے نہایت خوش ہوا۔ لیکن دوسرے دن صبح کے وقت خدا نے ایک کیڑا بھیجا۔ جس نے ارٹھ کو کاٹ ڈالا تو وہ سوکھ گیا۔ جب دھوپ چڑھی تو خدا نے مشرق سے لو چلائی۔ اور دھوپ نے یونس علیہ السلام کے سر میں اثر کیا۔ اور وہ بے تاب ہو گیا۔ اور اپنے لیے موت کی آرزو کی اور کہا کہ میرے لیے مر جانا زندہ رہنے سے بہتر ہے۔ اس پر خدا نے یونس علیہ السلام سے کہا کہ کیا اس ارٹھ کے لیے تیرا غصہ راست ہے؟ ایک ہی رات میں اگا اور ایک ہی رات میں سوکھ گیا۔ تو کیا مجھے اس شہر نیوٹی کی فکر نہ ہوگی جس میں بے شمار موسیقی کے علاوہ ایک لاکھ تیس ہزار سے زیادہ ایسے انسان ہیں جو اپنے داپنے اور بائیں ہاتھ میں بھی امتیاز نہیں کر سکتے۔“ (بائبل۔ کتاب یونس باب نمبر ۴)

حضرت سمویل علیہ السلام

سوال: حضرت سمویل علیہ السلام کے والد اور والدہ کا کیا نام تھا؟ وہ کہاں رہتے تھے؟
 جواب: اہل کتاب کے مطابق سمویل علیہ السلام کے والد کا نام القانہ بن یروہام بن ایسویون توخوبن صوف افرائی اور والدہ کا نام حد تھا۔ وہ کوہ افرائیم کے رامہ میں رہتے تھے۔ (بائبل۔ کتاب سمویل باب نمبر ۱)

سوال: والدین نے حضرت سمویل کا یہ نام کیوں رکھا تھا؟
 جواب: سمویل یا شموئیل عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کا عربی اسمعیل ہے جس کے معنی ہیں خدا سے مانگا ہوا۔ کیونکہ آپ کی والدہ نے آپ کو خدا سے مانگ کر لیا تھا۔ (بائبل۔ کتاب سمویل باب نمبر ۱)

سوال: بائبل میں تابوت کیسے ذکر آیا؟

جواب: اس ثابت کو خداوند کا صندوق شہادت کہا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ بنی اسرائیل سے یہ صندوق فلسطینیوں کے پاس چلا گیا۔ انہوں نے اسے داجون کے بت خانے میں رکھ دیا۔ روزانہ صبح دیکھتے تو ان کا بت داجون اوپر سے منہ پڑا ہوتا۔ وہ جس شہر میں صندوق کو رکھتے وہاں کے لوگ مرض بواسیر کا شکار ہو جاتے۔ یہ صندوق سات ماہ تک فلسطینیوں کے ملک میں رہا اور ان کا ملک چوبیسوں سے بھر گیا اور انہوں نے کابھوں اور نجومیوں کو بلا کر پوچھا کہ کیا کریں۔ اس صندوق کو اپنی جگہ کیسے بھیجیں۔ انہوں نے کہا پہلے اپنی تھمبڑ کے لیے قربانی ادا کرو جب تم شفا پاؤ گے۔ فلسطینیوں کے قلعوں کے شہر کے مطابق بواسیر کے پانچ طلائی سے اور سونے کے پانچ چوبیس صورتوں اور صورتوں کے انداز میں بناؤ اور پھر بتی گاڑی پر رکھ کر دو گائیں جوت کر اس گاڑی میں صندوق بھیج دو۔ اس طرح صندوق پوشع علیہ السلام کے پاس پہنچ گیا۔ (پہلے کتاب سموئیل باب نمبر ۶)

سوال: حضرت سموئیل علیہ السلام نے بنی اسرائیل کا بادشاہ کس شخص کو مقرر کیا تھا؟
جواب: اہل کتاب کے مطابق جس شخص کو بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کیا گیا تھا اس کا نام شاول تھا جسے قرآن نے طالوت کہا ہے اس کی نسبت توریث میں ہے: شاول (طالوت) بن قیش بن ابی ایل بن حور بن کورب بن اسح بنیامینی۔

(پہلے کتاب سموئیل باب نمبر ۶)
سوال: بتائیے حضرت سموئیل علیہ السلام کے زمانے میں طالوت اور جالوت کی جنگ کہاں ہوئی اور اس میں کون سے اللہ کے نبی شامل تھے؟

جواب: مفسرین کہتے ہیں کہ یہ جنگ ہزار دن کے پاس ہوئی اور پانی پینے کا واقعہ بھی اسی جگہ پر پیش آیا۔ اس جنگ میں حضرت داؤد علیہ السلام اور ان کے والد ایسا بھی شریک تھے۔ دیو نیل شخص جالوت کو حضرت داؤد علیہ السلام نے قتل کیا اور پھر مجاہدین نے اس کے بہت بڑے لشکر کو شکست دے دی۔

(قصص انبیاء باب ۲۱ کتاب سموئیل باب ۱۰)

حضرت یوشع علیہ السلام

سوال: حضرت یوشع علیہ السلام کے بارے میں توریت میں کیا بتایا گیا ہے؟
جواب: توریت کا بیان ہے: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ان پر ظاہر کر دیا تھا کہ یوشع علیہ السلام میرا خاص بندہ ہے اور بنی اسرائیل کے نوجوان اسی کی سرکردگی میں کنعان اور بیت المقدس کو جابر مشرکین سے پاک کریں گے۔

(قصہ القرآن - بائبل - کتاب یوشع)

سوال: اہل کتاب کے ہاں حضرت یوشع علیہ السلام بن نون کا سلسلہ نسب کیا ہے؟
جواب: الحلیل یوشع بن نون بن افراہیم بن یوسف علیہ السلام بن یعقوب علیہ السلام بن اسحاق علیہ السلام بن ابراہیم علیہ السلام۔ اہل کتاب کا کہنا ہے کہ یوشع علیہ السلام حضرت ہود علیہ السلام کے چچا زاد بھائی تھے۔ (قصہ الانبیاء لابن کثیر - بائبل - کتاب یوشع)

سوال: بتائیے اہل کتاب حضرت یوشع علیہ السلام کی نبوت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟
جواب: اہل کتاب کے ہاں حضرت یوشع علیہ السلام کی نبوت متفق علیہ ہے۔ اور سامریوں کی ایک جماعت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد سوائے حضرت یوشع علیہ السلام کی نبوت کے اور کسی کی نبوت کے قائل نہیں کیونکہ ان کی توریت میں وضاحت ہے اس لیے وہ باقیوں کی تکفیر کرتے ہیں۔ جبکہ ان کے ہاں ان کی کتاب میں دوسرے انبیاء خصوصاً حضور اقدس علیہ السلام کی تصدیق موجود ہے۔

(قصہ الانبیاء لابن کثیر - بائبل - کتاب یوشع)

سوال: حضرت یوشع علیہ السلام کے ہاتھوں بیت المقدس کی فتح توریت میں کیسے بیان ہوئی ہے؟

جواب: توریت میں ہے کہ وحی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ان کی آخری عمر تک نازل ہوتی رہی اور جب بھی کسی مسئلے میں یوشع علیہ السلام محتاج ہوتے تو فوراً حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی کی خدمت میں آتے۔ سفر ثالث میں ذکر ہے کہ اللہ عزوجل نے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ وہ بنی اسرائیل کو ان کے قبیلوں

کے مطابق تقسیم و شمار کریں اور بارہ قبیلوں میں سے ہر ایک پر ایک ایک ہزار سردار مقرر فرمادیں۔ جو ان کی نمہبانی کرنے اور یہ سناری کو شش قال کی تیاری کے لیے تھی تاکہ تیرہ میدان سے نکلنے والی جہازیں سے برسرِ پیکار ہو جائیں۔ یہ بات تیرہ میں چالیس سال گزرنے کے قریب پیش آئی۔ اسی وجہ سے بعض نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چونکہ بیت المقدس کی فتح کا حکم ملا تھا اس وجہ سے ان کو امید تھی کہ پہلے اللہ عزوجل میرے ہاتھوں اس کو فتح کرائے گا پھر کہیں وفات ہوگی۔ اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام فرشتے کی صورت بھی نہ پہچان سکے تھے اس وجہ سے اس کو تھپڑ مار دیا تھا۔ اور اللہ کی تقدیر میں تھا کہ بیت المقدس کی فتح ان کے ہاتھوں نہ ہوگی بلکہ حضرت یوشع علیہ السلام بن نون کے ہاتھوں ہوگی۔

(قصص الانبیاء، لاہور، مکتبۃ المدینہ، ج ۱، ص ۱۰۰)

سوال: حضرت یوشع علیہ السلام نے بیت المقدس فتح کیا۔ تو ریت میں اس فتح کی ترتیب کس طرح بتائی گئی ہے؟

جواب: بنی اسرائیل کو میدان تیرہ سے لے کر نکلنے والے اور بیت المقدس میں داخل ہونے والے حضرت یوشع علیہ السلام بن نون ہیں۔ اہل کتاب اور اہل تاریخ بتاتے ہیں کہ حضرت یوشع علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو لے کر نہر اردن پار کی۔ اور اربعماء مقام تک پہنچے اور اربعماء شہر کے قلعوں میں سب سے بلند فصیلوں والا قلعہ تھا۔ اور ان کے محلات اور ان میں رہنے والے لوگ بھی سب سے زیادہ تھے۔ بنی اسرائیل نے چھ مہینوں تک ان کا محاصرہ جاری رکھا۔ پھر ایک دن احاطہ کر کے رے کا مضبوط کچھا قلعے کی کسی جانب کی دیوار پر ڈال کر سب نے بیک آواز کبیر لگا کر کھینچا تو وہاں سے راستہ بن گیا اور دیوار گر گئی۔ پھر اندر گھس گئے اور تمام اموال و اموال کو غنیمت میں سمیٹ لیا اور بارہ ہزار مردوں کو تیرہ سال تک لے گیا۔ اور بیت سے بادشاہوں سے جنگ چھڑی۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت یوشع علیہ السلام نے شام کے آئیں بادشاہوں پر غلبہ پایا تھا۔

(قصص الانبیاء، لاہور، مکتبۃ المدینہ، ج ۱، ص ۱۰۰)

سوال: حدیث نبوی میں حضرت یوشع علیہ السلام کے ہاتھوں جس شمس (سورج کے رکنے) کا بیان ہے۔ تو ریت میں جس قمر کا واقعہ کس طرح آیا ہے؟

جواب: تو ریت میں ہے کہ بنی اسرائیل کا محاصرہ فتح بیت المقدس کے دوران جمعہ کے دن عصر تک جاری رہا تھا پھر جب سورج غروب ہونے کے قریب ہو گیا اور پھر اگلا ہفتہ کا دن داخل ہونے والا تھا۔ جس میں ان کے لیے پابندی تھی کہ کوئی جنگ وغیرہ اور شکار وغیرہ نہیں کر سکتے تھے۔ تو حضرت یوشع علیہ السلام نے فرمایا اے ہفتہ کے دن تو بھی خدا کے حکم کا پابند ہے اور میں بھی خدا کے حکم کا پابند ہوں۔ پس اے اللہ تو اس چاند کو طلوع ہونے سے روک دے تو اللہ نے چاند کو طلوع نہ ہونے دیا۔ حتیٰ کہ حضرت یوشع علیہ السلام نے شہر فتح کر لیا۔ یہ واقعہ چاند کا اس حدیث کے معنی نہیں جس میں شمس کا قصہ بیان ہے کیونکہ اس میں بھی سورج کو روک دیا گیا تھا نہ وہ غروب ہوا نہ چاند طلوع ہوا۔ البتہ اہل کتاب نے یہ واقعہ اربعاء کی فتح کا بتایا ہے۔ مسلمان مورخین کے بقول اصل بیت المقدس کی فتح ہی تھی۔ باقی غلاتوں کی فتح اس کے ساتھ تھی۔ اور بیت المقدس کی فتح میں بھی یہ معجزہ پیش آیا۔

(قصص الانبیاء ۱۰۱ بن کثیر۔ بائبل۔ کتاب یوشع باب نمبر ۱۰)

سوال: بائبل میں حضرت یوشع علیہ السلام بن نون کی وفات اور تدفین کے بارے میں کیا کہا گیا ہے؟

جواب: یوشع بن نون نے وفات پائی تو وہ ایک سو دس برس کی عمر کا تھا اور انہوں نے اس کو اس کی میراث کی زمین حمنہ سارح میں دفن کیا۔ جو کوہستان افرائیم میں کوہ جاعش کے شمال میں ہے۔ (بائبل۔ کتاب یوشع باب نمبر ۲۴)

حضرت حزقیل علیہ السلام

سوال: تو ریت حضرت حزقیل علیہ السلام کا حسب و نسب کیسے بتاتی ہے؟

جواب: تو ریت میں ہے کہ آپ بوڑی کا بن کے بیٹے ہیں اور آپ کا نام حزقی ایل ہے۔

توریت میں حزقیال بھی نام بتایا گیا ہے۔ اور اسے نبی کہا گیا ہے۔

(قصص الانبیاء: بائبل۔ حزقیال۔ باب نمبر ۱)

سوال: حضرت حزقیل علیہ السلام کا دور نبوت کون سا ہے؟ اور کس علاقے میں معیوث ہوئے؟

جواب: آپ حضرت یوشع علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کے نبی ہوئے۔ توریت میں آپ کا دور نبوت ۵۹۳ ق م سے ۵۷۱ ق م بتایا گیا ہے۔ آپ کو بابل کے علاقے کے لیے معیوث کیا گیا تھا۔ (قصص الانبیاء: بائبل۔ کتاب حزقیال)

حضرت شعیا علیہ السلام

سوال: مفسرین و مؤرخین نے حضرت شعیا علیہ السلام کی نبوت کا ذکر کیا ہے۔ بتائیے توریت میں آپ کا ذکر کسے کیا گیا ہے؟

جواب: توریت میں آپ کا نام اشعیا آیا ہے اور یہودیوں کی روایت کے مطابق وہ شاہان یہودہ کی نسل سے تھے۔ اور ۷۹۶ سے ۷۶۳ قبل مسیح تک چار بادشاہوں کے دور میں آپ کا دور نبوت رہا۔ توریت میں ان کے والد کا نام آموص بیان ہوا ہے۔

(بائبل۔ اشعیا۔ باب نمبر ۱)

سوال: توریت میں حضرت اشعیا علیہ السلام کے دور کے بادشاہ حزقیا کی بیماری اور بادشاہ شاریب کے بنی اسرائیل پر حملے کا ذکر ہے۔ بتائیے حضرت اشعیا علیہ السلام کی وفات کے بارے میں کیا بتایا گیا ہے؟

جواب: توریت میں ہے کہ آپ کو شہید کیا گیا۔ وہ اپنے شریر داماد منسے کے حکم سے آری سے دو حصوں میں چیرا گیا۔ (بائبل۔ اشعیا)

حضرت ارمیا علیہ السلام

سوال: توریت میں حضرت ارمیا علیہ السلام کا نسب اور شہر سے تعلق کیا بیان ہوا ہے؟

جواب: یہ نبی بنیامین کے قبیلے سے تھے اور شہر عناتوت کے رہنے والے تھے۔ (بائبل۔ ارمیا)

سوال: اہل کتاب کے مطابق حضرت ارمیا علیہ السلام کا دور نبوت کیا ہے؟

جواب: آپ نے شاہ یوشی یاہ کی سلطنت کے تیرھویں برس نبوت کا اعلان کیا۔ ۶۲۶ قبل مسیح سے ۵۸۸ قبل مسیح تک آپ کی نبوت کا دور تھا۔ (بائبل۔ ارمیا)

سوال: بتائیے حضرت ارمیا علیہ السلام نے کیسے وفات پائی؟

جواب: توریت میں ہے کہ یہودیوں کی ایک قدیمی روایت بتاتی ہے کہ ان یہودیوں نے جو مھر کو گئے تھے آپ کو سنگسار کر دیا تھا۔ (بائبل۔ ارمیا)

حضرت زکریا علیہ السلام

سوال: توریت میں زکریا نام کے دو افراد کا ذکر ہے۔ بتائیے وہ کون سے تھے؟

جواب: بنی اسرائیل میں کاہن ایک معزز مذہبی عہدہ تھا۔ حضرت زکریا علیہ السلام بنی اسرائیل میں معزز کاہن بھی تھے اور ظلیل القدر پیغمبر بھی تھے۔ لوقا کی انجیل میں ان کو کاہن کہا گیا ہے۔ انجیل برناباس میں انہیں خدا کے برگزیدہ پیغمبر بتایا گیا ہے۔

(تاریخ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام۔ بائبل۔ لوقا کی انجیل۔ انجیل برناباس)

سوال: بتائیے لوقا کی انجیل میں زکریا علیہ السلام کے بارے میں کیا الفاظ بیان ہوئے ہیں؟ اور ان کا زمانہ کون سا بتایا گیا ہے؟

جواب: ”یہودیہ کے باوشاہ ہیرودیس کے زمانے میں ایباہ کے فریق میں زکریا نام ایک کاہن تھا۔ اور اس کی بیوی ہارون کی اولاد میں سے تھی اور اس کا نام اشع تھا۔ اور وہ دونوں خدا کے حضور راستباز اور خداوند کے سارے حکموں اور قانون پر بے عیب چلنے والے تھے۔“ (تاریخ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام۔ بائبل۔ لوقا کی انجیل)

سوال: حضرت زکریا علیہ السلام کا بیان انجیل برناباس میں بھی ہے۔ وہ کس انداز سے ہے؟

جواب: ”وہ بہت قریب ہے جب تم پر ان انبیاء علیہ السلام کا وبال پڑنے والا ہے جن کو تم نے زکریا علیہ السلام کے زمانے تک قتل کیا ہے اور جبکہ زکریا علیہ السلام کو یہکل اور

قربان گاہ کے درمیان قتل کیا گیا۔“ (تاریخ سیرت اخیائے کرام۔ بائبل۔ انجیل برتاباس)

سوال: تو ریت میں جن دو زکریا کے بارے میں بتایا گیا ہے ان کا زمانہ کون سا ہے؟

جواب: ایک وہ زکریا ہیں جن کا زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے ۵۰۰ سال پہلے کا ہے۔ چنانچہ زکریا نبی کی کتاب میں ہے: ”دارا کے دوسرے برس کے آٹھویں مہینے میں خداوند کا کلام زکریا بن برخیا بن عدو کو پہنچا۔“ اور دارا کا زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے پانچ سو برس پہلے کا ہے۔ کیونکہ وہ کیکاؤد بن کجبرو کے انتقال کے بعد ۵۲۱ ق م میں تخت نشین ہوا۔ دوسرے زکریا علیہ السلام حضرت مریم علیہ السلام کے کفیل ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہم عصر اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے والد ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ (تاریخ الانبیاء۔ قرابت۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: بائبل کی کتاب زکریا علیہ السلام میں حضرت زکریا علیہ السلام کے بارے میں کیا بیان ہوا ہے؟

جواب: بائبل میں ہے: ”دارا کے دوسرے برس کے آٹھویں مہینے میں زکریا بن یہوہانن بن بارک یاہ بن عدو نے خداوند کا کلمہ پایا۔“ (بائبل۔ زکریاہ باب نمبر ۱)

سوال: بعض اسرائیلی روایات میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی شہادت کے واقعہ کو کس طرح پیش کیا گیا ہے؟

جواب: اسرائیلی روایات میں ہے کہ یحییٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک بادشاہ ہیرودیس کی بستی بڑی خوبصورت اور حسین و جمیل تھی۔ جو اکثر اپنی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے اپنے چچا کے پاس آتی جاتی تھی۔ اسے اپنے چچا یعنی بادشاہ سے عشق ہو گیا۔ یہی کیفیت بادشاہ کی بھی ہو گئی۔ اس لیے دونوں نے آپس میں نکاح کرنا چاہا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے انہیں نوکا اور فرمایا کہ دونوں کا نکاح شریعت کی روح سے ناجائز ہے۔ آپ کی یہ بات لڑکی کی ماں کو بری لگی۔ اور آپ کو تکلیف پہنچانے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ ایک دن اس نے بیٹی کو بنا سنوار کر بادشاہ کو شراب

پانے بھیجا۔ اور بنی کو یہ بات سمجھا دی کہ جب بادشاہ شراب کے نشے میں بدمست ہو کر تیری طرف مائل ہو تو اس سے کہنا کہ پہلے میری ایک آرزو پوری کرو جب وہ پختہ وعدے کر لے تو کہنا بچی کا سر کٹوا کر منگوا دے۔ بادشاہ نے جلاو کو حکم دے دیا۔ اس نے آپ کا سر تن سے جدا کر کے پیش کر دیا۔ بعض اسرائیلی روایات کے مطابق ہیرودیس نے اپنے بھائی فیلوپس کی بیوی ہیرودیس کی وجہ سے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو قید کیا اور پھر مار ڈالا۔ (حیرت انبیائے کرام۔ انجیل حقیقیہ باب نمبر ۱۴)

حضرت داؤد علیہ السلام

سوال: بتائیے یہود حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں کیا نظریہ رکھتے ہیں؟
جواب: وہ آپ کو نبی نہیں مانتے۔ صرف بادشاہ مانتے ہیں اور آپ کو کنگ کہتے ہیں۔ بلکہ وہ آپ کی شان میں گستاخیاں کرتے ہوئے آپ پر الزامات لگاتے ہیں۔
(تذکرۃ الانبیاء۔ حیرت انبیائے کرام)

حضرت سلیمان علیہ السلام

سوال: توریت کے مطابق حضرت داؤد علیہ السلام اپنے والد ایسا کے کون سے بیٹے تھے؟
جواب: توریت میں ہے کہ ایسا کے بہت سے لڑکے تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام ان میں سب سے چھوٹے تھے۔
(حیرت انبیائے کرام۔ توریت)
سوال: بنی اسرائیل نے اپنی الہائی کتابوں میں تحریف کر دی تھی۔ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے تھے؟

جواب: یہود نے جس طرح حضرت داؤد علیہ السلام کو نبی تسلیم نہیں کیا اسی طرح وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو بھی نبی نہیں مانتے۔ وہ ان دونوں باپ بیٹے کو بادشاہ کہتے ہیں۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ جادو کے عامل تھے اور اسی کے زور پر کنگ سلیمان تھے۔ اور جن و انس اور جانوروں کو مسخر کئے ہوئے تھے۔
(تفسیر القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: اسرائیلی روایات میں ملکہ سبا بلقیس کی طرف سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آنے والے قاصدوں اور تحفوں کی کیا تفصیل بتائی گئی ہے؟

جواب: اسرائیلی روایات اس بات پر متفق ہیں کہ تحفے میں کچھ سونے کی اینٹیں اور کچھ جواہرات کے علاوہ ایک سو غلام اور ایک سو کنیزیں تھیں۔ مگر کنیزوں کو مردانہ اور غلاموں کو زنانہ لباس پہنایا گیا تھا۔ اور ساتھ ہی ملکہ بلقیس کا ایک خط تھا جس میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے امتحان کے لیے کچھ سوالات تھے۔ تحفوں کے انتخاب میں بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کا امتحان لینا مقصود تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو پہلے سے یہ تفصیلات بتا دیں۔ (تفسیر الانبیاء: مولانا عبدالمجید - توریت)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملکہ سبا کے تحفوں کی اطلاع ملی تو آپ نے جنات کو کیا حکم دیا؟

جواب: اسرائیلی روایات کے مطابق آپ نے جنات کو حکم دیا کہ دربار سے نو فرخ (تقریباً تیس میل) کی مسافت پر سونے چاندی کی اینٹوں کا فرش بنا دیا جائے۔ اور راستے میں دونوں طرف عجیب الحلقہ جانوروں کو کھڑا کر دیا جائے جن کا بول و براز بھی سونے چاندی کی اینٹوں پر ہو۔ اسی طرح اپنے دربار کو بھی خاص انداز سے مزین کر دیا۔ بلقیس کے قاصدوں نے جب سونے چاندی کی اینٹوں پر جانوروں کو کھڑے دیکھا تو اپنے لائے ہوئے تحفوں پر شرمانے لگے۔ بعض روایات میں ہے کہ اینٹیں سونے کی دیں ڈال دیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان کے تحفے واپس کر دیے اور بلقیس کے تمام سوالات کے جواب دیے۔

(معارف القرآن - تفسیر قرطبی - توریت)

سوال: توریت میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی بنوائی کن عمارتوں کا ذکر ہے؟

جواب: حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنوں سے جو عمارتیں بنوائیں ان میں بیت الرب جس کی طوالت تقریباً ساٹھ ایکڑ تھی۔ بیت الملک یا قصر شاہی۔ یروشلم کی فصیل، حاصور، مجد، جاند، بیت حور دن سفلی، بعلہ اور تدمر خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان

کے علاوہ لبنان اور دیگر ملک محدودہ میں عمارتیں بنائی گئیں۔ ان کے علاوہ خزانہ گاہیں، سواریوں کے مقامات، گھوڑوں کے اصطبل بھی بنوائے گئے۔

(توریت، سرائسکو، قصص القرآن۔ قصص الانبیاء: نمبر ۱)

سوال: توریت اور انجیل میں سہا کی کس شہزادی کا ذکر ہے؟

جواب: قرآن کی طرح ان آسمانی کتب میں بھی ملکہ سہا کا ذکر ہے لیکن نام نہیں بتایا گیا۔ صرف شہزادی کہا گیا ہے۔ مفسرین نے اس کا نام بلقیس بتایا۔ توریت میں سہا کی شہزادی کا لفظ آیا ہے اور خاندان کا ذکر نہیں۔ ترگوم میں ہے کہ اس کا ملک فلسطین کے مشرق میں تھا۔ انجیل میں ہے وہ فلسطین کے جنوب سے آئی تھی۔ یوسفورس اسرائیلی تاریخ میں ہے کہ مصر حبشہ کی شہزادی تھی۔ ابن جش اس کو حبشی سمجھتے تھے۔ جس کا مطلب ہے کہ وہ کوئی خاندان کی سہا تھی۔ تمام مفسرین و مؤرخین اس کو عرب خطائی باشندہ یمن سمجھتے ہیں۔ ابن جش جو اسے حبشہ کی بتاتے ہیں اپنے آپ کو اسی ملکہ سہا کی اولاد سمجھتے ہیں۔ اس کا نام ان کی زبان میں حاکدہ تھا۔ یمن کے عرب یہود میں اس کا نام بلقیس تھا۔ (ارض القرآن۔ قصص القرآن۔ توریت۔ انجیل)

سوال: توریت میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی عمر کتنی بتائی گئی ہے؟ اور آپ کا مدفن کہاں ہے؟

جواب: توریت میں آپ کی عمر تریپن سال بیان ہوئی ہے اور کہا گیا ہے کہ آپ شہر صہون میں دفن کیے گئے۔ (قصص القرآن۔ توریت سلاطین باب نمبر ۱۱)

سوال: قرآن نے انبیاء علیہ السلام کو معصوم اور گناہوں سے پاک کہا ہے اور قرآن کے مطابق حضرت داؤد علیہ السلام بھی برگزیدہ نبی تھے۔ بائبل میں حضرت داؤد علیہ السلام کے کس گناہ کا ذکر کیا گیا ہے؟

جواب: بائبل میں ہے: "ایک شام داؤد اپنے پلنگ سے اٹھا اور شاہی محل کی چھت پر چلنے لگا۔ تو چھت پر سے اس نے ایک عورت کو نہاتے دیکھا اور وہ عورت بڑی خوبصورت تھی۔ تو داؤد نے آدمی بھیج کر اس عورت کی بابت دریافت کیا تو اس سے

کہا گیا کہ وہ قشاع بنت الی عام، اور یاسعی کی بیوی ہے۔ تو داؤد علیہ السلام نے اس عورت کے خاوند اور یا کو کسی محاذ جنگ پر بھیج دیا جہاں وہ مارا گیا اور داؤد نے اس کی بیوی کو اپنے گھر میں رکھا اور وہ اس کی بیوی بنی اور اس سے اس کے لیے بیٹا پیدا ہوا۔ اور یہ جو داؤد نے کیا خداوند کی نگاہ میں برا تھا۔ (بائبل۔ سوبیل باب نمبر ۱۱) سوال: اسرائیلی روایات میں حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں کون سی وبا پھیلنے کا ذکر ہے۔ اس میں کتنے آدمی مارے گئے؟

جواب: توریت میں ہے: ”حضرت داؤد علیہ السلام نے مردم شماری کرائی تو اسرائیل کے آٹھ لاکھ آدمی بہادر تلواریں چلانے والے اور یہود کے پانچ لاکھ مرد تھے۔ اور داؤد نے خداوند سے کہا جو کچھ میں نے کیا اس میں میں نے بڑا گناہ کیا۔ اے خداوند اپنے بندے کے گناہ کو معاف کر۔ کیونکہ میں نے بڑی بے وقوفی سے یہ کام کیا ہے۔ جب داؤد صبح کو اٹھا تو خداوند جادوئی سے جو داؤد کا غیب دان تھا۔ ہم کلام ہوا اور کہا جا اور داؤد سے کہہ کہ خداوند یوں فرماتا ہے۔ میں تیرے سامنے تین آفتیں رکھتا ہوں۔ تو اپنے لیے ان میں سے ایک چن لے۔ تو وہ میں تجھ پر نازل کروں گا۔ تجھ پر تیرے ملک میں تین برس کا قحط آئے گا۔ یا تو اپنے دشمنوں کے آگے تین مہینے بھاگتا پھرے۔ اور وہ خیرا پیچھا کریں۔ یا تیرے ملک میں تین دن وبا پڑے۔ سو داؤد نے وبا قبول کی۔ اور خداوند نے اسرائیل پر صبح سے لے کر مقررہ وقت تک وبا بھیجی۔ سو لوگوں میں سے دان۔ سے لے کر بیس شایع تک ستر ہزار آدمی مر گئے۔

(بائبل۔ سوبیل باب نمبر ۱۳)

سوال: داؤد علیہ السلام نے کتنا عرصہ حکومت کی؟

جواب: وہ ایام جن میں داؤد نے اسرائیل پر سلطنت کی چالیس برس تھے۔ اس نے حبرون میں سات برس سلطنت کی اور یروشلم میں تین برس۔ (بائبل۔ ملوک۔ باب نمبر ۲)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام کی والدہ کا نام کیا تھا؟

جواب: توریت کے مطابق حضرت سلیمان علیہ السلام کی والدہ کا نام پشال تھا۔

(بائبل۔ ملوک۔ باب نمبر ۲)

سوال: بائبل میں دو عورتوں کے مقدمے کا ذکر کس طرح کیا گیا ہے؟

جواب: دو فاحشہ عورتیں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس اپنا مقدمہ لے کر آئیں، ایک نے کہا کہ ہم ایک ہی گھر میں رہتی ہیں۔ میرے بچہ پیدا ہونے کے تیسرے دن اس دوسری عورت کے بھی بچہ پیدا ہوا۔ رات کو اس عورت کا بچہ مر گیا کیونکہ وہ نیند میں اس کے اوپر لیٹ گئی تھی۔ وہ آدھی رات کو اٹھی اور میرا بچہ لے لیا اور اپنا مرا بچہ میرے پاس رکھ دیا۔ دن کے وقت ہمارا اس بچے پر جھگڑا ہوا۔ (اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کا وہی فیصلہ بتایا گیا ہے جو مفسرین نے بیان کیا ہے)

(بائبل۔ ملوک باب نمبر ۳)

سوال: ہیکل سلیمانی کی تعمیر میں استعمال ہونے والی لکڑی اور سونا کس نے دی تھی؟

جواب: تورات کے مطابق یہ لکڑی اور سونا صور کے بادشاہ حیرام نے فراہم کی تھی۔

(بائبل، ملوک باب نمبر ۵)

سوال: سلیمان علیہ السلام کی بیویوں اور ان کے ایمان کے بارے میں اسرائیلی روایات کیا ہیں؟

جواب: توریت میں ہے: ”اور سلیمان علیہ السلام فرعون کی بیٹی کے علاوہ اور بہت سی اجنبی عورتوں کو چاہنے لگا جو آبیوں اور عمونیوں اور ادومیوں اور صیدنیوں اور حیتیوں سے تھیں۔ اور سلیمان اپنے عشق کے باعث ان سے لپٹا اور اس کی سات سو بیویاں اور تین سو لونڈیاں تھیں۔ تو عورتوں نے اس کے دل کو برگشتہ کیا۔ جب سلیمان بوڑھا ہوا تو اس کی بیویوں نے اس کے دل کو اجنبی معبودوں کی طرف مائل کیا تو اس کا دل خداوند اپنے خدا کی طرف کال نہ رہا۔ (بائبل۔ ملوک باب نمبر ۱۱)

حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام

سوال: توریت میں بنی اسرائیل کے بارے میں کیا پیش گوئی کی گئی تھی؟

جواب: توریت میں پیش گوئی کی گئی تھی کہ قوم بنی اسرائیل دو مرتبہ ملک میں سخت فتنہ و فساد

بھیلائے گئی۔ اور ظلم و ستم کا شیوہ اختیار کر کے سخت نا فرمانی اور سرکشی اختیار کر گئی، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور ہر مرتبہ خدا تعالیٰ کی طرف سے دردناک سزا ملی۔ پہلی بربادی بخت نصر بابل کے بادشاہ اور دوسری رومیوں کے حملے سے ہوئی۔ بخت نصر کے حملے سے بنی اسرائیل کی پوری قوم ہلاکت و انتشار کا شکار ہو گئی۔ ایک صدی بعد شاہ فارس قیصر روم نے ان کی مدد کی اور ان کی تباہ شدہ بستیاں دوبارہ آباد ہوئیں۔

(توریت۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: پچھڑے کی پرستش پر توبہ کی قبولیت کے لیے ایک دوسرے کو قتل کرنے کی شرط لگائی گئی۔ بتائیے کتنے افراد قتل ہوئے؟

جواب: توریت کی روایت کے مطابق تین ہزار افراد سزا کے طور پر قتل ہوئے۔

(توریت۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: بنی اسرائیل نے جنگ کرنے سے انکار کر دیا۔ توریت نے ان کی حالت کیا بیان کی ہے؟

جواب: توریت میں ہے کہ بنی اسرائیل جنگ کی دہشت سے اس قدر بے طاقت ہو گئے کہ زور و رو کر کہتے، خدا! تو نے ہمیں مضمرائے نیکوں نکالا۔ کیا اسی لیے کہ ہم کھانوں کی گوارہ سے قتل ہو جائیں۔ انہوں نے ارادہ کر لیا کہ مضمر واپس چلے جائیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چھوڑ دیں۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ ترجمان القرآن۔ توریت۔ مکی باب ۱۲-۱۳)

سوال: حضرت ہارون علیہ السلام کی وفات کے بارے میں توریت کا بیان کیا ہے؟

جواب: توریت میں ہے: ”(موسیٰ علیہ السلام) تو ہارون اور اس کے بیٹے الیہزر کو اپنے ساتھ لے کر کوہ ہور پر آ جائے اور ہارون کے لباس کو اتار کر اس کے بیٹے الیہزر کو پہنا دینا کیونکہ ہارون وہیں وفات پا کر اپنے لوگوں میں جا ملے گا۔ اور موسیٰ علیہ السلام نے خداوند کے حکم کے مطابق عمل کیا۔ اور وہ ساری جماعت (بنی اسرائیل) کی آنکھوں کے سامنے کوہ ہور پر چڑھ گئے۔ اور موسیٰ علیہ السلام نے ہارون کے

لباس کو اتار کر البیر زکو پہنا دیا۔ اور ہارون علیہ السلام نے وہیں پہاڑ کی چوٹی پر رحلت کی۔ تب موسیٰ علیہ السلام اور البیر ز پہاڑ سے اتر آئے۔ جب جماعت نے دیکھا کہ ہارون نے وفات پائی تو اسرائیل کے سارے گھرانے کے لوگ ہارون علیہ السلام پر قمیصیں دن بک ماتم کرتے رہے۔ (نقص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تورات)

جواب: اسرائیلی روایات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خسر کا کیا نام بتایا گیا ہے؟

جواب: اسرائیلی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ موسیٰ جن کے وہ مدین میں مہمان رہے۔ شرون یا یثری تھے۔ مفسرین کہتے ہیں کہ دونوں حضرت شعیب علیہ السلام ہی کے نام تھے۔ ابن احق کہتے ہیں کہ ان کا نام سریانی میں یثرون ہے۔ شارصن تورات میں سے ڈاکٹر بوٹ لکھتا ہے کہ یثرون مدین کا امیر یا بزرگ تھا۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کا خسر تھا۔ اس کو رعول بھی کہتے تھے اور یثری بھی۔ خیال ہے کہ یثرون بنیصیب کے لحاظ سے اس کا لقب تھا اور وہ بنی قنورہ کی نسل سے تھا؟

(نقص القرآن۔ تفسیر المائدہ۔ تورات خرون)

سوال: عرق فرعون کا حادثہ تورات کی زبانی کیا ہے؟

جواب: ”خداوند نے سمندر پر مشرقی ہوائیں چلائیں۔ ان ہواؤں نے پانی کو چھاڑ دیا۔ اور خشکی ظاہر ہو گئی۔ بنی اسرائیل اس خشکی میں بے ہمسدر کو پار کر گئے۔ مگر جب فرعون ان کا پیچھا کرتا ہوا سمندر تک پہنچ گیا اور اس نے اپنی فوجیں اس کے اندر اتار دیں تو سمندر کا پانی مل گیا۔“ (نقص القرآن۔ تفسیر الانبیاء۔ تورات خرون)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ارض مقدس کی فتح کے بارے میں قوم سے کیا کہا؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا: تم یہ گمان نہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ تم کو ارض مقدس پر اس لیے فتح دے گا کہ تم بے ہمسدر اور اللہ تعالیٰ کے فرمایاں بردار ہو بلکہ وہ تمہارے ذریعے ان قوموں کو برباد کر دے گا جو تم سے بھی زیادہ زور و دی اور ناپاک ہیں۔ (نقص الانبیاء۔ تفسیر المائدہ۔ تورات خرون)

سوال: اسرائیلی روایات کے مطابق من و سلوئی کیا ہے؟

جواب: تو ریت میں من کی صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کا مزہ زیتون میں جسے بونے
تھانف (ایک قسم کا آٹے سے بنا ہوا طوہ) کا سا تھا۔ اور اس کی صورت گوند کی سی
تھی اور اسے آسانی روئی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر بوس نے لکھا ہے کہ یہ من جو
مٹی اسرائیل پر اتاری گئی اطباء کی وہ من نہ تھی جو دور دھوار درخت کا شیرہ ہوتا ہے
اور گوند کی طرح جم جاتا ہے اور نہ وہ من ہے جو جھاؤ کے درخت سے حاصل ہوتی
ہے۔ اسرائیلیوں نے اس من کو پہلے نہ دیکھا تھا۔ یہ من صرف موسم گرما کے شروع
میں پائی جاتی ہے اور صرف درخت کے نیچے ہوتی ہے۔ اسے مدت تک رکھا جاسکتا
ہے یہ خراب نہیں ہوتی۔ اسے پینا یا چبانا ممکن نہیں۔ وہ پوری فصل ہشتہ کے تمام
دنوں میں حاصل ہوتی ہے۔ (نقص القرآن۔ توریت۔ تاجمیں کتاب مقدس)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ نے کب فرعون مصر کے حوالے کیا؟
جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے بچے کا دودھ چھڑانے کا وقت قریب آیا تو
اسے فرعون کی بیوی کے سپرد کر دیا اور اس کے بعد عرضہ تک آپ شاہی محل میں زیر
ترتیب رہے۔ (تاریخ الانبیاء۔ توریت)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتنا عرصہ تک چھپایا
اور پھر کس طرح دریا میں ڈال دیا؟

جواب: فرعون نے لڑکوں کو قتل کرنے کا حکم دے رکھا تھا اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی
والدہ نے آپ کو تین مہینے تک چھپائے رکھا۔ پھر ہر کنڈوں کا ایک ٹوکرا بنایا اور اس پر
لاسا اور مال لگائی اور لڑکے کو اس میں ڈال کر دریائے کنائز کے کنارے پر جھاؤ میں رکھ دیا۔

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کیسے فرعون کے محل میں پہنچے اور اللہ نے آپ کی پرورش کا
کیا انتظام کیا؟

جواب: موسیٰ کی بہن کھڑی دیکھتی رہی۔ فرعون کی بیٹی اپنی بہیلیوں کے ساتھ دریا پر غسل
کے لیے گئی۔ اس نے جھاؤ میں ٹوکرا دیکھ کر لونڈی کے ذریعے انھیں لایا۔ کھولا تو اس

میں لڑکا دیکھا۔ بہن بھی پہنچ گئی اس نے فرعون کی بیٹی سے کہا کہ تیرے پاس ایک دائی لے آؤں۔ وہ گئی اور لڑکے کی والدہ کو بلا لائی۔ عورت اسے دودھ پلاتی رہی اور فرعون کی بیٹی نے اسے تنخواہ دی۔ (توریت۔ خروج باب نمبر ۲)

سوال: فرعون کی بیٹی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے محل میں کیوں رکھا؟
جواب: قرآن نے فرعون کی بیوی بتایا ہے جبکہ توریت نے کہا کہ فرعون کی بیٹی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے ہوئے تو فرعون کی بیٹی نے آپ کو اپنا بیٹا بنا لیا اور نام موسیٰ رکھا اور کہا کہ اس لیے کہ میں نے اسے پانی سے نکالا۔

(توریت۔ خروج باب نمبر ۲)

سوال: مصری کو مارنے کا واقعہ توریت میں بھی اسی طرح ہے جس طرح قرآن نے بتایا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام مدین کیوں گئے؟

جواب: توریت میں ہے کہ جب فرعون نے مصری کے قتل کی خبر سنی تو چاہا کہ موسیٰ کو قتل کرے۔ پر موسیٰ فرعون کے سامنے سے بھاگا اور مدیان کی سرزمین میں گیا اور ایک کنویں کے نزدیک بیٹھا۔ (توریت۔ خروج باب نمبر ۲)

سوال: جس بزرگ سے مدیان میں موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات ہوئی اس کا نام اور اس کی بیٹیوں کے بارے میں بتا دیجئے؟

جواب: توریت نے اسے کاہن کہا ہے اور نام رعوبکل عیرو بتایا ہے۔ اس کی سات بیٹیاں تھیں بڑی کا نام صفورو تھا جو موسیٰ علیہ السلام سے بیانی گئی اور اس سے بیٹا ہوا جس کا نام حیرشوم رکھا اس کا معنی ہے اجنبی ملک میں مسافر۔ (توریت۔ خروج باب نمبر ۲)

سوال: توریت کے بیان کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصاء اور ید بیضاء کے معجزے کب عطا ہوئے؟

جواب: توریت میں ہے کہ یہ معجزے آپ کو مدین سے روانہ ہونے سے پہلے عطا کیے گئے اور کوہ طور پر اللہ سے ہمکلام ہونے کا واقعہ بھی مدین سے روانہ ہونے سے پہلے کا بیان کیا گیا ہے۔ نبوت ملنے کے بعد آپ نے اپنے خسر سے مفر جانے کی

اجازت مانگی۔ (توریت۔ خروج باب نمبر ۳)

سوال: بتائیے قوم فرعون پر کتنی آفتیں نازل ہوئیں؟
جواب: توریت کے مطابق فرعون اور اس کی قوم کی نافرمانی پر دس آفتیں نازل ہوئیں۔ پہلی آفت پانی کا خون بن جانا دوسری آفت مینڈک کا پیدا ہونا۔ تیسری آفت مچھروں کی بہتات۔ چوتھی آفت مکھیوں کی بہتات۔ پانچویں آفت مری۔ چھٹی آفت پھوڑے پھنسیاں۔ ساتویں آفت اولے۔ آٹھویں آفت مڈیاں۔ نویں آفت تاریکی۔ دسویں آفت پہلوٹوں کا قتل تھا۔ (توریت۔ خروج باب نمبر ۱۲۵)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

سوال: انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے وقت کون سا واقعہ بیان ہوا ہے؟
جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو اسی شب شاہ فارس نے آسمان پر ایک نیا ستارہ روشن دیکھا۔ بادشاہ نے نجومیوں سے اس کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ اس ستارے کا طلوع کسی عظیم ہستی کی پیدائش کی خبر دیتا ہے۔ جو ملک شام میں پیدا ہوئی ہے۔ بادشاہ نے خوشبوؤں کے قیمتی تحفے دے کر ایک وفد ملک شام روانہ کیا کہ وہ اس بچے کی ولادت سے متعلق حالات و واقعات معلوم کریں۔ وفد نے شام پہنچ کر تعیش شروع کی اور یہودیوں سے کہا کہ اس بچے کے حالات سناؤ جو مستقل قریب میں روحانیت کا بادشاہ ہوگا۔ یہود نے اہل فارس کی زبان سے یہ کلمات سنے تو اپنے بادشاہ میردیس کو خبر کی۔ بادشاہ نے وفد کو دربار میں طلب کر کے ان کی زبانی بچے کے متعلق سنا تو پریشان ہو گیا اور وفد کو اجازت دی کہ وہ خود بچے کی تلاش کر کے حالات معلوم کریں۔ اور دربار میں آ کر بادشاہ کو واقعات سے آگاہ کریں۔ پارسیوں کا یہ وفد بیت المقدس پہنچا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت کی۔ انہوں نے آپ کی تعظیم کی خوشبوؤں کے تحفے غار کیے۔ چند روز قیام کے بعد واپس ہونے لگے تو انہوں نے حضرت مریم علیہا السلام کو شاہ فارس کا خواب

سنایا۔ اور یہ فہرہ ظاہر کیا کہ شام کا بادشاہ اس بچے کا دشمن ہوگا۔ اور مشورہ دیا کہ اس بچے کو کسی محفوظ مقام پر رکھا جائے۔ وفد شاہ شام کے دربار میں حاضر ہونے کی بجائے چپکے سے اپنے وطن روانہ ہو گیا۔ حضرت مریم علیہا السلام بچے کو لے کر پہلے مصر اور پھر ناصر یہ چلی گئیں۔ (انجیل متی۔ تاریخ الانبیاء ۳۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے اولوالعزم اور جلیل القدر پیغمبر تھے۔ گذشتہ کتب میں کس طرح آپ کی آمد کی خبر دی گئی ہے؟

جواب: کئی انبیائے بنی اسرائیل نے آپ کی آمد کی خبر دی تھی۔ بائبل، توریت اور انجیل میں تحریفات کے باوجود آپ کی آمد کی بشارت ملتی ہے اور بنی اسرائیل بھی آپ کی آمد کے منتظر تھے۔ توریت میں ہے: ”اور موسیٰ نے کہا کہ خداوند سینا سے آیا اور شعیب (ساعیر) سے ان پر طلوع ہوا اور فاران کے پہاڑوں سے جلوہ گر ہوا۔“ حضرت یحییٰ علیہ السلام بھی آپ کے منادی تھے اور ان کی بعثت سے پہلے بنی اسرائیل کو ان کی آمد کی خوشخبری سناتے تھے۔ حضرت یسعیاہ علیہ السلام نبی کے صحیفوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کی بشارت ہے۔ (تاریخ الانبیاء، توریت)

سوال: بنی اسرائیل نے حضرت مریم علیہا السلام کو تلاش کیا تو کیا صورتحال سامنے آئی؟

جواب: اہل کتاب کی روایات کے مطابق بنی اسرائیل نے حضرت مریم علیہا السلام کو کچھ عرصہ اپنے درمیان سے غائب پایا تو آپ کی تلاش شروع کر دی۔ جب وہ آپ کے محلے کے پاس سے گزرے تو انوارِ رحمت کی بارش نے محلے کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ پھر اچانک حضرت مریم علیہا السلام ان کے سامنے آئیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی (جو شیرخوار بچہ تھے) ان کے ساتھ تھے۔ انہیں دیکھ کر تب لوگوں نے الزام لگایا تھا۔ (بکلی قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: انا جیل اربو اس پر متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کر کے تختہ دار پر لٹکایا اور سولی دے دی گئی۔ اور آپ نے ایل، ایل، ایل، لہا سبتقی کہہ کر جان دے دی۔
(بائبل - قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: اہل کتاب کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کس بادشاہ نے گرفتار کر کے سولی پر چڑھایا؟

جواب: یہود نے بت پرست بادشاہ پلاطس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف بھڑکایا۔ اس نے اجازت دی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کر کے شاہی دربار میں ایک مجرم کی طرح پیش کیا جائے۔ بنی اسرائیل کے سردار اس فرمان پر خوش ہوئے۔ یہود کے سردار اور گورنر پلاطس کے اہل کاروں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک مکان سے گرفتار کیا اور پھر سولی پر چڑھا دیا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں یہود آپ کا ہم شکل تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک حواری نے اس موقع پر اپنے آپ کو پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہم شکل بنا دیا۔ (بائبل، تاریخ الانبیاء)

سوال: انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گرفتاری کا تذکرہ کیسے ملتا ہے؟

جواب: ”پس سردار کاہنوں اور فریسیوں نے صدر عدالت کے لوگوں کو جمع کر کے کہا ہم کرتے کیا ہیں؟ یہ آدمی تو معجزے دکھاتا ہے۔ اگر ہم اسے یوں ہی چھوڑ دیں تو سب اس پر ایمان لے آئیں گے اور انہی روم آکر ہماری جگہ اور قوم دونوں پر قبضہ کر لیں گے۔ ان میں سے کا تھا بنی ایک شخص نے جو اس سال سردار کاہن تھا کہا تم نہیں جانتے اور یہ نہ سوچتے ہو کہ تمہارے لیے یہی بہتر ہے کہ ایک آدمی امت کے واسطے مرے نہ کہ ساری قوم ہلاک ہو۔“ (انجیل یوحنا باب نمبر ۱۱۔ برت انبیاء کرام)

سوال: مرقس کی انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گرفتاری کے بارے میں کیا خدشات ظاہر کیے گئے ہیں؟

جواب: ”دو دن کے بعد عید ہونے والی تھی اور سردار کاہن اور فقیہ موقع ڈھونڈ رہے تھے کہ اسے کیونکہ قریب سے پکڑ کر قتل کریں، کیونکہ کہتے تھے کہ عید کو کہیں ایسا نہ ہو کہ بلوہ ہو جائے۔“ (انجیل مرقس باب نمبر ۱۳۔ برت انبیاء کرام)

سوال: رومی عدالت کا حاکم پلاطس جو عیسائی تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سزا نہیں دینا

چاہتا تھا۔ اس نے سزا کا فیصلہ کیوں سنایا؟

جواب: یہودیوں نے ہنگامہ کر دیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سزا دی جائے۔ انجیل متی میں ہے: ”جب پیلطس نے دیکھا کہ کچھ نہیں بن پڑتا بلکہ التالوہ ہوا جاتا ہے تو پانی لے لے کر لوگوں کے رو برو اپنے ہاتھ دھوئے اور کہا میں راست باز کے خون سے بری ہوں۔ تم جانو! سب لوگوں نے کہا اس کا خون ہماری اور ہماری اولاد کی گردن پر۔ اس پر اس نے برابر کو ان کی خاطر چھوڑ دیا اور یسوع کو کوڑے لگوا کر حوالے کر دیا تاکہ صلیب دی جائے۔“ انجیل لوقا میں ہے: حاکم نے ملزم کو سزائے موت سے بچانے کی تین بار کوشش کی لیکن یہود نے ہر دفعہ اس کی بات کو رد کر دیا۔ (انجیل متی۔ انجیل لوقا۔ سیرت انبیائے کرام)

حضرت محمد ﷺ

سوال: توریت اور انجیل میں آنحضرت ﷺ کی آمد کا ذکر ہے۔ قرآن اس بات کی کس طرح گواہی دیتا؟

جواب: پارہ ۹ سورۃ الاعراف آیت ۱۵۷ میں بتایا گیا ہے: الَّذِیْنَ یَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِیَّ الْأُمِّیَّ الَّذِیْ یَجْلُوْنَہُ مَکْتُوبًا عِنْدَہُمْ فِی التَّوْرٰتِہِ وَالْاِنْجِیْلِ۔ ”وہ لوگ جو اس نبی امی رسول (ﷺ) کی پیروی کرتے ہیں جس کی صفات کو یہ لوگ توراۃ و انجیل میں جو ان کے پاس موجود ہے لکھا ہوا پاتے ہیں۔“

(تفسیر کشف المرئین۔ معارف القرآن۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: توریت کے علاوہ دوسری کس کتاب میں رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کا ذکر ہے؟

جواب: توریت کی طرح عہد نامہ جدید انجیل میں بھی تحریف لفظی و معنوی کے باوجود نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے متعلق بشارتیں ملتی ہیں۔ اگرچہ توریت و انجیل میں بہت سی باتوں کو مخ کر دیا ہے اور نام ہی رہ گیا ہے پھر بھی آپ کے متعلق بشارتیں

موجود ہیں۔ (نقص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے توریت میں خاتم الانبیاء کے بارے میں کس طرح بشارت دی گئی؟

جواب: توریت میں ہے: ”میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے بندے میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اس سے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہے گا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے گا تو میں اس کا حساب اس سے لوں گا لیکن اگر وہ بھی ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اس کو حکم نہیں دیا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے گا۔“

(تورات باب ۱۸ آیت ۲۱۔ نقص القرآن)

سوال: پہلی کتابوں اور پہلے انبیاء نے رسول اکرم ﷺ کی صفات کا کیسے ذکر کیا ہے؟

جواب: توریت میں ہے کہ اللہ سبحانہ فرماتا ہے: ”اے نبی! ہم نے تجھے شاہنشاہ، مہتر، نذیر اور ناخواندہ لوگوں کے لئے جائے پناہ بنا کر بھیجا ہے۔ تو میرا بندہ اور میرا رسول ہے۔ تو بد اخلاق، سخت دل اور بازوؤں میں چلا کر بولنے والا نہیں۔ اور نہ تو برائی کا جواب برائی سے دیتا ہے۔ بلکہ معاف کرتا ہے اور درگزر سے کام لیتا ہے۔“

زبور میں حضرت داؤد علیہ السلام کا قول ہے: ”ہمارا معبود بے عیب ہے اور محمد (ﷺ) نے ساری زمین میں خوشی بھردی ہے۔“ اشعیا نبی نے آنحضرت ﷺ کے بارے میں کہا: ”اے محمد! میں نے تیرا معاملہ کامل تعریف پایا ہے۔ اے رب کے پاکباز بندے! تیرا نام ہمیشہ سے موجود رہا ہے۔“ حزقیل علیہ السلام کی بشارت ہے: ”اللہ تعالیٰ ان کو تم پر غالب کرے گا۔ ان میں ایک نبی بھیجے گا۔ ان پر کتاب اتارے گا اور ان کو تمہاری گردنوں کا مالک بنائے گا۔ وہ سچ بچ تم پر غالب آجائیں گے اور تمہیں ذلیل کریں گے۔“ دانیال نبی کی بشارت ہے: ”اے محمد (ﷺ) تیری کمانیں زور سے کھینچی جائیں گی اور تیرے حکم سے تیر خون سے خوب میراب ہوں گے۔“

(طبقات۔ حیرت ابن اسحاق۔ رحمۃ اللہ علیہ)

سوال: آنحضرت ﷺ کی بعثت کے بارے میں دوسرے مذاہب کے عالموں، راہبوں اور کاهنوں کی کیا پیش گوئیاں تھیں؟

جواب: آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پہلے یہودی عالم، عیسائی راہب اور عرب کاہن آپ کی آمد کے بارے میں اشارات (پیش گوئیاں) کرتے تھے۔ یہودی عالم اور عیسائی راہب اپنی کتابوں میں پڑھ کر خبر دیتے تھے جن میں آپ کی اور آپ کے زمانے کی صفات کا ذکر ہوتا تھا۔ عرب کاہن جنوں اور شیاطین کی فراہم کردہ خبروں کے ذریعے حضور ﷺ کی آمد کا پتہ دیتے تھے۔

(متممیرۃ الرسل - سیرت مطہیہ - سیرت دحلانیہ - سیرت رسول ربی ﷺ)

سوال: رسول اللہ ﷺ کی ولادت کے بارے میں حضرت حسان بن ثابت کی زبانی یہود کے کیا الفاظ بیان ہوئے ہیں؟

جواب: حضرت حسان بن ثابت کا بیان ہے کہ میں اس وقت سات یا آٹھ سال کا سمجھدار بچہ تھا۔ ایک دن یثرب کے قلعے سے ایک یہودی کی آواز آئی: ”اے یہودیو! جب تمام یہودی اس کے پاس اکٹھے ہو گئے تو کہنے لگے تیرا اس ہو تجھے کیا ہو گیا۔ اس نے کہا کہ آج رات نسیٰ آخر الزمان کی ولادت ہو گئی ہے۔“

(ابن ہشام - قصص القرآن)

سوال: قرآن پاک میں سب سے پہلے حضرت یونس علیہ السلام کے نام سے سورۃ ہے۔ تورات میں آپ کا ذکر کیسے آیا ہے؟

جواب: تورات میں آپ کا نام یوناہ آیا ہے اور یونس کے نام سے پورا صحیفہ ہے جس کے چار ابواب ہیں۔ (القرآن - تورات - قصص القرآن)

سوال: حزقیل کے معنی ہیں خدا کی قدرت۔ اللہ کے نبی حضرت حزقیل علیہ السلام کا زمانہ کون سا تھا؟

جواب: آپ ۶۲۲ ق م میں مبعوث ہوئے۔ تورات میں آپ کا نام حزقی ایل آیا ہے۔ آپ کو ایلیا میں مبعوث کیا گیا۔ اہل یہود کے نزدیک حضرت حزقیل سے مراد حضرت

ذوالکفل علیہ السلام ہے۔ (قصص الانبیاء - تورات)

سوال: حضرت حزقیل کا لقب ابن النجی تھا اور والد کا نام یوزی کا بن۔ بتائیے آپ نے کب اور کہاں وفات پائی؟

جواب: چھٹی صدی ق م کے آخر میں آپ نے بابل میں وفات پائی اور کوفہ میں دفن ہوئے۔ (توریت - قصص الانبیاء - بحار)

سوال: تورات میں حضرت عزیر علیہ السلام کا نام عذرا Ezra آیا ہے۔ عزیر کے معنی بتا دیجئے؟

جواب: عبرانی زبان میں عزیر کے معنی ہیں مدد۔ (توریت - قصص الانبیاء - سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت عزیر علیہ السلام بیت المقدس میں پیدا ہوئے۔ بتائیے آپ کو کب نبوت ملی؟

جواب: آپ کا زمانہ چھٹی صدی قبل مسیح کا ہے اور آپ کو چالیس سال کی عمر میں نبوت عطا ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب سولہویں پشت میں حضرت ہارون علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔ (توریت - قصص الانبیاء - قصص القرآن)

سوال: بنی اسرائیل کو ستر سالہ غلامی کے بعد بابل کی قید سے کس نے رہائی دلائی؟

جواب: فارس کے بادشاہ سائرس کو اوش نے۔ مولانا ابوالکلام آزاد کی تحقیق کے مطابق قرآن مجید میں جس ذوالقرنین کا ذکر آیا ہے، وہ یہی بادشاہ تھا۔

(القرآن - تفسیر ابن کثیر - ترجمان القرآن - قصص الانبیاء)

سوال: تورات میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کا نام عبرانی میں یوحنا آیا ہے۔ بتائیے آپ کا زمانہ کون سا ہے؟

جواب: آپ ا ق م سے ۳۰ عیسوی کے غرے میں نبوت سے سرفراز کئے گئے اور آپ کو بچپن ہی سے علم تورات اور قوت فیصلہ عطا کیا گیا۔

(القرآن - تورات - قصص القرآن - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عبرانی نام یشوع یا ایشوع ہے۔ آپ کتنے برس زمین پر رہے؟

جواب: آپ ۳۳ برس زمین پر رہے اور تین سال تبلیغ کی۔ آپ کو کلوری کی پہاڑی پر واقع عین السلوک نامی مکان سے زندہ آسمان پر اٹھا لیا گیا۔

(قص القرآن۔ تورات۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: چند انبیاء بنی اسرائیل کے نام بتا دیجئے جن کا ذکر قرآن و حدیث میں نہیں ہے؟
جواب: توریت میں بعض انبیاء بنی اسرائیل کا ذکر آیا ہے اور بعض مفسرین و مؤرخین نے بھی ان کا حوالہ دیا ہے۔ ان میں ۲۰۰ ق م تا ۵۶۰ ق م میں حضرت متیاہ علیہ السلام جو حضرت یرمیا علیہ السلام کے ہم عصر تھے۔ بنی اسرائیل کے بادشاہ داویانہ کے عہد میں حضرت جرمیس علیہ السلام۔ ۷۰۰ ق م میں حضرت آموس۔ ۷۵۰ ق م ہی میں حضرت یرمیاہ اور ۵۰۰ ق م میں حضرت ملاکی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ حضرت زکریا ہی کے زمانے میں حضرت یوایل، حضرت جتی، حضرت عبدیہ اور حضرت ایلیا بھی مبعوث ہوئے۔
(تورات۔ تاریخ ارض الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

اللہ کے سفیر

﴿سیدنا حضرت آدم علیہ السلام﴾

حضرت آدم علیہ السلام اور قرآن

سوال: زمین پر سب سے پہلے زندگی پانے والے مرد اور عورت کا نام بتا دیجئے؟
جواب: قرآن میں فرمان الہی کے مطابق زمین پر سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو بھیجا گیا اور ساتھ ان کی زوجہ (حضرت حوا) جو زمین پر آنے سے پہلے پیدا کی گئیں۔
(القرآن - تفسیر طبری - فی احوال القرآن)

سوال: تمام نوع انسانی کی ماں تو حضرت حوا ہیں تمام انسانوں کے باپ کون ہیں؟
جواب: حضرت آدم علیہ السلام تمام انسانوں کے باپ ہیں اور ان سے انسانی نسل کا آغاز ہوا۔
(القرآن - تفسیر ابن کثیر - تفسیر صفائی)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق بیت اللہ کی تعمیر کی تھی۔ اس تعمیر میں ان کے ساتھ کس عورت میں حصہ لیا؟

جواب: ان کی بیوی حضرت حوا بھی بیت اللہ کی تعمیر میں حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ تھیں۔
(قص القرآن - قص الانبیاء)

سوال: قرآن پاک میں حضرت آدم علیہ السلام کے لئے لفظ خلیفہ استعمال ہوا ہے۔ اس کے معنی بتادیں؟

جواب: خلیفہ کے معنی ہیں نائب۔ اللہ تعالیٰ کا مقرر کیا ہوا۔ (القرآن - تفسیر صفائی - تفسیر مظہری)

سوال: اللہ تعالیٰ نے مخصوص وقت کیلئے نائب یا خلیفہ کیوں بنایا؟

جواب: زمین پر انسانی وجود کی تخلیق اللہ تعالیٰ کی نمائندگی اور بندگی کے لئے کی گئی۔ کہ جب تک اللہ کا حکم ہے اور اس کے بعد پھر سب کو واپس اسی کی طرف لوٹ کر جانا

ہے۔ (القرآن۔ نیا، القرآن۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: اللہ تعالیٰ نے تخلیق آدم علیہ السلام سے پہلے فرشتوں سے کیا کہا تھا؟

جواب: اللہ نے فرشتوں کو بتایا کہ میں آدم علیہ السلام کو پیدا کرنا چاہتا ہوں اگرچہ اس کی نسل میں سے کچھ لوگ فسادات برپا کریں گے۔

(سورۃ البقرہ آیت ۳۰۔ تفسیر مزینی۔ ج ۱ المید)

سوال: فرشتوں نے تخلیق آدم علیہ السلام پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کس پریشانی کا اظہار کیا؟

جواب: سورۃ البقرہ آیت ۳۰ میں ہے کہ فرشتے کہنے لگے: ”کیا آپ ایسے شخص کو زمین میں پیدا کریں گے۔ جو فساد کریں گے اور خون ریزی کریں گے۔“

(القرآن۔ نیا، القرآن۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: ایک کے سوا تمام فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ بتائیے وہ کون تھا؟

جواب: قرآن کہتا ہے کہ ابلیس یعنی شیطان کے سوا تمام فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ کے حکم سے سجدہ کیا۔ سورۃ البقرہ آیت ۳۴ میں ہے: ”ابلیس کے سوا۔“ اس نے کہا نہ مانا اور غرور کیا اور وہ کافروں میں سے ہو گیا۔“

(القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ تفسیر نیا، القرآن۔ طبری)

سوال: بتائیے حضرت آدم علیہ السلام کو کس چیز سے پیدا کیا گیا تھا؟

جواب: سورہ روم آیت ۳۰ میں ہے: ”اور اس کی نشانوں میں سے ایک یہ ہے کہ تم کو مٹی سے پیدا کیا۔“

(تفسیر عثمانی۔ قصص الانبیاء۔ انبیاء کرام)

سوال: ابلیس کی نافرمانی اور اس کی سرکشی کا ذکر قرآن پاک کی کن سورتوں میں ہے؟

جواب: یہ قصہ کئی سورتوں میں بیان کیا گیا ہے مثلاً: سورۃ الاعراف۔ سورہ ص میں ہے کہ وہ کہنے لگا: ”آپ نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اس کو آپ نے مٹی سے پیدا کیا۔ اسی طرح سورہ ص میں ہے: ”کہنے لگا، میں آدم سے بہتر ہوں۔ کیونکہ آپ نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اس کو خاک سے۔“ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ماحدی)

سوال: کائنات کے سب سے پہلے پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام کو باوا آدم کیوں کہا جاتا ہے؟ قرآن کی روش سے بتا دیجئے؟

جواب: آپ زمین پر نہ صرف اللہ کے نائب اور خلیفہ تھے بلکہ سب سے پہلے انسان اور تمام انسانوں کے باپ تھے اس لئے آپ کو باوا آدم بھی کہا جاتا ہے۔

(انبیاء کرام۔ قصص القرآن۔ القرآن)

سوال: بتائیے حضرت آدم علیہ السلام کا زمانہ کتنے سال پہلے کا ہے؟

جواب: اگرچہ قرآن میں اس کی صراحت نہیں ہے تاہم آپ علیہ السلام کا دور تقریباً دس ہزار سال پہلے کا ہے۔ (قصص القرآن۔ روح المعانی)

سوال: قرآن پاک کی کتنی سورتوں میں کس تعداد سے حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر ملتا ہے؟

جواب: قرآن پاک کی گیارہ سورتوں میں بھیجیں مرتبہ مختلف حوالوں سے حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر آیا ہے۔ (قصص الانبیاء۔ انبیاء کرام)

سوال: قرآن پاک کی کونسی سورتوں میں حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر آیا ہے؟

جواب: سورۃ بقرہ۔ سورۃ آل عمران۔ سورۃ المائدہ۔ سورۃ الاعراف۔ سورۃ الاسراء۔ سورۃ الکہف۔ سورۃ مریم۔ سورۃ طہ۔ سورۃ یحییٰ۔ سورۃ النہج۔ سورۃ مہم۔

(القرآن۔ انبیاء کرام۔ قصص القرآن)

سوال: بتائیے قرآن پاک کی کن آیات میں حضرت آدم علیہ السلام کا بیان ہے؟

جواب: سورۃ البقرہ آیت ۳۱: وَ عَلَّمَ آدَمَ اسْمَ كُلِّ شَيْءٍ مِّنْهُ فَاخْبَرَهُمْ..... آخر آیت تک

آیت ۳۲: قَالَ يَا آدَمُ..... آخر آیت تک

آیت ۳۳: وَ اذْقَلْنَا لَكَ السُّكَّةَ..... آخر آیت تک

آیت ۳۵: وَ قُلْنَا يَا..... آخر آیت تک

آیت ۳۷: فَخَلَقْنَا آدَمَ..... آخر آیت تک

سورۃ آل عمران آیت ۳۳: إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى..... آخر آیت تک

- آیت ۵۹: اِنَّ مِثْلَ عِيسَىٰ آخر آیت تک
 سورة المائدة آیت ۲۷: وَاَقْتُلْ عَلَيْهِم آخر آیت تک
 سورة اعراف آیت ۱۱: وَقَدْ خَلَقَكُمْ آخر آیت تک
 آیت ۱۹: وَيَا آدَمُ آخر آیت تک
 آیت ۲۶: يَا بَنِي آدَمَ آخر آیت تک
 آیت ۲۷: يَا بَنِي آدَمَ آخر آیت تک
 آیت ۳۱: يَا بَنِي آدَمَ آخر آیت تک
 آیت ۳۵: يَا بَنِي آدَمَ آخر آیت تک
 سورة الاسراء آیت ۶۱: وَادْعُ قُلْنَا آخر آیت تک
 آیت: وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ آخر آیت تک
 سورة الکہف آیت ۵۰: وَادْعُ قُلْنَا آخر آیت تک
 سورة مريم آیت ۵۸: اُولَئِكَ الَّذِينَ آخر آیت تک
 سورة طہ آیت ۱۱۵: وَلَقَدْ عَهِدْنَا آخر آیت تک
 آیت ۱۱۶: وَادْعُ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ آخر آیت تک
 آیت ۱۱۷: فَقُلْنَا يَا آدَمُ آخر آیت تک
 آیت ۱۲۰: فَوَسْوَسَ آخر آیت تک
 آیت ۱۲۱: فَآكَلْهَا آخر آیت تک
 سورة یٰسین آیت ۶۰: اَلَمْ نَعْهَدْ آخر آیت تک
 سورة ص آیت ۷۱: اذْقَالَ ۷۳ تک۔

سوال: سورة البقرہ کی آیت ۳۰ سے ۲۸ تک میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اور خلیقہ بنائے جانے کا کس انداز میں ذکر ہے؟

جواب: ارشاد ربانی ہے: وَادْقَالَ آخر آیت تک
 ”اور جس وقت آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ ضرور میں بناؤں گا زمین

میں ایک نائب۔ فرشتے کہنے لگے کیا آپ پیدا کریں گے زمین میں ایسے لوگوں کو جو فساد کریں گے اور خونریزیاں کریں گے اور ہم برابر تسبیح کرتے رہتے ہیں اور حمد بیان کرتے رہتے ہیں اور تقدیس کرتے رہتے ہیں آپ کی۔ (اللہ نے) ارشاد فرمایا کہ میں جانتا ہوں جس بات کو اسی کو تم نہیں جانتے۔“

(القرآن۔ بیان القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ تفسیر مظہری)

سوال: بتائیے سورۃ البقرہ کی پانچ آیات میں حضرت آدم علیہ السلام کا نام کس انداز میں آیا ہے؟

جواب: آیت ۳۱ میں بیان کیا گیا ہے: وَعَلَّمَ آدَمَ..... آخر آیت تک یعنی: ”اور علم دے دیا (اللہ تعالیٰ نے) آدم علیہ السلام کو (پیدا کر کے) سب چیزوں کے اسماء کا۔“ آیت ۳۳ میں ارشاد ربانی ہے: ”قال یا آدم..... آخر آیت تک

”فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ اے آدم علیہ السلام ان کو ان چیزوں کے اسماء بتادو۔“ آیت ۳۴ میں آدم علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَإِذْ قُلْنَا..... آخر آیت تک

”اور جس وقت حکم دیا ہم نے فرشتوں کو کہ سجدے میں گر جاؤ آدم علیہ السلام کے سامنے۔ سو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔“ آیت ۳۵ میں بتایا گیا ہے: وَقُلْنَا يَا آدَمُ..... آخر آیت تک

”اور ہم نے حکم دیا کہ اے آدم رہا کر دم اور تمہاری بیوی بہشت میں۔“ آیت ۳۷ میں فرمایا گیا: فَنُفِثْهُ آدَمَ..... پھر حاصل کر لیے آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے چند الفاظ تو اللہ تعالیٰ نے رحمت کے ساتھ توجہ فرمائی۔“

(القرآن۔ فتح المید۔ تفسیر عثمانی۔ تفسیر فیض القرآن)

سوال: سورۃ البقرہ میں حضرت آدم علیہ السلام کا نام پانچ مرتبہ آیا ہے۔ بتائیے اور کس سورۃ میں ان کا نام پانچ مرتبہ آیا ہے؟

جواب: سورۃ طہ میں بھی حضرت آدم علیہ السلام کا نام پانچ مرتبہ آیا ہے۔ یہ آیات ۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸ اور ۱۲۱ ہیں۔ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر عزیزی)

سوال: بتائیے سورۃ طہ کی پانچ آیات میں حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر کیسے کیا گیا ہے؟
جواب: آیت ۱۱۵ میں بتایا گیا ہے: وَلَقَدْ عٰهَدْنَا..... ”اور ہم اس سے پہلے آدم علیہ السلام کو ایک حکم دے چکے تھے۔ سو ان سے بے احتیاطی ہو گئی۔“ آیت ۱۱۶ میں ہے: وَآذٰقْنٰهُ لَادَم..... ”اور وہ وقت یاد کرو جبکہ ہم نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو سو سب نے کیا بجز ابلیس کے۔ اس نے انکار کیا۔“ آیت ۱۱۷ میں ہے: ففعلنا یا آدم..... پھر ہم نے آدم علیہ السلام سے کہا کہ اے آدم علیہ السلام یہ بلاشبہ تمہارا اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے۔ سو کہیں یہ تم دونوں کو جنت سے نہ نکلوا دے۔ پھر تم مصیبت میں پڑ جاؤ۔“ آیت ۱۲۰ میں ہے: فَوَسْوَسَ الیْهِ الشَّیْطٰنُ..... یعنی ”پھر ان کو شیطان نے بہکایا۔“ آیت ۱۲۱ میں فرمایا گیا: وَاعْطٰی اٰدَمُ رُبَّہٗٓ مِمَّا یَّشَآءُ..... ”اور آدم سے اپنے رب کا قصور ہو گیا۔ سو غلبی میں پڑ گئے۔“ (القرآن۔ فتح المید۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر مثنوی)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کا قد کتنا تھا؟ کیا قرآن میں بتایا گیا ہے؟

جواب: بعض روایات کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کا قد ساٹھ ہاتھ یعنی ۹۰ فٹ تھا۔ قرآن مجید میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے آدم علیہ السلام نے فرشتوں کو کس انداز سے سلام کیا اور انہوں نے کیا جواب دیا؟ یہ بات قرآن میں کس جگہ بیان ہوئی ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے بعد انہیں حکم دیا کہ فرشتوں کی ایک جماعت کو سلام کریں اور ان کا جواب حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی آئندہ اولاد کا وہی طریقہ ہوگا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے جا کر فرشتوں سے کہا: ”السلام علیکم“ فرشتوں نے جواب میں کہا: ”السلام علیکم ورحمۃ اللہ“ یہ بات قرآن میں نہیں بتائی گئی۔ (ترجمان السنۃ۔ تذکرۃ آدم۔ الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اشیاء کا علم عطا کرنے کے بعد فرشتوں سے فرمایا: اَبَسَوْنِي بِاَسْمَاءِ هَؤُلَاءِ اَنْ كُنْتُمْ صٰلِحِيْنَ۔ یعنی مجھے ان چیزوں کے نام بتاؤ اگر تم سچے ہو۔“ بتائیے فرشتوں نے کیا جواب دیا؟

جواب: پہلا پارہ سورۃ بقرہ آیت ۳۱ میں ہے کہ فرشتوں نے اپنے عجز کا اظہار کرتے ہوئے عرض کیا: قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْخَكِيْمُ۔ ”فرشتوں نے کہا، آپ کی ذات پاک ہے، ہم کو معلوم نہیں، مگر اسی قدر جتنا آپ نے ہم کو سکھایا ہے۔ بے شک تو ہی جاننے والا اور حکمت والا ہے۔“

(القرآن۔ تفسیر مظہری۔ ترجمان السنہ)

سوال: پہلے پارے کی سورۃ بقرہ، رکوع ۳ کی آیت ۳۴ میں ہے: وَادْخُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدًا لِآدَمَ فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبْلٰسَ اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے شیطان کے۔ ”ابلیس کے انکار کی کیا وجوہات بتائی گئی ہیں؟

جواب: قرآن پاک میں متعدد جگہ پر حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں کے سجدہ کرنے اور ابلیس کے انکار کا ذکر ہے۔ سورۃ بقرہ آیت ۳۴ میں ہے: اِبْلٰسِ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ۔ یعنی اس نے نہ مانا اور تکبر کیا۔ اور تھوہ کافروں میں کا۔“ پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۱۲ میں ہے: قَالْ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذَا اُمِرْتُكَ ۖ (اللہ تعالیٰ نے) کہا۔ تجھ کو کیا چیز مانع تھی۔ جب میں نے سجدے کا حکم دیا: شیطان نے جواب دیا: اَنَا خَيْرٌ مِنْهُ ۖ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِيْنٍ ۝ میں اس (آدم) سے بہتر ہوں، مجھ کو تو نے آگ سے پیدا کیا اس کو مٹی سے بنایا۔“ چودھویں پارے کی سورۃ الحجر آیت ۳۲ میں بھی یہ مکالمہ درج ہے: قَالْ يَا اِبْلٰسُ مَا لَكَ اَلَّا تَسْجُدَ مَعَ السَّٰجِدِيْنَ ۝ کہا اے ابلیس تجھ کو کیا ہوا کہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ سجدہ نہ کیا۔“ شیطان نے جواب دیا: قَالْ لَمْ اَكُنْ لَّآ سُجْدَ لِّیْشِءٍ خَلَقْتَهُ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَّسْنُوْنٍ ۖ کہنے لگا میں ایسا نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں۔“

جس کو آپ نے بھتی مٹی سے جوڑے ہوئے گارے کی بنی ہے پیدا کیا۔“

(القرآن - تفسیر ابن کثیر - تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: سورۃ بنی اسرائیل یا سورۃ الاسراء میں فرشتوں کے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے اور شیطان کے انکار کے بارے میں کیسے ذکر آتا ہے؟

جواب: پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل (الاسراء) رکوع ۷ آیت ۶۱ میں ہے: وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّا اِبْلِیْسَ ط قَالَ اَءَۤاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِیْنًا. اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو، ان سب نے سجدہ کیا، مگر ابلیس نے کہا کہ کیا میں ایسے شخص کو سجدہ کروں جس کو آپ نے مٹی سے بنایا۔“ (القرآن - تفسیر مزیدی - فتح المہید - تفسیر مہنی)

سوال: بتائیے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے پر شیطان کا کیا حشر ہوا؟

جواب: پارہ ۸ سورۃ الاعراف رکوع ۹ آیت ۱۳ میں ہے: فَسَالٰٓی سٰٓہٰٓیطٌ وَّمِنْہُمَا فَاِذَا یُکُوْنُ لَکَ اَنْ تَسْکَبَ رِیْثُہَا فَاَسْعُرُوْۤجُ اِنَّکَ مِنَ الصّٰغِرِیْنَ ۝ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جانیچے اتر یہاں سے۔ تجھ کو یہ حق نہیں کہ تو یہاں رک کر تکبر کرے لہذا باہر نکل، یقیناً تو ذلیلوں میں سے ہے۔“

سوال: حضرت حوا علیہ السلام کو حضرت آدم علیہ السلام سے پیدا کیا۔ قرآن حضرت حوا علیہ السلام کی تخلیق کے بارے میں کیا کہتا ہے؟

جواب: یہ بات مشہور ہے کہ حضرت حوا علیہ السلام کو حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پٹلی سے پیدا کیا گیا۔ اگرچہ قرآن میں پٹلی سے پیدا کرنے کا ذکر نہیں تاہم پارہ ۴ سورۃ النساء رکوع ۱۲ کی آیت ۱۲ میں ہے: وَخَلَقْکُمْ مِنْ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْہَا زَوْجَہَا وَبَسَّ مِنْہَا رِجَالًا کَثِیْرًا ۚ وَنِسَآءً ۚ اِلٰیہی پیدا کیا تم کو ایک جان سے، اور اسی نے پیدا کیا اس کا جواڑا اور پھیلائے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں۔“ (القرآن - فتح المہید - تفسیر مزیدی - قصص القرآن - تیسرے القرآن)

سوال: قرآن و سنت کی رو سے سب سے پہلے نبی کی زوجہ کا نام بتادیتے؟

جواب: حضرت آدم علیہ السلام کی زوجہ حضرت حوا علیہ السلام سب سے پہلے نبی کی بیوی تھیں۔ آپ زمین پر زندگی پانے والی سب سے پہلی خاتون تھیں اور مرد و عورت۔ سمیت پوری بشریت کی ماں تھیں۔ (القرآن، قصص الانبیاء، قصص القرآن، ازواج الانبیاء)

سوال: اللہ کے حکم سے شیطان جنت سے نکال دیا گیا تو اس نے اللہ سے کیا التجا کی؟

جواب: اس نے کہا: پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۳۴ میں ہے: **قَالَ أَنْظِرْنِي إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ** ”اے خدا تو مجھے اس دن تک کی مہلت دے دے جس دن سب اٹھائے جائیں گے (قیامت تک) اور اعمال کے حساب کے لئے تیری بارگاہ میں پیش کئے جائیں گے۔“ اللہ تعالیٰ نے اس کی نافرمانی کے باوجود اسے مہلت دے دی۔

۱۰۰: (تقصیر القرآن - اثنیاء کرام)

سوال: اللہ تعالیٰ نے شیطان کی درخواست قبول کرتے ہوئے کہا: فَاقْبَلْ اِنْكَارَ مِنْ الْمُنْظُورِ اِسے قناعت تک کی مہلت دے دی تو اس نے کیا کہا؟

جواب: اس نے کہا: قَالَ فِيمَا اَعُوْذُنِيْ لَا فَعُدَّنْ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ثُمَّ
 لَا يَتَّبِعُهُمْ مِنْ بَيْنِ اَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ
 وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شَاكِرِيْنَ ﴿٥٠﴾ میں اولاد آدم کی ناک میں تیرے بناتے ہوئے
 سیدھے راستے پر بیٹھوں گا۔ پھر ان کو بہکانے کے لئے ان کے آگے ہے، پیچھے
 سے اور دائیں سے اور بائیں سے آؤں گا یعنی ان کو ہر طرف سے گھیر کر اور ان کو
 سیدھے راستے سے ہٹانے کی کوشش کروں گا۔ انہیں طرزِ توازن میں سے اکثر کو اپنا
 شکر گزار نہ بنائے گا۔“ (فوائد عثمانی، قصص القرآن)

سوال: بتائیے اللہ تعالیٰ نے شیطان کے جواب میں کیا فرمایا؟۔

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہوا: قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْذُورًا لِّمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۵۰﴾ ”جو میرے پیروں میں سے ہیں وہ بھی میرے ساتھ جہنم میں پھیل جائیں گے، اور جو میری اطاعت نہ کرے گا میں ان سب سے جہنم کو بھرنے دوں گا۔“ (نور عثمانی، تفسیر القرآن)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں رہنے کی اجازت کب ملی؟

جواب: جب حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت فرشتوں پر ظاہر ہو گئی اور شیطان رائدہ درگاہ ہو کر جنت سے نکال دیا گیا تو حضرت آدم علیہ السلام و حوا علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جنت میں رہنے کی اجازت دی۔ سورہ بقرہ میں آیت ۳۵ میں ہے: وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ "اور ہم نے کہا، اے آدم علیہ السلام رہا کر تو اور تیری زوجہ جنت میں۔" (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر مظہری)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہ السلام کو جس جنت میں رکھا گیا۔ وہ جنت ارض تھی یا سماوی؟

جواب: اس بارہ میں اختلاف ہے کہ یہ جنت ارض تھی یا سماوی، بعض لوگ اسے جنت ارض کہتے ہیں اور اس کا مقام عدن یا نسطین قرار دیتے ہیں۔ بعض اسے سماوی کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک یہ جنت جنت غلد تھی اور بعض کے نزدیک یہ ایسی جنت تھی جو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم و حوا علیہما السلام کے لئے بنائی تھی۔

(تفسیر الماورائی۔ تفسیر القرآن۔ از دواج الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم و حضرت حوا علیہما السلام کو جنت میں رکھا تو انہیں کیا حکم دیا؟

جواب: پارہ ایک سورہ بقرہ آیت ۳۵ میں ارشاد ہوتا ہے: وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا، وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ "اور کھاؤ اس میں جو چاہو جہاں کہیں سے، اور پاس مت جانا اس درخت کے پھر تم ہو جاؤ گے ظالم (حق تلف کرنے والوں میں سے)۔" (القرآن۔ حج المہد۔ نبیاء القرآن۔ تفسیر عزیزی)

سوال: وہ کس چیز کا درخت تھا جس کے قریب جانے (پھل کھانے) سے حضرت آدم و حضرت حوا علیہما السلام کو منع فرمایا گیا؟

جواب: قرآن حکیم میں اس بات کی وضاحت نہیں ملتی اور یہ نام پوشیدہ ہے۔ البتہ آخر تفسیر میں سے کسی نے گندم کا درخت کہا ہے، کسی نے انجور کا، کسی نے انجیر کا اور کسی نے

کعبور کا درخت کہا ہے۔ (تفسیر قرطبی۔ قصص القرآن۔ از راج الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: آدم و حوا علیہما السلام نے شجر ممنوعہ کا پھل کیوں کھایا؟
جواب: قرآن حکیم میں ہے کہ انہوں نے شیطان کے بہکاوے میں آکر ایسا کیا۔ چنانچہ پہلا پارہ سورہ بقرہ آیت ۳۶ میں ہے: فَادْخُلْهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ "پس ڈال دیا (پھسلا دیا) انہیں شیطان نے اس درخت کی وجہ سے اور اس عیش میں سے جہاں وہ تھے ان کو نکلا کر چھوڑا۔"

(القرآن۔ تفسیر نیا، القرآن۔ تیسرے القرآن۔ قرطبی)

سوال: شیطان نے حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام کو بہکانے کے لئے مختلف حربے استعمال کئے۔ ان میں ایک دوسرے ڈالنے کا بھی تھا۔ اس نے کس طرح دوسرے ڈالا؟
جواب: قرآن پاک میں پارہ ۱۶ سورہ طہ آیت ۱۲۰ میں بتایا گیا ہے: فَوَسْوَسَ إِلَيْهِ الشَّيْطَانُ قَالَ يَا آدَمُ هَلْ أَدُلُّكَ عَلَى شَجَرَةِ الْغُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلَى "پھر ان کو شیطان نے بہکایا۔ کہنے لگا، اے آدم کیا میں تم کو بہکنے کا درخت بتلا دوں اور ایسی بادشاہی جو کبھی ختم نہ ہو۔"

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء۔ معارف القرآن)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو شیطان کے شر سے بچنے کے لئے کیا تلقین فرمائی تھی؟

جواب: پارہ ۱۶ سورہ طہ کی آیت ۱۱۷ میں ہے: فَقُلْنَا يَا آدَمُ إِنَّ هَذَا عَدُوُّكَ وَارْتَدَّ عَلَىٰ خَطَايَاهُ فَنَسِيَ مَا كَانُوا فِيهِ يَتَذَكَّرُونَ "اور ہم نے فرما دیا، اے آدم بے شک یہ تیرا بھی دشمن ہے اور تیری زوجہ کا بھی۔ سو (ایسا نہ ہو) کہ وہ نکال دے تمہیں جنت سے اور تم معصیت میں پڑ جاؤ۔" یہاں مشقت سے مراد یہ ہے کہ یہاں ہر چیز تیار ملتی ہے۔ اگر نکال دیے گئے تو محنت سے حاصل کرنی پڑے گی۔ (تفسیر قرطبی۔ تفسیر نیا، القرآن۔ تفسیر مظہری)

سوال: بتائیے اللہ تعالیٰ نے جنت کے مزے کے بارے میں حضرت آدم علیہ السلام سے

کیا فرمایا؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ طٰہ کی آیت ۱۱۸-۱۱۹ میں ارشاد خداوندی ہے: **إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرَىٰ ۖ وَأَنْتَ لَا تَظْمَأُ فِيهَا وَلَا تَصْحَىٰ ۝** ”بے شک تمہارے لئے یہ ہے کہ تمہیں نہ بھوک لگے گی یہاں اور نہ تم تنگ ہو گے۔ اور نہ تمہیں پیاس لگے گی یہاں اور نہ دھوپ ستائے گی۔“ (القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر ابن کثیر)
سوال: کیا شیطان نے دوسرے حضرت آدم علیہ السلام کے دل میں ڈالا تھا یا حضرت حوا علیہ السلام کے دل میں؟

جواب: سورۃ طٰہ کی آیت ۱۲۰ کے مطابق شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کے دل میں دوسرے ڈالا اور چونکہ وہ عرصے بعد اللہ سے کیا گیا عہد فراموش کر چکے تھے اس لئے بہکاوے میں آ گئے۔ پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۲۰ میں دونوں کے بارے میں کہا گیا ہے: **فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيَنِ انْ** دونوں کے دلوں میں دوسرے ڈالا۔

(القرآن۔ تفسیر القرآن)

سوال: پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۲۰ کے مطابق شیطان نے حضرت آدم و حضرت حوا علیہما السلام کو کس طرح بہکایا؟

جواب: اس نے ان دونوں کو شجر ممنوعہ کا پھل کھانے کی ترغیب دیتے ہوئے کہا: **وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَنْ تَكُونَا مَلَائِكِينَ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ ۝** ”اور وہ بولا تم کو نہیں روکا تمہارے رب نے اس درخت سے مگر اسی لئے کہ کبھی تم ہو جاؤ فرشتے یا ہو جاؤ ہمیشہ (جنت میں) رہنے والے۔“

(القرآن۔ فتح الحمید۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر مزینی)

سوال: شیطان نے حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام کو اپنی باتوں کا یقین دلانے کے لئے کیا کہا؟

جواب: پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۲۱ میں ہے کہ **وَقَامَسَهُمَا إِتٰى لَكُمَا لَحْنُ النَّصِیحِیْنِ ۝** ”اور (شیطان نے) تم کھائی ان کے سامنے کہ میں تم دونوں کا خیر

خواہ ہوں۔“ (القرآن۔ تفسیر فیاء القرآن۔ بیان القرآن۔ تفسیر القرآن)

سوال: حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام نے شیطان کے بہکاوے میں آکر پھل کھالیا تو اس کا کیا نتیجہ نکلا؟

جواب: شجر ممنوعہ کا پھل کھانے کا انجام یہ ہوا کہ پھل کھاتے ہی آدم و حوا علیہما السلام کے ستران پر کھل گئے اور ان کا یہ عمل اللہ کی ناراضی کا باعث بنا۔

(تفسیر ابن کثیر۔ معارف القرآن۔ تفسیر ماجدی)

سوال: بتائیے آٹھویں پارے کی کس سورۃ میں حضرت آدم و حضرت حوا علیہما السلام کے شجر ممنوعہ کا پھل کھانے کا ذکر ہے؟

جواب: سورۃ الاعراف آیت ۲۲ میں ہے: **فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَ طَفَفَا بِخُصْفَيْنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ** ”چنانچہ ان دونوں کو دھوکہ دے کر آہستہ آہستہ اپنی بات پر مائل کر ہی لیا۔ پھر جب انہوں نے اس درخت کے پھل کو کچھ لیا تو ان کی شرمگاہیں ایک دوسرے پر ظاہر ہو گئیں اور وہ جنت کے سچے اپنی شرمگاہوں پر چپکانے لگے۔ (پتوں سے اپنا ستر چھپانے لگے)۔“ (القرآن۔ تفسیر مزیدی۔ فتح الحمید۔ معارف القرآن)

سوال: سورۃ طٰ کی کس آیت میں شجر ممنوعہ کا پھل کھانے کا ذکر ہے؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ طٰ رکوع ۱۶ آیت ۱۲۱ میں ہے: **فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَ طَفَفَا بِخُصْفَيْنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ** سو (اس کے پھلانے سے) دونوں نے (پھل) کھالیا اس درخت سے۔ تو بہت ہو گئیں ان پر ان کی شرمگاہیں۔ اور وہ چپکانے لگ گئے اپنے جسم پر جنت کے (درختوں کے) پتے۔“

(تفسیر فیاء القرآن۔ بیان القرآن۔ کنز الایمان)

سوال: سورۃ الاعراف آیت ۲۷ میں شیطان کے بہکاوے کا بیان ہے۔ کس انداز میں؟

جواب: یٰبْنِیْ اٰدَمُ لَا یَفْتِنُکُمُ الشَّیْطٰنُ کَمَا اَخْرَجَ اٰبُوْیَکُمُ مِنَ الْجَنَّةِ یَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا سَوْآتِهِمَا ”اے اولاد آدم! نہ فتنہ میں مبتلا کر دے تمہیں شیطان۔ جیسے

نکالا اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے اور اتروایا ان سے ان کا لباس تاکہ دکھلا دے انہیں ان کے پردہ کی جگہیں۔“

(القرآن - فتح المید - تفسیر مابدی - تفسیر فیاء القرآن)

سوال: شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کو مجبورہ کرنے سے انکار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ پر کیا الزام لگایا؟

جواب: پارہ ۸ سورہ الاعراف آیت ۱۶ میں ہے: **قَالَ فِيمَا آغْوَىٰ بُنَىٰ لَا تُقَدِّنْ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ** ۵ انہیں نے کہا: ”تو نے مجھے گمراہی میں مبتلا کیا ہے۔ تو اب میں بھی تیری سیدھی راہ پر گھات لگا کر بیٹھوں گا۔“

(القرآن - تیسرا القرآن - تفسیر مزیدی)

سوال: بتائیے حضرت آدم علیہ السلام کو کون سی چار خصوصیات عطا کی گئیں؟

جواب: (۱) اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے ہاتھ سے بنایا۔ (۲) ان میں روح پھونکی (۳) فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ ان کو سجدہ کریں۔ (۴) انہیں ہر چیز کے نام سے آگاہ کیا گیا۔
(نقص القرآن - تفسیر ابن کثیر - انبیاء کرام)
سوال: قرآن کتنا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہ السلام سے بھول ہوئی۔ کس سورۃ میں؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ طہ آیت ۱۱۵ میں ہے: **وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلِ فَتَنِیْ وَلَمْ یَخِفْ لَهُ عَزْمًا** ۵ ”اور ہم نے حکم دیا تھا آدم علیہ السلام کو اس سے پہلے (کہ وہ اس درخت کے قریب نہ جائے) سو وہ بھول گیا۔ اور نہ پایا ہم نے (اس نفرت میں) اس کا کوئی قصد۔“ یعنی یہ سب کچھ ان کی بھول سے ہوا۔ ایسا کرنے کا ان کا ارادہ نہیں تھا۔
(تفسیر قرطبی - تفسیر فیاء القرآن - المفردات)

سوال: بتائیے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی غلطی پر کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: پارہ ۸ سورہ الاعراف آیت ۲۲ میں ہے: **وَنَزَّاهُمَا رَیْبُہُمَا اَلَمْ اَنْهَکُمَا عَنْ تِلْکُمَا الشَّجَرَةِ وَاقُلْ لَّکُمَا اِنَّ الشَّیْطَانَ لَکُمَا عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ** ۵ ”اور ندا دی انہیں

ان کے رب نے۔ کیا نہیں منع کیا تھا میں نے تمہیں اس درخت سے اور کیا نہ فرمایا تھا تمہیں۔ کہ بلاشبہ شیطان تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔“

(القرآن۔ فتح المجد۔ تفسیر مزیدی۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہ السلام نے شجر ممنوعہ کا پھل کھالیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں کیا حکم دیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت سے اترنے کا حکم دے دیا۔ پہلا پارہ سورۃ بقرہ آیت ۳۶ میں ہے: **فَقَالَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا أَفَاخَرَ جَهَنَّمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ** ۵ پھر پھسلا دیا انہیں شیطان نے اس درخت کے باعث اور نکلوا دیا ان دونوں کو وہاں سے جہاں وہ تھے۔ اور ہم نے فرمایا اتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن رہو گے اور (اب) تمہارا زمین میں ٹھکانا ہے اور فائدہ اٹھانا ہے وقت مقرر تک۔“

(القرآن۔ تفسیر مزیدی۔ تفسیر مطہری)

سوال: سورۃ الاعراف میں اللہ تعالیٰ کا حکم کس انداز سے بیان ہوا ہے؟

جواب: پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۲۴ میں ہے: **قَالَ اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ** ۵ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نیچے اتر جاؤ۔ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے۔ اور تمہارے لئے زمین میں ٹھکانا ہے اور نفع اٹھانا ہے ایک وقت تک۔“ نیز فرمایا: **فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ** ۵ اسی زمین میں تم زندہ رہو گے اور اسی میں مرو گے۔ اور اسی سے تم اٹھائے جاؤ گے۔“

(القرآن۔ تفسیر مزیدی۔ تفسیر القرآن۔ تفسیر القرآن)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنے لگے۔

سورۃ بقرہ آیت ۳۷ میں کن کلمات کا ذکر ہے؟

جواب: پہلے ارشاد ہوتا ہے: **فَتَلَقَّىٰ آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ** ۱ **إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ** ۵ پھر آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے چند کلمات کی توبہ کی تو اللہ

تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کر لی۔ بلاشبہ وہ توبہ قبول کر نیوالا اور رحم کرنے والا ہے۔“

(القرآن - تیسرے فیاض القرآن - تیسرے القرآن - تیسرے القرآن)

سوال: بتائیے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہ السلام نے کس طرح اللہ سے مغفرت اور مدد مانگی؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام اور حوا علیہ السلام کو جو کلمات سکھائے اور جن کی مدد سے انہوں نے مغفرت مانگی۔ ان کا ذکر پارہ ۸ کی سورۃ الاعراف آیت ۲۳ میں ہے۔ دونوں نے عرض کی: رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنَّ لَنَا تَغْفِيرًا كَثِيرًا وَتَرَحُّمًا لَئِنْ كُنَّا مِنْ الْخَاسِرِينَ۔ ”اے ہمارے پروردگار! ہم نے ظلم کیا اپنی جانوں پر اور اگر نہ بخش فرمائے تو ہمارے لئے اور نہ رحم فرمائے ہم پر تو یقیناً ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔“ (القرآن - تیسرے ابن کثیر - تیسرے حنفی - معارف القرآن)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کی زبان کون سی تھی۔ ان کی عمر بھی بتا دیجئے؟

جواب: ان کی زبان عربی ہی تھی۔ کیونکہ عربی ہی ام اللہ ہے اور یہی بگڑ کر عبرانی بن گئی۔ ان کی عمر ایک ہزار سال بتائی گئی ہے۔ انہوں نے ہندوستان سے پانچواہ چالیس حج یا عمرے کئے۔ تاہم اس تفصیل کے بارے میں قرآن میں کچھ نہیں بتایا گیا۔

(قصص القرآن - قصص الانبیاء - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہ السلام کی توبہ قبول ہونے کے بارے میں قرآن نے کیا بتایا ہے؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ طہ آیت ۱۲۲ میں ہے: ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَىٰ ۝ (اپنے قرب کے لئے) جن لیا اسے اپنے رب نے (عفو و رحمت سے) توجہ فرمائی اس پر اور ہدایت بخشی۔“ اس کے رب نے اسے نواز دیا۔

(فتح الحمید - تیسرے القرآن - معارف القرآن)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام سب سے پہلے نبی تھے۔ قرآن کی کس آیت سے اس بات کی تائید ہوتی ہے؟

جواب: پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۳۳ میں ہے: **إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِصْمَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ** "اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو، نوح علیہ السلام کو، آل ابراہیم علیہ السلام کو اور آل عمران کو تمام اہل عالم میں سے (رسالت کیلئے) منتخب کیا تھا۔" (تفسیر ابن کثیر۔ تفہیم القرآن۔ فوائد مثلی۔ تیسیر القرآن)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کو نبی مکرم کیوں کہا گیا ہے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ نے حضرت آدم علیہ السلام کو نبی مکرم کہا ہے۔ کیونکہ قرآن سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے براہ راست کلام (بات چیت) کیا۔ قرطبی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ کلیم اللہ تو موسیٰ علیہ السلام تھے اور رسول اللہ ﷺ سے جب دریافت کیا گیا کہ کیا آدم علیہ السلام نبی مرسل تھے؟ تو آپؐ نے فرمایا: ہاں وہ نبی مکرم تھے۔ ابن عطیہ کہتے ہیں، بعض لوگوں نے اس کی تائید یوں کی ہے کہ آدم علیہ السلام کو شرف گفتگو جنت میں بخشا گیا تھا جبکہ موسیٰ علیہ السلام کو زمین پر۔ اس لئے موسیٰ علیہ السلام بھی کلیم اللہ ہیں۔

(تفسیر قرطبی۔ فتح القدیر۔ طبقات۔ از راجح الانبیاء)

سوال: بتائیے زمین پر آنے کے بعد حضرت آدم علیہ السلام نے کون سے کام کئے؟

جواب: چونکہ وہ انسانی مخلوق کا آغاز تھا اس لئے تبلیغ کا کام شروع نہیں ہوا۔ تاہم زندگی کی مشقتوں سے نبرد آزما ہونے کیلئے آپؐ نے کولوہا سازی سکھائی گئی اور کھیتی باڑی کرنے کا حکم ملا۔ اس طرح آدم علیہ السلام نے زمین پر مل چلایا، بیج بویا اور پانی دیا۔ جب فصل تیار ہو گئی تو اسے کاٹا، سکھایا، چھاننا پونکا اور جب دانہ الگ ہو گیا تو اسے پیسا۔ حوا علیہ السلام نے اسے گوندھا، پھر پکایا اور کھایا۔ حوا علیہ السلام نے اون کا تنا سیکھا جس سے آدم علیہ السلام کے لئے ایک جذبہ آور بنا اور حضرت حوا علیہ السلام کے لئے کرنا اور ڈوپہ بنا۔ ابو جعفر طبری کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام و حوا کے پاس ایک فرشتہ بھیجا تاکہ وہ انہیں بتائے کہ کیا پہننا ہے اور کس طرح یہ تفصیل قرآن میں نہیں۔ (تاریخ طبری۔ از راجح الانبیاء۔ الکامل)

سوال: حضرت حوا علیہ السلام روئے زمین پر سب سے پہلی عورت اور سب سے پہلی ماں تھیں۔ بتائیے اولاد آدم علیہ السلام کی پیدائش کس طرح عمل میں آئی؟

جواب: چونکہ حضرت آدم علیہ السلام۔ از انیت کی ابتداء ہوئی اس لئے اس وقت تھوڑے ہی انسان تھے۔ بعض مؤرخین نے ان کی تعداد ۱۲۵ بتائی ہے۔ اولاد آدم علیہ السلام کی پیدائش میں اضافے کے لئے قدرت کاملہ سے ایک حمل میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی (جزواں) پیدا ہوئے۔ یہ دونوں حقیقی بہن بھائی کہلاتے۔ اسی طرح دوسرے حمل میں بھی ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئے۔ بعض روایات میں ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کو زمین پر آبادی بسانا تھی اس لئے ہر روز پیدائش ہوتی تاکہ تیزی سے آبادی میں اضافہ ہو سکے۔ قرآن میں یہ تفصیل نہیں ہے۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ از دواجم الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہ السلام کے بچوں کی شادی کا طریقہ کیا تھا؟ قرآن مجید میں کس طرح وضاحت کی گئی ہے؟

جواب: ایک وقت میں پیدا ہونے والے جزواں لڑکی لڑکا آپس میں حقیقی بہن بھائی ہوتے اس لئے ان کا نکاح نہ ہو سکتا۔ دوسرے وقت میں یا دوسرے روز پیدا ہونے والے لڑکے کا نکاح پہلے والی لڑکی سے اور دوسرے روز والی لڑکی کا نکاح پہلے والے لڑکے سے ہو سکتا تھا۔ یہ اس وقت جائز تھا۔ قرآن میں کوئی وضاحت نہیں ہے۔

(قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ از دواجم الانبیاء)

سوال: حضرت حوا علیہ السلام ایک روایت کے مطابق (غوطہ و مشق) کے بیت لہیا میں رہنے لگی تھیں۔ ان کے ہاں جو پہلے دو جزواں بچے پیدا ہوئے ان کا نام کیا تھا؟ دوسری مرتبہ پیدا ہونے والے بچے کون سے تھے؟

جواب: لڑکے کا نام قابیل یا قاین یا قاین تھا اور لڑکی کا نام لوزا تھا۔ دوسری مرتبہ جو جزواں بچے پیدا ہوئے ان میں لڑکا ہابیل تھا اور اس کی بہن اقلیم تھی۔ قرآن میں

صرف قاتیل اور ہاتیل کا نام آیا ہے۔

(الانسان طہجات۔ تاریخ دمشق۔ تہذیب اللہ ۲۰۲۰ واللغات)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام و حضرت حوا علیہ السلام کے بیٹے کہاں رہتے تھے اور ان کا ذریعہ معاش کیا تھا؟

جواب: بیچے بڑے ہو گئے اور قاتیل اور ہاتیل نے بھی رزق کی تلاش شروع کر دی۔ آدم علیہ السلام کے سب سے بڑے بیٹے قاتیل نے کھیتی باڑی شروع کی اور دمشق کے ایک علاقے قیدیہ میں مقیم ہو گئے۔ ہاتیل بکریاں اور مویشی چرانے لگا اور سطرانی علاقے میں رہائش اختیار کر لی۔ قرآن میں تفصیل نہیں ہے۔

(آثار البلاد۔ عجم البلاد۔ حیات النعمان۔ دیمری۔ مختصر تاریخ دمشق)

سوال: بتائیے حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں قاتیل اور ہاتیل کا قصہ کس سورۃ میں بیان ہوا ہے؟

جواب: چھٹے پارے کی سورۃ المائدہ آیات ۲۷ تا ۳۲ میں قصہ قاتیل و ہاتیل بتایا گیا ہے۔
(القرآن۔ تفسیر القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: قاتیل حضرت آدم علیہ السلام کا بڑا بیٹا تھا۔ بتائیے اس نے اپنے چھوٹے بھائی ہاتیل کو کیوں قتل کیا؟

جواب: قرآن پاک میں اس قتل کی وجہ بیان نہیں کی گئی البتہ تفاسیر اور کتب تاریخ میں اس کی وجہ ملتی ہے۔ پارہ ۶ سورۃ المائدہ آیت ۲۷ تا ۳۰ میں قربانی اور قتل کا ذکر ہے۔

(تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر مظہری۔ فوائد عثمانی۔ معارف القرآن)

سوال: قاتیل اور ہاتیل نے قربانی پیش کی تو کس کی قربانی قبول ہوئی؟

جواب: قرآن میں نام نہیں بتایا گیا۔ صرف یہ کہا گیا ہے کہ ایک کی قربانی قبول ہو گئی۔

سورۃ المائدہ آیت ۲۷ میں ہے: وَاسْأَلْ عَلَيْهِمْ نَبَا ابْنِي آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبْنَا قُرْبَانًا فَتَقَبَّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ ط: آپ (اہل کتاب کو) آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا سچا واقعہ سنا دیجئے۔ جب ان دونوں نے (اللہ کے حضور)

قربانی پیش کی تو ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہو گئی اور دوسرے کی نہ ہوئی۔“
مفسرین نے کہا ہے کہ چھوٹے بھائی ہاتل کی قربانی قبول ہوئی جبکہ بڑے بھائی
قاتل کی قربانی قبول نہ ہوئی۔ (القرآن - تفسیر قرطبی - تفسیر ضیاء القرآن - تفسیر القرآن)
سوال: ایک بھائی نے دوسرے بھائی سے کیا کہا؟

جواب: قرآن کہتا ہے: قَالَ لَا قُتِلْتَنِكَ قَالَ إِنَّمَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ۔ ”دوسرے
نے پہلے سے کہا (یعنی بڑے بھائی قاتل نے چھوٹے بھائی ہاتل سے) میں تمہیں
ضرور مار ڈالوں گا۔ پہلے نے جواب دیا (اس میں میرا کیا قصور ہے) اللہ تو صرف
پرہیزگاروں کی قربانی قبول کرتا ہے۔“

(القرآن - تفسیر ابن کثیر - تفسیر القرآن - تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: دوسرے بھائی نے بڑے بھائی کو کیا جواب دیا؟

جواب: ہاتل نے بڑے بھائی قاتل سے کہا: لَيْسَ بَسَطْتُكَ إِلَيَّ يَدُكَ لِقَتْلِي مَا أَنَا
بِمَسْطُوطٍ يَدِي إِلَيْكَ لَا قُتِلْتَنِكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝ ”اگر تو مجھے
مار ڈالے گے تو میری طرف ہاتھ بڑھائے گا تو بھی میں تجھ کو قتل کرنے کے لئے
اپنا ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا۔ میں تو اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔“ اس نے مزید
کہا: إِنِّي أُرِيدُ أَنْ نَبْوَأَبَايَئِي وَنُحْمِكَ فَتَكُونُ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ وَذَلِكَ
جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ۝ ”میں چاہتا ہوں کہ تو میرا گناہ سب کچھ سمیٹ لے اور اہل
دوزخ میں سے ہو جائے۔ اور ظالم لوگوں کی یہی سزا ہے۔“

(القرآن - تفسیر ابن کثیر - تفسیر القرآن - تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: قاتل کی قربانی قبول نہ ہوئی تو اس نے انتقام کیا اقدام کیا؟

جواب: اس نے حسد اور جوش انتقام میں اپنے چھوٹے بھائی ہاتل کو قتل کر دیا۔ اس طرح
دنیا میں پہلا قتل آدم علیہ السلام کے بیٹے قاتل کے ہاتھوں ان کے دوسرے بیٹے
ہاتل کا تھا۔ جو حسد اور انتقام کی وجہ سے ہوا۔ اور ایک عورت جس کا باعث بنی۔

(القرآن - تفسیر ابن کثیر - تفسیر القرآن - تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: قاتل نے اپنے بھائی کو قتل کرنے کے بعد اس کی لاش کو کس طرح ٹھکانے لگایا؟
جواب: اس وقت تک نہ کوئی انسان مرا تھا اور نہ قتل ہوا تھا۔ بھائی کو قتل کرنے کے بعد قاتل پریشان ہوا کہ لاش کو کیا کرے۔ قرآن حکیم کے چھپے پارے کی سورۃ المائدہ آیت ۳۱ میں ہے: قَبَعَتْ اَللّٰهُ عُرْسًا يَّسَعُ فِيْهَا الْاَرْضُ لِیُرِیَہُ کَیْفَ یُوَارِیْ سَوْءَۃَ اَعْمٰلِہٖ ؕ ”پھر اللہ نے ایک کوا بھیجا جو زمین کو کرید رہا تھا تاکہ اس (قاتل) کو دکھائے کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کیسے چھپا سکتا ہے۔“

(القرآن۔ بیان القرآن۔ کنز الایمان۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: بھائی کی لاش دفنانے کے بعد قاتل نے کس طرح افسوس کا اظہار کیا؟
جواب: سورۃ المائدہ آیت ۳۱ میں ہے: قَالَ یٰسُوْیَلٰسٰتِیْ اَعْبَجَزْتُ اَنْ اَکُوْنُ وَّمِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ قٰتِلًا وَّارِیْ سَوْءَۃَ اَعْمٰلِیْ ؕ فَاَصْبَحَ مِنَ الْمَلٰٓئِمِیْنَ ؕ ”وہ کہنے لگا: افسوس! میں تو اس کو سے بھی گمراہ ہوں کہ اپنے بھائی کی لاش کو چھپا سکتا۔ بعد میں وہ اپنے گنہگار پر تادم ہوا۔“ (القرآن۔ فوائد عثمانی۔ تفسیر کبیر۔ تفسیر القرآن)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہ السلام نے کب وفات پائی اور کہاں دفن ہوئے؟

جواب: قرآن پاک میں اس بارے میں کوئی وضاحت نہیں۔ تفاسیر و توارخ کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام نے کسی ایک جمعہ کے روز انتقال فرمایا۔ ایک سال بعد حضرت حوا علیہ السلام بھی انتقال فرما گئیں۔ اور انہیں بھی آدم علیہ السلام کے ساتھ دفن کیا گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ جدہ میں دفن ہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ آدم علیہ السلام مکہ میں جبل ابوقبیس میں دفن ہوئے۔

(تاریخ طبرنی۔ تاریخ دمشق۔ شفاء العزائم)

سوال: بتائیے سورۃ النہم کی آیت ۶۰ میں کس نبی کا نام آیا ہے؟
جواب: سورتوں کی موجودہ ترتیب کے لحاظ سے سورۃ النہم کی آیت ۶۰ میں حضرت آدم علیہ السلام کا نام آخری مرتبہ آیا ہے: اَلَمْ اَعْھَدْ اِلَیْکُمْ یٰۤاٰدَمُ اَنْ لَا تَعْبُدُوْا

خَلَقَكُمْ مِنْ طِينٍ۔ ”وہ ایسا ہے جس نے تم کو مٹی سے بنایا۔“ طین الاذب بمعنی چپکتی مٹی پارہ ۲۳ سورۃ الصفۃ آیت ۱۱ میں ہے: اِنَّا خَلَقْنَكُمْ مِنْ طِينٍ لَا ذِبَّ ”ہم نے انہیں چپکتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔“ ہواء مسنون بمعنی بدبودار کچر پارہ ۱۴ سورۃ الحجر آیت ۲۸ میں ہے: زَانِي خَالِقٍ بَشَرًا مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ۔ ”میں ایک بشر کو بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے سے بنی ہوگی پیدا کرنے والا ہوں۔“ صلصال کا لغتاً یعنی ٹن سے بننے والی ٹھیکری پارہ ۲۷ سورۃ الرحمن آیت ۱۴ میں ہے: خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخْفَاجِ۔ ”اسی نے انسان کو ایسی مٹی سے جو ٹھیکرے کی مانند بجتی تھی پیدا کیا۔“

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں۔ کن آیات میں بتایا گیا ہے؟

جواب: پارہ ۱ سورۃ بقرہ آیت ۲۴ میں ہے: وَادْعُنَا لِلْمَلٰئِكَةِ اسْجُدُوا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا ہم نے فرشتوں کو (اور جنوں کو بھی) حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں۔ ”پس انہوں نے سجدہ کیا۔“ سورۃ الاعراف آیت ۱۱ میں ہے: ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰئِكَةِ اسْجُدُوا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا۔ ”پھر ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو سو سب نے سجدہ کیا۔“ پارہ ۱۴ سورۃ الحجر آیت ۲۹ میں ہے: فَقَعُوْا لَہٗ سٰجِدٰتٍ ۝۵ ”تو تم سب اس کے روبرو سجدہ کرنا۔“ آیت ۳۰ میں ہے: فَسَجَدَ الْمَلٰئِكَةُ كُلُّہُمْ اَجْمَعُوْنَ۔ ”سوسارے کے سارے فرشتوں نے (آدم علیہ السلام کو) سجدہ کیا۔“ پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۶۱ میں ہے: وَادْعُنَا لِلْمَلٰئِكَةِ اسْجُدُوا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا۔ ”اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا۔“ پارہ ۱۵ سورۃ کہف آیت ۵۰ میں ہے: وَادْعُنَا لِلْمَلٰئِكَةِ اسْجُدُوا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا۔ ”اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں، پس ان سب نے سجدہ کیا۔“ پارہ ۱۶ سورۃ طہ آیت ۱۱۶ میں ہے: وَادْعُنَا

لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا۔ ”اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں تو ان سب نے سجدہ کیا۔“ پارہ ۲۳ میں سورۃ ص آیت ۷۳ میں ہے: فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اٰجَمْعُوْنَ۔ ”سوسارے کے سارے فرشتوں نے (آدم کو) سجدہ کیا۔“ (القرآن۔ تفسیر عزیز۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر فیاض القرآن)

سوال: ابلیس (شیطان) نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے کیوں انکار کیا؟ اس کا ذکر کن آیات میں ہے؟

جواب: اس نے غرور اور تکبر اور حسد کی وجہ سے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ میں آگ سے بنا ہوں اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنے ہیں۔ اس کا ذکر سورۃ بقرہ آیت ۳۴، سورۃ الاعراف آیت ۱۲، سورۃ الحجر آیت ۳۰-۳۱ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۶۱، سورۃ الکہف آیت ۵۰، سورۃ طہ آیت ۱۱۶ کے علاوہ سورۃ ص آیت ۷۳-۷۴ میں ہے۔ (القرآن۔ قرآنی موضوعات۔ حصہ الانبیاء)

سوال: سورۃ بقرہ آیت ۳۷ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام پر کلام نازل کیا۔ ایک تو جنت میں ان سے براہ راست اللہ کا خطاب تھا دوسرے زمین پر آنے کے بعد ان پر وحی نازل ہوتی رہی۔ بتائیے یہ وحی کس انداز کی تھی؟

جواب: حضرت آدم علیہ السلام پر رسول ہونے کی حیثیت سے جو وحی اتری اس میں اولاد آدم علیہ السلام کی مادی ضرورتوں کی بھی رہنمائی ہوتی تھی اور ان کی روحانی رہنمائی بھی۔ ان کو یہ بھی بتایا جاتا تھا کہ کس طرح کھیتی باڑی کریں۔ کس طرح گرمی سردی سے بچیں۔ کس طرح پوشاک بنائیں اور کس طرح مکان۔ اللہ کی رضا مندی کے لئے کون سے نیک اعمال کریں اور اس کی ناراضی سے بچنے کے لئے کون سے اعمال بد سے اجتناب کریں۔ (تفسیر القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے قاتل کے ہاتھوں ہاتل کے قتل کے بعد بنی اسرائیل کو کیا حکم دیا؟

جواب: ”جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا کسی اور وجہ سے قتل کیا اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کیا اور جس نے کسی کو زندہ بخشی اس

نے گویا تمام انسانوں کو زندگی بخشی۔“

(القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا)

سوال: قرآن پاک میں بنی آدم علیہ السلام سے یثاق لینے کا ذکر کس طرح کیا گیا ہے؟
جواب: پروردگار عالم نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے اور روزِ اَوّل ہی ان کی ذریت کو نکالا اور بھران سے عہد لیا: **وَإِذَا خَذَرْتُكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذَرْبَهُمْ وَأَشْهَدُهُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ** اَللّٰهُ لِيَرْبِّكُمۡ قَالُوۡا بَلٰی شَهِدْنَا اَنۡ نَّقُوۡلُوۡا يَوْمَ اَلْاٰثِمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيۡنَ ۝ اور جب آپ کے رب نے آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان ہی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ سب نے جواب دیا کیوں نہیں۔ ہم سب گواہ ہیں تاکہ تم لوگ قیامت کے روز یوں نہ کہنے لگو کہ ہم تو اس سے بے خبر تھے۔“

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر مزینی۔ قصص الانبیاء)

حضرت آدم علیہ السلام اور احادیث نبوی ﷺ

سوال: کس حدیث نبوی سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سب سے پہلے نبی تھے؟
جواب: حدیث ابو ذر غفاریؓ سے۔
(ترجمان القرآن۔ انبیاء کرام۔ تذکرہ الانبیاء)
سوال: انسانیت کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی اور آپ ابو البشر بھی ہیں۔ حضرت قادہؓ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب: ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کی کنیت ہے۔ حضرت قادہؓ فرماتے ہیں: ”جنت میں آپ کے علاوہ اور کسی کو اس کنیت سے یاد نہیں کیا جائے گا۔ جس طرح حضرت آدم علیہ السلام انسانوں میں سب سے پہلے انسان ہیں اسی طرح قرآن پاک میں سب انبیاء علیہ السلام سے پہلے آپ علیہ السلام کا نام اور تذکرہ ہے۔ آپ کا نام بچیس جگہ آیا ہے۔“
(تذکرہ انبیاء کرام۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بارے میں حضرت انسؓ سے کیا روایت ہے؟

جواب: حضرت انسؓ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا تیار کر لیا تو جب تک اسے منظور (خدا کو) تھا اسی حالت پر رکھا۔ اسی دورانِ اٹیس اس کے ارگرد چکر لگا کر دیکھتا رہا کہ یہ کیسی مخلوق ہے۔ جب اس نے دیکھا کہ یہ تو اندر سے کھوکھلی ہے (یعنی خول ہی خول ہے) تو اس نے سمجھ لیا کہ یہ ایسی مخلوق بنائی گئی ہے جو اپنے نفس پر قابو نہ رکھ سکے گی۔ (صحیح مسلم - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حدیث نبویؐ کی روشنی میں بتا دیجئے کہ سب سے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کس دن ہوئی؟

جواب: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سب سے بابرکت دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے جمعہ کا ہے، اس دن آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ (صحیح مسلم - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حدیث نبویؐ کی رو سے بتائیے کہ آدم علیہ السلام کی پشت میں انسان سے کیا مطالبہ کیا گیا تھا؟

جواب: حضرت انسؓ سے روایت ہے وہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ﷻ عذاب والے دوزخی سے فرمائے گا کہ میں نے بہت کم چیز تجھ سے مانگی تھی جب تو ابھی آدم علیہ السلام کی پشت میں تھا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا لیکن تو شرک سے باز نہ آیا۔ (صحیح بخاری)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام طویل القامت تھے۔ بخاری و مسلم کی وہ حدیث بتا دیجئے جس میں حضرت آدم علیہ السلام کے قد کا ذکر ہے؟

جواب: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی خاص صفات پر پیدا فرمایا تو ان کا قد ساٹھ ہاتھ (یعنی ۹۰ فٹ) تھا۔“ آپ کا یہ قد جنت میں تھا۔ قیامت کے دن جنت میں داخلے کے وقت سب انسانوں کا قد برابر ہوگا۔ (بخاری و مسلم - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حدیث پاک میں چھینک آنے پر الحمد للہ کہنے کا حکم کیوں آیا؟

جواب: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا (اور روح ان کی ناک تک پہنچی) تو ان کو چھینک آئی۔ اس پر انہوں نے الحمد للہ کہا۔ ان کے پروردگار نے اس کے جواب میں فرمایا: اَقْرَبُ رَحْمَتِكَ رَبُّكَ“ اے آدم تمہارا رب تم پر رحم فرمائے۔“ اسی لیے چھینک آنا آدم علیہ السلام کی سنت ہے اور چھینک آنے پر الحمد للہ کہنے کا حکم ہے اور سننے والا جواب میں یہ حکم اللہ کہے۔

(ترمذی، تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کو عجبہ نہ کرنے کی وجہ سے شیطان مردود ہوا۔ حدیث کے مطابق وہ اس پر کس طرح افسوس کا اظہار کرتا ہے؟

جواب: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب ابن آدم عجبہ کی آیت پڑھتا ہے اور عجبہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا کہتا ہے، میں ہلاک ہو گیا، برباد ہو گیا۔ لکن آدم کو عجبہ کرنے کا حکم ملا تو اس نے عجبہ کیا تو اسے جنت ملے گی۔ اور مجھے عجبہ کرنے کا حکم ملا تو میں نے انکار کیا تو میرے لیے دوزخ ہے۔“

(صحیح مسلم، ازواج الانبیاء)

سوال: حضرت حوا کی پیدائش کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت بتا دیجئے؟

جواب: ان سے روایت ہے: حوا علیہا السلام کو آدم علیہ السلام کی کسی ایک پهل سے پیدا کیا گیا۔ اس حالت میں کہ جب وہ سوئے ہوئے تھے اور انہیں کسی قسم کے درد کا بھی احساس نہیں ہوا۔ (ازواج الانبیاء - تفسیر ابن عباس)

سوال: حضرت ابو ہریرہؓ نے حضرت حوا علیہا السلام کی پیدائش کے حوالے سے کون سی حدیث بیان فرمائی ہے؟

جواب: آپ ﷺ نے فرمایا: ”عورتوں کے بازے میں بیری وصیت پر عمل کرو اور ان کے ساتھ نرم اور اچھا برتاؤ کرو کہ عورت کو پهل سے پیدا کیا گیا ہے۔ اور پهل میں سب سے زیادہ کچی اوپر والے حصے میں ہوتی ہے۔ اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے

تو اسے توڑ دو گئے۔ اور اگر اسے اس کے حال پر چھوڑ دو گئے تو وہ نیزھی رہے گی اس لیے عورتوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔“ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہاں پہلی نہیں بلکہ پہلی کی طرح نیزھی مراد ہے۔ (ازواج الانبیاء - معجم مسلم)

سوال: احادیث کی روشنی میں حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے اتارنے کا دن بتادیتے ہیں؟
جواب: یہ واقعہ جمعہ کے روز پیش آیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سب سے بہتر دن جس میں سورج نکلا ہو وہ جمعہ کا دن ہے، کیونکہ اسی دن آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا۔ اور اسی دن ان کو زمین پر اتارا گیا، اور اسی دن ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اور اسی دن ان کا وصال ہوا اور اسی دن قیامت آئے گی۔“ (الکمال - ازواج الانبیاء)

سوال: ایک دوسری روایت میں حضرت ابو ہریرہؓ سے حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں کیا منقول ہے؟

جواب: آپ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سب سے بہتر دن جس میں سورج طلوع ہوا وہ جمعہ کا دن ہے کیونکہ اسی دن آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا۔ اور اسی دن وہاں سے نکالا گیا اور اسی دن قیامت آئے گی۔“

(المسند - ازواج الانبیاء)

سوال: کن صحابہ کرام کی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام ہندوستان میں اتارے گئے؟

جواب: سیدنا امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت انسؓ، حضرت عید اللہ ابن عمرؓ، حضرت قتادہؓ جیسے اکابر صحابہؓ اور حضرت حسن بصریؓ اور حضرت عطاءؓ جیسے جلیل القدر تابعین کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو ہندوستان کے مشہور جزیرے سرابندپ میں اتارا گیا اور حضرت حوا علیہا السلام کو جدہ میں۔

(رسالہ ہندوستان کے فضائل - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کی قبولتِ توبہ کے بارے میں قرآن میں بھی ذکر ہے۔ بتائیے کون سی حدیث بھی بیان کی گئی ہے؟

جواب: سیدنا حضرت عمر فاروقؓ جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ”جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطا کا وقوع ہو گیا تو انہوں نے عرض کیا، یا اللہ! میں تجھ کو محمد ﷺ کا واسطہ دے کر مغفرت طلب کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے آدم! تم نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا۔ حالانکہ میں نے اُن کو ابھی پیدا نہیں کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب! جب تو نے مجھے اپنے ہاتھوں سے بنایا اور تو نے مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے اپنا سراٹھایا اور عرش کے پائے پر لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اس سے میں نے یہ سمجھا کہ جس کے نام کو آپ نے اپنے کلمہ کے ساتھ شامل فرمایا ہے وہ یقیناً آپ کی مخلوق میں سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا، اے آدم! تم نے ٹھیک سمجھا، تم نے ان کے واسطے سے مغفرت طلب کی ہے تو میں نے تمہاری خطا بخش دی ہے۔ اگر محمد ﷺ کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو تم کو بھی پیدا نہ کرتا۔“ اسی قسم کی ایک حدیث حضرت ابن عباسؓ سے بھی مروی ہے۔ بعض مفسرین مثلاً ابن جوزی ز اے موضوع حدیث کہا ہے۔ (ریاض السالکین۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے کس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ حجر اسود کی بنیاد حضرت آدم علیہ السلام نے رکھی تھی؟

جواب: حضرت عبداللہ بن عمرؓ یا عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نے جبریل علیہ السلام کو آدم علیہ السلام و حوا علیہا السلام کے پاس بھیجا اور یہ حکم دیا کہ تم دونوں دنیا میں میرا سب سے پہلا گھر (خانہ کعبہ) لوگوں کی عبادت کے لیے تعمیر کرو۔ آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہاں تعمیر کرو؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے زمین پر نشان لگا دیے۔ حضرت آدم علیہ السلام زمین کھودتے اور حضرت حوا علیہا السلام مٹی نکالتیں۔ پھر پتھروں سے بنیادیں بھری گئیں تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں

کے ذریعے جنت کا ایک خیمہ ان بنیادوں پر رکھوا دیا۔ تعمیر کے وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام جنت سے ایک پتھر لائے جس کو حجر اسود کہتے ہیں (یہ بھی روایت ہے کہ یہ پتھر حضرت آدم علیہ السلام اپنے ساتھ جنت سے لائے تھے)

(نور الباس - تہذیبی بحوالہ دلائل الشہادۃ - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے بیت اللہ کا طواف سب سے پہلے کس نے کیا اور کب کیا؟

جواب: سب سے پہلے فرشتوں نے اور پھر حضرت آدم علیہ السلام نے بیت اللہ کا طواف کیا۔ فرشتوں نے جب آدم علیہ السلام کی تعمیر کردہ بنیادوں پر خیمہ رکھ دیا تو فرشتوں نے بیت اللہ کا طواف شروع کر دیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے بھی طواف کرنا شروع کر دیا۔ اور اسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنی شروع کر دی۔ ایک روایت میں ہے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں سے پوچھا کہ تم خانہ کعبہ کے طواف کے وقت کیا پڑھتے ہو؟ فرشتوں نے جواب دیا ہم بُحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ پڑھتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں سے کہا ان کلمات میں یہ اور اضافہ کر لو۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

(تاریخ حرمین - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے کس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے بیت اللہ کا طواف کیا تھا؟

جواب: حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا تو انہوں نے بیت اللہ کا طواف کیا (مکہ میں پہنچنے کے بعد) اس کے بعد مقام ابراہیم کے چپے دو رکعت نماز طواف پڑھیں اور پھر یہ دعا مانگی:

اللھم انک تعلم مرئ وعلائنی فاعلم معذرتی وتعلم حاجتی فاعطنی سؤنی وتعلم مافی نفسی فاعف عرلی ذنوب اللھم انی اسئلک ایماناً بیأشر قلبی ویقیناً صادقاً حتی اعلم انه لا یصیبنی الا ما کتب لی

ورضاً منك بما قسمت لى انت ولى فى الدنيا والاخرة ط توفى
 مسلماً والحقنى بالصلحين ۝ اللهم لاتدع لنا ذنباً فى مقامنا هذا الا
 غفرته ولا همماً الا فرجته ولا حاجة الا قضيتها وبيسر امورنا
 واشرح صدورنا ونور قلوبنا واختم بالصالحات اعمالنا ط اللهم توفنا
 مسلمين والحقنا بالصلحين، غير خذايا ولا مفتونين ط امين يارب
 العلمينط صلى الله على حبيبنا محمد وآله واصحابه اجمعين ۝
 ”اے اللہ! بے شک آپ میری پوشیدہ اور ظاہری باتوں کو (خوبی) جانتے ہیں،
 پس گناہوں کی معافی کے بارے میں میری (درخواست) معذرت قبول فرما لیجئے،
 اور آپ میری حاجت سے (خوب) واقف ہیں، پس میری جو طلب ہے اُسے پورا
 فرما دیجئے، یا اللہ! میں آپ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جو میرے دل میں پیوست
 ہو جائے اور ایسا سچا یقین چاہتا ہوں کہ میں جان لوں کہ جو اچھی یا بری بات مجھے
 پیش آئے وہ میرے لیے پہلے سے مقدر تھی، اور جو آپ نے میری قسمت میں لکھا
 ہو اس پر مجھے رضائے کامل عطا فرما، کیونکہ آپ ہی دنیا اور آخرت میں میرے
 کارساز اور نگہبان ہیں، الہی! حالت اسلام میں مجھے موت دیجئے، اور اپنے نیک
 بندوں میں شامل فرما لیجئے۔

اے اللہ! اس متبرک جگہ کے طفیل ہمارے سارے گناہ معاف فرما دیجئے، اور ہماری
 جملہ حاجتوں کو پورا فرما دیجئے، اور ہمارے تمام کام آسان فرما دیجئے، اور ہمارے
 سینوں کو زیور ہدایت قبول کرنے کے لیے کھول دیجئے، اور ہمارے قلوب نور
 معرفت سے روشن فرما دیجئے، اور ہمارے تمام نیک کام خیر و خوبی کے ساتھ انجام
 تک پہنچائیے، اے اللہ غالب اسلام میں ہمیں موت دیجئے، اور اپنے نیک بندوں
 میں شامل فرما لیجئے اور دین و دنیا میں رُسوا ہونے اور فتنوں میں پھنسنے سے محفوظ
 رکھیے، قول فرمائیے یہ دعائیں اے دونوں جہان کے پروردگار! اور درود سلام ہو
 اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ہمارے سرور محمد ﷺ اور آپ ﷺ کی آل اور

آپ ﷺ کے تمام اصحاب پر۔“

سوال :- پارہ ۳ سورۃ آل عمران کی آیت ۳۳ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نبی تھے۔ بتائیے اُن کی نبوت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا کیا ارشاد ہے؟

جواب: حضرت ابوذر غفاریؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، یا رسول اللہ! سب نے پہلے نبی کون تھے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: آدم علیہ السلام۔ ابوذرؓ نے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ نبی تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں وہ ہی مکمل تھے (یعنی جن سے اللہ تعالیٰ نے براہ راست کلام کیا تھا)۔ حضرت ابوذرؓ نے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ پیغمبر کتنے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، تین سو تیرہ کا جم غفیر۔ ابن حبان نے ابوذرؓ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ انبیاء کرام کتنے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک لاکھ بیس ہزار ابوذرؓ نے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ ان میں رسول کتنے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، تین سو تیرہ کا جم غفیر۔ ابوذرؓ نے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ ان میں سب سے پہلے نبی کون تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: آدم علیہ السلام۔ ابوذرؓ نے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ نبی مرسل تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے ہاتھ سے بنایا۔ پھر ان میں اپنی روح پھونکی اور ان سے کلام کیا۔ (تفسیر قرطبی۔ فتح القدیر۔ طبقات۔ سوانح اہل بیت)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قاتل کے ہاتھوں ہاتھل کے قتل کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دنیا میں جب بھی کوئی مظلوم قتل ہوتا ہے تو اس کا گناہ آدم علیہ السلام کے بیٹے قاتل کی گردن پر ہوتا ہے کیونکہ وہی پہلا دشمن ہے جس نے ظالمانہ قتل کی ابتداء کی۔“

(تفسیر القرآن۔ مسند احمد۔ تذکرۃ الانبیاء۔ بخاری و مسلم)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا گیا جس کی مختلف حالتوں کا ذکر قرآن پاک

میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے سطح زمین کے چپے چپے کی خاک سے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا یہی وجہ ہے کہ نئی آدم (انسان) مختلف رنگ و روپ میں پیدا ہوئے۔“ (مسند احمد - ترمذی - لغات القرآن)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کی ذریت کو پیدا کر کے اس سے یشاق لیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس یشاق کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: مسلم بن یسار نے نقل کیا ہے کہ کچھ لوگوں نے حضرت عمرؓ سے آیت یشاق کا مطلب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ: ”رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ یادم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ پھر اپنا دست قدرت ان کی پشت پر پھیرا تو ان کی پشت سے جو نیک انسان پیدا ہونے والے تھے وہ نکل آئے۔ تو فرمایا کہ ان کو میں نے جنت کے لیے پیدا کیا ہے۔ اور یہ جنت ہی کے کام کریں گے۔ پھر دوسری مرتبہ ان کی پشت پر اپنا دست قدرت پھیرا تو جتنے گنہگار بدکردار انسان ان کی نسل سے پیدا ہونے والے تھے ان کو نکالا۔ پھر فرمایا ان کو میں نے دوزخ کے لیے پیدا کیا ہے۔ اور یہ دوزخ ہی میں جانے کے کام کریں گے۔“ امام احمد کی روایت میں ہے کہ پہلی مرتبہ جو لوگ آدم علیہ السلام کی پشت سے نکلے تو وہ سفید رنگ کے تھے اور دوسری مرتبہ سیاہ رنگ کے تھے جن کو اہل دوزخ قرار دیا گیا۔

(تفسیر ابن کثیر - امام مالک - ابوداؤد - ترمذی - امام احمد - تفسیر صواف القرآن)

حضرت آدم علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے سامنے زمین میں اپنا خلیفہ بنانے کا اعلان کیا۔ مفسرین اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کا امتحان لینے کے لیے ان کے سامنے یہ اعلان کیا کیونکہ وہ خود کو اللہ کی مخلوق میں سب سے افضل اور مطیع و فرمانبردار سمجھتے ہیں جیسا کہ پارہ ۲۸ سورۃ التحریم آیت ۶ میں ہے۔ لا بعصرون

اللہ مآ امرهم وبعظون مایومرون۔ یعنی اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے جو بات ان کو فرمائے وہی کرتے ہیں۔

بعض دوسرے مفسرین کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرشتوں کے سامنے اس لیے کیا کہ وہ انسان کی خلافت کے بارے میں رائے دے سکیں۔ اور فرشتوں نے اس پر اظہار کیا کہ کیا آپ ایسے لوگ پیدا فرمائیں گے جو زمین میں فساد اور خوریزیاں کریں گے۔ تیسری وجہ یہ بھی بتائی گئی ہے کہ مشورہ کی تعلیم دینا مقود ہو۔

سوال: جنات اور شیطان کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ کی کیا رائے ہے؟

جواب: آپ فرماتے ہیں کہ پہلے زمین پر جنات کئی ہزار سال حکومت کرتے رہے۔ سب زمین پر قابض تھے۔ حیوانات و نباتات نے فائدہ اٹھاتے اور آسمان پر اتر جاتے تھے۔ پھر جنوں نے فساد مچایا اور خون ریزی شروع کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ جنوں کو زمین سے دور کر دتا کہ ان کی آلودگی سے زمین پاک ہو جائے۔ پھر خدا کے حکم سے فرشتوں نے جنوں کو مار کر پہاڑوں، جنگلوں، سمندروں اور جزیروں میں پہنچا دیا۔ ابلیس لعین بھی انہی میں سے تھا اس کا نام عزازیل تھا اور اپنے علم اور عبادت کی وجہ سے جنوں میں ممتاز تھا۔ فرشتوں کے ہمراہ آسمان پر گیا اور کہا کہ میں اور میری اولاد فساد نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ فرشتوں کی سفارش سے اسے انہی کے ساتھ آسمانوں پر رہنے کی اجازت مل گئی۔ (تفسیر مزنی۔ نقص الانبیاء)

سوال: فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق پر خدشے کا اظہار کیوں کیا؟

جواب: مفسرین کے مطابق وہ آدم علیہ السلام کی تخلیق کا مقصد جاننا چاہتے تھے۔ اور خلیفہ بنانے کی حکمت معلوم کرنا چاہتے تھے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ فرشتوں نے انسان کو بھی جنات کی طرح سمجھا جو فساد کرتے تھے۔ یا لوح محفوظ میں دیکھ لیا کہ فساد کریں گے۔ یا پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو پہلے سے بتا دیا تھا۔ یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ فرشتوں نے اپنے انداز سے جان لیا تھا۔

(نقص القرآن۔ معارف القرآن۔ فوائد شیخ البند)

سوال: روح المعانی میں فرشتوں کو پہلے سے بتا دینے کی روایت کس طرح درج ہے؟

جواب: ایک روایت میں ہے: ”جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے آدم علیہ السلام کو زمین پر خلیفہ بنانے کا ذکر فرمایا تو فرشتوں نے اللہ تعالیٰ ہی سے اس خلیفہ کا حال دریافت کیا۔ اللہ تعالیٰ ہی نے ان کو بتایا۔“ (روح المعانی۔ معارف القرآن۔ تذکرہ انبیاء کرام)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کو پیدائش کے بعد مختلف علوم سکھائے گئے۔ مفسرین اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو علوم سکھائے وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا۔ اس کی تفسیر میں مفسرین لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے نام ان کی خاصیت اور نفع نقصان سمیت ان کے دل میں القاء (بلا واسطہ کلام وحی) کر دیئے تھے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہو سکتا ہے ظاہری تعلیم کی صورت عمل میں نہ آئی ہو، بلکہ آدم علیہ السلام کی فطرت میں ان چیزوں کا علم پیدائش کے وقت سے ہی عطا کر دیا گیا ہو۔

(فوائد شیخ الہند۔ معارف القرآن)

سوال: مفسرین کا کہنا ہے آدم علیہ السلام کو علم کی دولت عطا کی گئی۔ ان علوم کی نوعیت کیا تھی؟

جواب: اپنی تفاسیر میں علماء کا بیان ہے کہ کائنات کی وہ تمام چیزیں جو ماضی سے مستقبل تک وجود میں آنے والی تھیں ان سب کے نام اور حقیقت کا علم آپ کو دے دیا گیا۔ ایک نظریہ یہ بھی ہے کہ اس وقت جتنی بھی اشیاء عالم کائنات میں موجود تھیں ان سب کا علم آپ کو عطا کیا گیا۔

(تذکرہ الانبیاء)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کو معلم کا درجہ دیا گیا۔ یہ کیسے پتہ چلتا ہے؟

جواب: مفسرین کہتے ہیں کہ اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ نام بتاؤ تو فرمایا اَنِبِّئُونِي۔ کہ مجھے بتاؤ۔ لیکن جب آدم علیہ السلام کو نام بتانے کا کہا گیا تو فرمایا: اَنِبِّئُهُمْ، یعنی ان (فرشتوں) کو ان چیزوں کے نام بتاؤ۔

(معارف القرآن۔ تذکرہ الانبیاء)

سوال: حضرت ابن عباسؓ، عکرمہ، قتادہ اور ابن جبیر رضی اللہ عنہم نے وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا کی تفسیر کس انداز سے بیان فرمائی ہے؟

جواب: ان صحابہؓ نے کہا ہے کہ علمہ اسماء جمیع الاشیاء کلھا جلیلھا وحقیقہا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو چھوٹی بڑی تمام چیزوں کے نام سکھا دیئے۔

(تفسیر قرطبی۔ تفسیر فیہ القرآن)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کو کس کا خلیفہ بنایا گیا تھا؟

جواب: قرآن پاک میں حضرت آدم علیہ السلام کے لیے خلیفہ (یعنی نائب یا قائم مقام) کا لفظ آیا ہے مگر یہ واضح نہیں کہ خلیفہ کس کا بنایا گیا۔ مفسرین کی اس بارے میں مختلف رائے تھیں۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ خلیفہ کسی کے مرنے یا عدم موجودگی کی صورت میں اختیارات سنبھالنے والے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام اللہ کے خلیفہ نہیں تھے بلکہ جنوں کے خلیفہ تھے کیونکہ انسان سے پہلے زمین پر جن آباد تھے۔ جو نشتہ فساد اور قتل و غارت کرتے رہتے۔ اللہ نے فرشتوں کا لشکر بھیج کر ان جنوں کو سمندروں کی طرف دھکیل دیا اور حضرت آدم علیہ السلام کو ان کا نائب بنا دیا۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ خلافت یا نیابت کا تعلق موت یا عدم موجودگی سے نہیں بلکہ کوئی با اختیار استی اپنی موجودگی میں بھی کسی کو کچھ اختیارات دے کر اپنا خلیفہ یا نائب بنا سکتی ہے۔ (القرآن۔ تفسیر تبیین القرآن)

سوال: فرشتوں نے اللہ کے حکم سے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ اس سجدہ کے بارے میں مفسرین کی کیا رائے ہے؟

جواب: اس کے بارے میں علماء و مفسرین کی دو رائے ہیں۔ ایک یہ کہ یہ سجدہ چونکہ اللہ کے حکم سے تھا لہذا یہ سجدہ آدم علیہ السلام کو نہیں بلکہ اللہ ہی کو سجدہ کرنے کے مترادف تھا اور اللہ ہی کے حکم کی تعمیل تھی۔ دوسرا یہ کہ یہ سجدہ تعظیمی تھا۔ جو ہماری شریعت سے پہلے جائز تھا۔ جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے بھی حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا۔ بعض علماء کے نزدیک یہاں سجدہ لغوی معنوں میں ہے کہ فرشتوں کو ادب و احترام کا حکم دیا گیا۔ لیکن جمہور علماء کے نزدیک یہ سجدہ شرعی معنوں میں تھا یعنی پیشانی آدم علیہ السلام کے سامنے رکھ کر سجدہ کرنا۔ سجدہ

تعطیس کے بارے میں علماء کا کہنا ہے کہ یہ سجدہ تعطیس تھا جو بقول حافظ عماد الدین ابن کثیر، آدم علیہ السلام کے زمانے سے عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے تک جاری رہا۔ شریعت محمدی نے اسے ممنوع قرار دے دیا جیسا کہ بعض احادیث میں ہے۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر نداء القرآن۔ تفسیر تیسر القرآن۔ فوائد عثمانی)

سوال: شیطان فرشتوں میں سے نہیں تھا۔ پھر اسے سجدہ نہ کرنے پر مردود کیوں ٹھہرایا گیا؟
جواب: علماء اور مفسرین نے اس پر مختلف آراء کا اظہار کیا ہے۔ ایک تو یہ کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم فرشتوں اور جنات دونوں کو ہوا تھا۔ شیطان اپنی کثرت عبادت کی وجہ سے بھی خود کو خلافت ارضی کا حق دار سمجھتا تھا۔ چنانچہ اس نے حسد اور تکبر کی وجہ سے سجدے سے انکار کیا تو اسے مردود ٹھہرایا گیا۔ دوسرے یہ کہ جنات میں بھی اچھے برے لوگ موجود ہیں لیکن نہ ان میں کوئی نبی بنایا گیا اور نہ انہیں شریعت عطا کی گئی۔ اس لیے انہیں بھی حضرت آدم علیہ السلام کی اطاعت کا حکم تھا۔ ان کے سردار کو حکم ہوا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں مگر اس نے انکار کیا تو سزا کا مستحق ہوا۔
(فوائد شیعہ البند۔ اسامیت کا اثبات۔ تیسر القرآن)

سوال: بتائیے حضرت حوا علیہا السلام کی تخلیق کے بارے میں مفسرین کی کیا رائے ہے؟
جواب: مفسرین لکھتے ہیں: ”جنت میں کوئی ایسا ہم جنس نہیں تھا جس سے آدم علیہ السلام دل بہلاتے اور مانوس ہوتے۔ لہذا جب وہ سوئے تو خداوند تعالیٰ نے حضرت حوا علیہا السلام کو ان کی پہلی سے پیدا فرمایا۔ تاکہ وہ حوا علیہا السلام ہے مانوس ہوں۔“
ایک اور رائے ہے: ”حوا علیہا السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے آدم علیہ السلام کی پہلی سے کوئی مادہ لے کر بنادیا تھا۔“ مفسرین اس بارے میں کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام پر کچھ دیر کے لیے اللہ کے حکم سے خند غالب آگئی اور جب وہ جاگے تو انہوں نے اپنے سر ہانے ایک عورت کو دیکھا۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے ان کے سکون اور دلجوئی کے لیے پیدا کیا تھا۔ (تفسیر بطریقی نے بیان القرآن۔ از دواغ الانبیاء)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کو شجر ممنوعہ کے پاس جانے سے منع کیا گیا تھا اس میں علماء

ومفسرین کیا کہتے ہیں؟

جواب: اس حکم کے بارے میں بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہ حکم امتناعی نہ تھا جیسے کسی کام کا کرنا شرعاً ناجائز اور منع ہوتا ہے۔ بعض کے نزدیک امر نہی کبھی تو شرعاً ہوتے ہیں اور کبھی شفقہ۔ اس طرح یہ حکم بھی شرعی نہیں تھا۔ (قصص القرآن - تفسیر عثمانی)

سوال: بعض مفسرین کے مطابق شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام میں سے پہلے کس کے دل میں دوسرہ ڈالا؟

جواب: بائبل کی روایت ہے کہ شیطان نے پہلے حضرت حوا علیہا السلام کو بہکایا۔ پھر حوا علیہا السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کو پھل کھانے پر آمادہ کیا۔ بعض مفسرین قرآن نے بھی اسی روایت کو نقل کیا ہے۔ (قصص القرآن - انبیاء کرام - تفسیر القرآن)

سوال: مفسرین نے پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل (الاسراء) کی آیت ۶۲ کی کیا تشریح کی ہے؟

جواب: جب شیطان نے اللہ تعالیٰ سے روز قیامت تک کی مہلت مانگی تو کہا: لہن اخیرتن الی یوم القیمۃ لا یمکن ذلک الا قلیلاً ۝ ”اگر تو مجھے مہلت دے روز قیامت تک تو جڑ سے اکھڑ پھینکوں گا اس کی اولاد کو سوائے چند افراد کے۔“ بعض مفسرین جیسے علامہ قرطبی کا کہنا ہے کہ شیطان کہہ رہا ہے کہ اگر مجھے تو نے مہلت دی تو میں ان سب کو راہ راست سے اکھاڑ کر پھینک دوں گا اور ان کے ایمان کا صفایا کر دوں گا۔ اور ان میں سے چند افراد کے بغیر کوئی ثابت قدم نہ رہے گا۔“

(تفسیر قرطبی - تفسیر انبیاء القرآن - لہربان)

سوال: بتائیے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام میں سب سے پہلے کس نے مہنوعہ درخت کا پھل کھایا؟

جواب: کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت حوا علیہا السلام نے شیطان کے بہکاوے میں آ کر مہنوعہ درخت کا پھل کھایا۔ اور سب سے پہلے ابلیس نے انہی سے بات کی تھی۔

(تفسیر قرطبی - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: جنت میں حضرت آدم علیہ السلام دوا علیہا السلام کے لباس کے بارے میں مفسرین کیا کہتے ہیں؟

جواب: وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کا لباس نور سے بنایا ہوا تھا۔ حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام کا لباس ناخن کی مانند تھا۔ کہ جب انہوں نے اس درخت کا پھل کھایا وہ اتر گیا اور صرف اتنا رہ گیا کہ جتنا اب ناخن پر ہے۔

(تفسیر ابن عباس۔ ازواج الانبیاء)

سوال: قرآن پاک میں صرف حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کا ذکر ہے۔ اس سلسلے میں امام فخر الدین رازی کا قول کیا ہے؟

جواب: امام فخر الدین رازی کہتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا علیہا السلام کی توبہ کا ذکر کیے بغیر صرف آدم علیہ السلام کی توبہ کا ذکر کرنا کافی سمجھا، کیونکہ وہ ان کے تابع تھیں۔“

(ازواج الانبیاء)

سوال: ابو جعفر الطبرسی نے اپنی تفسیر میں کن کلمات کا ذکر کیا ہے؟

جواب: انہوں نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ فلسفی آدم من ربہ کلکلمات کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ کلمات یہ ہیں: اللھم لا الہ الا انت سبحانک وبحمدک رب انی ظلمت نفسی فاغفر لی انک خیر الغافرین۔

اللھم لا الہ الا انت سبحانک وبحمدک رب انی ظلمت نفسی فارحمی انک خیر الراحمین۔

اللھم لا الہ الا انت سبحانک وبحمدک رب انی ظلمت نفسی فب علی انک انت التواب الرحیم۔ (تفسیر طبرسی۔ ازواج الانبیاء)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کو زمین پر کس جگہ اتارا گیا اس بارے میں قرآن کچھ نہیں بتاتا۔ تفسیر کیا کہتی ہیں؟

جواب: اس جگہ کے بارے میں تفسیر میں مختلف روایات ہیں کچھ کا کہنا ہے کہ آدم علیہ

السلام کو ہندوستان میں اتارا گیا اور حوا علیہا السلام کو جدہ میں۔ دونوں مزدلفہ کے مقام پر ایک دوسرے کے قریب آئے اور عرفات کے میدان میں ایک دوسرے کو پہچانا۔ ابن کثیر نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کیا ہے کہ آدم علیہ السلام کو جبل مغاہر اور حوا علیہا السلام کو جبل مردہ پر اتارا گیا۔

(تفسیر ابن کثیر۔ تاریخ طبری۔ اذواج الانبیاء۔ حصہ الانبیاء)

سوال: بعض دوسرے مؤرخین اور مفسرین حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کے اتارے جانے کا مقام کیا بتاتے ہیں؟

جواب: بعض مؤرخین کی رائے ہے کہ وہ دونوں عرب خصوصاً حجاز میں الگ الگ اتارے گئے۔ ان دونوں کی ملاقات عرفات کے میدان میں جبل رحمت پر ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت حوا علیہا السلام جدہ میں اتاری گئیں وہیں ان کی قبر ہے۔ جدہ عربی زبان میں وادی کو کہتے ہیں۔ چونکہ حضرت حوا علیہا السلام سب بنی آدم کی وادی ہیں اس لیے ان کی قبر کی وجہ سے اس شہر کا نام جدہ پڑ گیا۔ حضرت آدم علیہ السلام ہی نے مکہ میں سب سے پہلے بیت اللہ تعمیر کیا۔ بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت سے اپنے ساتھ حجر اسود اور جنت کی بہت سی خوشبوئیں اور پھل اور مٹھا لے بھی لائے تھے۔ وہ ہندوستان کے جنوبی جزیرے لنکا میں اتارے گئے۔ وہ حجر اسود اپنے ساتھ مکہ لے آئے اور بیت اللہ کی تعمیر کے وقت دیوار میں لگا دیا۔ یہ بھی روایت ہے کہ حضرت حوا جدہ میں اتاری گئیں اور وہیں ان کی ملاقات آدم علیہ السلام سے ہوئی۔ (البدیع والنبیہ۔ حصہ القرآن۔ رسالہ ہندوستان کے فضائل)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں تعمیر کعبہ کے متعلق امام رازیؒ نے کس انداز میں بتایا ہے؟

جواب: وہ کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کے زمانے میں کعبہ شریف موجود تھا۔ کیونکہ (۱) تمام انبیاء کے مذاہب میں نماز ان پر فرض تھی۔ (۲) اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو ام القرئی کہا ہے جس سے ظاہر ہے کہ روزِ اول سے ہی اس مقام کو سارے جہان پر فضیلت

سوال: اللہ تعالیٰ نے کوئے کو بھیج کر قاتیل کو بھائی کی لاش دفنانے کا طریقہ بتایا۔ مفسرین نے اس پر کیا رائے دی ہے؟

جواب: شاہ عبدالقادر محدث دہلوی لکھتے ہیں: ”شاید اس لیے حق تعالیٰ نے ایک ادنیٰ جانور کے ذریعے اسے تنبیہ فرمائی کہ وہ اپنی وحشت اور حماقت پر کچھ شرمائے۔ جانوروں میں کوئے کی یہ خصوصیت ہے کہ اپنے بھائی کی لاش کو کھلا چھوڑنے پر شور مچاتا ہے۔“ صاحب قصص القرآن لکھتے ہیں: ”ہاتیل خدا کا مقبول بندہ تھا اور قاتیل بارگاہ الہی کا راندہ ہوا۔ اس لیے ضرورت اس بات کی تھی کہ ہاتیل کے پاک جسم کی توہین نہ ہو۔ اور نسل آدم علیہ السلام کی کرامت و بزرگی قائم کرنے کے لیے بعد مردن تدفین کی سنت قائم ہو جائے۔ اور تقاضائے انصاف تھا کہ قاتیل کو اس کی کمینہ حرکت پر بھی ذلیل کیا جائے۔ اور اس قاتیل بنا دیا جائے کہ خود اس کو اپنی مینے مانگی عقل و دانش اور کمینگی کا احساس ہو جائے۔ اس لیے نہ اس کو الہام بخشا گیا اور نہ اس کمینہ حرکت کو چھپانے کے لیے عقل کی روشنی عطا کی گئی۔ بلکہ ایک حیوان (کوئے) کو اس کا رہنما بنایا گیا۔ جو عیاری و تمکاری میں طاق اور دناست طبع میں ضرب المثل ہے۔“ (موضح القرآن - قصص القرآن - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: مفسرین نے قصہ قاتیل و ہاتیل میں دو کوؤں کا بھی ذکر کیا ہے۔ وہ کیوں؟

جواب: بعض مفسرین کہتے ہیں کہ جب قاتیل نے ہاتیل کو قتل کر دیا اور وہ لاش کو ٹھکانے لگانے کے لیے پریشان ہوا تو اللہ تعالیٰ نے دو کوئے بھیجے۔ وہ دونوں آپس میں لڑ پڑے۔ ایک نے دوسرے کو مار دیا۔ پھر گڑھا کھود کر مردہ کوئے کو اس میں رکھا اور اوپر سے مٹی ڈال دی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے قاتیل کو مردہ دفن کرنے کا طریقہ بتایا۔

(تفسیر ابن کثیر - تفسیر امجدی - تیسرے القرآن)

سوال: ابن جریر نے اپنی تفسیر میں قاتیل و ہاتیل کے بارے میں کیا لکھا ہے؟

جواب: انہوں نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا: ”خدا کی قسم، کہ مقول زیادہ تو مند

اور طاقتور تھا۔ مگر خوفِ خدا کی وجہ سے اس نے اپنا ہاتھ روک لیا۔“

(تفسیر طبری۔ طبقات)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام دحو کو ہاتھیل کے قتل کی اطلاع ملی تو انہوں نے کس رد عمل کا اظہار کیا؟

جواب: جب حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے بیٹے کے مرنے کی اطلاع ملی تو انہوں نے حضرت حوا علیہا السلام سے فرمایا: ”اے حوا علیہا السلام تمہارا بیٹا مر گیا ہے۔“ تو وہ بولیں، ”موت کیا ہے؟“ تو انہوں نے کہا، ”یہ کہ اب وہ نہ کھا سکتا ہے، نہ پی سکتا ہے، نہ چل سکتا ہے، نہ بھر سکتا ہے اور نہ بول سکتا ہے۔“ حضرت حوا علیہا السلام ایک دم رو پڑیں تو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا: ”تم اور تمہاری بیٹیاں رو سکتی ہیں، جبکہ میں اور میرے بیٹے اس سے بری ہیں۔“ مؤرخین کا کہنا ہے کہ آدم علیہ السلام دحو علیہا السلام اپنے بیٹے کے لیے ساہا سال تک غمگین رہے۔

(مختصر تاریخ دمشق۔ از داغ الانبیاء)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کی تدفین کے بارے میں مفسرین اور مؤرخین کیا کہتے ہیں؟

جواب: حضرت آدم علیہ السلام ایک ہزار سال کی عمر پا کر کسی ایک جگہ کے روز فوت ہوئے۔ ان کے ایک سال بعد حضرت حوا علیہا السلام بھی انتقال فرمائیں۔ بعض روایات ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام دحو علیہا السلام حطیم میں دفن ہوئے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے مکہ میں انتقال فرمایا۔ ابن جبیرؒ نے اپنے سفر نامے میں لکھا ہے کہ جدہ میں ایک مقام پر ایک بہت پرانا گنبد بنا ہوا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ حوا علیہا السلام کا گھر تھا۔ امام فارسی کا کہنا ہے کہ شاید یہ وہی جگہ ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت حوا علیہا السلام کی قبر ہے اور یہ جگہ جدہ کے مشہور مقامات میں ہے۔ کوئی بعید نہیں کہ یہاں حضرت حوا علیہا السلام مدفون ہوں۔ الفاسی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ حوا علیہا السلام کی قبر جدہ میں

ہے۔ اور ابنِ خلکان نے کہا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ام البشر حضرت حوا علیہا السلام کی قبر جدہ میں ہے۔
(شفاء طوم۔ دیات الامیان۔ ازواج الانبیاء)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام اپنی غلطی پر گریہ فرماتے اور توبہ کرتے۔ انہیں توبہ کرنے کا طریقہ کس نے بتایا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے انہیں توبہ کرنے کا طریقہ تلقاء کیا تھا۔ انہوں نے اسی طرح توبہ کی اور وہ بارگاہِ الہی میں قبول ہوئی۔
(سیرت انبیاء کرام۔ تفسیر عثمانی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: توبہ کی قبولیت کی اطلاع حضرت آدم علیہ السلام کو کس نے دی اور انہیں کیا حکم ملا؟

جواب: حضرت جبرائیل علیہ السلام زمین پر آئے اور حضرت آدم علیہ السلام کو توبہ قبول ہونے کی خوشخبری سنائی اور خدا کا حکم بتایا کہ وہ مکہ پہنچ کر بیت اللہ کا طواف کریں۔
(قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تفسیر فیاض القرآن)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام سب سے پہلے پیغمبر ہیں جنہوں نے بیت اللہ کا طواف و حج کیا۔ انہیں مناسک حج کس نے سکھائے تھے؟

جواب: حضرت جبرائیل نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا کہ وہ مکہ پہنچ کر اسی طرح بیت اللہ کا طواف کریں جس طرح فرشتے عرش کا طواف کرتے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہی نے انہیں مناسک حج سکھائے۔

(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ دس پیغمبر)

سوال: کہا جاتا ہے کہ دنیا میں سب سے پہلا لباس عورت نے تیار کیا تھا۔ بتائیے کس نے اور کیا لباس بنایا؟

جواب: حضرت حوا نے سب سے پہلا لباس بھیڑ کی اون سے اونٹنی کا بنا کر تیار کیا تھا۔
(قصص الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: مرحوم شوہر کی موت پر رونے والی پہلی عورت کون سی تھی؟

جواب: حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کی بیٹی اقلیمنا سب سے پہلے اپنے شوہر ہابیل کی موت پر روئی تھی۔ اس کے بھائی قابیل نے قتل کر دیا

تھا۔ (قصص الانبیاء - مولانا عبد العزیز - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے زمین پر آتش پرستی کا آغاز کس نے اور کیسے کیا تھا؟

جواب: سب سے پہلے زمین پر آتش پرستی کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قاتل نے کیا تھا۔ وہ اپنے بیٹے ہاتل کو قتل کر کے یمن فرار ہو گیا۔ شیطان نے اس کے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ ہاتل کی قربانی اس لئے قبول ہوئی کیونکہ وہ آتش پرست تھا۔ لہذا قاتل نے بھی آتش پرستی شروع کر دی اور پھر اسکی اولاد بھی اس میں شامل ہو گئی۔ (قصص الانبیاء - بخاری - تورات - تاریخ الانبیاء)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کو کن لوگوں کی اصلاح کے لئے حکم خداوندی ملا؟

جواب: زندگی کے آخری دور میں حضرت آدم علیہ السلام کو وحی کے ذریعے حکم ملا کہ وہ یمن کے آتش پرستوں کو دین الہی کی طرف بلائیں۔ چنانچہ آپ وہاں تشریف لے گئے۔ قاتل کو بانپ کی آمد کا پتہ چلا تو وہاں بیٹے بھی بھاگ گیا۔ تاہم حضرت آدم علیہ السلام نے باقی قبیلے میں تبلیغ کی۔ (دس تفسیر)

(قصص الانبیاء بخاری)

سوال: بتائیے حضرت آدم علیہ السلام نے آتش پرستوں کے طلب کرنے پر کون سے معجزات دکھائے؟

جواب: یمن میں تبلیغ دین کے وقت قاتل کی اولاد نے آپ سے معجزہ طلب کیا۔ آپ نے برگ خار اسے پانی جاری کیا۔ دوسرا معجزہ یہ دکھایا کہ دور کے ایک درخت کو بلایا تو وہ قریب آ گیا۔ پھر آپ نے مٹی میں کچھ کنکریاں ملے کر دبائیں۔ ان کنکریوں نے گواہی دی کہ آدم اللہ کے رسول ہیں۔ نبوت آدم کی نشانیاں دیکھ کر بھی آل قاتل ایمان نہ لائی۔ (قصص الانبیاء - دس تفسیر - تاریخ و احسن - انبیاء کرام نمبر)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کے وقت کتنی اولاد زندہ تھی اور انہوں نے آپ سے کیا کہا؟

جواب: ان کی وفات کے وقت نسل سے تقریباً چالیس ہزار افراد موجود تھے۔ تمام بیٹے

سوانے ہاتل کے زندہ تھے۔ بعض روایات میں ہے کہ اولاد میں ۲۰ افراد تھے اور بعض میں ہے کہ ۴۰ فرو تھے ان میں نصف لڑکے اور نصف لڑکیاں تھیں۔ تمام بیٹوں نے باپ سے کہا کہ ہم کچھ اٹاٹے چاہتے ہیں تاکہ اس کے ذریعے اپنا روزگار بہتر بنا سکیں۔ حضرت آدم علیہ السلام دعا کی تو آسمان سے حضرت جبرائیل علیہ السلام کچھ سونا اور چاندی لے کر اترے۔ اولاد آدم کو یہ چیزیں کافی نہ لگیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا، زمین کا سینہ لمبی چیزوں سے بھر پڑا ہے۔ ان گنت خزانے یہاں دفن ہیں۔ جاؤ اور اپنی طبع اور ضرورت کے مطابق اپنا رزق تلاش کرو۔

(قصص الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء۔ دس پیغمبر۔ سارو ڈائجسٹ)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی تھی؟

جواب: آپ کی تدفین کے لئے حضرت جبرائیل علیہ السلام بہشت سے کفن لے کر آئے۔ انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جس میں حضرت حوا اور تمام بیٹیاں بھی شریک تھیں۔

(قصص الانبیاء۔ دس پیغمبر۔ سارو ڈائجسٹ)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کا ایک لقب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کیا تھا؟

جواب: صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ لقب تھا۔ جس کا معنی اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ بندہ۔

(تاریخ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام۔ قصص القرآن)

سوال: آدم کے لغوی معنی کیا ہیں؟

جواب: آدم کے لغوی معنی ہیں میلا، گندمی، بھورا، عبرانی زبان میں آدم کے معنی مٹی کے ہیں۔ (لغت القرآن۔ تاریخ ارض القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: حوا کا نام حضرت آدم نے رکھا تھا۔ اس کے معنی کیا ہیں؟

جواب: حوا کے معنی ہیں انسانوں کی ماں۔ یہ نام قرآن پاک میں نہیں آیا۔ صرف زوجہ آدم کہا گیا ہے۔ (القرآن۔ سیرت انبیاء کرام۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت آدم کے پہلے اور بڑے تین بیٹے تھے۔ بتائیے کن کے درمیان لڑائی ہوئی؟

جواب: تین بیٹے ہاتل، قاتل اور شیت تھے۔ ہاتل اور قاتل کے درمیان آدم کی بیٹی

اقلیمہ کی وجہ سے لڑائی ہوئی۔ (قصص الانبیاء۔ تاریخ ارض القرآن۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت آدم علیہ السلام پر کون سے تین روزے فرض ہوئے؟

جواب: آپ پر ہر ماہ تین روزے فرض ہوئے۔ چاند کی تیز، چودہ اور پندرہ تاریخ کو۔ (قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: ابلیس کا اصل نام عزرا زیل تھا۔ ایسے کیوں طعون ٹھہرایا گیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے حکم سے سب فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ سوائے ابلیس کے۔ اس لئے وہ اللہ کی بارگاہ کی بارگاہ بنا اور طعون ٹھہرایا گیا۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کے کتنے بیٹے اور کتنی بیٹیاں تھیں؟

جواب: آپ کے چالیس بیٹے اور دو بیٹیاں مشہور تھیں۔ بیٹیوں کے نام اقلیمہ اور غارہ تھے۔ (قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کا سب سے زیادہ ذکر سورۃ الاعراف میں آیا ہے۔ بتائیے ہابیل اور قاتل کا ذکر کس سورۃ میں آیا ہے؟

جواب: سورۃ الحائدہ آیات ۱۲ تا ۱۴ میں ہابیل اور قاتل کا قصہ بیان ہوا ہے۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتائیے توریت میں حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹوں کا کیا نام آیا ہے؟

جواب: الہامی کتاب توریت میں ہابیل کا نام Abel اور قاتل کا نام Cain آیا ہے۔ (توریت۔ کتاب پیدائش)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں آنے سے پہلے کس جنت میں مقیم تھے؟

جواب: آپ جنت الباقی میں مقیم تھے۔ پھر آپ کو زمین پر اتارا گیا۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

﴿سیدنا حضرت شیث علیہ السلام﴾

حضرت شیث علیہ السلام اور احادیث نبوی ﷺ

سوال: حضرت شیث علیہ السلام کے بارے میں کون سی حدیث بیان ہوئی ہے؟
جواب: قرآن میں حضرت شیث علیہ السلام کا ذکر نہیں ملا۔ احادیث سے ان کے نبی ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ حضرت ابو ذرؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں پر سو صحیفے نازل کیے اور چار کتابیں۔ ان سو صحیفوں میں سے پچاس حضرت شیث علیہ السلام پر نازل ہوئے۔ (قص القرآن۔ ابن حبان۔ صحیح)

حضرت شیث علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کے اس بیٹے کا نام بتائیے جو دوسرے نبی تھے؟
جواب: حضرت شیث علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے تھے جن کو باپ کے بعد نبوت ملی۔ (قص الانبیاء۔ قص القرآن۔ انبیاء کرام)

سوال: شیث کے معنی بتادیتے؟

جواب: شیث کے معنی ہیں عطیۂ خداوندی۔ یہ حضرت آدم علیہ السلام کے تیسرے صاحبزادے تھے جو ہابیل کے قتل کے بعد پیدا ہوئے اس لیے انہیں عطیۂ خداوندی (شیث) کہا گیا۔ (قص الانبیاء۔ قص القرآن۔ انبیاء کرام)

سوال: احادیث میں ہے کہ حضرت شیث علیہ السلام دوسرے نبی تھے۔ بتائیے ان پر کتنے صحیفے نازل ہوئے؟

جواب: فرمان نبوی کے مطابق حضرت شیث علیہ السلام پر پچاس صحیفے نازل ہوئے۔ (قص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ صحیح ابن حبان)

سوال: حضرت شیث علیہ السلام ہاتل کے قتل کے بعد پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش کے وقت حضرت آدم علیہ السلام کی عمر کیا تھی؟

جواب: جب حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے تو حضرت آدم علیہ السلام ۱۳۰ سال کے تھے۔ ہاتل نیک صفات کے حامل تھے اور ان کی وفات پر آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام غمگین رہے۔ حضرت شیث علیہ السلام کی پیدائش کو اللہ تعالیٰ نے عطیہ خداوندی سمجھا اور ان کی اچھی صفات کی وجہ سے ان سے محبت کرتے تھے۔

(قصص الانبیاء: قصص القرآن: ذرۃ العالمین علیہم السلام۔ توراۃ)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کے وقت کون سے نبی ان کے جانشین مقرر ہوئے؟

جواب: حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے شیث کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ (قصص الانبیاء: قصص القرآن۔ انبیاء کرام)

سوال: بتائیے حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی وفات کے وقت حضرت شیث علیہ السلام کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: حضرت آدم علیہ السلام نے دن اور رات کو مختلف ساعتوں میں تقسیم کیا اور ہر ساعت کی عبادت کی ان کو تعلیم دی۔ انہوں نے حضرت شیث علیہ السلام کو طوفان نوح علیہ السلام سے بھی آگاہ کیا۔ (قصص القرآن۔ انبیاء کرام)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے (اور دوسرے نبی) حضرت شیث علیہ السلام کو رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کیا وصیت فرمائی؟

جواب: حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی وفات سے پہلے جب حضرت شیث علیہ السلام کو اپنا جانشین بنایا تو جو نور محمدی ان کی صلب میں پوشیدہ تھا اس کی حفاظت کی بھی وصیت فرمائی۔ اور نبی آخر الزماں ﷺ کے فضائل سنائے۔ بیٹے نے آدم علیہ السلام سے پوچھا کیا بیٹے کا درجہ باپ سے بھی بڑھ گیا۔ تو آدم علیہ السلام نے

فرمایا، ہاں! ان کی امت کو وہ خصوصیات عطا ہوں گی جو مجھے عطا نہیں ہوئیں۔

(تذکرۃ الانبیاء - احسن المواعظ - مواہب)

سوال: اپنی وفات سے پہلے آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے شیث علیہ السلام کو امت محمدی کی کون سی خصوصیت بتائیں؟

جواب: آپ علیہ السلام نے فرمایا: (۱) مجھ سے ذرا سی لغزش ہوئی تو جنت کا لباس اتر دیا گیا۔ اور امت محمدیہ کے لوگوں کو گناہ کے باوجود ننگا نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ وہ معافی چاہیں گے تو معافی مل جائے گی۔ (۲) مجھے لغزش پر جنت سے نکال دیا گیا۔ اور آپ کی امت کے ہاتھ نیک اعمال کے بدلے جنت کو فروخت کر دیا گیا۔ (۳) مجھے اپنی غلطی کی معافی چاہنے کے لیے گھر سے نکل کر مکہ جانا پڑا اور مکہ پہنچ کر توبہ کے بعد معافی ملی۔ آپ ﷺ کی امت کے لوگ اپنے گناہوں سے جہاں بھی توبہ کریں گے معافی مل جائے گی۔ (۴) میری اس غلطی کی وجہ سے میری زوجہ حوا مجھ سے جدا کر دی گئی۔ توبہ کے بعد عرفات کے مقام پر ملاقات ہوئی اور مزدلفہ میں قربت حضرت شیث علیہ السلام یہ فضائل سن کر بہت حیران ہوئے اور نور محمدی کی حفاظت کرنے لگے۔ (تذکرۃ الانبیاء - احسن المواعظ - مواہب قدسیہ)

سوال: بتائیے آدم علیہ السلام کے بعد تمام بنی آدم کس کی اولاد ہیں؟

جواب: آدم علیہ السلام کے بعد حضرت شیث علیہ السلام کی اولاد ہیں کیونکہ ہابیل اور قابیل کے بعد اولاد آدم کا سلسلہ ان سے چلا۔ (قص القرآن - انبیاء کرام - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت شیث علیہ السلام دوسرے پیغمبر تھے۔ ان کے بڑے بیٹے کا نام کیا تھا؟

جواب: حضرت شیث علیہ السلام کے بڑے بیٹے کا نام انوش تھا۔

(رحمۃ اللعالمین - سیرت انبیاء کرام)

﴿سیدنا حضرت ادریس علیہ السلام﴾

حضرت ادریس علیہ السلام اور قرآن

سوال: حضرت ادریس علیہ السلام مشہور نبی ہیں۔ آپ کا ذکر قرآن مجید میں کتنی جگہ آیا ہے؟

جواب: قرآن پاک میں دو جگہ پر آپ کا ذکر ملتا ہے۔ ایک سولہویں پارے میں اور دوسرے سترہویں پارے میں۔ (القرآن۔ ہرمت انبیاء کرام۔ تفسیر ابن کثیر)
سوال: سولہویں پارے کی کس سورۃ میں حضرت ادریس علیہ السلام کا ذکر ہے؟ آیت بھی بتا دیجئے؟

جواب: سولہویں پارے کی سورۃ مریم کی آیت ۵۶ میں ہے: **وَإِذْ كُنَّا فِي الْكُتُبِ إِذْ يُسِ**
إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا ”اے پیغمبر اس کتاب میں ادریس کا بھی ذکر کیجئے۔ بے شک وہ بڑا سچا نبی تھا۔“ (القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر صف الرحمن۔ تفسیر عثمانی)
سوال: قرآن پاک کے سترہویں پارے کی سورۃ الانبیاء میں بھی حضرت ادریس علیہ السلام کا ذکر ہے۔ آیت بتا دیجئے؟

جواب: سترہویں پارے کی سورۃ الانبیاء کی آیت ۸۵ میں ہے: **وَإِسْمَاعِيلَ وَإِذْ يُسِ**
ذَٰلِكَ الْكُفْلُ ”اور اسماعیل اور ادریس اور ذوالکفل کا تذکرہ کیجئے۔“ پھر فرمایا گیا:
كُلٌّ مِنَ الصَّابِرِينَ ”یہ سب صبر کرنے والوں میں سے تھے۔“

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ ہرمت انبیاء کرام۔ تفسیر القرآن)

سوال: بتائیے قرآن مجید کی کس آیت میں حضرت ادریس علیہ السلام کو بلند مقام پر اٹھائے جانے کا بیان ہے؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ مریم کی آیت ۵۷ میں ہے: **وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا** ”اور ہم نے ان کو

بلند رتبہ تک پہنچا دیا۔ (القرآن - تفسیر طبری - تفسیر قرطبی - حارف القرآن)

حضرت اور لیس علیہ السلام اور احادیث نبوی ﷺ

سوال: رسول اللہ ﷺ سے حضرت اور لیس علیہ السلام کی ملاقات کب اور کہاں ہوئی تھی؟ ان کے رفع مکان سے کیا مراد ہے؟

جواب: صحیحین میں حدیث اسراء میں فرمایا گیا ہے کہ شب معراج میں رسول اللہ ﷺ کی حضرت اور لیس علیہ السلام سے چوتھے آسمان پر ملاقات ہوئی۔ اس طرح ان کا چوتھے آسمان پر ہونا ہی ان کے رفع مکان سے مراد ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے۔ (صحیح بخاری و مسلم - قصص القرآن)

حضرت اوزلین علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کے اس پوتے کا نام بتا دیجئے جو کرۂ ارض پر تیسرے نبی ہیں؟

جواب: حضرت اور لیس علیہ السلام۔ آپ حضرت آدم علیہ السلام و شیث علیہ السلام کے بعد اللہ کے پہلے نبی اور رسول ہیں۔ بعض مفسرین و مؤرخین نے انہیں آدم علیہ السلام کے پوتے نہیں بلکہ چھٹی پشت میں بتایا ہے۔ اور ان کی پیدائش بائبل میں بیان کی ہے۔

(قصص الانبیاء - قصص القرآن - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت اور لیس علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کے کس بیٹے کی اولاد تھے اور آپ کو کیوں بھیجا گیا؟

جواب: آپ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے شیث کی اولاد تھے۔ آدم علیہ السلام کے زمانے میں لوگوں میں شرک وغیرہ نہ تھا اور لوگ صرف خدائے واحد کی عبادت کرتے تھے۔ انسانوں کی تعداد بڑھنے کے ساتھ شر و فساد میں اضافہ ہوا جس کے انسداد کے لیے حضرت اور لیس علیہ السلام کو بھیجا گیا۔

(انبیاء کرام - قصص الانبیاء - قصص القرآن)

سوال: قرآن کریم میں حضرت ادریس علیہ السلام کا ذکر دو جگہ پر آیا ہے۔ آیات بتا دیجئے؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۵۶ میں ہے: "وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ الْإِسْلَامِ عَلَىٰ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ" اور پارہ ۱۷ سورۃ صافات آیت ۱۲۰ میں ہے: "وَأَوْفَيْنَاهُ مِكَانًا عَلِيًّا" اور یاد کرو قرآن میں ادریس علیہ السلام کو بے شک وہ بڑے سچے نبی تھے اور ہم نے ان کو اونچے مقام پر فائز کیا۔" دوسرے پارہ ۱۷ سورۃ انبیاء آیت ۸۵ میں ہے: "وَأَسْمَاعِيلَ وَإِدْرِيسَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِنَ الْغَابِرِينَ" اور یاد کرو اسماعیل علیہ السلام کو اور ادریس علیہ السلام کو اور ذوالکفل کو سب صبر کرنے والوں میں سے تھے۔" (القرآن تفسیر ابن کثیر تفسیر ماحدی - منیاء القرآن)

سوال: بتائیے سورۃ الانبیاء کی آیت ۸۵ میں ان کی کین صفت کا ذکر ہے؟

جواب: اس آیت میں حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت ذوالکفل علیہ السلام کے ساتھ حضرت ادریس علیہ السلام کی صفت صبر کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

(القرآن - قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا - حصہ القرآن - تفسیر ماحدی)

سوال: سورۃ مریم کی آیت ۵۶ میں حضرت ادریس علیہ السلام کے بلند مقام سے کیا مراد ہے؟

جواب: روایات میں ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام کو ایک فرشتہ آسمانوں پر لے گیا۔ وہاں جو تھے آسمان پر ان کی روح قبض ہوئی تاہم یہ اسرائیلی روایات میں سے ہے اس لیے قابل اعتبار نہیں۔ (القرآن - حصہ الانبیاء - قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا)

سوال: تورات میں حضرت ادریس علیہ السلام کا نام اخنوخ بتایا گیا ہے اور قرآن میں

ادریس علیہ السلام بتائیے آپ کو یہ نام کیوں دیا گیا؟

جواب: ادریس کے معنی ہیں درس یا تعلیم دینے والا یونانی میں ان کا نام طرمیس ہے۔ طبرانی میں اخنوخ اور عربی میں اخنوخ - اللہ تعالیٰ نے ادریس علیہ السلام نام دیا کیونکہ آپ نے مخلوق کو خدا کو ایک بنانے اور عبادت کے لائق سمجھنے کی تعلیم دی۔

(حصہ الانبیاء - حصہ القرآن - انبیاء کو نام)

سوال: حضرت ادریس علیہ السلام مشہور نبی ہیں۔ آپ کا زمانہ نبوت کون سا ہے؟

جواب: آپ کا زمانہ نبوت حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان ہے۔ آپ حضرت آدم علیہ السلام کی وفات سے سو سال بعد پیدا ہوئے۔ حضرت نوح علیہ السلام سے ایک ہزار سال قبل کا زمانہ نبوت بتایا گیا ہے۔

(قصص القرآن - تذکرۃ الانبیاء - قصص الانبیاء)

سوال: مشہور مفسر ابن جریر طبری نے حضرت ادریس علیہ السلام کے رفع مکان کا ذکر کس انداز سے کیا ہے؟

جواب: انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کعب احبار سے پوچھا کہ وَرَفَعْنَا مَكَانًا عَلِيًّا کا مطلب کیا ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ تمہاری زندگی میں دنیا والے جتنے نیک عمل کریں گے میں ان کے برابر تم کو اجر دوں گا۔ اس پر ان کو یہ خواہش ہوئی کہ ان کے عمل زیادہ ہوں تو ان کا ایک دوست فرشتہ ان کے پاس آیا۔ انہوں نے اس کا ذکر کیا اور کہا کہ تم ملک الموت سے سفارش کر کے میری مدت زندگی بڑھا دو۔ تاکہ میرے عمل زیادہ ہوں۔ فرشتے نے انہیں اپنے پردوں پر بٹھایا اور آسمان پر لے گیا۔ جب چوتھے آسمان پر پہنچے تو یہاں ان کی ملاقات ملک الموت سے ہوئی جو نیچے اتر رہا تھا۔ اس فرشتے نے ملک الموت سے حضرت ادریس کی خواہش کا ذکر کیا ملک الموت نے پوچھا کہ ادریس اس وقت کہاں ہیں۔ اس فرشتے نے جواب دیا وہ ہمیری پشت پر ہی موجود ہیں۔ ملک الموت نے کہا، بڑی عجیب بات ہے مجھے خدا تعالیٰ نے حکم دیا تھا کہ ادریس کی روح چوتھے آسمان پر قبض کر دوں۔ میں سوچ رہا تھا کہ ادریس تو زمین پر ہیں پھر مجھے چوتھے آسمان پر ان کی روح قبض کرنے کا حکم کیوں دیا گیا ہے۔ یہ کہہ کر ملک الموت نے اسی وقت حضرت ادریس علیہ السلام کی روح قبض کر لی۔

(تفسیر طبری - المصاب - التہایہ - تفسیر ابن کثیر - تفسیر ابن کثیر)

سوال: حافظ ابن کثیر نے کعب احبار کی روایت پر کس طرح تبصرہ کیا ہے؟

جواب: حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں بھی یہ روایت نقل کی ہے اور اس کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ کعب احبار کی اسرائیلیات میں سے ہے۔ اور اس پر انہوں نے اعتماد کا اظہار نہیں کیا۔ اس کے علاوہ حافظ صاحب نے عون بن کی روایت حضرت ابن عباس سے ہی نقل کی ہے اور یہاں چوتھے آسمان کی بجائے چھٹے آسمان پر روح قبض کرنے کا ذکر ہے۔ (تفسیر ابن کثیر۔ حصہ القرآن)

سوال: حضرت حسن بصریؒ نے مکنا علیا کا کیا مفہوم بیان کیا ہے؟

جواب: ان کے بقول مکنا علیا سے مراد جنت ہے۔ یعنی حضرت ادریس علیہ السلام کو جنت کا اعلیٰ مقام عطا کیا گیا۔ (تفسیر ابن کثیر۔ حصہ القرآن)

سوال: بتائیے حافظ ابن کثیر اور بعض دوسرے علماء نے حضرت ادریس علیہ السلام کے علم کے بارے میں کیا بتایا؟

جواب: ابن کثیر نے ابن اسحاق کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام نے ہی قلم سے لکھنے کی ابتداء کی۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ معاویہ ابن الحکم سلمیٰ کی روایت میں جو آتا ہے کہ ”حضور ﷺ سے خط رمل کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے جواب دیا کہ ایک نبی کو رمل کا علم دیا گیا تھا۔ وہ رمل کے خطوط کھینچ کر جواب دیا کرتے تھے۔ تو اب جس شخص کے خطوط ان کے خطوط کے مطابق پڑ جاتے ہیں تو اسی کا جواب صحیح ہو جاتا ہے۔ ورنہ نہیں۔ تو یہ نبی حضرت ادریس علیہ السلام ہی تھے۔ (سلم۔ البدایہ۔ والنبایہ۔ حصہ القرآن)

سوال: بتائیے حضرت ادریس علیہ السلام سے کن علوم کو منسوب کیا جاتا ہے؟

جواب: قرآن و حدیث سے اس بات کا پتہ نہیں چلتا مگر مفسرین و مؤرخین کہتے ہیں کہ دنیا میں سب سے پہلے حساب کتاب کا طریقہ، قلم سے لکھنا، ستاروں کی گردش و علم نجوم (رمل وغیرہ) سینے پر رونے کا کام، اس سے پہلے عام لوگ جانوروں کی کھال پہنا کرتے تھے، ناپ تول کا طریقہ، آلات حرب یعنی اسلحہ سازی، ان تمام کاموں کے مؤجد حضرت ادریس علیہ السلام ہی ہیں۔ انہوں نے ہی طب کو ایجاد کیا اور

ہیکلوں کی تعمیر کی جہاں عبادت کا طریقہ بتایا۔ (تذکرۃ الانبیاء - قصص الانبیاء)

سوال: مفسرین اور مؤرخین نے حضرت اور لیس علیہ السلام کا حلیہ کیا بیان کیا ہے؟

جواب: آپ کا رنگ گورا، قد لمبا، پیٹ پھاری، سینہ چوڑا، جسم پر بال کم، سر کے بال گھنے، سینے پر ذرا سا سفید دھبہ، ڈاڑھی گھٹی اور بھری ہوئی۔ گفتگو میں متانت و سنجیدگی، طبیعت خاموش پسند، چلتے وقت زمین پر نیچی نگاہ، بات کرتے وقت شہادت کی انگلی اٹھا کر بار بار اشارہ کرتے تھے۔ (تذکرۃ الانبیاء - قصص الانبیاء)

سوال: مؤرخین و مفسرین کے مطابق حضرت اور لیس علیہ السلام کہاں پیدا ہوئے؟

جواب: حضرت اور لیس علیہ السلام کہاں پیدا ہوئے اور کہاں نشوونما پائی اور کہاں سے علم حاصل کیا اس کے بارے میں مختلف آراء ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ مصر میں منصف کے مقام پر پیدا ہوئے اور ہر مس الہرامس کے لقب سے مشہور ہوئے۔ ہرمیس یونانی زبان میں ارمیس تھا۔ اس لفظ کے معنی ہیں عطار (یعنی ایک سیارہ) بعض دوسرے کہتے ہیں کہ یونانی میں نام طرمیس تھا۔ طبرانی میں خنوخ اور عربی میں اخنوخ۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان کو اور لیس علیہ السلام کے نام سے پکارا۔ کہا جاتا ہے کہ طرمیس (ہرمیس) نے مصر سے نکل کر دنیا کا چکر لگایا اور واپس وہیں آ گئے۔ وہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر اٹھالیا۔ اس وقت ان کی عمر ۸۰ سال تھی۔ بعض مؤرخین و مفسرین کہتے ہیں کہ حضرت اور لیس علیہ السلام بائبل میں پیدا ہوئے۔ وہیں نشوونما پائی انہوں نے اپنے پڑدادا حضرت شیث علیہ السلام سے علم حاصل کیا۔ (تذکرۃ الانبیاء - قصص القرآن - قصص الانبیاء)

سوال: حضرت اور لیس علیہ السلام کی تعلیمات کیا تھیں؟

جواب: انہوں نے مخلوق خدا کو بتایا: ”خدا کو ایک مانو۔ صرف اسی کو عبادت کے لائق سمجھو۔ عذاب آخرت سے بچنے کے لیے اپنے اعمال سنوارو۔ پاکبازی اختیار کرو اور عدل و انصاف سے کام لو۔“ انہوں نے مخلوق خدا کو نمازوں کی ادائیگی کا بھی حکم دیا اور ان کے طور طریقے بھی سکھائے۔ انہوں نے ہر مینے کے چند مخصوص ایام کے

روزے رکھنے کا بھی حکم دیا اور دشمنان دین کا مقابلہ کرنے (جہاد) کا بھی حکم دیا۔ انہوں نے زکوٰۃ دخیرات کی رقوم سے غرباء و مساکین کی مشکلات دور کرنے کا بھی حکم دیا۔ انہوں نے طہارت و نظافت پر بھی زور دیا۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت ادریس علیہ السلام نے پیغمبروں کے بارے میں اپنی قوم کو کیا بتایا؟
جواب: انہوں نے اپنی قوم کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کے لیے پیغمبروں کو اپنا پیغام دے کر بھیجے گا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے۔ ان کے بعد بھی دوسرے پیغمبر آئیں گے۔ جو انہیں خدا کا راستہ دکھائیں گے۔ وہ تمام برائیوں اور گناہوں سے بری ہوں گے اور انسانی صفات و کمالات سے آراستہ ہوں گے۔ آخرت کی رہنمائی کے علاوہ دنیوی زندگی کی ضروریات کا بھی ان کو علم دیا جائے گا۔ دنیا والوں کے دکھوں اور تکلیفوں کے علاج سے بھی ان کو باخبر رکھا جائے گا۔ آسمانوں اور زمین کی تمام اشیاء جن میں انسانوں کے لیے شفا اور دوا ہوگی ان کو علم ہوگا۔ ان کی دعائیں بھی بارگاہ خداوندی میں قبول ہوں گی، اور دنیا کی بھلائی جن باتوں میں ہے وہی ان کو مطلوب ہوں گی۔
(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت ادریس علیہ السلام نے کون سے بعض احکامات جاری کیے؟
جواب: کتے اور گدھے اور دوسرے ناپاک حیوانات کا گوشت کھانے، شراب اور نشیلے مشروبات پر پابندی لگائی۔ کچھ خاص دن، تقریبات و تقریبات کے لیے بھی مقرر کیے۔ خصوصاً وہ دن جب سورج اپنے بروج میں داخل ہو یا نیا چاند جب آسمان پر نمودار ہو۔ یا دوسرے ستارے اپنی منزلوں اور بلندیوں پر چڑھیں یا ایک دوسرے کے مقابل آئیں۔ انہوں نے بارگاہ خداوندی میں غر اور قربانی پیش کرنے کے طریقے بھی بتائے۔ پھولوں میں سے گلاب کا پھلوں میں سے انگور اور انار جوں میں سے گیہوں کے استعمال پر زور دیا۔
(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت ادریس علیہ السلام نے عالم انسان کو ان کی ذمہ داریوں کے حساب سے کن

طبقات میں تقسیم کیا؟

جواب: انہوں نے انسان کو تین طبقات میں تقسیم کیا۔ ایک کاہن جس سے مراد علماء دین اور رویش ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنی اور بادشاہ کی اور عایا کی اصلاح و فلاح کے طلبگار ہوں گے۔ دوسرے بادشاہ۔ بادشاہ اپنی ذات اور رعیت کی خیر طلبی کے ذمہ دار ہوں گے۔ تیسرا طبقہ رعایا کا ہے۔ یہ عام لوگ صرف اپنی خیر اور نجات و فلاح کے ذمہ دار ہوں گے۔ اس طرح کاہن درجہ اول کی مخلوق، بادشاہ درجہ دوم کی اور رعیت درجہ سوم کی مخلوق ہوں گی۔ (نقص القرآن۔ نقص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ادریس علیہ السلام نے دنیا کے چار مختلف حصوں میں جو بادشاہ مقرر کیے ان میں سب سے طاقتور کون تھا؟

جواب: ان میں اسقلیوس سب سے زیادہ قوت اور عظمت والا تھا۔ اس نے حضرت ادریس علیہ السلام کی امت کے قوانین شریعت پر جدوجہد کی مگر پھر وہ خود ہی راہ راست سے منحرف ہو گیا۔ اس نے حضرت ادریس علیہ السلام کی محبت میں گمراہ ہو کر ہیکلوں اور عبادت گاہوں میں ان کے بت رکھ دیئے۔ اس بادشاہ کا علاقہ وہی تھا جس پر طوفان نوح کے بعد یونانی قابض ہو گئے تھے۔ یونانیوں نے جب تباہ شدہ ہیکلوں میں یہ بت اور مجسمے دیکھے جن میں حضرت ادریس علیہ السلام کی تصاویر اور ان کے رفیع آسمان کی منظر کشی کی گئی تھی تو وہ سمجھے یہ تصاویر اسقلیوس کی ہیں۔ اور انہوں نے ان کی پوجا شروع کر دی۔

(نقص القرآن۔ نقص الانبیاء۔ تاریخ اہلکماء)

سوال: حضرت ادریس علیہ السلام کی شریعت کو کیا نام دیا گیا؟

جواب: حضرت ادریس علیہ السلام کی شریعت عہد صاحبین میں ”قیمت“ کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس زمانے کی پوری دنیا میں اس کا رواج ہوا۔ اس شریعت میں نمازوں کا رخ خط نصف النہار پر جنوب کی طرف تھا۔ (تاریخ اہلکماء، نقص القرآن۔ نقص الانبیاء)

سوال: حضرت ادریس علیہ السلام نے اس وقت کی آبادی کے لحاظ سے زمین کو چار حصوں

میں تقسیم کیا۔ ہر حصے کے لیے ایک حاکم مقرر کیا۔ ان چار بادشاہوں کا نام بتائیں؟
جواب: یہ چاروں بادشاہ حکمران تھے۔ (۱) ایلاؤس (۲) زوس (۳) اسقلیوس (۴) زوس
امون یا ایلاؤس امون یا بسیلوئس۔ (نقص الانبیاء، تاریخ الکفاح، نقص القرآن)
سوال: مؤرخین اور مفسرین کے مطابق حضرت ادریس علیہ السلام کے زمانے میں کتنی
زبانیں رائج تھیں؟

جواب: ان کے دور نبوت میں بہتر زبانیں رائج تھیں اور وہ ہر زبان میں تبلیغ کر سکتے تھے۔
(نقص الانبیاء، تذکرۃ الانبیاء، نقص القرآن)

سوال: حضرت ادریس علیہ السلام کے ایک استاد کا بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ وہ کون تھا؟
جواب: ان کے ایک استاد کا نام غوثاؤیمون مصری بتایا جاتا ہے۔ غوثاؤیمون کے معنی ہیں
بہت نیک بخت۔ ان کے متعلق صرف اتنا کہا گیا ہے کہ وہ یونانی یا مصری نبی تھے۔
بعض روایات میں کہا گیا ہے کہ غوثاؤیمون حضرت شیث علیہ السلام ہی کا دوسرا نام
تھا۔ (نقص الانبیاء، تذکرۃ الانبیاء، نقص القرآن)

سوال: بتائیے حضرت ادریس علیہ السلام نے ہجرت کیوں کی؟ وہ کہاں چلے گئے؟
جواب: حضرت ادریس علیہ السلام بڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں نبوت دی۔ انہوں
نے تبلیغ شروع کی اور حضرت آدم علیہ السلام و شیث علیہ السلام کی تعلیمات پر عمل
کرنے کی دعوت دی۔ انہیں ان کی مخالفت سے منع کیا۔ بہت کم لوگوں نے ان کی
بات مانی زیادہ نے ان کی مخالفت کی۔ اس پر انہوں نے وطن بابل سے ہجرت کا
ارادہ کر لیا۔ بابل کے معنی نہر کے ہیں کیونکہ وہ دونوں دریاؤں دجلہ و فرات کے
درمیان تھا۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے انہیں قہلی دی کہ ہم اللہ کے لیے بابل کو
چھوڑیں گے تو اللہ ہمیں اس سے بہتر کوئی دوسرا مقام عطا فرمائے گا۔ چنانچہ وہ مان
گئے اور حضرت ادریس علیہ السلام اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ مصر آ گئے یہاں
انہوں نے دریائے نیل کو موجیں مارتے دیکھا تو فرمایا بلیون۔ ”یہ اس سے بھی
بڑی نہر ہے“ یون سرانی زبان میں کسی چیز کے بڑا ہونے کی علامت ہے۔ یون

مشابہت کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے یہاں تبلیغ

کا کام جاری رکھا۔ (نقص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تاریخ الکھلاء)

سوال: حضرت ادریس علیہ السلام کے چند مشہور حکیمانہ اقوال بتا دیجئے؟

جواب: آپ نے فرمایا:

(۱) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا مخلوق پر اس کی نعمتوں کے مطابق ناممکن

ہے۔

(۲) جو شخص علم کامل اور عمل صالح کے مرتبہ پر فائز ہونا چاہے اسے طریق جہل

اور عمل بد سے کنارہ کش ہونا چاہیے۔

(۳) دنیا کی بھلائی کا انجام حسرت ہے اور برائی کا بدمست۔

(۴) جب تم اللہ کا نام لو تو اپنی نیت کو خالص کر لو۔ اسی طرح نماز روزہ میں بھی

خلوص پیدا کرو۔

(۵) جھوٹی قسم کبھی نہ کھاؤ۔ نہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو اپنی قسموں کا نشانہ بناؤ۔ اسی

طرح جھوٹوں کو قسم نہ دلاؤ کہ اس طرح تم بھی ان کے گناہ میں شامل ہو

چاؤ گے۔

(۶) ذلیل پیشوں سے احتراز کرو۔

(۷) اپنے بادشاہوں کی اطاعت کرو۔ اور اپنے بیٹوں کی تعظیم کرو۔ اور اپنی

زبانوں کو اللہ کی تعریف سے معمور رکھو۔

(۸) دانا ئی نفس کی زندگی ہے۔

(۹) دنیا والوں کے عیش و راحت پر حسد نہ کرو۔ کیونکہ اس سے وہ زیادہ فائدہ

نہ اٹھا سکیں گے۔

(۱۰) جو شخص دنیاوی زندگی میں ضرورت سے زیادہ کا طلبگار ہو وہ کبھی مطمئن نہیں

ہو سکتا۔ (تاریخ الکھلاء۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: مولانا شبیر احمد عثمانی نے حضرت ادریس علیہ السلام کے ورفعاہ مکاناً علیاً اونچے

اٹھا لینے سے کیا مراد لیا ہے؟

جواب: ان کے مطابق ”قرب و عرفان کے بہت بلند مقام اور اونچی جگہ پہنچایا۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت سحیح علیہ السلام کی طرح وہ بھی زندہ آسمان پر اٹھا لیے گئے۔ اور اب تک زندہ ہیں۔ اور بعض کا خیال ہے کہ آسمان پر لے جا کر ان کی روح قبض کی گئی۔ (تذکرۃ الانبیاء: فوائد حنفی)

سوال: حضرت ادریس علیہ السلام کا نام اخنوخ بھی آیا ہے۔ بتائیے آپ نے کب اور کہاں ہجرت کی تھی؟

جواب: اخنوخ کے دادا مہلائیل حضرت شیث کے خاندان کے ہمراہ ملک شام سے ہجرت کر کے اس وقت ارض بابل میں آئے تھے جب وہاں کی آبادی میں کثرت سے اضافہ ہوا اور لوگ دور و نزدیک نقل مکانی کرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔

(تاریخ ارض القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ توریث)

سوال: بتائیے بابل میں شہر سوس کس نے آباد کیا تھا؟

جواب: حضرت ادریس (اخنوخ) کے دادا مہلائیل نے شہر سوس آباد کیا اور شہری طرز زندگی کی بنیاد رکھی۔ ان دنوں بابل کے لوگ غاروں اور جنگلوں میں رہتے تھے۔

(تاریخ ارض القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ تاریخ ابن خلدون)

سوال: حضرت ادریس کے زمانے میں کون سی معاشرتی اور مذہبی خرابیاں تھیں؟

جواب: لوگ نہ صرف آتش پرست تھے بلکہ بتوں کی پوجا بھی کرتے تھے۔ لوگ شراب کے نشے میں بدست غل غپاڑہ کرتے۔ بابل میں جادو گروں کی چاندی تھی۔ لوگ اپنے اپنے مفادات اور مقاصد کے لئے جادو ٹونے کا سہارا لیتے۔ خاص طور پر نوجوان کسی نہ کسی لڑکی کو پھانسیکے لئے جادو گروں سے مدد لیتے تھے۔

(توریث۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت ادریس علیہ السلام کی تعلیمات کیا تھیں؟

جواب: اس وقت تک کہ ارض پر انسان کو آباد ہوئے آٹھ صدیاں ہو رہی تھیں اور دو بیسویں

حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت شیث علیہ السلام مبعوث ہو چکے تھے۔ تاہم انسانوں میں موجود خرابیوں کی وجہ سے حضرت ادریس علیہ السلام نے بت پرستی کی سخت مخالفت کی۔ وہ جادوگری سے بیزار تھے اور جو شراب کو بہت برا سمجھتے تھے۔ لوگوں کو ان سے بچنے کی تلقین کرتے۔ (توریت۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت ادریس علیہ السلام کی شادی بروتنا نامی لڑکی سے ہوئی۔ ان کا نکاح کس شریعت کے مطابق ہوا تھا؟

جواب: یہ دونوں حضرت شیث علیہ السلام کی شریعت کے مطابق رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے۔ اس وقت انخوع (ادریس) کی عمر پندرہ سال تھی۔

(توریت۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: انخوع یا حضرت ادریس علیہ السلام صاحب شریعت پیغمبر تھے۔ آپ کو کیسے نبوت ملی؟

جواب: آپ اکثر اللہ کے حضور دعا کرتے کہ مجھے صاحب شریعت بنا دے اور اپنی عبادت کا صحیح طریقہ سکھا دے۔ آخر یہ دعا قبول ہوئی۔ حضرت جبرائیل تیس صحیفے لے کر حاضر ہوئے جن میں احکام الہی درج تھے اور ان کو منصب نبوت عطا کیا گیا تھا۔ آپ نے نبوت کا اعلان فرمایا تو نوجوان ساتھی فوراً ایمان لے آئے۔ آپ اللہ کے حکم سے قبائل کو بھی تبلیغ کرتے تھے۔ (توریت۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت ادریس علیہ السلام نے نبوت کا اعلان کیا تو قوم نے کس طرح مخالفت کی؟

جواب: پردہت نے شہر کے سرکردہ لوگوں اور بااثر افراد کو اپنے گھر پر جمع کیا اور ان سے کہا: ”انخوع نے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے۔ کل تک تو وہ ہمارے بازاروں اور گلی کو چوں میں گھومتا پھرتا تھا۔ آج پیغمبر بن بیٹھا ہے۔ وہ فسروک، اشتاد، ٹمن سین، مکرو اور لئو خداؤ کو جھوٹا کہتا ہے۔ اس کی تبلیغ سے بہت سے لوگ اپنے مذہب سے گمراہ ہو چکے ہیں۔ اس نے ہمارے بچوں اور عزیزوں کو ہمارے خلاف بغاوت پر آمادہ کر دیا ہے۔ اگر آج ہم نے اس کا بندوبست نہ کیا تو دیوتا ناراض ہو جائیں گے۔ شہر کے جادوگر بھی اس کے آگے بے بس ہیں اور انکی طاقت میں روز بروز اضافہ ہوتا

جا رہا ہے۔ چنانچہ حضرت ادریس علیہ السلام کو ہر طرح سے اذیت دینے کا فیصلہ ہوا۔
(توریت۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: اللہ کے نبی حضرت ادریس نے کب اور کہاں ہجرت کی؟
جواب: کفار و مشرکین نے آپ کا مذاق اڑایا اور اذیتیں دیں تو آپ اپنے اہل و عیال اور دوسرے ایمان والے لوگوں کے ساتھ بابل سے مصر ہجرت کر گئے۔
(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تاریخ ارض القرآن)

سوال: حضرت ادریس علیہ السلام جب مصر آئے تو وہاں کون سے لوگ تھے؟
جواب: مصر میں ان دنوں ستارہ پرستی ہوتی تھی۔ سب سے بڑا دیوتا آفتاب تھا۔ جس کو وہ ”رع“ کہتے تھے۔ دارالحکومت مدینہ الشمس کو مصری ”ان“ کہتے تھے۔ یہیں آفتاب دیوتا کا مندر تھا۔ بادشاہ آفتاب دیوتا کا بیٹا سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے اس کا لقب رعیس یعنی ابن شمس تھا۔ اس کے علاوہ مصر میں بہت سے دیوتا اور دیوتاں تھیں۔ شہر کے ہر گھر کا اور گھر کے ہر فرد کا الگ الگ دیوتا تھا۔

(تاریخ مصر۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تاریخ الانبیاء)
سوال: قرآن میں ادریس نام کے پیغمبر کا ذکر آیا ہے۔ ان کا عبرانی اور یونانی نام کیا تھا؟
جواب: ان کا اصل نام اخنوخ تھا۔ عبرانی نام عنک Enoch اور یونانی نام طریفیس تھا۔
(تاریخ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ادریس کے والد کا نام یادو تھا۔ بتائیے آپ نے کب وفات پائی تھی۔
جواب: حضرت ادریس نے اپنے والد اور دادا سے پہلے ۳۶۵ برس کی عمر میں وفات پائی۔
(قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت ادریس علیہ السلام کے چند خاص کمالات بتادیتے؟
جواب: آپ نے قلم ایجاد کیا اور آپ فن کتابت کے موجد تھے۔ ناپ تول کے اوزان اور آلات حرب بھی آپ نے ایجاد کئے۔ سوئی آپ کی ایجاد ہے کیونکہ آپ نے

کپڑے سینے کی ابتداء کی۔ کہا جاتا ہے کہ آپ نے ۱۸۰ شہر آباد کئے۔ آپ ۷۲ زبانیں جانتے تھے۔ علم نجوم اور علم ریاضی کا آغاز بھی آپ نے کیا۔

(تاریخ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ قصص القرآن)

سوال: بتائیے حضرت نوح علیہ السلام کے دادا کون تھے؟

جواب: حضرت اور لیس علیہ السلام کے بیٹے متوسل حضرت نوح علیہ السلام کے دادا بھی تھے۔ انہوں نے سب سے طویل عمر پائی۔ ان کی عمر ۹۶۹ سال تھی۔

(ارض الانبیاء۔ قصص الانبیاء لمحمد۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: کس پیغمبر کے بارے میں یہودی کہتے ہیں کہ ان کا وصال چوتھے آسمان پر ہوا؟

جواب: یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت اور لیس علیہ السلام کا وصال چوتھے آسمان پر ہوا۔

(کتاب مقدس۔ کتاب پیدائش۔ قصص القرآن)

سوال: بتائیے حضرت اور لیس علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام سے کتنا عرصہ پہلے پیدا ہوئے؟

جواب: حضرت اور لیس علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام سے تقریباً ایک ہزار سال پہلے پیدا ہوئے۔

(تاریخ ارض القرآن۔ قصص القرآن۔ سیرت انبیاء کرام)

﴿سیدنا حضرت نوح علیہ السلام﴾

حضرت نوح علیہ السلام اور قرآن

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کو رسول بنا کر بھیجے گا ذکر کن آیات میں کیا گیا ہے؟
جواب: پارہ ۲۰ سورۃ العنکبوت رکوع ۲ آیت ۱۳ میں ہے: **وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ**۔ ”اور ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف (پیغمبر) بنا کر بھیجا۔ سو وہ ان میں پچاس کم ایک ہزار برس رہے۔“ پارہ ۸ سورۃ الاعراف رکوع ۸ آیت ۵۹ میں ہے: **لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ** ”اور ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔“

(القرآن۔ تفسیر نیا القرآن۔ تفسیر خازن۔ تفسیر مابدی)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو کس مقصد کے لئے قوم کے پاس بھیجا؟
جواب: اللہ تعالیٰ کی توحید کا درس دینے اور برائیوں سے منع کرنے کے لئے۔ جیسا کہ پارہ ۱۳ سورۃ ہود رکوع ۲ آیت ۲۵ میں ہے۔ انہوں نے کہا: **إِنَّمَا نَحْنُ نَدْعُكَ وَاللَّهُ ط إِنَّمَا نَحْنُ نَدْعُكَ وَاللَّهُ ط إِنَّمَا نَحْنُ نَدْعُكَ وَاللَّهُ ط إِنَّمَا نَحْنُ نَدْعُكَ وَاللَّهُ ط** ”میں تم کو صاف صاف ڈراتا ہوں کہ تم اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت مت کرو۔ میں تمہارے حق میں ایک برے اور تکلیف دینے والے دن کے عذاب کا اندیشہ کرتا ہوں۔“ پارہ ۲۹ سورۃ نوح میں ہے: **إِنِّي أَنْذِرُ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ** ”کہ: ”وہا قوم! اپنی کو پہلے اس سے کہ ان کے پاس دردناک عذاب آجائے۔“ اور پارہ ۸ سورۃ الاعراف رکوع ۸ آیت ۵۹ میں ہے: **فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ط إِنَّمَا نَحْنُ نَدْعُكَ وَاللَّهُ ط إِنَّمَا نَحْنُ نَدْعُكَ وَاللَّهُ ط** ”سو انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم تم صرف اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں۔“

مجھ کو تمہارے لئے ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔“

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ فوانید عثمانی۔ تفسیر القرآن)

سوال: سورۃ نوح علیہ السلام میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کو پکارا۔ کس طرح؟

جواب: پارہ ۲۹ سورۃ نوح آیت ۸-۹ میں ہے: ثُمَّ إِنِّي دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝ ثُمَّ إِنِّي أَعْلَنْتُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا ۝ پھر میں نے ان کو بآواز بلند بلایا پھر میں نے ان کو علانیہ بھی سمجھایا اور ان کو بالکل خفیہ بھی سمجھایا۔“

(القرآن۔ بیان القرآن۔ کنز الایمان۔ فتح الخدیہ)

سوال: قوم نوح علیہ السلام نے رد عمل کے طور پر کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور کہنے سے لپیٹ لئے۔ اس بات کا ذکر کس سورۃ میں ہے؟

جواب: پارہ ۲۹ سورۃ نوح علیہ السلام آیت ۷ میں ہے: وَلِإِنِّي كَلَّمْتُمَا دَعَوْتُهُمْ لِيُغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوا أُصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ وَاسْتَعْمُوا نِيَابَهُمْ وَأَصْرُرُوا وَسُكُوتًا ۝ اسْتَكْبَارًا ۝ اور میں نے جب کبھی ان کو (دین حق کی طرف) بلایا تا کہ آپ ان کو بخش دیں تو انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیں اور (کراہت سے) اپنے کپڑے لپیٹ لئے اور اصرار کیا اور (میری اطاعت سے) تکبر کیا۔“

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام نے تبلیغ کے بدلے میں اپنی قوم سے کیا طلب کیا؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۲۸ میں ہے: وَيَقُولُ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ۖ إِنِّي أَجْرِي إِلَّا عَلَى اللَّهِ ۚ اور اے قوم میں تم سے (اس تبلیغ کے بدلے میں) کچھ مال نہیں مانگا۔ میرا معاوضہ تو صرف اللہ کے ذمے ہے۔“ اسی طرح پارہ ۱۱ سورۃ یونس آیت ۷۲ میں بھی یہی بات کہی گئی ہے: فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَأَلُكُمْ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنِّي أَجْرِي إِلَّا عَلَى اللَّهِ ۚ پھر بھی اگر تم اعراض کئے جاؤ۔ تو (یہ سمجھو کہ) میں نے تم سے (اس تبلیغ پر) کوئی معاوضہ تو نہیں مانگا۔ میرا معاوضہ تو صرف اللہ ہی کے ذمے

ہے۔“ پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۱۰۹ میں بھی یہی بات کہی گئی ہے۔

(القرآن - قصص الانبیاء - سیرت انبیاء کرام - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: قوم نوح علیہ السلام نے آپ کی بات نہ مانی اور سنگسار کرنے کی دھمکی دے دی۔ قرآن اس بارے میں کیا کہتا ہے؟

جواب: پارہ ۱۹ میں سورۃ الشعراء آیت ۱۱۶ میں ہے: قَالُوا لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ يُونُسُ لَنُكَوِّنَنَّ مِنَ الْمُجْرِمِينَ۔ ”وہ لوگ کہنے لگے کہ اے نوح علیہ السلام اگر تم (اس کہنے سننے سے) باز نہ آئے تو ضرور سنگسار کر دیے جاؤ گے۔“

(القرآن - سیرت انبیاء کرام - تفسیر قرطبی)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام نے کہا کہ ”میں اپنے رب کے سیدھے راستے پر ہوں اور اس نے اپنے پاس سے مجھے رحمت عطا فرمائی ہے۔“ آپ نے یہ بھی کہا کہ میں تمہارا امانت دار بن گیا ہوں۔ اس کے جواب میں قوم نوح علیہ السلام نے کیا کہا؟

جواب: پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۳۲ میں ہے: قَالُوا يُونُسُ قَدْ جَاءَنَا بِكُفْرٍ كَثِيرٍ جَدَلْنَا فَاتَّخَذْنَا سِمًا تَعْدِلُاِنَّ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ۔ ”وہ لوگ کہنے لگے کہ اے نوح علیہ السلام تم ہم سے بحث کر چکے پھر جھگڑا بھی بہت کر چکے سو جس چیز نے تم ہم کو دھمکایا کرتے ہو وہ ہمارے سامنے لے آؤ اگر تم سچے ہو۔“ (القرآن - تاریخ الانبیاء - سیرت انبیاء کرام)

سوال: قوم نوح کے بڑے اور سرکش لوگوں نے دوسروں کو کیا ہدایت کی؟

جواب: سورہ نوح آیت ۲۳ میں ہے انہوں نے اپنے لوگوں سے کہا: لَا تَذَرُوْا الْهَيْكَلَ۔ ”ہرگز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا۔“

(القرآن - تفسیر المصادی - قصص الانبیاء - قصص القرآن)

سوال: قرآن نے دوسری قوموں کے ساتھ قوم نوح کی مثال کیسے دی ہے؟

جواب: سورہ الذاریت آیت ۴۶ میں ہے: وَقَوْمُ نُوحٍ مِنْ قَبْلُ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فَاسِقِيْنَ۔ ”اور ان سے پہلے قوم نوح کا یہی حال ہو چکا تھا یعنی (اس سب سے کہ) وہ بڑے نافرمان لوگ تھے۔“ اور فرمایا سورہ النجم آیت ۵۲ میں: وَقَوْمُ نُوحٍ

اِنَّهُمْ كَانُوا هُمْ اَظْلَمُ وَاَظْفٰی۔ ”اور ان سے پہلے قوم نوح کو (ہلاک کیا) ہے شک وہ سب سے بڑھ کر ظالم اور شریر تھے۔“ (القرآن۔ قصص الانبیاء۔ ازواج الانبیاء)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام قوم کی حالت اور نافرمانی پر پریشان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے کس طرح تسلی دی؟

جواب: پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۳۶ میں ہے: **وَاَوْحٰی اِلٰی نُوحٍ اِنَّهُ لَنْ يُؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَلَمَنْ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُوْنَ** ”اور نوح کے پاس وحی بھیجی گئی کہ سوا ان کے جو (اس وقت تک) ایمان لائے ہیں اور کوئی شخص تمہاری قوم میں سے ایمان نہ لائے گا۔ سو جو کچھ یہ لوگ کر رہے ہیں اس پر کچھ غم نہ کرو۔“

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: قوم کی نافرمانی اور استہزاء حد سے بڑھ گئے تو حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کیا دعا فرمائی؟

جواب: آپ نے قوم کے لئے جو بددعا فرمائی۔ وہ پارہ ۲۹ سجدہ نوح آیت ۲۶۔۲۷ میں ہے: **رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فِیْ الْاَرْضِ مِنْ الْکَافِرِیْنَ ذٰلِکَ اِنَّکَ اِنْ تَذَرْنِہُمْ یُضِلُّوْا عِبَادَکَ وَلَا یَلْدُوْا اِلَّا فَاَجْرًا کَثٰرًا** ”اے میرے پالنے والے تو روئے زمین پر کسی کافر کو رہنے سہنے والا نہ چھوڑ، اگر تو نے انہیں چھوڑ دیا تو یقیناً یہ تیرے اور بندوں کو بھی گمراہ کر دیں گے اور ان کے ہاں جو بال بچے ہوں گے وہ بھی بدکار اور ناشکرے ہوں۔“ کہا جاتا ہے کہ یہ بددعا آپ نے اس وقت فرمائی جب ایک کافر بچے نے (سجدے کی حالت میں) آپ کے سر پر پتھر مار کر زخمی کر دیا تھا۔

(القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر القرآن۔ درمنثور۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے والدین اور اہل خانہ کئے لئے کیا دعا فرمائی اور ظالموں کے لئے کیا بددعا کی؟

جواب: پارہ ۲۹ سورہ نوح آیت ۲۸ میں ہے کہ آپ نے دعا فرمائی: **رَبِّ اغْفِرْ لِّیْ وَلِیْلِیْ وَلِیْلِیْ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِیْ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ** ”اے میرے رب مجھ کو

اور میرے ماں باپ کو اور جو موسن ہونے کی حالت میں میرے گھر میں داخل ہیں ان کو اور تمام مسلمان مردوں اور تمام مسلمان عورتوں کو بخش دیجئے۔“ ساتھ ہی ظالموں کے لئے بددعا فرمائی: **وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا** ”اور ان ظالموں کو ہلاکت اور بڑھاد دیجئے۔“ (القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: قوم نوح عذاب لانے کی دھمکیاں دینے لگی تو نوح علیہ السلام نے کیا فرمایا؟
جواب: پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۳۳ میں ہے: **قَالَ إِنَّمَا يُدِخِلُكُمْ فِيهِ اللَّهُ إِنْ شَاءَ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ** ”انہوں نے فرمایا کہ اس کو (عذاب کو) اللہ تعالیٰ بشرطیکہ اس کو منظور ہو تمہارے سامنے لائے گا اور پھر تم ان کو عاجز نہ کر سکو گے۔“ پھر فرمایا: **وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِي إِنْ أَرَدْتُ أَنْ أَنْصَحَ لَكُمْ إِنْ كَانَ اللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يُغْوِيَكُمْ** ”اور میری خیر خواہی تمہارے کام نہیں آ سکتی۔ جو میں تمہاری کسی ہی خیر خواہی کرنا چاہوں، جبکہ اللہ ہی کو تمہارا گمراہ کرنا منظور ہو۔“

(القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی تیار کرنے کا حکم کس طرح دیا اور کافروں کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۳۷ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: **وَاصْنَعِ الْفُلَ لَكَ يَا عِيسَىٰ وَوَحْيًا وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنَّهُمْ مُّغْرَقُونَ** ”اور تم (اس طوفان سے بچنے کے لئے) ہماری مگرانی میں اور ہمارے حکم سے کشتی تیار کر لو۔ اور (یہ سن لو کہ) مجھ سے کافروں (کی نجات) کے بارے میں کچھ گفتگو مت کرنا (کیونکہ) وہ سب کئے جائیں گے۔“ (القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی کی تیاری شروع کی تو ان کی قوم کے سرداروں نے ہنسی مذاق شروع کر دیا۔ اس کا کیا جواب دیا گیا؟

جواب: اللہ کے حکم سے حضرت نوح علیہ السلام نے ان سے جو کچھ فرمایا: وہ پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۳۸-۳۹ میں ہے: **إِنْ تَسْخَرُونَ مِنَّا فَلَنَسْخَرَنَّ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ**

فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَنْ بَيَّاتِهِ عَذَابٌ يُحْزِيهِ وَيَجْعَلُ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقْبِلٌ ۝
 ”اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ہم تم پر ہنستے ہیں جیسا کہ تم ہم پر ہنستے ہو۔ سوا بھی تم کو
 معلوم ہوا جاتا ہے کہ کون وہ شخص ہے جس پر (دنیا میں) عذاب آیا چاہتا ہے جو
 اس کو رسوا کر دے گا۔ اور اس پر دائمی عذاب نازل ہوتا ہے۔“

(القرآن۔ تفسیر مزیدی۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء)

سوال: سورة الانبیاء میں اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی دعا قبول کرنے کے
 بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: پارہ ۱۷ سورة الانبیاء آیت ۷۶ میں ہے: وَنُوحًا إِذْ نَادَىٰ مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ
 فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ۝ اور نوح علیہ السلام (کے قصے کا) ذکر
 کیجئے جب کہ اس (زمانہ ابراہیمی) سے بھی پہلے انہوں نے دعا کی سو ہم نے ان
 کی دعا قبول کر لی۔ اور ان کو اور ان کے تابعین کو بڑے بھاری غم سے نجات
 دی۔“ پھر آیت ۷۷ میں فرمایا: وَنَصْرُونَهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا إِنَّهُمْ
 كَانُوا قَوْمٌ سَوَاءٌ ۝ فَاعْرِضْهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ اور ہم نے ایسے لوگوں سے ان کا بدلہ
 لیا جنہوں نے ہمارے حکموں کو جھوٹا بتلادیا تھا۔ بلاشبہ وہ لوگ بہت بُرے تھے۔
 اس لئے ان سب کو ہم نے غرق کر دیا۔“

(القرآن۔ تفسیر فیاء القرآن۔ فتح القدیر۔ ہریت انیا انکراہم)

سوال: سورة الشعراء میں حضرت نوح علیہ السلام کی پکار کس طرح بیان کی گئی ہے؟ اور اس
 کا کیا جواب دیا؟

جواب: پارہ ۱۹ سورة الشعراء آیت ۱۱۷-۱۱۸ میں ہے: قَالَ رَبِّ إِنِّي قَوْمِي كَذَّبُونِ ۝
 فَاصْنَعْ بَنِيَّ وَبَنِيَّهُمْ فِتْنًا وَنَجِّنِي وَمَنْ مَعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ فَانْجَيْنَاهُ وَمَنْ
 مَعَهُ فِي الْفُلِّ الْمَشْحُونِ ۝ ثُمَّ أَعْرَفْنَا بَعْدَ الْيُسُفِينَ ۝ نوح علیہ السلام نے
 دعا کی کہ اے میرے پروردگار میری قوم مجھ کو جھٹلا رہی ہے۔ سو آپ میرے اور ان
 کے درمیان میں ایک فیصلہ کر دیجئے۔ اور مجھ کو اور جو ایماندار میرے ساتھ ہیں ان

کونجات دیجئے۔ تو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو اور جو ان کے ساتھ بھری ہوئی کشتی میں سوار تھے، ان کونجات دی۔ پھر اس کے بعد ہم نے باقی سب کو غرق کر دیا۔“ (القرآن۔ تفسیر نداء القرآن۔ تیسرا القرآن۔ تفسیر ابی ہادی۔ حصہ القرآن)

سوال: قوم نوح نے جب حضرت نوح علیہ السلام کو جھٹلایا اور ان کو دھکی دی تو آپ نے اللہ سے کیا دعا فرمائی؟

جواب: پارہ ۲۷ سورۃ القمر آیت ۱۰ میں ہے: **فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانتَصِرْ**۔ ”تو نوح علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں در ماندہ (بے بس) ہوں سو آپ (ان سے) انتقام لے لیجئے۔“ (القرآن۔ تفسیر القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ حصہ الانبیاء)

سوال: بتائیے ۱۸ ویں پارے میں حضرت نوح علیہ السلام کی پکار کیسے بیان کی گئی ہے؟

جواب: سورۃ المؤمنون آیت ۲۶ میں ہے: **فَقَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كَذَبْتُكَ** نوح علیہ السلام نے عرض کیا کہ: ”اے میرے رب میرا بدلہ لے لیجئے اس لئے کہ اتہوں نے مجھ کو جھٹلایا ہے۔“ (القرآن۔ تفسیر القرآن۔ فوائد عثمانی۔ معارف القرآن)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کی ساڑھے نو سو سال تبلیغ کے باوجود حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بقول ابی افراد ایمان لائے جن میں چالیس مرد اور چالیس عورتیں تھیں۔ بعض نے تو اس سے بھی کم تعداد بتائی ہے۔ پانی کا طوفان آنے سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کو کیا حکم دیا گیا؟

جواب: طوفان کے آغاز شروع ہوئے تو اللہ نے نوح علیہ السلام کو حکم دیا جسے پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۴۰ میں بتایا گیا ہے: **يٰحٰمٰنُ اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُوْرُ فَاَنْحِلْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَئِيْنٍ وَّاَهْلِكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ مَعَهُ اِلَّا قَلِيْلٌ**۔ ”یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آپہنچا اور تنور سے پانی ایلنے لگا تو ہم نے نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ ہر قسم کے جانوروں میں سے زو مادہ کا ایک ایک جوڑا کشتی میں سوار کر لے اور اپنے گھر والوں کو بھی۔ مگر جس کی نسبت ہمارا حکم پہلے سے جاری ہو چکا ہے۔ اور ان کو بھی سوار کر لے جو ایمان لا چکے ہیں اور نوح علیہ

السلام کے ساتھ سوائے قلیل آدمیوں کے کوئی ایمان نہیں لایا تھا۔ سورۃ المؤمنون آیات ۲۶ تا ۳۰ میں بھی یہی حکم دیا گیا ہے۔“

(تفسیر ابن کثیر۔ نوامد مائی۔ سارف القرآن۔ تذکرہ الانبیاء)

سوال: بتائیے کشتی میں سوار ہوتے وقت حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی سلامتی کیلئے کس طرح دعا فرمائی؟

جواب: پارہ ۱۸ سورۃ المؤمنون آیت ۲۸-۲۹ میں ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ نَجَّیْنَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ۔ ”ساری تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے ہمیں کافروں سے نجات دی۔“ اور پھر فرمایا: رَبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزِلًا مُّبَارَکًا وَاَنْتَ خَبِیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ۝ ”اے رب مجھ کو مبارک جگہ پر اتاریے اور تو بہتر اتارنے والا ہے۔“ اسی طرح پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۴۱ میں ہے: بِسْمِ اللّٰہِ لَعَجْہَا وَاْمُرْسَلٰہَا اِنْ رِیْبِیْ لَفُغُوْرٌ وَّرَجِیْعٌ ۝ ”اللہ ہی کے نام سے کشتی کا چلنا بھی اور اس کا ٹھہرنا بھی۔ بلاشبہ میرا رب بڑا غفور اور رحیم ہے۔“ (القرآن۔ سیرت انبیاء کرام علیہ السلام۔ قصص القرآن)

سوال: طوفان نوح کے بارے میں قرآن کریم کن الفاظ میں بتاتا ہے؟

جواب: آخر طوفان نے قوم نوح کو گھیر لیا۔ اوپر سے بارش کی جھری لگی اور نیچے زمین کے چشموں سے پانی اگلنے لگا۔ یہاں تک کہ روٹی پکانے کے تھوروں میں بھی جہاں آگ بھری ہوئی ہے، پانی اگلنے اور موجیں مارنے لگا۔ پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۴۰ میں ہے: حَتّٰی اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُوْرُ ۝ ”یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آ پہنچا اور تنور سے پانی اگلنے لگا۔“ اسی طرح پارہ ۲۷ سورۃ القمر آیت ۱۱ میں ہے: فَفَنَفَخْنَا فِیْ سُبُوْبِ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مَّتَّہِمٍ ۝ وَفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُیُوْنًا فَاَلْقٰی الْمَآءُ عَلٰی اَمْرٍ فُوْدٍ ۝ ”پس ہم نے کثرت سے برسنے والے پانی سے آسمان کے دروازے کھول دیئے۔ اور زمین سے جھٹے جاری کر دیئے۔ پھر (آسمان اور زمین کا) پانی اس کام کے (پورا ہونے) لئے مل گیا جو اللہ کے علم میں تجویز ہو چکا تھا۔“ پارہ ۲۹ سورۃ الحاتہ آیت ۱۱ میں ہے: اِنَّمَا لَمَّا طَغٰ الْمَآءُ حَمَلَتْکُمْ فِی الْجَارِیْۃِ

”ہم نے جبکہ (نوح علیہ السلام کے وقت میں) پانی کو طغیانی ہوئی تم کو کشتی میں سوار کیا (اور باقیوں کو غرق کر دیا)۔“ (القرآن۔ قصہ انبیاء۔ قصہ الانبیاء)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کا کون سا بیٹا کافروں میں شامل تھا؟ حضرت نوح علیہ السلام نے اسے کیسے پکارا؟

جواب: آپ کا بیٹا یام یا کنعان بھی کافروں میں شامل تھا اس لئے کشتی میں سوار نہ ہوا۔ پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۴۲ میں ہے کہ جب کشتی ان کو بلے کر پہاڑ جیسی موجوں پر چلنے لگی تو آپ نے پکارا: **يَا نُوحُ اِذْ اَنْتَ اٰتٰىكَ الْوَحْيُ وَكَانَ فِي مَعْزِلٍ يٰبْنِي اِذْ كَبَّ مَعَنَّا وَلَا تَسْجُدْ مَعَ الْكٰفِرِيْنَ ۝** ”اور نوح علیہ السلام نے اپنے ایک بیٹے کو پکارا اور وہ (کشتی سے) علیحدہ مقام پر تھا کہ اے میرے پیارے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا (اور عقیدہ میں) کافروں کے ساتھ مت ہو۔“ (القرآن۔ قصہ الانبیاء۔ قصہ القرآن)

سوال: بتائیے نوح علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے باپ کے حکم پر کیا جواب دیا؟

جواب: بیٹے نے کہا: **قَالَ سَاٰوِىْ اِلٰى جِبُلٍ يَّغْصِيْنِيْ مِنَ الْمَآءِ** ”وہ کہنے لگا کہ میں ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لے لوں گا (پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا) جو مجھ کو پانی (میں غرق ہونے سے) بچالے گا۔“ (ہود آیت ۴۳) (القرآن۔ قصہ الانبیاء۔ قصہ القرآن)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام نے بیٹے کو کس طرح خبردار کیا؟

جواب: پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۴۳ میں ہے: **قَالَ لَا عَصَا لِيْ مِنَ الْيَوْمِ ۚ اَمْرٌ اَللّٰهُ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالٍ يَّبْتَغِيْهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ۝** ”نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ آج اللہ کے قہر سے کوئی بچانے والا نہیں (نہ پہاڑ نہ کوئی اور چیز) لیکن جس پر وہی رحم کرے۔ اور دونوں باپ بیٹوں کے بیچ میں ایک موج حائل ہو گئی۔ پس وہ (کافروں کی طرح) غرق ہو گیا۔“ (القرآن۔ قصہ الانبیاء۔ قصہ القرآن)

سوال: طوفانِ نوح کے بارے میں مفسرین کی دو رائے ہیں۔ اول یہ کہ یہ طوفان عالمگیر تھا جو پورے خطہ ارضی پر آیا۔ دوسرا یہ کہ طوفان محدود علاقے کے لئے تھا جہاں قوم نوح علیہ السلام آباد تھی۔ بتائیے قرآن کریم نے اس بارے میں کیا کہا ہے؟

جواب: قرآنی اشارات مفسرین کی پہلی رائے کے زیادہ قریب ہیں۔ یعنی یہ طوفان عالمگیر تھا۔ پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت ۳ سے پتہ چلتا ہے کہ طوفان کے بعد کی انسانی نسلیں حضرت نوح علیہ السلام اور ان لوگوں کی اولاد ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے کشتی میں نجات دی تھی۔ فرمایا گیا ہے: ذُرِّيَّةٌ مِّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا ۝ اے لوگو! تم ان لوگوں کی اولاد ہو جنہیں ہم نے نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار کیا تھا۔ بیشک نوح ایک شکر گزار بندہ تھا۔“ پارہ ۱۶ سورہ مریم آیت ۵۸ میں ہے: اُولَئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيِّنَ مِّنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ رَّحَمْنٰهُمُ مَّعَ نُوحٍ ”یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے (خاص) انعام فرمایا ہے۔ منجملہ دیگر انبیاء علیہ السلام کے آدم علیہ السلام کی نسل سے اور ان لوگوں کی نسل سے جن کو ہم نے نوح علیہ السلام کے ساتھ سوار کیا تھا۔“ سورہ مومنون آیت ۲۷ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو ہدایت فرمائی کہ کشتی میں ہر جاندار کا ایک ایک جوڑا رکھ لیا جائے۔ اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ طوفان عالمگیر تھا اور کشتی میں جوڑے نہ رکھنے سے حیوانی نسل کی بھابھ بھی مقصود تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی میں پناہ لینے کا حکم ملا ورنہ کسی دوسری جگہ ہجرت کرنے کے لئے بھی کہا جاسکتا تھا۔ طوفان کی نوعیت اور شدت سے بھی انداز ہوتا ہے کہ یہ عالمگیر طوفان تھا۔ جیسا کہ سورۃ القمر آیات ۱۱-۱۲ میں ہے۔ اور پھر سورۃ ہود آیت ۴۴ میں طوفان کے اختتام کا ذکر ہے کہ حکم دیا گیا۔ ”اے زمین اپنا سارا پانی نکل جا اور اے آسمان تھم جا۔“ سورۃ الصفت آیت ۷ میں ہے: وَجَعَلْنٰا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبٰقِيْنَ۔ ”اور ہم نے نوح علیہ السلام اور اہل کشتی کی اولاد کو ہی آئندہ باقی رہنے والا بنا دیا۔“ اس کا مطلب ہے باقی تمام زمین پر کوئی جاندار زندہ نہیں بچا۔ سورۃ نوح آیت ۲۶ میں خود حضرت نوح علیہ السلام کی بددعا میں ہے کہ اے میرے رب ان کافروں میں سے کوئی زمین پر بسنے والا نہ پھوڑا۔ ازاں لرح سورۃ ہود میں آیت ۴۴ میں ہے: ”اور کہہ دیا گیا دور ہوئی خالص لوگ کی قوم“ یعنی روئے

زمین پر سے کافروں کو ہلاک کروایا گیا۔ جس جزیرے سے (قوم نوح کے علاقے سے) طوفان کا آغاز ہوا اس کے علاوہ دوسرے پہاڑوں اور ملکوں میں بھی جانوروں کے ایسے ڈھانچے ملے جو پانی کے جانور تھے۔ انہیں لہروں نے وہاں پھینک دیا۔ دنیا کے مختلف ملکوں اور مختلف قوموں کے لوگوں کی کتابوں اور قدیم روایات میں طوفان کا ذکر ملتا ہے۔

دوسری رائے رکھنے والے مفسرین و مؤرخین کہتے ہیں کہ قدیم تاریخ اور نبی اسرائیل کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت دنیا کی آبادی قوم نوح علیہ السلام جتنی ہی تھی۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ اسی حصے میں طوفان آیا ہو۔ ڈھانچے ملنے کے بارے میں بھی ماہرین طبقات الارض کہتے ہیں کہ پانی ہی آہستہ آہستہ خشکی میں تبدیل ہوتا رہا ہے۔ اس لئے وہ جانور پہلے سے وہاں موجود تھے۔ طوفان نوح کے بعد دنیا کی آبادی حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹوں سام، حام، اور یافت سے یا پھر اہل سفینہ سے بڑھی اور یہ لوگ جہاں جہاں پہلے طوفان نوح کا ذکر اور روایت ساتھ لے گئے۔ (تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن۔ میرٹ انبیاء کرام)

سوال: طوفان تھم جانے کا حکم اور کشتی رکھنے کا منظر قرآن نے کیسے بیان کیا ہے؟

جواب: سورۃ ہود آیت ۴۳ میں ہے: وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَسْمَاءُ أَقْلَعِي وَغِيضَ الْمَاءِ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدَ لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ ”اور حکم آیا، اے زمین نکل جا اپنا پانی اور اسے آسان رک جا۔ اور سکھا دیا گیا پانی اور ہو چکا کام، اور کشتی ٹھہری جو دی پہاڑ پر اور حکم ہوا کافر لوگ دور ہوں رحمت سے۔“ (القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)۔

سوال: جو دی پہاڑ پر اترتے وقت اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا؟

جواب: وَقِيلَ يَا نُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ وَعَلَى أُمَمٍ مِمَّنْ مَعَكَ۔ ”فرمایا گیا اے نوح علیہ السلام سلامتی اور برکتوں کے ساتھ اتر جو ہماری جانب سے تجھ پر ہیں اور تیرے ساتھ والوں پر۔“

(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر مظہری)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے بارے میں کس طرح التجا کی اور اللہ تعالیٰ نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۳۵ میں ہے۔ انہوں نے فرمایا: اِنَّ اٰیِسٰی مِنْ اَهْلِیَّیْ۔ ”میرا بیٹا بھی میرے اہل میں سے ہے۔“ آیت ۳۶ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے نوح علیہ السلام! یہ تیرے اہل میں سے نہیں کیونکہ یہ بدکردار ہے۔“ مزید فرمایا: فَلَا تَسْأَلْنِیْ مَا لَیْسَ لَّکَ بِہٖ عِلْمٌ ۚ اِنِّیْۤ اَعْطٰکَ اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الْجٰہِلِیْنَ ۝ ”پھر مجھ سے کسی ایسی چیز کی درخواست نہ کر جس کی تجھ کو خبر نہیں۔ میں تجھ کو نصیحت نہ کرتا ہوں تو کہیں نادانوں میں شامل نہ ہو جائے۔“

سوال: بتائیے حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی غلطی پر اللہ تعالیٰ سے کس طرح معذرت کی؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۴۷ میں ہے: قَالِ رَبِّیْ اِنِّیْۤ اَتُوْذِیْبُکَ اَنْۢ اَسْأَلَکَ مَا لَیْسَ لِّیْ بِہٖ عِلْمٌ ۭ؎ وَاِلَّا لَغَفْلٰتِیْ وَتَوَحُّمِیْۤ اُتٰکُنْ مِنَ الْخٰطِیْرِ ۝ ”اے میرے رب! میں اس بات سے تیری ہی پناہ مانگتا ہوں۔ کہ میں آئندہ کسی ایسی بات کی درخواست کروں جس کی حقیقت مجھے معلوم نہ ہو۔ اور اگر تو مجھے معاف نہیں کرے گا اور مجھ پر رحم نہ کرے گا تو میں بڑا نقصان اٹھانے والوں میں ہوں گا۔“ (القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: سورۃ النساء، سورۃ الانعام، سورۃ ابراہیم، سورۃ الحج، سورۃ الفرقان، سورۃ الاحزاب، سورۃ الشوریٰ، سورۃ ق، سورۃ التحریم سورۃ المدید، سورۃ التوبہ، میں حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں کیا ارشاد فرمائی ہے؟

جواب: پارہ ۶ سورۃ النساء آیت ۱۶۳ میں رسول اللہ ﷺ سے فرمایا گیا: اِنَّاۤ اَوْحٰیْنَا اِلَیْکَ نَحْمٰۤا وَّوَحٰیْنَاۤ اِلَیْہِۭ مُوسٰیؑ۔ ہم نے آپ کے پاس بھی اسی طرح وحی بھیجی جس طرح نوح علیہ السلام کے پاس بھیجی۔“ پارہ ۷۰ سورۃ الانعام آیت ۸۵ میں ہے: وَنُوْحًا هٰدِیْنَا مِنْ قَبْلُ۔ ہم نے اس سے پہلے نوح علیہ السلام کو ہدایت کا

راستہ دکھایا (ہدایت کی)۔“ پارہ ۱۳ سورۃ ابراہیم آیت ۹ میں ہے: قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٍ
 ثَمُودَ۔ (اے کفار تم کو ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو تم سے پہلے تھے) ”یعنی قوم نوح
 علیہ السلام اور قوم عاد اور قوم ثمود۔“ پارہ ۷ سورۃ الحج آیت ۴۲ میں حضورؐ سے فرمایا
 گیا ہے کہ آپ مغموم نہ ہوں کیونکہ اس سے پہلے قوم نوح، قوم عاد اور قوم ثمود بھی
 اپنے نبیوں کو جھٹلایا کرتے تھے۔ پارہ ۱۹ سورۃ الفرقان آیت ۲۷ میں ہے: وَقَوْمُ نُوحٍ
 لَمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ۔ اور قوم نوح کو بھی ہم ہلاک کر چکے ہیں۔ جب انہوں نے
 پیغمبروں کو جھٹلایا۔“ پارہ ۲۱ سورۃ الاحزاب آیت ۷ میں بعض دوسرے انبیاء کے
 ساتھ حضرت نوح علیہ السلام کا بھی ذکر ہے کہ جب ان سے یثاق لیا گیا۔ پارہ
 ۲۵ سورۃ الشوریٰ آیت ۱۳ میں ہے: نَسْرَعُ لَنُكْفِيَهُم مِّنَ الْمَدِينِ مَا وَضَعِي بِهِ نُوحًا
 ”اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے لئے وہی دین مقرر کیا جس کا اس نے نوح علیہ السلام
 کو حکم دیا تھا۔“ پارہ ۲۶ سورۃ ق آیت ۱۲ میں ہے کہ اس سے پہلے قوم نوح اور
 اصحاب الرس اور ثمود اور عاد اور فرعون اور قوم لوط اور اصحاب ایکہ اور قوم تبع
 تکذیب کر چکے ہیں۔ یعنی سب نے انبیاء کو جھٹلایا۔ پارہ ۲۸ سورۃ التحریم آیت ۱۰
 میں ہے: ضَرَبَ اللَّهُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأَتَ نُوحٍ وَامْرَأَتَ لُوطَ۔ ”اللہ تعالیٰ
 کافروں کے لئے نوح علیہ السلام کی بیوی اور لوط علیہ السلام کی بیوی کا حال بیان
 کرتا ہے۔“ پارہ ۲۷ سورۃ الحدید آیت ۲۶ میں ہے: وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا
 وَإِبْرَاهِيمَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ۔ ”اور ہم نے نوح علیہ السلام
 اور ابراہیم علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور ہم نے ان کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب
 جاری رکھی۔“ پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۷۰ میں ہے: کیا ان لوگوں کو خبر نہیں پہنچی جو
 ان سے پہلے ہوئے ہیں جیسے قوم نوح علیہ السلام اور عاد، ثمود اور قوم ابراہیم علیہ
 السلام۔“ (القرآن - تفسیر عزیزی - تفسیر ماہدی - فتح المید)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کی عمر مبارک کتنی تھی؟

جواب: قرآن میں ان کی عمر مبارک کا تذکرہ نہیں ہے۔ صرف اتنا بتایا گیا ہے کہ انہوں

نے ساڑھے نو سو سال تبلیغ کی۔ مفسرین اور مورخین نے ان کی عمر مختلف بتائی ہے۔

(القرآن - تفسیر ابن کثیر - قصص الانبیاء - تذکرۃ الانبیاء)

حضرت نوح علیہ السلام اور احادیث نبوی ﷺ

سوال: حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان احادیث کی رو سے کتنا فاصلہ تھا؟

جواب: حضرت ابو امامہؓ سے سنا فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آدم علیہ السلام نبی تھے، فرمایا، جی ہاں! ان کو خدا سے کلام کا بھی شرف حاصل ہے۔ پھر عرض کیا تو اچھا حضرت آدم علیہ السلام و نوح علیہ السلام کے درمیان کتنا عرصہ ہے۔ فرمایا دس قرون (زمانے)۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے فرمایا حضرت آدم علیہ السلام و حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان دس زمانے تھے اور سب (زمانے والے) اسلام پر تھے۔ قرن سے مراد سو سال لیے جاتے ہیں۔ اس طرح دونوں نبیوں کے درمیان سو سال کا وقفہ ہو گا۔ اس آخری زمانے میں بہت سے لوگ مشرک تھے اس لیے حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا گیا۔ (صحیح بخاری و مسلم - قصص الانبیاء - ابن کثیر)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کے بعد پہلے نبی ہیں جن کو رسول بھی بنایا گیا۔ کس حدیث سے پتہ چلتا ہے؟

جواب: حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک طویل روایت میں یہ بھی ہے کہ: ”حضرت نوح علیہ السلام کو زمین پر سب سے پہلا رسول بنایا گیا ہے۔“ اس کے علاوہ بخاری و مسلم میں طویل حدیث، حدیث شفاعت سے بھی پتہ چلتا ہے۔“ (صحیح مسلم - قصص الانبیاء - تاریخ الانبیاء)

سوال: بخاری شریف میں حضرت نوح علیہ السلام کے حوالے سے کون سی حدیث بیان کی گئی ہے۔ جس میں امت مسلمہ کی گواہی کا ذکر ہے؟

جواب: حضرت ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

” (قیامت کے دن) حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی امت کو حاضر کیا جائے گا، پھر اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام سے پوچھیں گے کیا آپ نے اپنی رسالت (کے پیغام) کو اپنی امت تک پہنچا دیا تھا؟ حضرت نوح علیہ السلام عرض کریں گے جی ہاں! اے پروردگار۔ پھر اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم سے پوچھیں گے کہ کیا اس نے تم تک بات پہنچا دی تھی؟ وہ کہیں گے نہیں، ہمارے پاس کوئی نبی نہیں آیا۔ پھر اللہ عز و جل حضرت نوح علیہ السلام سے فرمائیں گے، کون آپ کی گواہی دے گا۔ وہ عرض کریں گے، محمد ﷺ اور ان کی امت۔ حضور ﷺ نے فرمایا، پھر ہم گواہی دیں گے کہ بے شک انہوں نے اپنی امت کو دعوت پہنچا دی تھی۔ اس قرآنی آیت (سورۃ بقرہ آیت ۱۲۳) کا یہی مطلب ہے۔ فرمایا اور اس طرح ہم نے تم کو معتدل امت بنایا، تاکہ تم (قیامت کے دن) لوگوں پر گواہ بن جاؤ اور رسول تم پر گواہ بن جائیں۔“ (القرآن: صحیح بخاری۔ قصص الانبیاء۔ تیسرا حصہ)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے دجال کے فتنے سے ڈراتے ہوئے حضرت نوح علیہ السلام کا حوالہ بھی دیا۔ کس حدیث میں ہے؟

جواب: حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے، پھر اللہ کی تعریف بیان کی جیسے کہ وہ اس کا حق ہے۔ پھر دجال کا ذکر فرمایا۔ فرمایا: ”میں تم (سب کو) اس سے ڈراتا ہوں، اور کوئی نبی ایسا نہیں گزرا مگر اس نے اپنی قوم کو اس فتنے سے ڈرایا ہے۔ نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو اس فتنے سے ڈرایا۔“ (صحیح بخاری۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتائیے قوم نوح علیہ السلام کے بعد عرب میں بتوں کی پوجا اور اللہ سے شرک کا سلسلہ کیسے شروع ہوا؟

جواب: قوم نوح کے پانچویں بت طوفان نوح ہیں زمین کی تہہ میں دب گئے تھے۔ ابلیس مردود نے عرب والوں کو ان کا نشان بتایا۔ پھر عرب کے نادانوں نے ان کو زمین سے نکالا۔ پھر ان کی پوجا باپاٹ شروع کی۔ بخاری شریف میں ہے کہ قوم نوح علیہ

السلام کے بتوں کو اہل عرب نے لے لیا۔ دومۃ الجندل میں قبیلہ کلب وڈ کو پوجتے تھے۔ اور ہذیل قبیلہ سواع کا پرستار تھا۔ ادر قبیلہ مراد اور قبیلہ بنو عطفیف جو سرف کے رہنے والے تھے یہ یثوث کی پوجا کرتے تھے اور ہمدان قبیلہ یعوق کا پجاری تھا اور اہل ذی کلار کا قبیلہ حمیر نسرنت کو مانتے تھے۔ ان بتوں کے علاوہ عرب کے اور بت بھی تھے۔ بنی ثقیف کالات اور بنی سلیم کا عزی۔ بنی عطفان، بنی نصیر، بنی سعد اور بنی مکیر کا بھی عزی تھا۔ اہل قدید اور مثل کا منات تھا۔ اور اہل مدینہ بھی ان بتوں کی زیارت کو جایا کرتے تھے۔ اساف کو حجر اسود کے سامنے کوہ صفا پر کھڑا کیا گیا اور ناکہ کو رکن یمانی کے سامنے اور مہل کو کعبہ کے اندر لگایا گیا۔ یہ سب سے بڑا بت تھا۔ جو آٹھ گز اونچا تھا۔ جنگ کے وقت اسی کا نام لیا جاتا تھا۔

(قصص الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر، تفسیر حقانی)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں قرآن حکیم نے کہا کہ وہ شکر گزار بندے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا؟

جواب: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”نوح علیہ السلام عید الفطر و عید الاضحیٰ کے علاوہ سال بھر روزہ رکھا کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت ابراہیمؑ نے سال بھر روزہ رکھا اور سال بھر افطار بھی کیا۔“ رسول اللہ ﷺ کا حجۃ الوداع کے موقع پر جب وادی عسفان سے گزر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس وادی سے حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام حج کے لیے گزرے تھے۔

(طبرانی۔ حصص الانبیاء۔ ابن کثیر۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے دنیا بھر کے انسانوں کی بلحاظ آبادی کس طرح تقسیم فرمائی؟

جواب: آج روئے زمین پر آباد انسان حضرت نوح علیہ السلام کے کسی نہ کسی بیٹے کی اولاد ہیں۔ حضرت سرہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”سام عرب کے باپ ہیں۔ حام حبشہ کے باپ ہیں، اور یافث روم کے باپ ہیں۔“ یعنی ان علاقوں کی نسلوں کے باپ ہیں۔ سعید بن المسیب کی ابو ہریرہ

سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نوح علیہ السلام کی اولاد سام، حام اور یافث تھی۔ پس سام کے ہاں سے عرب اور فارس اور روم والے پیدا ہوئے۔ اور ان میں بھلائی ہے اور یافث کے ہاں سے یاجوج ماجوج اور ترک اور صقالہ پیدا ہوئے اور ان میں کوئی خیر نہیں ہے۔ اور حام کے ہاں سے قطعی بربر (تاتاری) اور سحوان والے پیدا ہوئے۔“ عمران بن حصین بھی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح فرمایا۔ (مسند احمد - ترمذی - قصص الانبیاء)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے کس حدیث میں فرمایا کہ چار انبیاء عربی ہیں؟
جواب: حضرت ابوذر غفاری نے رسول اللہ ﷺ سے ایک طویل حدیث روایت کی ہے جس میں حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ”انبیاء میں سے چار انبیاء عربی ہیں۔ ہود علیہ السلام، صالح علیہ السلام، شعیب علیہ السلام، اور تیرا نبی (یعنی محمد ﷺ)۔“
کہا جاتا ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام پہلے انسان ہیں جنہوں نے عربی میں گفتگو کی۔ وہب بن منبہ کا خیال ہے کہ ان کے والد نے پہلے عربی میں گفتگو کی۔ بعض حضرت کہتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام پہلے نبی تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام پہلے نبی تھے جنہوں نے عربی میں گفتگو کی اور یہی قول مناسب معلوم ہوتا ہے۔ (معجم ابن حبان - تفسیر ابن کثیر)

حضرت نوح علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: بتائیے حضرت نوح علیہ السلام کو اپنی قوم کے لئے کب مبعوث کیا گیا؟
جواب: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے زمین پر اتارے جانے کے ایک ہزار کچھ سال بعد دوسرے ہزارویں سال میں حضرت نوح علیہ السلام کو انسانوں کی ہدایت کے لئے بھیجا۔ (قصص الانبیاء - انبیاء کرام - ارواح الامنیاء)

سوال: بتائیے حضرت نوح علیہ السلام کو بھیجنے کا مقصد کیا تھا؟
جواب: بت پرستی شروع ہو گئی تھی اور لوگوں نے کئی معبود بنالئے تھے۔ لوگ گناہوں میں مبتلا

ہو گئے تھے اور اس کا کھلم کھلا اظہار کرتے لگے تھے۔

(قصص الانبیاء - انبیائے کرام - از دواجم الانبیاء)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کو توحید کا درس دیا اور گناہوں کو ترک کرنے کی تعلیم دی تو قوم نے کیا رد عمل ظاہر کیا؟

جواب: قوم کے افراد ان سے بدتمیزی کرتے اور مار پیٹ کر اپنی مجالس سے نکال دیتے۔ ان پر آوازے کستے اور ان کا مذاق اڑاتے۔

(قصص الانبیاء - انبیائے کرام - از دواجم الانبیاء)

سوال: اللہ کے نبی حضرت نوح علیہ السلام قوم کے لئے کیا دعا فرماتے تھے؟

جواب: قوم کی طرف سے اذیت ناک سلوک کے باوجود حضرت نوح علیہ السلام دعا فرماتے: ”اے اللہ! میری قوم نادان ہے، اے معاف فرما۔“

(قصص القرآن - انبیاء کرام - قصص الانبیاء)

سوال: قوم نوح کی نافرمانی کا نقشہ قرآن نے کن الفاظ میں بیان کیا ہے؟

جواب: سورۃ نوح علیہ السلام آیت ۷ میں بتایا گیا ہے: **يَعْتَلُوا صَابِعَهُمْ**.....

یعنی انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیں اور اپنے کپڑے اوڑھ لیے۔ ”وہ اس مجلس سے جلدی سے اٹھ کر چلے جاتے اور کہتے کہ اے جھوڑو، یہ آدمی جھوٹا ہے۔ یہ دیوانہ ہے۔“

(القرآن - تفسیر قرطبی - قصص الانبیاء)

سوال: قرآن پاک کی سورۃ القمر آیت ۹ میں حضرت نوح علیہ السلام کی تکذیب کا نقشہ کیسے بیان ہوا ہے؟

جواب: حضرت نوح علیہ السلام نہایت صبر سے قوم کو تلقین کرتے رہے لیکن ہر نئی نسل پہلے والی نسل سے زیادہ خباثت کا مظاہر کرتی۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ نوح علیہ السلام تو ہمارے آباد اجداد کے زمانے سے ہی دیوانگی کی باتیں کرتا ہے۔ قرآن نے بیان کیا کہ اس قوم نے: ”ہمارے خاص بندے (نوح علیہ السلام) کی تکذیب کی اور کہا کہ یہ مجنون ہے اور نوح علیہ السلام کو دھمکی دی۔“

(القرآن - تفسیر ابن کثیر - فتح المہد - قصص الانبیاء)

سوال: قوم نوح کے افراد اپنے اہل خانہ کو کیا وصیت کرتے تھے؟
جواب: جس کسی کی موت کا وقت قریب آتا تو وہ اپنے اہل خانہ کو وصیت کرتا: "اس دلوئے سے ہوشیار رہنا کیونکہ میرے آباء اجداد نے بتایا ہے کہ لوگوں کی ہلاکت اسی کے ہاتھوں ہوگی۔"
(تفسیر قرطبی۔ از دواج۔ الانبیاء)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی نے ہر موقع پر کافروں کا ساتھ دیا۔ اس کا نام بتائیے؟

جواب: اس کا نام ولولہ یا والدہ تھا۔ قرآن میں یہ نام نہیں آیا۔ (تفسیر قرطبی۔ از دواج انبیاء)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی کافروں سے کیا کہتی تھی؟
جواب: وہ اپنے شوہر کے بارے میں ان سے کہتی: "وہ تو دیوانہ اور کم عقل ہے۔ ایسی باتیں کرتا ہے جو کسی کی سمجھ سے باہر ہیں۔ ایسی چیزوں کے بارے میں کہتا ہے جو ہو بھی نہیں سکتیں۔ وہ کہتا ہے کہ بت نفع نقصان نہیں پہنچا سکتے۔"

(قصص القرآن۔ انبیاء کرام۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی ان کی جدوجہد کو ناکام بنانے کے لئے کیا حربے اختیار کرتی تھی؟

جواب: وہ قوم کے جابر اور ظالم گوں کو ایمان لانے والوں کی خبر کر دیتی تاکہ وہ انہیں مار پیٹ کر یا بہلا پھسلا کر گمراہ کر دیں۔ وہ ہر مومن کی خبر رکھتی اور ان کی حرکات پر نظر رکھتی تھی۔
(قصص القرآن۔ انبیاء قرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: قرآن پاک میں حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر کتنی سورتوں میں آیا ہے؟
جواب: قرآن مجید کی اٹھائیس سورتوں میں حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر آیا ہے۔ ایک پوری سورۃ بھی حضرت نوح علیہ السلام کے نام سے قرآن پاک میں موجود ہے۔

(قرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر عثمانی)

سوال: قرآن پاک کی اٹھائیس سورتوں میں حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر کتنا ہے۔ نام بتائیے؟

جواب: جن سورتوں میں حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر آیا ہے وہ سورۃ آل عمران۔ سورۃ النساء، سورۃ الانعام، سورۃ الاعراف، سورۃ التوبہ، سورۃ یونس، سورۃ ہود، سورۃ ابراہیم، سورۃ الاسراء، سورۃ مریم، سورۃ الانبیاء، سورۃ المؤمنون، سورۃ الحج، سورۃ الفرقان، سورۃ الشعراء، سورۃ العنکبوت، سورۃ الاحزاب، سورۃ الصافات، سورۃ ص، سورۃ غافر، سورۃ الثوری، سورۃ ق، سورۃ الذاریات، سورۃ النجم، سورۃ القمر، سورۃ المدید، سورۃ التحریم اور سورۃ نوح۔ (القرآن۔ تفسیر عزیز۔ فتح المجد۔ کنز الایمان)

سوال: بتائیے قرآن پاک میں کتنی جگہوں پر حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر آیا ہے؟
جواب: تینتالیس (۳۳) جگہوں پر قرآن حکیم میں حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر آیا ہے۔ ان میں سورۃ آل عمران آیت ۲۳، سورۃ النساء آیت ۱۶۳، سورۃ الانعام آیت ۸۴، سورۃ الاعراف آیات ۶۹، ۷۰، ۷۱، سورۃ التوبہ آیت ۷۰، سورۃ یونس آیت ۷۱، سورۃ ہود آیات ۲۵، ۳۲، ۳۶، ۴۲، ۴۵، ۴۶، ۴۸، ۴۹، سورۃ ابراہیم آیت ۹، سورۃ الاسراء (بنی اسرائیل) ۳ تا ۱۷، سورۃ مریم آیت ۵۸، سورۃ الانبیاء آیت ۷۶، سورۃ الحج آیت ۴۲، سورۃ المؤمنون آیت ۲۳، سورۃ الفرقان آیت ۴۷، سورۃ الشعراء آیت ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۱۶، سورۃ العنکبوت آیت ۱۴، سورۃ الاحزاب آیت ۷، سورۃ الصافات آیات ۷۵، ۷۹، سورۃ ص آیت ۱۲، سورۃ غافر آیات ۵، ۳۱، سورۃ الثوری آیت ۱۳، سورۃ ق آیت ۱۲، سورۃ الذاریت آیت ۴۶، سورۃ النجم آیت ۵۲، سورۃ القمر آیت ۹، سورۃ المدید آیت ۴۶، سورۃ التحریم آیت ۱۰، سورۃ نوح آیات ۱، ۲، ۳۔ (القرآن۔ حصہ الانبیاء۔ حصہ القرآن)

سوال: بتائیے کن سورتوں میں حضرت نوح علیہ السلام کا تذکرہ تفصیل سے کیا گیا ہے؟
جواب: سورۃ الاعراف، سورۃ ہود، سورۃ المؤمنون، سورۃ الشعراء، سورۃ القمر اور سورۃ نوح میں۔ (القرآن۔ حصہ القرآن۔ حصہ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کس طرح خطاب فرمایا گیا؟

جواب: قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: **إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ قَبْلِهِ**۔ ”اے محمدؐ ہم نے تمہاری طرف ایسی وحی بھیجی جیسی نوح علیہ السلام اور ان کے بعد کے نبیوں کی طرف بھیجی۔“

(ہم القرآن۔ قصص الانبیاء۔ رسالہ تاویل الحدیث)

سوال: نبیوں میں سب سے زیادہ لمبی عمر پانے والے نبی کا نام بتادیں؟
جواب: حضرت نوح علیہ السلام نے نبیوں میں سب سے زیادہ طویل عمر پائی اور سب سے زیادہ اذیتیں برداشت کیں۔ (ہم القرآن۔ اذواج الانبیاء)

سوال: قرآن پاک کی کس سورۃ میں بتایا گیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال تک دعوت حق دی؟

جواب: سورۃ الحکمت کی آیت ۱۴ میں ہے: **قَلِيلٌ لِّهٖمْ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَلَا تَعْلَمُونَ**۔ یعنی ”پس وہ ان میں پچاس سال کم ایک ہزار سال رہے۔“

(القرآن۔ تفسیر امجدی۔ غیر مزیدی)

سوال: بتائیے قرآن کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام پر کتنے آدمی ایمان لائے؟
جواب: سورۃ ہود آیت ۴۰ میں قرآن کہتا ہے: **وَمَا آمَنَ مَعَهُ اِلَّا قَلِيلٌ**۔ یعنی ”اور صرف تھوڑے سے آدمیوں کے سوا ان پر کوئی ایمان نہ لایا۔“ (القرآن۔ تفسیر رحمنی۔ فتح المیہ)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کا کون سا بیٹا ان پر ایمان نہ لایا؟
جواب: ان کی بیوی کے علاوہ ان کا بیٹا کنعان یا یام بھی ان پر ایمان نہ لایا۔

(درمثور۔ قصص القرآن۔ اذواج الانبیاء)

سوال: بتائیے تاریخ میں حضرت نوح علیہ السلام کے کتنے بیٹوں کا نام ملتا ہے؟
جواب: ان کے چار بیٹے تھے۔ سام، حام، یافث اور کنعان (یام)۔ ان چاروں کی ماں ایک ہی تھی۔

(تاریخ طبری۔ اذواج الانبیاء)

سوال: روئے زمین پر سب سے پہلے کس قوم نے بت پرستی کا آغاز کیا تھا؟

جواب: سب سے پہلے قوم نوح علیہ السلام نے روئے زمین پر بت پرستی کا آغاز کیا تھا۔ اس سے پہلے بتوں سے نہ کوئی واقف تھا اور نہ بت پرستی سے۔

(تاریخ طبری - تفسیر مابعدی - تفسیر ابن کثیر۔)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی مکار اور فریبی لوگوں کے ساتھ مل کر سازشیں کرنے لگی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی سازش کو کیسے ناکام بنایا؟

جواب: اللہ نے اپنے نبی پر ان کی سازشوں کو ظاہر کر دیا۔ سورۃ نوح آیت ۲۲ میں ہے: **وَمَكُوا وَمَكُرُوا.....** ”اور لوگوں نے بڑا سخت فریب کیا اور انہوں نے کہا کہ ہرگز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا۔“ (القرآن - تفسیر مابعدی - فتح الملیہ - فیاء القرآن)

سوال: بتائیے سورۃ نوح کی آیت ۲۳ میں کن پانچ بتوں کا ذکر ہے؟

جواب: قوم نوح نے جن پانچ بتوں کو پوجنا شروع کر دیا تھا۔ ان کے بارے میں قرآن کہتا ہے کہ سازشی لوگ دوسروں کو منع کرنے لگے: اور نہ وہ اور سواع اور یثوث اور یحوق اور نسر کو چھوڑنا۔“ (القرآن - تفسیر مزیدی - تفسیر مہنی - فتح الملیہ)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے پانچ بت کس طرح وجود میں آئے؟

جواب: قرآن نے جن پانچ بتوں کا نام لے کر بیان کیا ہے۔ شروع نے ان بتوں کو کچھ علامتیں زمین میں گاڑیں جنہیں وہ مقدس اور نجی قوتیں سمجھتے تھے۔ پھر وہ ان علامتوں کو بھول گئے اور انہیں بتوں کی صورت میں پوجنا شروع کر دیا۔

(قصص الانبیاء - از دواج الانبیاء)

سوال: بتائیے قوم نوح کے پانچ بت کن کے نام پر تھے اور ان بتوں کی حقیقت کیا تھی؟

جواب: بعض مفسرین، محدثین اور مؤرخین کے بقول بتوں کے یہ نام قوم نوح کے چند بزرگ اور نیک لوگوں کے تھے۔ جب وہ فوت ہو گئے تو شیطان نے لوگوں کے دلوں میں ڈالا کہ جس جگہ یہ بزرگ اور صالح لوگ بیٹھا کرتے تھے وہاں ان کی یاد گار کے طور پر علامتیں کھڑی کر دی جائیں تاکہ لوگ انہیں یاد رکھیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ آنے والی نسل نے ان نشانوں کی پوجا شروع کر دی اور پھر یہ نشانیاں

بتوں کا روپ دھار گئیں۔ (تقصیر الانبیاء۔ ازواج الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: قوم نوح علیہ السلام اور عرب میں بت پرستی کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا فرماتے تھے؟

جواب: آپ نے فرمایا کہ اس طرح یہ بت جو پہلے قوم نوح علیہ السلام میں رائج تھے عرب قوم میں بھی آ گئے۔ (الاقان۔ در سنن۔ قصص الانبیاء۔ ازواج الانبیاء)

سوال: الصادقؑ نے قوم نوح کے بتوں کے بارے میں کیا بتایا؟

جواب: انہوں نے اپنی تفسیر میں ان بتوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ بت قوم نوح کے نزدیک سب سے زیادہ عظیم اور پر وقار سمجھے جاتے تھے۔ اسی لئے قرآن نے بھی ان کا نام لے کر ذکر کیا ہے۔ (تفسیر صادی۔ جلدین۔ ازواج الانبیاء)

سوال: حضرت عروہ بن زبیر نے قوم نوح کے بتوں کی کیا تفصیل بتائی ہے؟

جواب: آپ فرماتے ہیں: حضرت آدم علیہ السلام کے پانچ عابد و زاہد بیٹے وہ، سواع، یغوث، یحوق اور نضر تھے۔ جب ایک فوت ہو گئے تو لوگ پریشان ہوئے۔ شیطان نے کہا کہ میں تمہیں ہو بہوان جیسی تصویر بنا دیتا ہوں۔ اس نے مسجد میں جا کر اسی طرح کی تصویر بنا دی یہ پتیل اور سیسے کی تھی۔ پھر دوسرے کا انتقال ہوا تو اس کی بھی اس طرح تصویر بن گئی۔ اس طرح پانچوں کا انتقال ہو گیا اور پانچوں کی مورتیاں بن گئیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگ اللہ کی عبادت بھول گئے تو شیطان نے انہیں ان بتوں کی پوجا کرنے پر لگایا۔ (جلدین۔ ازواج الانبیاء)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے تو ظالم و جابر لوگوں نے کیا کہا؟

جواب: سورۃ نوح آیت ۲۳ میں ہے کہ انہوں نے دوسرے لوگوں سے کہا: لَا تَسْمُرُوْا اِلٰہَکُمْ یعنی ہرگز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا۔ (القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: قرآن پاک میں قوم نوح کی کیا خصلت بیان کی گئی ہے؟

جواب: سورۃ الذاریت آیت ۴۶ میں ہے: وَ قَوْمٌ نُّوحٌ مِنْ قَبْلِ..... ”اور اس سے پہلے

قوم نوح کا یہی حال ہو چکا تھا یعنی وہ بڑے نافرمان لوگ تھے۔ ”سورۃ النجم آیت ۵۲ میں ہے: وَ قَوْمٌ نُّوحٌ مِنْ قَبْلُ إِنَّهُمْ كَانُوا أَظْلَمَ وَاظْلَمُوا مِنْ قَوْمِ نوح کو (ہلاک کیا) بے شک وہ سب سے بڑھ کر ظالم اور شریر تھے۔

(القرآن۔ تفسیر مٹنی۔ حارف القرآن)

سوال: بتائیے حضرت نوح علیہ السلام نے دعوت حق کے آغاز میں قوم کے سرداروں کو کس انداز میں پکارا؟

جواب: سورۃ الاعراف آیت ۵۹ میں ہے کہ آپ علیہ السلام نے کہا: یا قوم اعبد اللہ..... ”اے میری قوم! تم صرف اللہ کی عبادت کرو۔ اور اس کے سوا کوئی تمہارا معبود بننے کے لائق نہیں۔ مجھے تمہارے لئے ایک بڑے سخت دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔“ (القرآن۔ قصص الانبیاء۔ انبیاء قرآن)

سوال: قوم نوح نے حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت و تبلیغ کا کیا جواب دیا؟

جواب: وہ حضرت نوح علیہ السلام کا تمسخر اڑاتے اور سورۃ الاعراف آیت ۶۰ کے مطابق وہ کہتے: ”إِنَّا لَنَرَاكَ.....“ ”ہم تم کو سر اسر غلطی میں مبتلا دیکھتے ہیں۔“ (تفسیر مزیدی۔ فتح المید۔ قصص الانبیاء)

سوال: قوم نوح کے کافر سرداروں نے حضرت نوح علیہ السلام سے کیا کہا؟

جواب: وہ لوگ سوچتے تھے کہ نوح علیہ السلام عام انسان ہیں اور ان کے بیوی بچے بھی ہیں۔ سورۃ ہود آیت ۷۷ میں اللہ تعالیٰ نے ان کافر سرداروں کا نظریہ یوں بیان کیا ہے: قَالَ يَا قَوْمِ..... ”انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم مجھ میں تو ذرا بھی غلطی نہیں۔ لیکن میں پروردگار عالم کا رسول ہوں۔“ (القرآن۔ تفسیر مابعد۔ تفسیر مٹنی۔ فتح المید)

سوال: سورۃ الاعراف آیت ۶۲ کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کو اپنی آمد کا کیا مقصد بتایا؟

جواب: آپ نے فرمایا: اِيسْلَمْكُمْ..... تم کو اپنے پروردگار کے پیغام پہنچاتا ہوں۔ اور تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں۔ اور میں خدا کی طرف سے ان امور کی خبر رکھتا

ہوں (جن کی) تم کو خبر نہیں۔“ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کو اللہ کی رحمت کی طرف بلانے کی بات کس انداز میں کی؟

جواب: سورۃ الاعراف آیت ۶۳ میں ہے۔ آپ نے فرمایا: اوعجبتم..... کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس ایک ایسے شخص کے ذریعے جو تمہاری ہی جنس کا ہے کوئی نصیحت کی بات آگئی۔ تاکہ وہ شخص تم کو ڈرائے اور تاکہ تم ڈر جاؤ اور تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔“

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر مابدی)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت کو کون لوگوں نے قبول کیا؟

جواب: غریب اور نادار لوگوں نے آپ کی دعوت کو مانا لیکن سرداروں نے اس پر بھی تمسخر اڑاتے ہوئے کہا: سورۃ الشعراء آیت ۱۱۱ میں ہے: فانظروا لمن لکب..... کیا ہم تم کو مانیں گے؟ حالانکہ رذیل لوگ تمہارے ساتھ ہوئے ہیں۔“ سورۃ ہود آیت ۷۷ میں ہے: فانا نؤکب..... ”ہم تو تم کو اپنے ہی جیسا آدمی دیکھتے ہیں اور تمہاری پیروی انہی لوگوں نے کی ہے، جو ہم میں بالکل رذیل ہیں، جن کی عقل اکثر خفیف ہوتی ہے، پھر وہ اتباع بھی محض سرسری رائے سے (ہوا ہے) اور ہم تم لوگوں میں کوئی بات اپنے سے زیادہ بھی نہیں پاتے۔ بلکہ ہم تم کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔“

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر مابدی۔ تفسیر عثمانی)

سوال: قوم نوح کے نافرمان لوگ حضرت نوح علیہ السلام سے اللہ کی بیوی کے بارے میں کیا کہتے؟

جواب: وہ حضرت نوح علیہ السلام سے کہتے: ”اگر تم حق پر ہوتے تو پہلے تمہاری بیوی اور تمہارے بچوں کی ماں تمہاری اتباع کرتی۔ کیونکہ وہ تمہاری ان باتوں کی حقیقت ہم سے زیادہ جانتی ہے۔“ (تفسیر قرطبی۔ قصص الانبیاء۔ ازواج الانبیاء)

سوال: قوم کے رئیسوں نے سودے بازی کرتے ہوئے کہا ان غریبوں کو الگ کر دیں تو

ہم آپ کے ساتھ شامل ہو جائیں گے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اس پر کیا جواب دیا؟

جواب: سورۃ ہود آیت ۲۹ میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے دو نوک الفاظ میں کہہ دیا: **وَمَا اَنَا.....** ”میں تو ان ایمان والوں کو (اپنی مجلس سے) نہیں نکالتا۔“ (القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ فتح اُمیہ۔ تفسیر مزیری)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کو کس انداز میں تلقین کی؟ سورۃ نوح آیت ۲۰ کے حوالے سے بتائیے؟

جواب: حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو نیکی اور بدی کا راستہ بتایا۔ اللہ کی نعمتوں کا ذکر کیا اور کائنات کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرمایا: **ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتَهُمْ.....** ”پھر میں نے انہیں باواز بلند پکارا۔ ان سے اعلان یہ بھی کیا اور خاموشی سے بھی۔ میں نے کہا کہ اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ وہ یقیناً مجھے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے بارش برسائے گا اور تمہیں خوب مال و دولت اور اولاد عطا کرے گا۔ وہ تمہیں باغات دے گا اور تمہارے لئے نہریں نکالے گا۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ تم خدا کی عظمت پر یقین نہیں رکھتے۔ حالانکہ اس نے تمہیں مختلف انداز میں پیدا کیا ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے اوپر تلے کس طرح سات آسمان پیدا کر دیئے ہیں۔ اور ان میں جگمگاتا ہوا چاند بنایا۔ سورج کو روشن چراغ بنایا۔ اور تمہیں زمین سے ایک خاص طریقے سے بنایا اور پیدا کیا۔ پھر تمہیں اسی میں لوٹا لے جائے گا۔ اور ایک خاص طریقے سے پھر نکالے گا اور زمین کو تمہارے لئے اللہ نے فرش بنا دیا تاکہ تم اس کی کشادہ راہوں میں چلو پھرو۔“ (القرآن۔ تفسیر ماحدی۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: ساڑھے تو سو سال تک دعوت حق دینے کے باوجود قوم کے گناہوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ قرآن اس سلسلے میں کیا بتاتا ہے؟

جواب: قوم نوح شراب نوشی، غلط کاری اور ہر طرح کے گناہوں میں مبتلا رہی۔ سورۃ ہود

آیت ۴۰ میں بتایا گیا ہے کہ لمی مدت کے بعد بھی چند لوگ ایمان لائے: وَمَنْ آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ یعنی ”چند آدمیوں کے سوا بہت کم لوگ ان کے ساتھ تھے۔“

(القرآن۔ تفسیر ماحدی۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام اللہ کے پہلے رسول تھے۔ ان کی بیوی ان کا تسخّر اڑاتی تو لوگ کیا کہتے؟

جواب: سورۃ ہود آیت ۳۲ کے مطابق لوگ کہتے: یٰۤاَنُوحُ قَدْ جَادَلْتَنَا فَافُكْرْتُ جِدْنَا ”اے نوح علیہ السلام تم ہم سے بحث کر چکے، بلکہ بہت بحث کر چکے۔ اب ہم تم سے بحث نہیں کرتے۔“ (فتح القدیر۔ تفسیر عثمانی۔ انبیاء کرام)

سوال: قوم کے اکسانے پر حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی نے ان سے کیا کہا؟ حضرت نوح علیہ السلام نے کیا جواب دیا؟

جواب: ان کی بیوی نے کہا: ”تمہارا خدا کب تمہاری مدد کرے گا؟“ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا: ”جب زمین میں سے پانی ابلا شروع ہوگا۔“ اس پر بیوی نے قوم کے لوگوں سے کہا: خدا کی قسم یہ آدمی دیوانہ ہے۔“

(تفسیر قرطبی۔ فتح القدیر۔ نساء الانبیاء)

سوال: بتائیے قوم نوح نے کس انداز میں حضرت نوح علیہ السلام پر تشدد شروع کیا؟ جواب: وہ ان کو جھلاتے، تنگ کرتے اور مار پیٹ سے بھی گریز نہ کرتے۔ حتیٰ کہ انہیں ایک دن سجدے کی حالت میں اتنا مارا کہ وہ لبو لہان ہو گئے۔

(تفسیر قرطبی۔ نساء الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: ایک دن ایک شقی القلب نے حضرت نوح علیہ السلام کو پتھر مارا جس سے ان کا سر بری طرح زخمی ہو گیا۔ اس موقع پر انہوں نے کس طرح اللہ کو پکارا؟

جواب: وہ سجدے میں گر پڑے۔ قرآن کہتا ہے کہ انہوں نے اس انداز سے اللہ کو پکارا۔ سورۃ نوح آیت ۲۸ میں ہے: يٰۤاَنُوحُ لَا تَعْزُ عَلٰی۔ ”اے میرے پروردگار! تو روئے زمین پر کسی کا قہر کو زندہ نہ چھوڑ۔ اگر تو آئین چھوڑ دے گا تو یقیناً یہ تیرے بندوں کو

بھی گمراہ کریں گے اور ان کے ہاں جو بال بچے ہوں گے بھی بدکار اور ناشکرے ہونگے۔“
(القرآن - تفسیر قرطبی - فتح القدیر - فتح الحمید - قصص القرآن)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام اللہ کے مشہور نبی ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد چوتھے نبی اور پہلے رسول۔ آپ کا اصل نام کیا تھا اور نوح کیوں پڑ گیا؟

جواب: مؤرخین و مفسرین نے آپ کا نام کسی نے عبد الغفارہ کسی نے شاکر اور کسی نے یشکر بتایا ہے۔ لیکن آپ قرآن پاک کے بتائے ہوئے نام نوح سے مشہور ہوئے۔ نوح کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ اپنی قوم کی نافرمانی اور دعوت حق سے دوری پر بہت زیادہ بر دیا کرتے تھے۔ اس لئے آپ کا نام نوح پڑ گیا۔ اردو میں نوح کا لفظ رونے کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔ (قصص القرآن - قصص الانبیاء - انبیاء کرام - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کی بعثت کب اور کہاں ہوئی؟

جواب: حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت آدم علیہ السلام کے درمیان تقریباً ایک ہزار سال کا فاصلہ ہے۔ اور حضرت نوح علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کی آٹھویں پشت سے ہیں۔ بعض کے نزدیک ان کی پیدائش حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کے آٹھ سو چھیس سال بعد ہوئی۔ اہل کتاب کے ہاں آٹھ سو چھیالیس سال کا قطعہ ہے۔ اللہ نے ان کو رسول بنا کر بھیجا۔ یہ پہلے رسول ہیں اس سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام، حضرت شیث علیہ السلام اور حضرت ادریس علیہ السلام پیغمبر تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت سے لے کر حضرت نوح علیہ السلام کی وفات تک ۲۸۵۶ سال کا عرصہ ہے۔ (تذکرۃ الانبیاء - قصص القرآن - قصص الانبیاء - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت نوح علیہ السلام کو کب نبوت ملی اور طوفان نوح کے بعد کتنا عرصہ زندہ رہے؟

جواب: آپ کو چالیس سال کی عمر میں نبوت ملی۔ ساڑھے نو سو سال تبلیغ کا کام کیا پھر طوفان آیا۔ طوفان کے بعد آپ ساٹھ سال تک زندہ رہے۔ اس طرح آپ کی کل عمر

ایک ہزار پچاس سال ہوئی۔ ایک قول یہ ہے کہ نبوت کے وقت پچاس سال عمر تھی۔ دوسرا قول ہے تیس سال تھی۔ تیسرا قول ۴۸ سال تھی۔

(نور اللکھنوی۔ تذکرہ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کی بعثت کہاں ہوئی؟

جواب: مؤرخین اور مفسرین کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام کی بعثت وجہ اور فرات کی وادیوں میں ہوئی۔ یہ وادیاں آرمینیا کے پہاڑ و اراط کے علاقے عراق میں واقع ہیں۔ اراط درحقیقت ایک جزیرے کا نام ہے۔ یعنی اس علاقے کا نام ہے جو دریائے فرات اور دریائے وجہ کے درمیان دیا بکر سے بعد اونٹن چلا گیا ہے۔

(قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تذکرہ الانبیاء)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کو جب رسول بنا کر بھیجا گیا تو اس وقت قوم کی کیا حالت تھی؟

جواب: جب حضرت نوح علیہ السلام کو نبوت عطا ہوئی تو کوئی توحید پر ایمان نہیں رکھتا تھا۔ سب بت پرست تھے اور ہر قسم کی پوجا پاٹ میں لگے ہوئے تھے۔ پھر وہ شراب نوشی اور غلط کاری میں بھی مبتلا ہو گئے تھے۔ (تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ماجدی۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: قوم نوح علیہ السلام نے سب سے پہلے بت کی پوجا شروع کی اور پھر یہ سلسلہ چل نکلا اور پانچ بت بن گئے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ان کو کس طرح سمجھایا؟

جواب: سورۃ نوح میں تفصیل سے بتایا گیا ہے کہ کس طرح انہوں نے قوم کو مختلف طریقوں سے سمجھایا اور رات دن ایک کر دیا۔ کبھی خفیہ سمجھایا، کبھی اعلانیہ، کبھی رغبت کے ساتھ کبھی وعید کے ساتھ سمجھایا۔ کبھی اللہ کی نعمتوں اور عنایات کا ذکر کیا۔ اور کبھی اس کے عذاب سے ڈرایا لیکن قوم نے کسی بات سے اثر قبول نہ کیا بلکہ ان کے گناہوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام۔ قصص القرآن)

جواب: حضرت نوح علیہ السلام کا سلسلہ نسب بتا دیجئے؟

سوال: مؤرخین۔ مفسرین اور علم الانساب کے ماہرین کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام کا سلسلہ نسب اس طرح ہے: نوح علیہ السلام بن لامک بن متاشلح بن اخنوخ یا خنوخ بن یارہ بن مہلیل بن قینان بن انوش بن شیت علیہ السلام بن آدم علیہ السلام۔ اگرچہ بہت سے علماء اور مؤرخین نے اس سلسلے کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ تاہم بعض ماہرین تاریخ کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان ان سلسلوں سے زیادہ سلسلے ہیں۔ توریت میں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کی درمیانی مدت ۱۰۲۶ سال بتائی گئی ہے۔؟

(قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: بتائیے قوم نوح علیہ السلام نے سب سے پہلے کس بت کی پوجا شروع کی؟
جواب: قرآن میں جن پانچ بتوں کا ذکر کیا گیا ہے ان میں ایک وڈ بھی تھا۔ یہ قوم کے نوح کے بزرگوں میں سے ایک بزرگ تھا اس کی وفات کے بعد لوگ پریشان تھے تو شیطان نے پہلے اس کی سورتی اور پھر بت بنا دیا جسے آہستہ آہستہ قوم نے پوجنا شروع کر دیا۔ اس طرح سب سے پہلے بتوں کی پوجا کا آغاز ود کی عبادت سے ہوا۔
(تفسیر ابن ابی حاتم و عروہ بن زبیر۔ قصص الانبیاء۔ اثن کثیر)

سوال: حضرت عبداللہ بن عباسؓ قوم نوح کے پانچ بتوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟
جواب: آپ نے اپنی تفسیر میں کہا ہے: ”اور اس طرح یہ بت جو پہلے قوم نوح علیہ السلام میں رائج تھے ان لے بعد عرب قوم میں بھی آ گئے۔“ (قصص الانبیاء۔ رد مشور۔ الاتقان)
سوال: الصاوی نے اپنی تفسیر میں قوم نوح علیہ السلام کے بتوں کے بارے میں کیا رائے ظاہر کی؟

جواب: وہ کہتے ہیں: ”یہ بت ان کے نزدیک سب سے زیادہ عظیم الشان مانے جاتے تھے اور اسی لیے ان کا ذکر اتنے اہتمام سے کیا گیا ہے۔“

(الصاوی بحوالہ جلالین۔ ازاداج الانبیاء)

سوال: حضرت عروہ بن زبیرؓ نے اپنی تفسیر میں قوم نوح علیہ السلام کے بتوں کے بارے

میں کیا تبصرہ کیا ہے؟

جواب: وہ لکھتے ہیں: ”آدم علیہ السلام کے پانچ بیٹے تھے۔ دو، سوارح، یغوث، یعوق اور نسر۔ یہ پانچوں بہت عابد و زاہد تھے۔ ان میں سے جب ایک (دو) کا انتقال ہو گیا تو لوگ بہت غمزدہ ہوئے تو شیطان نے ان سے کہا، تم لوگ فکر کیوں کرتے ہو؟ میں تمہارے لیے ہو بہو ان جیسی تصویر بنا دیتا ہوں۔ جب بھی تم اسے دیکھو وہ تمہیں یاد آ جائے۔ لوگوں نے کہا ٹھیک ہے بنا دو۔ اس ملعون نے مسجد میں جا کر وہیں اس آدمی کی تصویر پینٹل اور سیسے کے ذریعے بنائی۔ پھر اس کے بعد دوسرے شخص کا انتقال ہو گیا تو شیطان نے اسی طرح اس کی بھی تصویر بنا ڈالی۔ یہاں تک کہ ان سب کا انتقال ہو گیا تو شیطان نے ان سب کی تصویریں بنا ڈالیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگ خدا کی عبادت کرتا بھول ہی گئے تو شیطان نے آکر ان لوگوں سے کہا کیا بات ہے بھی تم لوگ کسی چیز کی عبادت کیوں نہیں کرتے؟ تو وہ بولا اپنے اور اپنے آباؤ اجداد کی عبادت کرو؟ کیا تم نے اپنی عبادت گاہوں میں ان کی تصویریں نہیں دیکھیں؟ اور اس طرح ان تصویروں کی پرستش شروع ہو گئی۔ (تفسیر الصاوی۔ ازواج الانبیاء)

سوال: اکثر مفسرین، محدثین اور مؤرخین قوم نوح کے پانچ بتوں کی حقیقت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: ان پانچ بتوں کی اصلیت کے بارے میں بہت سے مفسرین، محدثین اور مؤرخین کہتے ہیں کہ یہ نام نوح علیہ السلام کی قوم کے چند نیک و صالح آدمیوں کے ہیں۔ اور جب وہ لوگ ختم ہو گئے تو شیطان نے ان کی قوم کے دلوں میں ڈال دیا کہ وہ ان کی یادگار کے طور پر ان کی ان جگہوں پر جہاں وہ اکثر اٹھا بیٹھا کرتے تھے ان کے نام کی علامتیں کھڑی کر دیں۔ تاکہ لوگ انہیں بھلا نہ سکیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا مگر جب یہ لوگ بھی ختم ہو گئے تو ان کے بعد آنے والی نسل نے ان نشانوں کی پرستش شروع کر دی۔ (قصص الانبیاء۔ سیرت الانبیاء کرام۔ قصص القرآن ۲)

سوال: مفسرین کی رائے میں اولوالعزم پیغمبر پانچ ہیں۔ بتائیے کون کون سے؟

جواب: امام شوکانی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اولوالعزم پیغمبر پانچ ہیں۔ نوح علیہ السلام۔

ابراہیم علیہ السلام۔ موسیٰ علیہ السلام۔ عیسیٰ علیہ السلام اور ہمارے پیارے نبی

حضرت محمد ﷺ۔ اور یہ سب اصحاب شریعت ہیں۔ (فتح القدیر۔ از دواع الانبیاء)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی اور ایک دوسرے شخص نے حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

جواب: وہ ایک دن حضرت نوح علیہ السلام سے جھگڑا کرنے کے بعد گھر سے باہر نکل کر

اپنی قوم کے لوگوں سے کہنے لگی: ”اے میری قوم کے لوگو! قسم خدا کی یہ آدمی دیوانہ

ہے۔ دعویٰ کرتا ہے کہ اس کا خدا جب تک اس کی مدد نہیں کرے گا جب تک کہ

زمین میں سے پانی ابلنا شروع نہیں ہو جائے گا۔“ ایک دن حضرت نوح علیہ السلام

مسجد میں گئے ہوئے تھے کہ ان کی قوم کا ایک کافر شخص اپنے پوتے کو کاندھے پر

بٹھائے ہوئے ادھر سے گزرا اور نوح علیہ السلام کو دیکھ کر اپنے پوتے کو خبردار کرتے

ہوئے وصیت کرنے لگا کہ یہی وہ شخص ہے جو ہمیں ان دیکھے خدا کی عبادت پر

اکساتا ہے۔ اس سے بچ کر رہنا۔ پوتے نے کہا کہ یہ بات ہے تو میں ابھی اس کا

کچھ کرتا ہوں۔ اس کے دادا نے اسے اتار دیا۔ اس نے ایک پتھر اٹھا کر حضرت

نوح علیہ السلام کے سر پر اس زور سے مارا کہ ان کا سر بری طرح زخمی ہو گیا۔

(تفسیر قرطبی۔ از دواع الانبیاء)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی کے بارے میں مفسرین اور مؤرخین نے کیا نقشہ

کشی کی ہے؟

جواب: مفسرین کا کہنا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی کا نام ولعلہ یا والدہ تھا۔ اس

نے کافروں اور ملحدوں کا ساتھ دیا۔ وہ اپنے شوہر کے بارے میں کہتی کہ وہ دیوانہ

ہے۔ اسے عقل نہیں۔ ایسی باتیں کرتا ہے جو کسی کی سمجھ میں نہیں آتیں۔ وہ نوح

علیہ السلام پر ایمان لانے والوں کے بارے میں کافروں کو بتاتی تھی تاکہ وہ انہیں

بہلا پھسلا کر یا مار پیٹ کر دین سے پھیر دیں۔ وہ اپنے شوہر اور دین کی دعوت قبول کرنے والے ہر شخص پر نظر رکھتی تھی اور کوشش کرتی تھی کہ حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت کو ناکام بنا دے۔ اس نے نہ صرف نوح علیہ السلام کی دعوت ایمانی سے منہ پھیر لیا بلکہ مکار اور فریبی لوگوں کے ساتھ مل کر اپنے شوہر کی دعوت کو ناکام بنانے کے لیے طرح طرح کی سازشیں کرنے لگی۔

(تفسیر قرطبی - درمنثور - تفسیر ابن کثیر - تفسیر ہاروی)

سوال: قرآن و حدیث سے کشتی نوح علیہ السلام کی لمبائی، چوڑائی اور اونچائی اور دیگر تفصیل کا پتہ نہیں چلتا۔ مفسرین نے اس کے بارے میں کیا بتایا؟

جواب: بہت سے مفسرین اور مؤرخین نے کشتی نوح علیہ السلام کی تفصیلات لکھی ہیں۔ یہ کشتی دراصل دنیا میں سب سے پہلا بحری جہاز تھا۔ اس کی لمبائی ۳۰۰ ہاتھ، چوڑائی ۵۰ ہاتھ اور اونچائی ۳۰ ہاتھ تھی۔ اوپر نیچے تین منزلیں تھیں۔ اور دائیں بائیں دونوں طرف کھلنے والے روشندان تھے۔ یہ اتنا بڑا بحری جہاز تھا جو امریکہ اور برطانیہ کے درمیان چلتے رہتے ہیں۔ تفسیر ابن جریر اور ابن ابی حاتم میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے ایک درخت بویا جو سو سال تک بڑھتا رہا۔ پھر اس کو کاٹ کر تختے بنائے پھر کشتی بنانی شروع کی۔ ایک سال میں کشتی تیار ہوئی۔ پھر مکمل تیاری میں سو سال اور لگ گئے۔ کشتی کا طول اسی ہاتھ اور عرض پچاس ہاتھ تھا۔ پھر اندر باہر سے روغن کیا گیا۔ حضرت قادہ کا قول ہے کہ طول بارہ سو ہاتھ تھا۔ اور عرض چھ سو ہاتھ اور اندرونی اونچائی تین ہاتھ تھی۔ اس کے تین درجے تھے۔ ہر درجہ دس ہاتھ اونچا تھا۔ سب سے نیچے کے درجے میں چوپائے اور جنگلی جانور سوار کیے اور درمیانی حصے میں انسان اور اوپر کے حصے میں پرندے تھے۔ دروازہ چوڑائی میں لگا ہوا تھا اور کشتی اوپر سے بالکل بند تھی۔ کشتی میں ہر چیز کا جوڑا جوڑا سوار تھا۔ تفسیر ابن کثیر میں کشتی کے متعلق جو مختلف روایات بیان کی گئیں ہیں ان میں اسی ہاتھ طول اور پچاس ہاتھ عرض سے لے کر دو ہزار ہاتھ طول اور چھ سو

ہاتھ عرض تک اس کی جسامت بتائی گئی ہے۔ اس کے اندرونی اور بیرونی دونوں حصوں پر تارکول پھیر دیا گیا تھا تاکہ پانی اثر نہ کرے۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ پھر اللہ نے ان کو یہ بھی حکم دیا کہ فلاں درخت اگاؤ جس سے کشتی بنائی جائے گی۔ تو حضرت نوح علیہ السلام نے وہ درخت اگایا اور سو سال تک انتظار کیا۔ پھر اس کو کاٹ کر چھیلا۔ ہموار کیا۔ اس میں بھی ایک قول کے مطابق سو سال اور دوسرے قول کے مطابق چالیس سال کا عرصہ لگ گیا۔ محمد بن اسحاق، حضرت ثوریؒ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ نکڑی سا گوان کی نکڑی تھی۔ اور دوسرا قول ہے کہ وہ نکڑی صنوبر کی تھی یہ قول توریت کے مطابق ہے۔ توریت میں کشتی کی لمبائی تین سو گز اور چوڑائی پچاس گز بتائی گئی ہے۔ حضرت ثوریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کو حکم ملا تھا کہ اس کی لمبائی اسی گز ہو اور کشتی کے اندرونی و بیرونی حصوں پر اچھی طرح سے تارکول مل لیا جائے اور اس کے سامنے کا حصہ بلندی کو اٹھا ہوا ہوتا کہ وہ پانی کو چیر سکے۔ حضرت حسن بھریؒ فرماتے ہیں کہ کشتی کے لمبائی چھ سو گز تھی اور چوڑائی تین سو گز اور حضرت ابن عباسؒ فرماتے ہیں کہ اس کی لمبائی بارہ سو گز تھی اور چوڑائی چھ سو گز۔ ایک اور قول ہے کہ لمبائی دو ہزار گز اور چوڑائی سو گز تھی۔ (یہ اختلاف لمبائی اور چوڑائی میں ہے)۔

(تفسیر قرطبی۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ماجدی۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: شہاب الدین آلوسیؒ اور امام فخر الدین رازیؒ نے اپنی تفسیر میں کشتی نوح کے بارے میں کیا کہا تھا؟

جواب: شہاب الدین آلوسیؒ لکھتے ہیں: ”جو کوئی بھی ان لا حاصل باتوں کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جاننے کا رجحان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ وہ بس ایمان رکھے کہ نوح علیہ السلام نے کشتی کو دیا ہی بنایا جیسا اللہ عزوجل نے قرآن کریم میں ذکر کیا ہے۔ اور کوئی ضرورت نہیں یہ کریدنے کی کہ وہ کس نکڑی سے بنی؟ اس کی لمبائی، چوڑائی اور اونچائی کتنی تھی؟ اور کتنے دن میں تیار ہوئی اس کے علاوہ وہ باتیں جو نہ

تو قرآن کریم میں مذکور ہیں اور نہ صحیح احادیث میں۔ ”امام فخر الدین رازیؒ نے کشتی کے بارے میں بہت کچھ بیان کرنے کے بعد کہا: ”اور معلوم ہونا چاہیے کہ اس قسم کی بحث و تمحیص مجھے پسند نہیں۔ کیونکہ یہ باتیں جاننا نہ تو ضروری ہے اور ان کو جان کر کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا اور ان کی جستجو کرنا فضول ہے۔“ خالص کر جب کوئی صحیح دلیل موجود نہیں۔ اور جو ہم جانتے ہیں وہ یہ ہے کہ: ”اس میں اتنی گنجائش تھی کہ وہ نوح علیہ السلام کے مومن ساتھیوں اور ہر جانور کے ایک ایک جوڑے اور ان کی ضرورت کے لیے کافی تھی، کیونکہ اتنا تو قرآن میں مذکور ہے۔ اس کے علاوہ کسی چیز کا ذکر نہیں۔“

(تفسیر روح المعانی۔ تفسیر الکبیر۔ از دواع الانبیاء)

سوال: بتائیے کشتی میں کتنے لوگ سوار تھے؟

جواب: مفسرین اور مؤرخین کا کہنا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے علاوہ کشتی میں اسی افراد تھے۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ وہ اسی تھے اور ان کے ساتھ ان کی عورتیں اور بچے بھی تھے۔ کعب احبار سے مروی ہے کہ وہ بہتر تھے۔ اور ایک قول ہے کہ صرف دس تھے۔ ایک قول ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے تین بیٹے اور ان کی بیویاں اور چھٹی یام کی بیوی بھی ساتھ تھی جو خود کافروں کے ساتھ کشتی سے باہر تھا۔ تاہم قرآن کے مطابق اہل و عیال کے ساتھ مومنین بھی سوار تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ کل سوار سات تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی اہلیہ کے بارے میں ایک قول ہے کہ وہ طوفان سے پہلے انتقال کر چکی تھی۔ اور یہ ایک قول ہے کہ وہ بھی غرق ہونے والوں کے ساتھ غرق ہو گئی تھی۔ عبد اللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ اسی اشخاص اور ہر ایک کے ساتھ اس کا کنبہ بھی تھا اور حضرت نوح علیہ السلام ایک سو پچاس دن کشتی میں رہے۔

(تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: بتائیے مفسرین اور مؤرخین کے مطابق طوفان نوح علیہ السلام کب آیا تھا؟ اور کتنی

مدت رہا؟

جواب: ابن سحاق کہتے ہیں کہ دوسرے مہینے کی چھبیس تاریخ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی سے اترنے کا حکم دیا۔ ابن جریر وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ قطبی (مصر کے نصرانیوں کی جماعت) حساب سے مہینے کی تیرہویں تاریخ کو یہ طوفان آیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ۱۰ رجب کو نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے اور چھ مہینے برابر کشتی پانی میں چلتی رہی۔ جب بیت اللہ شریف کے قریب پہنچی تو بیت اللہ کے ساتھ چکر لگائے۔ یعنی خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کو بلند کر کے طوفان میں غرق ہونے سے بچالیا تھا۔ ۱۰ محرم الحرام یعنی یوم عاشورہ کو یہ طوفان ختم ہوا اور کشتی جو دی پہاڑ پر ٹھہری۔ اس طرح حضرت نوح چھ مہینے کشتی میں رہے۔ طوفان کا پانی چالیس دن زمین سے ابلتا رہا اور آسمان سے برستا رہا۔ مؤرخین کا کہنا ہے کہ یہ طوفان تین ہزار دو سو بیس قبل مسیح میں آیا تھا۔

(تفسیر مزیدی۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء: تفسیر ابن کثیر)

سوال: قرآن کریم میں طوفان کی شدت کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ آسمان سے مسلسل بارش برسی اور زمین سے پانی ابلتا رہا۔ طوفان کی شدت کے بارے میں مؤرخین اور مشرین کی کیا رائے ہے؟

جواب: ایک جماعت کہتی ہے کہ پانی پہاڑ کی چوٹی اور زمین کی پندرہ گز بلندی تک پہنچ گیا تھا۔ اہل کتاب کا بھی یہی قول ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ پانی اسی گز تک زمین پر بلند ہو گیا تھا۔ اور پوری زمین طوفاً و عرضاً سخت نرم پہاڑ، گھاتیاں، درختلے میدان، سب پانی میں غرق ہو گئے تھے اور رونے زمین پر کوئی زندہ آنکھ اس منظر کو دیکھنے والی نہ رہی تھی۔ نہ کوئی چھوٹا نہ کوئی بڑا۔ بلکہ تمام نیست و نابود ہو گئے تھے۔ اور امام مالک، زید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ طوفان سے بچنے کے لیے اس وقت کے لوگ محفوظ جگہوں اور پہاڑوں پر پہنچ گئے تھے۔ اور عبدالرحمن بن زید بن اسلم کہتے ہیں کہ رہائشوں کی تمام محفوظ جگہیں طوفان سے بچنے کے لیے لوگوں سے پر ہو گئی تھیں کوئی کھڑا خالی نہ رہا تھا۔ (ابن ابی حاتم۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کا کون سا بیٹا کافروں میں شامل تھا؟
جواب: قرآن حکیم میں صرف ایک بیٹا کہا گیا ہے۔ مفسرین اور مؤرخین کے مطابق ان کے اس بیٹے کا نام یام تھا۔ بعض نے کنعان بھی بتایا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: قرآن میں قصہ نوح میں بتایا گیا ہے کہ تنور نے جوش مارا۔ طوفان نوح کے حوالے سے اس سے کیا مراد ہے؟

جواب: مفسرین اور دیگر علماء نے اس سے مختلف معنی مراد لیے ہیں۔ بعض کا کہنا ہے کہ پانی اس انداز سے ابلا کہ گھروں میں روٹی پکانے کے تندور بھی جو اونچی جگہ پر ہوتے ہیں ان میں بھی پانی بھر گیا، القاسوس کے حوالے سے سطح زمین، پانی کا چشمہ وادی میں پانی جمع ہونے کی جگہ اور ایک پہاڑ مصیبت بھی یعنی پہاڑ بھی پانی میں ڈوب گئے۔ سطح زمین مراد لی جائے تو ہر طرف پانی ایلنے لگا اور پوری زمین ڈوب گئی حضرت ابن عباسؓ نے یہی مراد دی ہے۔ وادی میں پانی جمع ہونے کی جگہ مراد لی جائے تو مطلب یہ ہو گا کہ وادیاں جوش مارنے والے پانی سے بھر گئیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک تنور حضرت حوا علیہا السلام کا حضرت نوح علیہ السلام کو ملا تھا اور اس میں پانی کے ایلنے کو طوفان کی علامت کہا گیا ہے۔ ابن لغوی معنوں کے علاوہ حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ تنور سے مراد صبح کی روشنی ہے۔ یعنی جب روشنی ہر طرف پھیل گئی۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ تنور ہندوستان میں ایک چشمہ تھا۔ قادیان کہتے ہیں کہ جزیرہ میں تھا۔ مجاہد اور شعبی کا قول ہے کہ کوفہ میں تھا۔ صاحب التبار اور مولانا عثمینی نے ابو حیان کا قول نقل کیا ہے کہ فبار الصنود ظہور عذاب اور شدت خوف سے کہنا یہ ہے۔ یعنی جب عذاب سر پر منڈلانے لگا اور ہر طرف خوف چھا گیا۔ (تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر التبار۔ تفسیر حمانی۔ قصص القرآن)

سوال: طوفان کس قدر تھا؟ اور زمین کے کتنے حصے پر آیا؟ اس کے بارے میں مفسرین و مؤرخین کی کیا رائے ہے؟

جواب: ابن کثیر کہتے ہیں: ”اس پر سب متفق ہیں کہ طوفان آیا اور پوری زمین کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اور کوئی کافر بھی روئے زمین پر باقی نہیں بچا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی بددعا قبول فرمائی اور مقدر کا لکھا پورا ہوا۔“ اس بارے میں مفسرین کی دورائے بھی ہیں۔ پہلی رائے یہ ہے کہ یہ طوفان عالمگیر تھا جو پوری زمین پر آیا۔ دوسری رائے یہ ہے کہ یہ طوفان اس خاص علاقے تک محدود تھا جہاں قوم نوح علیہ السلام آباد تھی۔ تاریخی روایات دونوں کی تائید کرتی ہیں۔ لیکن پہلی رائے قرآن حکیم کے اشارات کے زیادہ قریب ہے۔ طوفان نے پورے خطۂ ارضی کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور جس طرح ایک ہی علاقے میں وبا آنے سے نیک و بد سب شکار ہو جاتے ہیں اسی طرح قوم نوح علیہ السلام کے ساتھ دوسری قومیں بھی اس کی لپیٹ میں آ گئیں۔ تفسیر رذخ المعانی میں ابن عساکر کی روایت نقل کی گئی ہے کہ طوفان نوح علیہ السلام سے چالیس سال قبل اس قوم میں ولادت کا سلسلہ بند ہو گیا تھا اور طوفان کے وقت کوئی بھی نابالغ نہیں تھا۔ اور سب کے سب ظالم و باغی تھے اس لیے ہلاک کر دیئے گئے۔ (تفسیر ابن کثیر: تفسیر روح المعانی۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: اللہ تعالیٰ نے طوفان نوح علیہ السلام کے بعد زمین کیسے خشک کی؟

جواب: محمد ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے طوفان روکنے کے لیے زمین پر زبردست ہوائیں چلائیں جن سے پانی رگ گیا، جسٹے اپنے بند ہو گئے اور پانی کم ہو کر خشک ہو گیا۔ قرآن کریم میں سورہ ہود میں صرف اتنا کہا گیا ہے کہ پھر پانی سکھا دیا۔ مفسرین کہتے ہیں کہ جب پروردگار عالم نے طوفان ختم کرنے کا ارادہ کیا تو زمین پر ایک ہوا چلائی جس نے پانی خشک کر دیا۔ (القرآن۔ تفسیر عزیزی سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کو آدم ثانی کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: طوفان ختم ہونے کے بعد دنیا پھر آبادی ہوئی۔ اور نوح علیہ السلام سے دوبارہ آبادی کا سلسلہ شروع ہوا۔ اسی لیے آپ کو آدم ثانی کہا جاتا ہے۔ اکثر علماء کا قول ہے کہ آج تمام دنیا کے انسان حضرت نوح علیہ السلام کے تینوں بیٹوں کی اولاد

(تواریخ عثمانی - تذکرۃ الانبیاء - تاریخ الانبیاء)

ہیں۔

سوال: بعض مفسرین کہتے ہیں کہ کشتی نوح علیہ السلام ایک سو پچاس دن چلتی رہی اور پھر جودی پہاڑ پر ٹھہر گئی، نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھی ایک مہینہ تک وہاں ٹھہرے رہے۔ بتائیے جودی پہاڑ کہاں واقعہ ہے؟

جواب: حافظ ابن کثیر نے مجاہد اور قتادہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ جودی جزیرہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے اور ضخاک سے نقل کیا ہے کہ وہ موصل کا ایک پہاڑ ہے۔ دوسرے مفسرین کے مطابق دریائے دجلہ اور فرات آرمینیا کے پہاڑوں سے نکلے ہیں۔ آرمینیا کے یہ پہاڑ ارارات کے علاقے میں ہیں اسی لیے انہیں تورات میں ارارۃ کا پہاڑ کہا گیا ہے۔ قرآن نے خاص اس پہاڑ کا ذکر کیا جہاں کشتی ٹھہری وہ جودی تھا۔ یہ پہاڑ اردن جزیرہ پر ہے۔ اور مولانا آزاد نے جودی پر آٹھویں صدی مسیحی تک کشتی کا معبد موجود ہونے کا ذکر کیا ہے اور حافظ ابن کثیر نے قرن اول میں خود کشتی کے موجود ہونے کا ذکر کیا ہے۔ (تفسیر الانبیاء - سیرت انبیاء کرام - تفسیر القرآن)

سوال: مفسرین و مؤرخین کے مطابق زبانیں کیسے ظہور میں آئیں؟

جواب: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ کشتی نوح علیہ السلام جبل جودی پر رک گئی تو حضرت نوح علیہ السلام نے اہل زمین اور طوفان کی خبر لانے کے لیے کوئے کو بھیجا۔ لیکن وہ مردار پر بھج پڑا۔ دیر ہونے پر حضرت نوح علیہ السلام نے کبوتر کو بھیجا۔ وہ زمین کا ایک پتا ساتھ لایا اور اس کے پاؤں کیچڑ سے لٹھڑے ہوئے تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اندازہ لگایا کہ پانی خشک ہو چکا ہے۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام جودی پہاڑ سے زمین پر اترے اور ایک بستی کو تعمیر کیا جس کا نام ثمانین رکھا۔ (یعنی اسی آدمیوں کی بستی)۔ اسی دوران صبح اٹھے تو ہر آدمی کی زبان بدل چکی تھی۔ (یعنی ۸۰ زبانیں ہو چکی تھیں)۔ ان میں سے ایک زبان عربی تھی۔ باقی زبانیں کوئی ایک دوسرے کی نہیں سمجھتا تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام ترجمانی فرماتے تھے۔ (تفسیر الانبیاء - ابن کثیر)

سوال: بتائیے مفسرین و مؤرخین نے آدم ثانی حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد پر کس انداز سے تبصرے کیے ہیں؟

جواب: انہوں نے کہا ہے کہ آپ کثیر الاولاد تھے۔ آپ کی اولاد میں سے تین صاحبزادے سام، حام اور یافث بہت زیادہ مشہور ہوئے اور انہی کے ناموں سے قبیلے بن کر دنیا میں پھیلے۔ سام کی اولاد عرب صحرائیوں کی صورت میں پھرتی رہی۔ حام کی نسل حبشہ اور دریائے نیل کے کنارے اور کچھ حصہ ہند، گجرات اور کاتھیاواڑ میں آکر آباد ہو گیا۔ یافث تاتاریوں کا نسلی باپ ہے۔ پس یا جوج ماجوج تاتاریوں کی ہی ایک شاخ ہیں اور منگولیا کے قبائل کے منگولی ہیں۔ اور تاتاریوں کے مقابلے میں بہت زیادہ فساد، طاقتور اور لوٹ مار مچانے والے ہیں۔ سید محمود آلوسی کہتے ہیں کہ یا جوج ماجوج یافث کی اولاد میں سے دو قبیلے ہیں۔ اور وہ بن مہبہ بھی یہی کہتے ہیں۔ سام کی اولاد جو تمام حجاز اور باقی قبائل کے آباء اجداد ہیں ساری نسل کہلائی۔ انہوں نے یمن، مصر، شام، عراق، روم اور فارس بلکہ ہندوستان کے بعض حصوں پر عرصے تک حکومت کی۔ یافث کی نسل سے چینی ترکستان اور منگولیا میں آبادی ہوئی اور ہزاروں سال میں مختلف قبائل دوسرے علاقوں میں پھیلے۔ ہندوستان، ایران، وسط ایشیاء اور یورپ میں لوگ پھیل گئے اسی شاخ سے یورپ میں بن، گاتھ اور وانڈیاں کے ناموں سے قبائل بنے اور بحر اسود سے لے کر دریائے ڈینوب تک کے رہنے والے مہتمن کہلائے اور یورپ اور ایشیاء کے ایک حصے میں بنے والے ریشین کہلائے۔

(تقص الانبیاء - روح المعانی - تاریخ الانبیاء - نقص الانبیاء)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے وصال سے پہلے اپنی اولاد کو کیا وصیت فرمائی تھی؟

جواب: حضرت نوح علیہ السلام نے وفات سے پہلے اپنے بیٹوں کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: ”میں تم کو دو باتوں سے روکتا ہوں اور دو باتوں پر عمل کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ اپنے قول و فعل سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرنے کی تلقین کرتا ہوں

اور سبحان اللہ و بحمدہ پڑھنے کا معمول بنالینا۔ شرک سے منع کرتا ہوں اور غرور و تکبر سے بچنے کی وصیت کرتا ہوں۔“
(تذکرۃ الانبیاء: قصص القرآن)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کی عمر مبارک اور مرقد مبارک کے بارے میں بتا دیجئے؟
جواب: حضرت ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ جب آپ کشتی میں سوار ہوئے تو عمر مبارک چھ سو سال تھی۔ پھر کشتی سے اترنے کے بعد آپ نے زندگی کے ساڑھے تین سو سال گزارے لیکن یہ قول قرآنی مطالب سے موافقت نہیں رکھتا۔ اگر حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں سے یہ تسلیم کر لیا جائے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو پیغمبری ملی تو ان کی عمر چار سو اسی سال تھی اور وہ طوفان کے بعد ساڑھے تین سو سال زندہ رہے تو اس حساب سے ان کی عمر سترہ سو اسی سال بنتی ہے۔ بعض مفسرین و مؤرخین ساڑھے نو سو سال تو تبلیغ کے بتاتے ہیں اور عمر پندرہ سو سال کوئی چودہ سو سال اور کوئی پندرہ سو سال۔ حضرت ابن عباسؓ سے ایک روایت یہ بھی منقول ہے کہ آپ کو چالیس سال کی عمر میں نبوت ملی۔ ساڑھے نو سو سال تبلیغ فرمائی اور ساٹھ سال زندہ رہے۔ اس طرح کل عمر ایک ہزار پچاس سال ہوئی۔ ابن جریرؒ، ازرقی اور عبد الرحمن بن سابط اور بعض دوسرے تابعین کے مطابق آپ کی قبر مسجد حرام میں ہے جبکہ بعض دوسرے بقا شہر جو کرکب نوح کے نام سے مشہور ہے جس میں بتاتے ہیں۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ انبیاء کرام۔ قصص الانبیاء)

سوال: قرآن میں حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیویوں کے بارے میں کہا گیا ہے کہ انہوں نے سیانت کی۔ اس سے کیا مراد ہے؟

جواب: مفسرین کہتے ہیں کہ یہ خیانت دینی و دعوت میں تھی، فحش کاری والی خیانت نہیں۔ وہ دونوں کافر تھیں۔ دونوں منافق تھیں۔ دونوں چغل خور تھیں۔ نوح علیہ السلام کی بیوی اپنے خاوند کو وپوانہ کہتی اور اسلام لانے والوں کی خبریں کافروں کو بتاتی۔ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی گھر میں آئے مہمانوں کی خبر قوم کے لوگوں کو بتاتی تھی۔ مفسرین نے یہ بھی کہا ہے کہ ان دونوں کا غفاق اور دلوں میں کفر چھپانا اور

دونوں پیغمبروں کے ساتھ بدسلوکی ان کی خیانت تھی۔

(تفسیر مادی - تفسیر ابن عباس - تفسیر رازی - شرنکائی)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کی تیار کردہ کشتی پر انبیاء کے ناموں کے بارے میں کیا روایات ہیں؟

جواب: روایات میں ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی بنانا شروع کی تو حکم الہی ہوا کہ اے نوح تم ایک لاکھ چوبیس ہزار تختے بناؤ اور اس پر انبیاء کے اسمائے مبارک لکھو۔ حضرت نوح نے حضرت جبرائیل کے کہنے پر تمام انبیاء کے نام لکھے مگر دوسرے دن صبح کے وقت یہ نام مٹ گئے۔ آپ نہایت پریشان ہوئے اور پھر دوبارہ اسی طرح نام لکھے لیکن صبح کو یہ نام پھر مٹ گئے۔ اب آپ کو یقین ہو گیا کہ اس میں ضرور قدرت کی طرف سے کوئی اشارہ ہے۔ چنانچہ امن موقع پر ارشاد ربانی ہوا: ”اے نوح ان ناموں کو ہمارے ناموں سے شروع کرو اور پیغمبر آخر الزماں ﷺ کے اسم مبارک پر ختم کرو۔“

(معارج النہج - سیدہ ذابجست انبیاء کرام نمبر)

سوال: بتائیے طوفان نوح سے پہلے خطہ ارضی پر کتنے طوفان آئے؟

جواب: مؤرخین نے اس قسم کے طوفانوں کی تعداد چھ بتائی ہے۔ جب کہ حضرت نوح علیہ السلام کے عہد میں آنے والا طوفان ساتواں تھا۔ سب سے پہلے ایسا طوفان غالباً ہندوستان میں آیا تھا۔ جس کے بارے میں ایشیو نے اپنے ایک پجاری کو بتایا تھا کہ سات دن میں ایک طوفان آئے گا جو ان تمام مخلوقات کو ہلاک کر ڈالے گا جو کہ میری توہین کرتے ہیں تم ایک کشتی میں سات رہنوں اور اپنی عورت کے ساتھ بیٹھ جانا اور ہر طرح کے حیوانات کو بھی بٹھا لینا۔ اساطیر ہند کے مطابق یہ پیش گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی۔ اسی طرح تاریخ میں اس طرح کے چھ طوفانوں کا ذکر ہے۔

(آئینہ تاریخ - اساطیر ہند - آربن میخائووی - سیدہ ذابجست)

سوال: مفسرین و مؤرخین نے حضرت نوح کے آخری لمحات کس طرح بیان کئے ہیں؟

جواب: روایت ہے کہ حضرت نوح ایک روز پہاڑوں میں سیر فرما رہے تھے کہ ملک الموت نے آپ کو پیغام اجل سنایا۔ اس پر آپ نے فرمایا، مجھے اتنی مہلت تو دے دو کہ میں اپنے بال بچوں سے مل لوں۔ فرشتے نے کہا، اے نبی آپ کو یہ مہلت نہیں مل سکتی۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اس جنگل میں میری نماز جنازہ کون پڑھے گا۔ ملک الموت نے کہا، یہ سب مقرب فرشتے جو میرے ساتھ آئے ہیں، یہ نماز پڑھیں گے۔ یہ سن کر حضرت نوح نے حکیم الہی کے آگے سر جھکا دیا۔ اس کے بعد فرشتوں نے آپ کو غسل دے کر آپ کی نماز پڑھی۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ سیارہ و انجمن)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کا اصل نام۔ بتا کر تھا۔ بتائیے آپ کتنی زبانیں جانتے تھے؟

جواب: آپ اتنی زبانیں جانتے تھے۔ (قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹوں کی اولادیں کہاں آباد ہوئیں؟

جواب: طوفان نوح کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے سام کی اولاد براعظم ایشیا میں، حام کی اولاد براعظم افریقہ میں اور یافث کی اولاد یورپ اور امریکہ میں آباد ہوئی۔ (تاریخ الانبیاء۔ ہیرت انبیاء کرام۔ قصص القرآن)

﴿سیدنا حضرت ہود علیہ السلام﴾

حضرت ہود علیہ السلام اور قرآن:

سوال: قوم عاد کی طرف بھیجے جانے والے نبی حضرت ہود علیہ السلام کا ذکر تین سورتوں میں آیا ہے۔ بتائیے جگہوں میں ان کا ذکر ہے؟

جواب: قرآن پاک کی تین سورتوں میں سات مقامات پر آپ کا ذکر ہے۔ سورۃ ہود میں پانچ جگہ پر۔ سورۃ الاعراف میں ایک جگہ اور سورۃ الشعراء میں بھی ایک جگہ پر آپ کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ (القرآن۔ حصہ الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ حصہ القرآن)

سوال: حضرت ہود علیہ السلام قوم عاد کے نامور فرزند تھے۔ بتائیے قوم عاد کا تذکرہ قرآن پاک کی کتنی سورتوں میں ملتا ہے؟

جواب: قرآن پاک کی دس سورتوں میں قوم عاد کا ذکر ہے۔ ان میں سورۃ الاعراف۔ سورۃ ہود۔ سورۃ مؤمنون۔ سورۃ الشعراء۔ سورۃ فصلت۔ سورۃ احقاف۔ سورۃ الذریت۔ سورۃ القمر۔ سورۃ الحاقہ اور سورۃ النجر ہیں۔ ان سورتوں میں حضرت ہود علیہ السلام اور قوم عاد کا تذکرہ کہیں مختصر اور کہیں تفصیل سے کیا گیا ہے۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ نوامد حنفی۔ حصہ الانبیاء)

سوال: قوم عاد اور حضرت نوح علیہ السلام کے پوتے ارم کی اولاد میں سے ہے۔ انہیں قوم نوح علیہ السلام کے بعد آباد کیا گیا۔ یہ کس قدر بہادر اور قوی تھے؟

جواب: پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۶۹ میں اس قوم سے خطاب کیا گیا ہے: "وَأَذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ وَزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَضْطَةً." اور تم یہ حالت یاد کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو قوم نوح علیہ السلام کے بعد آباد کیا اور ذیل ذول میں تم کو پھیلاؤ بھی زیادہ دیا۔ "یعنی تم کو قوت اور قد و قامت کے پھیلاؤ میں

سوال: قوم عاد کا زمانہ حضرت نوح علیہ السلام سے تقریباً تین چار سو سال بعد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً دو ہزار سال پہلے کا ہے۔ بتائیے ان کی طرف کس نبی کو

بھیجا گیا؟

جواب: پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۶۵ میں ہے: **وَالَّذِي عَادِيَ أَخَاهُمْ هُوَذَا**۔ ”اور ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود علیہ السلام کو بھیجا۔“ پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۵۰ میں ہے: **وَالَّذِي عَادِيَ أَخَاهُمْ هُوَذَا**۔ ”اور ہم نے عاد کی طرف ان کے (برادری یا وطن کے) بھائی ہود علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔“ پارہ ۲۶ سورۃ الاحقاف آیت ۲۱ میں ہے: **وَإِذْ كُنَّا خَاصِعًا**۔ ”اور آپ قوم عاد کے بھائی (ہود علیہ السلام) کا ذکر کیجئے۔“ (القرآن۔ فتح المید۔ ضیاء القرآن۔ تفسیر القرآن)

سوال: قرآن پاک میں قوم عاد کو ارم بھی کہا گیا ہے۔ اس قوم کو ایک تیسرا نام بھی دیا گیا ہے۔ وہ کیا ہے؟

جواب: پارہ ۲۷ سورۃ النجم آیت ۵۰ میں اسی قوم کو عاد اولیٰ کہا گیا ہے: **وَالَّذِي هَلَكَ عَادًا**۔ ”اور یہ کہ اس نے قدیم قوم عاد کو (اس کے کفر کی وجہ سے) ہلاک کیا۔“ یہ قوم تیرہ برادر یوں میں پھیلی ہوئی تھی اور تمام برادر یوں کا فرقیں۔

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر مجدی)

سوال: قوم عاد کے تمام قبائل عمان سے لے کر حضرموت اور یمن تک پھیلے ہوئے تھے۔ قرآن نے انہیں کس علاقے میں آباد بتایا ہے؟

جواب: پارہ ۲۶ سورۃ احقاف آیت ۲۱ میں ہے: **وَإِذْ كُنَّا خَاصِعًا**۔ ”اور اے پیغمبر! آپ قوم عاد کے بھائی (یعنی ہود) کا ذکر کیجئے جبکہ اس نے اپنی قوم کو جو کہ ایک ریگستانی علاقے (جہاں ریت کے مستطیل خم دار تودے) میں آباد تھی، ڈرایا۔“ (القرآن۔ ضیاء القرآن۔ تفسیر عزیزی)

سوال: حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ کی وحدانیت کا پیغام دیا تو سرداران قوم نے کیا کہا؟

جواب: پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۷۰ میں ہے: **قَالُوا أَجِئْنَا لِنُعْبُدَ اللَّهَ وَنَحْذَرُ مَا كَانُوا يَعْبُدُونَ**۔ ”ان رئیسوں نے (حضرت ہود سے) کہا کیا تو ہمارے پاس

اس لئے آیا ہے کہ بس ہم ایک اور تنہا خدا کی عبادت کریں اور جن کو ہمارے باپ واداد پوجا کرتے تھے، ان کو چھوڑیں۔“ پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۵۳ میں ہے: **قَالُوا يَهُودُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَمَا نَحْنُ بِتَارِكِي آلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُعْزِزِينَ**۔ ”انہوں نے جواب دیا، اے ہود تو ہمارے پاس کوئی دلیل تو لے کر آیا نہیں۔ اور ہم تیرے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں۔ اور نہ تجھ پر ایمان لانے والے ہیں۔“ (القرآن۔ ہر تانبیاء کرام۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر عثمانی)

سوال: اللہ کے نبی حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو حق کی تبلیغ کی تو سرداران قوم نے ان کا کس طرح مذاق اڑایا؟

جواب: پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۶۶ میں ہے: **قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرُكَ فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكَاذِبِينَ** ۵ ”اس کی قوم کے کافر و ساء نے کہا کہ ہم تو تم کو بیوقوفی میں مبتلا سمجھتے ہیں۔ اور یقیناً ہم تجھ کو جھوٹ بولنے والوں میں سے خیال کرتے ہیں۔“ پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۵۴ میں ہے: **إِنِّي نَسُفُلُ إِلَّا اِعْتَصِرْكَ بِعَصَصِ الْهَيْتَا بِسُوءٍ ط**۔ ”اور ہمارا قول تو یہ ہے کہ ہمارے معبودوں میں سے کسی نے آپ کو کسی خرابی میں (مثلاً جنوں) میں مبتلا کر دیا ہے۔“ (القرآن۔ معارف القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر مزیدی)

سوال: کافر سرداروں کے جھٹلانے پر حضرت ہود علیہ السلام نے انہیں کیا جواب دیا؟

جواب: قرآن پاک ان کے جوابات نقل کرتا ہے۔ پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۶۷ میں ہے: **قَالَ يَقُولُونَ لَبِئْسَ بِي سَفَاهَةٍ وَلَكِنِّي رَسُولٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسَالَتِ رَبِّي وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اٰمِيْنٌ ۝ اَوْ اَعَجِبْتُمْ اَنْ يَّجَاءَ كُمْ ذِكْرٌ مِنْ رَبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ وَّيَكْفُرُ بِكُمْ ۝** ”انہوں نے فرمایا کہ انے قوم مجھ میں ذرا بھی کم عقلی نہیں۔ لیکن میں پروردگار عالم کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں۔ تم کو اپنے پروردگار کے احکام پہنچاتا ہوں۔ اور تمہارا سچا خیر خواہ ہوں۔ اور کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس ایک ایسے شخص

کی معرفت جو تمہاری ہی جنس کا (بشر) ہے کوئی نصیحت کی بات آگئی تاکہ وہ شخص تم کو ڈرائے۔“ پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۵۱ میں ہے کہ آپ نے پھر فرمایا: **يَسْقُومُ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِنِّ أَجْرِي إِلَّا عَلَى الَّذِي فَطَرَنِي ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝**“ اے میری قوم میں تم سے اس تبلیغ پر کچھ معاوضہ نہیں طلب کرتا۔ میرا معاوضہ تو صرف اس اللہ کے ذمے ہیں جس نے مجھ کو پیدا کیا۔ پھر کیا تم نہیں سمجھتے۔“ پارہ ۱۹ سورہ الشعراء آیت ۱۲۵ تا ۱۲۷ میں ہے: **إِنِّي لَأَتِيُكُمْ رَسُولٌ مِّنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنِّ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝**“ میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں۔ سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں تم سے اس تبلیغ کا کوئی صلہ نہیں مانگتا۔ بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمے ہیں۔“

(القرآن۔ تفسیر۔ ابن کثیر۔ حصہ القرآن۔ تفسیر طہانی)

سوال: حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یاد دلاتے ہوئے کس طرح تبلیغ فرمائی؟

جواب: پارہ ۸ سورہ الاعراف آیت ۶۹ میں ہے کہ آپ نے فرمایا: **فَسَادُّ كُفْرًا ۖ وَاللَّهِ لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ ۝** سو تم خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو تاکہ تم قلاع پاسکو۔“

(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ فتح المیہ۔ تفسیر مہربانی)

سوال: قوم عاد کے سرداروں نے حضرت ہود علیہ السلام پر ایمان لانے کی بجائے قوم کے دوسرے افراد کو جس انداز سے منع کیا قرآن نے اس کا نقشہ کیسے پیش کیا ہے؟

جواب: پارہ ۱۸ سورہ مؤمنون آیت ۳۱ یا ۳۸ میں بیان کیا گیا ہے: **فَقَارَسْنَا فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝ وَقَالَ الْمَلَأَمِنُ قَوْمِي ۖ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۖ وَالْآخِرَةُ وَاتَّرَفْتُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۖ أَنَكُم إِذَا تَخَيَّرُونَ ۖ أَبَعْدُكُمْ أَنَكُم إِذَا امْتَرَأْتُمْ ۖ وَكُنْتُمْ تَرَايَا ۖ وَعِظَامًا أَنَكُم مُّخَرَّجُونَ ۖ فِيهَا هَبَّاتٌ لِّمَا تُوَعَّدُونَ ۖ إِنِّ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا ۖ وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ۖ إِنِّ هَؤُلَاءِ إِلَّا أَفْرَاسٌ عَلَىٰ الْمُلْكِ**

کَذِبًا وَمَا نَحْنُ لَهُ بِمُؤْمِنِينَ ۝” پھر ہم نے ان میں ایک پیغمبر کو بھیجا جو ان ہی میں سے تھے۔ ان پیغمبر نے کہا کہ تم لوگ اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اس کے سوا کوئی تمہارا اور معبود نہیں۔ کیا تم (شرک سے) ڈرتے نہیں ہو۔ اور ان کی قوم میں جو رئیس تھے۔ جنہوں نے کفر کیا تھا اور آخرت کے آنے کو جھٹلایا تھا اور ہم نے ان کو دنیوی زندگی میں عیش بھی دیا تھا۔ کہنے لگے کہ یہ تو تمہاری طرح ایک معمولی آدمی ہیں۔ یہ وہی کھاتے جو تم کھاتے ہو۔ اور وہی پیتے ہیں جو تم پیتے ہو۔ اور اگر تم اپنے جیسے ایک معمولی آدمی کے کہنے پر چلو گے بیشک تم گھالے میں ہو۔ کیا یہ شخص تم سے کہتا ہے کہ جب تم مر جاؤ گے اور مٹی ہو اور ہڈیاں ہو جاؤ گے تو دوبارہ زندہ کر کے (زمین سے) نکالے جاؤ گے۔ بہت ہی بعید۔ بہت ہی بعید ہے جو بات تم سے کہی جاتی ہے۔ بس زندگی تو یکنی ہماری دنیاوی زندگی ہے۔ کہ ہم میں کوئی مرتا ہے، کوئی پیدا ہوتا ہے اور ہم دوبارہ زندہ نہ کئے جائیں گے۔ بس یہ ایک ایسا شخص ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے۔ اور ہم تو ہرگز اس کو سچا نہیں سمجھیں گے۔“

(القرآن۔ فتح المید۔ بیان القرآن۔ تفسیر ماجدی۔ صص الانبیاء)

سوال: بہت سی سرکش اور نافرمان قوموں کی طرح قوم عاد نے بھی اللہ کے عذاب کو دعوت دی۔ انہوں نے حضرت ہود علیہ السلام سے کیا کہا؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ حم السجد آیت ۱۵ میں قرآن کہتا ہے: فَكَانَ عَادًا فَاسِقًا كُفْرًا ۝ الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوا مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۝ ”وہ جو عاد کے لوگ تھے دنیا میں ناحق تکبر کرنے لگے۔ اور کہنے لگے وہ کون ہے جو قوت میں ہم سے زیادہ ہے۔“ پھر پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۷۰ کے مطابق کہنے لگے: فَاسْتَفْتَا بِمَا نَعْبُدُنَا ۝ اِنْ كُنْتُمْ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ ”اور ہم کو جس عذاب کی دھمکی دیتے ہو اس کو ہمارے پاس منگوا دو اگر تم سچے ہو۔ پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۱۳۷ میں ہے کہ: وَمَا نَحْنُ بِمُعَذِّبِیْنَ ۝ ”ڈراتے ہو۔ ہم کو ہرگز عذاب نہ ہوگا۔“

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت ہود علیہ السلام نے قوم کو اللہ کے عذاب کی خبر دیتے ہوئے کیا کہا؟

جواب: پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۷۱ میں ہے: قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ رَجْسٌ وَغَضَبٌ أَتُجَادُّونَنِي فِي أَسْمَاءِ سَمَيْتُمْ هَآ أَتَعْمُرُونَ آبَاؤَكُمْ مَا نَزَلَ اللَّهُ بِهِمْ مِنْ سُلْطٰنٍ فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ ۝ ”(انہوں نے فرمایا کہ پس اب تم پر خدا کی طرف سے عذاب اور غضب آیا ہی چاہتا ہے۔ کیا تم مجھ سے ایسے ناموں کے متعلق جھگڑتے ہو جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے ٹھہرایا ہے۔ ان کے معبود ہونے کی خدا نے کوئی دلیل نہیں بھیجی۔ سو تم منتظر رہو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا رہوں گا۔“

(الفرقان۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: بتائیے قوم عاد پر پہلا عذاب کون سا نازل ہوا؟

جواب: قوم عاد پر حضرت ہود علیہ السلام کی باتوں کا کچھ اثر نہ ہوا تو حکم خداوندی سے ان پر پہلا عذاب نازل ہوا۔ جو قحط کی صورت میں تھا۔ یہ عذاب تین سال تک رہا۔ ہری بھری فصلیں خشک ہو گئیں۔ باغات سوکھ گئے۔ زمینیں بخر ہو گئیں۔

(الفرقان۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: قحط کی حالت کو دیکھ کر اللہ کے نبی حضرت ہود علیہ السلام نے قوم سے کن الفاظ میں التجا کی؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۵۲ میں ہے آپ نے فرمایا: وَيَقَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِينَ ۝ ”اے میری قوم تم اپنے گناہوں (کفر و شکر) کی اپنے رب سے معافی مانگو۔ پھر ایمان لا کر اس کی طرف متوجہ رہو۔ وہ تم پر خوب بارشیں برساتے گا اور ایمان و عمل کی برکت سے تم کو قوت دے گا۔ تمہاری (موجودہ قوت میں ترقی دے گا۔ (پاس ایمان لے آؤ) اور مجرم رہ کر روگردانی مت کرو۔“

(القرآن۔ فتح اللہ بر تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن)

سوال: قوم عاد نے حضرت ہود علیہ السلام کی پکار پر کیا جواب دیا؟
جواب: قوم نے ان کی درد بھری آواز پر کوئی توجہ نہ دی بلکہ کہنے لگے: قَالُوا يَهُودُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَمَا نَعْنُ بِنَارٍ كَيْ الٰهِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَعْنُ لَكَ بِمُعْذِرَةٍ ۝ اے یہود آپ نے ہمارے سامنے کوئی دلیل تو پیش نہیں کی اور ہم آپ کے کہنے سے تو اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں اور نہ آپ پر ایمان لانے والے ہیں۔“
دوسری جگہ بتایا گیا: قَالُوا اَجِئْتَنَا لِنَاْفِكُنَا عَنْ الٰهِنَا قَدِئْنَا بِمَا لَفَقْنَا اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ کہنے لگے، کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ تو ہمیں ہمارے معبودوں سے پھیر دے۔ اچھا اگر تو سچا ہے تو جس عذاب کا ہم سے وعدہ کرتا ہے اسے ہم پر لے آ۔“ اس پر حضرت ہود علیہ السلام نے جواب دیا: قَالَ اِنَّمَا اُعَلِّمُكُمْ عَنِ اللّٰهِ وَاُبَلِّغُكُمْ مَا اُرْسِلْتُ بِهِ وَلِيَكُنِّي اَوْكُمْ قَوْمًا تَهْتَفُوْنَ ۝ ہود نے کہا کہ اس کا علم تو صرف اللہ ہی کو ہے۔ اور میں تو تم کو صرف پیغام پہنچاتا ہوں۔ جو مجھ کو دیکر بھیجا گیا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ جہالت و نادانی کی باتیں کر رہے ہو۔“

(القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت ہود علیہ السلام نے قوم عاد پر عذاب کرنے سے پہلے کیا اعلان کیا تھا؟
جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۵۴ یا ۵۷ میں ہے: قَالَ اِنِّیْ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاُشْهِدُ اَنِّیْۤ اَبْرِئُ مِمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِهٖ فَاَکْیَدُوْنِیْ جَمِیْعًا اَنْتُمْ لَا تُنْظِرُوْنَ ۝ لَئِیْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّیْ وَرَبِّکُمْ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اَخِذْ بِنَاصِیَتِہَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُکُمْ مَا اُرْسِلْتُ بِهِ اِلَیْکُمْ ۝ وَتَسْتَخْلِیْفُ رَبِّیْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَیْئًا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی شَیْءٍ حَفِیْظٌ ۝ میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی سن لو اور گواہ رہو کہ میں ان چیزوں سے بالکل ہزار ہوں جن کو تم خدا کے سوا شریک قرار دیتے ہو۔ سو تم سب مل کر ہر طرح کا دوا استعمال کر لو اور مجھ کو ذرا بھی مہلت نہ دو لیکن میں نے اللہ پر توکل کر لیا

ہے۔ جو میرا مالک بھی ہے اور تمہارا بھی مالک ہے۔ روئے زمین پر جتنے چلنے والے ہیں سب کی چوٹی اس نے پکڑ رکھی ہے۔ یقیناً میرا رب صراطِ مستقیم پر چلنے سے ملتا ہے۔ پھر اگر اس بیانِ طبع کے بعد بھی تم راہِ حق سے پھرے رہو گے تو میں تو معذور سمجھا جاؤں گا۔ کیونکہ جو پیغام مجھ کو دے کر بھیجا گیا تھا وہ تم کو پہنچ چکا۔ اور تمہاری جگہ میرا رب دوسرے لوگوں کو زمین میں آباد کرے گا۔ اور اس کا تم کچھ نقصان نہیں کر رہے۔ یقیناً میرا رب ہی ہر شے کی نگہداشت کرتا ہے۔“

(القرآن - تفسیر مزینی - تفسیر مابدی - حصہ الانبیاء)

سوال: بتائیے قرآن پاک کی کن آیات میں قوم ہود کو عذاب دیئے جانے کا ذکر ہے؟
 جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۵۸-۹ میں ہے۔ وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُودًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَتِنَا وَنَجَّيْنَاهُمْ مِنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ۝ وَبَلَكَ عَادٌ حَتَفًا وَآيَاتٍ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهُ وَاتَّبَعُوا أَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ۝ اور جب اللہ کا حکم آپہنچا (عذاب نازل ہوا) ہم نے ہود علیہ السلام اور جو ان کے ہمراہ اہل ایمان تھے ان کو اپنی حمایت سے بچالیا اور ان کو ایک بہت ہی سخت عذاب سے بچالیا۔ اور یہ قوم عاد بھی جنہوں نے اپنے رب کی آیات کا انکار کیا اور اس کے رسولوں کا کہنا نہ مانا اور تمام تر ایسے لوگوں کے کہنے پر چلتے رہے جو ظالم اور ضدی تھے۔“ پارہ ۱۰ سورۃ توبہ آیت ۷۱ میں ہے: اَلَمْ يَأْتِيَهُمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَهُمْ مُّؤْمِنُونَ۔ ”کیا ان لوگوں کو (ان کے عذاب اور ہلاک ہونے کی) خبر نہیں پہنچی جو ان سے پہلے ہوئے ہیں۔ جیسے قوم نوح اور عاد اور ثمود۔“ پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۷۲ میں ہے: فَاتَّخِذْنِيْ وَمَعَ بَرَحْمَةٍ مِّنَّا رَقْعًا دَاوِبًا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِآيَاتِنَا وَمَا كَانُوْا مُّؤْمِنِيْنَ ۝ (غرض عذاب آیا) اور ہم نے ان کو اور ان کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچالیا اور ان لوگوں کی جزا کاٹ دی جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا۔ وہ ایمان نہ لانے والے تھے۔“ پارہ ۱۳ سورۃ ابراہیم آیت ۹ میں ہے: اَلَمْ يَأْتِيْكُمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَهُمْ مُّؤْمِنُونَ۔ ”کیا تم کو

ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں یعنی قوم نوح اور ثمود۔“ پارہ ۲۳ سورۃ المؤمن آیت ۳۱ میں ہے: **مِثْلُ ذَٰلِكَ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَثَمُودٌ**۔ ”مجھ کو تمہاری نسبت اور امتوں کے سے روز بدکا اندیشہ ہے (جیسا کہ قوم نوح اور عاد اور ثمود۔“ پارہ ۲۳ سورۃ حم السجد آیت ۱۳ میں ہے: **فَإِنِ اعْرَضُوا فَعُلْنَا لَهُمُ آيَةً فَاعْبُدُوا إِلَٰهَهُمْ**۔ ”پھر اگر یہ لوگ جھٹلائیں تو کہہ دیجئے کہ میں تم کو ایسی آفت سے ڈراتا ہوں جیسی عاد و ثمود پر آفت آئی تھی۔“ پارہ ۲۷ سورۃ القمر آیت ۱۸ میں ہے: **كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ**۔ ”عاد نے اپنے پیغمبر کی تکذیب کی سودیکھو۔ میرا عذاب اور ڈرانا کتنا ہوا؟“۔

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کی بڑھتی ہوئی تافرانوں پر کیا بدعا فرمائی؟
جواب: جب قوم عاد بنے اللہ اور اللہ کے نبی کے احکامات سے زور و روانی کی۔ اللہ کے نبی کی تکذیب کی اور ان کا مذاق اڑایا اور پھر قحط کے باوجود استغفار نہیں کیا تو حضرت ہود علیہ السلام نے اپنے اللہ سے مدد طلب کی۔ پارہ ۱۸ سورۃ ی المؤمنون آیت ۳۹-۴۰ میں ہے: **قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ**۔ **قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نَادِيُونَ**۔ ”پیغمبر نے دعا کی کہ اے میرے رب میرا بدلہ لے اس وجہ سے کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا۔ ارشاد ہوا کہ یہ لوگ عنقریب پشیمان ہوں گے۔“

(القرآن۔ تیسرے حصے۔ سارف القرآن۔ روح المعانی)

سوال: بتائیے حضرت ہود علیہ السلام کی قوم عاد پر کیا عذاب نازل ہوا؟
جواب: آخر اللہ کی طرف سے ان پر تیز ہوا اور طوفان کا عذاب آیا۔ وہ اسے بادل سمجھتے رہے۔ پارہ ۲۶ سورۃ الاحقاف آیت ۲۳ میں ہے: **فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَّتِهِمْ قَالَ هَٰذَا عَارِضٌ مُّمْطَرٌ**۔ ”پھر جب انہوں نے اس عذاب کو (بارش) کی صورت میں (اپنے میدانوں) (دادیوں) کی طرف آتے دیکھا تو کہنے لگے۔ یہ بادل ہے جو ہم پر برے گا۔“ ان کا یہ خیال غلط تھا کیونکہ ارشاد ہوا: **بَلْ هُوَ مَا**

سَتَجِدُنَهُمْ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ تَذِيقُ كُلِّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا فَأَصْحَوْا وَلَا يُرَىٰ إِلَّا مَسْكِنُهُمْ ۚ كَذَلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ۝ ”بلکہ یہ وہ عذاب ہے جس کی تم جلدی کیا کرتے تھے۔ یہ ایک سخت آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے۔ یہ آندھی ہر ایک چیز کو اپنے رب کے حکم سے درہم برہم کر دے گی۔ چنانچہ وہ ایسے ہو گئے کہ ان کے گھروں کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ ہم مجرموں کو اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں۔“ پارہ ۲۷ سورۃ القمر آیت ۱۹ میں ہے: إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمٍ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ۝ تَنْزِعُ النَّاسَ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعٍ ۝ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذْرٍ ۝ ”ہم نے ان پر ایک تند ہوا بھیجی ایک دواہی منخوس دنوں میں۔ وہ ہوا لوگوں کو اس طرح اکھاڑ اکھاڑ کر پھینکتی تھی کہ گویا وہ اکھری ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں۔ سو میرا عذاب اور ڈرانا کیسا ہوا؟“ پارہ ۲۳ سورۃ حم السجدہ میں بتایا گیا ہے: فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي أَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّدِبْقَتِهِمْ ۚ عَذَابُ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ ”پھر ہم نے ان پر ان دنوں میں جو ان کے حق میں منخوس تھے سخت تیز و تند ہوا بھیجی تاکہ ہم ان کو اسی دنیاوی زندگی میں رسوائی کے عذاب کا مزہ چکھائیں۔“ پارہ ۲۹ سورۃ الحاد آیت ۷۶ میں ہے: وَأَمَّا عَادُ فَاهْلَكُوهَا ۚ رِيحٌ صَرْصَرًا عَلَيْهِمْ ۝ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَتَلَيَنَّ آيَامَ حُسُومًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَىٰ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝ فَهَلْ تَرَىٰ لَهُمْ مِنْ بَاقِيَةٍ ۝ ”اور عاد جو تھے سو وہ ایک تیز و تند ہوا سے ہلاک کئے گئے جس کو اللہ تعالیٰ نے ان پر سات رات اور آٹھ دن متواتر مسلط کر دیا تھا۔ سو (اگر تو اس وقت وہاں موجود ہوتا) تو اس قوم کو دیکھتا کہ گویا وہ گری ہوئی کھجوروں کے تنے پڑے ہیں۔ سو کیا تجھ کو ان میں کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے۔“ پارہ ۲۷ سورۃ الذریت آیت ۴۱-۴۲ میں ہے: وَفِي عَادٍ إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَاقِبَةَ ۚ ”اور عاد کی قوم کا عذاب بھی ہماری ایک نشانی ہے جب کہ ہم نے ان پر ایک تیز بانجھ (بے فائدہ) ہوا بھیجی۔“ مَا تَلَوْ مِنْ شَيْءٍ

عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلْنَاهُ كَالرَّمِيمِ۔ ”جس چیز پر گزرتی تھی اسے انبا کر چھوڑتی تھی جیسے کوئی چیز گل کر ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے۔“ اور پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۶۰ میں فرمایا: لَا بَعْدَ لِعَادٍ قَوْمِ هُودٍ ”خدا کی رحمت سے قوم ہود محروم ہے۔“ (القرآن۔ تفسیر مزنی۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر حلی)

سوال: بتائیے حضرت ہود علیہ السلام اور ان کی قوم عاد کا ذکر قرآن پاک کی کن آیات میں آیا ہے؟

جواب: پارہ ۸ سورہ الاعراف آیات ۶۵ تا ۷۲ پارہ سورہ التوبہ آیت ۷۰ پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۵۰ تا ۶۰ پارہ ۱۳ سورہ ابراہیم آیت ۹ پارہ ۱۷ سورہ الحج آیت ۳۲ پارہ ۱۸ سورہ المؤمنون آیت ۳۱ پارہ ۴ سورہ حم السجدہ آیت ۱۳ تا ۱۶ پارہ ۲۷ سورہ النجم آیت ۵۰ پارہ ۲۷ سورہ القمر آیت ۱۸ تا ۲۱ پارہ ۲۹ سورہ الحاقة آیت ۳ تا ۶ پارہ ۲۹ سورہ النجم آیت ۸۶۔ (القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کے کافروں کو ہلاک کر دیا لیکن حضرت ہود علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو کیسے بچایا؟

جواب: قرآن مجید میں ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے مومنوں کو عذاب سے محفوظ رکھا گیا۔ پارہ ۸ سورہ الاعراف آیت ۷۲ میں ہے: فَانْجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا۔ ”ہم نے ان کو اور ان کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچالیا۔“ پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۵۸ میں ہے: نَجَّيْنَا هُودًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا وَنَجَّيْنَاهُمْ مِنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ۔ ”ہم نے ہود اور جو اہل ایمان ان کے ہمراہ تھے ان کو اپنی عنایت سے بچالیا۔ اور ان کو ایک بہت ہی سخت عذاب سے بچالیا۔“ (القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت ہود علیہ السلام کا ذکر قرآن پاک کی تین سورتوں الاعراف، شعراء اور ہود میں زیادہ تفصیل سے سات مختلف جگہوں پر آیا ہے۔ بتائیے قوم عاد کا ذکر کتنی سورتوں میں آیا ہے؟

جواب: دس سورتوں میں عاد کا ذکر براہ راست آیا ہے جبکہ دوسورتوں میں بعض مفسرین اور مؤرخین کہتے ہیں کہ قوم عاد کا ذکر ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ قوم ثمود کا ذکر ہے۔

(القرآن - قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا - قصص القرآن - تذکرۃ انبیاء کرام)

سوال: حضرت ہود علیہ السلام کے نام سے بھی قرآن پاک میں ایک سورۃ ہے۔ بتائیے کس پارے میں؟

جواب: یہ سورۃ قرآن پاک کے گیارہویں پارے یعنی رول اور بارہویں پارے وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِيهِ - (القرآن - فتح المید - تفسیر ماحدی)

سوال: حضرت ہود علیہ السلام کے زمانے میں شداد نے جو جنت بنائی تھی اس کا نام بتادیجئے؟

جواب: اسے باغ ارم کہا جاتا ہے۔ اس کا ذکر قرآن پاک میں بھی ہے۔

(القرآن - قصص القرآن - سیرت انبیاء کرام)

سوال: سورۃ الشعراء میں قوم ہود کے کمالات کا ذکر کس انداز سے کیا گیا ہے؟

جواب: پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۱۲۸ - ۱۲۹ - ۱۳۰ میں۔ حضرت ہود علیہ السلام کی زبان سے کہا گیا ہے: اَتَّبِعُونَ بِكُلِّ رِيعٍ آيَةً تَعْبَثُونَ ۝ وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلَدُونَ ۝ وَاِذَا بَطُلْنَسُمْ يُطْشَنُ جَبَّارِينَ ۝ ”کیا تم ہر اونچے مقام پر ایک یادگار کے طور پر اونچی عمارت نہیں بناتے ہو جس کو محض فضول بناتے ہو۔ اور بڑے بڑے محل بناتے ہو۔ جیسے دنیا میں تم کو ہمیشہ رہنا ہے۔ اور جب کسی پر دار و گیر کرنے لگتے ہو تو بالکل جابر بن جاتے ہو۔“

(القرآن - بیان القرآن - فتح المید - تفسیر ماحدی)

حضرت ہود علیہ السلام اور احادیث نبوی ﷺ

سوال: عرب کی قدیم قومیں بارش کی طلب کے لیے بیت اللہ میں دعا مانگتی تھیں۔ قوم عاد نے کیا طریقہ اختیار کیا؟

جواب: مفسرین کا کہنا ہے کہ قوم عاد پر تین سال قحط سالی کا عذاب نازل رہا۔ اور وہ مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔ اس وقت حرم کعبہ کے ارد گرد قوم عمالیق مقیم تھی جو عملیق بن لاؤ ذبن سام بن نوح کی اولاد تھی۔ اور اس وقت ان کا سردار معاویہ بن بکر تھا اور معاویہ کی والدہ قوم عاد سے تھی جس کا نام جلیذہ بنت خیبری تھا۔ قوم عاد نے بھی ستر آدمیوں کا وفد اپنی قوم کے لیے طلب بارش کی دعا مانگنے بیت اللہ کی طرف بھیجا۔ یہ وفد مکہ سے باہر معاویہ بن بکر کے ہاں ٹھہر گیا۔ یہ لوگ ایک مہینے تک شراب نوشی اور عیش و عشرت میں مصروف رہے اور اپنا مقصد بھول گئے۔ معاویہ بن بکر نے آخر کچھ اشعار میں ان کو متنبہ کیا تو انہیں خیال آیا۔ اور پھر حرم کی طرف کھڑے ہو کر دعا مانگی۔ دعا کرانے والا بڑا قیل بن عذر تھا۔ اللہ نے ان پر تین رنگوں کے بادل بھیج دیئے۔ سفید، سرخ اور سیاہ۔ پھر کسی غیبی نے ندا دی کہ ان میں سے کوئی ایک منتخب کر لو۔ قیل نے کہا میں سیاہ بادل منتخب کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ خوب بارش برسانے والا ہے۔ ندا دی نے آواز دی کہ تو نے ہلاکت و تباہی والا بادل پسند کیا ہے۔ تم نے قوم عاد میں سے کسی فرد کو نہیں چھوڑا۔ سوائے ہولوینہ ہرمہ کے (کیونکہ یہ مکہ میں مقیم تھے)۔ راوی کہتے ہیں کہ یہی عاد آخری یعنی دوسرے عاد تھے جو بعد میں ہلاک ہوئے)۔ اور اللہ نے سیاہ بادلوں کو قوم عاد کی طرف دھکیل دیا جو قیل بن عذر نے منتخب کیے تھے۔ حالانکہ ان میں ہولناک عذاب تھا جس کا ذکر سورہ اہتاف میں ہے۔ حضرت ہود علیہ السلام اپنے ساتھیوں کو لے کر خطیرہ نامی بستی میں مقیم ہو گئے تھے اور ان کو اللہ نے عذاب سے بچالیا۔ حضرت ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ کا قول بھی ہے کہ وہ ہوا سخت ٹھنڈی اور ہلاکت خیز یعنی سخت طوفانی تھی۔ قرآن میں ہے کہ سات راتیں اور آٹھ دن آندھیاں تباہی مچاتی رہیں۔ مفسرین کے بقول پہلا دن جمعہ کا تھا۔ بعض کے بقول بدھ کا دن تھا۔ یہ طوفان ان کے محلات، غاروں اور گھائیوں تک پہنچ گیا۔ (مسند احمد - ترمذی - حصہ الانبیاء)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے ہواؤں سے مدد ملنے کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ”میری بادشاہ (خوشگوار ہوا) کے ساتھ مدد فرمائی گئی اور قوم عاد پیچھے والی (ہلاکت خیز) ہواؤں سے ہلاک کیے گئے۔“ (صحیح بخاری۔ مجمع مسلم۔ حصہ الانبیاء۔ ابن کثیر)

سوال: فرمان رسول ﷺ کے مطابق قوم عاد پر کس قسم کی ہوا بھیجی گئی تھی؟ حضور ﷺ بارش اور آندھی کے وقت کیا فرمایا کرتے تھے؟

جواب: حضرت ابن عباس اور ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ آندھی جس کے ذریعے قوم سے عاد ہلاک کی گئی۔ اللہ نے ان پر اعلیٰ جتنی جگہ کے مثل ہوا کھولی تھی۔ پس وہ ہوا پہلے دیہاتوں میں گئی اور وہاں کے لوگوں اور مویشیوں اور مالوں کو اٹھایا اور آسمان وزمین کے درمیان لے گئے عاد کے شہریوں نے یہ منظر دیکھا تو کہنے لگے یہ تو بادل ہے جو ہم پر برسات کرے گا۔ پھر آندھی نے ان دیہات والوں کو شہروں پر پہنچ دیا۔“ (بعض محدثین نے اس حدیث کو مرفوع کہا ہے)۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کبھی بادل دیکھ لیتے یا آندھی دیکھ لیتے تو چہرہ مبارک کا رنگ خیر ہو جاتا۔ آپ فرماتے اے عائشہؓ مجھے اطمینان نہیں ہے کہ اس میں کہیں عذاب نہ ہو اس لیے کہ قوم ہود بھی آندھی سے ہلاک ہوئی تھی۔ (صحیح مسلم۔ صحیح بخاری۔ ترمذی۔ ابن ماجہ)

حضرت ہود علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: حضرت ہود علیہ السلام مشہور نبی ہیں۔ انہیں قوم عاد کے لیے مبعوث فرمایا گیا۔ ان کا نسب نامہ بتادیتے؟

جواب: آپ کا نسب نامہ دو طرح سے بیان کیا گیا ہے۔ پہلا نسب نامہ ہے: ہود بن شالخ بن ارفخند بن سام بن نوح علیہ السلام۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے: عابر یعنی ہود بن شالخ بن ارفخند بن سام بن نوح علیہ السلام۔ دوسرا نسب نامہ ہے: ہود بن عبد اللہ بن رباح الجارود بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام۔

(تاریخ طبری۔ تفسیر ابن کثیر۔ حصہ الانبیاء)

سوال: قبیلے عاد سے تعلق رکھنے والے نبی حضرت ہود علیہ السلام کا تعلق کس علاقے سے تھا؟
 جواب: قبیلہ عاد عوص بن سام بن نوح علیہ السلام سے تھا اور یہ اعرابی یعنی دیہاتی لوگ تھے۔
 اور پہاڑیوں اور ٹیلوں کی گھاٹیوں میں رہا کرتے تھے۔ اور یہ علاقہ یمن میں تھا۔ جو عمان اور حضرموت کے درمیان ہے اور اس کو فخر کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ اس قبیلے کی وادی کا نام مغیش تھا۔ یہ ایسے خیموں میں رہتے تھے جو بھاری اور مضبوط ستونوں پر لگائے گئے تھے۔ بعض محققین کے مطابق ارض احناف قوم عاد کا مرکزی مقام تھا جبکہ بعض کہتے ہیں کہ عاد کی آبادی عرب کے سب سے بہترین حصے حضرموت اور یمن میں خلیج فارس کے ساحلوں سے لے کر حدود عراق تک پھیلی ہوئی تھی اور یمن ان کا دارالسلطنت تھا۔ احناف حضرموت کے شمال میں ہے۔ اس کے مشرق میں عمان اور شمال میں رعب انعمالی ہے جہاں آجکل ریت کے ٹیلوں کے سوا کچھ نہیں۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ علاقہ پہلے سے رحلا تھا یا قوم عاد کی بربادی کے بعد ہوا۔

(تھم الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: سرخ و سفید رنگ والے دراز قد اور پروتار شخصیت والے نبی حضرت ہود علیہ السلام قوم عاد کی معزز شاخ غلود سے تعلق رکھتے تھے۔ قوم عاد کے بارے میں مفسرین و مؤرخین کی کیا رائے ہے؟

جواب: عاد عرب کے قدیم قبیلے کے صاحب جبروت افراد تھے۔ عرب کے یہ باشندے اپنے وطن سے شام، مصر اور بابل چلے گئے اور اپنی حکومتیں بنالیں۔ انہی کی مختلف جماعتوں کو عاد، خود، طسم اور جدیس کہا جاتا ہے۔ قرآن حکیم نے انہی اقوام کو عاد اولیٰ کہا ہے۔ عاد عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی بلند و بالا کے ہیں۔ دراز قد اور قوی الجثہ ہونے کی وجہ سے ان کا نام عاد پڑ گیا۔ قرآن مجید نے عاد کے ساتھ ارم کا لفظ بھی استعمال کیا ہے جس کے معنی بلند و مشہور کے ہیں اور انہی کو من بعد قوم نوح (قوم کے خلیفہ) بھی کہا ہے۔ مؤرخین کہتے ہیں کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام سے پہلے جو عرب تھے ان کو عرب عاربہ کہا جاتا تھا اور یہ بہت سے قبائل

تھے مثلاً عاد، ثمود، جرہم، طسم، جمیس، اسیم، مدین، عملاق، عہیل، جاسم، قحطان، بنو یقطن وغیرہ۔ اس کے علاوہ وہ عرب جو عربوں میں داخل ہو کر عرب بنے وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کے لوگ تھے۔

(سیرت انبیاء کرام - قصص القرآن - تاریخ الانبیاء - قصص الانبیاء - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ہود علیہ السلام کی قوم عاد کس زمانے میں خطہ ارضی پر موجود تھی؟
جواب: قوم عاد کا زمانہ تقریباً دو ہزار سال قبل مسیح کا مانا جاتا ہے۔ اور قرآن مجید نے من بعد قوم نوح کہہ کر اس بات کی تصدیق کر دی ہے کہ یہ قوم حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے فوراً بعد کی ہے۔ سام بن نوح علیہ السلام کی نسل سے شام کی دوبارہ آبادی کے بعد اہم سامیہ کی ترقی کا دور قوم عاد سے شروع ہوا۔ اس قوم کا زمانہ حضرت نوح علیہ السلام سے تین چار سو سال بعد کا بتایا جاتا ہے۔

(قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا - قصص القرآن - تاریخ الانبیاء - قصص الانبیاء)

سوال: حضرت ہود علیہ السلام اور ان کی قوم کی زبان کون سی تھی؟

جواب: حضرت ہود علیہ السلام اور ان کی قوم کی زبان عربی تھی۔

(قصص الانبیاء - ابن کثیر - تذکرۃ الانبیاء - تاریخ الانبیاء)

سوال: حضرت ہود علیہ السلام کی قوم بھی بتوں کی پجاری اور مشرک تھی۔ بتائے ان کے بت کون سے تھے؟

جواب: بنیادی طور پر تو وہ قوم نوح کے پانچ بتوں وہ، سواع، یحوق، نسر اور یغوث کے علاوہ صدا، صمود اور ہتام (ہتمار) نام کے بتوں کی بھی پوجا کرنے لگے۔ مؤرخین کے مطابق قوم نوح کے بعد وہ پہلی قوم ہے جس نے بتوں کی پوجا شروع کی۔

(قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا - قصص القرآن - سیرت انبیاء کرام - تاریخ الانبیاء)

سوال: بتائے رعب و دبدبے میں قوم عاد کی کیا حیثیت تھی؟

جواب: ابن کثیر نے لکھا ہے کہ ان کا ایک فرد چٹان کو ہاتھ میں اٹھا کر دھن بیلہ پر مار دیتا تھا۔ اپنے دور میں یہ سب سے طاقتور قوم تھی اور بڑی قوت و شان و شوکت کی

مالک تھی۔ انہیں بڑے بڑے محلات، شاندار تفریح گاہیں۔ سبز باغات، چوپایوں کے گلے اور کثیر اولاد عطا کی گئی تھی۔ یہ لوگ محنتی اور جفاکش تھے۔ قد و قامت اور قوت جسمانی میں لامتناہی تھی اس لیے وہ خود کہا کرتے تھے کہ مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً کون ہے ہم سے زیادہ طاقتور۔

(قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا۔ سیرت انبیائے کرام۔ قصص القرآن۔ معارف القرآن)

سوال: حضرت ہود علیہ السلام کی بعثت کے وقت قوم عاد میں کیا برائیاں تھیں؟
جواب: کفر و شرک کے علاوہ وہ لوگ انبیاء علیہ السلام کو جھٹلاتے اور ان کی تضحیک کرتے۔ کمزور قوموں پر تشدد کرتے۔ انہوں نے خالق کائنات کی نافرمانی بلکہ کفر و انکار کی عادت اپنا رکھی تھی۔ (تفسیر النار۔ تیسرے القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: قوم ہود علیہ السلام کے علاقے کے بارے میں ایک سیاح کی تحقیق کیا ہے؟
جواب: ۱۸۴۳ء میں ایک سیاح اٹھاف کے ریگستانی علاقے میں جنوبی کنارے پر پہنچ گیا تھا۔ وہ کہتا ہے: ”حضرت موت شہر کے شمالی سطح مرتفع پر کھڑے ہو کر دیکھا جائے تو یہ صحرا کم و بیش ایک ہزار فٹ نشیب میں نظر آتا ہے۔ اس میں جگہ جگہ ایسے سفید قطعات ہیں کہ اگر ان میں کوئی چیز گر جائے تو وہ ریت میں غرق ہوتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ عرب کے صحرائین بھی ان صحراؤں میں جاتے ہوئے گھبراتے ہیں۔“
قوم عاد اسی علاقے میں آباد تھی۔ (سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت ہود علیہ السلام نے کتنی عمر میں وفات پائی اور قبر مبارک کے بارے میں مفسرین و مؤرخین کی کیا رائے ہے؟

جواب: قوم کی بربادی و تباہی کے بعد حضرت ہود علیہ السلام حضرت موت چلے گئے۔ چالیس سال مزید زندہ رہے اور باقی زندگی وہیں رہے اور انتقال فرما کر وہیں دفن ہوئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اثر منقول ہے کہ وہاں ان کی قبر سرخ نیلے پر ہے اور اس پر جھاؤ کا درخت ہے۔ اہل فلسطین کہتے ہیں کہ وہ فلسطین میں دفن ہوئے۔ وہاں ان کی قبر بھی ہے اور وہ ہر سال وہاں ان کا یوم وفات بھی مناتے ہیں۔ یہ بھی کہا

جاتا ہے کہ آپ نے چار سو چوٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ وادی برسوت کے قریب حضرت موت کے مشرقی حصے شہر ترمیم کے قریب آپ کا مزار ہے۔

(قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: بتائیے قوم عاد کا عرب قبائل سے کیا تعلق تھا؟

جواب: قوم عاد عرب کے قدیم قبیلے یا ام سامیہ کے صاحب اقتدار و قوت افراد کی جماعت سے تعلق رکھتی تھی۔ ان لوگوں کی مادری زبان عربی تھی۔ یہ قبیلہ اپنے علاقے سے نکل کر دور دراز کے علاقوں میں پھیل گیا۔ عرب مؤرخین انہیں ام باندہ یعنی برباد ہو جانے والے قبائل کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ قرآن پاک انہیں عاد ارم کہتا ہے۔ عاد ام سامیہ کا سب سے بڑا قبیلہ تھا جس کی ستر شاخیں تھیں۔ دنیا کی قدم ترین تہذیب کے یہی بانی تھے۔ حضرت نوح کے بیٹے سام کی وجہ سے ام سامیہ کہلاتے تھے۔ (تاریخ ارض القرآن۔ قصص القرآن۔ ترجمان القرآن)

سوال: حضرت ہود علیہ السلام کا نام عبر بھی ہے۔ بتائیے آپ کے زمانے میں شداد کون تھا؟

جواب: شداد بن عاد انتہائی دولت مند اور منکبر شخص تھا۔ ظلم و تشدد کرنا اور عیش پرستی اس کا شیوہ تھا۔ عاد حضرت نوح کی اولاد میں سے تھا اور قوم عاد کا جد اعلیٰ تھا۔ قوم نوح کی تباہی و بربادی کے ساتھ سو سال بعد اسے خلافت و حکومت ملی تھی۔ عاد کے دو بیٹے تھے شدید اور شداد۔ شدید سات سو برس حکومت کر کے مر گیا تو شداد حکمران بنا۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: حضرت ہودؑ نے شداد بن عاد کو حق کا پیغام دیا تو اس نے غضب ناک ہو کر کیا کہا؟

جواب: اس نے کہا تم مجھے بہشت کا لالچ دیتے ہو۔ میں نے اس کی صفت سنی ہے۔ ایسی بہت سی میں اس دنیا میں بھی بنا سکتا ہوں۔ مجھے تیرے رب کی جنت کی کوئی حاجت نہیں۔ (قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ آئینہ تاریخ)

سوال: شداد نے جو جنت بتائی تھی اس کا کیا حشر ہوا؟ اور شداد کو کیسے موت آئی؟

جواب: حضرت ہود علیہ السلام نے اسے سمجھانے کی کوشش کی مگر اس پر کچھ اثر نہ ہوا۔ پھر اللہ کے حکم سے حضرت عزرائیلؑ نے اس کی روح اس حالت میں قبض کر لی کہ اس کا ایک پاؤں گھوڑے کی رکاب میں تھا اور دوسرا باغ ارم (اپنی جنت) کی حد پر تھا۔ اسے اپنی بتائی ہوئی جنت میں داخل ہونے کا موقع نہ ملا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ وہ شداد کی بہشت کو اپنے اندر جذب کر لے۔ زمین نے فوراً اپنا پیٹ کھولا اور وہ اس میں دفن ہو گئی۔ (قصص القرآن - حصہ الانبیاء - تفسیر حنفی)

سوال: حضرت ہود علیہ السلام کے والد کا نام سلح تھا اور تعلق قوم عاد سے تھا۔ بتائیے آپ کا سلسلہ نسب کس پشت میں حضرت نوح علیہ السلام سے جاملتا ہے؟

جواب: پانچویں پشت میں آپ کا سلسلہ نسب حضرت نوح علیہ السلام سے جاملتا ہے جو اس طرح ہے: حضرت ہود بن سلح بن ارگسد بن سام بن نوح۔

(سیرت انبیاء کرام - قصص القرآن - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت ہود علیہ السلام نے کتنا عرصہ تبلیغ کی اور کتنی عمر میں وفات پائی؟

جواب: آپ نے قوم عاد میں پچاس سال تک حق کی تبلیغ کی اور تقریباً چار سو برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ (قصص الانبیاء - لابن کثیر - تاریخ الانبیاء - تفسیر ماجدی)

سوال: تورات میں حضرت ہود علیہ السلام کا نام عبر Eber آیا ہے۔ آپ قوم عاد پر عذاب کے کتنا عرصہ بعد تک زندہ رہے؟

جواب: قوم عاد پر مسلسل آٹھ دن اور آٹھ راتیں طوفان بادل باراں اور آندھی کا عذاب آیا جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام اور ان کے ایمان والے ساتھیوں کو بچا لیا۔ حضرت ہود علیہ السلام اس عذاب کے پچاس سال بعد تک زندہ رہے۔

(القرآن - تفسیر حنفی - تفسیر حنفی - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ہود کے زمانے میں کس شخص نے جنت بتائی تھی۔ جنت کا نام بتادیں؟

جواب: شداد نے ایک جنت بتائی تھی جس کا نام باغ ارم رکھا۔

(تاریخ الانبیاء - قصص القرآن - اردو انسائیکلو پیڈیا)

﴿سیدنا حضرت صالح علیہ السلام﴾

حضرت صالح علیہ السلام اور قرآن

سوال: حضرت صالح علیہ السلام بھی اللہ کے برگزیدہ بندے اور پیغمبر تھے۔ بتائیے آپ کو کسی قوم کی طرف بھیجا گیا؟

جواب: حضرت صالح علیہ السلام کو قوم ثمود کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا۔ اور وہ اسی قوم میں سے تھے۔ جیسا کہ پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۷۳ میں ہے: **وَالَّذِي نَسُودُ أَخَاهُمْ صَالِحًا**۔ اور ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح علیہ السلام کو بھیجا۔ اسی طرح پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۶۱ میں ہے: **وَالَّذِي نَسُودُ أَخَاهُمْ صَالِحًا**۔ اور ہم نے قوم ثمود کے پاس اُن کے بھائی صالح علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔ پارہ ۹ سورۃ الشعراء آیت ۱۲۱-۱۲۲ سے بھی پتہ چلتا ہے کہ قوم ثمود کی طرف حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا گیا۔ **تَخَذَبْتَ نَسُودَ الْفُجُورِ ۝ اذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ اَلَا تَتَّقُونَ ۝** قوم ثمود نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جبکہ ان سے ان کے بھائی صالح علیہ السلام نے فرمایا کیا تم (اللہ سے) نہیں ڈرتے۔

(القرآن۔ حصہ القرآن۔ تیسرا القرآن۔ فیما القرآن۔ تفسیر مزنی)

سوال: حضرت صالح علیہ السلام کو قوم ثمود کی طرف بھیجا گیا۔ بتائیے حضرت صالح علیہ السلام کا نام کتنی آیات میں آیا ہے؟

جواب: قرآن مجید کی مختلف صورتوں میں حضرت صالح علیہ السلام کا نام ۹۰ مقامات پر آیا ہے یا ان کا ذکر ملتا ہے۔ (القرآن۔ فتح المید۔ بیان القرآن۔ تفسیر مثنیٰ)

سوال: بتائیے قرآن پاک کی کن صورتوں میں کتنے مقامات پر حضرت صالح علیہ السلام کا نام آیا ہے؟

جواب: پارہ ۸ سورہ الاعراف میں ۳ مقامات پر یعنی آیت ۷۳، ۷۵ اور ۷۷ میں پارہ ۱۲ سورہ ہود میں ۳ مقامات پر یعنی آیت ۶۱-۶۲-۶۶-۸۹ میں پارہ ۱۹ سورہ الشعراء آیت ۱۳۲ میں پارہ ۱۹ سورہ النمل آیت ۳۵ میں حضرت صالح علیہ السلام کا ذکر ہے۔
(القرآن - قصص القرآن - سیرت انبیاء کرام)

سوال: بتائیے قوم ثمود یا اصحاب الحجر کا ذکر کن آیات میں آیا ہے؟
جواب: قوم ثمود کا ذکر ۱۰۹ مقامات پر حضرت صالح علیہ السلام کے نام کے ساتھ آیا ہے جبکہ ان کا زیادہ تر قصہ دس سورتوں میں بیان ہوا ہے۔ پارہ ۸ سورہ الاعراف آیت ۷۳-۷۴-۷۵ سورہ الفرقان آیت ۳۸ پارہ ۱۹ سورہ الشعراء آیت ۱۴۱-۱۵۸ پارہ ۱۹ سورہ النمل آیت ۳۵-۳۶-۳۷ پارہ ۲۰ سورہ القصص آیت ۲۳-۲۴-۲۵ سورہ العنکبوت آیت ۲۸ پارہ ۱۳ سورہ الحجر آیت ۸۰-۸۱-۸۲ پارہ ۲۳ سورہ ص آیت ۱۳-۱۴-۱۵ پارہ ۲۳ سورہ المؤمن آیت ۷۱ پارہ ۲۳ سورہ قم السجدہ آیت ۱۳-۱۴ پارہ ۲۶ سورہ ق آیت ۱۲ پارہ ۲۷ سورہ الزمر آیت ۳۳-۳۴-۳۵ پارہ ۲۷ سورہ النجم آیت ۵۱-۵۲ پارہ ۲۷ سورہ القمر آیت ۲۳-۲۴-۲۵ پارہ ۲۹ سورہ الحاقة آیت ۳-۴-۵ پارہ ۳۰ سورہ القمص آیت ۱۱-۱۵۔

(القرآن - تفسیر ابن کثیر - قصص القرآن - سیرت انبیاء کرام)

سوال: بتائیے حضرت صالح علیہ السلام اور ان کی قوم کا زمانہ کونسا ہے؟
جواب: حضرت صالح علیہ السلام حضرت ہود علیہ السلام کی وفات سے ایک سو سال بعد پیدا ہوئے اور قوم ثمود قوم عاد کے بعد ہوئی جیسا کہ قرآن حکیم میں پارہ ۸ سورہ الاعراف آیت ۷۳ میں ہے: "واذکروا اذ جعلکم خلفاء من بعد عاد۔ اور تم وہ وقت یاد کرو جب خدا نے تم کو قوم عاد کے بعد جانشین بنایا۔" اسی لئے اسے عاد ثانی بھی کہا گیا ہے۔ ثمود کا زمانہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بہت پہلے کا ہے اور ان کی بشت سے بہت پہلے یہ قوم ہلاک ہو چکی تھی۔ یہ قوم عاد کے باقی ماندہ لوگ تھے اور یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے ہی نیست و نابود ہو چکے تھے۔
(القرآن - قصص الانبیاء - تذکرۃ الانبیاء - قصص القرآن)

سوال: بتائیے حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ثمود کو کون سے کمالات حاصل تھے؟

جواب: وہ فن سنگ تراشی میں مہارت رکھتے تھے۔ انہوں نے پہاڑوں کو کھود کر اپنے محل بنائے اور سنگ تراشی کے کمالات دکھائے وہ مال دار قوم تھی اور ان لوگوں کی دولت کی فراوانی کی وجہ سے پہاڑ کاٹ کر عمارتیں بنواتے اور سنگ تراشوں کو اجرت ادا کرتے۔ قرآن حکیم میں پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۷۴ میں حضرت صالح علیہ السلام کی زبان سے کہلویا گیا ہے تَخْرُجُونَ مِنْ سُهُُولِهَا فُصُورًا وَتَنْحِتُونَ الْجِبَالَ بُيُوتًا۔ ”زم زمین پر محل بناتے ہو اور پہاڑوں کو تراش تراش کر گھر بناتے ہو۔“ اور پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۱۳۹ میں ہے: وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا لِزُجَّجٍ۔ ”اور کیا تم پہاڑوں کو تراش تراش کر اتراتے ہوئے (نخر کرتے ہوئے) مکان بناتے ہو۔“

(انقرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر عزیزی۔ حصہ القرآن)

سوال: قرآن حکیم میں قوم ثمود کا مذہب کیا بیان کیا گیا ہے؟

جواب: سنگ تراش اور مکانات کی تعمیر میں قوم ثمود نے اس حد تک ترقی کرنی تھی کہ آخر پتھروں کے بت تراشنے شروع کر دیے اور آخر یہ بھی قوم عاد کی طرح بت پرست بن گئے۔ انہوں نے خدائے واحد کے علاوہ بہت سے معبودان باطل کی پرستش شروع کر دی۔

(انقرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ حصہ الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: بتائیے اللہ تعالیٰ نے قوم ثمود کو کون سی نعمتیں عطا فرمائی تھیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے ان کو باغات، چشموں، کھیتوں اور نکلتانوں کا مالک بنایا۔ ان کو اولاد اور مال مولیٰ عطا کئے۔ پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۱۳۹ میں ہے: وَزُودُجٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضْبٌ۔ ”وہ نعمتیں یہ ہیں کہ باغوں میں اور چشموں میں اور کھیتوں میں اور ٹھکوروں میں جن کے خوشے نرم اور بھرے ہوئے ہیں۔“

(انقرآن۔ ترجمان القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت صالح علیہ السلام نے قوم ثمود کو کیا تبلیغ کی؟

جواب: حضرت صالح علیہ السلام نے دوسرے پیغمبروں کی طرح اپنی قوم کو مختلف طریقوں سے وعظ و نصیحت کی۔ ان کو اللہ تعالیٰ کے احسانات یاد دلانے اور قوم عاد کی تباہی اور بربادی سے بھی آگاہ کیا۔ پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۷۳ میں ہے: **فَقَالَ يٰقَوْمُ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهِ غَيْرُهُ** ”انہوں نے فرمایا: اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں۔“ پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۶۱ میں ہے: **فَقَالَ يٰقَوْمُ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهِ غَيْرُهُ هُوَ اَنْشَأَكُمْ مِنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تَوْبُوْا اِلَيْهِ** ”انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا: ”اے میری قوم تم صرف اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں۔ اس نے تم کو زمین سے پیدا کیا اور تم کو اس میں آباد کیا۔ تم اپنے گناہ معاف کراؤ۔ پھر اس کی طرف متوجہ رہو۔“ پارہ ۱۸ سورۃ المؤمنون آیت ۳۱-۳۲ (اس میں قوم عاد بھی مراد لیا جاتا ہے اور قوم ثمود بھی) میں ہے: **اَنْ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهِ غَيْرُهُ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ** ”ان پیغمبر نے کہا کہ تم لوگ اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ کیا تم شرک سے ڈرتے نہیں ہو۔“ پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۱۴۲-۱۴۵ میں ہے: **اَذْقَالَ لَّهُمْ اخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَّا تَتَّقُوْنَ اِنِّىْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اٰمِيْنَ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوْا مَا اَمْسَلَكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِىْ اِلَّا عَلَى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ** ”جبکہ ان سے ان کے بھائی صالح علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم (اللہ سے) ڈرتے نہیں ہو۔ میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں۔ سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں تم سے اس پر کچھ صلہ نہیں چاہتا۔ بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمے ہے۔“ پارہ ۲۳ سورۃ حم السجدہ آیت ۱۳ میں قوم عاد اور ثمود کے بارے میں بتایا گیا ہے: **اِذْ جَاءَهُمْ الرُّسُلُ مِنْ بَنِيْ اٰدَمَ عَلَيْهِمُ السَّلٰمُ وَرَبُّهُمْ اِلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ** ”جبکہ ان کے پاس ان کے آگے سے بھی اور ان کے پیچھے سے بھی (پہلے اور بعد میں) پیغمبر آئے اور کہا کہ اللہ کے سوا کسی کی مت عبادت کرو۔“

(القرآن - تفسیر ماحدی - تفسیر القرآن - فتح الملیہ - ضیاء القرآن)

سوال: حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے توحید کا پیغام دینے پر ان سے کیا سلوک کیا؟
 جواب: تمام نبیوں کی قوموں کی طرح ان کی قوم نے بھی انہیں جھٹلایا۔ پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۷۵-۷۶ میں ہے: **قَالَ الْعَالَمِينَ اَلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتُضُوْا لِمَن اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّا صٰلِحٌ مَّرْسَلٌ مِّن رَّبِّهِ ط قَالُوْا اِنَّا بِنَا اُرْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُوْنَ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا اِنَّا بِالَّذِيْ اٰمَنْتُمْ بِهِ كٰفِرُوْنَ ۝** ان کی قوم میں جو تکبر سردار تھے انہوں نے غریب لوگوں سے جو کہ ان میں سے ایمان لے آئے تھے پوچھا کہ کیا تم کو اس بات کا یقین ہے کہ صالح علیہ السلام اپنے رب کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا بیشک ہم تو اس پر پورا یقین رکھتے ہیں جو ان کو دے کر بھیجا گیا ہے۔ وہ تکبر لوگ کہنے لگے کہ جس چیز پر تم یقین رکھتے ہو ہم تو اس کے منکر ہیں۔“ پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۶۲ میں بتایا گیا ہے: **قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِىْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَا اَتَنْهٰنَا اَنْ نَّعْبُدَ اِلٰهًا اَوْ اِنَّا لَنَفِىْ شَكٍّ مِّمَّا اَدْعُوْنَ اِلَيْهِ مُرِيبٌ ۝** وہ کہنے لگے کہ اے صالح تم تو اس سے قبل ہم میں ہونہار (عقلمند) تھے (تم سے کئی طرح امیدیں رکھتے تھے) کیا تم ہم کو ان چیزوں کی عبادت سے منع کرتے ہو جن کی عبادت ہمارے بڑے کرتے آئے ہیں۔ اور جس دین کی طرف ہم کو بلا رہے ہو واقعی ہم تو اس کی طرف سے شبہ میں ہیں۔“ پارہ ۱۸ سورۃ المؤمنون آیت ۲۳ میں ہے: **وَقَالَ الْعٰلَمِيْنَ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰلِهٰٓئِ الْاٰخِرَةِ وَاٰتَرَفْنٰهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ بَا۟تِلٌ مِّمَّا نَا كْفُرُوْنَ مِنْهُ وَبَشَرٌ مِّمَّا نَشْرِبُوْنَ ۝** اور ان (تفسیر کی بات سن کہ) ان کی قوم میں جو رکیں تھے جنہوں نے (اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ) کفر کیا تھا اور آخرت کو جھٹلایا تھا اور ہم نے ان کو دنیاوی زندگی میں عیش بھی دیا تھا، کہنے لگے کہ یہ تو تمہاری طرح کے ایک آدمی ہیں۔ یہ وہی کھاتے ہیں جو تم کھاتے ہو اور

وہی پیتے ہیں جو تم پیتے ہو۔“ پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۱۵۲ تا ۱۵۳ میں ہے: **قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ۝ مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا فَأْتِ بِآيَةٍ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِينَ ۝** ان لوگوں نے کہا، تم پر کسی نے جادو کر دیا ہے۔ تم بس ہماری طرح کے آدمی ہو (اور آدمی نبی نہیں ہوتا) سو کوئی معجزہ پیش کرو اگر تم دعویٰ نبوت میں سچے ہو۔“ پارہ ۲۷ سورۃ القمر میں ہے: **كَذَبْتَ ثَمُودُ بِالثُّورِ ۝ فَقَالُوا ابْشِرْنَا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهُ إِنَّا إِذَا تَلَفْنَا ضَلَلْنَا ۝ وَسُيِّرَ ۝ أَلْفَيْ الذِّكْرِ عَلَيْهِ مِنْ يَتَنَابِلُ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ ۝** ثمود نے بھی پیغمبروں کی تکذیب کی۔ اور کہنے لگے کیا ہم ایسے شخص کا اتباع کریں گے جو ہماری جہنیں کا ہے۔ اور اکیلا ہے۔ تو اس صورت میں ہم بڑی غلطی اور جنوں میں پڑ جائیں گے۔ کیا ہم سب میں اسی پر وحی آئی تھی۔ بلکہ یہ بڑا جھوٹا اور بڑا سخی باز ہے۔“ پارہ ۲۳ سورۃ حم السجدہ کی آیت ۱۳ میں ہے (بعض مفسرین کے نزدیک عاد اور ثمود دونوں) ہے: **قَالُوا لَوْ شَاءَ رَبُّنَا لَأَنزَلْنَا مِنَّا آيَةً مِّنَ السَّمَاءِ وَلَهُمْ آلِهَةٌ ۝** انہوں نے جواب دیا کہ اگر ہمارے پروردگار کو منظور ہوتا (کہ کسی کو پیغمبر بنا لیں) تو فرشتوں کو بھیجتا۔ سو ہم اس سے بھی منکر ہیں جس کو دے کر تم پیغمبر مگے ہو۔“ پارہ ۳۰ سورۃ الفس آیت ۱۱ میں ہے: **كَذَبْتَ ثَمُودُ بِطُغْيَانِهِ ۝** ”تو ثمود نے اپنی شرارتوں کے باعث حضرت صالح علیہ السلام کی تکذیب کی۔“

(الفرآن۔ تیسرا القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر ماجدی)

سوال: حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے ان سے کیسی نشانوں اور معجزے کا مطالبہ کیا؟
جواب: ہر نبی سے اس کی قوم نے نشانیاں طلب کیں اور معجزے دکھانے کا مطالبہ کیا۔ اسی طرح حضرت صالح علیہ السلام سے بھی قوم ثمود نے جو کہا اس کا ذکر قرآن مجید نے کیا ہے: پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۱۵۳ میں ہے کہ کافروں نے کہا: فاسات باباۃ ان کنت من الصّٰدِقین ۝ ”سو کوئی معجزہ پیش کرو۔ اگر تم اپنے (دعویٰ نبوت میں) سچے ہو۔“ قوم نے حضرت صالح علیہ السلام سے کہا کہ اگر آپ اپنے دعوے میں

سچے ہیں تو سامنے والے پہاڑ سے اونٹنی نکال کر دکھادیں۔

(القرآن۔ فتح الحمید۔ روح المعانی۔ روح البیان۔ قصص الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کی دعا سے اونٹنی کا معجزہ دکھایا۔ یہ اونٹنی کیسی تھی؟

جواب: پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۷۳ میں ہے: **فَلَمَّا جَاءَ لَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ طَٰهَٰئِمٌ مِّنَ اللَّيْلِ لَكُمْ اٰيَةٌ**۔ ”تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک واضح دلیل آ چکی ہے۔ یہ اونٹنی ہے۔ اللہ کی جو تمہارے لئے دلیل ہے۔“ پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۶۴ میں ہے کہ جب اللہ کے حکم سے پہاڑ میں اونٹنی نکل آئی تو حضرت صالح علیہ السلام نے قوم سے کہا: **وَيَقُومُ طَٰهَٰئِمٌ مِّنَ اللَّيْلِ لَكُمْ اٰيَةٌ**۔ ”اور اے قوم، یہ اونٹنی ہے اللہ کی جو تمہارے لئے دلیل ہے۔“ اللہ نے قرآن مجید کی پارہ ۲۴ سورۃ القمر آیت ۲۷ میں حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا: **اِنَّا مُرْسِلُوۡا السَّٰفَۃَ فِیۡۤ اٰیۡتِنَا۟ لَكُمْ**۔ ”ہم اونٹنی کو نکالنے والے ہیں۔ ان کی آزمائش کیلئے۔“ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اونٹنی پہاڑ کی ٹھوس چٹان سے ٹکلی جو موٹی تازی اور گا بھن تھی۔ اس نے فوراً بچ بھی دیا۔ (القرآن۔ معارف القرآن۔ فتح الحمید۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: پہاڑ سے اونٹنی کو نکالنا حضرت صالح علیہ السلام کا ایک معجزہ تھا۔ بتائیے اس اونٹنی کے بارے میں کیا حکم ہوا؟

جواب: قرآن کریم کے پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۷۳ میں ہے: **فَقَذَرُوۡهَا تَاۡكُلُ فِیۡۤ اَرْضِ السَّوۡۤءِ وَلَا تَمْسُوۡهَا بِسُوۡءٍ فَاِذَا خُذَ کُھُ عَذَابُۢمُ الْاٰلِیۡنِ**۔ ”(یہ اونٹنی ہے اللہ کی جو تمہارے لئے دلیل ہے) اس کو چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھاتی پھرا کرے اور اس کو برائی کے ساتھ ہاتھ بھی مت لگانا کبھی تم کو درد ناک عذاب آ پکڑے۔“ پارہ ۱۲ سورہ ہود میں بھی اسی طرح حکم ہے: **فَقَذَرُوۡهَا تَاۡكُلُ فِیۡۤ اَرْضِ السَّوۡۤءِ وَلَا تَمْسُوۡهَا بِسُوۡءٍ فَاِذَا خُذَ کُھُ عَذَابُۢمُ الْاٰلِیۡنِ**۔ ”سو اس کو چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھاتی پھرا کرے اور اس کو برائی کے ساتھ ہاتھ بھی مت لگانا۔ کبھی تم

میں ایک باری تمہاری۔“ پارہ ۲۷ سورہ القمر آیت ۲۸ میں ہے: وَكَيِّنْهُمْ أَنَّ الْمَاءَ فِصْمَةٌ بَيْنَهُمْ كُلَّ شَرْبٍ مُّخْتَصِرٌ ۖ” ان لوگوں کو یہ بتا دینا کہ پانی (کنویں کا) ان میں بانٹ دیا گیا ہے ہر ایک باری پر باری والا حاضر ہوا کرے گا۔“ پارہ ۳۰ سورہ القمقس میں ہے: تِلَافَةُ اللَّحْمِ وَشَفِيْهُهَا ۖ” (صالح علیہ السلام نے فرمایا) اس اونٹنی سے اور اسی کے پانی پینے سے خبردار رہنا۔“

(القرآن۔ درمنثور۔ تفسیر ماجدی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے قوم ثمود نے اللہ کی اونٹنی کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

جواب: قوم کے سرداروں نے اونٹنی کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا اور پھر دو افراد نے اس پر حملہ کیا۔ قرآن پاک کے پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۷۷ میں ہے: فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ ۖ” پس انہوں نے اونٹنی کو مار ڈالا اور اپنے پروردگار کے حکم سے سرکش کی۔“ پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۶۵ میں ہے: فَعَقَرُوْهَا۔“ پس انہوں نے اونٹنی کو مار ڈالا۔“ پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۱۵۷ میں ہے: فَعَقَرُوْهَا۔“ پس انہوں نے اسے (اونٹنی کو) مار ڈالا۔“ پارہ ۳۰ سورۃ القمقس آیت ۱۴ میں ہے: فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا۔“ پس انہوں نے پیغمبر کو جھٹلایا پھر اس اونٹنی کو مار ڈالا۔“ اسی سورۃ کی آیت ۱۳ میں ہے کہ: إِذَا نَبَعَتْ أَشْفَعُهَا ۖ” اس قوم میں جو سب سے زیادہ بد بخت تھا وہ (اونٹنی کو قتل کرنے کیلئے) اٹھ کھڑا ہوا۔“ پارہ ۷۷ سورۃ القمر آیت ۲۹ میں ہے: فَتَنَّا دُؤَالًا صَا جِبْهُهُمْ فَعَقَا طَى فَعَقَرُوْهُ ۖ” پس انہوں نے اپنے ساتھی کو بلایا پس اس سے اونٹنی پر وار کیا اور اسے مار ڈالا۔“

(القرآن۔ فوائد مثالی۔ معارف القرآن۔ تفسیر مزبزی)

سوال: قوم ثمود نے اللہ کی اونٹنی کو قتل کر ڈالا تو اس کا بچہ چیخا ہوا پہاڑ پر چڑھ گیا۔ حضرت صالح علیہ السلام کو علم ہوا تو آپ نے فرمایا؟

جواب: قوم نے صالح علیہ السلام نے اونٹنی کو قتل کر کے خوشی کا اظہار کیا اور اس کا گوشت آپس میں بانٹ لیا۔ حضرت صالح علیہ السلام کو اس واقع کا علم ہوا تو بے حد افسوس

کا اظہار کیا۔ اور قوم سے کہا کہ وہ اللہ سے معافی مانگیں۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: قرآن کریم میں بتایا گیا ہے کہ قوم ثود میں ۱۹ افراد زیادہ شر پسند تھے۔ قوم کے سرداروں نے حضرت صالح علیہ السلام کے بارے میں کیا فیصلہ کیا؟

جواب: پارہ ۱۹ سورۃ نمل آیت ۲۸ میں ہے: وَكَانَ فِي الْمَدْيَنَةِ شُعَاطُؤُا رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ۝ قَالُوا اتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُتَّقُونَ ۝ قَالُوا اتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُتَّقُونَ ۝ اور (کافروں کے سرغنہ) اس بستی میں تو شخص تھے جو اس بستی میں اور آس پاس فساد کیا کرتے تھے۔ اور اصلاح نہ کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ آجیں میں سب (اس پر) اللہ کی قسم کھاؤ کہ ہم رات کے وقت صالحؑ اور ان کے اہل خانہ کو مار دیں گے پھر ہم ان کے داروں سے کہیں گے کہ ہم ان کے متعلقین کے بارے جانے کے وقت موجود نہ تھے اور ہم بالکل سچے ہیں۔“ (بعض مفسرین کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ قسم علامات عذاب ظاہر ہونے کے بعد کھائی) پھر فرمایا: وَمَكْرُؤًا مَسْكُورًا وَمَكْرُؤًا مَسْكُورًا ۝ لَا يَشْعُرُونَ ۝ اور انہوں نے ایک خفیہ تدبیر کی۔ اور ایک خفیہ تدبیر ہم نے کی۔ اور ان کو خبر بھی نہ ہوئی۔“ (القرآن۔ تفسیر القرآن۔ سارف القرآن۔ قصص القرآن)

سوال: قوم ثود نے حضرت صالح علیہ السلام سے کہا کہ تم جس عذاب کا کہتے ہو اسے آؤ۔ اس پر حضرت صالح علیہ السلام نے کیا جواب دیا؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۶۲-۶۳ میں ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام نے بہت پہلے قوم سے کہہ دیا تھا: قَالُوا بِقَوْمِ آوَاءٍ يُهْرَأُونَ ۝ كُنْتُ عَلَىٰ بَيْتِهِ مِنْ رَبِّي وَإِنِّي مِنَ رَحْمَةٍ مِّنْ يَّنْصُرُنِي مِنَ اللَّهِ إِنِّي خَشِيتُ ۝ قَالُوا تَزِيدُ بَدُوءَ نَبِيِّ غَيْرٍ تَخْسِيرًا ۝ اے میری قوم بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی جانب سے دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنی طرف سے رحمت (نبوت) عطا فرمائی ہو، سو میں اگر خدا کا کہنا نہ مانوں تو پھر مجھ کو خدا (کے عذاب) سے کون بچالے گا۔ تو تم تو

سراسر میرا نقصان ہی کر رہے ہو۔“ اس کے باوجود قوم نے ان کو جھٹلایا۔ اونٹنی کا مطالبہ کیا اور پھر اونٹنی کو ہلاک کر ڈالا۔ پھر جب اللہ کے عذاب کو دعوت دی تو حضرت صالح علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا وہ اگلی آیات میں ہے: فَقَالَ تَمَتُّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ۖ ذَٰلِكَ وَعَذَابُ غَيْرِي مُبْتَدُؤُهَا ۝ ”صالح“ نے کہا تم اپنے گھروں میں تین دن اور بسر کر لو۔ اور یہ ایسا وعدہ ہے جس میں ذرا جھوٹ نہیں۔“

(القرآن - تفسیر ابن کثیر - روح البیان - روح المعانی)

سوال: حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کو کتنے دن مہلت دی اور پھر عذاب کی آمد کی خبر دی؟

جواب: آپؑ نے اپنی قوم کو تین دن مہلت دی۔ وہ باز نہ آئے تو عذاب کی خبر دی جسے انہوں نے مذاق سمجھا۔ (القرآن - قصص القرآن - انبیاء کرام - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے اہل خانہ کے قتل کا منصوبہ کس طرح ناکام بنایا؟

جواب: حضرت صالح علیہ السلام کو قتل کرنے کے لئے جو جماعت گئی اللہ تعالیٰ نے ان پر سنگ باری کی۔ اور اپنے نبی اور اس کے گھر والوں کو بچالیا۔ اس طرح اللہ نے ان کی تدبیر کو ناکام کر دیا۔ (القرآن - قصص القرآن - انبیاء کرام - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت صالح علیہ السلام کی قوم پر کس قسم کا عذاب نازل ہوا؟

جواب: قرآن پاک کی مختلف سورتوں میں اس عذاب کا ذکر ہے۔ مگر عذاب کی مختلف تفسیرات یا وضاحتیں کی گئی ہیں۔ ایک زور دار آواز، چیخ، بجلی کی کڑک اور بادلوں کی سی گھن گرج تھی۔ پھر بقول زمخشری اسی کڑک سے زمین پر زلزلہ آ گیا یا مستقل طور پر دونوں عذاب کی صورتیں پیدا ہوئیں۔ یہ عذاب دہشت میں بہت شدید تھا۔ پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۷۸ میں ہے: فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جُثَثٍ ۝ ”پس آ پکڑا ان کو زلزلے نے سو اپنے گھروں میں اوندھے کے اوندھے پڑے رہ گئے۔“ پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۶۷ میں ہے: وَأَخَذَ الَّذِينَ

ظَلَمُوا الصَّيْحَةَ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جُثَيَيْنَ ۝ ”اور ان ظالموں کو ایک آواز نے آدیا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔“ پارہ ۲۳ سورۃ حم السجدہ آیت ۱۷ میں ہے: فَآخَذَتْهُمْ صَاعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُونِ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ ”پس ان کو عذاب سراپاؤں کی آفت نے پکڑ لیا ان کی بدکرداریوں کی وجہ سے۔“ پارہ ۲۷ سورۃ الذاریت آیت ۳۳ میں ہے: فَآخَذَتْهُمْ الصَّاعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُونَ ۝ ”سوان کو کڑک کے عذاب نے آلیا۔ اور وہ دیکھتے رہ گئے۔“ پارہ ۴۷ سورۃ القمر آیت ۳۱ میں ہے: إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَاحِدَةً فَكَانُوا كَجُثَيِّمٍ الْمُخْتَطِرِ ۝ ”ہم نے ان پر ایک آواز (جج)۔ چگھاڑ) مسلط کی سو وہ ایسے ہو گئے جیسے کانٹوں کی باڑ لگانے والے کی باڑ کا چوڑا۔“ پارہ ۱۳ سورۃ الحجر آیت ۸۳ میں ہے: فَآخَذَتْهُمْ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِينَ ۝ ”سوان کو صبح کے وقت سخت آواز نے آکھڑا۔“ پارہ ۲۹ سورۃ الحاقہ آیت ۵ میں ہے: فَاسْمَا تَمُودُ فَآخَذَتْهُمْ الصَّاعِقَةُ ۝ ”سو تمود کو ایک زور کی آواز سے ہلاک کر دیے گئے۔“

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام ان کے اہل خانہ اور دوسرے ایمان والوں کو بچایا قرآن مجید کی کس سورۃ میں بیان کیا گیا ہے؟

جواب: پارہ ۱۳ سورۃ ہود آیت ۶۶ میں ہے: فَجَعَلْنَا صَالِحًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بَرَحْمَةً مِنَّا۔ ”ہم نے صالح“ کو اور جو ان کے ہمراہ ایمان لائے تھے ان کو اپنی رحمت سے اس عذاب سے بچالیا۔“ پارہ ۱۹ سورۃ النمل آیت ۵۳ میں ہے: وَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝ ”اور ہم نے ایمان اور تقویٰ والوں کو نجات دی۔“ پارہ ۲۳ سورۃ حم السجدہ آیت ۱۸ میں ہے: وَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝ ”اور ہم نے (اس عذاب سے) ان لوگوں کو نجات دی جو ایمان لائے اور ہم سے ڈرتے تھے۔“

(القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: بتائیے قوم ثمود پر کیسی تباہی آئی اور کن لوگوں کو ہلاک کیا گیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے قوم ثمود پر عذاب نازل فرمایا تو صرف حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو محفوظ رکھا باقی پوری قوم ہلاک کر دی گئی۔ پارہ ۸ سورہ ہود آیت ۶۸ میں ہے: فَاصْبِرْ حَتَّىٰ دِيَارِهِمْ جُلُومٌ ۚ كَأَنَّهُمْ لَمَّا نَحْنُوا فِيهَا ط إِلَّا إِنَّا تَمُودًا كَفَرُوا رَبَّهُمْ ۚ أَلَا بُعْدًا لِّثَمُودَ ۚ (وہ اس طرح ہلاک ہوئے) جیسے کبھی ان گھروں میں بے ہی نہ تھے۔ خوب سن لو (قوم) ثمود نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا۔ خوب سن لو رحمت سے ثمود کو دوری ہوئی۔ پارہ ۱۸ سورہ المؤمنون آیت ۴۱ میں بتایا گیا ہے: فَجَعَلْنَاهُمْ غَنَاءً فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۚ (وہ سب ہلاک ہو گئے) پھر ہم نے ان کو خس و خاشاک کی طرح پامال کر دیا۔ سو خدا کی مار کافروں پر۔ پارہ ۹ سورہ النمل آیت ۵۳ میں فرمایا گیا ہے: وَأَنبَجِنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۚ (اور ہم نے ایمان اور تقویٰ والوں کو نجات دی۔) پارہ ۱۴ سورہ الحجر آیت ۸۳ میں ہے کہ جب اصحاب الحجر (قوم ثمود) کو آواز نے آ پکڑا اور وہ ہلاک ہو گئے۔ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۚ (سوان کے دنیاوی ہنران حکم کچھ کام نہ آئے۔) پارہ ۲۴ سورہ حم السجدہ آیت ۱۸ میں ہے: وَنَجِّنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۚ (اور ہم نے) (اس عذاب سے) ان لوگوں کو نجات دی جو ایمان لائے اور ہم سے ڈرتے تھے۔ پارہ ۲۷ سورہ النجم آیت ۵۱ میں ہے: وَثَمُودَ إِذْ فَصَحْنَاهُمْ ۖ فَمَا أَتَقَىٰ ۚ (اور ثمود کو بھی کہ ان میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑا) پارہ ۳۰ سورہ القصص آیت ۱۳ میں ہے: فَذَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ ۖ فَذَلَّوْا ۚ (تو ان کے پروردگار نے ان کے گناہوں کے سبب ان پر ہلاکت نازل فرمائی۔)

(القرآن - تفسیر ابن کثیر - فتح الحمید - تفسیر ماجدی)

سوال: حضرت صالح علیہ السلام کا ذکر سورہ ہود میں سب سے زیادہ یعنی ۳ مرتبہ آیا ہے۔

بتائیے سب سے پہلے آپ کا ذکر کس سورہ میں آیا؟

جواب: آپ کا ذکر سب سے پہلے سورہ الاعراف آیت ۷۵ میں آیا۔

(القرآن - قصص الانبیاء - سنن کثیر - انبیاء کرام)

سوال: حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کیا فرمایا؟

جواب: پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۷۶ میں ہے: آپ نے قوم ثمود کی ہلاکت کے بعد فرمایا:

يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَا تُحِبُّونَ
التَّصَوِّحَ ۝ اے قوم! بلاشبہ میں نے اپنے پروردگار کا پیغام تم تک پہنچا دیا اور تم
کو نصیحت کی۔ لیکن تم نصیحت کرنے والوں کو دوست ہی نہ رکھتے تھے۔ اس سے
پہلے آپ عذاب الہی کی آمد سے قبل اپنی قوم سے کہہ چکے تھے: تَمَتُّعُوا فِیْ
دَارِکُمْ ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ ۚ ذٰلِکَ وَعَدَیْكُمْ مَّكْذُوْبٌ ۝ (پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۶۵)
”اب تم تین دن اپنے گھروں میں آرام کرلو۔ یہ وعدہ (عذاب کا) جھوٹا نہ ہوگا۔“

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر خازن)

حضرت صالح علیہ السلام اور احادیث نبوی ﷺ

سوال: رسول اللہ ﷺ نے تبوک کو جاتے ہوئے دادی حجر سے گزرتے وقت کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک کو جاتے وقت حجر
سے گزرے جہاں ثمود کی تباہ شدہ اور ویران بستیاں تھیں تو صحابہ کرامؓ ثمود کے
کنوئیں سے پانی بھر کر آنا گوندھ کر روٹیاں تیار کرنے لگے اور پانی پینا شروع کر
دیا۔ جب آپ کو علم ہوا تو آپ نے پانی گرا دینے اور ہانٹیاں الٹ دینے اور آٹا
بیکار کر دینے کا حکم دیا۔ پھر ارشاد فرمایا: ”یہ وہ ٹہی ہے جس پر خدا کا عذاب ہوا۔ یہاں
نہ قیام کرو اور نہ یہاں کی کسی چیز سے فائدہ اٹھاؤ اور یہاں سے آگے چل کر پڑاؤ
ڈالو۔ ایسا نہ ہو کہ تم بھی کسی بلا میں مبتلا ہو جاؤ۔“

(مسند احمد۔ تذکرۃ الانبیاء۔ ترجمان القرآن۔ قصص القرآن)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے ایک دوسرے موقع پر تباہ شدہ بستیوں میں سے گزرنے کا
کیا طریقہ بتایا؟

جواب: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”تم حجر کی ان بستیوں میں سے خدا سے ڈرتے

ہوئے، عجز و زاری کرتے ہوئے اور روتے ہوئے داخل ہوا کرو۔ بلکہ بہتر تو یہ ہے کہ ان میں داخل ہی نہ ہوا کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بھی اپنی غفلت کی وجہ سے عذاب کی مصیبت میں گرفتار ہو جاؤ۔“ (مسند احمد - قصص القرآن - ترجمان القرآن - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے حضرت صالح علیہ السلام کی اذنی (ناقۃ اللہ) اور اس کے قاتلوں کا ذکر کس طرح فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ نے ایک مرتبہ دوران خطبہ حضرت صالح علیہ السلام کی اس اذنی کا ذکر فرمایا اور قاتلوں کا بھی نام لیا۔

سوال: بتائیے حدیث نبوی سے قوم ثمود کے کس شخص کا پتہ چلتا ہے جو عذاب کے وقت بچ گیا تھا؟

جواب: ابورغال کا ذکر حدیث میں ملتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ابورغال کی قبر کے پاس سے گزر ہوا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے پوچھا، جانتے ہو یہ قبر کس کی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ اور اللہ کر رسول ﷺ ہی جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ ابورغال کی قبر ہے۔ جو قوم ثمود کا ایک فرد تھا۔ جب قوم ثمود پر عذاب الہی نازل ہوا تو یہ شخص اس وقت سرزمین حرم میں تھا۔ حرم پاک کے احترام کی وجہ سے اس وقت تو یہ شخص عذاب سے محفوظ رہا۔ جب وہ حرم سے نکلا تو جو عذاب اس کی قوم پر آیا تھا اسی نے اس کو بھی آچکڑا۔ اور وہ ہلاک ہو گیا۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جب وہ دفن کیا گیا تو اس کے پاس سونے کی ایک سلاخ تھی وہ بھی دفن ہو گئی۔ یہ سن کر ان لوگوں نے اس کی قبر کھول دی۔ دیکھا تو سونے کی سلاخ موجود تھی۔ لوگوں نے اس کو نکال لیا۔ کہا جاتا ہے کہ اہل طائف ابورغال کی نسل سے ہیں۔ (ہو سکتا ہے حضرت صالح علیہ السلام پر ایمان لانے والوں میں ابورغال کی اولاد میں سے بھی کوئی ہو)

(روح المعانی - تذکرۃ الانبیاء - قصص القرآن - قصص الانبیاء)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے کن دو اشخاص کو سب سے زیادہ بد بخت قرار دیا؟

جواب: حضرت عمار بن یاسرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا، تم کو معلوم ہے کہ سب سے زیادہ بد بخت پہلی امتوں کا اور اس امت کا کون ہے حضرت علیؓ نے فرمایا، مجھے نہیں معلوم۔ آپ نے فرمایا: حضرت ہودؑ کے زمانے کا (قیدار) بن سالف جس نے اونٹنی کی کوئیں کاٹی تھیں۔ اور اس امت کا بد بخت شخص وہ آدمی ہے جو تیرے سر پر نکوار مارے گا۔ اور تیری ڈاڑھی اس خون سے رنگین ہوگی اور اسی نکوار سے تو شہید ہوگا۔“

(مسند امام احمد - تفسیر فتح القدیر - قصص الانبیاء)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا ذکر کرتے ہوئے کیا فرمایا تھا؟

جواب: عبد اللہ بن زمرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا پھر (صالح علیہ السلام کی) اونٹنی کا ذکر کیا اور جس نے اس کو قتل کیا تھا اس کا بیان کرتے ہوئے فرمایا: ”ان میں سب سے جڑا بد بخت کھڑا ہوا یعنی اونٹنی کو ذبح کرنے کے لیے ایک شخص کھڑا ہوا جو موذی تھا۔ وہ اپنی قوم میں سربراہ اور زور آور تھا جیسے ابو زمعد اپنی قوم میں ہے۔“

(مسند احمد - قصص الانبیاء)

سوال: ابن کثیر نے اپنی کتاب قصص الانبیاء میں قوم ثمود میں سے زندہ بچ جانے والی ایک لڑکی کا بھی ذکر کیا ہے۔ وہ کون تھی؟

جواب: اس کا نام کلبہ بنت سلق یا ذریعہ تھا۔ وہ حضرت صالح علیہ السلام کی بخت دشمن تھی۔ وہ تنگڑی تھی۔ جب قوم صالح پر عذاب آیا تو اس کی ٹانگیں ٹھیک ہو گئیں اور وہ اتر وقت اتنی تیزی سے بھاگی کہ عرب کے ایک قبیلے کے پاس پہنچ گئی اس نے جو کچھ دیکھا تھا اور ثمود پر جو عذاب نازل ہوا تھا سب کچھ بتا دیا پھر ان سے پانی مانگا۔ انہوں نے پانی دیا۔ پھر جب پانی پی لیا تو یہ بھی مر گئی۔ گویا اللہ نے اسے دوسری قوم کو بتانے کے لیے اتنی دیر زندہ رکھا۔ (قصص الانبیاء - ابن کثیر)

حضرت صالح علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: مشہور حافظ حدیث حضرت امام بغویؒ نے حضرت صالح علیہ السلام کا نسب نامہ کس طرح بیان کیا ہے؟

جواب: ان کے مطابق حضرت صالح علیہ السلام کا نسب نامہ اس طرح ہے: صالح بن عبید بن آسف بن مارث بن عبید بن صادر بن ثمود۔ (فصل الثانیہ)

سوال: بعض دوسرے مفسرین و مؤرخین کے خیال میں حضرت صالح علیہ السلام کا سلسلہ نسب کس طرح ہے؟

جواب: ابن کثیر نے حضرت صالح علیہ السلام کا نسب نامہ اس طرح بیان کیا ہے: صالح بن عبید بن آسف بن ماشع بن عبید بن حادر بن ثمود بن عامر بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام۔ مشہور تابعی حضرت وہب بن منبہ حضرت صالح علیہ السلام اور ثمود کے درمیان صرف دو واسطے نقل کرتے ہیں۔ صالح بن حابر بن ثمود۔

سوال: قوم شمود کے پیغمبر حضرت صالح علیہ السلام کا حسب و نسب بعض دیگر روایات سے بیان کریں؟

جواب: قرآن حکیم میں حضرت صالح علیہ السلام کے والد کا نام اور ان سے اوپر کا نسب بیان نہیں ہوا۔ علماء نسب کے نزدیک حضرت صالح علیہ السلام سے ثمود تک جو نسب بیان کیا جاتا ہے وہی رائج ہے۔ اور ثمود سے حضرت نوح علیہ السلام تک بھی دو مختلف قول ہیں جن میں ثمود بن عامر بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام شامل ہیں۔ ان کا یہ نسب نامہ بھی بتایا جاتا ہے: صالح بن عبید بن اسف بن مالخ بن عبید بن حاذر بن ثمود بن عامر بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام۔

(القرآن - قصص القرآن - قصص الانبياء - تاريخ الانبياء)

سوال: بتائیے قوم ثمود کو ثمود کے نام سے کیوں پکارا جاتا ہے؟

جواب: حمود مشہور قبیلہ تھا اور اس قوم یا قبیلے کو ثمود ان کے جد امجد ثمود کی وجہ سے کہا جاتا تھا جو جدیس کا بھائی تھا۔ اور ثمود وجدیس دونوں نے تھے عاثر (عاصر) بن ارم بن

سام بن نوح علیہ السلام کے۔ ثمود کی وجہ یہ بھی بتائی گئی ہے کہ یہ قوم جہاں رہتی تھی وہاں پانی کی شدید قلت تھی۔ ثمود کے معنی قلیل مال کے بھی ہیں اس لیے یہ قوم بھی ثمود کے نام سے مشہور ہوئی۔ علامہ سید سلیمان ندوی کی رائے ہے کہ عبری میں ایک لفظ تامید ہے جس کے معنی ہمیشہ رہنے والا ہیں۔ عربی کی ث اور عبری کی ت ایک چیز ہے لہذا ثمود اسی تامید کا معرب ہے، یہ نام انہوں نے فخر یہ تجویز کیا تھا۔

(تفسیر السار۔ ارض القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قاموس القرآن)

سوال: کیا آپ جانتے ہیں کہ قوم ثمود کہاں رہتی تھی؟

جواب: قرآن میں اس قوم کو حجر میں رہنے والی بتایا گیا ہے۔ مفسرین کے مطابق حجر والوں سے مراد قوم ثمود ہے اور ان کے مقام سکونت کا نام حجر ہے۔ جو مدینہ طیبہ سے شمال کی جانب ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان ثمود کی آبادیاں حجر میں تھیں۔ حجاز اور شام کے درمیان وادی قرئی تک جو میدان ہے یہ سب ان کا مقام سکونت ہے۔ ثمود کی بستیوں اور کھنڈرات کے نشانات آج تک موجود ہیں۔ اس قوم کی جائے سکونت کو حجر ثمود بھی کہتے ہیں۔ اور اس کے سامنے طلح عقیدہ ہے۔ مفسرین کا یہ بھی کہنا ہے کہ وادی حجر حجاز اور ملک شام کے درمیان وسیع و عریض میدان کی شکل میں موجود ہے۔ اور یہ علاقہ آج کل فج الناقہ کے نام سے مشہور ہے۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ قوم ثمود خالص عرب (عرب عاربہ) تھے۔ حجر میں سکونت پذیر تھے۔ یہ حجاز مقدس اور تبوک کے درمیان واقع ہے اور حضور ﷺ غزوہ تبوک میں جاتے ہوئے اس کے پاس سے گزرتے تھے۔“

(تقصص الانبیاء۔ ابن کثیر۔ فوائد مثنی۔ معارف القرآن۔ قصص القرآن۔ سند احمد۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: مسلمان مؤرخین اور مستشرقین کی قوم ثمود کے بارے میں کیا رائے ہے؟

جواب: مشہور عرب مؤرخ سعودی لکھتا ہے: ”جو شخص ملک شام سے حجاز کو آتا ہے اس کی راہ میں اس قوم کے مئے نشان اور کھنڈرات ملتے ہیں۔ مصر کا مشہور مؤرخ جرجی زیدان اپنی کتاب العرب قبل الاسلام میں انہی آثار کے بارے میں لکھتا ہے۔“

علامہ نجار مصری کہتے ہیں کہ عمان صالح آج بھی موجود ہیں۔ وہ مقام جہاں ثمود بٹے تھے آج بھی فج الاناثہ کے نام سے مشہور ہے۔ مسعودی لکھتا ہے کہ خود قوم کی گلی سڑی ہڈیاں ان کی قبروں میں اور ان کے نشانات اور یادگاریں آج بھی اس شخص کو دعوت نگارہ دیتی ہیں جو شام کی طرف سے اس علاقے میں داخل ہوتا ہے۔

(تفسیر المنار۔ حصہ القرآن۔ ارض القرآن۔ حصہ الانبیاء)

سوال: بعض مستشرقین کی رائے قوم ثمود کے بارے میں کیا ہے؟

جواب: بعض مستشرقین کہتے ہیں کہ وہ ان یہود میں سے تھے جو فلسطین میں حضرت موسیٰ کے حکم کے مطابق داخل ہوئے اور ادھر آئے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ ان عمالقہ میں سے تھے جو فرات کے مغرب سے نقل مکانی کر کے یہاں آئے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ ان عمالقہ میں سے تھے جنہیں انس شاہ مصر نے مصر سے نکال باہر کیا تھا۔ بعض کی رائے ہے کہ یہ قوم عاد کے باقی ماندہ افراد میں سے تھے۔ جو عذاب خداوندی سے بچ گئے تھے اور ادھر منتقل ہو گئے اہل حضرموت بھی اس علاقے کو مستقرات عاد میں سے بتاتے ہیں۔ اور قرآن کریم سے بھی اسی بات کی تائید ہوتی ہے۔

(القرآن۔ حصہ القرآن۔ حصہ الانبیاء۔ ارض القرآن۔ تفسیر المنار)

سوال: حضرت صالح علیہ السلام حضرت ہود علیہ السلام کی وفات سے ایک سو سال بعد پیدا ہوئے اور بیس سال قوم کو تبلیغ کی۔ آپ کی قوم کی عمریں کتنی تھیں؟

جواب: اس قوم کی عمریں بہت طویل ہوتی تھیں، ایک شخص اگر اپنی رہائش کے لیے مکان بناتا تو وہ اس کی زندگی ہی میں کھنڈر بن جاتا۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ حصہ القرآن۔ حصہ الانبیاء)

سوال: مفسرین و مؤرخین نے اونٹنی کی تفصیل کیا بتائی ہے؟

جواب: اونٹنی کی پیدائش حضرت صالح علیہ السلام کا معجزہ تھا۔ اور اس کی پیدائش انوکھے اور حیران کن طریقے سے ہوئی تھی اس لیے اس کا کھانا پینا بھی عجیب تھا۔ وہ اونٹنی اس قدر عظیم الجثہ تھی اور بڑے ذیل ڈول کی تھی کہ جس جنگل میں چرتی دوسرے مویشی

ڈر کر بھاگ جاتے تھے۔ اور اپنی باری کے دن جس چشمے سے پانی جیتی وہ چشمہ خالی ہو جاتا۔ اس لیے پانی پینے کی بھی باری مقرر کر دی گئی تھی۔

(القرآن - نوادہ صلی - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: اونٹنی کے کون سے بڑے دو قاتل تھے؟

جواب: اونٹنی کے دو بڑے قاتل صدراع اور قیدار (قدار) بن سالف تھے۔

(قصص الانبیاء - انبیاء کرام)

سوال: صدراع اور قیدار نے اونٹنی کو کیوں قتل کیا؟

جواب: اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے۔ ویسے تو قوم صالح علیہ السلام کے تمام مشرکین ناقض اللہ کے دشمن بن گئے تھے مگر ان دونوں نے عورتوں کے مکرو فریب میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اونٹنی کو قتل کیا۔ ایک مالدار اور حسین جمیل بد بخت عورت صدوق صدراع یا (مصلح) سے کہنے لگی کہ اگر تم ناقض کو قتل کر دو تو میں اپنے آپ کو تمہارے حوالے کر دوں گی ایک دوسری عورت عبیرہ یا عبیرہ نے قیدار سے کہا کہ اگر تم اونٹنی کو ہلاک کر دو تو میں اپنی خوبصورت لڑکی تمہیں دے دوں گی۔ (بعض کہتے ہیں کہ اس نے خود شادی کی دعوت دی تھی) اس طرح یہ عورتوں کی باتوں میں آگئے اور اونٹنی کو قتل کر دیا۔

(تذکرۃ الانبیاء - قصص الانبیاء)

سوال: ان دونوں کافروں نے اونٹنی کو کیسے قتل کیا؟

جواب: وہ اونٹنی کی گزرگاہ میں چھپ کر بیٹھ گئے۔ جب اونٹنی سناے آئی تو صدراع نے تیر سے نشان لگایا اور قیدار نے کھوار سے وار کر کے اس کی کوئی کٹ ڈالیں اور اسے ہلاک کر دیا۔ اونٹنی کا بچہ چھٹا چلانا پہاڑی میں غائب ہو گیا۔

(القرآن - قصص الانبیاء - تاریخ الانبیاء - قصص القرآن)

سوال: بتائیے مفسرین نے حضرت صالح علیہ السلام کی قوم پر آنے والے عذاب کی کیا علامتیں بتائیں ہیں؟

جواب: مفسرین و مؤرخین کے مطابق جب قوم صالح علیہ السلام نے عذاب کی فرمائش کی

تو آپ نے فرمایا اچھا تم اگر عذاب ہی چاہتے ہو تو سن لو۔ آنے والے عذاب کی تین علامتیں ہوں گی۔ پہلی یہ کہ جمعرات کے روز تمہارے چہرے زرد ہو جائیں گے، جو ڈر اور خوف کی علامت ہے۔ دوسری علامت یہ کہ جمعہ کے روز سب کے چہرے سرخ ہو جائیں گے، جو ڈر اور خوف کا دوسرا درجہ ہے۔ تیسری علامت یہ کہ ہفتے کے روز سب کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے جو ڈر اور خوف کا تیسرا درجہ ہے۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ یہ عذاب مرد، عورت، بچے، بوڑھے، جوان سب پر آئے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (حارف القرآن۔ روح البیان۔ قصص الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کی کس طرح حفاظت فرمائی اور نو آدمی کس طرح ہلاک ہوئے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام پر فرشتوں کا چہرہ لگا دیا۔ جب کہ ۹ آدمی خدا کے عذاب سے ہلاک ہوئے اور اپنی قوم کو بھی ہلاک کرایا۔ یہ ۹ سردار پہاڑی سے نیچے آرہے تھے۔ پہاڑ سے ایک پتھر لڑھکتا ہوا آیا اور یہ سب اسی وقت ہلاک ہو گئے اسی لیے قرآن کے پارہ ۱۹ رکوع ۱۹ میں فرمایا گیا: ”بلاشبہ اس واقعہ میں دانشمند لوگوں کے لیے عبرت ہے۔“ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ وہ چٹان سے نیچے کے لیے غار میں چھپ گئے۔ اور اسی چٹان نے غار کا منہ بند کر دیا۔

(حارف القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: قوم ثمود پر آنے والے عذاب کی کیفیت اور اس کے اثرات کیا تھے؟

جواب: قرآن نے اس عذاب کو کئی جگہ مختلف نام دیئے ہیں۔ رطہ یعنی زلزلہ کا عذاب۔ صاعقہ یعنی کڑک اور بجلی کا عذاب اور صیوہ یعنی چیخ اور چٹکھڑ کا عذاب۔ بعض مفسرین کے نزدیک یہ تینوں صودتیں ایک ہی وقت میں ہوئیں۔ تین دن کے بعد مقرر وقت پر عذاب آیا۔ اور رات کے وقت ایک جیت ناک آواز نے ہر شخص کو اسی حالت میں ہلاک کر دیا جس میں وہ تھا۔ قرآن نے اسی ہلاکت خیز سزا کو مختلف نام دیئے۔ مؤمنین نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ قوم جہاں جہاں آباد تھی اور جو بستیاں

انہوں نے بسائی تھیں ان میں سے کسی کا بھی نام و نشان باقی نہ رہا اور وہ حرف غلط کی طرف مٹ گئیں۔
(قص القرآن - تذکرۃ الانبیاء - تاریخ الانبیاء)

سوال: بعض مفسرین و مؤرخین نے قوم ثمود کے تذکرہ میں ابو رغال نام کے ایک شخص کا بھی ذکر کیا ہے۔ یہ شخص کون تھا؟

جواب: قوم ثمود نے خود عذاب مانگا تھا۔ جس سے وہ ہلاک ہو گئی۔ صرف ایک شخص ابو رغال بچا تھا وہ عذاب کے وقت مکہ گیا ہوا تھا۔ مگر یہ شخص جب حدود حرم سے باہر نکلا تو جس عذاب سے قوم ثمود ہلاک ہوئی تھی اس سے یہ بھی ہلاک ہو گیا۔

(قص القرآن - قصص الانبیاء - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت صالح علیہ السلام پر ایمان لانے والوں کی تعداد کتنی بتائی جاتی ہے؟
جواب: حضرت صالح علیہ السلام پر ایمان لانے والے عذاب سے محفوظ رہنے والے مسلمانوں کی تعداد تقریباً ایک سو بیس تھی۔ اور ہلاک شدہ تقریباً ڈیڑھ ہزار گھرانے تھے حضرت صالح علیہ السلام پر ایمان لانے والوں کی تعداد چار ہزار بھی بتائی گئی ہے۔
(قص القرآن - معارف القرآن - روح المعانی)

سوال: حضرت صالح علیہ السلام نے کتنی عمر میں وفات پائی اور کہاں دفن ہوئے؟
جواب: آپ علیہ السلام کی عمر اور مقام تدفین اور مقام وفات کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ قوم ثمود کی ہلاکت کے بعد آپ اپنے مومن ساتھیوں کو لے کر حجر سے فلسطین کے علاقے رملہ میں چلے گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ یمن کے علاقے حضرموت چلے گئے اور یہیں وفات پائی۔ بعض کا کہنا ہے کہ آپ مکہ معظمہ جا کر آباد ہو گئے اور وہیں وفات پا کر حرم پاک کے مغربی حصے میں دفن ہوئے۔ بعض مؤرخین و مفسرین کے مطابق آپ نے ۸۵ سال کی عمر پائی جبکہ بعض ۲۸۰ سال بتاتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ ثمود کی بستیوں میں ہی رہے۔

(تفسیر خازن - قصص القرآن - قصص الانبیاء - روح المعانی - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ابو موسیٰ اشعری مشہور صحابی ہیں۔ آپ نے حضرت صالح علیہ السلام کی

اونٹنی کی جسامت کا کیسے اندازہ لگایا؟

جواب: تاتہ اللہ بڑے جسم والی اونٹنی تھی۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں: ”میں ثمود کے شہروں میں شہر حمر گیا تو اس اونٹنی کی جگہ کی مشہوری سنی کہ لوگ اس کی زیارت کے لیے جاتے ہیں۔ جب میں بھی گیا تو میں نے اس اونٹنی کے بیٹھنے کی جگہ اپنے ہاتھوں سے ٹاپی تھی۔ جو کہ ساٹھ گز دور تھی۔“ (قصص الانبیاء)

سوال: بتائیے قوم ثمود کے شر پسندوں نے حضرت صالح علیہ السلام سے کب اور کیسے معجزہ طلب کیا؟

جواب: قوم ثمود کے سردار اپنی محفل میں اکٹھے تھے کہ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میں تمہارا سوال پورا کر دوں اور ایسی صفات والی اونٹنی نکل آئے تو کیا ایمان لے آؤ گے؟ تو انہوں نے کہا، ہاں۔ حضرت صالح علیہ السلام نے اس عہد و پیمان کے بعد نماز پڑھی اور اپنے پروردگار سے دعا کی کہ ان کا مطلوبہ سوال پورا ہو جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ لیکن صرف ایک سردار جندع بن عمرو اور اس کے ساتھیوں کے سوا کوئی ایمان نہ لایا۔ (قصص الانبیاء)

سوال: مفسرہ مؤرخ ابن جریر نے اونٹنی کے قتل کا ذکر کس انداز سے کیا ہے؟

جواب: انہوں نے کہا ہے کہ قوم ثمود کی دو عورتیں صدوق بنت الحیا بن زبیر الحنار اور عئیزہ بنت غنم بن جملہ تھیں۔ صدوق اونچے خاندان کی خوبصورت مالدار عورت تھی۔ اس کا شوہر اسلام لا چکا تھا جس کی وجہ سے علیحدگی ہو گئی تھی۔ اس نے اپنے چچا زاد بھائی مصدرع بن مہرج بن الحیا سے کہا کہ اگر تو اونٹنی کو مار ڈالے تو میں تیرے لیے ہوں۔ عئیزہ کا شوہر ذواب بن عمرو بھی کافر سردار تھا۔ اس کی دو لڑکیاں تھیں۔ اس نے قدار سے کہا کہ اگر تو اونٹنی کو مار ڈالے تو دونوں لڑکیوں میں سے جسے چاہو ایک تمہاری۔ اس طرح یہ دونوں کافر اونٹنی کو مارنے کے لیے تیار ہوئے۔

(تفسیر طبری۔ قصص الانبیاء)

سوال: قوم ثمود کے نو شر پسند سرداروں کے نام کیا بتائے گئے ہیں؟

جواب: نور کیسوں اور سرداروں کے مشورے سے اونٹنی کو مارا گیا تھا۔ اور حضرت صالح علیہ السلام کے قتل کا منصوبہ بنایا گیا تھا۔ ان کے غم تھے، یعنی، رگم، ہرم، ہریم، واپ، صواب، قدار (قیدار)، مصطح اور ایک نامعلوم شخص۔ (روئے الاسنیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتائیے جندع بن عمرو کون تھا۔ اس نے موسیٰ کی کیسے مدد کی؟

جواب: نور سرداروں کے قتل کے بعد اور بعض لوگوں کے غار میں بند ہو جانے کے بعد قوم ثمود کے کافروں نے حضرت صالح علیہ السلام اور دوسرے موسیٰ کو بدلہ لینے کے لیے گھیر لیا۔ اسی اثنا میں ایک سردار جندع بن عمرو جو سبیلان تھا اپنی فوج لے کر پہنچ گیا اور کافروں کا مقابلہ کیا۔ آخر چند لوگوں نے درمیان میں آکر فیصلہ کیا کہ صالح علیہ السلام شہر چھوڑ جائیں۔ چونکہ ویسے بھی قوم ثمود پر عذاب آنے والا تھا۔ حضرت صالح علیہ السلام جندع بن عمرو اور دوسرے ساتھیوں کو لے کر شہر سے باہر چلے گئے۔ عذاب آیا تو شہر کے سارے لوگ مارے گئے۔ (روئے الاسنیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت صالح علیہ السلام قوم ثمود میں مبعوث ہوئے۔ بتائیے تورات میں کس نام سے حضرت صالح کا ذکر آیا ہے؟

جواب: قرآن میں تو انھیں مرتبہ حضرت صالح علیہ السلام کا ذکر آیا ہے مگر تورات میں آپ کا ذکر نہیں آیا۔ (القرآن۔ تورات۔ قصص الانبیاء)

سوال: قوم ثمود نے سترہ ہوشیار آباد کئے۔ بتائیے وہ کس فن کی وجہ سے مشہور تھے؟

جواب: قوم ثمود فن رنگ تراشی کی وجہ سے مشہور تھے۔

(سیرت انبیاء کرام۔ القرآن۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت صالح علیہ السلام نے کتنا عرصہ قوم کو تبلیغ کی اور پھر کس علاقے کو اپنا مسکن بنایا؟

جواب: آپ نے بیس سال تک اپنی قوم کو تبلیغ کی۔ قوم نہ بانی تو اس پر ہولناک گرج اور

کڑک اور زلزلے کا عذاب آیا۔ قوم ثمود کی تباہی کے بعد حضرت صالح علیہ السلام

نے رملہ (اردن) کو اپنا مسکن بنایا۔ (تاریخ القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص القرآن)

۶۷۔ ۶۸۔ ۸۴۔ پارہ ۴ سورۃ آل عمران آیات ۹۵۔ ۹۷۔ پارہ ۵ سورۃ النساء آیات ۵۴۔ ۱۲۵۔ پارہ ۷ سورۃ الانعام آیات ۷۴۔ ۷۵۔ ۸۳۔ پارہ ۸ سورۃ الانعام آیت ۱۶۱۔ پارہ ۵ سورۃ النساء آیات ۵۴۔ ۱۲۵۔ پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت ۱۶۱۔ پارہ ۱۳ سورۃ ابراہیم آیات ۳۵۔ پارہ ۱۴ سورۃ الحجر آیت ۵۱۔ پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیات ۴۱۔ ۴۲۔ ۵۸۔ پارہ ۱۷ سورۃ ابراہیم آیات ۵۱۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۹۔ پارہ ۱۷ سورۃ الحج آیات ۲۶۔ ۴۳۔ ۷۸۔ پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۶۹۔ پارہ ۲۰ سورۃ العنکبوت آیات ۱۶۔ ۳۱۔ پارہ ۲۱ سورۃ الاحزاب آیت ۷۔ پارہ ۲۳ سورۃ الصفات آیات ۸۳۔ ۱۰۳۔ ۱۰۹۔ پارہ ۲۳ سورۃ ص آیات ۴۵۔ پارہ ۲۵ سورۃ الشوریٰ آیت ۱۳۔ پارہ ۲۵ سورۃ الزخرف آیت ۲۶۔ پارہ ۲۷ سورۃ الذاریات آیت ۲۴۔ پارہ ۲۷ سورۃ النہم آیت ۲۷۔ پارہ ۲۷ سورۃ الحمد آیت ۲۶۔ پارہ ۲۸ سورۃ المستنصر آیت ۴۔ پارہ ۳۰ سورۃ الاعلیٰ آیت ۱۹۔

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ابو الانبیاء فرمایا ہے۔ بتائیے قرآن پاک نے آپ کا تعارف کس طرح کرایا ہے؟

جواب: قرآن حکیم نے آپ کو ملت اسلامیہ کے باپ کہا ہے: پارہ ۱۴ سورۃ النحل آیت ۱۲۰ میں ہے: "إِنِّي أَنبِئُكُمْ كُنَّا أُمَّةً". "بے شک ابراہیم علیہ السلام اپنی ذات میں ایک پوری امت تھے۔" (القرآن۔ سیرت انبیاء کرام۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: قرآن حکیم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ابراہیم کہا گیا ہے جبکہ تورات میں ابراہیم اور ابرام (نام) آیا ہے۔ اس کے معنی بتا دیجئے؟

جواب: اہل لغت کے مطابق اب عربی کا اب ہے جس کے معنی باپ کے ہیں اور رابیم بکلدانی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنی ہیں عوام یا جمہور۔ اس طرح ابراہیم کے معنی لوگوں کے باپ ہیں۔ بعض حضرات کے نزدیک ابراہیم ابّ و ابرہہ (رحم کرنے

والاباب) کا بگڑا ہوا لفظ ہے۔ اس طرح یہ دونوں لفظ عربی کے ہوں گے۔

(تفسیر القرآن - تفسیر ماجدی - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد اور والدہ کا نام بتا دیجئے؟ یہ نام قرآن پاک کی کس آیت میں آیا ہے؟

جواب: قرآن پاک میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آذر آیا ہے۔ جیسے پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت ۷۵ میں ہے: **وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ أَذْرُ** اور یاد کرو جب ابراہیمؑ نے اپنے والد آذر سے کہا: ”آپ کی والدہ کا نام قرآن پاک میں کہیں نہیں آیا۔“ (القرآن - قصص القرآن - قصص الانبیاء - تاریخ الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایمان کے بارے میں قرآن مجید کس انداز میں تصدیق کرتا ہے؟

جواب: پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت ۷۹ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے کہلوا گیا ہے: **إِنِّي رَجُوتُ رَبِّيَ وَاللَّذِي فَطَرَهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَيِّتُمَا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ** ”میں اپنا رخ اس کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں کو اور زمینوں کو پیدا کیا۔ اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں۔“ پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۶۷ میں: **وَمَا تَكَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ** ”اور وہ شرکین میں سے بھی نہ تھے۔“ پارہ ۸ سورۃ الانعام آیت ۱۶۱ میں ہے: **وَمَا تَكَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ** ”اور وہ شرک کرنے والوں میں نہ تھے۔“ پارہ ۱۳ سورۃ النحل آیت ۱۲۰ میں ہے: **وَلَكُمْ يٰكُفْرًا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ** ”اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے۔“

(القرآن - سیرت انبیاء کرام - قصص القرآن - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ابوالموحدین بھی کہا جاتا ہے۔ بتائیے کیوں؟

جواب: آپ چونکہ اللہ تعالیٰ کو ایک ماننے والے نیچے اور اللہ کی طرف لگاؤ رکھتے ہوئے تھے اس لئے آپ کو یہ نام دیا گیا۔ قرآن حکیم میں آپ کو خدا پرست اور خدا سے محبت کرنے والا بتایا گیا ہے۔ پارہ ۷ رکوع ۱۵ میں ہے: ”میں نے سب سے یکسو ہو کر

اپنا رخ اسی کی طرف کر لیا ہے۔“ اسی طرح پارہ ۸ رکوع ۷ میں ہے: ”وہ ابراہیم خدا ہی کے ہور ہے تھے اور وہ شرک کرنے والے نہیں تھے۔“ پارہ ۱۳ رکوع ۲۲ میں ہے: ”جو سب کی طرف سے یک سو ہو کر خدا کا ہو گیا۔“ پارہ ۱۳ رکوع ۲۲ میں ہے: آپ ابراہیم علیہ السلام کے طریقے پر چلے جو بالکل یکسو ہو چکا تھا۔

(القرآن - تفسیر ابن کثیر - تفسیر ماجدی)

سوال: یہودی، نصاریٰ اور مشرکین دعوے کرتے تھے کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہیں۔ قرآن نے اس دعوے کو کس طرح باطل قرار دیا؟

جواب: قرآن پاک کے پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۶۷ میں ہے: **يٰۤاِبْرٰهِيْمُ يٰۤهٰودِيّٰ وَلَا نَصْرًا لِّاَيّٰا وَلٰكِنْ كَآءُ حٰثِيْفًا مُّسْلِمًا طَوٰمًا كَآءُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ** ”ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے نہ نصرانی بلکہ وہ ایک مخلص فرمانبردار تھے۔ اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہیں تھے۔“ پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۹۵ میں ہے: **وَمَا كَآءُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ** ”اور وہ مشرک نہ تھے۔“

(القرآن - تذکرۃ الانبیاء - قصص الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعریف کی ہے۔ بتائیے کوئی خاص خوبیاں بیان فرمائی ہیں؟

جواب: انہیں متعدد مقامات پر حنیفاً یعنی یکسو ہو کر اللہ سے تعلق قائم رکھنے والا کہا گیا ہے۔ (ایک رخ پر قائم) سورۃ النحل آیت ۱۲۰ میں انہیں پوری ایک امت کے برابر قرار دیا گیا اور اللہ کے فرمانبردار کہا گیا۔ سورۃ مریم آیت ۴۱ میں ارشاد ہے: **اِنَّهٗ كَآءُ حٰثِيْفًا نَبِيًّا** ”بے شک وہ اللہ کے بچے نبی تھے۔“ پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۷۵ میں ہے: **اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَخَلِيْلٌ مِّنْ اٰوٰةٍ مُّبِيْنٍ** ”بلاشبہ ابراہیم علیہ السلام بڑا نرم دل اور متحمل مزاج تھا۔“ (القرآن - تذکرۃ الانبیاء - تفسیر عثمانی - تفسیر ابن کثیر)

سوال: بتائیے کس آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ کہا گیا ہے؟

جواب: پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۱۲۴ میں ہے: **وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا** ”اور اللہ

تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خالص دوست بنایا تھا۔“ (القرآن - قصص القرآن)
سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام ابتداء ہی سے ہدایت پر تھے۔ قرآن نے کس طرح وضاحت کی ہے؟

جواب: سورۃ الانبیاء آیت ۵۱ میں ہے: وَلَقَدْ آتَيْنَا اِبْرٰهٖمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلِ وَكِتٰبِهٖ عَلٰمِیْنَ۔ ”اور ہم نے ابتداء ہی سے ابراہیم علیہ السلام کو (ان کی شان کے مناسب) خوش فہمی عطا کی تھی۔ اور ہم ان کے کمالات کو خوب جانتے تھے۔“ سورۃ الصفۃ آیت ۸۳ میں ہے: وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِهٖ لَا بُرَہٰیْمُ اِذْ جَآءَ رَبُّہٗ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ”اور نوح کے طریقوں پر چلنے والوں (مسلمان) میں سے ابراہیم بھی تھے جبکہ وہ اپنے رب کی طرف مباف دل سے متوجہ ہوئے۔“ (القرآن - سیرت انبیاء کرام - تفسیر مزیدی)
سوال: بتائیے کس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر صحیفے بھی نازل ہوئے؟

جواب: پارہ ۳۰ کی سورۃ الاعلیٰ آیت ۱۹ میں ہے: صُخِّفَ اِبْرٰہِیْمُ وَ مُوسٰی ”ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں ہے۔“ (القرآن - سیرت انبیاء کرام - تذکرۃ الانبیاء)
سوال: اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو آزماتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چند باتوں میں آزمایا تھا۔ بتائیے اس کا نتیجہ کیا نکلا؟

جواب: پارہ ایک سورۃ بقرہ آیت ۱۲۳ میں ہے: وَ اِذَا بُنِّیَ اِبْرٰہِیْمُ رَبُّہٗ بِکَلِمَتٍ فَاَتَمَّہُمْ ؕ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ ”اور جس وقت امتحان لیا ابراہیم کا ان کے پروردگار نے چند باتوں میں وہ ان کو پورے طور پر بجالائے۔ تو اللہ نے ان سے فرمایا کہ تم کو لوگوں کا مقتدا بناؤں گا۔“ یعنی ابراہیم علیہ السلام ان امتحانوں میں کامیاب ہوئے۔ (القرآن - سیرت انبیاء کرام - تذکرۃ الانبیاء - فتح المہید)
سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کیا فرمایا؟

جواب: پارہ ۸ سورۃ الانعام آیت ۱۶۱ میں ہے: قُلْ اِنِّیْ ہَدٰیْنِیْ رَبِّیْ اِلٰی صِرَاطٍ

مُتَوَفِّجٍ دُبْنًا قَبِيْمًا اِبْرَاهِيْمَ حَنِيفًا۔ ”آپؑ فرمادیجئے کہ یقیناً مجھ کو تو میرے رب نے سیدھی راہ بتلا دی ہے کہ وہ ایک صحیح دین جو ملت ہے ابراہیم علیہ السلام کی۔“ پارہ ۱۴ سورۃ النحل آیت ۱۲۳ میں ہے: ثُمَّ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ اَنْ تَتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيفًا ”پھر ہم نے آپؑ کے پاس وحی بھیجی کہ آپ ابراہیم علیہ السلام کے طریقے پر جو کہ بالکل یکسو ہو رہے تھے چلئے۔“ سورۃ ط آل عمران آیت ۹۵ میں ہے: قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيفًا۔ ”آپؑ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے سچ کہہ دیا۔ پس تم ملت ابراہیمؑ کی پیروی کرو۔“ پارہ ۲۸ سورۃ الاحزاب آیت ۴ میں ہے: قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِىْ اِبْرَاهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ ”تمہارے لئے ابراہیمؑ اور ان لوگوں میں جو کہ (ایمان و اطاعت میں) ان کے شریک حال تھے ایک عمدہ نمونہ ہے۔“

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ نوامد عثمانی۔ معارف القرآن)

سوال: حضرت ابراہیمؑ کو عجائبات خداوندی کا نظارہ کرایا گیا۔ بتائیے قرآن اس کے بارے میں کیا کہتا ہے؟

جواب: سورۃ الانعام آیت ۷۵ میں فرمایا گیا ہے: وَكَذٰلِكَ نُوْهِىْ اِبْرَاهِيْمَ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِكُوْنُ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ”اور ہم نے ایسے ہی طور پر ابراہیمؑ کو آسمانوں اور زمین کی مخلوقات دکھائی تاکہ انہیں علم ہو جائے اور تاکہ کامل یقین کرنے والوں میں سے ہو جائیں۔“ (القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر مظہری۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: ستارے، چاند اور سورج کو دیکھ کر حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام نے کیا فرمایا؟

جواب: قرآن مجید کے ساتویں پارے کی سورۃ الانعام آیت ۷۶-۷۷-۷۸ میں ہے: فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا قَالْ هٰذَا رَبِّيْ فَلَمَّا اَفَلَ قَالْ لَا اُحِبُّ الْاَفْلٰقِيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِعًا قَالْ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّا اَفَلَ قَالْ لَنْ لَّمْ يَهْدِنِىْ رَبِّىْ لَا كُيُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضّٰلِّيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسُ بَازِعَةً قَالْ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَا اَكْبَرُ فَلَمَّا اَفَلَتْ قَالْ بِقَوْمٍ اِنِّىْ بَرِيْءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ ”پھر جب رات کی

تاریکی ان پر چھا گئی تو انہوں نے ایک ستارہ دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ میرا رب ہے پس جب وہ غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں غروب ہو جانے والوں سے محبت نہیں رکھتا۔ پھر جب چاند کو دیکھا چمکتا ہوا تو فرمایا کہ یہ میرا رب ہے سو جب وہ غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر مجھ کو میرا رب ہدایت نہ کرتا تو میں گمراہ لوگوں میں شامل ہو جاتا۔ پھر جب آفتاب کو دیکھا چمکتا ہوا تو فرمایا کہ یہ میرا رب ہے۔ یہ تو سب بے بڑا ہے۔ پس جب وہ غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا، اے قوم بے شک میں تمہارے شک سے بیزار ہوں۔“ دراصل آپ کا یہ انداز قوم کو سمجھانے کے لئے تھا۔ (القرآن۔ معارف القرآن۔ فیض القرآن۔ تفسیر فیض القرآن)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے ایمان اور عقیدے کا کس طرح اعلان فرمایا؟

جواب: سورۃ الانعام آیت ۷۹ میں ہے کہ ستارے، چاند اور سورج کا مشاہدہ کرنے کے بعد آپؑ نے اعلان فرمادیا: ”(اے میری قوم بلاشبہ میں ان چیزوں سے بے زار ہوں جن کو تم خدا کا شریک ٹھہراتے ہو) میں نے سب سے یکسو ہو کر اپنا رخ اسی کی طرف کر لیا جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا۔ اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔“ اسی طرح پارہ ۲۸ سورۃ الحجہ آیت ۴ میں ہے: اِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ كُفْرًا بِكُمْ وَبَدَآئِنَا وَبَيْنَكُمْ وَالْعَذَابُ الْبَقِيَّةُ اَبَدًا حَتّٰى تُوْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهُ۔ ”جبکہ ان سب نے اپنی قوم سے کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن کو تم اللہ کے سوا معبود سمجھتے ہو ان سے بیزار ہیں۔ ہم تمہارے منکر ہیں اور ہم میں اور تم میں ہمیشہ کیلئے عداوت اور بغض (زیادہ) ظاہر ہو گیا۔ جب تک تم اللہ واحد پر ایمان نہ لاؤ۔“

(درج الانبیاء۔ القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ فتح المہدیہ۔ تفسیر مظہری)

سوال: انبیاء کو سب سے پہلے اپنے گھر سے یعنی اپنے اہل خانہ سے تبلیغ کا آغاز کرنے کا حکم ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے کسے دعوت حق دی؟

جواب: آپ نے سب سے پہلے اپنے باپ آذر کو دعوت حق دی۔ پارہ ۷۱ سورۃ انبیاء

آیت ۵۲ میں ہے: **إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عَظِيمُونَ**۔ ”اور جب انہوں (ابراہیم علیہ السلام) نے اپنے والد اور قوم سے کہا کہ یہ کیا سورتیں ہیں جن کی عبادت پر تم جے بیٹھے ہو۔“ پارہ ۲۳ سورۃ الصفت آیت ۵ میں ہے: **إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَاذَا تَعْبُدُونَ** ۵ ”جب کہ انہوں (ابراہیم علیہ السلام) نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے کہا کہ تم کس (غلط) چیز کی عبادت کرتے ہو۔“ پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۴۴ میں ہے: **إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ**۔ ”اے میرے باپ تم ایسی چیز کی عبادت کیوں کرتے ہو۔“ پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت ۷۴ میں ہے: **وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ أُوذِيَكَ بِإِبراهيم عليه السلام** نے اپنے باپ آذر سے کہا۔“ (القرآن۔ بیان القرآن۔ مکتبۃ المدینہ۔ فتح المید)

سوال: بتائیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کو کس بات کی تعلیم دی؟

جواب: آپ نے اپنے باپ کو بتوں کی پوجا سے منع فرمایا اور توحید کا درس دیا۔ پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۴۴ میں ہے: **إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا** ۵ **يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا** ۵ **يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَنِ عَصِيًّا** ۵ **يَا أَبَتِ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِنَ الرَّحْمَنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا** ”جبکہ انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ اے میرے باپ تم ایسی چیز کی عبادت کرتے ہو جو نہ کچھ سنے اور نہ کچھ دیکھے اور نہ تمہارے کچھ کام آسکے۔ اے میرے باپ میرے پاس ایسا علم پہنچا ہے جو تمہارے پاس نہیں آیا۔ تو تم میرے کہنے پر چلو۔ تم کو سیدھا راستہ بتاؤں گا۔ اے میرے باپ تم شیطان کی پرستش مت کرو۔ بے شک شیطان رحمن کی نافرمانی کرنے والا ہے۔ اے میرے باپ میں اندیشہ کرتا ہوں کہ تم پر رحمن کی طرف سے کوئی عذاب نہ آپڑے۔ پھر تم شیطان کے ساتھ ہو جاؤ۔“ پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۵۲ میں ہے: ”جبکہ انہوں نے اپنے باپ سے اور اپنی برادری سے فرمایا کہ یہ کیا

واہیات) موردیں ہیں جن (کی عبادت) پر تم جے بیٹھے ہو۔“ پارہ ۲۳ سورۃ
الصفت آیت ۸۵ میں ہے: اِذْ قَالَ لِاَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَاذَا تَعْبُدُونَ ۚ اَنِفْكَ اِلٰهَةً
كُؤُونَ اللّٰهُ تُرْبِدُونَ ۚ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ (جبکہ انہوں نے اپنے باپ
سے اور اپنی قوم سے فرمایا کہ تم کس غلط چیز کی عبادت کیا کرتے ہو۔ کیا جھوٹ
موٹ کے معبودوں کو اللہ کے سوا چاہتے ہو۔ تو تمہارا رب العالمین کے ساتھ کیا
خیال ہے۔“ پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت ۷۴ میں ہے: وَادْعَالِ اِبْرٰهِيْمَ لَا يَبِيْهُ
اَزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا ۚ اِلٰهَةً اِنِّىْ اَرَاكَ وَقَوْمَكَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (اور جب
ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آذر سے کہا کہ کیا تو جنوں کو معبود قرار دیتا ہے۔
بے شک میں تجھ کو اور تیری قوم کو سراسر غلطی میں دیکھتا ہوں۔“

(درج الانبیاء۔ القرآن۔ تفسیر مزیدی۔ فتح القدیر۔ قصص الانبیاء)

سوال: اللہ کے نبی حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے قوم کو کن الفاظ میں نصیحت فرمائی؟

جواب: سورۃ الانعام آیت ۷۸ تا ۸۱ میں ہے: قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّىْ بَرِئٌ مِّمَّا تَشْرِكُونَ ۝
”بے شک میں تمہارے شرک سے بے زار ہوں۔“ پھر فرمایا: قَالَ اتَّخَذُوا رَبِّىْ فِى
اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَ ۚ وَلَا اَخَافُ مَتَّشِرٍ مُّكُوْنَ بِهٖ اِلَّا اَنْ يَّشَآءَ رَبِّىْ شَيْۤءٌ ۚ وَسِعَ رَبِّىْ
كُلَّ شَيْۤءٍ ۚ عَلِمًا ۚ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ وَكَيْفَ اَخَافُ مَا اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ
اَنۡتُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنۡزِلْ بِهٖ عَلَیْكُمْ مِّلًّا ۚ اِنَّ اَۡپَۡنَیْ (قوم سے)
فرمایا تم اللہ کے معاملے میں مجھ سے محبت کرتے ہو۔ حالانکہ اس نے مجھ کو طریقہ
بتلا دیا ہے اور میں ان چیزوں سے جن کو تم اللہ کے ساتھ شریک بناتے ہو نہیں
ڈرتا۔ ہاں اگر میرا پروردگار ہی کوئی امر چاہے میرا پروردگار ہر چیز کو اپنے علم میں
گھیرے ہوئے ہے۔ کیا تم پھر خیال نہیں کرتے اور میں ان چیزوں سے کیسے
ڈروں جن کو تم نے شریک بنایا ہے۔ حالانکہ تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ تم نے
اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک ٹھہرایا ہے۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل
نازل نہیں فرمائی۔“ اسی طرح آپ نے قوم کو ان باتوں کی بھی تلقین کی جو اوپر

والے سوال و جواب میں آچکی ہیں۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ فتح المہید۔ فتح القدیر۔ روح المعانی)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ نے ان کو کیا جواب دیا؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۴۶ میں ہے: قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ كُنْتُ جَابِلًا لَّنِي لَّمْ تَنْتَهُ لَآ رَجُومَكَ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا ط ”باپ نے جواب دیا کہ کیا تم میرے معبودوں سے پھرے ہوئے ہو۔ اگر تم اس حرکت سے باز نہ آئے تو یقیناً تمہیں سنگسار کروں گا۔ اور تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مجھ سے دور ہو جا۔“

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر القرآن۔ فتح المہید)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کی دھمکی پر کیا جواب دیا اور اس کیلئے کس طرح دعا فرمائی؟

جواب: سورۃ مریم آیت ۴۷-۴۸ میں ہے: قَالَ سَلِّمْ عَلَيَّكَ مَا اسْتَفْقَرْتُكَ رَبِّي ط إِنَّهُ كَانَ مِنِّي شَافِعًا ۝ وَاعْتَصِرْ لَّكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَأَدْعُوا رَبِّي عَسَىٰ أَلَّا أَكُونَ بِدُعَاءِ رَبِّي شَاقًّا ۝ ”(ابراہیم نے) کہا میرا سلام لو۔ اب میں تمہارے لئے اپنے رب سے مغفرت کی درخواست کروں گا۔ بے شک وہ مجھ پر بہت مہربان ہے۔ اور میں تم لوگوں سے اور جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کر رہے ہو ان سے کنار کشی کرتا ہوں اور اپنے رب کی عبادت کروں گا۔ امید ہے اپنے رب کی عبادت کر کے محروم نہ رہوں گا۔“

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کے بارے میں بخشش طلب کی۔ قرآن نے اس کی وضاحت کس طرح کی ہے؟

جواب: وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ ط ”اور رہا ابراہیم کا اپنے باپ کے لئے بخشش طلب کرنا تو وہ محض ایک وعدہ کی بنا پر تھا جو اس نے اپنے باپ سے کیا تھا۔ پھر جب اس کو ظاہر

ہو گیا کہ اس کا باپ دشمن ہے تو وہ اس سے لافعلی ہو گیا۔“

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ماہدی۔ تفسیر فتح القدیر۔)

سوال: قوم مخالف ہوئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تبلیغ کے جواب میں کس رد عمل کا اظہار کیا؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا جواب دیا؟

جواب: پارہ ۷۷ سورۃ الانبیاء آیت ۵۶ تا ۵۷ میں ہے: **قَالُوا وَجَدْنَا اِبْنَاءَنَا نَسْلَهُمَا عِبْدَيْنِ** ۵ ”وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم نے اپنے بڑوں کو ان کی عبادت کرتے دیکھا۔“ **قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَاءُكُمْ فِی ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ** ۵ ”(ابراہیم نے) کہا کہ بے شک تم اور تمہارے باپ دادا (جو ان کو عبادت کے لائق سمجھتے ہیں) صریح غلطی میں ہیں۔“ **قَالُوا اَجِنْسُنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ الْمُنْبَغِیْنَ** ۵ ”وہ کہنے لگے کہ کیا تم (اپنے نزدیک) سچی بات (سمجھ کر) ہمارے سامنے پیش کر رہے ہو۔“ **قَالَ بَل رَبِّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِی فَطَرَهُنَّ وَاَنَا عَلٰی ذٰلِكُمْ مِنَ الشَّٰهِدِیْنَ** ۵ ”ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا نہیں (دل لگی نہیں) بلکہ تمہارا رب وہ ہے جو تمام آسمانوں اور زمین کا رب ہے۔ جس نے ان سب کو پیدا بھی کیا اور میں اس دعویٰ پر دلیل بھی رکھتا ہوں۔“ پارہ ۲۰ سورۃ النکبت آیت ۱۸ تا ۱۶ میں ہے: **وَاِیْرَٰهٰیْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِہٖ اَعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ۚ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ** ۵ **اِنَّمَا نَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَنَخْلُقُوْنَ اِفْکًا ۚ اِنَّ الَّذِیْنَ نَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَمْلِکُوْنَ لَکُمْ رِزْقًا فَاَتَتَقُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَہٗ ۚ اِلَیْہٖ تُرْجَعُوْنَ** ۵ **وَ اِنْ تُکْفَرُوْا فَقَدْ کَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِکُمْ ۚ وَمَا عَلٰی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ** ۵ ”اور ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو بھیجا جبکہ کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اسی سے ڈرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم کچھ سمجھ رکھتے ہو۔ تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر محض بتوں کو پوج رہے ہو اور (اس کے متعلق) جھوٹی باتیں تراشتے ہو۔ تم خدا کو چھوڑ کر جن کو پوج رہے ہو وہ تم کو کچھ رزق بھی دینے کا اختیار نہیں رکھتے۔ سو تم

لوگ رزق خدا کے پاس سے تلاش کرو۔ اور اسی کی عبادت کرو۔ اور اسی کا شکر ادا کرو۔ اور تم سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اور اگر تم لوگ مجھ کو جھوٹا سمجھو تو تم سے پہلے بھی بہت سی امتیں (اپنے پیغمبروں کو) جھٹلا چکی ہیں اور ان کا (پیغمبروں) کا کچھ نقصان نہیں ہوا۔ پیغمبر کے دئے تو بات صاف صاف پہنچا دیتا ہے۔“ (الفرقان: تفسیر قرطبی۔ تفسیر فیہ القرآن۔ تفسیر مظہری)

سوال: بتائیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جنوں کے بتارے میں قوم سے کیا فرمایا؟

جواب: پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۷۵ میں ہے: **وَمَا لِلّٰهِ لَا يَكْفِيَنَّ اَصْنَانُكُمْ بَعْدَ اَنْ تُولُوا مُدْبِرِيْنَ** ”خدا کی قسم میں تمہارے ان بتوں کی گت بناؤں گا جب تم ان کے پاس چلے جاؤ گے۔“ (الفرقان: تفسیر قرطبی۔ تفسیر فیہ القرآن۔ تفسیر مظہری)

سوال: تمام لوگ میلے میں چلے گئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم کے بتوں کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

جواب: پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۷۸ میں ہے: **فَجَعَلْنٰهُمْ نَجْدًا ۙ اِذَا لَا تَكْبِرُوْا لَهُمْ اَلْعُلْمُ الْاَيْسَرُ جَعُوْا** ”انہوں نے ان بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا سوائے ان کے ایک بڑے بت کے کہ شاید وہ لوگ ابراہیم کی طرف (دریافت کرنے کے لئے) رجوع کریں۔“ (الفرقان: تفسیر قرطبی۔ تفسیر فیہ القرآن۔ تفسیر مظہری)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دوسرے لوگوں کے ساتھ میلے میں جانا ہے کیوں انکار کیا؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ الصافات آیت ۸۹ میں ہے: **فَقَالَ اِنِّیْ سَاقِیْمٌ** ”اور کہہ دیا کہ میں بیمار ہونے کو ہوں۔“ آپ چونکہ میلے میں جانا نہیں چاہتے تھے اور قوم مجبور کر رہی تھی اس لئے آپ نامناسازی طبع کا کہہ کر ان سے چھٹکارا حاصل کیا۔ مفسرین کہتے ہیں کہ ممکن ہے ان کی طبیعت قوم کی نافرمانی پر پریشان ہو۔“ (الفرقان: تفسیر قرطبی۔ تفسیر فیہ القرآن۔ تفسیر مظہری)

سوال: قوم کے لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مجبور کر چلے گئے تو آپ نے سب سے

پہلے کیا کام کیا؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ الصفت آیت ۹۳ تا ۹۰ میں یہ نقشہ بیان کیا گیا ہے: فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ ۝ فَرَاغَ إِلَى اللَّهِ فَفَعَلْ ۝ مَا لَكُمْ لَا تَنْظُرُونَ ۝ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِينِ ۝ ”غرض وہ لوگ ان کو چھوڑ کر چلے گئے تو یہ ان بتوں میں جا گئے اور کہنے لگے کہ کیا تم کھاتے نہیں ہو۔ تم کو کیا ہوا تم تو بولتے بھی نہیں ہو۔ پھر ان پر قوت کے ساتھ جا پڑے اور مارنے لگے۔“

(القرآن۔ تفسیر ماجدی۔ ذوالمعدنی۔ معارف القرآن)

سوال: لوگ میلے سے واپس آئے تو بتوں کی حالت دیکھ کر کس طرح حیرت کا اظہار کیا؟
جواب: پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۵۹ اور ۶۰ میں ہے: قَالُوا مَنْ فَعَلَ هَذَا بِالْهَيْتَةِ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنَ الظَّالِمِیْنَ ۝ ”کہنے لگے کہ یہ ہمارے بتوں کے ساتھ کس نے کیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس نے بڑا ہی غضب کیا ہے۔“ قَالُوا سَمِعْنَا فَنُیْیِذُّکُمْ ۝ ”بعضوں نے کہا کہ ہم نے ایک نوجوان آدمی کو جو ابراہیم کہہ کر پکارا جاتا ہے ان بتوں کا ذکر کرتے سنا ہے۔“

(القرآن۔ تفسیر ماجدی۔ فتح المیہ۔ روح المعانی)

سوال: قوم کے لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس دوڑتے ہوئے آئے اور کہا کہ کیا تم نے ان بتوں کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں کیا جواب دیا؟

جواب: پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء میں یہ مکالمے بڑے خوبصورت انداز میں بیان کئے گئے ہیں۔ آیت ۶۰ تا ۶۷ میں ہے کہ سب لوگوں کے سامنے قوم کے بعض افراد نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے سوال کیا تو آپ نے جواب دیا: قَالَ بَلْ فَعَلَهُ کَبِیْرُهُمْ هٰذَا فَاسْأَلُوْهُمْ اِنْ کَانُوْا یَنْظُرُوْنَ ۝ ”انہوں نے جواب میں فرمایا کہ نہیں بلکہ ان کے اس بڑے (گرو) نے کی۔ سو ان ہی سے پوچھ لو اگر یہ بولتے ہیں۔“ اس پر وہ لوگ سوچنے لگے اور پھر آپس میں کہنے لگے کہ حقیقت میں ہم ہی

ناحق پر ہیں۔ پھر شرمندگی سے اپنے سروں کو جھکا لیا اور بولے: لَقَدْ عَلِمْتُ مَا
هَؤُلَاءِ يَسْطُفُونَ ۝ اے ابراہیم علیہ السلام تم کو تو یہ معلوم ہے کہ یہ بت بولتے
نہیں۔“ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا: قَالَ أَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ
مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ ۝ اُنِمْ لَكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ
أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: تو کیا خدا کو چھوڑ کر ایسی چیز کی
عبادت کرتے ہو جو تم کو نہ کچھ نفع پہنچا سکے اور نہ نقصان پہنچا سکے۔ تف ہے تم پر
کہ باوجود حق کے ظاہر ہونے کے باطل پر اصرار کرتے ہو۔ اور ان پر جن کو تم خدا
کے سوا پوجتے ہو۔ کیا تم اتنا ہی نہیں سمجھتے۔“ پارہ ۲۳ سورۃ الصافات آیت ۹۳ تا ۹۶
میں ہے کہ جب وہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس دوڑے ہوئے آئے
تو آپ نے فرمایا: قَالَ أَتَعْبُدُونَ مَا تَنْحِتُونَ ۝ وَالطَّغُتُ خَلَقَكُمْ وَمِمَّا
تَعْمَلُونَ ۝ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کیا تم ان چیزوں کو پوجتے ہو جن کو خود
تراشتے ہو۔ حالانکہ تم کو اور تمہاری ان بتائی ہوئی چیزوں کو اللہ ہی نے پیدا کیا
ہے۔“ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر: تفسیر مابعدی۔ ج ۱ ص ۱۵۱)

سوال: اس بادشاہ وقت کا نام بتا دیجئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس کا مقابلہ کیا
تھا؟

جواب: مفسرین اور مؤرخین نے اس کا نام نمرود بتایا ہے جبکہ قرآن میں پارہ ۳ سورۃ
بقرہ آیت ۲۵۸ میں رسول اللہ ﷺ سے خطاب ہو کر فرمایا گیا ہے: أَلَمْ تَرَ إِلَى
الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي دِينِهِ أَنْ أَنَّهُ اللَّهُ الْمَلِكُ ۝ اے پیغمبر! کیا آپ نے
اس شخص کا قصہ ملاحظہ نہیں کیا جس نے ابراہیم علیہ السلام سے اُن کے رب کے
بارے میں اس وجہ سے جھگڑا کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو حکومت دیے رکھی
تھی۔“ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ روح البیان۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نمرود کے درمیان مکالمہ قرآن مجید کی سورۃ بقرہ آیت
۲۵۸ میں بیان ہوا ہے۔ بتائیے کس انداز سے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے: **وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّیْ الَّذِیْ یُحِیْ وَیُمِیْتُ قَالَ أَنَا أُحِیْ وَأُمِیْتُ ۖ قَالَ إِبْرَاهِیْمُ فَإِنَّ اللّٰهَ یَلْتَمِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأَبْ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ کَفَرَ ۗ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظَّالِمِیْنَ ۝** ”جب ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا پروردگار ایسا ہے کہ وہ جلاتا ہے (پیدا کرتا ہے) اور نارتا ہے۔ کہنے لگا کہ میں بھی جلا بخشتا ہوں اور مارتا ہوں۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آفتاب کو (روز کے روز) مشرق سے نکالتا ہے تو (ایک ہی دن) مغرب سے نکال کر دکھا۔ اس پر وہ کافر حیران رہ گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ ایسے ظالموں (بے راہرو) کو ہدایت نہیں فرماتا۔“

(القرآن - تفسیر ابن کثیر - فتح المہید - روح البیان - قصص القرآن)

سوال: پوری قوم پہلے ہی مخالف تھی۔ بادشاہ وقت کو بھی اپنا اقتدار خطرے میں نظر آیا وہ لاجواب ہو گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے کیا فیصلہ کیا گیا؟

جواب: نمرود سمیت پوری قوم نے فیصلہ کیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال دیا جائے۔ پارہ ۷۱ سورۃ الانبیاء آیت ۶۸ میں ہے: **قَالُوا حَرِّقُوْهُ وَانْقُرُوْا الْهَشَکُمْ اِنَّ کُنتُمْ فَعِلِیْنَ ۝** ”(آپس میں) وہ لوگ کہنے لگے کہ ان کو آگ میں جلاؤ۔ اور اپنے معبودوں کا ان سے بدللو اگر تم کو کچھ کرتا ہے۔“ پارہ ۲۳ سورۃ الصافات آیت ۹۷ میں ہے: **قَالُوا ابْنُؤَالِهٖ بُنِیَانًا فَاَلْقُوْهُ فِی الْحَجِیْمِ ۝** ”وہ لوگ کہنے لگے کہ ابراہیم علیہ السلام کے لئے ایک آتش خانہ (چار دیواری) تعمیر کرو اور ان کو اس دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دو۔“ پارہ ۲۰ سورۃ العنکبوت آیت ۲۴ میں ہے: **فَمَا کَانَ جَوَابَ قَوْمِہٖ اِلَّا اَنْ قَالُوْا قُتِلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ ۚ** ”ان کی قوم کا بس جواب یہ تھا کہ کہتے لگے۔ ان کو یا تو قتل کر ڈالو یا ان کو جلا دو۔“

(القرآن - مدارف القرآن - تفسیر القرآن - فتح القدیر)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دہکتی ہوئی آگ میں پھینک دیا گیا۔ آگ میں پھینکے جانے سے پہلے آپ نے کیا فرمایا؟

جواب: آپ نے فرمایا: **يُحْسِبِي اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ** ^ط ”مجھے میرا اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔“ (القرآن۔ فتح المہید۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر مظہری)

سوال: سرور نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکنے کا حکم دیا تو اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا؟

جواب: پارہ ۷ سورہ الانبیاء آیت ۶۹ میں ہے: **قُلْنَا يٰۤإِسْرٰهٖمُ** ”ہم نے آگ کو حکم دیا کہ اے آگ تو ٹھنڈی اور بے ضرر ہو جا، ابراہیم علیہ السلام پر۔“ پارہ ۲۳ سورہ الصفت آیت ۹۸ میں ہے: **فَاَرَادُوْاۤ اِیْمًا كَبِدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِیْنَ** ^و ”غرض ان لوگوں نے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ لڑائی کرنی چاہی تھی۔ سو ہم نے انہیں کو نیچا دکھایا۔“ پارہ ۲۰ سورہ العنکبوت آیت ۲۳ میں ہے: **فَاَنْجَبَہُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ** ^ط **اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَآٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ** ^و ”سو اللہ نے ان کو اس آگ سے بچالیا۔ بے شک اس واقعے میں جو کہ ایمان رکھتے ہیں نشانیاں ہیں۔“ (القرآن۔ فتح المہید۔ بیان القرآن۔ کمرالایمان)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام سب سے پہلے پیغمبر ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی۔ بتائیے آپ نے کب اور کہاں ہجرت کی؟

جواب: اگرچہ قرآن پاک میں جگہ کا نام نہیں بتایا گیا تاہم آپ آگ کے امتحان سے کامیاب ہونے کے بعد عراق (بابل) سے ہجرت کر گئے۔ پارہ ۷ سورہ انبیاء آیت ۷۰ میں ہے: **وَنَجَّیْنٰہُ وَاَوْرَثْنٰہُ الْاَرْضَ** ^ط **اِلَیْہِ السُّلٰتٰنُ** ”اور بچا کلاہم نے اُس (ابراہیم) کو اور لوط کو اس سرزمین کی طرف جس میں برکت رکھی ہم نے جہان کے واسطے۔“ پارہ ۲۰ سورہ العنکبوت آیت ۲۶ میں ہے: **فَاَمَّنْ لَّہٗ لُوطٌ وَقَالَ لِنِّیْ مُہَاجِرٌ اِلَیَّ وَیٰۤاِنَّہٗ ہُوَ الْعَزِیْزُ الْحٰکِمُ** ^و ”پس صرف لوط علیہ السلام... ابراہیم علیہ السلام کی تصدیق کی اور ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ... اے ہجرت کر کے اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں۔“ پارہ ۱۶ سورہ مریم آیت ۳۹ میں ہے: **فَلَمَّا اَخْرَجُوْهُمُ وَمَا یُعْبَدُوْنَ**

مِنْ ذُرِّيِّهِ. ”میں جب ان لوگوں سے جن کی وہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے، ان سے علیحدہ ہو گئے۔“ سورة الصف آیت ۹۹ میں ہے: وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَى رَبِّي سَيِّدِينَ. ”اور (ابراہیم علیہ السلام نے) کہا میں جانے والا ہوں اپنے پروردگار کی طرف غریب وہ میری رہنمائی کرے گا۔“

(القرآن۔ مدارف القرآن۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی فطرت میں تجسس کا مادہ تھا۔ آپ نے حیات بعد الممات (مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانا) کے بارے میں کس خواہش کا اظہار کیا اور وہ کیسے پوری کی گئی؟

جواب: پارہ پہلا سورة البقرہ آیت ۳۵ میں ہے: وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ ارْنِي كَيْفَ تُنْحِي الْمَوْتَىٰ ۖ قَالَ أَوْ لَمْ تُؤْمِنُ ۖ قَالَ بَلَىٰ وَلَٰكِن لِّيَبْطِئَنَّ قَلْبِي ۖ فَخُذْ أَوْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَىٰ كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا ۖ وَاعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ ”اور یاد کرو جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے اے میرے پروردگار! دکھلا دے مجھے کیونکر زندہ کرے گا تو مردے؟ فرمایا، کیا تو نے یقین نہیں کیا۔ کہا، کیوں نہیں، لیکن اس واسطے چاہتا ہوں کہ میرے دل کو تسکین ہو جائے، فرمایا تو پکڑ لے چار اڑنے والے جانور، پھر ان کو اپنے ساتھ مانوس کر لے۔ پھر رکھ دے ہر پہاڑ پر ان کے بدن کا ایک ایک ٹکڑا۔ پھر ان کو بلا چلے آئیں گے تیرے پاس دوڑتے۔ اور جان لے کہ بے شک اللہ زبردست ہے حکمت والا۔“ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ مدارف القرآن۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام مختلف علاقوں میں تبلیغ فرماتے ہوئے مصر پہنچے۔ اس دوران آپ کی اہلیہ حضرت سارہ علیہ السلام بھی ساتھ تھیں۔ مصر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا؟

جواب: مصر کے بادشاہ سنان بن علوان (فرعون مصر) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت سارہ علیہ السلام کا واقعہ پیش آیا۔ جو اگرچہ قرآن میں بیان نہیں کیا گیا۔

البتہ مؤرخین و مفسرین کے علاوہ احادیث میں اس کا ذکر ہوا ہے۔

(القرآن - تذکرۃ الانبیاء - سیرت انبیاء کرام)

سوال: بتائیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اولاد کے لئے کس انداز میں دعا مانگی؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ الصفۃ آیت ۱۰۰ میں ہے کہ آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے

دعا مانگی: رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ "اے میرے رب مجھ کو نیک بیٹا عطا

فرما۔" (القرآن - بعض القرآن - بعض الانبیاء - تفسیر ابن کثیر)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور انہیں کیا بشارت دی گئی؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ الصفۃ آیت ۱۰۱ میں ہے: فَبَشِّرْنَاهُ بِعِلْمٍ حَلِيمٍ "پھر ہم نے

(ابراہیم علیہ السلام کو) ایک متعل (بردا) بیٹے کی خوشخبری دی۔"

(القرآن - تفسیر مظہری - تفسیر طبری - الکشاف - بعض القرآن)

سوال: اللہ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے شیر خوار بیٹے اور اہلیہ حضرت

حاجرہ کو کعب اور کہاں چھوڑا؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ

حضرت حاجرہ کو بے آباد علاقے میں چھوڑا جس کا نام قرآن نے مکہ یا مکہ بیان کیا

ہے۔ (القرآن - بعض الانبیاء - بعض القرآن - معارف القرآن)

سوال: بتائیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اور بیوی کو مکہ کی وادی میں

چھوڑتے وقت کیا دعا فرمائی؟

جواب: پارہ ۱۳ سورۃ ابراہیم آیات ۳۷-۳۸ میں ہے: رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ دُونِ

بَوَادِي غَيْرِ ذِي زُرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْنَدَةً

مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ "اے

میرے رب! میں نے بسایا ہے اپنی ایک اولاد کو میدان میں جہاں کھیتی باڑی نہیں

ہوتی۔ میرے عزت والے گھر کے پاس، اے اللہ! تاکہ یہ قائم رکھیں نماز کو، سورکھا

کریں۔“ (القرآن - تفسیر فتح القدیر - فتح الحمد - ج ۱ القرآن)

سوال: جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ کی طرف سے قربانی کا حکم ہوا تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر کیا تھی؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ الصفۃ آیت ۱۰۲ میں صرف اس قدر بتایا گیا ہے: فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ ”پس جب وہ لڑکا ایسی عمر کو پہنچا کہ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ چلنے پھرنے لگا۔“ بعض نے اس کا ترجمہ کیا ہے: ”سو جب وہ لڑکا ایسی عمر کو پہنچ گیا کہ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ جدوجہد کرنے لگے۔“

(القرآن - سیرت انبیاء کرامؑ - قسم الانبیاء)

سوال: خواب دیکھنے کے بعد اللہ کے دستِ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے کیا کہا؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ الطفت آیت ۱۰۲ میں ہے: قَالَ يٰئِسْ اِيَّتِيْ فِي الْمَنَامِ اِنِّىْ اُذْهَبُكَ فَاَنْظُرْ مَاذَا تَنزِلُ ۚ ابراهيم علیہ السلام نے فرمایا: اے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تم کو (اللہ کے حکم سے) ذبح کر رہا ہوں۔ تم بھی سوچ لو۔ (الفرآن - تذکرۃ الانبیاء - تفسیر زاہدی - تاریخ الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والد ماجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کیا جواب دیا؟

جواب: آپ نے جو کچھ فرمایا: سورۃ الصفحۃ آیت ۱۰۲ میں بیان کیا گیا ہے: قَالَ يَا بَنِيَّ افْعَلُوا مَا تَقُولُ مَرَّتَيْنِ اِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّبْرِ ۝ (اسماعیل) بولے، ابا جان آپ کو جو حکم ہوا ہے آپ کیجئے۔ انشاء اللہ آپ مجھ کو صبر کرنے والوں میں سے بنائیں گے۔" (المقرءون: تفسیر القرآن، نوادر عثمانی، صفحہ القرآن)

سوال: دونوں انبیاء کرام علیہ السلام نے اللہ کے حکم کے آگے سر جھکا دیا تو کس عملی اقدام کا مظاہرہ کیا؟ اللہ کی طرف سے کیا حکم نازل ہوا؟

جواب: سورۃ الصافات آیت ۱۰۳ میں ہے: **فَلَمَّا اسْلَمْنَا وَلَمَّا وَتَلَهُ لِلْجَبِينِ** ۵ ”غرض دونوں نے (اللہ کے) حکم کو تسلیم کر لیا۔ اور باپ نے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے کر دت کے بل (پیشانی کے بل) لٹایا۔“ اور قریب تھے کہ گھاکاٹ ڈالیں، اللہ کی طرف سے حکم نازل ہوا۔ **وَعَادْتُهُ اَنْ يَّابُرَ اٰهِيْهِمْ** ۵ **قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْىَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ** ۵ ”(اس وقت) ہم نے ان کو آواز دی کہ اے ابراہیم علیہ السلام تم نے خواب کو سچ کر دکھایا۔ ہم تخلصین کو ایسا صلہ دیتے ہیں۔“

(انقرآن۔ فتح الحمید۔ تفسیر القرآن۔ معارف القرآن)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس امتحان کے بارے میں کیا فرمایا اور ان کو کیا صلہ دیا؟

جواب: سورۃ الصافات آیات ۱۰۶ تا ۱۱۰ میں ہے: **اِنَّ هٰذَا لَهٗوَ الْبَلٰۤىِٕ الْمُبِيْنِ** ۵ **وَقَدْ يَّسَّرْنَا بِذٰلِكَ عَظِيْمًا** ۵ **وَتَرٰكُنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ** ۵ **سَلَّمَ عَلٰى اٰهْرِ اٰهِيْهِمْ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ** ۵ ”حقیقت میں یہ تھا بھی بڑا امتحان اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے عوض دیدیا۔ اور ہم نے پیچھے آنے والوں میں یہ بات ان کے لئے رہنے دی کہ ابراہیم علیہ السلام پر سلام ہو۔ ہم تخلصین کو ایسا صلہ دیتے ہیں۔“

(انقرآن۔ تفسیر القرآن۔ فتح الحمید۔ بیان القرآن)

سوال: اللہ تعالیٰ نے سورۃ الصافات میں ایک تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو محسنین میں شمار کیا ہے۔ بتائیے ان کی اور کون سی صفت بیان فرمائی ہے؟

جواب: آیت ۱۱۱ میں ہے: **اِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ** ۵ ”بے شک وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھے۔“

(انقرآن۔ فتح الحمید۔ بیان القرآن۔ تفسیر عزیزین)

سوال: بیت اللہ کے بارے میں ارشاد خداوندی کیا ہے؟

جواب: پارہ ۴ سورۃ آل عمران آیت ۹۶ میں ہے: **اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِى بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعٰلَمِيْنَ** ۵ ”بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے (خدا کی عبادت کی خاطر) بنایا گیا۔ وہ مکہ میں یہی مکان (کعبۃ اللہ) ہے۔“

(انقرآن۔ فوائد عثمانی۔ تفسیر ماجدہ۔ تفسیر مظہری)

سوال: مکہ میں نہ کوئی آبادی تھی نہ کوئی عمارت۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ کی جگہ کا کیسے علم ہوا؟

جواب: پارہ ۱۷ سورۃ الحج آیت ۲۶ میں ہے: **وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ** ”اور جب کہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو خانہ کعبہ کی جگہ بتا دی۔“

(القرآن۔ حصہ القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ حصہ الانبیاء)

سوال: بتائیے اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کو کیسا شرف عطا فرمایا؟

جواب: سورۃ بقرہ آیت ۱۲۵ میں بیت اللہ کی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا: **وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَقَابَلَةَ لِلْبَيْتِ الْأَيْمَنِ وَالْأَيْمَنِ مَقَابَلَةُ لِلْأَيْمَنِ** ”اور (وہ وقت بھی قابل ذکر ہے) جس وقت ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے لئے عبادت گاہ اور مقام اسن قرار دیا۔“

(القرآن۔ سیرت انبیاء کرام۔ فتح المیہ۔ تفسیر عزیزی)

سوال: مقام ابراہیم علیہ السلام کو کونسی جگہ ہے؟ اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: مقام ابراہیم ایک خاص پتھر کا نام ہے۔ جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر کی تھی۔ وہ کعبہ (بیت اللہ) کے قریب ایک محفوظ جگہ پر رکھا ہے۔ اس کے پاس نوافل ادا کرنا باعث ثواب ہے۔ اس کے بارے میں سورۃ بقرہ آیت ۱۲۵ میں ہے: **وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّیً** ”اور مقام ابراہیم علیہ السلام کو (کبھی کبھی) نماز پڑھنے کی جگہ بنالیا کرو۔“

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام۔ حصہ القرآن)

سوال: بتائیے بیت اللہ کے بارے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو کیا حکم دیا گیا؟

جواب: سورۃ البقرہ آیت ۱۲۵ میں ہے: **وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ وَاسْمَاعِيلَ** ”اور ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرف حکم بھیجا کہ میرے اس گھر کو خوب پاک رکھا کرو۔ بیرونی اور مقامی لوگوں (کی عبادت) کے واسطے اور رکوع

اور سجدہ کرنے والوں کے واسطے۔“ (القرآن - تفسیر فتح القدیر - معارف القرآن - تفسیر عثمانی)
سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شہر مکہ کے لئے کیا دعا مانگی اور اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا؟

جواب: آپ نے مکہ مکرمہ کے لئے دعا مانگتے ہوئے جو کچھ فرمایا اسے سورۃ بقرہ آیت ۲۶ میں بیان کیا گیا ہے: **وَاذْكُرْ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ رَّبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَاَرْزُقْ اَهْلَهُ مِنَ الشَّمَرٰتِ مِمَّنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ الْاٰخِرِ ط** ”اور جس وقت ابراہیم علیہ السلام نے (دعا میں) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار اس کو ایک آباد شہر بنا دیجئے اور امن والا اور یہاں رہنے والوں کو پھلوں سے بھی عنایت کیجئے ان کو جو کہ ان میں سے اللہ تعالیٰ پر اور روز قیامت پر ایمان رکھے ہوں۔“ ارشاد باری تعالیٰ ہوا: **قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُفِيْعُهُ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْرَبْهُ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ وَبُفْسِ الْمَصِيُو** ”اور اس شخص کو جو کہ کافر رہے سو ایسے شخص کو تھوڑے روز تو خوب آرام ملے گا (دنیا میں) اور پھر اس کو کشتاں کشتاں عذاب دوزخ میں پہنچاؤں گا۔ اور وہ پیچھے کی جگہ بہت بری ہے۔“ (القرآن - فہم القرآن - تفسیر ابن کثیر - تفسیر عثمانی)

سوال: بتائیے اللہ کے پیغمبروں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے تیسرے کعبہ کے وقت کیا دعا فرمائی؟

جواب: سورۃ بقرہ آیات ۱۲۷ تا ۱۲۸ میں ہے: **وَاذْكُرْ فَعِ اِبْرٰهِيْمَ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلَ ط رَبَّنَا ثَقَلُ مِنَّا ط اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيْمُ ۝ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمِيْنَ لَكَ ۝ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۝ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝** ”اور جبکہ اشارہ ہے تھے ابراہیم علیہ السلام دیواریں خانہ کعبہ کی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی (اور یہ کہتے جاتے تھے) اے ہمارے پروردگار ہم سے یہ خدمت قبول فرما اور بلاشبہ آپ خوب سننے والے اور جاننے والے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنا اور زیادہ فرمانبردار بنا لیجئے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایسی جماعت پیدا کیجئے جو آپ کی مطیع ہو اور نیز ہم کو

ہمارے حج کے مناسک بتا دیجئے۔ اور ہمارے حال پر توجہ رکھئے اور درحقیقت آپ ہی توجہ فرمانے والے مہربانی کرنے والے ہیں۔“

(القرآن - ضیاء القرآن - تفسیر خانی - تفسیر ماجدی)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے تفسیر کعبہ کے وقت پیغمبر مبعوث فرمانے کے لئے کیا دعا مانگی؟

جواب: سورۃ لقہ ۱۲۹ میں ہے: کہ آپ نے دعا فرمائی: رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ اے ہمارے پروردگار اور اس جماعت میں ان ہی میں سے ایک ایسے پیغمبر کو بھیج (مقرر فرما) جو ان لوگوں کو آپ کی آیات پڑھ پڑھ کر سنایا کریں اور ان کو (آسمانی) کتاب کی اور حکمت و دانائی کی تعلیم دیا کریں اور ان کو پاک کر دیں۔ بے شک تو ہی غالب ہے حکمت والا ہے۔

(۲۲۲ الانبیاء - القرآن - تفسیر مظہری - تفسیر ابن کثیر - فتح المبین)

سوال: بیت اللہ کو بیت العتیق بھی کہا گیا ہے۔ کس آیت میں؟

جواب: پارہ ۱۷ سورۃ الحج آیت ۲۹ میں ہے: وَلِيَسْطَوُاْ بُيُوتَ الْعَزِيزِ ۝ اور اس مامون گھر (یعنی بیت اللہ) کا طواف کریں۔ اسی سورۃ کی آیت ۳۳ میں بھی یہ نام آیا ہے۔ (القرآن - تفسیر مظہری - تفسیر ابن کثیر)

سوال: بیت اللہ تفسیر ہو گیا تو ظلیل اللہ کو اللہ کی طرف سے کیا حکم ملا؟

جواب: سورۃ الحج آیات ۲۵ ۲۹ میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ کو خانہ کعبہ کی جگہ بتادی اور فرمایا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا تو پھر حکم دیا: وَظَهَرَ يُحْيَىٰ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعَ السُّجُودَ ۝ وَادِّينَ فِي النَّاسِ بِالْحَقِّ يَا تُؤَكِّدُ أَجْلًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ۝ لِّشَهَادَتِهِمْ وَإِنْفَاعِهِمْ وَبِذِكْرِهِمْ أَسْمَ اللَّهِ فِي آيَاتِهِ مَعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۝ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطِيعُوا أَمْرَ الْفَقِيرِ ۝ ثُمَّ لِيَقْضُوا

تَفَنَّهُمْ وَلَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝” اور میرے اس گھر کو طواف کرنے والوں کے اور قیام و رکوع و سجود کرنے والوں کے واسطے پاک رکھنا۔ اور لوگوں میں حج (فرض ہونے) کا اعلان کر دو۔ لوگ تمہارے پاس (حج کیلئے) چلے آئیں گے۔ پیادہ بھی اور دہلی چلی اونٹنیوں پر بھی جو کہ دور دراز رستوں سے پہنچی ہوں گی۔ تاکہ اپنے (دینی) فوائد کے لئے آمو جو ہوں۔ اور اس لئے آئیں تاکہ مقررہ ایام (قربانی کے) میں ان مخصوص چوپایوں پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام لیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کئے ہیں۔ پس ان جانوروں (ذبح کے) میں سے تم کو بھی اجازت ہے کہ کھایا کرو مصیبت زدہ محتاج کو بھی کھلایا کرو۔ پھر لوگوں کو چاہئے کہ اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنے واجبات پورے کریں اور ان مخصوص ایام میں اس اسن والے گھر (یعنی خانہ کعبہ) کا طواف کریں۔“

(القرآن۔ تفسیر فتح اللہ۔ تفسیر القرآن۔ تیسرا القرآن)

سوال: بتائیے سورۃ الشعراء میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کوئی دعایمان کی گئی ہے؟
جواب: پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۸۶ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے باپ کے بارے میں دعا ہے: **وَاعْتَصِرْ وَلَا يَسْأَلُ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ ۝** ”اور میرے باپ (ایمان کی توفیق دے کر) کی مغفرت فرما کہ وہ گمراہ لوگوں میں سے ہے۔“ پھر فرمایا: **وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُعْتَبُونَ ۝** ”اور جس روز سب زندہ ہو کر انھیں گئے اس روز مجھ کو رسوا نہ کرنا۔“
(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر مظہری۔ بیان القرآن)

سوال: ”اے ہمارے پروردگار! ہم آپ پر توکل کرتے ہیں اور آپ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور آپ ہی کی طرف لوٹا ہے۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو کافروں کا تختہ مشق نہ بنا۔ اور اے پروردگار ہمارے گناہ معاف کر دیجئے۔ بے شک آپ زبردست حکمت والے ہیں۔“ بتائیے یہ دعا کس نے مانگی تھی؟

جواب: یہ دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کی مغفرت طلب کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے مانگی تھی۔ پارہ ۲۸ سورۃ المستحذہ آیت ۵ میں الفاظ ہیں: **رَبَّنَا عَلَيكَ**

فَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنبَاءَ وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ۝ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا
وَاعْفُزْ لَنَا رَبَّنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

(القرآن - تفسیر ابن کثیر - تفسیر مظہری - تفسیر عزیزی)

سوال: قرآن پاک میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کن مہمانوں کا ذکر کیا گیا ہے؟
جواب: سورہ ہود آیت ۶۹ تا ۷۳ - سورہ الحجرات آیت ۵۱ تا ۵۶ - سورہ الذریت آیت ۲۳ تا ۳۰
۳۰ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں اور ان کی مہمان نوازی کا ذکر ہے۔
یہ مہمان اللہ کے بھیجے ہوئے فرشتے تھے۔

(القرآن - تفسیر القرآن - فیہ القرآن - کترالایمان)

سوال: بتائیے فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس کس لئے آئے تھے؟
جواب: انہیں جنے کی بشارت دینے آئے تھے۔ جیسا کہ ان سورتوں میں بتلایا گیا ہے۔ پارہ
۱۲ سورہ ہود آیت ۶۹ میں ہے: وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَى
فَالُكُوا سَلَامًا قَالَ سَلَامٌ ۖ ”اور ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے (انسانوں کی شکل میں)
ابراہیم علیہ السلام کے پاس بشارت لے کر آئے اور انہوں نے سلام کیا۔ ابراہیم
علیہ السلام نے بھی سلام کیا۔“ آیت ۱۷ میں ہے: فَبَشِّرْهُنَّ بِأَسْحَقَ وَمِنْ وَرَاءِ
أَسْحَقَ بِعِشْقٍ ۖ ”ہم نے انہیں اسحق علیہ السلام (کے پیدا ہونے کی بشارت
دی اور اسحق علیہ السلام کے بعد یعقوب علیہ السلام کی۔“ پارہ ۳ سورہ الحجرات آیت ۵۱
تا ۵۳ میں ہے: وَبَشِّرْهُمْ عَنْ حَبِيبٍ إِبْرَاهِيمَ ۖ اذْذَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا
سَلَامًا ۖ ”اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ ۖ“ ”ہم آپ کو ایک فرزند کی بشارت دیتے
ہیں۔ جو بڑا عالم ہوگا۔“ پارہ ۲۷ سورہ الذریت آیات ۲۳ تا ۲۴ میں بھی ان
مہمانوں کا ذکر ہے اور جنے کی بشارت کا اس طرح تذکرہ ہے۔ وَبَشِّرْهُ بِغُلَامٍ
عَلِيمٍ ۖ ”اور ان کو ایک فرزند کی بشارت دی جو بڑا عالم ہوگا۔“

(القرآن - معارف القرآن - تفسیر القرآن - تیسرا القرآن)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑے مہمان نواز تھے۔ انہوں نے اپنے ان مہمانوں کی

کس طرح خدمت کی؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۶۹ میں ہے: **فَمَا لَبَسَ أَنْ يَجَاءَ بِعِجْلٍ خَبِيرٍ** ”پھر انہوں (ابراہیم علیہ السلام) نے دیر نہ لگائی کہ ایک تلا ہوا بچھڑا لائے۔“ پارہ ۲۷ سورۃ الذاریت آیت ۲۵-۲۶ میں ہے: **فَقَوْمٌ مُّشْكِرُونَ** ”قَرَأَ إِلَىٰ أَهْلِهِ فَجَاءَ بِعِجْلٍ سَمِينٍ“ (انہوں نے خیال کیا کہ) انجام لوگ ہیں۔ پھر اپنے گھر کی طرف گئے اور ایک فربہ بچھڑا (تلا ہوا) لائے۔“

(القرآن - معارف القرآن - تفسیر القرآن - تیسرا القرآن)

سوال: بتائیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے مہمانوں سے خوف کیوں محسوس ہوا؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۶۹-۷۰ میں ہے: **فَلَمَّا رَأَىٰ أَبَدُتُهُمْ لَا تُصَلِّیٰ إِلَیْهِ وَكَبَّرُ هُمْ وَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً** ”قَالُوا لَا تَخَفْ“ ”پس جب ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ اس کھانے تک نہیں بڑھتے تو ان سے ڈرے اور دل میں خوف زدہ ہوئے۔ وہ فرشتے کہنے لگے ”ڈرو مت۔““ پارہ ۱۳ سورۃ الحجر میں ہے: **قَالَ إِنَّمَا مِّنْكُمْ وَجِلُونَ** ”قَالُوا لَا تَوَجَّلْ“ (ابراہیم علیہ السلام) کہنے لگے کہ ہم تم سے خائف ہیں۔ انہوں نے کہا آپ خوفزدہ نہ ہوں۔“ پارہ ۲۷ سورۃ الذاریت آیات ۲۷-۲۸ میں ہے: **فَقَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ قَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ** ”فَارْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً“ ”قَالُوا لَا تَخَفْ“ ”اور (خلاش ہوا بچھڑا) اس کو ان کے پاس لا کر رکھا اور کہنے لگے کہ آپ لوگ کھاتے کیوں نہیں تو ان سے دل میں خوفزدہ ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ تم ڈرو مت۔“ (القرآن - تفسیر ابن کثیر - تفسیر مطہری - تفسیر مزیلی)

سوال: فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے کی بشارت دی تو آپ نے اور آپ کی اہلیہ نے کیا فرمایا؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۷۲-۷۳ میں ہے: **وَأَمْرَأَتُهُ قَانِمَةٌ فَفَصَحَكْتُ فَبِشْرُهَا بِإِسْحَاقَ وَمِنْ وَرَاءِ إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ** ”قَالَتْ يَوُٰسِكُنِي ۖ إِلَهُؤُنَا عَجُوزٌ وَهَذَا بَعْلِي شَيْخًا إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيبٌ“ ”قَالُوا اتَّعَجِبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ وَرَحْمَتِ اللَّهِ

وَبَرَكَةُ عَلَيْهِمْ أَهْلَ الْبَيْتِ ۖ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ ۝ اور ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ (حضرت سارہ) کہیں کھڑی سن رہی تھیں۔ پس ہمیں۔ سو ہم نے ان کو بشارت دی احن کے پیدا ہونے کی اور ان کے بعد یعقوب علیہ السلام کی۔ کہنے لگیں ہائے خاک پڑے اب میں۔ بچہ جنوں گی۔ بڑھیا ہو کر۔ اور میرے میاں بالکل بوڑھے ہیں۔ واقعی یہ بھی عجیب بات ہے۔ فرشتوں نے کہا کہ کیا تم خدا کے کاموں میں تعجب کرتی ہو۔ اور اس خاندان کے لوگو! تم پر اللہ کی خاص رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوتی رہتی ہیں۔ بے شک وہ (اللہ تعالیٰ) تعریف کے لائق اور بڑی شان والا ہے۔“ پارہ ۱۳ سورۃ الحجر آیات ۵۶ تا ۵۴ میں ہے: قَالَ أَبَشِّرْهُمُ بِأَنْبِئِي عَلَىٰ أَنْ مَسَّيَ الْكَرَّ وَفِيهِمْ بُشْرُونَ ۝ قَالُوا أَبَشِّرْنَا بِالْحَقِّ فَلَا تَسْخَرُ مِنَّا الْفَاطِنِينَ ۝ قَالَ وَمَنْ يَسْخَرُ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ ۝ ابراہیم علیہ السلام کہنے لگے کہ کیا تم مجھ کو اس حالت میں (فرزند کی) بشارت دی ہو کہ مجھ پر بڑھاپا آ گیا ہے۔ سو کس چیز کی بشارت دیتے ہو۔ وہ بولے کہ ہم آپ کو امر واقعی کی بشارت دیتے ہیں۔ سو آپ ناامید نہ ہوں۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ بھلا اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہوتا ہے۔ سوائے گمراہ لوگوں کے۔“ پارہ ۲۷ سورۃ الذرّٰت آیات ۲۹-۳۰ میں ہے: قَبْلَ كُنْ أَمْرًا فِي صَفٍّ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ ۝ قَالُوا كَذْلِكِ قَالَ رَبُّكِ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ۝ اتنے میں ان کی زوجہ چلائی ہوئی آئی اور اپنے ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہنے لگیں کہ اول تو میں بڑھیا پھر بانجھ۔ فرشتے کہنے لگے کہ تمہارے پروردگار نے ایسا ہی فرمایا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ وہ بڑا حکمت والا بڑا جانتے والا ہے۔“

(القرآن۔ تنبیہ القرآن۔ بیان القرآن۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے کی خوشخبری کے علاوہ اور کیا اطلاع دی تھی؟

جواب: فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بتایا کہ ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں تاکہ انہیں عذاب دیا جائے۔ پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۷۰ میں ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام فرشتوں سے خوفزدہ ہوئے تو انہوں نے بتایا: قَالُوا لَا تَخَفْ إِنَّا أَوْسَلْنَا إِلَىٰ قَوْمِ لُوطٍ ۖ ”وہ فرشتے کہنے لگے ذرومت ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کا خوف دور ہوا تو قوم لوط کے بارے میں ہمدردی کا اظہار کیا آیت ۷۷ میں ہے: فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ وَجَاءَتْهُ الْبَشْرَىٰ يُجَادِلُنَا لِي قَوْمٍ لُّوطٍ ۖ ”پھر جب ابراہیم علیہ السلام کا وہ خوف زائل ہو گیا اور ان کو خوشی کی خبر ملی (کہ اولاد ہوگی تو ہم سے لوط کی قوم کے بارہ میں جدال کرنا شروع کر دیا۔“ حضرت ابراہیم علیہ السلام رحیم الطبع اور نرم دل تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آیت ۷۸ میں ہے: يٰٓإِبْرَاهِيمُ أَنْصَرِضْ عَنْ هَٰذَا إِنَّهُ قَدْ جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ وَإِنَّهُمْ إِيَّاهُ عَذَابٌ غَيْرُ مُؤَدُّودٍ ۖ ”اے ابراہیم علیہ السلام اس بات کو جانے دو تمہارے رب کا حکم (اس کے متعلق) تو پہنچا ہے اور اس کے سبب ان پر ضرور ایسا عذاب آنے والا ہے جو کسی طرح نبھنے والا نہیں۔“ پارہ ۲۰ سورۃ العنکبوت آیت ۳۱ میں ہے: وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبَشْرَىٰ قَالُوا إِنَّا مُهْلِكُوا أَهْلَ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ إِنَّ أَهْلَهَا كَانَوْ ظَالِمِيْنَ ۖ ”اور ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے جب ابراہیم علیہ السلام کے پاس بشارت لے کر پہنچے (اتنا گفتگو میں) ان فرشتوں نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ ہم اس بستی والوں کو ہلاک کرنے والے ہیں کیونکہ وہاں کے باشندے بڑے شریر ہیں۔“

(القرآن - تفسیر ابن کثیر - بیان القرآن)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل کو اللہ تعالیٰ نے کن انعامات سے نوازا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بہت سے انعامات کا ذکر فرمایا ہے: جیسے پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۵۴-۵۵ میں ہے: فَقَدْ أَنْبَاَآلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُمْ مُلْكًا عَظِيمًا ۖ ”سو ہم نے ابراہیم علیہ السلام کے خاندان کو کتاب بھی

دی ہے اور علم بھی دیا ہے اور ہم نے ان کو بڑی بھاری سلطنت بھی دی ہے۔ پارہ ۷ سورۃ الانعام آیات ۸۵-۹۱ میں بھی ان انعامات کا ذکر ہے جو آل ابراہیم علیہ السلام پر کئے گئے۔ پارہ ۲۰ سورۃ العنکبوت آیت ۲۷ میں ہے: **وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ وَآتَيْنَاهُ أَجْرَهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ** ”اور ہم نے (ہجرت کے بعد) ان کو اسحاق (کا بیٹا) یعقوب (پوتا) عنایت فرمایا۔ اور ہم نے انکی نسل میں نبوت اور کتاب کے (سلسلے کو) قائم رکھا۔ اور ہم نے ان کا صلہ ان کو دنیا میں بھی دیا اور وہ آخرت میں بھی نیک بندوں میں ہوں گے۔“ پارہ ۲۳ سورۃ الصفت آیت ۱۱۳ میں ہے: **وَبَرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَىٰ اسْمٰعٰلَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ مُبِينٌ** ”اور ہم نے ابراہیم علیہ السلام پر اور اسحاق علیہ السلام پر برکتیں نازل کیں اور پھر آگے ان دونوں کی نسل میں بعض اچھے بھی ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں جو (برائیاں کر کے) صبح و شام اپنا نقصان کر رہے ہیں۔“ پارہ ۲۷ سورۃ المدید آیت ۲۶ میں ہے: **وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوحًا وَاِبْرٰهٖمَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ** ”اور ہم نے نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور ہم نے ان کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب جاری رکھی۔ پس ان لوگوں میں بعضے تو ہدایت یافتہ ہوئے اور بہت سے ان میں نافرمان تھے۔“

(القرآن: تفسیر مزیدی۔ تفسیر مہدی۔ تفسیر فیضان القرآن)

سوال: **اِنَّ اَوَّلٰى النَّاسِ بِاِبْرٰهٖمَ لِلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا** اور ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ سب سے زیادہ تعلق ان لوگوں کا ہے جو ان کے پیروکار ہیں اور اس نبی (مضمر) کا اور مسلمانوں کا۔“ آیت نمبر اور سورۃ بتا دیجئے؟

جواب: پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۶۷۔ (القرآن۔ فتح النہد۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ابن کثیر۔)

سوال: بتائیے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے پیروکاروں کی تقلید کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا؟

جواب: پارہ ۲۸ سورۃ المستندہ آیت ۴۴ میں ہے: **فَقَدْ كُنَّا نَظُنُّكَ لَكُمُ اسْوَةٌ حَسَنَةً فِيْ اٰمِرِ الْاٰهِيْمِ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ** ”تمہارے لئے ابراہیم علیہ السلام میں اودان لوگوں میں جو کہ ایمان و اطاعت میں ان کے شریک حال تھے۔ ایک عمدہ نمونہ ہے۔“

(القرآن۔ فتح المید۔ تفسیر عزیزی۔ فتح القدیر)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کونسی صفات بیان فرمائی ہیں؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ الصافات آیت ۸۳-۸۴ میں ہے: ”اور نوح علیہ السلام کے طریقے والوں میں سے ابراہیم علیہ السلام بھی تھے۔ جبکہ وہ اپنے رب کی طرف صاف دل سے متوجہ ہوئے۔“ آیت ۱۱۱ میں ہے: **بے شک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے۔“** سورۃ بقرہ آیت ۱۳۱ میں ہے کہ وہ فرمانبردار (مسلمان) تھے۔ سورۃ البقرہ ۱۳۵ سورۃ آل عمران ۶۶۔ سورۃ الانعام ۱۶۲ سورۃ النحل آیت ۱۲۳ میں ہے کہ وہ مشرک نہیں تھے۔ سورۃ الانعام ۸۰ اور سورۃ النحل ۱۲۰ میں خود ان کی زبانی ہے کہ وہ مشرک نہ تھے۔ سورۃ التوبہ آیت ۱۱۴ اور سورۃ ہود آیت ۷۵ میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نرم دل اور بردبار تھے۔ سورۃ النحل آیت ۱۲۱ میں ہے کہ وہ اللہ کی نعمتوں کے شکر گزار تھے۔ سورۃ النحل آیت ۱۲۲، سورۃ العنکبوت آیت ۲۷ میں ہے کہ انہیں دنیا میں خوبی اور صلہ عطا کیا گیا۔ سورۃ البقرہ ۱۳۰، سورۃ النحل ۱۲۲ سورۃ العنکبوت آیت ۲۷ میں ہے: ”اور بے شک آخرت میں وہ نیک بختوں میں سے ہوں گے۔“ سورۃ البقرہ آیت ۱۳۰، سورۃ ص آیت ۴۷ میں ہے کہ وہ اللہ کے پسندیدہ اور دنیا میں منتخب کئے ہوئے تھے۔ سورۃ مریم آیت ۴۱ میں ہے کہ وہ سچے نبی تھے۔

(القرآن۔ تفسیر مہدی۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر خیر بلند کیا۔ آیت بتادیتجئے؟

جواب: پارہ سولہ سورۃ مریم آیت ۵۰ میں ہے: **وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا** ”اور ان سب کو ہم نے اپنی رحمت کا حصہ دیا اور آئندہ نسلوں میں ہم نے ان کا نام نیک اور بلند کیا۔“

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۲۰ میں اللہ کے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں کیا بتایا گیا ہے؟

جواب: اس میں بیان کیا گیا: اَمْ نَقُولُ لُوْنًا اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَاِلٰهًا سَبَّاطَ كَمَا نُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی ط قُلْ ؕ اَنْتُمْ اَعْلَمُوْا اَمِ اللّٰهُ ط "یا کہے جاتے ہو کہ ابراہیم علیہ السلام اور اسمعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام اور اولاد یعقوب میں جو انبیاء گزرے ہیں یہ سب حضرات یہود یا نصاریٰ تھے۔" (محمدؐ) کہہ دیجئے کہ تم زیادہ واقف ہو یا اللہ تعالیٰ۔"

(القرآن۔ تحفیم القرآن۔ معارف القرآن۔ فتح الحمید)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مسلمان ہونے، دین خفیف پر ہونے اور ایک جماعت ہونے کا کن آیات میں ذکر ہے؟

جواب: سورۃ آل عمران آیت ۶۶ سورۃ الانعام آیت ۸۰-۱۲۰-۱۶۴، سورۃ البقرہ آیت ۱۳۵-سورۃ النساء آیت ۱۲۵۔ (القرآن۔ تحفیم القرآن۔ معارف القرآن۔ فتح الحمید)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام پر سلام بھیجا گیا ہے۔ آیت بتا دیجئے؟

جواب: سورۃ المطفف آیت ۱۰۹ میں آپ علیہ السلام پر سلام بھیجا گیا ہے۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر روح البیان)

سوال: بتائیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وفات کے وقت اپنی اولاد کو کیا وصیت فرمائی؟

جواب: ارشاد خداوندی ہے: وَرَضٰی بِهَا اِبْرٰهِيْمُ بَنِيْہٖ وَيَعْقُوْبُ بَنِيْہٖ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی لَكُمْ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْنَنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ط اور یہی وصیت کر گئے ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹوں کو اور یعقوب علیہ السلام کو بھی کہ بیٹو! بے شک اللہ نے جن کو دیا ہے تم کو دین۔ پس تم ہرگز نہ مرنے مگر مسلمان۔"

(القرآن۔ تفسیر فتح اللہ۔ تفسیر ماحدی)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے دونوں بڑے بیٹے بڑھاپے کی حالت میں

دیئے۔ آپ نے کن الفاظ میں خدا کا شکر ادا کیا؟

جواب: آپ نے فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ السُّبُوْلَ وَاسْتَلْقٰ ط
اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَاۗءِ ”شکر ہے اللہ کا جس نے بخشا مجھ کو اتنی بڑی عمر میں
اسماعیل علیہ السلام اور اٹھن علیہ السلام۔ بے شک میرا رب دعا کو سنتا ہے۔“

(القرآن۔ تفسیر القرآن۔ فتح المہد۔ ضیاء القرآن)

سوال: بتائیے قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کس بیوی کا ذکر ہے جسے
فرشتوں سے ہمکلام ہونے کا شرف حاصل ہوا؟

جواب: حضرت سارہ کا ذکر ہے جنہوں نے فرشتوں سے اُس وقت بات چیت فرمائی جب
فرشتوں نے انہیں بیٹے کی خوشخبری دی۔ (القرآن۔ ازادواج الانبیاء۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: پارہ ۱۴ سورۃ ابراہیم علیہ السلام آیت ۴۰-۴۱ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کوئی
دعا بیان کی گئی ہے؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی: رَبِّ اجْعَلْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ الصَّلٰوۃِ وَرَیْ
دُ رَبِّیْ رُبَّنَا وَقَبَّلْ دُعَاۗءَ رَبَّنَا اَعْفُو لَیْ وَاِلَیّ الَّذِیْ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ
الْحِسَابُ ”اے میرے رب مجھ کو بھی نماز کا اہتمام رکھنے والا رکھیے اور میری
اولاد کو بھی۔ اور میری یہ دعا قبول کیجئے۔ اے ہمارے رب! میری مغفرت کرو دیجئے
اور میرے ماں باپ کی بھی اور تمام مومنین کی بھی قیامت کے دن۔“

(القرآن۔ تفسیر روح المعانی۔ تفسیر ابن کثیر۔ بیان القرآن)

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور احادیث نبوی ﷺ

سوال: رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کی روشنی میں بتائیے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے
صحیفے کیسے تھے؟

جواب: حضرت ابو ذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا
کہ ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے کیسے تھے اور کیا تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ

ان صحیفوں میں امثال عبرت کا بیان تھا۔ (معارف القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ابو ذر غفاریؓ کی روایت میں صحف ابراہیم علیہ السلام سے کون سی مثال بیان کی گئی ہے؟

جواب: ان روایات میں ہے کہ صحف ابراہیم علیہ السلام میں سے ایک مثال میں ظالم بادشاہ کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ اے لوگوں پر مسلط ہو جانے والے مغرور، میں نے تجھ کو حکومت اسی لیے نہیں دی تھی کہ تو دنیا کا مال پر مال جمع کرتا چلا جائے۔ بلکہ میں نے تو تجھے اقتدار اس لیے سونپا تھا کہ تو مظلوم کی بددعا بھجھ سک نہ پہنچے دے۔ کیونکہ میرا قانون یہ ہے کہ میں مظلوم کی بددعا کو رد نہیں کرتا۔ اگرچہ وہ کافر کی زبان سے نکلی ہو۔ (معارف القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے صحف ابراہیم علیہ السلام میں کس قسم کے پند و نصائح تھے؟

جواب: روایت ابو ذر غفاریؓ میں ہے کہ ایک مثال میں عام لوگوں کو خطاب کر کے فرمایا کہ عقلمند آدمی کا کام یہ ہے کہ اپنے اوقات کے ۳ حصے کرے۔ ایک حصہ اپنے رب کی عبادات اور اس سے مناجات کا ہو۔ دوسرا حصہ اپنے اعمال کے محاسبے کا اور اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت و صنعت میں غور و فکر کرنے کا۔ تیسرا حصہ اپنی ضروریات معاش حاصل کرنے اور طبعی ضرورتیں پوری کرنے کا۔ اور فرمایا عقلمند آدمی پر لازم ہے کہ اپنے زمانے کے حالات سے واقف رہے۔ اور اپنے مقصود کام میں لگا رہے۔ اپنی زبان کی حفاظت کرے۔ اور جو شخص اپنے کلام کو اپنا عمل سمجھ لے گا اس کا کلام بہت کم صرف ضروری کاموں میں رہ جائے گا۔ (معارف القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: صحیح بخاری میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد آزر کے بارے میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کیا ہے؟

جواب: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے روز ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر سے ملیں گے اور آزر کا چہرہ گرد و غبار اور گندگی سے اٹا ہوا ہو گا۔ تو ابراہیم علیہ السلام ان سے کہیں گے کیا میں نے آپ کو کہا نہ تھا

کہ میری نافرمانی نہ کریں؟ آزر بیٹے کو کہے گا کہ آج میں تمہاری نافرمانی نہ کروں گا۔ تو ابراہیم علیہ السلام بارگاہ رب العزت میں عرض کریں گے، اے پروردگار! آپ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ جس دن لوگ اٹھائے جائیں گے اس دن آپ مجھے رسوا نہ کریں گے، تو میرے والد کی رسوائی کے بعد میرے لیے کون سی بڑی رسوائی ہوگی۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، بے شک میں نے کافروں پر جنت حرام کر دی ہے۔ پھر کہا جائے گا، اے ابراہیم علیہ السلام اپنے قدموں تلے دیکھ کیا ہے۔ وہ دیکھیں گے کہ ایک مردار غلاظت میں لتھڑا پڑا ہے۔ بس پھر اس کو پیروں سے پکڑ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ (معجم بخاری۔ قسم الانبیاء۔ لای کثیر)

سوال: آگ میں ڈالے جانے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا دعا مانگی؟

جواب: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب آپ کو آگ میں ڈالا گیا تو آپ نے دعا فرمائی: ”اے اللہ! بلاشبہ تو آسمان میں واحد ہے اور میں زمین پر تیرا اکیلا عبادت کرنے والا بندہ ہوں۔“ (قسم الانبیاء۔ لغات القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: چھپکلی کی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دشمنی کا ذکر کن الفاظ میں بیان کیا گیا ہے؟

جواب: حضرت نافعؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو کیا دیکھتی ہیں کہ ایک نیزہ کھڑا ہوا ہے، انہوں نے پوچھا یہ نیزہ کیسا ہے؟ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا، ہم اس سے چھپکیاں مارتے ہیں۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ سے نقل فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب آگ میں ڈالے گئے تو تمام جانور آگ بجھانے کے لیے کوشاں تھے سوائے چھپکلی کے۔ یہ پھونکیں مار کر آگ کو حیر کرنے کی کوشش کرتی تھی۔ (زعمان اللہ۔ مسند احمد۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین موقعوں پر توبہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سلسلے میں کیا فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”وہ تین باتیں جو ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے نکلی تھیں ان تینوں میں ایک بات بھی ایسی نہ تھی جس سے ان کا مقصد اللہ کے دین

کی تائید کرتا نہ ہو۔“ (ترجمان القرآن: بحوالہ ابن ابی حاتم۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بخاری شریف میں آپ زم زم کے ظہور کے بارے میں کیا تفصیل بیان ہوئی ہے؟
جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو (شیر خوارگی میں) ایک بڑے درخت کے نیچے زم زم کے پاس مسجد حرام کے بالائی حصے میں چھوڑ دیا۔ کعبہ کا ایک تھیلہ اور پانی کا ایک مشکیزہ رکھ دیا۔ پھر رخ پھیر کر چلے تو حضرت ہاجرہ علیہا السلام یہ کہتے ہوئے پیچھے چلیں، ابراہیم علیہ السلام ہم کو ایسی واہی میں چھوڑ کر کہاں جا رہے ہو جہاں نہ کوئی چیز ہے اور نہ کوئی غنیمت۔ وہ بار بار یہ فرما رہی تھیں لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کوئی توجہ نہ دی۔ آخر حضرت عاجرہ علیہا السلام نے کہا، کیا آپ کو اس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے؟ انہوں نے گردن کے اشارے سے فرمایا ہاں۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے اس پر فرمایا، پھر وہ ہم کو پریشان نہ ہونے دے گا۔ یہ کہہ کر واپس لوٹ گئیں۔ حضرت ہاجرہ بوقت ضرورت کعبہ کی کھائیں اور پانی پیتی ہیں۔ جب پانی ختم ہو گیا تو وہ اور بچہ پیاس سے پریشان ہوئے۔ بچے کو بے چین دیکھ کر ان سے نہ رہا گیا۔ بچے کو وہیں چھوڑ کر پانی کی تلاش میں نکلیں۔ قریبی پہاڑی صفا پر چڑھ کر ادھر ادھر دیکھا مگر کوئی نظر نہ آیا۔ پہاڑی سے اتر کر واہی کے نشیب میں آئیں اور اپنے بحرین کا کنارہ اٹھا کر دوڑیں۔ پھر وہ مردہ پر آئیں اور یہاں پر بھی کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں مگر کوئی نظر نہ آیا۔ اسی طرح سات چکر لگائے۔ آخر جب مردہ پر چڑھیں تو غیبی آواز آئی۔ پھر کیا دیکھتی ہیں کہ جہاں اب چاہ زم زم ہے وہاں ایک فرشتہ ہے۔ اس نے اپنی ایڑی یا اپنے بازو سے اشارہ کیا تو پانی نکلے لگا۔ ہاجرہ دوڑ کر وہاں پہنچی۔ بچہ بھی پاس ہی پڑا تھا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے پانی کو گھیرنے لگیں اور پانی لے کر اپنی منک میں بھرنے لگیں۔ مگر پانی ابلتا رہا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بعد میں اس کو کھود کر کنویں کی شکل میں کر دیا تھا جو زمین کے اونچا ہونے کی وجہ سے بہت ہی گہرا ہو گیا۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے

• پانی پیا اور اپنے بچے کو دودھ پلایا۔ فرشتے نے ان سے کہا اس بچے کی ہلاکت کا خوف نہ کرو۔ یہاں بیت اللہ ہے۔ یہ بچہ اور اس کے والد اس کی تعمیر کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کو پریشان نہیں کرے گا۔ (صحیح بخاری - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: قرآن حکیم میں صفاء مروہ کو شعائر اللہ کہا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صفاء مروہ کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ کے بقول رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”انہی (حضرت ہاجرہ علیہا السلام) کی اتباع میں لوگ صفاء مروہ کی سعی کرتے ہیں۔“

(قص القرآن - صحیح بخاری - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ابن عباسؓ کے بقول رسول اللہ ﷺ نے چشمہ آب زم زم کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ پر رحمت نازل فرمائے، اگر وہ ہمیں زم زم کو پہنچے، میں یا یہ فرمایا کہ اس کو ہاتھوں سے اٹھائیں اور منک میں نہ بھرتیں تو آج یہ بیتا بواپش نہ ہوتا۔“ (صحیح بخاری - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فتنے کی سنت جاری ہوئی۔ کن روایات سے پتہ چلتا ہے؟

جواب: علی بن رباحؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر جب اسی سال کی ہوئی تو آپ کو فتنہ کا حکم ہوا۔ حکم ملنے ہی آپ نے جلدی سے بسولا لے کر اپنے ہاتھ سے فتنہ کر ڈالا جس سے آپ کو سخت تکلیف ہوئی تو آپ نے رب العالمین سے دعا کی۔ آپ پر وحی نازل ہوئی۔ تم نے جلدی کی۔ آلہ (بسولا) کا حکم ابھی میں نے نہیں دیا تھا۔ انہوں نے کہا الہی! میں نے تاخیر پسند نہیں کی۔

(ترجمان القرآن - بحوالہ رمضون - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حدیث نبوی کے مطابق حجرات کیا ہیں؟

جواب: یہ وہ مقامات ہیں جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شیطان کو ٹکڑیاں ماری تھیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد

فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام جب مناسک حج ادا کرنے کے لیے تشریف لائے تو شیطان آپ کو حجرہ اخروی کی جگہ نظر آیا۔ آپ نے اسے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ زمین میں جنس گیا۔ پھر حجرہ وسطیٰ کی جگہ نظر آیا تو پھر آپ نے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ زمین میں جنس گیا۔ پھر حجرہ ادلیٰ کی جگہ نظر آیا تو پھر آپ نے اسے سات کنکریاں ماریں تو وہ زمین میں جنس گیا۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا، تم رمی کرتے وقت شیطان کو مارتے ہو تو اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت پوری کرتے ہو۔ (صحیح بخاری۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربان گاہ کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مروہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ قربان گاہ یہ ہے۔ مؤرخین اور دوسرے علماء کا کہنا ہے کہ غالباً وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربان گاہ کی طرف اشارہ ہو گا۔ ورنہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں لوگ مکہ سے تین میل دور منیٰ میں قربانی کرتے تھے اور آج کل بھی اس کے لیے یہی جگہ ہے۔ (مولانا امام مالک۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بیت اللہ کی تعمیر کے بارے میں فرمان نبوی بتائیے؟

جواب: جب بیت اللہ کی تعمیر کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا تو آپ فلسطین سے مکہ پہنچے۔ اس وقت اسماعیل علیہ السلام زمزم کے قریب ایک درخت کے نیچے بیٹھے تیر بنا رہے تھے۔ جب آپ کی نظر والد بزرگوار پر پڑی تو بے اختیار ادب سے کھڑے ہو گئے اور والد کو ملے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کو اللہ کے حکم کے بارے میں بتایا۔ بیٹے نے بھی قبیل کی خواہش ظاہر کی۔ پھر دونوں نے مل کر بیت اللہ کی بنیادیں بنائیں۔ اسماعیل علیہ السلام پتھر لاتے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو لگاتے جاتے تھے۔ حسب تعمیر اونچی ہو گئی تو مقام ابراہیم والا پتھر لائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس پر کھڑے ہو کر بیت اللہ کی تعمیر کیے

جاتے اور اسماعیل علیہ السلام پتھر دیئے جاتے تھے۔ اور دونوں کی زبان پر یہ کلمات تھے رَبَّنَا تَقَبَّل راوی کہتا ہے کہ وہ دونوں بیت اللہ کے گرو چکر لگاتے تھے اور یہ وعاماں لگتے تھے۔ (صحیح بخاری۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال :- حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر بیت اللہ کے بعد لوگوں کو حج کے لیے بلایا۔ حدیث نبوی میں اس کے بارے میں کیا تفصیل بیان ہوئی ہے؟

جواب :- حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کے حکم سے جبل ابوقیس پر کھڑے ہو کر حج کا اعلان کیا۔ حدیث میں ہے کہ جس نے اس آواز پر (خواہ وہ بیدا ہو چکا تھا یا ابھی عالم ارواح میں تھا) اس وقت لبیک کہا وہ حج ضرور کرتا ہے۔ جس نے دو مرتبہ لبیک کہا وہ دو مرتبہ حج کرتا ہے۔ اسی طرح جس نے تین مرتبہ لبیک کہا اتنے ہی حج اس کو نصیب ہوتے ہیں۔ (درمنثور۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال :- حج کے موقع پر بہت سے کام ایسے ہیں جو سنت ابراہیمی کی اتباع میں کیے جاتے ہیں جیسے طواف کے بعد مقام ابراہیم علیہ السلام پر دو نفل پڑھنا صفا مروہ کی سعی، منیٰ میں حبرات کو کنکریاں مارنا اور منیٰ میں قربانی۔ اس قربانی کے بارے میں ارشاد نبوی کیا ہے؟

جواب :- صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ اسی طرح حضرت ابن عباس کی روایت ہے کہ آپ ﷺ سے پوچھا گیا، یا رسول اللہ ﷺ تمام وینوں میں سے اللہ تعالیٰ کو کون سا دین محبوب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا دین ابراہیمی، جو نہایت آسان تھا۔ (مسند احمد۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال :- حضرت ابو ہریرہ کی بیان کردہ حدیث میں کون سی باتوں کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ اولیات ابراہیم علیہ السلام ہیں؟

جواب :- جناب رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (۱) سب سے پہلے مہمان نوازی کی سنت ابراہیم علیہ السلام نے شروع کی۔ (۲) سب سے پہلے آپ نے

موتیں کھائیں۔ (۳) سب سے پہلے سر میں بڑھاپے کے آثار آپ نے دیکھے۔
 (۴) سب نے پہلے ناخن آپ نے کاٹے۔ (۵) سب سے پہلے قندہ آپ نے
 کیا۔ (۶) سب سے پہلے پاجامہ آپ نے پہنا۔ (۷) سب سے پہلے سر کے بالوں
 میں مانگ نکالی۔ (۸) سب سے پہلے منبر پر خطبہ دیا۔ (۹) فوجی لشکر کے لیے سب
 سے پہلے مینہ، مسیرہ اور قلب کے نام آپ نے تجویز کیے۔ (۱۰) سب سے پہلے
 جھنڈے پر پرچم لگایا۔ (۱۱) سب سے پہلے کمان بنائی۔ (۱۲) سب سے پہلے معافہ
 کیا۔ (۱۳) سب سے پہلے ثرید (عرب کا مشہور کھانا) آپ نے تیار کیا۔

(ترجمان القرآن - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے نمرود کے لشکر کو کس طرح تباہ کیا؟

جواب: نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مناظرے میں شکست کھانے کے بعد بھی
 ایمان قبول نہ کیا۔ وہ بار بار دعوت حق کو ٹھکراتا رہا۔ آخر اس نے حضرت ابراہیم
 علیہ السلام سے کہا کہ تم بھی اپنا لشکر اکٹھا کر لو اور میں بھی تاکہ مقابلہ کیا جاسکے۔
 چنانچہ نمرود نے اپنا لشکر اکٹھا کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس لشکر پر پھروں کو بھیجا۔
 چھروں کے اس لشکر نے نمرود کی فوج کا خون چوس لیا اور گوشت چاٹ کر ہڈیاں
 ڈال دیں۔ ایک چھر نمرود کی ناک کے راستے دماغ میں گھس گیا جو اس کی موت کا
 باعث بنا۔ (تفسیر الانبیاء - لابن کثیر - سیرت انبیاء کرام)

سوال: ابن ہشام نے مصر کے کس حکمران کا ذکر کیا ہے جس نے حضرت سارہ علیہا السلام
 کو تنگ کرنے کی کوشش کی تھی؟

جواب: بعض مؤرخین نے مصر کے فرعون کا نام سنان بن علوان بن عوتج بتایا ہے جو حضرت
 نوح علیہ السلام کے بیٹے سام کی اولاد سے یعنی بھائی النسل تھا۔ ابن ہشام نے کہا
 ہے کہ جس شخص نے حضرت سارہ علیہا السلام سے برائی کا ارادہ کیا تھا وہ عمرو بن
 امرئ القیس تھا اور وہ مصر کا حاکم تھا۔ علامہ سیوطی نے بھی اس کو نقل کیا ہے۔

(تفسیر الانبیاء - لابن کثیر)

سوال: بتائیے حدیث کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ علیہا السلام کے ذمہ کیا کام ہے؟

جواب: حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”مسلمانوں کے بچے جنت میں ایک پہاڑی میں ہوں گے، ان کی کفالت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ علیہا السلام کر رہے ہوں گے، تو جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ انہیں ان کے ماں باپ کے پاس بھیج دیں گے۔“ (تاریخ دمشق - ادوار الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طویل القامت ہونے کے بارے میں ارشاد نبوی کیا ہے؟

جواب: حضرت سرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آج رات خواب میں میرے پاس دو آدمی آئے اور مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ پھر ہم ایک طویل القامت شخص کے پاس پہنچے۔ اس کے دراز تہ ہونے کی وجہ سے ہم اس کا سر نہیں دیکھ سکتے تھے۔ اور وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔“ یہ بھی کہا گیا ہے کہ طویل القامت سے مراد ان کا عالی مرتبہ ہونا ہے۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: مؤرخین اور مفسرین کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت اور زمانہ نبوت بتا دیجئے؟

جواب: آپ کی ولادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے دو ہزار سال پہلے ہوئی (۲۰۰۰ ق م) بعض مؤرخین کا کہنا ہے کہ ولادت نوح علیہ السلام اور ولادت ابراہیم علیہ السلام کے درمیان ۸۹۰ سال کا عرصہ ہے سرچارلس مارشمن کے مطابق تاریخ پیدائش ۲۱۶۰ ق م ہے۔ (قص القرآن - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سلسلہ نسب کس طرح بیان کیا گیا ہے؟

جواب: مفسرین نے آپ کا سلسلہ نسب اس طرح بیان کیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام بن

تاریخ (آزر) بن ناحور (سروج) بن رعو بن فہم (قاق) بن عامر بن شالخ بن قحان بن ارفخشذ بن سام بن نوح علیہ السلام۔ مؤرخین کے مطابق آپ کا سلسلہ نسب سام بن نوح سے آٹھویں پشت میں مل جاتا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام بن تاریخ بن سروج بن رعو بن فالح بن عامر بن شالخ بن ارکشاؤ بن سام بن نوح علیہ السلام بھی بتایا جاتا ہے۔ (قصص الانبیاء - تذکرۃ الانبیاء - تفسیر حقانی)

سوال: ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تاریخ بھی بتایا گیا ہے اور آزر بھی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: قرآن حکیم نے آپ کے والد کا نام آزر بتایا ہے اور تاریخی کتب میں تاریخ ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک دونوں نام ایک ہی شخص کے ہیں۔ تاریخ اسی نام ہے اور آزر وضعی نام۔ آزر عبرانی زبانی میں محبت یا منعم کو کہا جاتا ہے۔ چونکہ تاریخ بت تراش اور بت پرست تھا اس لیے اسے آزر کہا گیا۔ قرآن حکیم نے اس کے وضعی نام سے پکارا ہے۔ بعض مفسرین کی رائے ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تاریخ تھا اور پچا کا نام آزر تھا چونکہ پچا ہی نے تربیت کی اور پچا والد کی طرح ہوتا ہے اس لیے قرآن نے آزر کو لایہ کہا ہے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ عبرانی میں تاریخ ہے جسے عربی میں آزر بتایا گیا۔ اس کے معنی گمراہ کے ہیں۔ مفسر مجاہدؒ نے لکھا ہے کہ آزر دراصل اس بت کا نام ہے جس کا وہ پجاری تھا۔ اس نسبت سے اس کا نام بھی آزر پڑ گیا۔ قدیم زمانے میں بت پرست لوگ اپنے بچوں کے نام بتوں کے نام پر رکھ دیا کرتے تھے۔ مفسر ابن جریرؒ کے بقول باپ کا نام آزر تھا۔ (سیرت انبیاء کرام - تذکرۃ الانبیاء - قصص الانبیاء - ارض الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد اور والدہ کا نام بتا دیجئے؟

جواب: آپ کے والد کا نام آزر یا تاریخ تھا اور والدہ کا نام امیلہ۔ یا بلوتا یا یونابت کرتا بن کرٹی تھا جو قبیلہ بنی ارفخشذ بن سام بن نوح سے تھیں۔

(تذکرۃ الانبیاء - قصص الانبیاء - تاریخ ابن عساکر)

سوال: کتب تقاسیر اور تواریخ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کیا کنیت بتائی گئی ہے؟
جواب: ابو الانبیاء علیہ السلام یا جد الانبیاء علیہ السلام کی کنیت ابو الضیفان بھی بیان کی گئی ہے۔ اس کے معنی ہیں مہمانوں کے باپ۔ کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مہمانوں کی بے حد مکرم کرتے تھے اور کثرت میزبانی کی وجہ سے مشہور تھے۔

(تاریخ ابن عساکر۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: مفسرین کا بیان ہے کہ تاریخ کی عمر ۷۵ سال تھی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ بتائیے آپ کے اور کتنے بھائی تھے؟

جواب: تاریخ کے دو بیٹے اور بھی تھے جن کا نام ناحور اور ہاران تھا۔ حضرت لوط علیہ السلام ہاران کے بیٹے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔

(قصص الانبیاء۔ تاریخ ابن عساکر۔ المجلد ۱)

سوال: بتائیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کہاں پیدا ہوئے؟

جواب: حافظ ابن عساکر نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی تھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام غوطہ دمشق میں قاسیون کے پہاڑی علاقے میں لبرزہ نامی بستی میں پیدا ہوئے۔ تاہم ابن عساکر کے مطابق صحیح قول یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بابل شہر میں پیدا ہوئے تھے۔ بعد میں جب آپ اپنے بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام ساتھ ہجرت کر کے یہاں آئے تھے تو نماز ادا کی تھی۔ بعض مؤرخین کے نزدیک قصبہ اہواز میں پیدا ہوئے اور شہر بابل میں رہتے تھے جس کے کھنڈرات بغداد سے چالیس میل دور اب بھی موجود ہیں۔ مولانا عبدالمجید دریا آبادی کے بقول حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آبائی وطن ملک بابل یا کلدانیہ (انگریزی تلفظ کالڈیا) ہے۔ جدید جغرافیہ میں اس کا نام عراق ہے جس شہر میں آپ کی ولادت ہوئی اس کا نام اور (UR) ہے۔ مدتوں یہ شہر نقشہ سے غائب رہا ۱۸۹۳ء میں کھدائی کی بنیاد پڑی۔ پھر ۱۹۲۲ء میں امریکہ اور برطانیہ کے ماہرین کی ٹیموں نے کھدائی کا کام شروع کیا جو سات سال تک جاری رہا۔ عراقی حکومت کے محکمہ آثار قدیمہ نے ان

کھنڈرات کو محفوظ کیا۔ یہ شہر خلیج فارس کے دہانے فرات اور عراق کے دارالحکومت بغداد کے قریب اور میانہ فاصلے میں ہے۔ (تفسیر مابدی۔ حصہ القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت سے متعلق بعض مفسرین و مؤرخین نے کیا روایت بیان کی ہے؟

جواب: آپ کی ولادت سے پہلے نجومیوں نے بادشاہ وقت نمرود سے کہا کہ ایسے آثار نظر آرہے ہیں جو تمہاری سلطنت و حکومت کی جانی کا باعث ہوں گے۔ اور اس وقت جن کی پوجا کا جو مذہب ہم اختیار کیے ہوئے ہیں اس کی جگہ دوسرا مذہب آجائے گا۔ نمرود کو فکر لاحق ہو گئی۔ پوچھا کہ ایسا کس طرح ہو گا۔ نجومیوں نے بتایا کہ اسی سال ہمارے اس شہر میں ابراہیم نامی لڑکا پیدا ہو گا جس کے ذریعے تمہاری حکومت اور یہ نظام ختم ہو جائے گا۔ نمرود نے تمام ملک میں اعلان کرا دیا کہ ایک سال تک کوئی مرد اپنی بیوی سے نہ ملے ورنہ اگر کسی کے اس سال پچہ پیدا ہوا تو قتل کر دیا جائے گا، اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اس سال حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ امید سے ہوئیں اور اس خیال سے کہ بچہ نمرود کے شاہی حکم کا شکار نہ ہو شہر سے باہر ایک غار کو منتخب کیا تاکہ ولادت سے قبل اور ولادت کے وقت اس میں رہا جائے۔ چنانچہ اس غار میں آپ کی ولادت ہوئی اور اسی غار میں آپ کی پوشیدہ طور پر پرورش کرتی رہیں۔ اسی غار میں آپ پانچ سال کے ہو گئے۔

(قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام پر صحیفے نازل ہوئے تھے جیسا کہ قرآن پاک کی سورۃ الاعلیٰ میں ذکر ہے۔ صحیفوں کی تعداد بتا دیجئے؟

جواب: مفسرین و مؤرخین نے ان صحیفوں کی تعداد دس بتائی ہے۔

(تفسیر روح المعانی۔ بیان القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

": تاریخ عالم میں اس پہلی قوم کا نام بتا دیجئے جس کا سرکاری مذہب بت پرستی تھا؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کا سرکاری مذہب بت پرستی تھا۔ اس کے علاوہ

بادشاہ وقت جس کا لقب نروو تھا اس کی بھی پوجا کی جاتی تھی آپ کی قوم صابی یا ستارہ پرست بھی تھی۔ وہ تمام حوادث کو ستاروں کی وجہ سے سمجھتے تھے۔ زحل، مشتری، عطارد وغیرہ پر ستارے کے نام پر علیحدہ علیحدہ مندر بنا رکھے تھے۔ جہاں ان ستاروں کی فرضی صورتیں بنا کر ان کی عبادت کی جاتی۔ سوائے ابراہیم علیہ السلام ان کی اہلیہ حضرت سارہ اور بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام کے علاوہ اس وقت سب کافر و مشرک تھے۔ (تفسیر خانی، حصہ الانبیاء، قصص القرآن۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: بتائیے حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت المقدس کیسے پہنچے؟

جواب: کہا جاتا ہے کہ تاریخ اپنے بیٹے ابراہیم علیہ السلام ان کی بیوی سارہ علیہا السلام اور اپنے پوتے لوط علیہ السلام بن ہارن کو لے کر کلدانیوں کی سرزمین بابل میں چلے گئے اور کلدانیوں کی سرزمین میں آباد ہوئے اور وہاں مقام حران میں ٹھہرے یہ بیت المقدس کے شہر ہیں۔ اس وقت یہ جگہ بھی اور جزیرہ اور شام کی سرزمین میں بھی کلدانیوں کے زیر تسلط تھی اور یہ سات ستاروں کی پوجا کرتے تھے۔ اور جن لوگوں نے پہلے پہل شہر دمشق کو آباد کیا وہ بھی اسی دین پر تھے۔ اسی وجہ سے دمشق کے پرانے سات دروازوں میں سے ہر ایک پر ایک ٹیکل بنا کر نصب کر رکھی تھی اور ان کے پاس عید اور تہوار کی رکیں مناتے تھے۔

(قصص الانبیاء، لابن کثیر۔ سیرت انبیاء کرام۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کے ساتھ میلے میں شریک نہ ہوئے۔ قرآن کہتا ہے کہ آپ نے ستاروں کی طرف دیکھ کر کہا کہ میں بیمار ہوں۔ آپ نے یہ بات کیوں کہی؟

جواب: مفسرین نے اس سلسلے میں مختلف توجیحات پیش کی ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ساتھ لے جانے کے لیے قوم کے افراد خصوصاً ان کے والد نے بے حد اصرار کیا تو آپ بادل مانخوا۔ ساتھ چل پڑے لیکن راستے میں آپ نے فرمایا اسی مقیم میں کچھ بیمار ہوں۔ اس زمانے میں قوم میں نجوم کا زمانہ تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام

السلام نے ان کے دکھانے کو تاروں کی طرف نظر کر کے کہا کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں۔ آپ کے لیے یہی تکلیف اور بد مزگی بہت تھی کہ قوم کی حالت دیکھ کر کڑھتے تھے۔ یا یہ مطلب تھا کہ میں بیمار ہونے والا ہوں۔ ستاروں کی طرف دیکھ کر یہ کہنے کا مطلب لوگ یہ سمجھ کر نجوم کے ذریعے انہوں نے معلوم کر لیا ہے چنانچہ وہ آپ کو چھوڑ کر چلے گئے۔ حالانکہ آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا سوچنے کا انداز بھی ہو سکتا ہے۔ بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ اس سے قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طبیعت ناساز بھی تھی اس لیے آپ نے دوبارہ طبیعت کی ناسازی کا اظہار کیا۔

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: قرآن کہتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا تھا کہ میں تمہارے بتوں سے پٹ لوں گا۔ مفسرین کی کیا رائے ہے؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے میلے میں جانے والے لوگوں سے کہا کہ میں تمہارے بتوں سے پٹ لوں گا۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم کو دھمکی دی تھی۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے یہ بات اپنے آپ سے کہی تھی جسے قوم کے بعض لوگوں نے سن لیا۔ (القرآن۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم کے دریافت کرنے پر یہ کیوں فرمایا کہ اس بڑے بت سے پوچھ لو (بتوں کو توڑنے کا) یہ کام اسی کا ہوگا؟

جواب: ایک قول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہتھوڑا باقی ماندہ بڑے بت کے ہاتھ میں رکھ دیا تھا۔ یعنی یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ اس بڑے بت کو اس بات سے غیرت آئی کہ اس کی موجودگی میں چھوٹے بتوں کی پرستش کیوں کی جاتی ہے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس فرمان کا مطلب تھا کہ ان کے بڑے بت نے مجھے چھوٹے بتوں کے توڑنے پر اکسایا ہے۔ لہذا گویا بڑے نے ہی کیا ہے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقصد تھا کہ اس طرح ان کے دلوں میں یہ بات بیٹھ جائے کہ یہ بت تو بول ہی نہیں سکتے اور خود اعتراف کر

لیں گے کہ یہ پتھر ہیں۔ (انقرآن۔ قصص الانبیاء لایں کثیر۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: سورۃ الانبیاء علیہ السلام میں ہے: ”پھر وہ اپنے چہروں پر جھک گئے۔“ اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: اس کا مطلب یہ ہے کہ قوم کے لوگ شرمندہ ہوئے اور سر جھکا لیا۔ حضرت سعدیؒ فرماتے ہیں یعنی پھر وہ اپنی سرکشی اور کفر کی طرف دوبارہ لوٹ گئے۔ حضرت قتادہؒ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سوال پر ان کو حیرت ہوئی اور برائی کا خیال پیدا ہوا۔ پھر انہوں نے سر جھکائے اور کہا بے شک تو جانتا ہے کہ یہ بولانہیں کرتے۔ (انقرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا والد بت ترش تھا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بت فروخت کرنے کے لیے بازار میں بیچا کرتا تھا۔ آپ کس انداز سے بت فروخت کرتے؟

جواب: آپ بازار میں بتوں کو یہ آواز لگا کر فروخت کرتے تھے: ”ہے کوئی ان بے جان بتوں کو خریدنے والا جو نہ کسی کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان۔“ جو بت فروخت نہ ہوتے آپ انہیں پھینک کر آ جاتے۔ (قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مردانے زندہ کرنے پر پورا یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ ایسا کر سکتا ہے۔ لیکن پھر بھی آپ آنکھوں سے دیکھنا چاہتے تھے۔ مفسرین کے بقول آپ نے کون سے جانور اکٹھے کیے؟

جواب: حکم خداوندی کے مطابق آپ چار جانور لائے۔ ایک مور، ایک مرغ، ایک کوا، ایک کیوتر۔ چاروں کو اپنے آپ سے خوب مانوس کیا تاکہ بوقت ضرورت بلانے پر پاس آ جائیں، اس کے بعد چاروں کو ذبح کیا پھر ایک پہاڑ پر چاروں کے سر رکھے۔ ایک پر پر رکھے ایک پر سب کے دھڑریکھے۔ ایک پر پاؤں رکھے۔ پھر بیچ میں کھڑے ہو کر ایک کو پکارا اس کا سراٹھ کر ہوا میں کھڑا ہوا۔ پھر دھڑلا۔ پھر پر

لکے۔ پھر پاؤں۔ اس کے بعد وہ دوڑتا چلا آیا۔ بھرا سی طرح چاروں آگئے۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتائیے نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کیا کہا اور آپ نے جواب میں کیا فرمایا؟

جواب: نمرود نے غصے میں آکر کہا اے ابراہیم علیہ السلام تمہیں آداب شای بھی نہیں آتے۔ اور نبی ہونے کا دعویٰ کرتے ہو۔ تم نے سجدہ کیوں نہیں کیا؟ آپ نے جواب دیا میں اپنے رب کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتا۔ وہ حیران ہو کر کہنے لگا، میرے سوا اور کون سا رب ہے؟ آپ نے فرمایا میں حاکم کو رب نہیں مانتا۔ میرا رب تو احکم الحاکمین ہے۔ پھر ان کے اور نمرود کے درمیان وہ مکالمہ ہوا جس کا ذکر قرآن پاک میں ہے۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے کے نمرود کا نام کیا تھا۔ اس نے خدائی کئے نشے میں کیا حرکات کیں؟

جواب: مفسرین نے لکھا ہے کہ اس بادشاہ کا نام نمرود بن کنعان بن سام تھا۔ اس کی سلطنت اطراف بابل میں پھیلی ہوئی تھی اور وہ خدائی کا دعویٰ کرتا تھا۔ وہ خود ساختہ خدائی کے نشے میں اس قدر مغرور ہو گیا کہ ایک مرتبہ اس نے آسمان کی طرف تیر پھینکا کہ (نفوذ باللہ) اگر آسمان میں کوئی خدا ہے تو میں اس کو تیر کے ختم کیے دیتا ہوں۔ خدا کی شان کہ وہ تیر اوپر سے خون آلود نیچے گرا۔ وہ خوشی میں جاے سے باہر ہو گیا اور کہنے لگا، دیکھا میں نے آسمان کے خدا کو ایک ہی تیر سے ہلاک کر دیا۔ دوسری حرکت اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے والی کی۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ قصص القرآن)

سوال: بتائیے نمرود کس طرح ہلاک ہوا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے اپنی ادنیٰ سی مخلوق چمچر کو حکم دیا۔ وہ اس کی ناک سے دماغ کی طرف لاہ گیا اس سے اس قدر تکلیف ہوئی کہ وہ بے حال ہو گیا طرح طرح کے علاج

کرائے لیکن مرض بڑھتا گیا۔ آخر کسی اللہ والے نے اس کا علاج تجویز کیا کہ اس کے سر پر جوتے مارو تا کہ وہ چھڑ نکل جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ جوتے مارے جاتے تو اس کو سکون ملا۔ بند کر دیتے تو پھر وہی حالت ہو جاتی۔ چالیس دن تک اسی طرح جوتے کھاتے کھاتے وہ مر گیا لیکن چھڑ نہ نکلا۔

(قصص الانبیاء - تذکرۃ الانبیاء - قصص القرآن)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود سے کہا کہ میرا خدا زندگی دیتا ہے اور مارتا ہے۔ اس جواب پر نمرود نے کیا کیا؟

جواب: نمرود نے کہا کہ یہ کام تو میں بھی کر سکتا ہوں۔ چنانچہ اس نے جلاؤ کو بلا کر کہا کہ جس مجرم کو سزائے موت کا حکم مل چکا ہو اسے میرے سامنے حاضر کرو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، اس نے مجرم سے کہا جا میں نے تجھے بری کیا۔ اس کے بعد جلاؤ کو حکم دیا کہ ایک بے قصور شخص کو قتل کر دے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ تو نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا دیکھا تمہارے رب کی طرح یہ کام میں بھی کر سکتا ہوں۔ اب تم اپنے خدا کی ایسی بات بتاؤ جسے میں نہ کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا میرا رب سورج مشرق سے نکلتا ہے۔ تم مغرب سے نکال کر دکھاؤ۔ اس پر وہ لا جواب ہو گیا اور آپ کو آگ میں ڈالنے کا حکم دے دیا۔

(سیرت انبیاء کرام - القرآن - تفسیر ابن کثیر - تفسیر فتح القدیر)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے سے پہلے کس طرح آگ بھڑکائی گئی؟

جواب: ایک مہینے تک سارے شہر کے لوگ جلاتے کی لڑکیاں اکٹھی کرتے رہے۔ پھر اس میں آگ لگا کر سات دن تک اس کو سلگاتے اور بھڑکاتے رہے۔ یہاں تک کہ اس کے شعلے فضا میں اس قدر بلند ہو گئے کہ کوئی پرندہ اس پر سے گزرے تو جل جائے۔

(معارف القرآن - تفسیر مظہری - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھڑکتا ہوئی آگ میں کس طرح ڈالا گیا؟

جواب: آگ کے قریب تک جانا مشکل تھا۔ شیطان نے انسانی شکل میں آ کر لوگوں کو بتایا۔

السلام بھی اس دوران آپ کے ساتھ تھے۔ (ارض الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)
سوال: مصر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے کا فرعون ننان بن علوان تھا۔ بتائیے اس کی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ علیہ السلام کو کس امتحان سے گزرنا پڑا؟

جواب: فرعون مصر غورتوں کا دلدادہ اور فاسق و فاجر شخص تھا۔ حضرت سارہ علیہا السلام کو اللہ تعالیٰ نے حسن و جمال سے نوازا تھا۔ فرعون تک اس کی خبر پہنچی تو اس نے ان لوگوں کو پکڑوا کر بلا بھیجا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ آپ علیہ السلام نے جواب دیا کہ میری بہن۔ بعض مؤرخین کے مطابق اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قید کر دیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فکر لاحق ہوئی اور آپ نے درگاہ خداوندی میں دعا فرمائی۔ خدایا بے کس اور غریب بندوں کی عزت و آبرو کا تو ہی محافظ ہے۔ میری بی بی کی عزت و آبرو تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ فرعون نے بری نیت سے حضرت سارہ علیہا السلام کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اس کا ہاتھ شل ہو گیا جیسے فاج کر گیا ہو۔ گھبرا کر اور اپنی غلطی پر تادم ہو کر اس نے حضرت سارہ علیہا السلام سے معافی مانگی۔ آپ کو اس کی آہ و زاری پر ترس آ گیا اور اسے معاف کر دیا۔ اس کا ہاتھ ٹھیک ہو گیا۔ پھر شیطان کا غلبہ ہوا اور اس نے وہی حرکت کی۔ ہاتھ پھر شل ہو گیا اور اس کی التجا پر حضرت سارہ علیہا السلام کی دعا سے ٹھیک ہوا۔ تیسری مرتبہ پھر ایسا ہی ہوا تو فرعون نے سچے دل سے توبہ کی۔ اسے اندازہ ہو گیا کہ حضرت سارہ علیہا السلام کوئی ولیہ ہیں۔ اس نے اپنی نور نظر بیٹی حضرت ہاجرہ کو یہ کہہ کر دی۔ اور کہا کہ یہ میری بیٹی آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہے۔ اللہ نے یہ سارا منظر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے کر دیا۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: بتائیے فرعون مصر کا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اور کیا تعلق تھا؟
جواب: فرعون مصر سامی قوم سے تعلق رکھتا تھا اور اس طرح نسبی طور پر حضرت ابراہیم علیہ

السلام کے نبی سلسلہ سے وابستہ تھا۔ (قصہ القرآن - تذکرۃ الانبیاء - سیرت انبیائے کرام)
 سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت سارہ علیہا السلام اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو
 ساتھ لے کر کنعان (بیت المقدس) واپس آ گئے۔ آپ نے حضرت ہاجرہ علیہا
 السلام سے کب شادی کی؟

جواب: حضرت سارہ علیہا السلام کی عمر ۷۰ سال ہو چکی تھی لیکن ان کے ہاں اولاد نہیں ہوئی
 تھی۔ انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ترغیب دے کر حضرت ہاجرہ علیہا
 السلام کو ان کی زوجیت میں دے دیا۔ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر
 مبارک ۸۶ سال تھی۔ - (تذکرۃ الانبیاء - قصہ الانبیاء - سیرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے نام کی وجہ سے تسمیہ بتا دیجئے؟
 جواب: مؤرخین اور مفسرین کے مطابق عبرانی زبان میں آپ کا نام ہاعار ہے۔ جب فرعون
 نے حضرت سارہ علیہا السلام کی کرامت دیکھ کر حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو ان کے
 حوالے کر دیا تو ان کا نام آجر ٹھہرا یعنی اس مصیبت کا اجر ہیں۔ جو حضرت سارہ علیہا
 السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرعون کے ہاتھوں اٹھانی پڑی۔ پھر جب
 انہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی اور مکہ میں اس لیے آباد ہوئیں کہ ان کی اولاد
 بیت الحرام کی آبادی اور ستادی کرے تب ان کا نام ہاجرہ (ہجرت کرنے والی)
 ٹھہرا۔ (رحمۃ اللعالمین علیہ السلام - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاں پہلے بیٹے کی پیدائش
 کب ہوئی؟

جواب: شادی کے اگلے سال یعنی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۸۷ سال تھی تو
 حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے بطن سے پہلا بیٹا پیدا ہوا جس کا نام فرشتوں کی بشارت
 کے مطابق اسماعیل رکھا گیا۔ (القرآن - تفسیر فتح القدیر - قصہ الانبیاء - قصہ القرآن)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تین بیٹیاں ایسی ہوئیں جن کو تورہ کہہ جاتا ہے۔ اس
 کا مطلب ہے کہ ضرر اور نقصان سے بچنے کے لیے ایسا لفظ یا جملہ بول دیا جائے

جس کے دو معنی مراد لیے جائیں۔ بتائیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کن تین باتوں میں توریہ کیا؟

جواب: مؤرخین اور مفسرین کے مطابق پہلی بات آپ نے ستاروں کو دیکھ کر فرمایا انسی سقیم (میں بیمار ہوں) دوسری بات آپ نے فرمائی بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ اَنْ تَوَلَّوْاْ عَنْهُ کو بڑے بت نے توڑا ہے۔ تیسری بات یہ کہ فرعون مصر نے حضرت سارہ علیہا السلام کو دیکھ کر حضرت ابراہیم سے پوچھا کہ یہ تیری کون ہے تو آپ نے فرمایا کہ میری بہن ہے۔ ان باتوں کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے کہ آپ نے ستاروں کو دیکھ کر فرمایا کہ میں بیمار ہوں اس سے ستارہ پرست کفار نے سمجھا کہ انہوں نے ستاروں سے فال لی ہے اور وہ ان کی طرف جھکنے والے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مطلب یہ لیا کہ میں بیمار پڑنے والا ہوں۔ دوسری بات یہ کہ آپ نے بتوں کی بے بسی کا بتانے اور ان کو لا جواب کرنے کے لیے فرمایا کہ یہ حرکت بڑے بت نے کی ہوگی، اس سے معلوم تو کر دو۔ آپ کو یقین تھا کہ بڑا بت نہیں بولے گا۔ تیسری بات حضرت سارہ علیہا السلام کو بہن بتلانے کی ہے۔ فرعون مصر کو کسی خوبصورت عورت کا پتہ چل جاتا تو اسے زبردستی اٹھا لیتا۔ اگر وہ عورت اپنے بھائی کے ساتھ ہوتی تو چھوڑ دیا جاتا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب یہ طریقہ معلوم ہوا تو آپ نے یہ جان کر کہ وہ دینی بہن بھی ہیں انہیں بہن کہہ دیا۔ اس لیے تینوں صورتوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جھوٹ نہیں بولا۔ ابن جریر عسقلانی نے کہا ہے کہ اگر ابراہیم علیہ السلام حضرت سارہ علیہا السلام کو بہن نہ بتاتے تو وہ انہیں طلاق دینے پر مجبور کرتا۔

(تاریخ الانبیاء۔ القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر مظہری۔ قصص القرآن۔ انبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پہلی اور بڑی زوجہ حضرت سارہ علیہا السلام سے نوے یا پچانوے سال کی عمر تک کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ آپ کی عمر ۸۶ یا ۸۷ سال تھی جب حضرت ہاجرہ علیہا السلام سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ حضرت

ابراہیم علیہ السلام کو حضرت سارہ علیہا السلام کو کب اور کیوں چھوڑ کر مکہ جانا پڑا؟
جواب: حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش کے بعد حضرت سارہ علیہا السلام کو حضرت ہاجرہ علیہا السلام پر رشک آنے لگا۔ کیونکہ ان کے ہاں اولاد نہیں ہوئی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسماعیل علیہ السلام سے بے حد محبت تھی۔ یہ بات حضرت سارہ علیہا السلام کو اچھی نہ لگی۔ انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور حضرت اخی علیہ السلام کو کسی ایسی جگہ چھوڑ آئیں جو یہ مجھے نظر نہ آئیں۔ حضرت سارہ علیہا السلام کے لیے اس مطالبے پر حضرت ابراہیم علیہ السلام پریشان ہوئے۔ لیکن وحی الہی نے آپ کی رہنمائی فرمائی کہ حضرت سارہ علیہا السلام کا مطالبہ پورا کرنے میں ہی مصلحت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو اس صورت میں مکہ بھی آباد کرنا تھا۔ (سورۃ الانبیاء: تفسیر فتح البیان۔ تفسیر مابدی۔ تفسیر مظہری)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو کس حالت میں مکہ میں چھوڑا؟

جواب: حضرت اسماعیل علیہ السلام شیر خوارگی کی حالت میں تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے حکم سے انہیں اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو چنیل میدان میں چھوڑ آئے۔ کچھ کھجوریں اور پانی ان کو دے کر آئے۔ وہ ختم ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی بے تابی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تشنگی کو دیکھ کر زمزم کا چشمہ جاری کر دیا۔ مورخین نے کہا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ماں اور بیٹے کو صفا اور مردہ کی پہاڑیوں کے درمیان ایک نیلے پر بڑے درخت کے نیچے بٹھایا اور چلے گئے۔ ان دونوں کو چھوڑ کر گھاٹی سے دور نکل گئے جہاں سے یہ لوگ نہ دیکھ سکیں تو آپ نے قبلہ رو کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھائے اور دعا مانگی رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ۔ (القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر طبری۔ تفسیر فتح البیان)

سوال: طبرانی نے آپ زمر زمر کی کیا خوبیاں بتائی ہیں؟ ہمارے زمانے کے سائنسدان کیا کہتے ہیں؟

جواب: طبرانی کے بقول (۱) آب زم زم یاس بجھاتا ہے۔ (۲) بھوک میں غذا کا کام دیتا ہے۔ (۳) موت کے سوا ہر بیماری کے لیے شفا ہے۔ اس کے علاوہ یہ پانی سالہا سال پڑا رہے اس کا نہ ذائقہ بدلتا ہے اور نہ اس میں کیڑا پڑتا ہے۔ ہمارے زمانے کے سائنسدان کہتے ہیں کہ اس پانی میں سوڈا پلاس اور گندھک کے اجزاء بھی شامل ہیں۔

(طبرانی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے زم زم کو یہ نام کیوں دیا گیا؟

جواب: حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے چاروں طرف، مندر بہنا کر پانی کو بہنے سے روک دیا اور فرمایا زم زم اس کے معنی ہیں۔ رُک جا۔ ٹھہر جا اسی لیے اسے زم زم کہا جاتا ہے۔

(سیرت انبیاء کرام۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد مکہ کیسے آباد ہوا؟

جواب: دونوں ماں بیٹے نے اس بیابان میں چشمہ زم زم کے کنارے سکونت اختیار کر لی۔ چند روز بعد قبیلہ جرم کا ایک تجارتی قافلہ یمن سے آتے ہوئے وہاں سے گزرا۔ یہ لوگ پہلے بھی ادھر سے آتے جاتے رہتے تھے۔ اس مرتبہ انہوں نے ادھر پر بندے اڑتے دیکھے۔ وہ سمجھ گئے کہ یہاں آس پاس پانی ہے یا آبادی۔ وہ حیران ہوئے۔ ایک آدمی کو صورت حال معلوم کرنے کے لیے بھیجا۔ یہ شخص پہاڑی چٹانوں سے گزر کر چشمہ زم زم کے پاس پہنچا تو اس کو جانوروں کی ٹولیاں نظر آئیں اور پاس ہی ایک عورت کو دیکھا جو ایک بچے کو لیے بیٹھی تھی۔ اس شخص نے واپس آ کر اپنے ساتھیوں کو تمام روئیداد سنائی۔ اہل قافلہ ان پاکباز ہستیوں کی زیارت کے لیے آ گئے۔ وہ سمجھ گئے کہ اس جنگل میں ان متبرک ہستیوں کی وجہ سے پانی آیا۔ انہوں نے حضرت ہاجرہ علیہا السلام سے چشمے کے پاس رہنے کی اجازت چاہی اور کہا کہ ہم بچے کو اپنا سردار بنا لیں گے، انہوں نے کہا کہ ایسا نہ ہو کہ تم لوگ چشمے پر قبضہ کر لو۔ انہوں نے یقین دہانی کرائی کہ ایسا نہیں ہوگا، حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے انہیں رہنے کی اجازت دے دی۔ اس طرح مکہ آباد

ہو گیا۔ (قصص الانبیاء - قصص القرآن - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: ختنہ کا اسلام میں حکم ہے بتائیے یہ طریقہ کہاں سے شروع ہوا؟
جواب: مؤرخین، مفسرین اور سیرت نگاروں کا کہنا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے یہ سنت جاری ہوئی۔ جب آپ اسی سال بکے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ختنہ کا حکم دیا۔ آپ نے اللہ کے حکم سے ختنے کا طریقہ معلوم ہونے بغیر بسولا (برہنہ) کے کام کا آلہ لے کر ختنہ کر ڈالا۔ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کا بھی ختنہ کرایا۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سوا تمام انبیاء علیہ السلام مختون پیدا ہوئے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس لیے مختون پیدا نہیں ہوئے تاکہ آپ سے اس سنت کو جاری کیا جائے۔ چنانچہ اسلام میں یہ سنت جاری ہے۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر - قصص القرآن - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کے بارے میں کب اور کتنی مرتبہ خواب دیکھا؟ ان دنوں کو کیا کہتے ہیں؟

جواب: جب حضرت اسماعیل علیہ السلام دوڑنے پھرنے کے قابل ہوئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہلا خواب ۸ ذی الحجہ کو پندرہ دوسرا ۹ ذی الحجہ کو اور تیسرا ۱۰ ذی الحجہ کو دیکھا۔ ۸ ذی الحجہ کا سارا دن تردد میں گزرا، اس لیے اسے یوم التردیہ (تردد کا دن) کہتے ہیں۔ ۹ ذی الحجہ کو آپ کو اطمینان ہوا اس لیے اسے یوم عرفہ (معرفت کا دن) کہتے ہیں اور ۱۰ ذی الحجہ کو تمام دن حکم کی تعمیل میں صرف ہوا اس لیے اسے یوم نبرہ (یعنی قربانی کا دن) کہتے ہیں۔ اس دن آپ نے بچے خواب کے مطابق اور اللہ کے اس حکم سے قربانی کی۔ مفسرین نے کہا ہے کہ اس وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر ۱۳ سال تھی بعض نے لکھا ہے کہ بالغ ہو چکے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس وقت فلسطین میں تھے۔ پھر آپ مکہ آئے۔

(تفسیر نظری - تفسیر ابن کثیر - تفسیر خانی - معارف القرآن - نیا القرآن)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام فلسطین سے مکہ آنے اور بننے کو قربانی کے لیے لے

میں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اللہ اور اللہ کے نبی کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔ لیکن کچھ درخواستیں پیش کیں۔ آپ نے کیا فرمایا؟

جواب: مفسرین و مؤرخین کا کہنا ہے کہ آپ نے اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا: چھری تیز کر لیں تاکہ قربانی میں دیر نہ ہو۔ مجھے رسی سے باندھیں تاکہ میرے ترسنے کی وجہ سے آپ کے کپڑے خون آلود نہ ہوں۔ مجھے زمین پر لٹا لٹائیں تاکہ میرے چہرے پر آپ کی نگاہ ہونے سے شفقت پوری جوش نہ مارے اور آپ قربانی نہ کر سکیں۔ چوتھی بات انہوں نے یہ کہی کہ میرا خون آلود کرتے میری والدہ ہاجرہ علیہا السلام کو پہنچا دیں تاکہ انہیں سکون حاصل ہو تا رہے۔

(تاریخ اسلام۔ تفسیر مظہری۔ فیہ القرآن۔ نقص الانبیاء)

سوال: قربانی کے لیے تکبیر کہنے کا سلسلہ کب سے شروع ہوا؟

جواب: حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بسم اللہ کہہ کر تیز دھار چھری چلائی تو جبریل علیہ السلام نے پکارا اللہ اکبر اللہ اکبر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے کانوں میں یہ آواز پڑی تو آپ نے فرمایا لا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جوش مسرت سے بلند آواز میں پکارا اللہ اکبر واللہ الحمد۔ یہ کلمات آج تک عید الاضحیٰ کے موقع پر ہر مسلمان مرد و عورت ۹ ذی الحجہ کی نماز فجر سے لے کر ۱۳ ذی الحجہ کی نماز عصر تک ہر فرض نماز کے بعد پڑھتا ہے۔ ان جملوں کو تکبیرات تشریق کہتے ہیں اور قربانی کرتے وقت بھی یہی کلمات ادا کیے جاتے ہیں۔

(معارف القرآن۔ تاریخ اسلام۔ تفسیر مظہری۔ نقص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کس طرح کی؟

جواب: انہوں نے بیٹے کو زمین پر (مٹی میں واقع پتھر کے قریب) لٹا کر پورے زور سے چھری چلائی۔ مگر اسماعیل علیہ السلام پر اثر نہ ہوا بیٹے نے کہا کہ ابا جان! شاید آپ

الٹی چھری چلا رہے ہیں۔ باپ نے کہا ایسا نہیں۔ بیٹے نے کہا کہ چھری کی نوک گروں پر رکھ کر دبائیں۔ باپ نے ایسا ہی کیا مگر گردن نہ کٹی۔ اللہ تعالیٰ نے ذبح کے لیے جانور بھیج دیا۔ بعض حضرات نے یہ بھی کہا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو نہ لٹایا گیا نہ چھری چلائی گئی اور یہ نوبت آنے سے پہلے ہی جنت میں داخل ہو گیا۔ (تفسیر مظہری۔ معارف القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر کبیر)

سوال: بعض مؤرخین و مفسرین نے کہا ہے کہ شیطان نے حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہکانے کی کوشش کی۔ وہ کس طرح؟

جواب: شیطان ایک بڑے بوڑھے اور تجربہ کار شخص کی صورت میں حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تمہیں خبر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تمہارے نور چشم کو ذبح کرنے گئے ہیں۔ بی بی ہاجرہ علیہا السلام نے کہا کہ دور ہو جا یہاں سے کبھی کسی نے اپنی اولاد کو بھی اپنے ہاتھوں سے قتل کیا ہے۔ شیطان نے کہا، آپ کو کیا خبر۔ آپ کے شوہر کو خدا کی طرف سے یہ حکم ملا ہے۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے کہا، اگر حیرتی یہ بات سچ ہے تو پھر فکر کی کیا بات ہے۔ میری اس سے زیادہ خوش بختی کی بات اور کیا ہو گی اگر اللہ کے دربار میں میرے لاڈلے کی حقیر سی قربانی قبول ہو جائے۔ شیطان ادھر سے ناکام و نامراد ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچا۔ ان سے کہا، تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ تم نبی ہو کر ایک شیطانی خواب دیکھ کر اپنے لحوت جگر اور گھر کے چراغ کو قتل کر رہے ہو۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا میرا یہ خواب شیطانی نہیں ہے۔ بلکہ میرے مولا کا حکم ہے۔ میں اپنے رب کے حکم سے انکار نہیں کر سکتا جا دور ہو جا۔ شیطان نے کہا اے ابراہیم علیہ السلام خدا کے غضب سے ڈرو۔ تمہیں پتہ نہیں کہ قاتل نے اپنے بھائی ہاتل کو قتل کر دیا تھا۔ تو کیسا مصیبت میں گرفتار ہوا۔ مجھے ڈر ہے اے ابراہیم علیہ السلام کہیں تمہارا بھی ویسا ہی جبر نہ ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا، تجھے معلوم نہیں قاتل نے ہاتل کو اپنی نفسانی خواہش اور حسین عورت کی خاطر قتل کیا تھا۔ میں اپنے نور نظر کو اللہ کی

رضا کے لیے اور اس کے حکم سے قربان کر رہا ہوں۔

(تفسیر ابن کثیر۔ معارف القرآن۔ تفسیر کبیر۔ قصص القرآن)

سوال: حاجی شیطان کو مٹی میں تین مقامات پر کنکریاں مارتے ہیں۔ اس کی وجہ بتا دیجئے؟
جواب: شیطان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ارادے میں چٹنگی دیکھ کر مایوس ہو گیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے راستے میں خوفناک شکل بنا کر کھڑا ہو گا۔ آپ نے اسی وقت اسے سات کنکریاں ماریں تو وہ زمین میں دھنس گیا۔ پھر ایک دوسری جگہ پر نظر آیا تو آپ نے پھر سات کنکریاں ماریں۔ پھر ایسا ہی ہوا۔ پھر تیسری مرتبہ نظر آیا تو آپ نے سات کنکریاں ماریں۔ پھر ایسا ہی ہوا۔ حاجی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع میں تین جگہوں پر کنکریاں مارتے ہیں۔

(تفسیر مظہری۔ معارف القرآن۔ تفسیر مثنوی۔ فیاء القرآن)

سوال: حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ جس جانور کی قربانی کی گئی وہ کون سا تھا؟
جواب: اللہ تعالیٰ نے انسانی جان کے بدلے جنت سے سینڈھا بھیج دیا۔ یہ سینڈھا وہ تھا جو ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے ہابیل نے قاتل سے صلح ہونے کے بعد اللہ کے نام پر نذر کیا تھا اور مقبول ہو کر جنت میں اٹھایا گیا تھا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے اس واقعہ ذبح تک جنت کا آب و دانہ کھا کر یہ سینڈھا خوب فرہ ہو گیا تھا۔ مؤرخین کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ سے ذبح ہونے کے بعد اس کے سینگ سا بھا سال تک بیت اللہ شریف کے اندر لٹکتے رہے۔ حجاج بن یوسف کے زمانے میں کعبہ اللہ میں آگ لگی تو یہ سینگ بھی اسی آگ میں جل کر ختم ہو گئے۔
(قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے کب وفات پائی اور کہاں دفن ہوئیں؟
جواب: حضرت ہاجرہ علیہا السلام نوے سال کی عمر میں مکہ مکرمہ میں انتقال فرمایا۔ آپ کو جرم بیت اللہ میں حجر اسود اور ایک روایت کے مطابق عظیم میں نیزاب رحمت کے نیچے دفن کیا گیا۔ اس وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر بیس سال تھی۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام فلسطین سے دو یا تین مرتبہ مکہ آئے۔ آپ کو تعمیر بیت اللہ کا حکم ملا تو آپ نے کیا دعا فرمائی؟

جواب: جیسا کہ قرآن پاک میں بیان کیا گیا ہے کہ بیت اللہ دنیا میں اللہ کی عبادت کے لیے سب سے پہلا عبادت خانہ تھا اور برکتوں والا گھر ہے۔ اور دنیا جہان کے لیے رہنمائی اور ہدایت کا مرکز ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کو جب بیت اللہ کی تعمیر کا حکم ملا یہ ایک نیلہ تھا۔ اس کی بنیادوں پر مٹی کی تہہ جم چکی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کرتے ہوئے غرض کیا، بخدایا آپ کے مقدس گھر کی بنیادیں نظر آئیں تو میں کمزور انسان قہقہہ کروں۔ اسی وقت آندھی آئی جس نے دیکھتے ہی دیکھتے ریت کے تودوں کو اٹھا کر ادھر پھینک دیا اور پرانی بنیادوں کے نشانات نظر آنے لگے۔ جن پر باپ بیٹے نے بیت اللہ تعمیر کیا۔ (قصص الانبیاء: تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: بتائیے مقام ابراہیم علیہ السلام کیا ہے؟

جواب: یہ ایک پتھر تھا جسے حضرت ادریس علیہ السلام نے طوفان نوح کے ڈر سے کوہ ابوقیس میں چھپا دیا تھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بتایا۔ اس پتھر پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کی تھی۔ یہ پتھر آج تک موجود ہے۔ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشان ہیں۔ اس پتھر کو اللہ تعالیٰ نے یہ خوبی دی تھی کہ دیوار اونچی ہونے کے ساتھ ساتھ حسب ضرورت یہ بھی اونچا ہوتا جاتا تھا۔ اسی کو مقام ابراہیم علیہ السلام کہتے ہیں۔ کھواف بیت اللہ کے بعد اس کے پاس دو رکعت نوافل پڑھی جاتی ہیں۔ یہ پتھر حضرت ابراہیم اور آنحضرت ﷺ کے زمانے میں جس جگہ تھا اب بھی وہیں ہے۔ ۷۱ ہجری میں زبردست سیلاب آیا۔ جس کی وجہ سے یہ پتھر اپنی جگہ سے ہٹ کر دیوار کعبہ کے پاس آ گیا۔ حضرت عمر فاروق جب حج کے لیے تشریف لائے تو آپ نے اس کو پھر پرانی جگہ پر رکھوا دیا۔ اب سیسہ پھلا کر زمین میں جام کر دیا ہے تاکہ بل نہ سکے۔ مہدی عباسی کی خلافت کے زمانے میں اس میں

شکاف پڑ گیا تھا۔ مہدی نے ۱۶۱ ہجری میں ایک ہزار وینار صرف کر کے اس پر طلائی پترہ چڑھا کر نوٹنے سے محفوظ کرا دیا۔ پہلے اس پر ایک قبہ تھا۔ حجاج کی کثرت کی وجہ سے قبہ ہٹا کر بلوری قبہ میں رکھ دیا گیا۔ ۱۹ رجب ۱۳۳۷ ہجری بمطابق ۲۲ اکتوبر ۱۹۱۷ء کو شاہ فیصل نے اپنے ہاتھ سے پردہ ہٹا کر افتتاح کیا۔

(تفسیر فتح العزیز: قصص الانبیاء: صحن الحجاج۔ زیادة الحرمین)

سوال: تعمیر بیت اللہ میں کون سے پہاڑ کے پتھر استعمال ہوئے؟

جواب: مؤرخین کا کہنا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام پتھر لاتے اور گارا بنا کر دیتے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر کرتے۔ مفسرین کے مطابق حضرت اسماعیل علیہ السلام کوہ حراء، کوہ لبنان، کوہ شیم، کوہ جودی، کوہ ابی قیس اور بعض دوسرے پہاڑوں سے پتھر اٹھا کر لاتے تھے۔ (میرت انبیاء، کرام۔ ارض الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتائیے بیت اللہ کی تعمیر نو کا کام سلسلہ وار کس طرح ہوتا رہا؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کے مطابق بیت اللہ کی اونچائی ۹ گز، لمبائی ۳۰ گز اور چوڑائی ۳۳ گز تھی۔ دروازہ زمین سے ملا ہوا تھا۔ اس کے بعد عمالiquہ نے اور پھر جزم خانہ ان کے سردار حارث بن مضامن اصغر نے اور پھر رسول اللہ ﷺ کی پیدائش سے ایک صدی قبل قصی بن کلاب نے اس کی اصلاح اور مرمت کی۔ رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک ۳۵ سال تھی جب قریش نے بیت اللہ کی ازسرنو تعمیر کی۔ یہ تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کے ۱۶۷۵ سال بعد ہوئی۔ قریش نے اس تعمیر کے وقت عہد کیا تھا کہ اس میں صرف حلال کمائی لگائیں گے۔ حلال کی کمائی کم ہونے کی وجہ سے حطیم کی جانب والی دیوار کو پیچھے ہٹا دیا اور بیت اللہ کا کچھ حصہ باہر چھوڑ دیا۔ اور دروازہ بھی اونچا کر دیا گیا۔ ۶۳ھ میں یزید کی فوج نے جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے مقابلے کے لیے مکہ پر چڑھائی کی تو متجفیقوں سے آگ بربائی جس سے بیت اللہ کا پردہ جل گیا اور دیواروں کو بھی نقصان پہنچا۔ بعد میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کعبہ کو شہید کر کے ازسرنو تعمیر

کیا۔ اور حضور ﷺ کی خواہش کے مطابق حطیم کا حصہ بیت اللہ میں شامل کر دیا۔ اور دروازہ نچا کر کے زمین کے قریب کر دیا۔ اس دروازے کے مقابل ایک اور دروازہ بنا دیا تاکہ لوگ ایک دروازے سے داخل ہو کر دوسرے سے باہر نکل جائیں۔ یہ تعمیر ہمدادی الثانی ۶۳ھ میں شروع ہوئی اور جب ۶۳ھ یا ۶۵ھ میں مکمل ہوئی۔ اسی خوشی میں حضرت عبداللہ بن زبیر نے لوگوں کی بڑی دعوت کی جس میں سوانث ذبح کیے۔ ۷۳ھ میں حضرت عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد عبداللہ بن مروان کے حکم سے حجاج نے کعبہ اللہ کو پھر پہلی حالت پر کر دیا اور حطیم کی جانب والی دیوار توڑ کر پیچھے بنا دی۔ امام مالکؒ کے زمانے میں ہارون رشید نے بیت اللہ کو دوبارہ حضرت عبداللہ بن زبیرؒ کی تعمیر کے مطابق کرنا چاہا مگر امام صاحب نے یہ کہہ کر روک دیا کہ ہر آنے والا بادشاہ خانہ خدا کو کھیل سمجھ لے گا۔

(میں اہل بیت۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ازواج و اولاد کی تعداد بتائیے؟

جواب: حضرت سارہ علیہا السلام آپ کی بڑی اور پہلی بیوی تھیں۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام دوسری اور چھوٹی بیوی تھیں۔ اس کے علاوہ تیسری بیوی حضرت قطورہ علیہا السلام تھیں جن سے آپ نے حضرت سارہ علیہا السلام کی وفات کے بعد نکاح کیا۔ بڑی بیوی سے حضرت اسحاق علیہ السلام اس وقت پیدا ہوئے جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۱۰۰ سال حضرت سارہ علیہا السلام کی عمر پچانوے یا تانانوے سال تھی۔ چھوٹی بیوی سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر کے چھیالیس ویں سال میں حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے اس طرح یہ حضرت اسحاق علیہ السلام سے ۱۳ سال بڑے تھے۔ تیسری بیوی حضرت قطورہ علیہا السلام سے چھ بیٹے زمران، یقشان، مدان، مدیان، یثاق اور شوحا پیدا ہوئے۔ (تاریخ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کتنی عمر پائی اور کہاں دفن ہوئے؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک سو پچھتر یا ۷۸ یا ۸۰ سال کی عمر میں انتقال

فرمایا۔ حضرت اٹھ علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے
مدینۃ الخلیل یا قصبہ خلیل الرضیٰ میں دفن کیا۔ (تاریخ الانبیاء۔ حصہ الثانی۔ تذکرۃ الانبیاء)
سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جس آگ میں پھینکا گیا اس آگ کے بارے میں
مؤرخین و مفسرین کیا کہتے ہیں؟

جواب: حضرت کعب اخبار کہتے ہیں کہ اس دن دنیا بھر کی آگ ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ اس دن
کوئی بھی آگ سے فائدہ نہ اٹھا سکا تھا، فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو
آرام سے آگ میں بٹھا دیا۔ رضوان فرشتے نے آپ کو خلعت فاخرہ پہنایا۔ اور
آپ کے ارد گرد گل و یحان اور ہنرے اور شگوفوں کا گلستان بنا دیا اور شیریں چشمہ
جاری کر دیا۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام ہر صبح و شام اللہ کے حکم سے لذیذ طعام
پہنچاتے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ سے باہر آئے تو باپ نے کہا، ابراہیم
علیہ السلام تیرا رب بہت ہی بڑا اور بزرگ ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کے بقول ابراہیم
علیہ السلام کے باپ نے یہی کلمہ سب سے اچھا کہا ہے۔

(روایت الامنیاء۔ حصہ الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی حضرت سارہ علیہا السلام کس کی بیٹی تھی؟
جواب: حران شہر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بیچا ہارن رہتا تھا۔ آپ ہجرت کر کے
حران چلے گئے آپ کے بچانے اپنی بیٹی حضرت سارہ علیہا السلام نے آپ کی
شادی کر دی۔ وہ والدہ رہا اس نے مال و دولت بھی بہت کچھ دیا۔ حضرت سارہ علیہا
السلام مسلمان ہو گئیں لیکن بچا کا فری رہا۔ (تفسیر عزیزی۔ حصہ الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو ان کی والدہ نے کیا رد عمل ظاہر کیا؟
جواب: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ سلامانہ فرماتا تو ٹھنڈک سے تکلیف
پہنچتی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ بھی وہاں موجود تھیں۔ انہوں نے محسوس
کر لیا کہ ابراہیم پر آگ اثر نہیں کر رہی۔ انہوں نے پکار کر کہا۔ میں بھی تمہارے
پاس آنا چاہتی ہوں۔ یتا تم اللہ تعالیٰ سے دعا کر دو کہ آگ مجھ پر بھی اثر نہ کرے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا ہاں آ جاؤ۔ چنانچہ وہ بیٹے کے پاس گئیں۔ اسے گلے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا۔ پھر اطمینان کے ساتھ واپس آ گئیں اور ان کا بال بھی بریک نہ ہوا۔
(الہدایہ والنبیایہ۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شام و مصر میں کہاں کہاں ہجرت کی؟
جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہلے فلسطین کا رخ کیا۔ ان کی بیوی حضرت سارہ علیہ السلام اور بیٹیجے حضرت لوط علیہ السلام بھی ساتھ تھے۔ یہاں کچھ عرصہ مقیم رہے۔ یہاں ان کا قیام شکیم میں ہوا جسے اب نابلس کہا جاتا ہے۔ لیکن قحط کی وجہ سے وہ زیادہ دیر یہاں نہ ٹھہر سکے۔ جنوب کی طرف منتقل ہوتے رہے اور پھر مصر پہنچ گئے۔ اس زمانے میں مصر میں عمالقہ کا اقتدار تھا۔ جنہیں رومی کہوٹس کہتے ہیں۔
(الہدایہ والنبیایہ۔ قصص القرآن)

سوال: اللہ تعالیٰ نے ملک شام میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کیا بشارت دی؟
جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام مصر سے واپس سرزمین شام میں آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ شمال و جنوب اور مشرق و مغرب کی طرف نگاہ دوڑائیں اور ان کو خوشخبری دی کہ یہ تمام سرزمین تیری اولاد کے قبضے میں دے دی جائے گی، جن کی تعداد ریت کے ذروں کے برابر ہوگی۔ یہ بشارت امت محمدیہ کے حق میں پوری ہوئی۔ خلفائے راشدین کے زمانے میں فتوحات سے اس پیش گوئی کی صداقت واضح ہو گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد نبی اسرائیل کے ملک شام پر قبضے کی پیش گوئی بھی اس سے مراد ہو سکتی ہے۔
(قصص القرآن۔ الہدایہ والنبیایہ)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا جا رہا تھا تو ان کی زبان مبارک پر کون سی دعا تھی؟

جواب: مفسرین کے مطابق آپ یہ دعا ورد فرما رہے تھے: لا الہ الا انت سبحانک رب لعلمین لک الحمد ولک الملک لا شریک لک۔

(قصص الانبیاء۔ لابن کثیر)

سوال: حضرت علی ابن ابی طالب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے بھڑکانی گئی آگ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب: آگ کے ٹھنڈا ہو جانے والی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے کہ اے آگ ایسی ہو جا کہ ان کو نقصان نہ پہنچے۔ حضرت ابن عباسؓ اور ابو العالیہؓ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ یہ نہ فرماتے کہ اے آگ ابراہیم علیہ السلام پر سلامتی والی ہو جا تو ابراہیم علیہ السلام کو اس کی ٹھنڈک سے تکلیف پہنچتی۔

(قصص الانبیاء - سیرت الانبیاء کرام)

سوال: حضرت سارہ علیہ السلام کے ہاں حضرت اٰحق علیہ السلام کی پیدائش کس عمر میں ہوئی؟

جواب: حضرت اٰحق علیہ السلام کی پیدائش کے وقت حضرت سارہ علیہا السلام ننانوے سال جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سو سال کے تھے۔

(تفسیر قرطبی - ازواج الانبیاء)

سوال: حضرت سارہ علیہا السلام نے کہاں وفات پائی؟

جواب: ام الانبیاء حضرت سارہ علیہا السلام نے فلسطین کے شہر الخلیل میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئیں۔ وہاں ان کے نام سے ایک چشمہ بھی منسوب ہے جس کا پانی ٹھنڈا اور شیریں ہے۔ (تاریخ دمشق - ازواج الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش کس نمرود بادشاہ کے زمانے میں ہوئی؟

جواب: آپ کی پیدائش نمرود بن کنعان کے زمانے میں ہوئی۔ اور یہ نمرود ایک قول کے مطابق مشہور بادشاہ ضحاک ہی ہے۔ جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ بڑا ظالم و جابر حکمران تھا اور اس نے ہزار سال بادشاہی کی۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ بنی راسب قبیلے کی اولاد میں سے تھا۔ جن کی طرف حضرت نوح علیہ السلام کو بھیجا گیا تھا۔

(تفسیر ابن جریر - تفسیر ابن کثیر - قصص الانبیاء - لابن کثیر)

سوال: مفسرین کرام کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش کس مقام پر ہوئی؟

جواب: ان کی جائے پیدائش مقام سوس میں بتائی جاتی ہے۔ ایک دوسرے قول کے مطابق بابل میں ہے۔ اور ایک قول کے مطابق سواد میں کوتیہ کی طرف۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ وہ برزہ میں پیدا ہوئے۔ پھر اللہ نے انہیں نمرود کو آپ کے ہاتھوں ہلاک کرایا تو آپ حران نامی علاقے کی طرف چلے گئے۔ پھر وہاں سے شام اور پھر فلسطین میں بیت المقدس کے شہر ایلیا میں سکونت فرمائی۔ وہیں ان کے ہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت ائحق علیہ السلام پیدا ہوئے۔

(تفسیر ابن کثیر، تفسیر ابن عباس، قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: مفسرین و مؤرخین نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ازواج و اولاد کی تعداد کیا بتائی ہے؟

جواب: آپ کی پہلی بیوی حضرت سارہ علیہا السلام اور دوسری حضرت ہاجرہ علیہا السلام۔ سب سے پہلے حضرت ہاجرہ علیہا السلام سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ پھر حضرت سارہ علیہا السلام سے حضرت ائحق علیہ السلام۔ ان کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قنظورہ بنت یقطن کنعانیہ سے شادی کی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ان کے ہاں چھ بچے ہوئے۔ مدین۔ زمران۔ سرج۔ یقشان۔ نحق اور چھپے کا نام مذکور نہیں۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حوٰن بنت امین سے شادی فرمائی اور اس سے پانچ بچے ہوئے۔ کبسان۔ سورج۔ ایم۔ لوطان اور نافس۔ (تہذیب و نامہ الامم) (تہذیب و نامہ الامم)۔ (قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کون سی زبان بولتے تھے؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان سریانی تھی جب کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام عربی بولتے تھے۔ انہوں نے یہ زبان مکہ میں قبیلہ بنی جرہم سے سیکھی تھی تاہم دونوں باپ بیٹا ایک دوسرے کی زبان سمجھ لیتے تھے۔

(تہذیب و نامہ الامم، قصص الانبیاء، دس جلدیں)

سوال: بتائیے تورات کے صفحات اور یونان کے جغرافیہ میں حضرت اسماعیل علیہ السلام

کے کس فرزند کا ذکر آیا ہے؟

جواب: حضرت اسماعیل علیہ السلام کے نامور فرزند قیدار کا ذکر تورات کے صفحات، بعض تاریخی کتبات اور یونان کے جغرافیہ میں کئی جگہوں پر ان کا ذکر آیا ہے۔ قیدار کی اولاد مکہ میں رہی اور اس کی شاخ عدنان سے رسول اللہ ﷺ کا ظہور ہوا۔

(آئینہ تاریخ - تاریخ ارض القرآن - قصص القرآن)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں ظالم شاہ مصر کون تھا جس نے حضرت سارہ کو پریشان کرنے کی کوشش کی تھی؟

جواب: اس ظلم و جابر حکمران کا نام رفیون بتایا گیا ہے جو بابل کا قدیم باشندہ تھا۔ مفسرین و مؤرخین نے اس کا نام سان بنی عوان تھا جو ضحاک کا بھائی تھا بعض کے نزدیک وہ عمرو بن القیس بن بابلیون بن سبا تھا۔ بعض نے کہا کہ وہ صادو بن صادون تھا جو قبیلہ قبط سے تھا۔ فرعون اس وقت کے شاہان مصر کا لقب تھا۔

(تاریخ مکہ - تاریخ ابن ہشام - معارف النبوة)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سلسلہ نسب میسویں پشت میں حضرت آدم علیہ السلام سے جاملتا ہے۔ آپ کے کتنے بھائی تھے؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو بڑے بھائی نمر اور حاران تھے۔

(سیرت انبیاء کرام - قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: صاحب حضرت صالح علیہ السلام کی ایجاد ہے۔ بتائیے کونسی کس پیغمبر کی ایجاد ہے؟

جواب: کہا جاتا ہے کہ کونسی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایجاد ہے۔

(انبیاء کرام - قصص الانبیاء مولانا عبدالمعز)

سوال: قرآن پاک کی کن دو سورتوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ بت شکنی کا ذکر آیا ہے؟

جواب: سورۃ الصافات اور سورۃ الانبیاء میں یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے۔

(القرآن - قصص الانبیاء - قصص القرآن)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام پر بس صحیفے نازل ہوئے تھے۔ بتائیے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر کتنے صحیفے نازل ہوئے؟

جواب: آپ پر بیس صحیفے نازل ہوئے تھے۔ قرآن پاک میں آپ پر صحیفے نازل ہونے کا ذکر ہے۔ (القرآن۔ سیرت انبیاء کرام۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے کتنے پیغمبر ہوئے؟ آپ کے کس بیٹے کو نبوت ملی؟

جواب: آپ کی نسل سے چالیس ہزار پیغمبر ہوئے اور آپ کے بڑے بھائی جاران کے بیٹے حضرت لوط علیہ السلام کو آپ کی زندگی ہی میں نبوت عطا کی گئی۔

(سیرت انبیاء کرام۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی حضرت ہاجرہ کی اولاد سے ہیں۔ بتائیے حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام آپ کی کس بیوی کی اولاد میں سے ہیں؟

جواب: یہ دونوں نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی حضرت سارہ کی اولاد میں سے ہیں۔ (سیرت انبیاء کرام۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت ابراہیم کو ابو الانبیاء اور شیخ الانبیاء کہا جاتا ہے۔ بتائیے ام العرب کس خاتون کا لقب ہے؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دوسری بیوی حضرت ہاجرہ کو ام العرب کہا جاتا ہے۔ کیونکہ آپ عرب میں آباد ہونے والی نسل کی ماں ہیں۔

(قصص الانبیاء ہمارے۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: خاندان کعب کے پہلے متولی حضرت اسماعیل تھے۔ بتائیے آپ پیدا کہاں ہوئے تھے؟

جواب: حضرت اسماعیل شام کے علاقے کنعان میں پیدا ہوئے تھے۔ اور آپ کی مادری زبان قبطی تھی۔ (تاریخ الانبیاء۔ تاریخ ارض القرآن۔ سیرت انبیاء کرام)

﴿سیدنا حضرت لوط علیہ السلام﴾

حضرت لوط علیہ السلام اور قرآن

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کے اس تنہا فرد کا نام بتا دیجئے جو آپ پر ایمان لائے؟

جواب: حضرت لوط علیہ السلام قوم ابراہیم علیہ السلام کے وہ اکیلے فرد تھے جو آپ پر ایمان لائے اور ہر مشکل وقت میں ان کا ساتھ دیا۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ انبیاء کرام۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت لوط علیہ السلام کے ایمان لانے کا ذکر قرآن پاک کی کس آیت میں ہے؟

جواب: پارہ ۲۰ سورہ العنکبوت آیت ۲۶ میں ہے: **فَأَمَّنَ لَهُ لُوطٌ** وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّي۔ ”پس ایمان لایا لوط (دین ابراہیمی پر) اور کہا (ابراہیم علیہ السلام نے) میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں۔“ (القرآن۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: قوم لوط نے بعض دوسرے پیغمبروں کو بھی جھٹلایا۔ قرآن کیا کہتا ہے؟

جواب: قرآن سے پتہ چلتا ہے کہ قوم لوط کی طرف حضرت لوط علیہ السلام کے علاوہ اور بھی پیغمبر بھیجے گئے۔ پارہ ۱۹ سورہ الشعراء آیت ۱۶۰ میں ہے: **كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ** ”قوم لوط علیہ السلام کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا۔“

(تفسیر ابن کثیر۔ معارف القرآن۔ تیسرا القرآن۔ تفسیر القرآن)

سوال: بتائیے کن آیات میں بتایا گیا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام اللہ کے پیغمبر تھے؟

جواب: پارہ ۲۳ سورہ الصفات آیت ۱۳۳ میں ہے: **وَإِنَّ لُوطًا لِّمِنَ الْمُرْسَلِينَ** ”اور بے شک لوط علیہ السلام بھی پیغمبروں میں سے تھے۔“

(تفسیر ابن کثیر۔ معارف القرآن۔ فتح امیہ۔ قصص القرآن)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کو ان کی قوم کی ہدایت کے لئے بھیجا۔ قرآن پاک میں کیا فرمایا گیا ہے؟

جواب: پارہ ۱۷ سورہ الانبیاء آیت ۷۴ میں جہاں ان کی شان بیان کی گئی ہے وہاں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ انہیں اپنی قوم کی طرف بھیجا گیا۔ پارہ ۸ سورہ الاعراف آیت ۸۰ میں ہے: ”وَلُوطًا“ اور ہم نے لوط کو بھیجا۔“ سورہ الشعراء آیت ۱۶۰ میں ہے: ”جب ان سے ان کے بھائی (لوط) نے کہا:۔“ پارہ ۱۹ سورہ النمل آیت ۵۳ میں بھی ”وَلُوطًا“ کہہ کر آگے ان کا ذکر ہے۔ پارہ ۲۰ سورہ العنکبوت آیت ۲۸ میں بھی ذکر ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا گیا۔

(تفسیر معمری، تفسیر ماجدی، قصص الانبیاء، قصص القرآن)

سوال: قرآن پاک کی کتنی سورتوں میں حضرت لوط علیہ السلام کا ذکر آیا ہے۔ نام بتا دیجئے؟

جواب: حضرت لوط علیہ السلام کا قصہ قرآن پاک کی ۱۵ سورتوں میں کہیں تفصیل سے اور کہیں حضرت لوط علیہ السلام اور قوم لوط کے جوابے صرف نام آیا ہے۔ ان سورتوں میں پارہ ۷ سورہ الانعام، پارہ ۸ سورہ الاعراف، پارہ ۱۲ سورہ ہود، پارہ ۱۳ سورہ الحجر، پارہ ۱۷ سورہ الانبیاء، پارہ ۱۷ سورہ الحج، پارہ ۱۹ سورہ الشعراء، پارہ ۱۹ سورہ النمل، پارہ ۳۰ سورہ العنکبوت، پارہ ۲۳ سورہ الصفات، پارہ ۲۳ سورہ ص، پارہ ۲۶ سورہ ق، پارہ ۲۷ سورہ الذریت، پارہ ۲۷ سورہ النجم، پارہ ۲۷ سورہ القمر، پارہ ۲۸ سورہ التہیم۔

(القرآن، قصص الانبیاء، قصص القرآن، اذواج الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی قوم کا ذکر قرآن کریم کی کن آیات میں آیا ہے؟

جواب: قوم لوط کا واقعہ اور حضرت لوط علیہ السلام کا ذکر قرآن پاک کی ۱۵ سورتوں کی ان آیات میں آیا ہے۔ سورہ الانعام آیت ۸۶، سورہ الاعراف آیات ۸۰ تا ۸۳، سورہ ہود آیات ۷۷ تا ۸۳، سورہ الحجر آیات ۵۸ تا ۷۷، سورہ الانبیاء آیات ۷۷ تا ۸۳، سورہ الحج آیت ۷۴، سورہ الشعراء آیات ۱۶۰ تا ۱۷۵، سورہ النمل

آیات ۵۸ تا ۵۴۔ سورۃ العنکبوت آیات ۲۸ تا ۳۵۔ سورۃ الصافات آیات ۱۳۳ تا ۱۳۷۔ سورۃ ص آیات ۱۳۔ سورۃ ق آیات ۱۳۔ سورۃ النجم آیات ۵۳-۵۴، سورۃ القمر آیات ۲۳ تا ۲۹ سورۃ النجم آیات ۱۰۔

(القرآن۔ فتح المید۔ فیاء القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ فتح القدیر)

سوال: حضرت لوط علیہ السلام کا نام قرآن پاک میں کتنی مرتبہ آیا ہے؟
جواب: قرآن پاک میں حضرت لوط علیہ السلام کا نام اپنے طور پر یا قوم کے حوالے سے ۲۴ مرتبہ مختلف مقامات پر مختلف آیات میں آیا ہے۔

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ فتح القدیر)

سوال: اللہ کے نبی حضرت لوط علیہ السلام کا ذکر قرآن پاک نے کن الفاظ میں کیا ہے اور آپ پر انعامات کا بیان کس طرح کیا ہے؟

جواب: سورۃ الصافات آیت ۱۳۳ میں ہے: وَإِنَّ لُوطًا لِّمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ ”یشک لوط نبیہوں میں سے تھے۔“ سورۃ الانبیاء آیت ۷۷ میں ہے: وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ ۝ ”اور ہم نے اسے (ابراہیم علیہ السلام کو) اور لوط اس زمین کی طرف بھیج کر بچا لیا جس میں ہم نے جہان والوں کے لئے برکت رکھی ہے۔“ اسی سورۃ کی آیت ۷۴ میں ہے: وَلُوطًا أَنِمْ حُكْمًا وَعِلْمًا وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ تَعْمَلُ الْخَبِيثَ ۝ ”اور لوط کو ہم نے حکمت اور علم عطا فرمایا اور ہم نے ان کو اس بستی سے نجات دی جس کے رہنے والے گندے کام کیا کرتے تھے“ اسی سورۃ کی آیت ۷۵ میں ہے: وَأَذْخَلْنَاهُ فِي رَحْمَتِنَا إِنَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ ”اور ہم نے اسے (لوط کو) اپنی رحمت میں داخل کیا۔ بلاشبہ وہ نیک بختوں میں سے تھا۔“ (القرآن۔ مکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتائیے قوم لوط میں کون سی برائیاں تھیں جن کے بارے میں قرآن پاک نے بتایا ہے؟

جواب: قوم لوط میں بہت سی برائیاں تھیں۔ ایک تو یہ کہ باہر سے آنے والے ۲۷ جروں اور

سوداگروں کو لوٹ لیا کرتے تھے۔ دوسرے ان کے ہاں انصاف نہیں تھا ان کے حاکم و قاضی غلط فیصلے کیا کرتے تھے۔ اور تیسری سب سے بڑی برائی جس کا قرآن پاک نے خاص طور پر ذکر کیا ہے وہ نوجوانوں کے ساتھ ناشائستہ حرکات اور بداخلاقی کرتے تھے اور چوتھی برائی یہ تھی کہ عام مجلس میں لوگوں کے سامنے کھلم کھلا بے حیائی اور گناہ کے کام کرتے۔

(الفرقان - سیرت انبیاء کرام - قصص القرآن - قصص الانبیاء)

سوال: حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کے لوگوں کو کس طرح نصیحت فرمائی؟

جواب: پارہ ۸ سورة الاعراف آیات ۸۳-۸۰ میں ہے: وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ ۝ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِنْ دُونِ النِّسَاءِ ۖ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ ۝ اور ہم نے لوط کو بھیجا جب کہ اس نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ کیا تم وہ بے حیائی کا کام کرتے ہو جو تم سے پہلے جہان والوں میں سے کسی نے نہیں کیا۔ تم اپنی عورتوں کے ساتھ رغبت نہیں رکھتے۔ مردوں سے بداخلاقی کرتے ہو۔ بلکہ تم حد ہی سے گزر گئے ہو۔“ پارہ ۱۲ سورة ہود آیت ۷۸ میں ہے: وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يُهَرِّغُونَ إِلَيْهِ طَبَقًا فَاذْكُوا شَجَرًا يُعَمَلُونَ ۚ أَلَمْ يَكُنْ لَهُ الْبَنَاتُ عَلَىٰ كُلِّ بَابٍ ۖ وَاللَّهُ يَخْتَارُ ۚ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ لَا تَعْقِلُونَ ۚ وَجَاءَهُ نَجْوَىٰ مِنَ الْغِيظِ مِنَ الْمَرْءِ الْمَخَلُوعِ الَّذِي أُتِيَ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّهِ ۖ وَقَالَ لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَدْعُوكُمْ لِتُطِيعُوا أَمْرَهُ ۚ فَقُلُوا ذَا نُنَحَّسُ ۚ لَكُمْ أَمْرُكُمْ وَإِنَّا نَحْنُ مُّعْتَدِلُونَ ۚ وَجَاءَهُ نَجْوَىٰ مِنَ الْغِيظِ مِنَ الْمَرْءِ الْمَخَلُوعِ الَّذِي أُتِيَ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّهِ ۖ وَقَالَ لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَدْعُوكُمْ لِتُطِيعُوا أَمْرَهُ ۚ فَقُلُوا ذَا نُنَحَّسُ ۚ لَكُمْ أَمْرُكُمْ وَإِنَّا نَحْنُ مُّعْتَدِلُونَ ۚ

حیائی کا کام کرتے ہو حالانکہ تم دیکھتے بھالتے ہو۔ کیا تم اپنی عورتیں چھوڑ کر مردوں سے برائی میں مبتلا ہوتے ہو۔ بلکہ تم جاہل لوگ ہو۔“ پارہ ۲۰ سورۃ الحکیمت آیات ۲۸ تا ۳۰ میں ہے: **قَالَ لَقَوْمِهِ إِنَّكُمْ لَنَآتُونَ الْقَارِحَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ ۝ إِنِّي أَنَا لَنَآتُونَ الرِّجَالَ وَ تَقْطَعُونَ السَّبِيلَ ۝ وَ تَأْتُونَ فِي نَادِيَكُمُ الْمُنْكَرَ ۝** انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم ایسی بے حیائی کا کام کرتے ہو کہ تم سے پہلے کسی نے اس جہاں میں نہیں کیا۔ کیا تم مردوں سے فعل بد کرتے ہو اور تم ڈاکے ڈالتے ہو (بعض نے اس کا مطلب انسانی پیدائش کی راہ مارنا بھی لیا ہے) اور اپنی بھری مجلس میں ہا ساقول حرکت کرتے ہو۔“

(القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ معارف القرآن۔ تیسرا القرآن۔ فتح المیہ)

سوال: حضرت لوط علیہ السلام نے قوم کو کس طرح ڈرایا اور اپنی خدمات کا ذکر کس انداز میں فرمایا؟

جواب: پارہ ۹ سورۃ الشعراء آیت ۱۶۱ تا ۱۶۳ میں ہے: **إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطُ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۚ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝** ”جب کہ ان سے ان کے بھائی لوط نے کہا کیا تم (اللہ سے) ڈرتے نہیں ہو۔ میں تمہارا امانتدار پیغمبر ہوں۔ پس تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں تم سے اس پر کوئی صلہ نہیں چاہتا۔ بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمے ہے۔“ پارہ ۲۷ سورۃ القمر آیت ۳۶ میں ہے: **وَلَقَدْ أَتَدُّرُهُمْ بَطْنُ نَاثَانَ قَتَمَارُوا بِالْأَنْدَرِ ۝** ”اور اس نے ہماری پکڑ سے انہیں ڈرایا تو انہوں نے اس ڈرانے میں شک کیا (اس پر جھگڑا کیا)۔“

(القرآن۔ معارف القرآن۔ تفسیر القرآن۔ فیاء القرآن)

سوال: قوم لوط نے حضرت لوط علیہ السلام کو کیا جواب دیا اور ان کے بارے میں کیا فیصلہ کیا؟

جواب: پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۸۲ میں ہے: **وَمَا كَانَ جَوَابَ آيَاتِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا**

اٰخِرِ جُوعًا مِّنْ قَرْنِكُمْ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّبْتَطِهُرُوْنَ ۝ ”اور ان کی قوم سے کوئی جواب نہ بن پڑا سوائے اس کے کہ آپس میں کہنے لگے کہ ان لوگوں کو تم اپنی بستی سے نکال دو۔ یہ لوگ بڑے پاک صاف بنتے ہیں۔“ پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۱۶۷-۱۶۸ میں ہے: قَالُوا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ بِلُوطٍ لَّنْكَوُنَنَّ مِنَ الْمَمْرُجِیْنَ ۝ قَالَ اِنِّیْ لَعَمَلِكُمْ مِنَ الْقَالِیْنَ ۝ ”وہ لوگ کہنے لگے کہ اے لوط علیہ السلام اگر تم ہمارے کہنے سننے سے باز نہ آؤ گے تو ضرور (بستی سے) نکال دیئے جاؤ گے۔ (لوط علیہ السلام نے) فرمایا کہ میں تمہارے اس کام سے سخت نفرت کرتا ہوں“ پارہ ۱۹ سورۃ النمل آیت ۵۶ میں ہے: فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ اِلَّا اَنْ قَالُوا اٰخِرِ جُوعًا اَلْ لُّوْطِ مِّنْ قَرْنِكُمْ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّبْتَطِهُرُوْنَ ۝ ”پس ان کی قوم سے کوئی جواب نہ بن پڑا سوائے اس کے کہ آپس میں کہنے لگے کہ لوط علیہ السلام کے لوگوں کو تم اپنی بستی سے نکال دو۔ یہ لوگ بڑے پاک صاف بنتے ہیں۔“ پارہ ۲۰ سورۃ العنکبوت ۲۹ میں ہے: فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ اِلَّا اَنْ قَالُوا اِنَّا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ ”پس ان کی قوم کا آخری جواب یہ تھا کہ تو ہم پر اللہ کا عذاب لے آؤ۔ اگر تم سچے ہو (کہ یہ افعال عذاب کا باعث ہیں)۔“

(الفرقان۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر روح المعانی۔ تفسیر خازن)

سوال: قوم کے ہاتھوں تک آکر حضرت لوط علیہ السلام نے کیا دعا فرمائی؟

جواب: پارہ ۲۰ سورۃ العنکبوت آیت ۳۰ میں ہے: قَالَ رَبِّ اَنْصُرْنِیْ عَلٰی الْقَوْمِ الْمُفْسِدِیْنَ ۝ (لوط علیہ السلام نے) دعا کی کہ اے میرے رب ان شریر لوگوں کے مقابلے میں میری مدد فرما“ (ان کو ہلاک کر دے)۔

(الفرقان۔ تذکرۃ الانبیاء۔ حصہ الانبیاء۔ تفسیر روح البیان)

سوال: جو فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسحق علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری

سنانے آئے تھے ان سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا دریافت فرمایا؟

جواب: فرشتوں کے جہروں سے بیعت اور ڈر محسوس ہو رہا تھا۔ اس لئے خوشخبری سننے کے

بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو کچھ ان سے پوچھا۔ پارہ ۱۳ سورۃ الحجر آیت ۵۷ میں ہے: قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ۝ ”فرمانے لگے! اللہ کے بھیجے ہوئے اے فرشتو! اچھا اب یہ تو بتاؤ کہ تم کو کیا مہم درپیش ہے؟“

(نقرۃ القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کیا جواب دیا؟ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کس خدشے کا اظہار کیا؟

جواب: پارہ ۱۳ سورۃ الحجر میں ہے کہ: قَالُوا أُرْسِلْنَا إِلَى قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ ۝ إِلَّا آلَ لُوطٍ إِنَّا لَنَجِّيهِمْ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا أَمْرًا تَقْدَرْنَا إِنَّا هُمُ الْغَافِرِينَ ۝ فرشتوں نے کہا کہ ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں (مراد قوم لوط ہے) مگر لوط کا خاندان کہ ان سب کو بچالیں گے۔ بجز ان کی (لوط کی) بیوی کے۔ کہ اس کی نسبت ہم نے تجویز کر رکھا ہے کہ وہ ضرور اسی مجرم قوم میں رہ جائے گی۔ سورۃ ہود آیت ۷۴ تا ۷۶ میں ہے: فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ وَجَاءَتْهُ الْبَشَرَىٰ ابْتِغَاءَ لِقَا فِئِ قَوْمٍ لُّوطٍ ۝ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُّنتَبٍ ۝ يَدْعُوهُم بِأَعْرِضٍ عَنْ هَٰذَا ۖ إِنَّهُمْ قَدْ جَاءَ أَمْرٌ رَّيْكَ ۖ وَانْتَهُمُ الْبَثْ ۖ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ ۝ پھر جب ابراہیم کا خوف زائل ہو گیا اور ان کو (اولاد کی) خوشخبری ملی تو ہم سے لوط کی قوم کے درے میں جھگڑا کرنے لگے۔ واقعی ابراہیم بڑے حلیم الطبع، رحیم المزاج اور رقیق القلب تھے۔ اے ابراہیم! ہم نے کہا) اس بات کو حانے دو۔ تمہارے رب کا حکم اس کے متعلق آچکا ہے۔ اور اس کے سبب سے ان پر ضرور ایسا عذاب آنے والا ہے جو کسی طرح بچنے والا نہیں۔“ پارہ ۲۰ سورۃ العنکبوت آیات ۲۲ تا ۲۴ میں ہے: وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبَشَرَىٰ لَقَالُوا إِنَّا مَهْلِكُوكُمُ أَهْلَ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۖ إِنَّ أَهْلَهَا كَانَوَا ظَالِمِينَ ۝ قَالَ إِنَّ فِيهَا لُوطًا قَالُوا نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَنْ فِيهَا لَنَنْجِيَنَّهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا أَمْرًا تَقْدَرُ ۖ كَانَتْ مِنَ الْغَافِرِينَ ۝ ”اور ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے جب ابراہیم کے پاس بشارت لے کر پہنچے تو ان فرشتوں نے

(ابراہیم سے) کہا ہم اس بستی والوں کو ہلاک کرنے والے ہیں کیونکہ وہاں کے باشندے بڑے شریر ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ وہاں تو لوط بھی ہیں۔ فرشتوں نے کہا کہ جو جو وہاں ہیں ہم کو سب معلوم ہے۔ ہم ان کو اور ان کے خاص متعلقین کو بچالیں گے سوائے ان کی بیوی کے۔ کہ وہ عذاب میں رہنے والوں میں سے ہوگی۔ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر مظہری۔ حصہ القرآن۔ حصہ الانبیاء)

سوال: حضرت لوط علیہ السلام کے پاس اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتے نوجوانوں کی صورت میں آئے۔ بتائیے حضرت لوط علیہ السلام نے پریشانی کا اظہار کیوں کیا؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیات ۷۷-۷۸ میں ہے: **وَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا لَوْطًا بِسْمِهِمْ رَضًا وَقَدِ احْتَمِلُوا صُحُفَهُمْ قَالَ هَٰذَا يَوْمُكُمْ مَعِيبٌ ۝ وَجَاءَ قَوْمُكُمْ يَهُرَعُونَ اِلَيْهِ ط ۝ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ ط** ”اور جب ہمارے وہ فرشتے لوط علیہ السلام کے پاس آئے تو لوط ان کے آنے کی وجہ سے مبغض ہوئے (کیونکہ وہ بہت حسین نوجوانوں کی شکل میں تھے اور ان کو آدمی سمجھ کر) اور ان کے آنے کی وجہ سے پریشان ہوئے اور کہنے لگے کہ آج کا دن بہت بھاری ہے۔“

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر القرآن۔ حصہ الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کے شریکوں سے کیا کہا؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۷۸ میں ہے: **قَالَ يَقُومُ هَٰؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزَوْنِ فِیْ حُضْنِی ط الْبَیْسُ مِنْكُمْ وَجَلَّ رَجُلٌ ۝** ”لوط علیہ السلام فرمانے لگے کہ اے میری قوم یہ میری بیٹیاں موجود ہیں۔ وہ تمہارے لئے پاک ہیں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرے مہمانوں میں مجھ کو ہوسانہ کرو۔ کیا تم میں کوئی نیک آدمی (بھلا ناس) نہیں ہے۔“ پارہ ۱۳ سورۃ الحجر آیت ۶۷-۶۸ میں ہے: **وَجَاءَ اَهْلُ الْمَدِیْنَةِ یَسْتَفْشِرُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّ هَٰؤُلَاءِ حُضْنِیْ فَلَا تَفْضَحُوْنَ ۝ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزَوْنِ قَالَ هَٰؤُلَاءِ بَنَاتِیْ اِنْ كُنْتُمْ فاعِلِیْنَ ۝** ”اور شہر کے لوگ خوشیاں کرتے پہنچے۔ لوط نے فرمایا کہ یہ لوگ میرے مہمان ہیں

پس مجھ کو رسوا نہ کرو اور اللہ سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو۔ لوط نے فرمایا کہ یہ میری بیٹیاں موجود ہیں اگر تم میرا کہنا مانو تو۔“

(القرآن۔ تیسرا باب۔ تیسرا باب۔ فتح القدیر)

سوال: تمام تر منت سماجت کے باوجود شریر لوگوں نے حضرت لوط علیہ السلام کی نصیحت پر عمل نہ کیا۔ قوم کے ان افراد نے حضرت لوط علیہ السلام کو کیا جواب دیا؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۷۹ میں ہے: قَالُوا لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَالَنَا فِي بَنَاتِكُمْ مِنْ حَقٍّ وَانْتُمْ تَعْلَمُونَهُمْ مَا نُرِيدُ ۝ ”وہ کہنے لگے کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہمیں آپ کی بیٹیوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور آپ کو معلوم ہے یہاں آنے سے ہمارا کیا مقصد ہے۔“ پارہ ۱۳ سورۃ الحجر آیت ۷۰ میں ہے: قَالُوا أَوَلَمْ نَسْأَلْكَ عَنِ الْعَالَمِينَ ۝ ”وہ (شرپند) کہنے لگے کہ کیا آپ کو دنیا بھر کے لوگوں سے (یعنی ان کے معاملے میں دخل دینے سے) منع نہیں کر چکے۔“

(القرآن۔ تیسرا باب۔ معارف القرآن۔ تیسرا باب۔ فتح الحمید)

سوال: حضرت لوط علیہ السلام نے کس انداز سے اپنی بے بسی کا اظہار کیا؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۸۰ میں ہے: قَالَ لَوْ أَنِّي لِيُ بِكُمْ قُوَّةٌ أَوْ إِيَّايُ إِلَىٰ رُكْنٍ شَدِيدٍ ۝ ”لو ط علیہ السلام فرمانے لگے کیا خوب ہوتا اگر میرا تم پر کچھ زور چلتا یا کسی مضبوط سہارے کی پناہ لیتا۔“

(القرآن۔ تیسرا باب۔ معارف القرآن۔ تیسرا باب۔ فتح الحمید)

سوال: اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی حضرت محمد (ﷺ) کو سورۃ الحجر میں نصہ لوط علیہ السلام بتائے ہوئے فرمایا: لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ۔ ”آپ کی جان کی قسم وہ اپنی مستی میں بد ہوش تھے۔“ بتائیے فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام کو عذاب کے بارے میں کیسے بتایا؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۸۱ میں ہے: قَالُوا يَلْبُوطُ إِنَّا رُفِعُوا رَبِّكَ لَنَنْصِلُوكَ فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا

اَمْرًا تَكُ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ مَا اَصَابَهُمْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ الصُّبْحُ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ الصُّبْحُ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ الصُّبْحُ
 بِقَرِيبٍ ۝ ”فرشتے کہنے لگے کہ اے لوط علیہ السلام ہم تو آپ کے رب کے پیچھے
 ہوئے (فرشتے) ہیں۔ آپ تک ان کی ہرگز رسائی نہیں ہوگی۔ پس آپ رات کے
 کسی حصے میں اپنے گھر والوں کو لے کر نکل جائیں۔ اور تم میں سے کوئی پیچھے پھر کر
 نہ دیکھے۔ ہاں مگر آپ کی بیوی (کافر ہونے کی وجہ سے) نہ جائے گی کہ اس پر بھی
 آفت آنے والی ہے۔ جو اور لوگوں پر آئے گی۔ ان کے وعدے (عذاب) کا وقت
 صبح کا ہے۔ کیا صبح کا وقت قریب نہیں؟“۔ پارہ ۳۱ سورۃ الحجر آیات ۶۱ تا ۶۶ میں
 ہے: فَلَمَّا جَاءَ آلَ لُوطٍ الْمُرْسَلُونَ ۝ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّكَرُونَ ۝ قَالُوا
 بَلْ جِئْتَنَا بِبَنَاتٍ لَّا كُنَّا نَمْسُوهُنَّ اَوْ نَمْنَعُ لِهِنَّ الْغُلَامَ ۝ وَاتَّبَعَكَ بِالْحَقِّ وَارِنَا لَطِيفُونَ ۝
 فَاسْرِ يَا هَٰذَا بِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الْاَيْلِ وَاتَّبِعْ اَذْوَارَهُمْ وَاتَّبِعْكَ مِنْكُمْ اَحَدٌ
 وَامْطُؤْا حَيْثُ تُمْرَوْنَ ۝ وَقَطَعْنَا الْاَيْلَ الَّذِي ذَالِكِ الْاَمْرُ اَنْ ذَابَرُ هَٰؤُلَاءِ
 مَقْطُوعٌ مُّضْبِحُونَ ۝ ”پھر جب وہ فرشتے خاندان لوط کے پاس آئے تو (لوط)
 کہنے لگے کہ تم تو اجنبی معلوم ہوتے ہو۔ انہوں نے کہا نہیں بلکہ ہم آپ کے پاس
 وہ چیز لے کر آئے ہیں جس میں یہ شک کیا کرتے تھے۔ اور ہم آپ کے پاس یقینی
 ہونے والی چیز لے کر آئے ہیں اور ہم بالکل سچے ہیں۔ پس آپ رات کے کسی
 حصے میں اپنے گھر والوں کو لے کر یہاں سے چلے جائیں۔ اور آپ سب کے پیچھے
 ہو لیں۔ اور تم میں سے کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے اور جس جگہ تمہیں جانے کا حکم ہوا
 ہے اس طرف سب چلے جانا۔ اور ہم نے لوط کے پاس یہ حکم بھیجا کہ صبح ہوتے ان
 (قوم لوط) کی بالکل جڑ ہی کٹ جائے گی (یعنی ہلاک کر دینے جائیں گے)۔“۔

اس سے پہلے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی بتا چکے تھے جیسا کہ پارہ ۲۶ سورۃ
 الذریت آیت ۲۱ تا ۲۳ میں ہے: قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ۝ قَالُوا
 اِنَّا اُرْسِلْنَا اِلَىٰ قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ ۝ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَابًا مِّنَ طِينٍ ۝ مُّسَوَّمَةً
 عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِينَ ۝ (ابراہیم کہنے لگے) ”وہ فرشتے! اچھا تو تم کو کیا بڑی مہم

درپیش ہے؟ فرشتوں نے کہا کہ ہم ایک مجرم قوم (یعنی قوم لوط) کی طرف بھیجے گئے ہیں تاکہ ہم ان پر کنگر کے پتھر برسائیں جن پر آپ کے رب کے پاس (یعنی عالم غیب میں) خاص نشانیاں بھی ہیں حد سے گزرنے والوں کے لئے۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر ماحدی)

سوال: حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے اہل خانہ کو باہر چلے جانے کا حکم دے دیا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم پر کس طرح عذاب نازل کیا؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیات ۸۲-۸۳ میں ہے: فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَاقًا وَقَلْبَهَا مُطْرًا وَعَلَيْهَا حِمَارَةٌ مِّنْ سَجِيلٍ لَّامْتُزُودٍ ۝ مُّسَوِّمَةٌ عِنْدَ رَبِّكَ ط وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ ۝ ”پس جب ہمارا حکم (عذاب کے لئے) آپہنچا تو ہم نے اس زمین کو الٹ کر اس کا اوپر کا تختہ تو نیچے کر دیا اور اس زمین پر کنگر کے پتھر برسانا شروع کر دیئے۔ جو لگا تار گر رہے تھے۔ جن پر آپ کے رب کے پاس سے نشان لگے ہوئے تھے۔ اور یہ بستی (قوم لوط کی) ان ظالموں (مشرکین مکہ) سے کچھ دور نہیں ہیں۔“ پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۸۳ میں ہے: وَامْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا ط فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ ۝ ”اور ہم نے ان پر ایک نئی طرح کا اینہ برسایا (کہ وہ پتھروں کا تھا) سو دیکھ تو کسی ان مجرموں کا انجام کیا ہوا“ پارہ ۱۳ سورۃ الحجر ۷۷-۷۸ میں ہے: فَآخَذْتَهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِينَ ۝ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَاقًا وَقَلْبَهَا مُطْرًا وَعَلَيْهِمْ حِمَارَةٌ مِّنْ سَجِيلٍ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْمُتَوَسِّعِينَ ۝ وَآيَاتُهَا لِبَيْلٍ مُّقِيمٍ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝ پس سورج نکلنے نکلنے ان کو سخت آواز نے دبوچ لیا۔ پھر ہم نے ان بستیوں کا اوپر کا تختہ تو نیچے کر دیا اور ان لوگوں پر کنگر کے پتھر برسانا شروع کئے۔ اس واقعہ میں اہل بصیرت کے لئے کئی نشانیاں ہیں۔ اور بستیاں ایک آباد مرکز پر ملتی ہیں۔ ان بستیوں میں اہل ایمان کے لئے بڑی عبرت ہے۔“ بعض مفسرین کے بقول پارہ ۱۹ سورۃ الفرقان آیت ۴۰ میں (اصحاب القریہ) بھی قوم لوط کا ذکر ہے:

وَلَقَدْ آتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِي أَمْطَرْنَا مَطَرًا سَوِيًّا فَكَفَّ يَكُونُوا يَرَوْنَهَا بَلًا
 كَانُوا لَا يَتَرَفَعُونَ صَوًّا ۝ "اور یہ (کنافہ) اس بستی سے ہو کر گزرے ہیں
 جس پر بڑی طرح پتھر برسائے گئے۔ سو کیا یہ لوگ اس کو دیکھتے نہیں رہے۔ بلکہ یہ
 لوگ مرکز دوبارہ زندہ ہونے کی امید نہیں رکھتے۔" پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت
 ۱۷۲-۱۷۳ میں ہے: ثُمَّ دَعَرْنَا الْأَخْرِيقَ ۝ وَ أَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا فَسَاءَ مَطَرُ
 الْمُنْذَرِينَ ۝ "پھر ہم نے اور سب کو ہلاک کر دیا۔ اور ہم نے ان پر ایک خاص قسم
 کی (یعنی پتھروں کی) بارش برسائی۔ لیکن کیا براہین تھا جو ان لوگوں پر برسا جن کو
 (عذاب الہی سے) ڈرایا گیا تھا۔" پارہ ۱۹ سورۃ النمل آیت ۵۸ میں ہے:
 وَ أَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ۝ "اور ہم نے ان پر ایک نئی
 طرح کی بارش برسائی۔ لیکن ان لوگوں پر کیا براہین برسایا جو ڈرائے گئے تھے۔"
 پارہ ۲۰ سورۃ العنکبوت آیت ۳۱ میں ہے: (ان فرشتوں نے ابراہیم علیہ السلام سے
 کہا) قَالُوا إِنَّا مَهْلِكُوا أَهْلَ هَذِهِ الْقَرْيَةِ إِنَّ أَهْلَهَا كَانُوا ظَالِمِينَ ۝ "تو ان
 فرشتوں نے کہا کہ ہم اس بستی والوں کو ہلاک کرنے والے ہیں کیونکہ وہاں کے
 باشندے بڑے ظالم (شریر ہیں)۔" اسی سورۃ کی آیت ۳۳ میں ہے: إِنَّا مُنْذِرُونَ
 عَلَى أَهْلِ هَذِهِ الْقَرْيَةِ رَجُوعًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ۝ "ہم اس بستی
 والوں پر آسمان سے عذاب نازل کرنے والے ہیں اس لئے کہ وہ بدکار ہیں۔"
 پارہ ۲۳ سورۃ الصفات آیت ۱۳۶ میں ہے: ثُمَّ دَعَرْنَا الْأَخْرِيقَ ۝ "پھر ہم نے
 اور سب کو ہلاک کر دیا۔" پارہ ۲۷ سورۃ الذریت آیت ۲۲-۲۳ میں ہے:
 لِنُؤْيِلَ عَلَيْهِمْ حِجَابًا مِّنْ ظُلُمٍ ۝ مَّسْجُومَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِينَ ۝ "تاکہ
 ہم ان پر کنگر کے پتھر برسائیں جن پر آپ کے رب کے پاس (عالم الغیب میں)
 خاص نشانیاں بھی ہیں حد سے گزرنے والوں کے لئے۔" پارہ ۲۷ سورۃ القمر آیت
 ۵۳-۵۴ میں ہے: وَ الْمَوْتِفِكَةَ آهْلُوهَا فَنَفَعَهُمَا غَشًى ۝ "اور اٹھی ہوئی
 (الٹی) بنوئی بستیوں کو بھی چھیک مارا تھا۔ پھر ان بستیوں کو گھیر لیا تو ان پر جو جہاں

آئی سزا آئی۔ پارہ ۲۷ سورۃ القمر آیت ۳۳ میں ہے: اِنَّا اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا۔ ”ہم نے ان پر ایک پتھروں والی آندھی بھیجی۔“ پھر آیات ۳۷ تا ۳۹ میں ہے: وَلَقَدْ رَاوَدُوهُ عَنْ صَيفِهِ فَطَمَسْنَا اَعْيُنَهُمْ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذِرٌ ۝ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُسْتَقِرٌّ ۝ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذِرٌ ۝ ”اور ان لوگوں نے لوط سے ان کے مہمانوں کو بارادہ بدلہ لینا چاہا۔ پس ہم نے ان کی آنکھیں چوہٹ کر دیں کہ لومیرے عذاب اور ڈرانے کا مزہ چکھو۔ اور پھر صبح سویرے ان پر عذاب وائی آپہنچا کہ لومیرے عذاب اور ڈرانے کا مزہ چکھو۔“

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ معارف القرآن۔ تفسیر القرآن۔ تفسیر مظہری)

سوال: قرآن کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے اہل خانہ کو بچا لیا۔ بتائیے کون سے لوگ اس عذاب سے محفوظ رہے؟

جواب: پارہ ۸۰ سورۃ الاعراف آیت ۸۳ میں ہے: فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا أُخْلِصُكَ مِنَ الْعَذَابِ ۝ ”پس ہم نے لوط علیہ السلام کو اور اسکے متعلقین (بیٹیوں) کو بچا لیا۔ سوائے ان کی بیوی کے۔ کہ وہ ان ہی لوگوں میں رہی جو عذاب میں رہ گئے تھے۔“ سورۃ ہود آیت ۸۱ میں ہے: فَاصْبِرْ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا أَمْرَاتَكَ ط إِنَّهُ مُصِيبُهَا مَا أَصَابُهُمْ ط ”پس آپ رات کے کسی حصے میں اپنے گھر والوں کو لے کر یہاں سے چلے جائیں اور تم میں سے کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے ہاں مگر آپ کی بیوی (کافر ہونے کی وجہ سے) نہ جائے گی۔ اس پر بھی آفت آنے والی ہے جو اور لوگوں پر آئے گی۔“ سورۃ الحجر آیت ۵۹۔ ۶۰ میں ہے: إِلَّا آلَ لُوطٍ ۝ اِنَّا لَمُنَجِّوهُمْ اَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا امْرَاَتَهُ قَدَّرْنَا لَا اِنَّهَا لَمِنَ الْغَابِرِينَ ۝ ”مگر لوط علیہ السلام کا خاندان کہ ان سب کو بچا لیں گے سوائے ان کی (لوط کی) بیوی کے۔ کہ اس کے لئے ہم نے تجویز کر رکھا ہے کہ وہ ضرور اسی مجرم قوم میں رہ جائے گی۔“ پارہ ۲۰ سورۃ العنکبوت آیت ۳۲ میں ہے کہ فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا: قَالُوا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيهَا

لُنَجِّنَهُ وَ أَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ ذِي كَفَالَتٍ مِنَ الْغَيْرِ ۖ ۝ فرشتوں نے کہا کہ جو جو وہاں (بستی میں) رہتے ہیں ہم کو سب معلوم ہے۔ ہم ان کو (لوٹ) اور ان کے خاص متعلقین کو بچالیں گے سوائے ان کی بیوی کے کہ وہ عذاب میں رہنے والوں میں سے ہوگی۔ آیت ۳۳ میں فرشتوں نے یہی بات حضرت لوط علیہ السلام سے بھی کہی۔ پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۷۲ میں ہے: وَ نَجِّنَهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ تَعْمَلُ الْخَبِيثَ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوَاءٍ فَمِيقِينَ ۝ ”اور ہم نے ان کو (لوٹ کو) اس بستی سے نجات دی جس کے رہنے والے گندے کام کرتے تھے۔ بلاشبہ وہ لوگ بڑے بدذات بدکار تھے۔“ پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۱۶۹ تا ۱۷۱ میں ہے: فَنَجِّنَهُ وَ أَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ۖ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَيْرِ ۖ ۝ ”پس ہم نے ان کو (لوٹ کو) اور ان کے متعلقین کو سب کو نجات دی سوائے ایک بڑھیا کے کہ وہ (عذاب کے اندر) رہ جانے والوں میں رہ گئی۔“ پارہ ۲۰ سورۃ النمل آیت ۵۷ میں ہے: فَانْجِبْنَاهُ وَ أَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَا مِنَ الْغَيْرِ ۖ ۝ ”پس ہم نے اس قوم پر عذاب نازل کیا اور لوٹ کو اور ان کے متعلقین کو بچالیا سوائے ان کی بیوی کے کہ اس کو (کفر کی وجہ سے) ہم نے انہی لوگوں میں شمار کر رکھا تھا جو عذاب میں رہ گئے۔“ پارہ ۲۳ سورۃ الصافات آیت ۱۳۳-۱۳۵ میں ہے: إِذْ نَجَّيْنَاهُ وَ أَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ۖ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَيْرِ ۖ ۝ ”جب کہ ہم نے ان کو اور ان کے متعلقین کو سب کو نجات دی سوائے اس بڑھیا کے (یعنی لوط کی بیوی کے) وہ پیچھے رہ جانے والوں میں رہ گئی۔“ پارہ ۲۷ سورۃ القمر میں ہے: إِلَّا آلَ لُوطٍ نَّجَّيْنَاهُمْ بِسَحَابٍ نِّعْمَةً مِنَّا عَذَابًا كَذَلِكِ نَجْزِي مَنْ شَكَرَ ۖ ۝ ”سوائے متعلقین لوط علیہ السلام کے جن کو اخیر شب میں بچالیا اپنی جانب سے فضل کر کے، جو شکر کرتا ہے ہم اسے ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔“ (القرآن - تفسیر ضیاء القرآن - تفسیر عزیزی)

سوال: قصہ لوط علیہ السلام سے اہل مکہ کو کس اعجاز سے عبرت حاصل کرنے کے لئے کہا گیا ہے؟

جواب: اگرچہ قصہ لوط علیہ السلام میں ہر دور کے لوگوں اور ہر قوم کے لئے عبرت ہے تاہم اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کو خاص طور پر مخاطب کیا ہے۔ پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۸۳ میں ہے: وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ ۝ ”اور یہ بستیاں (قوم لوط کی) ان ظالموں (مشرکین مکہ) سے کچھ دور نہیں۔ پارہ ۱۳ سورۃ الحجر آیت ۷۶۔۷۷ میں ہے: ”اور یہ بستیاں ایک آباد مرکز پر (مکہ کے قریب) ہیں۔ ان بستیوں میں انہی ایمان کے لئے بڑی عبرت ہے۔“ پارہ ۱۹ سورۃ الفرقان آیت ۴۰ میں ہے: ”اور یہ (کفار مکہ) اس بستی پر ہو کر گزر رہے ہیں جس پر بری طرح پتھر برسائے گئے۔ پس کیا یہ لوگ انکو دیکھتے نہیں رہتے۔ بلکہ یہ لوگ مرکز جی اٹھنے (قیامت) کے دن کا دھیان ہی نہیں رکھتے۔“ پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۱۷۴ میں ہے: اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیۃً ۚ وَمَا تَكُنْ اَکْثَرُھُمْ مُّؤْمِنِیۡنَ ۝ ”بے شک اس واقعے میں عبرت ہے۔ اور ان میں (کفار مکہ میں) اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔“ پارہ ۲۰ سورۃ العنکبوت آیت ۲۵ میں ہے: وَلَقَدْ تَنَسَّٰکُمْ مِّنْہَا اٰیۃٌ ۭ بِیِّنَۃٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝ ”اور ہم نے اس بستی کے کچھ ظاہر نشان اب تک رہنے دیئے ہیں۔ ان لوگوں کی عبرت کے لئے جو عقل مند ہیں۔“ پارہ ۲۷ سورۃ الذریت آیت ۳۷ میں ہے: وَتَنَسَّٰکُمْ فِیْہَا اٰیۃٌ لِّلَّذِیۡنَ یَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِیۡمَ ۝ ”اور ہم نے اس واقعے میں (ہمیشہ کے لئے) ایسے لوگوں کے واسطے ایک عبرت رہنے دی جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں۔“ پارہ ۲۳ سورۃ الصفت آیت ۳۷ میں ہے: وَاِنَّکُمْ لَتَنُوزُوْنَ عَلَیْہِمْ مُّصْٰبِیۡحِیۡنَ وَبَالِغِیۡلٍ ۚ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ ”(اے مکہ والو) تم لوط کے لوگوں کی بستی پر کبھی صبح ہوتے اور کبھی رات میں گزرا بھی کرتے ہو تو کیا پھر بھی سمجھ سے کام نہیں لیتے۔“ (الفرقان۔ تفسیر مجیدی۔ تفسیر فیضان القرآن۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: قوم لوط کی بستی پر عذاب آیا تو اسے تباہ ہونے میں کتنا وقت لگا؟

جواب: قرآن بتاتا ہے کہ صبح ہوتے ہی ان سب کی جزا گئی یعنی برباد ہو گئے۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ صبح ہوتے ہی ان کو ایک ہولناک آواز نے آکھڑا۔ یعنی چند لمحوں میں

تیار کرو دیے گئے۔ (القرآن - تفسیر نباء القرآن - قصص القرآن - قصص الانبیاء)

سوال: قوم لوط نے حضرت لوط علیہ السلام کی تکذیب کی۔ بتائیے انہوں نے کس طرح عذاب خداوندی کو دعوت دی؟

جواب: انہوں نے کہا: اِنْتِنَا بِمَا تَعْبُدُنَا اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ (اے لوط) اگر تو سچا ہے تو ہم پر اللہ کا عذاب لے آ۔

(القرآن - تفسیر ابن کثیر - تذکرۃ الانبیاء - سیرت انبیاء کرام)

سوال: بتائیے سورۃ الانعام میں حضرت لوط علیہ السلام کے بارے میں کیا فرمایا گیا ہے؟

جواب: پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت ۸۶ میں ہے: وَ اِصْلٰحِیْلَ وَ اِلِیْسَ وَ یُوْنُسَ وَ لُوْطًا ط وَ كَلَّمَا فَضَّلْنَا عَلٰی الْعٰلَمِیْنَ ۝ اور اِصْلٰحِیْلَ کو اور اِلِیْسَ کو اور یُوْنُسَ کو اور لُوْطَ کو اور ہر ایک کو تمام جہان والوں پر (نبوت سے) ہم نے فضیلت دی۔

(القرآن - تفسیر مظہری - تفسیر مزیدی - تفسیر فتح القدیر)

سوال: سورۃ الحج کی کس آیت میں بتایا گیا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم بھی ان کو جھٹلا چکی ہے؟

جواب: پارہ ۷ سورۃ الحج کی آیت ۴۳ میں ہے کہ اِبرٰہِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَام اور لُوْطَ عَلَیْہِ السَّلَام کی قوموں نے بھی ان کو جھٹلایا۔ (القرآن - تفسیر مظہری - تفسیر نباء القرآن - تفسیر مزیدی)

سوال: سورۃ التحریم میں کن نبیوں کی بیویوں کو دوزخ کی وعید سنائی گئی ہے؟

جواب: پارہ ۱۰ اس سورۃ کی آیت ۱۰ میں ہے: ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا اَمْرًا تَنُوْحَ وَ اَمْرًا تَلُوْطَ ط كَانَتَا تَحْتَ عِبْدَیْنِ مِنْ عِبَادِنَا صٰلِحِیْنِ فَحَا نَتْهُمَا فَلَمَّ یُغْنِیَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَقِیْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِیْنَ ۝ ”اللہ تعالیٰ کافروں کے لئے نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کا حال بیان فرماتا ہے۔ وہ دونوں ہمارے خاص بندوں کے نکاح میں تھیں۔ پس ان عورتوں نے ان دونوں بندوں کا حق ضائع کیا (ان کو جھٹلایا اور نافرمانی کی اور کافروں کے ساتھ مل گئیں) تو وہ دونوں نیک بندے اللہ کے مقابلے میں ان کے کچھ کام نہ آ سکے۔ اور ان دونوں

عورتوں کو (کفر کی وجہ سے) حکم ہو گیا کہ اور جانے والوں کے ساتھ تم دونوں بھی دوزخ میں جاؤ۔“
(القرآن۔ فتح الحمید۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: سورۃ صٰ اور سورۃ قٰ میں حضرت لوط علیہ السلام کا ذکر کس حوالے سے آیا ہے؟
جواب: پارہ ۲۳ سورۃ صٰ آیت ۱۳ میں ہے کہ قوم ثمود، قوم لوط اور اصحاب ایکہ نے بھی اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ پارہ ۲۶ سورۃ قٰ آیت ۱۳ میں بھی پیغمبروں کو جھٹلانے کی بات کی گئی ہے۔
(القرآن۔ تفسیر فتح القدیر۔ تفسیر ماجدی)

سوال: بتائیے قرآن نے کس پیغمبر کی بیوی کو بڑھیا بھی کہا ہے؟
جواب: حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کو بڑھیا کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے جیسے سورۃ الشعراء آیت ۱۸۱ میں ہے۔
(البدایہ والنہایہ۔ تفسیر القاسمی۔ اذواق الانبیاء)

سوال: حضرت لوط علیہ السلام اور قوم لوط کا تذکرہ سب سے پہلے سورۃ انعام میں آیا ہے۔
بتائیے سب سے آخر میں کس سورۃ میں قوم لوط کا ذکر ہے؟
جواب: قرآن کی سورۃ القمر میں سب سے آخری مرتبہ قوم لوط کے بارے میں بتایا گیا ہے۔
(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء)

حضرت لوط علیہ السلام اور احادیث نبوی ﷺ

سوال: حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کے شر پسندوں کے سامنے جس بے بسی کا اظہار کیا تھا حضور ﷺ نے اس کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: رسول اللہ ﷺ نے حضرت لوط علیہ السلام کی بے قراری کے عالم میں نکلے ہوئے الفاظ کے متعلق فرمایا: **يُوحِمُ اللَّهُ لَوْطًا لَقَدْ كَانَ يَأْوِي إِلَى رَكْنٍ شَدِيدٍ**۔ خدا لوط علیہ السلام پر رحم فرمائے بے شک وہ خدا کی مضبوط و مستحکم پناہ حاصل کیے ہوئے تھے مگر سخت گھبراہٹ اور بے حد تنگی میں ادھر خیال نہ گیا اور بے ساختہ ظاہری اسباب پر نظر چلی گئی۔
(صحیح بخاری۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے لوط علیہ السلام کے مضبوط سہارے کے بارے میں کس انداز

سے وضاحت فرمائی؟

جواب: حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہم ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ حقدار ہیں کہ شک کریں۔ اور اللہ لوط علیہ السلام پر رحم فرمائے بے شک وہ مضبوط قلعے (یعنی اللہ) کی طرف سہارا پکڑنے والے تھے۔“ ایک دوسری حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ لوط علیہ السلام پر رحم فرمائے۔ بے شک انہوں نے مضبوط ٹھکانے یعنی اللہ کی طرف سہارا پکڑا لہذا اللہ نے بحران کے بعد ہر نبی کو اپنی قوم میں مالداری و عزت کے ساتھ بھیجا۔“ (تفسیر طبری - ترمذی - مسلم - ہمس الامیاء - لایئ کشمر - سیرت انبیاء کرام)

سوال: محدثین و مفسرین کے بقول لوط کس طرح بد اخلاقی اور بے حیائی جیسی عادتوں کا شکار ہوئی؟

جواب: محمد بن اسحاق نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ یرون (اردن) میں سخت قحط پڑا۔ اہل سدوم کے باغات مزک کے کنارے تھے اور بکثرت تھے۔ آس پاس کی بستیوں کے لوگ ادھر سے گزرتے تو کچھ پھل توڑ لیتے۔ اہل سدوم کو خیال ہوا کہ اگر اسی طرح لوگ پھل توڑتے رہے تو باغ ہی ختم ہو جائے گا۔ اس کی کوئی تدبیر کرنی چاہیے۔ اس لیے انہوں نے آپس میں مشورہ کر کے یہ فیصلہ کیا کہ جو شخص باہر سے آنے والا پھل توڑے اس سے زبردستی بد اخلاقی کی جائے۔ چنانچہ وہ لوگ شہر کے ناقوں پر بیٹھے رہتے اور جو مسافر آتا اور پھل توڑتا اس کو زیادتی کا نشانہ بناتے۔ شروع شروع میں تو انہوں نے یہ ناشائستہ حرکت ضرورت مندوں اور فقیروں کو روکنے کے لیے کی، مگر کچھ عرصہ بعد وہ اس فعل بد کے عادی ہو گئے۔ (تذکرۃ الامیاء - تاجوس القرآن - تفسیر المنار)

حضرت لوط علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھیجے تھے اور ان کی پرورش بھی

آپ ہی نے کی تھی۔ ان کے والد کا نام بتائیں؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام پر سب سے پہلے ایمان لانے والے تھے بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام کے والد کا نام ہاران تھا۔ ان کی بچپن ہی سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پرورش اور تربیت کی تھی۔ آپ کا نسب لوط بن ہاران بن تارخ ہے۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: بتائیے حضرت لوط علیہ السلام کا وطن کون سا تھا اور انہیں کن لوگوں کی اصلاح کے لیے بھیجا گیا؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہی آپ کا وطن بھی عراق کا دار الخلافہ بابل تھا۔ آپ کو علاقہ شام سے چند میل کے فاصلے پر بحریت کے کنارے سدوم و عامورہ کی بستیوں کے رہنے والوں کی اصلاح کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: قوم لوط کا ذکر قرآن پاک میں متعدد جگہ پر آیا ہے۔ بتائیے یہ قوم کس علاقے میں رہتی تھی؟

جواب: قوم لوط اس علاقے میں رہتی تھی جسے آج کل مشرق اردن کہا جاتا ہے۔ یہ عراق اور فلسطین کے درمیان واقع ہے۔ اس علاقے کا صدر مقام سدون اور اردن اور بیت المقدس کے درمیان واقع تھا اور یہ پانچ بڑے شہروں کا مرکزی مقام تھا۔ یہ شہر سدوم، عمورہ، ادوم، صوبہیم، بابل یا صوغرتے۔ اردن میں جہاں اب بحریت یا بحر لوط واقع ہے، اس جگہ پر سدوم اور عمورہ (عامورہ) کی بستیاں تھیں۔ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ مقام شروع سے سمندر نہ تھا بلکہ قوم لوط پر عذاب آیا اور اس سرزمین کا تختہ الٹ دیا گیا۔ سخت زلزلے اور بھونچال آئے جن سے یہ زمین چار سو میٹر سمندر کے نیچے چلی گئی اور پانی ابھر آیا۔ اسی لیے اس کا نام بحریت (بہر مردار) یا بحر لوط ہے۔ قوم لوط کے شہروں کے نشانات، بحریت کے کناروں پر ملے ہیں۔ سدوم کا علاقہ بڑا سرسبز و شاداب تھا اور یہاں پھلوں کے باغات تھے۔

(قصص القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت لوط علیہ السلام ایک عرصہ تک حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ رہے۔

بتائیے آپ نے کہاں کہاں ہجرت کی؟

جواب: آپ پہلے بابل میں رہتے تھے پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ علیہما السلام کے ساتھ ہی اپنے وطن فدان آرام (بابل) سے ہجرت کی۔ پہلے شام اور پھر مصر گئے۔ حضرت لوط علیہ السلام فلسطین میں بھی رہے۔

(تہذیب الاماء والصفات، حصہ القرآن، حصہ الانبیاء، الامین کثیر۔ حصہ الانبیاء، نماز)

سوال: شاہ مصر نے حضرت لوط علیہ السلام کو کس طرح رخصت کیا؟

جواب: شاہ مصر نے حضرت سارہ علیہا السلام کے ساتھ گستاخی کی تھی۔ پھر توبہ کی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہت سارا مال و دولت موسیٰ اور غلام دے کر رخصت کیا تھا۔ اس نے حضرت لوط علیہ السلام کو الگ سے نال موسیٰ اور غلام دیئے۔

(تذکرۃ الانبیاء، حصہ القرآن، حصہ الانبیاء)

سوال: اللہ نے قوم لوط کی اصلاح کے لیے پہلے بھی کئی نبی بھیجے بتائیے حضرت لوط سدوم کیسے پہنچے؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام مصر سے واپس شام آ گئے تو کچھ عرصہ بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں تبلیغ اسلام کے لیے ارون روانہ کیا۔ اس وقت آپ نبوت سے سرفراز ہو چکے تھے۔ چنانچہ وہ اپنے مال و متاع سمیت سدوم چلے گئے۔

سوال: اہل سدوم کے ساتھ حضرت لوط علیہ السلام کا کوئی تعلق یا رشتہ داری نہیں تھی۔ بتائیے سدوم کے معنی کیا ہیں؟

جواب: سدوم، سدوم سے مشتق ہے۔ اور اس کے معنی ہیں غم کے ساتھ ندامت اور سدوم قوم لوط کے شہروں میں سے ایک شہر ہے۔ اور یہ شہر ظلم و ستم، لوٹ مار، غلط فیصلوں، بدسلوکی بے انصافی اور غلط کاریوں کی وجہ سے مشہور تھا۔

(معجم البدایہ والنہایہ)

سوال: قرآن حکیم نے قوم لوط کے تین بڑے گناہوں کا ذکر کیا ہے۔ مفسرین و مؤرخین نے کن باتوں کا تذکرہ کیا ہے؟

جواب: لوط مار اور دھوکہ فریب سے کام لیتے۔ مسافروں کا مال ضبط کر لیتے۔ مہمانوں کے ساتھ ظلم اور بدتمیزی کرتے اور بے حیائی کا سلوک کرتے۔ اپنی بیویوں کے ساتھ فطری تعلق کو پسند نہ کرتے اور فوجوانوں کے ساتھ بدسلوکی کرتے اور نفسانی خواہشات پوری کرتے۔ اور پھر اس پر شرمندہ ہونے کی بجائے مجلسوں میں اپنے کاموں کا ذکر کر کے خوش ہوتے۔ سدوم کے باشندے لوگوں میں فاجر۔ فاسق اور بدترین کافر تھے۔ حضرت حذیفہؓ سے ایک قول یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ جس طرح اس قوم کے مرد، مردوں سے نفسانی خواہشات پوری کرتے تھے۔ اسی طرح اس قوم کی عورتوں میں بھی ایسا فعل (مساہت) پایا جاتا تھا۔

(درمشور۔ تاریخ الانبیاء۔ ہرت انبیاء کرام۔ تفسیر روح المعانی)

سوال: قوم لوط کے لوگ تاجروں کا مال کس طرح لوٹتے تھے؟

جواب: سدوم کے لوگ باہر سے آنے والے ہر سوداگر کا مال عجیب انداز سے لوٹتے تھے۔ جب کوئی سوداگر اپنا مال لے کر شہر میں آتا تو یہ لوگ گروہ کی صورت میں نکلتے اور مال کو دیکھنے کے بہانے ہر شخص تھوڑی تھوڑی چیزیں اٹھاتا اور لے کر چل دیتا۔ بے چارہ تاجر کچھ نہ کر سکتا۔ اگر وہ کچھ شکایت کرتا تو لوٹنے والوں میں سے ایک آتا اور ٹوٹی پھوٹی شکل میں اس کا لوٹا ہوا مال دکھلا کر کہتا میں تو یہ لے گیا تھا، تم لے لو۔ اسی طرح یکے بعد دیگرے ٹوٹا ہوا مال دکھاتے۔ نیا مال گھر پر رکھ لیتے۔

(تاریخ الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ لابن کثیر)

سوال: قوم لوط نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پیغام لے جانے والے کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

جواب: اگرچہ یہ واقعہ اسرائیلی روایات میں سے ہے جسے بعض مفسرین نے نقل کیا ہے تاہم اس سے قوم لوط کی اخلاقی پستی کا پتہ چلتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ

السلام اور حضرت سارہ علیہا السلام نے حضرت لوط علیہ السلام کی خیریت معلوم کرنے کے لیے ایک عزیز یا غلام لیوز (لغائر) دمشق کو سدوم بھیجا۔ جب وہ بستی کے قریب پہنچا تو ایک سدوی نے اسے انجی سمجھ کر زور سے پتھر مارا جس سے اس کے سر سے خون بہنے لگا۔ سدوی شرمندہ ہونے کی بجائے اس سے لڑنے لگا کہ میرے پتھر کی وجہ سے تمہارا سر سرخ ہوا ہے مجھے اس کا معاوضہ دو۔ وہ اس انجی کو کھینچتا ہوا عدالت میں لے گیا۔ سدوم کے حاکم نے مدی کا بیان سن کر فیصلہ سدوی کے حق میں دیا کہ لیوز اسے واقعی معاوضہ ادا کرے۔ یہ انوکھا فیصلہ سن کر لیوز مشتعل ہو گیا اور ایک پتھر حاکم کے سر پر مار کر کہنے لگا میرے مارنے کا معاوضہ سدوی کو تم ادا کر دینا۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ ہیزت انبیاء کرانہ۔ قصص القرآن)

سوال: ”بے شک یہ پاک لوگ ہیں۔“ یہ جملہ کن لوگوں نے کس کے بارے میں کہا تھا؟
جواب: حضرت لوط علیہ السلام کے متعلق یہ فقرہ اہل سدوم کا طنز یہ نعرہ تھا۔ اور اس طرح وہ ان کا مذاق اڑاتے تھے۔ ایک مرتبہ اہل سدوم کی مجلس میں آپ نے انہیں خطاب کیا اور فرمایا کہ تم کو اتنا بھی احساس نہیں رہا کہ یہ سمجھ سکو کہ مردوں کے ساتھ بے حیائی کا تعلق، لوٹ مار اور اس طرح کے دوسرے اعمال بد کس قدر خرابی کا باعث ہیں۔ اور تم یہ سب کچھ بڑی محفلوں اور مجلسوں میں کرتے ہو۔ اور شرمندہ ہونے کی بجائے فخر سے ان برائیوں کا ذکر کرتے ہو۔ قوم نے نصیحت سنتے ہی غصے سے جواب دیا کہ تو اگر سچا ہے تو وہ عذاب لے آ جس سے تو ہمیں ڈراتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے طنز یہ جملہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ پاک لوگ ہیں۔

(القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ بخاری)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام اس وقت حضرت لوط علیہ السلام سے بارہ پندرہ میل (یا اس سے بھی دور) کی مسافت پر تھے جب فرشتے مہمانوں کی صورت میں ان کے پاس آئے اور اہل سدوم کو ہلاک کرنے کا ذکر کیا۔ عذاب کے فرشتے حضرت لوط علیہ السلام کے پاس کس وقت پہنچے اور حضرت لوط سے کہاں ملاقات ہوئی؟

جواب: یہ فرشتے مغرب کے وقت بہت ہی حسین اور خوبصورت لڑکوں کی شکل میں حضرت لوط علیہ السلام کے پاس بطور مہمان آئے۔ حضرت لوط علیہ السلام ان کو دیکھ کر غمگین اور تنگ دل ہوئے اور کہا کہ آج کا دن بڑا بھاری ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کو ان کے فرشتے ہونے کا علم نہیں تھا۔ وہ پریشان ہوئے کہ اگر انہوں نے ان کو مہمان نہ رکھا تو وہ علاقے میں کسی اور کے مہمان بنیں گے اور بدکاروں کے ہاتھ لگیں گے۔ اور اپنے پاس ٹھہراؤں تو یہ لوگ پھر بھی چڑھ دوڑیں گے۔ ان مہمانوں کا کس طرح بچاؤ کروں کیونکہ بستی والے پہلے ہی کہہ چکے تھے کہ جہاں والوں کو (یعنی باہر کے لوگوں کو) اپنے گھر مہمان نہ ٹھہرانا ہم خود بندوبست کریں گے، حضرت ابن عباسؓ، حضرت قتادہؓ، مجاہدؓ اور ابن اسحاقؓ نے اپنی تفاسیر و توارخ میں حضرت لوط علیہ السلام کی پریشانی کا اسی انداز میں ذکر کیا ہے۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ فرشتے جب حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آئے تو اس وقت وہ بستی سے باہر اپنے کھیتوں میں کاشتکاری میں مصروف تھے۔ حضرت لوط علیہ السلام کو ان سے بے حد حیا محسوس ہو رہی تھی اور وہ ان کے آگے آگے گھر کی طرف چل پڑے۔ اور بار بار اشارۃً ایسی باتیں کہہ رہے تھے جس سے وہ نوجوان سمجھ کر واپس لوٹ جائیں اور کسی اور بستی میں چلے جائیں۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ خدا کی قسم میں روئے زمین پر اس بستی والوں سے زیادہ خبیث لوگ نہیں دیکھتا۔ حتیٰ کہ آپ نے یہ بات چار مرتبہ دہرائی۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ بستی والوں پر اس وقت تک عذاب نازل نہ کرنا جب تک خود ان کا پیغمبر ان کی برائی بیان نہ کرے اور ان کے خلاف اس بیہودہ حرکت کی گواہی نہ دے۔

(نقص الانبیاء - لابن کثیر - تفسیر ابن کثیر - نقص القرآن)

سوال: مفسر قرآن حضرت سدیؒ نے فرشتوں کی حضرت لوط علیہ السلام سے ملاقات کا ذکر کس انداز میں کیا ہے؟

جواب: حضرت سدیؒ فرماتے ہیں کہ فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے چل کر حضرت

لوط علیہ السلام کی بستی میں پہنچے تو دو پہر کا وقت تھا۔ جب سدوم شہر میں پہنچے تو حضرت لوط علیہ السلام کی صاحبزادی سے ملاقات ہو گئی۔ وہ اپنے اہل خانہ کے لیے پانی بھرنے آئی تھی۔ حضرت لوط علیہ السلام کی دو صاحبزادیاں تھیں بڑی کا نام ریتا اور چھوٹی کا نام زغرنا تھا۔ فرشتوں نے (جو نوجوانوں کی صورت میں تھے) لڑکی سے پوچھا ہم یہاں کہیں ٹھہر سکتے ہیں۔ لڑکی نے جواب دیا آپ یہیں رکھیں میں واپس آ کر بتاتی ہوں۔ دراصل لڑکی کو ڈر ہوا کہ اگر یہ قوم کے ہاتھ لگ گئے تو ان بے چاروں کی بڑی بے عزتی ہوگی۔ وہ اپنے والد ماجد حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آئیں اور انہیں خبر دی کہ شہر سے باہر چند نو عمر لڑکے ہیں۔ قوم کے لوگوں میں ان سے بڑھ کر کوئی حسین نہیں۔ وہ آپ کے پاس آنا چاہتے ہیں۔ تو کہیں ان کو قوم نہ پکڑ لے اور پھر ان کو رسوا و ذلیل کرے۔ جبکہ حضرت لوط علیہ السلام کو لوگوں نے مہمان ٹھہرانے سے منع بھی کیا تھا۔ حضرت لوط علیہ السلام نے ان کی عزت اور حرمت کی وجہ سے بڑی بے چارگی سے ہاں کر دی۔ اور ان کو چھپ چھپا کے گھر لے آئے۔ کسی کو پتہ نہ چلنے دیا بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ عصر کے بعد کا وقت تھا جب فرشتے حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آئے۔

(ازواج الانبیاء: قصص الانبیاء: لائبن کثیر۔ تفسیر ابن کثیر: قصص القرآن)

سوال: بتائیے کون سے فرشتے نوجوان حسین لڑکوں کی صورت میں حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آئے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرب فرشتوں کو حضرت لوط علیہ السلام کے پاس بھیجا۔ بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کے وہ مہمان حضرت جبریل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام اور حضرت اسرافیل علیہ السلام تھے۔ (تفسیر ابن عباس۔ سیرت انبیاء کرام۔ قصص الانبیاء: لائبن کثیر)

سوال: قرآن نے بتایا ہے کہ قوم لوط کو نوجوانوں کی اطلاع ملی تو وہ لوگ دوڑے آئے۔ حضرت لوط علیہ السلام انہیں چھپ چھپا کر گھر لائے تھے۔ پھر قوم کو کیسے خبر ہو گئی؟

جواب: حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی خفیہ طور پر کافروں ملی ہوئی تھی۔ اس نے آکر قوم کو خبر دی اور راز فاش کر دیا۔ اور کہنے لگی لوط کے گھر میں ایسے لڑکے آئے ہیں کہ ان سے خوبصورت میں نے کہیں نہیں دیکھے۔ قوم کے لوگ مستی و مدھوشی میں دوڑے آئے۔ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ لوط علیہ السلام کی بیوی اپنی قوم کے لیے فحش کاری کی راہ ہموار کرتی تھی۔ جیسے ہی اسے پتہ چلا کہ دروازے پر کوئی آیا ہے تو وہ فوراً دوڑی دوڑی اپنی قوم کے لوگوں کے پاس جا کر انہیں آنے والوں کی اطلاع دیتی تھی اور پھر وہ لوگ فوراً آکر مطالبہ کرنے لگتے تھے کہ ان مہمانوں کو ہمارے حوالے کر دو۔ اس وقت بھی یہی صورتحال ہوئی۔ (قصص الانبیاء۔ از دواع الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت لوط علیہ السلام نے کتنا عرصہ اپنی قوم کو تبلیغ کی؟

جواب: آپ نے بائیس تیس سال اپنی قوم کو سمجھانے اور اس کی اصلاح کرنے میں گزار دیئے۔ لیکن ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔ (تفسیر السودی۔ از دواع الانبیاء)

سوال: حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی جس کا نام والہہ (یا والہہ) بتایا گیا ہے۔ کس طرح مہمانوں کی خبر شہر پسندوں کو کرتی تھی؟

جواب: وہ اپنے شوہر (حضرت لوط علیہ السلام) کے خلاف اپنی قوم کی مددگار تھی۔ وہ کسی نہ کسی طریقے سے گھر آنے والے مہمانوں کی بخبری کر دیتی۔ اگر کوئی مہمان رات کے وقت ان کے ہاں آتا تھا اور اسے جا کر بتانے کا موقع نہ ملتا تھا تو وہ آگ کا الاؤ جلا کر انہیں خبر کر دیا کرتی تھی۔ اگر کوئی مہمان دن میں آتا تھا اور اسے گھر سے نکلنے کا موقع نہ ملتا تھا تو وہ بڑی چالاکی سے آگ جلا کر بجھا دیتی تھی تاکہ اس میں سے دھواں اٹھے اور وہ لوگ دھواں اٹھتا دیکھ کر سمجھ جائیں کہ کوئی نیا مہمان آیا ہے۔ اور پھر وہ ایک گروہ کی شکل میں حضرت لوط علیہ السلام کے گھر آ جاتے۔

(قصص الانبیاء۔ از دواع الانبیاء)

سوال: حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کافر اور بددیانت تھی۔ وہ حضرت لوط علیہ السلام کی کس انداز میں مخالفت کرتی؟

جواب: وہ اپنے شوہر کی چغلی کھاتی۔ اور اپنی قوم کے ظالم و جابر لوگوں کو اکساتی کہ وہ اس کے شوہر کو جھٹلائیں۔ ان کی دینی دعوت میں رکاوٹ پیدا کریں۔ وہ اپنے شوہر کے راز بھی افشا کرتی تھی۔ اپنے دل میں کفر چھپا کر رکھتی اور ظاہراً مومن تھی۔ اس کو سورۃ التحريم آیت ۱۰ میں قرآن نے خیانت سے تعبیر کیا ہے۔

(سمانی القرآن۔ القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ اذواج الانبیاء)

سوال: حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا تھا ”کاش مجھے کسی طاقتور کی حمایت حاصل ہوتی“ مفسرین نے اس کی کس انداز سے وضاحت کی ہے؟

جواب: اکثر و بیشتر مفسرین کے مطابق اس وقت حضرت لوط علیہ السلام نے جو الفاظ فرمائے ان سے مراد صرف اللہ تعالیٰ کی مدد تھی اسی لیے یہ فقرہ سننے کے بعد فرشتوں نے بتایا کہ اے لوط علیہ السلام ہم تیرے پروردگار کے بھیجے ہوئے ہیں، یہ تم کو ہرگز نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ اس سے مراد لوط علیہ السلام کا یہ کہنا تھا کہ کاش اس وقت میرے ساتھ بہت سے حمایتی ہوتے۔ یا میرا قبیلہ ہوتا (چونکہ حضرت لوط علیہ السلام باہر سے آئے تھے) جو ان لوگوں کا مقابلہ کرتا۔ یہ بھی مراد لیا گیا کہ کاش ان نوجوانوں کی تعداد زیادہ ہوتی۔

(تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ ارض الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: قوم لوط کے شرپسندوں نے نوجوانوں کے بارے میں اطلاع ملنے پر کس رو عمل کا اظہار کیا؟

جواب: جیسا کہ قرآن میں بھی بتایا گیا ہے کہ قوم کے افراد حضرت لوط علیہ السلام کے مکان کی طرف چڑھ دوڑے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ ان نوجوانوں کو ان کے حوالے کر دیا جائے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے انہیں سمجھایا مگر وہ کسی طور بھی ماننے کو تیار نہیں تھے۔ (تفسیر ابن عباس۔ انبیاء کرام۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کے افراد کو سمجھانے کے لیے بیٹیوں کے

بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: بیشتر مفسرین و مؤرخین نے کہا ہے کہ اس وقت حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا یہ میری بیٹیاں حاضر ہیں۔ تم شرعی طریقے سے ان سے نکاح کر کے اپنی خواہش پوری کر سکتے ہو۔ زیادہ تر مفسرین کا کہنا ہے کہ چونکہ قوم کی بیٹیاں بھی نبی کی بیٹیاں ہوتی ہیں اس لیے اس وقت حضرت لوط علیہ السلام نے قوم کی بیٹیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ میری یہ بیٹیاں موجود ہیں۔ تم غلط کام کیوں کرتے ہو۔ اور یہی آپ کے شایان شان تھا کہ قوم کے لوگوں کو ایسا ہی جواب دیتے۔ بعض مفسرین نے یہ کہا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کی مراد یہ تھی کہ ان کی دو بیٹیاں قوم کے دوسروں کے نکاح میں دی جاسکتی ہیں تاکہ وہ اپنے لوگوں کو قابو کر سکیں۔ تاہم یہ بات حقیقت کے قریب نہیں ہے اور اہل کتاب کی روایات میں ہے۔ تاہم لوگوں نے کہا کہ ہمیں ان بیٹیوں سے کوئی غرض نہیں ہے۔ آپ کو پتہ ہے ہم کیوں آئے ہیں۔

(تفسیر ابن عباسؓ - تفسیر قرطبی - قصص القرآن - تذکرۃ الانبیاء - سیرت انبیاء کرام)

سوال: کفار نے جب حضرت لوط علیہ السلام کے گھر کا گھیراؤ کر رکھا تھا تو آپ نے کس سے اپنی بے بسی کا اظہار کیا؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب قوم لوط حضرت لوط علیہ السلام کے گھر پر چڑھ آئی تھی تو حضرت لوط علیہ السلام نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا تھا۔ اور یہ گفتگو اس شریر قوم سے اس طرح ہو رہی تھی کہ فرشتے مکان کے اندر تھے۔ ان لوگوں نے مکان کی دیوار پھاٹ کر اندر آنے کی کوشش کی تو اس وقت حضرت لوط علیہ السلام کی زبان پر بے ساختہ یہ الفاظ آ گئے ”اے کاش آج مجھے کسی مضبوط جماعت کی حمایت حاصل ہوتی۔“ (تفسیر ابن عباسؓ - سیرت انبیاء کرام - قصص الانبیاء)

سوال: قوم لوط کے شرپند باز نہ آئے اور حضرت لوط علیہ السلام نے بھی بے بسی کا اظہار فرمایا تو قوم پر سب سے پہلا عذاب کون سا آیا؟

جواب: قرآن میں ہے کہ ہم نے لوگوں کو اندھے کر دیا۔ مفسرین کہتے ہیں کہ فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام سے اپنی حقیقت بیان کر دی اور کہا کہ دروازہ کھول دیں۔ اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام نے اپنے بازو (پر) کا معمولی سا اشارہ کیا تو گھر کے باہر کھڑے تمام شریر لوگ اندھے ہو گئے۔ اور کہنے لگے کہ یہاں سے بھاگو۔ لوط علیہ السلام کے مہمان تو بڑے جادوگر معلوم ہوتے ہیں۔ اس طرح انہوں نے اپنے گھروں میں جا کر پناہ لی۔ بعض روایات میں ہے کہ کفار نے حضرت لوط علیہ السلام کو پتھر مار کر زخمی کر دیا تھا اور دروازہ توڑ کر فرشتوں تک پہنچ گئے تھے تو ان کو خدا نے اندھا کر دیا۔ پھر انہوں نے توبہ کی تو نظر آنے لگا۔ پھر انہوں نے برا ارادہ کیا تو ان کے بدن خشک ہو گئے۔ پھر انہوں نے توبہ کی اور حضرت لوط علیہ السلام کی دعا سے پھر ٹھیک ہو گئے اور بھاگ کر اپنے گھروں میں چلے گئے۔

(تذکرۃ الانبیاء - قصص القرآن - قصص الانبیاء)

سوال: فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام کو اپنا راز بتا دیا تھا اور راتوں رات اپنے ساتھیوں (اہل خانہ) کو لے کر بستی سے نکل جانے کے لیے کہہ دیا تھا۔ بتائیے کس طرح قوم لوط علیہ السلام بڑے عذاب میں مبتلا ہوئی؟

جواب: پوری بستی (سردوم کے علاقے کی تمام بستیاں) کے لوگ خواب غفلت میں سوئے ہوئے تھے۔ کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام صبح کے وقت شہر کے نیچے سے اپنا پر لگا کر شہر کو اٹھا کر آسمان کی طرف لے گئے۔ پھر شہر کو الٹا دیا اور واپس ٹپخ دیا۔ ایک ہیبت ناک چیخ نے بھی سردوم کی بستی کو تہہ و بالا کر دیا۔ اس بستی پر پتھروں کی بارش کر دی گئی۔ مفسرین کا کہنا ہے کہ بستی کو آسمان کی طرف اتارا اور اٹھایا گیا کہ آسمان والوں نے بستی کے مرغوں کی آوازیں سنیں اور ان کے کتوں کا بھونکنا سنا۔ اللہ نے اس جگہ کو ایک انتہائی بدبودار سمندر بنا دیا۔

(القرآن - قصص القرآن - قصص الانبیاء - لابن کثیر - ارض الانبیاء)

سوال: بتائیے قوم لوط کی بستی کتنے شہروں پر مشتمل تھی اور اس میں کتنے افراد تھے؟

جواب: ایک روایت ہے کہ تین ہستیائیں تھیں۔ ایک اور روایت ہے کہ یہ ہستی پانچ بڑے شہروں پر مشتمل تھی یا اس علاقے کو پانچ بڑی ہستیوں پر مشتمل بنایا گیا۔ بعض کا کہنا ہے کہ یہ ہستی چار پانچ شہروں کا مجموعہ تھی اور آبادی ۴ لاکھ تھی بعض مفسرین نے کہا ہے کہ یہ ہستی نہایت بڑے شہروں پر مشتمل تھی۔ اور ان میں ایک قول کے مطابق یہ چار تین انسان تھے۔ دوسرے قول کے مطابق چار ہزار تھے اور حیوانات وغیرہ بھی شامل تھے۔ اور جبرئیل علیہ السلام نے ان تمام چیزوں سمیت ہستی کو اپنے پر کے ایک کونے پر لے کر اُڑا کر (بعض القرآن) قبر مہدی (ع) لایا۔ لایا کثیر قبرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی تجو کہ کافر تھی وہ کیسے ہلاک ہوئی؟

جواب: آپ کی بیوی کے بارے میں بعض مغربین کا کہنا ہے کہ وہ قوم لوط میں رہ گئی تھی اور ان کے ساتھ ہی ہلاک ہو گئی۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ حضرت لوط علیہ السلام کے ساتھ نکل پڑی تھیں۔ لیکن جب چنگھاڑی اور شہر کے گرنے کی آواز سنی تو اپنی قوم کی طرف پیچھے مڑ کر دیکھا اور پکاری رہی تھی تو اس پر بھی پتھر لگا اور ان کا دماغ بے باطن نکال دیا گیا۔ اس طرح وہ ہلاک ہوئی۔

سوال: فرشتوں نے حضرت نوح علیہ السلام کو کبھی چھوڑ کر چلے جانے کا کہا تو آپ کہاں تشریف لے گئے؟

جواب: حضرت لوط علیہ السلام اور آپ کے ساتھی سدوم کی ہستی چھوڑ کر ایک اور ہستی صنوعریا صغریٰ میں چلے گئے۔ آپ کے ساتھ آپ کی دونوں بیٹیاں تھیں۔ بیوی ہستی والوں کے ساتھ ہلاک ہو چکی تھی۔ یہ بھی بتایا گیا کہ فرشتوں کے اشارے پر حضرت لوط علیہ السلام اپنے خاندان کو لے کر رات کے شروع میں ہی سدوم سے ہجرت کر گئے۔ آپ کی بیوی تھوڑی سی دور ساتھ چل کر واپس سدوم آگئی۔ شیخ عبدالغنی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ یاقین وہ ہستی تھی جہاں پر لوط علیہ السلام صغریٰ (زفر) سے آئے تھے بعد ازاں وہ تھے اور رہائش گاہ تھی۔ آپ اس کا نام یاقین

اس لیے نوا کہ جب لوط علیہ السلام اپنے گھر والوں کو ساتھ لے کر چلے اور یہاں پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ عذاب ان کی قوم پر نازل ہو گیا ہے تو بے اختیار وہ اس مقام پر سجدے میں گر گئے تھے اور فرمایا تھا: ”مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا اور برحق ہے۔“ (قصص القرآن: قصص الانبیاء: اذوال الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت لوط علیہ السلام نے کہاں وفات پائی؟
جواب: روایت ہے کہ پھر حضرت لوط علیہ السلام آپے بچا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے شہر الخلیل میں ان کے پاس آ گئے۔ یہاں بہت لمبے عرصے تک رہے جو ان کی یہاں رہائش کا ثبوت دیتے ہیں آثار سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام نے اسی شہر الخلیل میں وفات پائی۔ شیخ نابلسی جعفی کی تاریخ سے نقل کرتے ہیں کہ لوط علیہ السلام کی قبر کفر المریک نامی ایک گاؤں میں ہے جو مسجد الخلیل کے تقریباً پانچ میل کی دوری پر واقع ہے۔ اور سیوطی ذکر کرتے ہیں کہ لوط علیہ السلام کی قبر کی زیارت کرنا بہ قدیم سے ہوتی چلی آ رہی ہے۔ اور شیخ نابلسی نے یہاں لوط علیہ السلام اور ان کی بیٹیوں کی قبروں کا بھی ذکر کیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ضمور کو چھوڑ کر قریب کی پہاڑی پر آباد ہو گئے اور وہیں انتقال فرمایا۔ (ازوال الانبیاء: اذوال الانبیاء)

سوال: قوم لوط کی بستی سدوم کی تباہی کا زمانہ کیا تھا؟
جواب: ماہرین فن کے تخمینے کے مطابق یہ بستیاں ۲۰۸۱ ق م میں تباہ ہوئیں۔ گذشتہ چالیس پینتالیس سال کی تحقیق سے بحریت کے ساحل پر قوم لوط کی بستیاں کے بعض تباہ شدہ آثار معلوم ہوئے ہیں جو قرآن کی حقیقت کا ثبوت ہیں۔ (ذکر الانبیاء: قصص الانبیاء: عن حضرت علیہ السلام)

سوال: قوم لوط پر آنے والے عذاب کے بارے میں مفسرین کی کیا رائے ہے؟
جواب: علماء و مفسرین کا کہنا ہے کہ عذاب صبح ہوتے ہی شروع ہوا اور اشراق تک سب معاملہ ختم ہو گیا۔ حتیٰ کہ اس قوم کا کوئی فرد اگر بستی سے باہر تھا یا چلا گیا تھا تو اس کو

﴿سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام﴾

حضرت اسماعیل علیہ السلام اور قرآن:

سوال: قرآن مجید کی کس آیت میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کو وعدے کے سچے اور نبی بتایا گیا ہے؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۵۴ میں ہے: **وَإِذْ نَادَيْنَا إِبْرَاهِيمَ طَائِفًا لَّهُمْ كَانَتْ صَادِقًا وَوَعَدًا لِّمُسْلِمِينَ** (اور (ابے نبی علیہ السلام) اس کتاب میں اسماعیل کو یاد کیجئے۔ بے شک وہ وعدے کے سچے اور رسول (اور) نبی تھے۔)

(القرآن۔ تفسیر عرabi۔ تفسیر نداء القرآن۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: بتائیے قرآن مجید نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے کن اوصاف کا خصوصی طور پر ذکر کیا ہے؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۵۵ میں ہے: **وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا** (اور وہ (اسماعیل علیہ السلام) اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا سکھ کرتے رہتے تھے اور وہ اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھے۔) سورۃ الانبیاء پارہ ۱۷ آیت ۸۵-۸۶ میں ہے: **وَإِسْمَاعِيلَ وَإِدْرِيسَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِنَ الصَّابِرِينَ** (اور اسماعیل اور ادريس اور ذوالکفل کو یاد کیجئے۔ یہ سب ثابت قدم رہنے والوں (صابروں) میں سے تھے۔) پھر فرمایا گیا: **وَأَدْخَلْنَاهُمْ فِي رَحْمَتِنَا طَائِفًا مِّنَ الصَّالِحِينَ** (اور ہم نے انہیں اپنی رحمت میں داخل کر لیا تھا۔ بے شک وہ نیک بختوں میں سے تھے) (عبادت گزاشتے)۔ پارہ ۲۳ سورۃ ص آیت ۸۸ میں ہے: **وَإِذْ نَادَيْنَا إِبْرَاهِيمَ وَذَا الْكِفْلِ طَائِفًا مِّنَ الْأَخْيَارِ** (اور اسماعیل اور ابراہیم کو یاد کیجئے اور یہ سب اچھے

(نیک) لوگوں میں سے تھے۔ پارہ ۳ سورۃ الصفۃ آیت ۱۰۱ میں آپ کو عظیم المراج فرزند بتایا گیا ہے۔ (القرآن تفسیر عزیزی۔ تفسیر فیاض القرآن۔ تفسیر فتح القدیر) سوال: خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ بھی دعائے ظلیل اور نوید مسجما ہیں۔ بتائیے اور کون سے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہیں؟

جواب: حضرت اسماعیل علیہ السلام۔ پارہ ۲۳ سورۃ صفۃ آیت ۱۰۰ میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اولاد کے لئے دعا فرمائی: اے رب! مجھے نیک و صالح لڑکا عطا فرما۔ اس دعا کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے انہیں فرزند دیا۔ آیت ۱۰۱ میں ہے: ”بردار لڑکے کی بشارت دی۔“ اور حضرت ہاجرہ علیہ السلام کے بطن سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ (القرآن۔ سیرت الانبیاء۔ حصہ الانبیاء) سوال: حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذکر قرآن پاک کی کتنی سورتوں میں آیا ہے؟ نام بتا

جواب: حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذکر قرآن مجید کی متعدد سورتوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ بھی آیا ہے۔ لیکن نو سورتوں میں الگ الگ جگہ بھی آپ کا ذکر ہے۔ ان میں بارہ ایک سورۃ البقرہ۔ پارہ ۳ سورۃ آل عمران۔ پارہ ۶ سورۃ النساء پارہ ۷ سورۃ الانعام۔ پارہ ۱۲ سورۃ ابراہیم۔ پارہ ۱۶ سورۃ مریم۔ پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء۔ پارہ ۲۳ سورۃ الصفۃ۔ پارہ ۲۳ سورۃ ص شامل ہیں۔ (القرآن۔ حارف القرآن۔ حصہ الانبیاء۔ سیرت الانبیاء کرام) سوال: بتائیے قرآن پاک کی کتنی آیات میں کتنی مرتبہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا نام آیا ہے؟

جواب: قرآن مجید میں بارہ مقامات پر حضرت اسماعیل علیہ السلام کا نام آیا ہے اور باقی جگہ پر مختلف حوالوں سے ذکر کیا گیا ہے۔ سورۃ بقرہ میں ۵ مرتبہ آیات ۱۲۵، ۱۲۷، ۱۳۳، ۱۳۶، ۱۳۸ میں۔ سورۃ آل عمران آیت ۸۲۔ سورۃ النساء آیت ۱۳۔ سورۃ الانعام آیت ۸۶۔ سورۃ ابراہیم آیت ۳۹۔ سورۃ مریم آیت ۵۳۔ سورۃ الانبیاء آیت ۸۵،

جواب: حضرت اسماعیل علیہ السلام آپ کے بڑے بیٹے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں حکم دیا گیا کہ اپنی سب سے قیمتی چیز قربان کر دے۔ اس طرح انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں اور وہ یہ خواب مسلسل تین دن تک دیکھتے رہے۔ (القرآن۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام خواب دیکھنے کے بعد شام سے چل کر مکہ معظمہ آئے اور اسماعیل علیہ السلام کو بنا سنوار کر جنگل میں لے گئے۔ انہوں نے بیٹے سے کیا کہا؟

جواب: قرآن پاک کی سورۃ الصافات آیت ۱۰۲ میں ہے کہ انہوں نے بیٹے کا امتحان لینے کے لئے اس سے کہا: یٰبُنَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ فَاَنْظُرْ مَا ذَآکَرٰی۔ ”اے بیٹے! میں خواب میں دیکھ رہا ہوں کہ تجھے ذبح کرتا ہوں۔ تو تو بھی سوچ سمجھ کر بتا تیری کیا رائے ہے۔“

(القرآن۔ قصص القرآن۔ تفسیر مٹائی۔ تفسیر مظہری)

سوال: بتائیے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کیا جواب دیا؟

جواب: آپ نے فوراً جواب دیا: یٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ۝ اے ابا جان! آپ کو خدا کی طرف سے جو حکم دیا جا رہا ہے اسے کر گزریں۔ اگر اللہ نے چاہا تو آپ مجھ کو صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ تفسیر مٹائی۔ تفسیر مظہری۔ قصص الانبیاء)

سوال: قربانی کے وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر کتنی تھی؟

جواب: قرآن پاک میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر کا ذکر نہیں کیا گیا۔ سورۃ الصافات آیت ۱۰۲ میں صرف اتنا بتایا گیا ہے: فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعٰی۔ ”پھر جب وہ (اسماعیل علیہ السلام) ایسی عمر کو پہنچ گیا کہ اس (ابراہیم علیہ السلام) کے ساتھ دوڑنے یعنی چلنے پھرنے اور ہاتھ بٹانے لگا۔“

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ حیرت انبیاء کرام)

سوال: جب دونوں نے اللہ کے حکم کے آگے سر جھکا دیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹایا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کیا کہا گیا؟

جواب: وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كُنَّا لَنَكْتُبُ لَكَ نَبْئِي الْمُبَشِّرِينَ ۝ ”اور ہم نے ان کو پکار کر کہا، اے ابراہیم تو نے خواب کو سچ کر دکھایا۔ ہم نیکو کاروں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔“ پھر فرمایا: إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ۝ ”بے شک یہ کھلی آزمائش تھی۔“

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن۔ تفسیر قرطبی)

سوال: حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کو اللہ تعالیٰ نے کس طرح یادگار بنا دیا؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ الصافات آیت ۱۱۰ میں ہے: وَقَدْ يُنَادُّهُ بِذَبْحٍ عَظِيمٍ ۝ وَتَوَكَّنَا عَلَيْهِ فِي الْأَخْيَرَيْنِ سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ۝ ”اور ہم نے ایک بڑی قربانی کو اس کا فدیہ بنایا اور اس رسم کو پچھلے (آنے والے) لوگوں میں باقی رکھا۔ سلام ہو ابراہیم علیہ السلام پر۔“

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن۔ تفسیر قرطبی)

سوال: سورۃ البقرہ آیت ۱۲۷ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے کیا حکم بتایا گیا ہے؟

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اور ہم نے ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی طرف حکم بھیجا کہ میرے اسی گھر کو خوب پاک رکھا کرو بیرونی اور مقامی لوگوں کی عبادت کے لئے۔ اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے واسطے۔“

(القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: بتائیے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا واقعہ قرآن پاک کی کس سورۃ میں ہے؟

جواب: تیسویں پارے کی سورۃ الصافات کی آیات ۱۰۲ تا ۱۱۰ میں قربانی کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔

(القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: سورۃ بقرہ آیت ۱۲۳ میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذکر کس حوالے سے ہے؟

جواب: حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی وفات کے وقت بیٹوں سے پوچھا کہ میرے مرنے کے بعد تم کس کی پرستش کرو گے تو انہوں نے جواب دیا: قَالُوا نَعْبُدُ إِلَهَكَ وَاللَّهُ أَبَانِكَ إِسْرَاهِيْمَ وَإِسْمَاعِيْلَ وَإِسْحَاقَ إِلَٰهًا وَاحِدًا۔ ”انہوں نے جواب دیا کہ ہم اس کی عبادت کریں گے جس کی آپ اور آپ کے بزرگ حضرت ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق علیہم السلام عبادت کرتے آتے ہیں۔“

(القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ فتح المیہ۔ بیان القرآن)

سوال: ”(مسلمانوں) کہہ دو کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس (حکم) پر جو ہمارے پاس بھیجا گیا ہے اور اس پر بھی جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل اور حضرت اسحق اور حضرت یعقوب اور اولاد یعقوب کی طرف بھیجا گیا۔“ آیت بتا دیجئے؟۔۔۔

جواب: تَقُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَىٰ إِسْرَاهِيْمَ وَإِسْمَاعِيْلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ۔ سورۃ بقرہ آیت ۱۳۶ یہی بات پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۸۴ میں بھی کہی گئی ہے۔ (القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ فتح المیہ۔ بیان القرآن)

استدلال: سورۃ بقرہ آیت ۱۳۰ میں حضرت اسمعیل علیہ السلام کے بارے میں کیا وضاحت ہے؟

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَمْ تَقُولُوْنَ اِنَّ اِسْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هٰؤُلَآءِ اَوْ نَصْرُوْا قُلْ ؕ اَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمَ اللّٰهُ ؕ ”کیا کہتے جاتے ہو کہ ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق اور اولاد یعقوب علیہم السلام (میں) جو انبیاء گزرے ہیں یہ سب حضرات) یہود یا نصاریٰ تھے۔ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کہہ دیجئے کہ تم زیادہ واقف ہو یا اللہ تعالیٰ۔“

(القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر فتح اللہ۔ تفسیر روح المعانی)

سوال: پارہ ۶ سورۃ النساء آیت ۱۶۳ میں کن نبیوں پر وحی بھیجئے کا بیان ہے؟

جواب: چونکہ حضرت اسمعیل علیہ السلام بھی اللہ کے نبی تھے۔ اس لئے ان پر وحی بھیجئے کا ذکر بھی اس آیت میں ہے: ”ہم نے آپ کے پاس وحی بھیجی ہے جیسے نوح علیہ

السلام کے پاس بھیجی تھی۔ اور ان کے بعد اور پیغمبروں کے پاس۔ اور ہم نے ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق اور یعقوب اور اولاد یعقوب اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس

نے اور ہارون اور سلیمان علیہم السلام کے پاس بھیجی۔“

(القرآن۔ صارف القرآن۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: پارہ ۱۰ سورۃ الانعام آیت ۸۶ میں حضرت اسمعیل اور بعض دوسرے انبیاء کو تمام جہان والوں پر فضیلت دینے کا ذکر ہے۔ بتائیے سورۃ ابراہیم کی آیت ۳۹ میں

حضرت اسمعیل علیہ السلام کا نام کیوں آیا ہے؟

جواب: پارہ ۱۱ کی اس سورۃ میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کا شکر ادا کرتے

ہوئے فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ اِسْمَعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ طَیِّبَیْنِ

اِرْسٰی لِّسَمِیْعِ الدُّعَآءِ ۝ ”تمام حمد و ثنا اللہ کے لئے ہے جس نے مجھ کو بڑھاپے

میں اسمعیل اور اسحق (دو بیٹے) عطا فرمائے۔ بے شک میرا رب دعا کا بڑا سننے

والا ہے۔“ (القرآن۔ صارف القرآن۔ تفسیر القرآن۔)

سوال: تفسیر ابن کثیر

حضرت اسماعیل علیہ السلام اور احادیث نبوی ﷺ

سوال: رسول اللہ ﷺ نے چشمہ آب زم زم کے بارے میں کیا فرمایا؟

الجواب: آپ ﷺ نے فرمایا: حضرت ہاجرہ علیہا السلام اگر پانی کو روکنے کے لیے ڈول نہ

باندھیں تو زم زم ایک نہر جاری (چشمہ جاری) کی طرح بہتا۔ (مگر اب یہ ایک

کنوئیں کی طرح ہے۔) (قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک مرتبہ حضرت اسمعیل کی پیروی کے لیے دعاوی

تھی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے گوشت اور پانی میں برکت دے۔ رسول اللہ ﷺ

نے اس کی وضاحت کس طرح فرمائی تھی؟

جواب: چونکہ حضرت اسمعیل علیہ السلام شکار کے لاتے تھے اور گوشت اور پانی پر گزر بسر

ہوتی تھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس زمانے میں مکہ میں اتناج کا رواج نہیں

تھا۔ اگر وہ ہوتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اس میں بھی برکت کی دعا دیتے۔

(قصص القرآن - قصص الانبیاء)

سوال: کس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شیرخوارگی کے زمانے میں دو مرتبہ مکہ آئے؟

جواب: کتاب الانبیاء اور کتاب الروایہ میں طویل روایت ہے جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بات چیت حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پہلی اور دوسری بیوی سے بیان کی گئی ہے۔ جس کا ذکر بیشتر مفسرین و مؤرخین نے کیا ہے۔

(صحیح بخاری - تاریخ الانبیاء - قصص الانبیاء)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی فضیلت کیسے بیان فرمائی ہے؟

جواب: آپ ﷺ نے فرمایا: **إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ مِنْ وَلَدِهِ إِبْرَاهِيمَ اِسْمَاعِيلَ** ”ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کو چن لیا۔“

(صحیح مسلم - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت اسماعیل علیہ السلام بڑے ماہر تیر انداز تھے۔ اس بات کی تائید کس حدیث سے ہوتی ہے؟

جواب: حضرت سلمہ بن الاکوع سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا کچھ لوگوں پر گزر ہوا جو تیر اندازی میں مقابلہ کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے بنی اسماعیل علیہ السلام تیر لگاؤ کہ تمہارے دادا تیر انداز تھے۔“

(صحیح بخاری - تیسرہ الباری - ازواج الانبیاء)

سوال: حدیث کی کس کتاب میں حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی مکہ میں رہائش اور حضرت اسماعیل کی دونوں بیویوں کا تفصیل سے ذکر ہے؟

جواب: صحیح بخاری کتاب الانبیاء کی ایک حدیث میں طویل قصہ کی شکل میں روایت موجود ہے۔

(صحیح بخاری - البدایہ والنہایہ - تفسیر طبری)

سوال: رسول اللہ ﷺ کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل میں سے مبعوث فرمایا گیا۔

اور یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائی۔ کس حدیث سے پتہ چلتا ہے؟

جواب: خالد بن معدان روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے آپ کے کچھ صحابہ نے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ ہمیں اپنے بارے میں کچھ بتادیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نَعَمْ اَنَا ذَعُوَةُ اَبِي اِسْمٰعِيْلٍ وَبُشْرٰى عِيسٰى۔ ہاں! میں اپنے والد ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور عیسیٰ علیہ السلام کی وی ہوئی بشارت ہوں۔“

(تفسیر قرطبی۔ ازواع الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے جہم کے لوگوں کو مکہ میں رہنے کی اجازت کیوں دے دی؟

جواب: ایک تو یہ کہ انہوں نے قبول کر لیا تھا کہ چشمے پر ان کا حق نہیں ہوگا بلکہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور ان کے بچے کا ہوگا۔ دوسرے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ہاجرہ خود بھی باہمی انس و رفاقت کے لیے چاہتی تھیں کہ کوئی یہاں آکر مقیم ہو جائے۔“ (سیرت انبیاء کرام)

سوال: ”اس دن حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ہاں کوئی برتن بھی نہ تھا اگر ہوتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کے لیے اس میں (برکت کی) دعا فرماتے۔“ بتائیے یہ الفاظ کس نے فرمائے تھے؟

جواب: یہ ارشاد نبوی ہے۔ آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مکہ آمد اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بیوی سے حالات معلوم کرنے کے بعد دعا فرمانے کا واقعہ بیان فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے بعد مکہ میں گوشت اور پانی وافر مقدار میں رہتے ہیں۔

(قصص الانبیاء۔ لابن کثیر۔ قصص القرآن۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے قیامت کے دن اپنے بلند مقام کے بارے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حوالے سے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: خاتم المرسلین۔ ہر بار انبیاء ﷺ نے فرمایا: ”میں (قیامت کے روز) ایسے مقام پر

کھڑا ہوں گا جس کی طرف تمام مخلوق رشک کرے گی حتیٰ کہ ابراہیم علیہ السلام بھی۔“
(صحیح مسلم - فقہ الانبیاء - لابن کثیر)

ساتھ تقسیم نہیں کی۔“ (صحیح بخاری۔ قصص الانبیاء۔ لابن کثیر)

سوال: قیامت کے دن لوگوں کے اٹھائے جانے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنائے جانے کے بارے میں حضور اقدس ﷺ کا کیا ارشاد ہے؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگ قیامت کے دن ننگے بدن اٹھائے جائیں گے۔ بس سب سے پہلے جس کو لباس پہنایا جائے گا وہ حضرت ابراہیم ہوں گے۔“ (مسلمین۔ مسند احمد۔ قصص الانبیاء۔ لابن کثیر)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے مخلوق میں سب سے بہتر کے فرمایا ہے؟ کیا لباس پہنایا جائے گا؟

جواب: حضرت انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی بھی شخص نے عرض کیا: کیا مخلوق میں سب سے بہتر شخص کون ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا، وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔“ (مسند احمد۔ قصص الانبیاء۔ لابن کثیر)

سوال: بتائیے احادیث میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حلیہ مبارک کیا بیان ہوا ہے؟

جواب: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے پرانیا علیہ السلام کو پیش کیا گیا تو موسیٰ علیہ السلام کی مثل دی ایسے لوگوں سے جن پر رشک و حسد کیا جاتا ہو۔ (یعنی ان کے حسن و ملاست کی وجہ سے) اور میں نے عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم علیہا السلام کو دیکھا گویا میں نے اپنے صحابی عروہ بن مسعود کو دیکھا اور ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا وہ میرے صحابی دجیہ کے مشابہ تھے۔“ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم علیہا السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا۔ عیسیٰ علیہ السلام تو سرخ رنگ گنگھریالے بال اور چوڑے سینے والے تھے اور موسیٰ علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کی طرح قد آور اور بڑے جسم والے تھے۔“ پھر لوگوں نے پوچھا حضرت ابراہیم علیہ السلام؟ فرمایا: ”اپنے ساتھی کو دیکھ لو۔“ (یعنی مجھے)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ابراہیم علیہ السلام کو دیکھنا ہے تو اپنے ساتھی کو (یعنی مجھے) دیکھ لو۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام

منگھڑیا لے بالوں والے اور آدم علیہ السلام کی طرح قد آور تھے اور گویا میں دیکھ رہا ہوں وہ سرخ اونٹ جس کی مہار کھجور کی ہے، اس پر سوار ہو کر وادی میں اتر رہے ہیں۔“ (مسند احمد - صحیح بخاری - صحیح مسلم - قصص الانبیاء - لابن کثیر)

سوال: کتب تاریخ اور نسب ناموں سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام دنیا کے پہلے شخص ہیں جنہوں نے گھوڑوں کو سدھایا اور ان پر سواری کی۔ اس سلسلے میں حدیث نبوی بیان کر دیجئے؟

جواب: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”گھوڑوں کو اپناؤ اور ان پر سواری کرو۔ بے شک یہ تمہارے باپ اسمعیل علیہ السلام کی میراث ہے۔“ (قصص الانبیاء - لابن کثیر)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسمعیل علیہ السلام کی فصیح عربی کی تعریف کس انداز سے فرمائی؟

جواب: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”پہلا شخص جس نے واضح عربی کے ساتھ زبان کھولی وہ اسمعیل علیہ السلام ہیں۔ اور یہ (اس وقت) چودہ سال کے تھے۔“

(قصص الانبیاء - لابن کثیر)

حضرت اسماعیل علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: مکہ کون سی گزرگاہ پر واقع ہے اور وہاں کس قبیلے نے حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور حضرت اسمعیل علیہ السلام کے پاس قیام کیا؟

جواب: جس جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی اور بچے کو چھوڑ گئے تھے وہ یمن ہے شام جانے والے قافلوں کی گزرگاہ تھی۔ بنو جرہم کا قافلہ ایک روز ادھر سے گزرا۔ انہوں نے پرندے اڑتے دیکھے۔ پھر پانی کی تلاش میں نکلے اور چشمہ زم زم کو پا کر حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمعیل علیہ السلام کے پاس قیام کیا۔

(قصص القرآن - تاریخ الانبیاء - قصص الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمعیل علیہ السلام کی بیویوں کے بارے میں کیا فرمایا تھا؟

جواب: حضرت اسمعیل علیہ السلام کی شادی بنی جرہم میں ہوئی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام شام سے وقتاً فوقتاً کے آتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ اپنے اہل خانہ کو ملنے مکہ آئے تو حضرت اسمعیل علیہ السلام گھر پر نہ آئے تھے۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام انتقال فرما چکی تھیں۔ آپ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بیوی سے پوچھا کہ کیسی گزر بسر ہو رہی ہے اس نے کہا جی ترشی سے وقت گزر رہا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پیغام دے گئے کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام سے کہنا کہ چوکت بدل دیں حضرت اسمعیل علیہ السلام واپس آئے بیوی نے سارا ماجرا سنایا۔ حضرت اسمعیل علیہ السلام سمجھ گئے۔ اور انہوں نے بیوی کو طلاق دے دی۔ اور دوسری شادی کر لی۔ ایک مرتبہ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے۔ حضرت اسمعیل علیہ السلام پھر شکار کے لیے گئے ہوئے تھے۔ آپ نے اس بیوی سے بھی وہی سوال کیا اس عورت نے کہا اللہ کا شکر ہے۔ گھر میں اس کا دیا سب کچھ ہے۔ آپ نے پوچھا کیا کھاتے پیتے ہو۔ اس نے کہا گوشت اور آب زم زم حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے گوشت اور پانی میں برکت دے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پیغام دے گئے کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام سے کہنا کہ گھر کی چوکت کو تبدیل نہ کرے۔ گھر آنے پر حضرت اسمعیل علیہ السلام کو علم ہوا تو آپ نے بیوی سے فرمایا وہ میرے والد تھے۔ تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دے گئے ہیں۔ (تاریخ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: تعمیر بیت اللہ کے بعد اس گھر کی نگرانی اور خدمت کس کے سپرد ہوئی؟ اور بعد میں یہ اعزاز کسے حاصل ہوا؟

جواب: حضرت اسمعیل علیہ السلام اس مقدس گھر کے متولی اور امام مقرر ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے نانا مضاہ نے جو قبیلہ جرہم کے سردار تھے یہ منصب

سنجلا۔ اس طرح کعبہ کی تولیت خاندان اسمعیل علیہ السلام سے نکل کر خاندان جرہم میں چلی گئی۔ عرصہ تک یہ خاندان مکہ پر قابض رہا اور کعبہ کا متولی رہا۔

(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تکرر الانبیاء)

سوال: بتائیے کعبہ کی تولیت بنو جرہم سے بنو خزاعہ کے قبضے میں کب اور کیسے آئی؟

جواب: ۲۰۷ء میں یمن میں یسہل عرم (ہند کے ٹوٹ جانے) سے جو تباہی آئی اس سے قبائل سب نے دوسرے علاقوں کا رخ کیا۔ خزاعہ کے قبیلے نے یمن سے آ کر بنی جرہم سے مکہ کی حکومت بھی چھین لی اور کعبے کی تولیت پر بھی قبضہ کر لیا۔ خزاعہ کے سردار عمرو بن لُحی نے اپنے زمانے میں یہاں بت پرستی کو رواج دیا۔ وہ ایک مرتبہ شام گیا۔ وہاں مآب میں علاقہ قابض تھے۔ اس نے انہیں بتوں کی پوجا کرتے دیکھا۔ اس نے پوچھا کہ یہ کس کام آتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ ہماری ہر ضرورت میں مدد کرتے ہیں۔ عمرو بن لُحی ان سے ایک بت مانگ لایا اور اسے کعبے میں نصب کر دیا اور اپنی قوم کو عبادت کا حکم دے دیا۔

(قصص القرآن۔ تاریخ ارض القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: بنو خزاعہ ایک عرصے تک مکہ پر قابض رہے۔ بتائیے مکہ کی حکومت کب دوبارہ بنو اسمعیل علیہ السلام کو ملی؟

جواب: مکہ پر بنو خزاعہ کے قبضے کے بعد بنو اسمعیل کے قبیلے مکہ کے ارگرد منتشر ہو گئے تھے۔ ان میں ایک سردار فہر بن مالک بہت مشہور ہوا۔ اس نے آپ کو قریش کے نام سے مومسوم کیا۔ قریش سمندر کی بڑی مچھلی کو کہتے ہیں۔ اس کی اولاد قریش یا قرشی کہلائی۔ فہر کی اولاد میں چھٹی پشت میں ایک سردار قصی بن کلاب نے بڑی عزت پائی۔ اس نے قریش کی بکھری ہوئی طاقت کو منظم کیا۔ اور ۴۳۰ء میں خزاعہ سے مکہ کی حکومت چھین لی اور کعبہ کی تولیت بھی اس کے قبضے میں آ گئی۔ اس طرح یہ سلسلہ پھر سے اولاد اسمعیل علیہ السلام کو مل گیا۔

(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ یہ ت اہن بشاہ)

سوال: قصی سے عبدمناف تک مکہ میں تعمیر و ترقی کے مراحل کیسے طے ہوئے؟

جواب: قصی نے اپنی ریاست کا ایک جھنڈا بنایا جسے لواء کہا جاتا تھا۔ اس نے شہری زندگی کو بہتر بنانے کے لیے مکہ میں عمدہ انتظامات کیے۔ معاملات کے تصفیے کے لیے دارالندوہ کے نام سے ایک مکان تعمیر کرایا۔ اسے عرب کی پارلیمنٹ کہا جاسکتا ہے۔ باہر سے حج کے لیے آنے والوں کے ٹھہرنے اور کھانے کا انتظام کیا۔ پانی کی کمی دور کرنے کے لیے چری حوض بنوائے۔ قریش کو تجارت کی ترغیب دی اور سردیوں میں یمن اور گرمیوں میں شام کی طرف تجارتی قافلے روانہ کیے جاتے۔ اس سب کچھ کے باوجود بیت اللہ بت خانہ بنی بنارہا اور بتوں کی عبادت ہوتی رہی قصی کے بعد اس کے بیٹے عبدالدار اور عبدمناف مکہ کے حاکم بنے۔

(قصص القرآن۔ تاریخ ارض القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتائے ہاشم سے عبدالمطلب تک مکہ کی حکومت اور بیت اللہ کی تولیت کس کے ذمہ رہی؟

جواب: عبدمناف کے چھ بیٹے تھے۔ ان میں ہاشم سب سے لائق اور بااثر تھے۔ وہ عبدمناف کے جانشین ہوئے تو انہوں نے نہایت عمدگی سے کعبہ شریف کے انتظامات کیے۔ حاجیوں کے کھانے پینے کا مفت انتظام کیا۔ ایک مرتبہ مکہ میں قحط پڑا تو مکہ والوں کو عمدہ کھانے کھلائے۔ یمن اور شام کے حکمرانوں سے معاہدے کر کے حجاز کے تجارتی قافلوں کو محفوظ بنایا اور ان کو رعایتیں دلوائیں۔ ہاشم کے بعد ان کے بھائی مطلب ان کے جانشین بنے۔ وہ اپنی سخاوت کی وجہ سے فیض کے نام سے مشہور ہوئے۔ مطلب کے بعد ہاشم کے بیٹے عبدالمطلب نے حکومت سنبھالی۔ انہوں نے زم زم کے کنویں کو صاف کرا کے پانی کی کمی کو دور کیا۔ انہی کے زمانے میں یمن کے صوبیدار ابرہہ نے جو جسہ کے بادشاہ کے ماتحت تھا اپنے ہاتھیوں کے ساتھ بیت اللہ کو منہدم کرنے کی کوشش کی لیکن ابابیلوں کے لشکر نے انہیں تباہ و برباد کر دیا۔

(قصص القرآن۔ القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد بھی بیت اللہ سمیت مکہ میں بتوں کی پوجا ہوتی

ری۔ بتائیے آپ ﷺ نے بیت اللہ کو بتوں سے کیسے پاک کیا؟

جواب: جناب عبدالمطلب کے بارہ بیٹے تھے۔ جن میں سب سے چھوٹے حضور ﷺ کے

والد جناب عبد اللہ تھے۔ عبدالمطلب کے بعد حضور ﷺ کے شفیق چچا جناب ابو

طالب مکہ کے سردار بنے۔ رسول اللہ ﷺ نے بعثت کے بعد شرکین مکہ کو ایک

خدا کی عبادت کرنے اور بتوں کی پوجا چھوڑنے کی تبلیغ کی۔ قوم نہ مانی۔ آخر حضور

ﷺ کو مدینہ ہجرت کرنا پڑی۔ ۸ ہجری میں آپ ﷺ فاطمانہ مکہ میں داخل

ہوئے۔ آپ ﷺ نے خانہ کعبہ کو تین سو ساٹھ بتوں سے پاک کیا۔ اور خدا کا

پہلا گھر اور سب سے مقدس جگہ پھر سے اللہ کی عبادت کا مرکز بن گیا۔

(قصہ القرآن۔ قصہ الانبیاء۔ محرم ربی السانیہ پٹنہ)

سوال: بیت اللہ کی پہلی تعمیر کے بارے میں مفسرین کی کیا رائے ہے؟

جواب: ابو جعفر الباقر، محمد بن علی بن حسین سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم

علیہ السلام کو دنیا میں اتارنے سے پہلے عرش کے نیچے چار ستونوں پر ایک مکان قائم

کیا اور اس کا نام الہیت المعور رکھا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ اس کا طواف کریں۔

پھر فرشتوں کو زمین پر بھیجا کہ وہ اس کے بالمقابل، اسی کے برابر ایک اور مکان تعمیر

کریں۔ پھر دنیا آباد ہوئی تو انسان کو حکم دیا گیا کہ وہ اس کا طواف کریں اور خدا

کی عبادت کریں۔ دوسری روایت حضرت ابن عباس سے ہے کہ جب اللہ تعالیٰ

نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو ان کو حکم دیا کہ اے آدم علیہ السلام تم

زمین پر میری عبادت کے لیے ایک گھر تعمیر کرو۔ حضرت آدم علیہ السلام دنیا کے

مختلف حصوں کا سفر کرتے ہوئے اس جگہ پہنچے جہاں بیت اللہ واقع ہے، تو حضرت

جبرائیل علیہ السلام نے اپنا پرما کر ایک بنیاد ظاہر کی جو ساتویں زمین پر تھی۔

حضرت آدم علیہ السلام نے اسی مقابل ایک گھر تعمیر کیا۔ یہ مکان پانچ پتھروں کے

پہاڑوں سے تعمیر کیا گیا۔ جبل لبنان، طور سینا، طور زیتا، فرد بیت المقدس، حوی

(موصول) اور خرا۔ فرشتے یہ پتھر لا کر دیتے تھے اور حضرت آدم علیہ السلام ان کی مدد سے اس گھر کی تعمیر کرتے تھے۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام نے اس کا طواف کیا اور اسے عبادت کا مرکز بنایا۔ طوفان نوح علیہ السلام کے زمانے میں یہ گھر مٹ گیا مگر اس کے نشانات باقی رہے۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمعیل علیہ السلام نے انہی نشانات پر اس کی تعمیر کی۔ مفسر ابن کثیر اور بعض دوسرے مفسرین کا کہنا ہے کہ یہ روایات اسرائیلیات سے ماخوذ ہیں لہذا ان کی نہ تو تصدیق کی جاسکتی ہے اور نہ تکذیب۔ صرف ان پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ تاہم قرآن کریم سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اہل خانہ کو یہاں آباد کیا تو اس وقت یہاں بیت الحرام کے نشانات موجود تھے۔ جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے دعا میں فرمایا تھا: ”اے پروردگار میں نے اپنی اولاد کو نجر وادی میں تیرے مقدس گھر کے پاس آباد کر دیا ہے۔“

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ معارف القرآن)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور حضرت اسمعیل علیہ السلام کو مکہ میں چھوڑا جب حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے پوچھنے پر فرمایا کہ تمہارا محافظ پروردگار عالم ہے تو حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے کیا جواب دیا؟
جواب: یہ سنتے ہی حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے فرمایا: حَسْبِيَ اللَّهُ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ۔ مجھے اللہ کافی ہے اور میں نے اس کی ذات پر توکل و بھروسہ کیا۔“

(قصص الانبیاء۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ میں اپنے اہل خانہ کو آباد کیا تو جو رحمت والا گھر کے کیا؟

جواب: آپ نے بیت اللہ کو رحمت والا گھر کہا۔ اور بقول ابن جریر یہ اس لیے کہا کہ یہاں رہنے والے اطمینان سے نماز ادا کریں۔ (روضة الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت اسمعیل علیہ السلام کی قربانی سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب

میں حکم دیا گیا کہ میری رضا کے لیے اپنی پیاری چیز قربان کر دو۔ آپ نے یہ خواب کب دیکھا؟

جواب: کہا جاتا ہے کہ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر سات سال تھی۔ ۹ سال اور ۱۳ سال بھی بتائی گئی ہے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ خواب ذوالحجہ کی پہلی رات کو دیکھا تھا۔ اور تین راتیں مسلسل یہی خواب دیکھا پھر آٹھویں اور نویں اور دسویں رات کو اپنے بیٹے کو خواب میں ذبح کرتے دیکھا۔

(روضة العلماء۔ قصص الانبیاء عبدالمعز)

سوال: حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو تیار کر کے بنا منوار کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حوالے کیا تو کیا فرمایا؟

جواب: آپ نے فرمایا: اَفْوَضُ اَمْرِي اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بِبَصِيرٍ بِالْعِبَادِ۔ ”میں نے اپنا کام اللہ کے سپرد کیا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دیکھنے والا ہے۔“

(روضة العلماء۔ قصص الانبیاء)

سوال: شیطان نے حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام سے کیا کہا؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چپکے سے چھری اور رسی بھی لی اور بیٹے کو ذبح کے لیے روانہ ہوئے۔ شیطان پہلے حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے پاس آیا اور انہیں بتایا کہ باپ بیٹے کو ذبح کرنے لے گیا ہے۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے فرمایا کون باپ بیٹے کو ذبح کرتا ہے۔ شیطان نے جواب دیا کہ ان کو خدا کا حکم ہے، حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے فرمایا اگر حکم الہی ہے تو میں دل و جان سے راضی ہوں۔ اس جیسے ہزار بیٹے ہوں تو پھر بھی میں خدا کے راستے میں دینے کو تیار ہوں۔ شیطان مایوس ہو کر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاس پہنچ گیا اور ان کے دل میں بھی دوسرے ڈالنے کی کوشش کی۔ انہوں نے بھی کہا کہ میری ایک جان ہے اگر ہزار جانیں بھی ہوں تو خدا کی راہ میں قربان کرنے کو تیار ہوں۔ ادھر سے ناامید ہو کر

شیطان حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دوسے دینے لگا۔ انہوں نے اسے پہچان کر کنکریاں اٹھا کر ماریں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ شیطان نے ۳ مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا اور آپ نے تینوں مرتبہ سات سات کنکریاں مار کر اسے بھگا دیا۔ اور یہ واقعہ مکی کے میدان میں پیش آیا۔

(قصص الانبیاء، عبدالعزیز۔ سیرت انبیاء کرام۔ روحۃ الامنیاء)

سوال: حضرت اسمعیل علیہ السلام کی پہلی شادی کتنی عمر میں ہوئی؟

جواب: حضرت اسمعیل علیہ السلام کی عمر چند روزہ سال تھی کہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کا انتقال ہو گیا۔ آپ والدہ کے فراق میں ہر وقت پریشان رہتے۔ قبیلے کے لوگوں نے مشورہ کر کے ایک اشرف گھرانے کی لڑکی سے آپ کی شادی کر دی۔

(روحۃ الامنیاء، قصص الانبیاء، عبدالعزیز)

سوال: حضرت اسمعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دوسری بیوی حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے بطن سے پیدا ہوئے۔ آپ کا نام اسمعیل علیہ السلام کیوں رکھا گیا؟

جواب: ایک روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول کی اور بیٹے کی بشارت دی اور بیٹے کا نام اسمعیل علیہ السلام رکھنے کی تاکید کی۔ یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت ہاجرہ کو ایک فرشتہ کے ذریعے بشارت دی گئی کہ لڑکا ہوگا۔ اس کا نام اسمعیل رکھنا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خواب کی بشارت کے مطابق یہ نام رکھا گیا۔

(تذکرۃ الانبیاء، تاریخ الانبیاء)

سوال: حضرت اسمعیل علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے۔ ان کے نام بتا دیجئے؟

جواب: ثابت یا نابوت، قیدار، ادبائیل، ہشام، شام، دوسر، فضاء، عدار، تہام، بطور، نائیش اور قیدما۔

(شفا، اعزام۔ تاریخ الانبیاء۔ اذواج الانبیاء)

سوال: مفسرین و مؤرخین نے حضرت اسمعیل علیہ السلام کا انتقال کتنی عمر میں بتایا ہے اور آپ کہاں دفن ہوئے؟

جواب: حضرت آئیل علیہ السلام ایک سو چھتیس سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ اور عرب

مؤرخین کے مطابق آپ کی اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی قبریں بیت اللہ کے قریب حرم شریف کے اندر ہیں۔
(تاریخ الانبیاء - قصص الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سب سے بڑے بیٹے کا نام اسماعیل علیہ السلام تھا۔ اسماعیل علیہ السلام کے معنی بتا دیجئے؟

جواب: اسماعیل دو کلموں کا مجموعہ ہے۔ ”اسم“ اور ”اعیل“ جس کے عبرانی زبان میں معنی ہیں ”اے اللہ میری دعا سن لے“۔ بعض علماء و مفسرین نے عربی زبان میں اسماعیل علیہ السلام کے معنی مطیع اور فرمانبردار کے بھی کیے ہیں۔ (نکات القرآن - تذکرۃ الانبیاء)
سوال: صادق الوعد، نبی اور رسول کس ہستی کو کہا گیا ہے؟

جواب: حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قرآن پاک میں یہ تین صفات خاص طور پر بیان کی گئی ہیں۔
(القرآن - قصص الانبیاء - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت اسماعیل علیہ السلام کی حضرت اتحق علیہ السلام پر فضیلت کے بارے میں مفسرین کیا کہتے ہیں؟

جواب: مفسرین آیت **وَإِذْ كُنَّا فِي الْكُتُبِ اِسْمٰعٰیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ** کی حضرت اتحق علیہ السلام پر زیادہ مراد لیتے ہیں۔ حضرت اتحق علیہ السلام کو صرف نبی فرمایا گیا ہے جبکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو نبی اور رسول کہا گیا ہے۔ (تفسیر عثمانی - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت اسماعیل علیہ السلام کو کون سی شریعت عطا ہوئی اور آپ کس قوم کے لیے مبعوث ہوئے؟

جواب: حضرت اسماعیل علیہ السلام کو شریعت ابراہیمی دے کر اپنے قبیلے بنی جرہم اور عمالیق کی طرف مبعوث فرمایا گیا۔ آس پاس کی قوموں کے لیے بھی آپ ہی نبی تھے۔ آپ عرب حجاز کے مورث اعلیٰ اور ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کے اجداد میں سے ہیں۔ آپ کی نبوت کا دائرہ کار حجاز کے علاوہ یمن اور حضرموت تک تھا۔

(تفسیر عثمانی - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کعبہ کے بعد امامت، صفائی ستھرائی اور زائرین

کی خدمت کا کام حضرت اسماعیل علیہ السلام کے سپرد کیا۔ بتائیے اس وقت آپ کی عمر کتنی تھی؟

جواب: خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت آپ کی عمر تیس سال تھی۔ آپ نے وفات تک تقریباً ایک صدی بیت اللہ کی تولیت کی خدمت سرانجام دی۔ کیونکہ آپ نے ایک سو چھتیس یا سترتیس سال کی عمر میں وفات پائی۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زبان کون سی تھی؟

جواب: قبیلہ بنی جرہم کی مادری زبان عربی تھی۔ آپ اسی قبیلہ میں پلے بڑھے اور شادی ہوئی۔ اس لیے آپ عربی زبان کے ماہر ہو گئے تھے۔ عربی کے علاوہ آپ قبطی اور عبرانی زبانوں سے بھی واقف تھے۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: آپ نے پہلی بیوی صدی بنت سعد کو اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہدایت پر اس کی ناشکری کی وجہ سے طلاق دے دی تھی۔ بتائیے آپ کی دوسری شادی کس سے ہوئی اور ان سے کون سی اولاد پیدا ہوئی؟

جواب: حضرت اسماعیل علیہ السلام نے دوسری شادی بنو جرہم ہی کی عورت عدلہ بنت مضافہ (یا مضافن) سے کی۔ ان سے بارہ بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ جن کے نام ہیں۔ بیٹے یا نابوت۔ قدار یا قیدار۔ اوتیل۔ مہام۔ سمعیایا یا سماع۔ دومر۔ مثا۔ عدد۔ تما۔ بطور یا طور۔ نفس۔ یا نافیس۔ قدہ یا قیدبان۔ یہ بارہ حضرات اپنی اپنی جگہ سردار تھے۔ انہوں نے اپنے نام سے بستانیں بسائیں۔ ان سب کی اولاد حجاز سے نکل کر شام۔ عراق اور یمن میں پھیل گئی۔ قدار کی اولاد مکہ میں ہی رہی۔ حضور اقدس ﷺ کا سلسلہ نسب قدار سے ملتا ہے۔

(ازواج الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء۔ تعمیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے چھوٹے بھائی اخیل علیہ السلام کو کیا وصیت فرمائی؟

جواب: آپ نے وفات کے وقت خانہ کعبہ کی تولیت کا کام بڑے بیٹے ثابت کے سپرد کیا

اور اپنے جھوٹے سوتیلے بھائی حضرت اخنوخ علیہ السلام کو وصیت فرمائی کہ میری لڑکی کا نکاح اپنے لڑکے عیص سے کر دینا۔ اس بیٹی سے ایک لڑکا آدم پیدا ہوا جس سے آگے چلنے والی نسل کو بنو اصفر کہا جاتا تھا۔ یونانی اور اٹھان بھی بتائے جاتے ہیں۔

(تذکرۃ الانبیاء - قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: اس پہلے نبی کا نام بتا دیجیے جس کی زبان فصیح عربی کے لیے رواں کی گئی؟
جواب: حضرت اسماعیل علیہ السلام۔ انہوں نے اگرچہ عربی کی تعلیم قبیلہ جرہم سے حاصل کی لیکن دراصل اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعے فصیح و بلیغ عربی ان کی زبان پر جاری کر دی۔ اور وہ مہارت سے عربی بولنے لگے۔ (تذکرۃ الانبیاء - از دواع الانبیاء)
سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول فرماتے ہوئے بنجر زمین میں حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی اولاد کو انواع و اقسام کے پھل عطا فرمائے۔
مفسرین اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: مفسرین نے کہا ہے کہ "بنجر علاقہ میں یہ بے بس عورت اور بچہ نہ صرف خود آباد ہوئے بلکہ ان کی طفیل ایک شہر آباد ہو گیا۔ اور اہل مکہ ہر طرح کی نعمتوں سے مالا مال ہوئے۔" یہ بھی کہا گیا ہے کہ دعا ہو رہی ہے پھلوں کی روزیان عطا فرما اور وہ ایسی وادی ہے جس میں پھل تو کیا دور دور تک درخت نام کی کوئی چیز نہیں۔ بے شک اللہ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور اس جنگل بیابان کو حرمت اور امن والی جگہ بنایا جہاں ہر چیز کے پھل ان کی طرف کھینچے چلے آتے ہیں۔"

(تفسیر معارف القرآن - تفسیر زمخشری - از دواع الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی ہاجرہ علیہا السلام اور بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو چھوڑ کر چلے گئے تو حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے کیا فرمایا؟

جواب: تنہائی اور خاموشی میں حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو سینے سے لگایا اور فرمایا: "اللہ تعالیٰ ہمیں ضائع نہیں فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ضائع نہیں فرمائے گا۔" اور مفسرین کہتے ہیں کہ جب آب زم زم ملا اور حضرت ہاجرہ علیہا

السلام نے اپنے پروردگار کا شکر ادا کیا تو جو فرشتہ آب پاکیزہ کے قریب متعین تھا اس نے حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو بشارت دی: ”ضائع ہونے کا اندیشہ نہ کرنا کیونکہ یہاں اس مقام پر بیت الحرام ہے۔ جسے یہ بچہ اور اس کا باپ دونوں مل کر بنائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ اس میں بسنے والوں کو ضائع نہیں ہونے دیں گے۔“ آپ نے فرشتے کو جواب دیا: ”اللہ تعالیٰ تمہیں ہر خیر کی بشارت عطا فرمائیں۔“

(سیرت انبیاء کرام۔ از دواع الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمعیل علیہ السلام کے لیے کون سی تین بشارتیں تھیں؟

جواب: ابو السعد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمعیل علیہ السلام کے بارے میں اپنی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے تین بشارتیں جمع فرما دیں۔ ایک تو یہ کہ پیدا ہونے والا بچہ لڑکا ہوگا۔ دوسرے یہ کہ وہ بڑا ہوگا اور حلم و بردباری کی عمر کو پہنچے گا۔ اور تیسری یہ کہ وہ حلیم المزاج ہوگا۔ (تفسیر اسعد۔ از دواع الانبیاء)

سوال: قرآن حکیم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کعبۃ اللہ کا بانی کہا ہے بتائیے کعبۃ اللہ کتنی مرتبہ تفسیر ہوا؟

جواب: کہا جاتا ہے کہ کعبۃ اللہ دس مرتبہ تفسیر کیا گیا۔ اسے از سر نو تفسیر بھی کہا جا سکتا ہے۔

(۱) فرشتوں نے تفسیر کیا۔ (۲) حضرت آدم علیہ السلام نے (۳) حضرت شیث علیہ السلام نے (۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے (۵) قوم عماقہ نے (۶) قبیلہ جرہم نے (۷) قحقی نے (۸) قریش نے (۹) حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے (۱۰) حجاج بن یوسف نے۔

(فتح الباری۔ تذکرۃ الانبیاء۔ محمد عربی انسکو پیڈیا)

سوال: حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے مکہ کی طرف روانگی سے قبل کمر بند کیوں باندھا؟

جواب: حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور بچے اسمعیل علیہ السلام کو لے کر شام سے روانہ ہوئیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت ام اسماعیل (ہاجرہ علیہا السلام) وہ پہلی خاتون ہیں جنہوں نے کمر بند باندھا۔ (اور اس کو دراز کیا) تاکہ ان کے

قدموں کے نشانات مٹنے چلے جائیں۔ اور حضرت سارہ علیہا السلام کو ان کی موجودگی کا علم نہ ہو۔ (صحیح بخاری۔ تفسیر ابن عباس۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: بتائیے حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو اور کن وجوہات کی بنا پر دنیا کی پہلی خاتون کہا جاتا ہے؟

جواب: شیخ ابو محمد ابی زید فرماتے ہیں کہ حضرت سارہ علیہا السلام جب حضرت ہاجرہ علیہا السلام پر غیرت اور غصے میں آئیں تو قسم اٹھائی کہ وہ ان کے تین عضو ضرور کاٹیں گی۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو قسم سے سبکدوش ہونے کا طریقہ بتلاتے ہوئے فرمایا کہ ہاجرہ کے دونوں کانوں میں سوراخ کر دو۔ اور ختنہ کر دو۔ تو تم اس قسم سے بری ہو جاؤ گی۔ حضرت سہیلؒ فرماتے ہیں تو یہ ہاجرہ علیہا السلام (دنیا کی) پہلی خاتون ہیں جن کی ختنہ ہوئی۔ (یہ طریقہ عرب میں رائج تھا اور اس سے باہر کے علاقوں کے لیے عجیب چیز تھی) اور اسی طرح وہ پہلی خاتون ہیں جن کے کانوں میں سوراخ کیے گئے اور یہ عورتوں کے لیے حسن و زینت بن گئی۔

(الانوار۔ قصص الانبیاء۔ لابن کثیر)

سوال: مفسرین و محدثین نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ ذبح ہونے والے جانور کے بارے میں کیا فرمایا ہے جبکہ احادیث کی رو سے وہ مینڈھا تھا؟

جواب: جمہور سے مشہور ہے کہ وہ مینڈھا تھا۔ سفید رنگ عمدہ آنکھوں اور پستلوں والا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو مقام شیر میں ببول کے درخت سے باندھا تھا۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ اس مینڈھے نے چالیس سال جنت میں چرا تھا۔ اور یہ وہی مینڈھا تھا جس کی قربانی حضرت بائبل نے دی تھی۔ حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ وہ جنت میں چرتا تھا حتیٰ کہ وہاں سے شیر میں آیا اور اس پر سرنخی رنگ اون تھا۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو مقام منیٰ میں ذبح کیا تھا اور سعید بن جبیر فرماتے ہیں مقام ابراہیم پر ذبح کیا تھا۔ حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ جنگلی بکرا تھا اور

حضرت حسن سے مروی ہے کہ وہ پہاڑی بکرا تھا اور اس کا نام جریر تھا۔

(تفسیر ابن عباس۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء)

سوال: جن لوگوں کے بارے میں منقول ہے کہ وہ ذبح اللہ حضرت اٹحق علیہ السلام کو مانتے ہیں یا ایسی روایت ان سے ظاہر مروی ہیں ان کے نام بتا دیجیے؟

جواب: کعب اخبار کا یہ فرمان ہے کہ حضرت اٹحق علیہ السلام ذبح اللہ ہیں۔ اور ان حضرات نے مروی ہے۔ حضرت عمرؓ، عباسؓ، علیؓ، ابن مسعودؓ، مسروقؓ، عکرمہؓ، سعید بن جبیرؓ، مجاہدؓ، عطاءؓ، مقاتلؓ، عبید بن عسرؓ، ابی یسبرؓ، زید بن اسلمؓ، عبداللہ بن شقیؓ، زہریؓ، قاسمؓ، ابن ابی بردہؓ، کحولؓ، عثمان بن حاضرؓ، غدیؓ، قنادرؓ، حسنؓ، ابی بذرؓ، ابن سابطؓ، ابن جریرؓ اور سہلیؓ۔ لیکن ان روایات میں اسرائیلی روایات سے مدد لی گئی ہے۔

(قصص الانبیاء، ابن کثیر)

سوال: قرآن کے مطابق اور احادیث نبوی سے ظاہر ہوتا ہے کہ ذبح اللہ حضرت اسمعیل علیہ السلام ہی تھے۔؟ اس مسئلے میں صحیح روایات کن اصحاب کی ہیں۔

جواب: حضرت ابن عباسؓ سے صحیح طور پر جو مروی ہے اور دوسری صحیح روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ذبح اللہ حضرت اسمعیل علیہ السلام تھے۔ مجاہدؓ، شعبیؓ، سعیدؓ، یوسف بن مہرانؓ، عطاءؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے کئی روایات اسی طرح ہیں۔ مفسر ابن جریرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ قربان ہونے والے حضرت اسمعیل علیہ السلام ہیں اور یہود کا گمان ہے کہ وہ حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں اور یہود اس میں جھوٹے ہیں۔ اور عبداللہ بن امام احمدؓ اپنے والد یعنی امام احمدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ذبح اللہ حضرت اسمعیل علیہ السلام تھے۔ ابن ابی حاتمؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد یعنی امام ابی حاتمؓ سے دریافت کیا تو انہوں نے بھی فرمایا کہ ذبح اللہ حضرت اسمعیل علیہ السلام تھے۔ حضرت علیؓ، ابن عمرؓ، ابی ہریرہؓ، حضرت ابی الطفیلؓ، سعید بن المسیبؓ، سعید بن جبیرؓ، حسنؓ، مجاہدؓ، شعبیؓ، محمد بن کعبؓ، ابو جعفر محمد بن علیؓ، ابو صالحؓ، ابن قنمؓ حضرات کا فرمان ہے کہ ذبح اللہ

حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے۔ مفسر ابن بغوی نے بھی ربیع بن انسی اور کلثی اور ابی عمرو بن علاء سے یہی روایت ہے حضرت امیر معادیہ سے بھی یہی مروی ہے۔ اور ان سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کو یوں مخاطب کیا، یا ابن الذئبتین (اے دو ذبح ہونے والوں کے بیٹے) تو اس پر رسول اکرم ﷺ ہنس کر دے۔ عمر بن عبدالعزیز، محمد بن اسحاق بن یسار کا بھی یہی خیال قول تھا اور حضرت حسن بصریؒ فرماتے تھے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ذبح اللہ حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے۔ (تفسیر ابن جریر۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ابن حبان۔ نقص الانبیاء)

سوال: بیت اللہ کی تعمیر کے بارے میں بعض روایات کس طرح ملتی ہیں؟

جواب: بعض روایات میں ہے کہ بیت اللہ کی پہلی تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ہی فرمائی تھی۔ فرشتہ بن اور حضرت آدم علیہ السلام نے تعمیر اس طرح کی بعض دوسری تعمیرات کا جو تذکرہ ملتا ہے وہ اسرائیلی روایات سے لیا گیا ہے۔ تعمیر ابراہیمی سے پہلے تخلیق زمین و آسمان کے وقت سے ہی صرف یہ جگہ بیت اللہ کے لیے مقرر کر دی گئی تھی۔ اور حضرت لوطؑ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس جگہ کی نشاندہی کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وحی فرمائی تھی۔ کہ بیت اللہ بیت المودود کے نیچے ہے یعنی مقابل ہے۔ (نقص الانبیاء: ابن کثیر)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت اخلاق علیہ السلام کے بیٹے تھے اور ان کا لقب اسرائیل تھا۔ بتائیے بنی اسرائیل میں کتنے انبیاء علیہ السلام آئے؟

جواب: حضرت اخلاق علیہ السلام کی نسل حضرت یعقوب علیہ السلام آگے چلی اور انہیں میں سے انبیاء علیہ السلام کے اکثر گروہ ہیں۔ انبیاء علیہ السلام کے اس سلسلے میں نبیوں کی صحیح تعداد کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے جس نے ان انبیاء علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ بنی اسرائیل میں انبیاء علیہ السلام کا یہ سلسلہ حضرت یحییٰ علیہ السلام پر آخر ختم ہو گیا۔ (نقص الانبیاء: ابن کثیر۔ نقص القرآن۔ سیرت انبیاء: ابانہ)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے اس نسل کا دوسرا

سلسلہ شروع ہوا۔ بتائیے اس سلسلے میں کتنے انبیاء علیہ السلام آئے؟

جواب: حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں عرب کی مختلف جماعتیں اور خاندان پیدا ہوئے۔ ان میں سے کوئی نبی نہیں آیا سوائے ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کے۔
آپ نے تمام انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا اور اولاد آدم کے سردار بنے۔

(قصص الانبیاء: ۱۱۱-۱۱۲۔ قصص القرآن۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شادی کے بارے میں بعض مفسرین کی کیا رائے ہے؟
جواب: آپ کی پہلی شادی خاندان عمالیق کی عورت عمارہ بنت سعد بن اسامہ بن اکیل العمالیقی سے ہوئی۔ اسے طلاق دی تو دوسری شادی بنت مضاض بن عمرو الجرجسی سے ہوئی۔ بعض انہیں تیسری بیوی بتاتے ہیں۔ ان سے بارہ بیٹے ہوئے۔

(قصص الانبیاء: ۱۱۲۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: بتائیے اصحاب الرس کا تعلق کس بیٹھری کی نسل سے تھا؟

جواب: اصحاب الرس حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بیٹے قیدار کی نسل سے تھے۔

(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء: ۱۱۱-۱۱۲۔ قصص القرآن)

﴿سیدنا حضرت ائحق علیہ السلام﴾

حضرت ائحق علیہ السلام اور قرآن

سوال: حضرت اسحاق علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چھوٹے بیٹے اور حضرت سارہ کے بطن سے تھے۔ بتائیے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے آپ کا کیا رشتہ تھا؟
جواب: قرآن میں ہے کہ ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسماعیل اور حضرت ائحق دیے۔ یعنی حضرت ائحق حضرت اسماعیل علیہ السلام کے چھوٹے بھائی تھے۔
ان دونوں کا باپ ایک جب کہ مائیں الگ الگ تھیں۔

(القرآن۔ مکرہ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت ائحق علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری کس طرح دی؟
جواب: پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۷۱ میں ہے: **فَبَشِّرْهُمَا بِاسْحَاقَ ۖ وَفِیْ ذَٰلِکَ اِسْمٰحٰقَ یَعْقُوبَ ۝** ”پس ہم نے ان کو بشارت دی ائحق کی اور ائحق کے بعد یعقوب کی (پیدا ہونے کی)۔“ پارہ ۲۶ سورہ الذریت آیت ۲۸ میں ہے: **وَبَشِّرُوْهُ بِغُلَامٍ عَلَیْہِ** ”ہم آپ کو ایک فرزند کی بشارت دیتے ہیں جو بڑا عالم ہوگا۔“

(القرآن۔ قصص القرآن۔ مکرہ الانبیاء)

سوال: سورہ الصفہ میں حضرت ائحق علیہ السلام کی کون سی صفت بیان کی گئی ہے؟
جواب: پارہ ۲۳ کی اس سورہ کی آیت ۱۱۲-۱۱۳ میں حضرت ائحق علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری بھی دی گئی ہے: **وَبَشِّرْهُ بِاسْحَاقَ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ وَبِزُکْرٰتِنَا عَلَیْہِ وَ عَلٰی اِسْحٰقَ ۝** ”اور ہم نے ان کو ائحق کی بشارت دی کہ نبی اور نیک بختوں میں سے ہوں گے اور ہم نے ابراہیم اور ائحق پر برکتیں نازل کیں۔“

(القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ القرآن)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اہلق علیہ السلام کی پیدائش کی بشارت کیسے دی گئی؟

جواب: یہ بشارت فرشتوں کے ذریعے دی گئی۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: **وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ** ”اور بے شک ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ابراہیم کے پاس بشارت لے کر گئے۔ جو نوجوان لڑکوں کی شکل میں تھے۔“

(القرآن - تفسیر فیاض القرآن - حارف القرآن)

سوال: فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اور حضرت سارہ علیہ السلام کو بیٹے کی بشارت دی تو انہوں نے حیرانی کا اظہار کیوں کیا؟

جواب: قرآن مجید میں بتایا گیا ہے کہ ان دونوں نے حیرت کا اظہار اس لئے کیا کہ دونوں بوڑھے ہو چکے تھے اور اولاد سے محروم تھے۔

(القرآن - تفسیر ابن کثیر - تفسیر فتح القدیر - تفسیر روح المعانی)

سوال: بتائیے حضرت اہلق علیہ السلام کا ذکر قرآن پاک کی کتنی سورتوں میں آیا ہے؟

جواب: حضرت اہلق علیہ السلام کا نام قرآن مجید کی تیرہ سورتوں میں آیا ہے۔

(القرآن - تفسیر ابن کثیر - تفسیر قرطبی - قصص الانبیاء)

سوال: قرآن مجید کی جن سورتوں اور آیات میں حضرت اہلق علیہ السلام کا ذکر آیا ہے ان کا نام بتائیے؟

جواب: پارہ ایک سورۃ بقرہ کی آیت ۱۳۶، پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۸۳، پارہ ۶ سورۃ النساء آیت ۱۶۳، پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت ۸۶، پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۷۱، پارہ ۱۴ سورۃ یوسف آیات ۶-۲۸، پارہ ۱۳ سورۃ ابراہیم آیت ۳۹، پارہ ۸ سورۃ مریم آیت ۳۹، پارہ ۱۱ سورۃ الانبیاء آیت ۷۲، پارہ ۲۳ سورۃ صافات آیت ۱۱۲، پارہ ۲۳ سورۃ ص آیات ۲۸-۳۸، پارہ ۴ سورۃ الحجر آیت ۲۵ اور پارہ ۲۶ سورۃ الذاریات آیت ۲۸ میں ان کے پیدا ہونے کی خوشخبری ہے۔

(القرآن - تفسیر ابن کثیر - تفسیر قرطبی - قصص الانبیاء)

سوال: بتائیے قرآن پاک میں حضرت اٹحق علیہ السلام کا نام کتنی مرتبہ آیا ہے؟

جواب: قرآن مجید میں حضرت اٹحق علیہ السلام کا نام ۱۲ مرتبہ آیا ہے۔ سورۃ بقرہ آیت ۱۳۶، سورۃ آل عمران آیت ۸۴، سورۃ النساء آیت ۱۶۳، سورۃ الانعام آیت ۸۶، سورۃ ابراہیم آیت ۳۹، سورۃ مریم آیت ۴۹، سورۃ الانبیاء آیت ۷۲، سورۃ الطہ آیت ۱۱۲، سورۃ ص آیت ۲۸ میں ایک ایک مرتبہ آپ کا نام آیا ہے جب کہ سورۃ ہود آیت ۷۲ میں دو مرتبہ اور سورۃ یوسف میں دو مرتبہ آیت ۶ اور ۲۸ میں یہ نام آیا ہے۔
(القرآن۔ تفسیر ماحدی۔ تفسیر عزیز۔ فتح المہدی)

سوال: قرآن نے ایک سمجھ دار علم والا لڑکا کسے کہا ہے؟

جواب: حضرت اٹحق علیہ السلام کو قرآن نے ایک سمجھ دار علم والا لڑکا کہا ہے۔ جیسے سورۃ الحجر آیت ۵۳ میں ہے: ”کہ ہم آپ کو ایک فرزند کی بشارت دیتے ہیں جو بڑا عالم ہوگا۔“ اسی طرح پارہ ۲۶ سورۃ الذریت آیت ۲۸ میں ہے: ”اور ان کو ایک فرزند کی بشارت دی جو بڑا عالم ہوگا۔“ (القرآن۔ تفسیر ماحدی۔ تفسیر عزیز۔ فتح المہدی)

سوال: بتائیے قرآن مجید میں حضرت اٹحق علیہ السلام کی کون کون سی خوبیاں بیان کی گئی ہیں؟

جواب: سورۃ مریم آیت ۵۰ میں ہے: ”اور ہم نے انہیں اپنی رحمت سے سب کچھ دیا۔ اور انہیں صادقوں میں بلند مرتبہ والا کیا۔“ سورۃ الطہ آیت ۱۱۲ میں ہے: ”وہ نبی ہوگا نیکو کاروں میں سے۔“ سورۃ الطہ آیت ۱۱۳ میں ہے: ”اور ہم نے اسے اور اٹحق کو برکت دی اور ان کی اولاد میں سے کوئی نیکو کار ہے اور کوئی کھلم کھلا اپنی جان پر ظلم کر رہا ہے۔“ سورۃ ص آیت ۲۵ میں ہے: ”اور (اے نبی ﷺ) ہمارے بندوں ابراہیم اور اٹحق اور یعقوب کو یاد کر جو ہاتھوں اور آنکھوں والے تھے۔“

آیت ۳۶ میں ہے: ”بے شک ہم نے انہیں ایک خصوصیت یہ بھی دی کہ وہ آخرت کا ذکر کرتے رہتے تھے۔“ آیت ۴۷ میں ہے: ”اور بے شک وہ ہمارے

نزدیک منتخب نیک لوگوں میں سے تھے۔“ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر، تفسیر ماحدی، تفسیر عزیز)۔
سوال: حضرت اٹحق علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ بتائیے آپ کی

پیدائش کی بشارت کس طرح دی گئی؟

جواب: پارہ نمبر ۱۲ سورۃ ہود آیت ۷۱ میں بتایا گیا ہے: **فَبَشِّرْهُنَّ بِاسْحَاقَ وَمِنْ وَرَاءِ اسْحَاقَ يَعْقُوبَ** ۵ ”پس ہم نے اسے اسحاق کی اور اسحاق علیہ السلام کے پیچھے یعقوب علیہ السلام کی خوشخبری دی۔“ پارہ ۲۳ سورۃ الصافات آیت ۱۱۲ میں ہے: **وَبَشِّرْهُ بِاسْحَاقَ** ”اور ہم نے اسے اسحاق علیہ السلام کی بشارت دی“ پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۳۹ میں ہے: **وَهَبْنَا لَهُ اسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ** ”تو ہم نے انہیں اسحاق علیہ السلام و یعقوب علیہ السلام عطا کیے۔“ (القرآن۔ تفسیر مہدی۔ تفسیر ابن کثیر۔ قص القرآن)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت اسحاق علیہ السلام کو برکت دی۔ کن آیت میں کہا گیا ہے؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ الصافات آیت ۱۱۳ میں ارشاد خداوندی ہے: **وَبَشِّرْهُنَّ بِاسْحَاقَ وَوَعَدَ اللَّهُ لِيُفْلِحَ الْإِسْحَاقُ وَمِمَّنْ دُونِهَا يُحْسِنُ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ مُبِينٌ** ۵ ”اور ہم نے ابراہیم علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام پر برکتیں نازل فرمائیں۔ اور ان دونوں کے لیے اولاد میں بعضے تو نیک بخت ہیں اور بعض ایسے نفس پر صریح ظلم کرنے والے ہیں۔“

(القرآن۔ فتح المہدی۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قص القرآن)

سوال: حضرت اسحاق علیہ السلام نبی تھے اور نیک بختوں میں سے تھے۔ آیت بتا دیجئے؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ الصافات آیت ۱۱۲ میں ہے: **وَبَشِّرْهُ بِاسْحَاقَ نَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ** ۵ ”اور ہم نے اس کو اسحاق علیہ السلام کی بشارت دی جو نبی ہوگا اور نیکوکاروں میں سے ہوگا۔“ (القرآن۔ تفسیر القرآن۔ تیسرے القرآن۔ انبیاء، کرام)

سوال: اللہ تعالیٰ نے کس آیت میں حضرت اسحاق علیہ السلام پر اپنی رحمت اور ان کی سبائی کا ذکر کیا ہے؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۵۰ میں ہے: **وَوَهَبْنَا لَهُم مِّن رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا** ۵ ”اور ہم نے انہیں اپنی رحمت سے سب کچھ دیا اور انہیں سچی زبان والا بلند مرتبہ کیا۔“ (القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر مظہری۔ بیان القرآن)

سوال: ”وہ ہاتھوں اور آنکھوں والے تھے۔“ قرآن میں کن نبیوں کے بارے میں کہا

گیا ہے؟

جواب: قرآن مجید میں ان کے نیک اعمال اور فہم و فراست کا ذکر کرتے ہوئے پارہ ۲۳ سورہ ص آیت ۵۴ میں کہا گیا ہے: **وَإِذْ تَخْرُجُ عَلَيْنَا أَيْوَاهِيَهُمْ وَاسْتَلْقَىٰ وَبَعَثُوا أَبِلٰى الْأَيْدِى وَالْأَبْصَارِ ۝** ”ہمارے بندوں، ابراہیم علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، اور یعقوب علیہ السلام کا بھی لوگوں سے ذکر کیجئے جو ہاتھوں اور آنکھوں والے تھے۔“
(القرآن۔ تفسیر القرآن۔ تفسیر طائ۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: بتائیے اللہ تعالیٰ نے حضرت ائیں علیہ السلام کو کیا خاص صفت عطا کی تھی؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت ائیں علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارے میں پارہ ۲۳ سورہ ص آیت ۶۴ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **إِنَّمَا أَخْلَصْنَاهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرًا الدَّارِ ۝** ”ہم نے انہیں ایک خاص بات یعنی آخرت کی یاد کے ساتھ مخصوص کر دیا تھا۔“ (القرآن۔ تفسیر القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر مزہبی)
سوال: حضرت ائیں علیہ السلام کو بھی منتخب بندوں میں شمار کیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی بتا دیجئے؟

جواب: پارہ ۲۴ سورہ ص آیت ۴۷ میں بتایا گیا ہے: **وَأَنَّهُمْ عِندَنَا لَبِيقٌ الْمُصْطَفَيْنِ ۝** ”یہ سب (ابراہیم علیہ السلام، ائیں علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام) ہمارے نزدیک برگزیدہ اور (منتخب کیے ہوئے) بہترین لوگ تھے۔“

(القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر مظہری۔ فتح المید)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرشتوں نے حضرت اسحاق علیہ السلام کی بشارت دی تو ان کی بیوی نے کیا رد عمل ظاہر کیا؟

جواب: پارہ ۱۴ سورہ ہود آیت ۸۱ میں ہے: **وَأَمْرًا لَهُ قَائِمَةٌ فَصَبَّحَتْ** ”اس (ابراہیم علیہ السلام) کی بیوی جو پاس کھڑی تھی ہنس پڑی۔“

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ حارف القرآن۔ تفسیر قرطبی)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی نے حضرت ائیں علیہ السلام کی خوشخبری سن کر

فرشتوں سے کیا کہا؟

جواب: پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۲۷ میں ہے: قَالَتْ يُونُثَىٰ اَلَيْدُو اَنَا عَجُوزٌ وَّ هٰذَا بَعْلِي مَنِيْخًا ط هٰذَا الْاَنۡثَىٰ عَجِيبٌ ۝۰ وہ کہنے لگی ہائے میری کم بختی میرے ہاں اولاد کیسے ہو سکتی ہے میں خود بڑھیا اور یہ میرے خاندان بھی بہت بڑی عمر کے ہیں۔ یہ تو یقیناً بڑی عجیب بات ہے۔“ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ ص ۱۰۰۔ ص ۱۰۱۔ تفسیر قرطبی)

سوال: فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کو کس طرح تسلی دی اور اللہ کی رحمت کا ذکر کیا؟

جواب: پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۷۳ میں ہے: قَالُوا اَلْعَجِيزِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحِمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكَتُهُ عَلَيْكُمْ اَهْلُ الْبَيْتِ ”فرشتوں نے کہا، کیا تو اللہ کی قدرت پر تعجب کرتی ہے۔ تم پر اے اس گھر کے لوگو! اللہ کی رحمت۔“ (القرآن۔ تفسیر ماحدی۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر کبیر)

حضرت اسحاق علیہ السلام اور محمد شین، مفسرین و مؤرخین:

سوال: حضرت اسحاق علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ نبی تھے۔ ان کے والد اور والدہ کا نام بتا دیجئے؟

جواب: آپ اللہ کے دوست حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے اور چھوٹے بیٹے تھے۔ آپ کی والدہ کا نام حضرت سارہؑ تھا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بڑی بیوی تھیں۔ (تہذیب انبیاء کرام۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت اسحاق علیہ السلام کا حضرت اسماعیل علیہ السلام سے کیا رشتہ تھا؟

جواب: آپ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ بڑے بھائی حضرت اسماعیل علیہ السلام سے چودہ سال بعد پیدا ہوئے۔

(قصص الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام۔ تاریخ الانبیاء۔ ازواج الانبیاء)

سوال: جب حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ علیہ السلام کی عمریں کیا تھیں؟

جواب: دونوں میاں بیوی بوڑھے تھے حضرت سارہؑ کی طبعی عمر ذیل مچکی تھی اور وہ بانجھ تھیں۔ مؤرخین و مفسرین کہتے ہیں کہ جب حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے تو

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر سو سال کے قریب اور حضرت سارہؓ کی عمر پچانوے سال تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ کی پیدائش تعمیر بیت اللہ کے سال ہوئی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بیت اللہ تعمیر کیا۔ پیدائش کے آٹھ دن بعد آپ کے ختنے ہوئے۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ حصہ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: بتائیے کن فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اہل حق علیہ السلام کی پیدائش کی بشارت دی تھی؟

جواب: جو فرشتے اللہ کے حکم سے قوم لوط کو عذاب دینے جا رہے تھے وہی راستے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور پہلے انہیں حضرت اہل حق علیہ السلام کی پیدائش کی بشارت دی۔ بعض مفسرین کے بقول وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام اور حضرت اسرافیل علیہ السلام تھے۔

(القرآن۔ تعمیر عزیزی۔ فتح القدیر۔ حصہ الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرشتوں سے کیوں ڈر محسوس ہوا؟

جواب: جب فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تو وہ انسانی شکل میں تھے۔ لیکن وہ اجنبی تھے۔ پھر انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پیش کردہ کھانا بھی نہیں کھایا تھا (کیونکہ فرشتے کھانا نہیں کھاتے) اس لیے آپ کو ڈر محسوس ہوا۔

(القرآن۔ تعمیر ابن کثیر۔ انبیاء کرام۔ قصص القرآن)

سوال: فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خوف کس طرح دور کیا؟

جواب: انہوں نے آپ سے کہا کہ ڈرو نہیں۔ ہم اللہ کی طرف سے قوم لوط کی طرف (عذاب کے لیے) بھیجے گئے ہیں۔ اور آپ کو ایک نئے کی خوشخبری سناتے ہیں۔

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تاریخ الانبیاء)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چھوٹے بیٹے کا نام اہل حق تھا اور یہ اللہ کی طرف سے خوشخبری تھی۔ اہل حق کے معنی بتا دیجئے؟

جواب: اہل حق عبرانی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے عربی ہیں یضحک اور اردو ترجمہ ہے ”ہنستا ہوا“۔ یہودی آپ کو اضحاک یا ضحاک کہتے ہیں۔ لیکن قرآن مجید میں آپ

کا نام اٹحق آیا ہے۔ چونکہ فرشتوں سے خوشخبری سن کر حضرت سارو علیہ السلام ہنس پڑی تھیں اس لیے آپ کا نام اٹحق علیہ السلام رکھ دیا گیا۔

(القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت اٹحق علیہ السلام کی شادی کب اور کس سے ہوئی؟
جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آپ کی شادی چالیس سال کی عمر میں اپنے بھتیجے یوتیل کی لڑکی رفقہ سے کر دی تھی۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)
سوال: حضرت اٹحق علیہ السلام کی اولاد کے بارے میں بتادیتے؟

جواب: آپ کی بیوی رفقہ سے دو لڑکے جڑواں (ایک ساتھ) پیدا ہوئے۔ ایک کا نام میسو اور دوسرے کا نام یعقوب علیہ السلام تھا۔ اٹحق علیہ السلام کو میسو سے زیادہ محبت تھی اور رفقہ یعقوب سے محبت کرتی تھی۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیاء مرآۃ۔ الزوان الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت اٹحق علیہ السلام نے کب اور کہاں وفات پائی؟ آپ کو کیا امتیاز حاصل ہوا؟

جواب: آپ نے ساری عمر شام میں گزاری اور وہیں ایک سو ساٹھ یا ایک سو اسی سال کی عمر میں وفات پائی اور مدینہ الکلیل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے برابر دفن ہوئے۔ آپ کی اولاد بنی اٹحق کہلائی۔ بنی اسرائیل میں جتنے نبی آئے وہ سب آپ کی نسل سے تھے۔ روایت ہے کہ ساڑھے تین ہزار انبیاء علیہ السلام ہوئے۔

(سیرت انبیاء نوام۔ قصص الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: حضرت اٹحق علیہ السلام شام میں ۲۰۶۰ ق م میں پیدا ہوئے۔ آپ کی شادی کب ہوئی؟
جواب: آپ کی شادی ۲۰۲۰ ق م میں چالیس سال کی عمر میں ہوئی۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ انبیاء البحار)

سوال: حضرت اٹحق علیہ السلام نے شام کے علاقے کنعان میں وفات پائی۔ کس سال؟
جواب: آپ نے ۱۸۰ سال کی عمر میں ۱۸۸۰ ق م میں وفات پائی۔

(قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

﴿سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام﴾

حضرت یعقوب علیہ السلام اور قرآن

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام اللہ کے ظلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے تھے بتائیے قرآن پاک کی کتنی سورتوں اور کتنی آیات میں آپ کا نام آیا ہے؟
جواب: قرآن مجید کی ۱۰ سورتوں میں آپ کا نام ۱۳ مرتبہ آیا ہے۔

(القرآن - قصص القرآن - قصص الانبیاء - تاریخ الانبیاء)

سوال: جن ۱۰ سورتوں میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا ذکر آیا ہے ان کے نام اور آیات کے نمبر بتادیتے؟

جواب: پہلا پارہ سورۃ بقرہ۔ اس میں چار مرتبہ آپ کا نام آیا ہے۔ آیت ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۶، ۱۴۰۔ سورۃ آل عمران آیت ۹، سورۃ النساء آیت ۲۳، سورۃ الانعام آیت ۸۳، سورۃ ہود آیت ۷۱، سورۃ یوسف۔ اس میں دو مرتبہ آپ کا نام آیا ہے آیت ۶، ۲۸۔ سورۃ مریم آیت ۴۹، سورۃ الانبیاء آیت ۷۲، سورۃ العنکبوت آیت ۲۷، سورۃ ص آیت ۴۵۔
(القرآن - قصص الانبیاء - قصص القرآن - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے کون سے دو باپ بے نیوں کی پیدائش کی ایک ساتھ خوشخبری دی گئی تھی؟
جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان دونوں کی پیدائش کی ایک ساتھ خوشخبری دی گئی تھی۔ پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۷۱ میں ہے: فَبَشِّرْهُمَا بِاسْحَاقَ وَ یَسَّاقَ مِنْ وَدَّاءِ یَا اِسْحٰقُ یَعْقُوبُ ۝ ”پھر ہم نے اسحاق کے پید ہونے کی اور اسحاق کے بعد یعقوب کے پید ہونے کی خوشخبری دی۔“ پارہ ۲۰ سورۃ العنکبوت آیت ۲۷ میں بھی یہی خوشخبری بیان ہوئی ہے۔ پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۴۹ میں بھی یہی بات کہی

گئی ہے۔ اور سورۃ الانعام آیت ۷۲ میں بھی فرمایا گیا۔

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام اللہ کے نبی تھے۔ قرآن مجید نے کس طرح خبر دی ہے؟
جواب: پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۴۹ میں ہے: وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ ۖ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ۚ ”ہم نے ان کو اسحاق (یہذا) اور یعقوب (پوتا) عطا کیا۔ اور ہم نے ان دونوں میں سے ہر ایک کو نبی بنایا۔“ (القرآن۔ قصص القرآن۔ فتح الحمید۔ تفسیر مزہبی)
سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام پر اپنے انعامات کا ذکر کس طرح فرمایا ہے؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۵۰ میں ہے: وَهَبْنَا لَهُمْ مِنْ رَحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيمًا ۚ ”اور ہم نے ان سب کو اپنی رحمت کا حصہ دیا اور آئندہ (نسلوں میں) ان کا ذکر خیر بلند کیا۔“ پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۷۲ میں ہے کہ ہم نے ان سب کو نیک بنایا۔ (القرآن۔ قصص القرآن۔ فتح الحمید۔ تفسیر مزہبی)
سوال: قرآن پاک میں بتایا گیا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام بھی اللہ کے منتخب بندے تھے۔ آیت بتا دیجئے؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ صافات آیات ۴۵ تا ۴۷ میں ہے: وَادْكُرْ عِبَادَنَا اِبْرَاهِيمَ ۖ وَاسْحَاقَ ۖ وَيَعْقُوبَ ۖ اُولٰٓئِیْ الْاَبْنَاءِ ۚ وَاَلْبَصَارِ ۚ اِنَّا اخْلَصْنَاهُمْ بِخَالِصَةٍ ۚ ذِكْرَىٰ الدَّارِہِ ۚ وَانَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفٰٓیْنَ الْاَخْبَارِ ۚ ”اور ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کا ذکر کیجئے جو ہاتھوں اور آنکھوں والے تھے۔ ہم نے اس خاص صفت کے ساتھ مخصوص کیا یعنی وہ آخرت کو یاد کرتے تھے۔ اور بے شک وہ ہمارے نزدیک منتخب نیک لوگوں میں سے تھے۔“ (القرآن۔ قصص انبیا۔ تفسیر مزہبی)

سوال: بتائیے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو کیا وصیت فرمائی تھی؟

جواب: پارہ پہلا سورۃ بقرہ آیت ۱۳۳ میں ہے: اَمَّ كُنتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ خَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ ۚ اِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِي ۖ قَالُوْۤا نَعْبُدُ الْهٰك ۚ وَاللّٰهَ اَبَانٰكَ

إِسْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلَٰهًا وَاحِدًا ۖ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ۝
خود اس وقت موجود تھے جس وقت یعقوب علیہ السلام کا آخری وقت آیا اور جس وقت انہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ تم لوگ میرے مرنے کے بعد کس چیز کی عبادت کرو گے۔ انہوں نے (بالاتفاق) جواب دیا کہ ہم اس کی پرستش کریں گے جس کی آپ اور آپ کے بزرگ حضرت ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق علیہم السلام کرتے آئے ہیں۔ یعنی وہی معبود جو وحدہ لا شریک ہے اور ہم اسی کی اطاعت پر قائم رہیں گے۔
(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر فیاض القرآن۔ تفسیر فتح المید)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو کیا نصیحت کی تھی؟

جواب: پہلا پارہ سورۃ بقرہ آیت ۱۳۲ میں بتایا گیا ہے: وَوَضَعِي يَهُدَا إِبْرَاهِيمَ نَبِيًّا وَ يَعْقُوبَ ۖ طِيسِي إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُمْ مُسْلِمُونَ ۝ ”اور اسی کا حکم کر گئے ہیں ابراہیم اپنے بیٹوں کو اور اسی طرح یعقوب بھی کہ میرے بیٹو! اللہ تعالیٰ نے اس دین (اسلام) کو تمہارے لئے منتخب فرمایا ہے۔ پس تم سوائے اسلام کے اور کسی حالت پر جان نہ دینا (مسلمان ہی مرنے)۔“
(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر فیاض القرآن۔ تفسیر فتح المید)

سوال: سورۃ آل عمران کی کس آیت میں فرمایا گیا ہے کہ ہم اس پر بھی ایمان لاتے ہیں جو یعقوب علیہ السلام اور آل یعقوب پر نازل ہوا؟

جواب: آیت ۸۴ میں فرمایا گیا ہے: قُلْ أَهْبَابُ اللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ ”آپ فرمادیجئے کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس پر جو ہمارے پاس بھیجا گیا اور اس پر جو ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب علیہم السلام اور اولاد یعقوب کی طرف بھیجا گیا۔“ یہی بات سورۃ بقرہ آیت ۱۳۶ میں بھی کہی گئی ہے۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر فیاض القرآن۔ تفسیر فتح المید)

سوال: بتائیے حضرت یعقوب علیہ السلام پر بھیجی جانے والی وحی کا کس سورۃ میں ذکر ہے؟
جواب: پارہ ۶ سورۃ النساء آیت ۱۲۳ میں ہے: **وَاَوْحَيْنَا اِلٰى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَاَلْسَابِطَ** ”اور ہم نے ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب علیہم السلام اور اولاد یعقوب کے پاس وحی بھیجی۔“

(القرآن - تفسیر مکی - معارف القرآن - تفسیر مجدی)

سوال: یعقوب علیہ السلام کے خاندان پر انعام مکمل کرنے کا ذکر قرآن مجید کی کس آیت میں ہے؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ یوسف کی آیت ۶ میں۔

(القرآن - تفسیر نیا، القرآن - تفسیر مکی - تفسیر مظہری)

سوال: سورۃ یوسف آیت ۲۸ میں حضرت یوسف علیہ السلام نے کس کے مذہب کی بات کی ہے؟

جواب: آپ نے فرمایا تھا کہ میں نے اپنے آباء و اجداد کا مذہب اختیار کر رکھا ہے۔
ابراہیم کا اور اسحاق کا اور یعقوب علیہم السلام کا۔

(القرآن - تفسیر نیا، القرآن - تفسیر مکی - تفسیر مظہری)

سوال: قرآن مجید کی کس آیت میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے یہود یا نصاریٰ میں سے ہونے کا انکار کیا گیا ہے؟

جواب: سورۃ بقرہ کی آیت ۱۳۰ میں ہے کہ (اے مشرک!) یا کہے جاتے ہو کہ ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب اور اولاد یعقوب علیہم السلام (میں سے جو انبیاء گزرے) یہود یا نصاریٰ تھے۔ (اے محمد ﷺ) آپ فرمادیں گے کہ تم زیادہ واقف ہو یا اللہ تعالیٰ۔

(القرآن - تفسیر نیا، القرآن - تفسیر مکی)

سوال: سورۃ العنکبوت آیت ۲۷ میں اللہ تعالیٰ نے آل ابراہیم علیہ السلام کو کس صلے کی بات کی ہے؟

جواب: پارہ ۲۰ کی اس سورۃ کی آیت ۲۷ میں ہے: **وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِہِ النَّبُوَّةَ وَالْکِتٰبَ وَ**

اَتَيْتُهُ اَجْرَهُ فِي الدُّنْيَا وَ اِنَّكَ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ ”اور ہم نے ان کی نسل میں نبوت اور کتاب (کے سلسلے) کو قائم رکھا۔ اور ہم نے ان کا صلہ ان کو دنیا میں بھی دیا اور وہ آخرت میں بھی (بڑے درجے کے) نیک بندوں میں ہوں گے۔“
(الفرقان - تفسیر فتح القدیر - تفسیر روح البیان - فتح المہید)

سوال: قرآن مجید کی سورۃ الانبیاء میں صالحین کا امام اور ہادی کن پیغمبروں کو کہا گیا ہے؟
جواب: پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۷۲ میں حضرت ابراہیم اور حضرت اٰخٰتٰن اور حضرت یعقوب علیہم السلام کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا گیا: وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اٰيٰتًا يُّهْتَدُوْنَ بِاَمْوَئِنَا ”اور ہم نے ان کو مقتداء بنایا کہ ہمارے حکم سے (خلق خدا کو) ہدایت کیا کرتے تھے۔“
(الفرقان - تفسیر عزیزی - تفسیر مابدی - اذواق الانبیاء)

حضرت یعقوب علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت اٰخٰتٰن علیہ السلام کے بیٹے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے ہیں۔ آپ کا عبرانی زبان میں کیا نام ہے؟
جواب: عبرانی زبان میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام اسرائیل ہے۔ انہی سے بنی اسرائیل کا آغاز ہوا۔
(سیرت انبیاء کرام) - تذکرۃ الانبیاء - تاریخ الانبیاء
سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دوہری خوشخبری اور بعض کے نزدیک تیسری بشارت کوئی سنائی گئی؟

جواب: حضرت یعقوب علیہ السلام کے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دوہری خوشخبری سنائی گئی کہ ان کے ہاں بیٹا ہوگا اور پھر پوتا ہوگا یعنی حضرت اٰخٰتٰن علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی ایک ساتھ خوشخبری سنائی گئی۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اس میں تیسری بشارت یہ بھی ہے کہ بیٹا اٰخٰتٰن علیہ السلام بڑا ہوگا۔ جوان ہوگا اور پھر اس کی شادی ہوگی پھر اس کے ہاں بھی بیٹا (یعقوب علیہ السلام) پیدا ہوگا۔
(تفسیر ابن کثیر - ترجمان القرآن - تذکرۃ الانبیاء - قصص الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت یعقوب علیہ السلام کی پیدائش کی بشارت کب اور کیسے دی گئی؟
جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام سرزمین عراق سے ہجرت کر کے شام (کنعان) تشریف لے گئے اور مدینہ الحلیل میں قیام فرمایا۔ یہاں ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام اور حضرت اسرافیل علیہ السلام حاضر ہوئے جو کہ قوم لوط پر عذاب کے لیے بھیجے گئے تھے۔ ان فرشتوں نے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اور حضرت سارہ علیہا السلام کو حضرت آخق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری سنائی پھر بتایا کہ ہم قوم لوط کو تباہ کرنے جا رہے ہیں۔

(القرآن - قصص القرآن - ازہدایہ الانبیاء - سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام کی والدہ کا نام بتائیے؟ حضرت یعقوب علیہ السلام کی پیدائش کے وقت حضرت آخق علیہ السلام کی عمر کتنی تھی؟

جواب: حضرت یعقوب علیہ السلام کی شادی حضرت آخق علیہ السلام نے اپنی بہتی زلفاء سے کر دی تھی۔ جن سے دو بچے بڑواں بیٹے یحییٰ اور یعقوب علیہ السلام پیدا ہوئے۔ ان دونوں کی پیدائش کے وقت حضرت آخق علیہ السلام کی عمر ساٹھ سال تھی۔

.. (تذکرۃ الانبیاء - قصص الانبیاء - قصص القرآن)

سوال: یعقوب علیہ السلام کا نام عبرانی زبان میں اسرائیل ہے۔ اس کے معنی بتائیے؟
جواب: یہ اسراء اور ایل دو لفظوں کا مرکب ہے۔ اسراء کے معنی عبد اور ایل کے معنی اللہ ہوتے ہیں۔ عربی زبان میں اسرائیل کا ترجمہ یہ ہوا کہ عبد اللہ یعنی اللہ کا بندہ۔

(الفقرآن - تذکرۃ الانبیاء - قصص الانبیاء)

سوال: حضرت آخق علیہ السلام کے ایک بیٹے کا نام یعقوب علیہ السلام بھی تھا جو اللہ کے نبی تھے۔ یعقوب کے معنی بتائیے؟

جواب: یعقوب، عقب سے مشتق ہے جس کے معنی بعد اور پیچھے کے ہیں۔ آپ اگر چہ اپنے بھائی یحییٰ (یسو) کے بعد پیدا ہوئے تھے مگر وہ پہلے اور آپ بعد میں پیدا ہوئے تھے۔ اس لیے آپ کو یعقوب (یعنی بعد میں یا پیچھے آنے والے) کہتے ہیں۔

(الفقرآن - تذکرۃ الانبیاء - قصص الانبیاء)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے ماموں کی دو بیٹیوں سے کس طرح شادی کی؟
 جواب: حضرت یعقوب علیہ السلام کے ماموں لابان کی دو لڑکیاں تھیں۔ بڑی کا نام لیا اور چھوٹی کا راحیل تھا۔ یعقوب علیہ السلام راحیل سے شادی کرنا چاہتے تھے۔ ماموں نے یہ عذر پیش کیا یہ ہمارے دستور کے خلاف ہے کہ بڑی بیٹی سے پہلے چھوٹی بیٹی کی شادی کر دی جائے۔ تم بڑی لڑکی لیا سے شادی کر لو۔ یعقوب علیہ السلام نے ماموں کی بات سمجھتے ہوئے بڑی لڑکی سے شادی منظور کر لی۔ اور حق مہر کے عوض (موکے علیہ السلام کی طرح) دس سال تک اپنے سر لابان کی بکریاں چرائیں۔ اس کے بعد ماموں نے اپنی لڑکی کا نکاح آپ سے کر دیا۔ یعقوب علیہ السلام کی پہلی بیوی لیا کا انتقال ہو گیا تو اس کے بعد ماموں نے اپنی چھوٹی بیٹی راحیل سے ان کا نکاح کر دیا۔ اس کے حق مہر کے طور پر بھی آپ نے دس سال تک بکریاں چرائیں بعض مؤرخین و مفسرین کہتے ہیں کہ اسلام سے پہلے دوسرے انبیاء علیہ السلام کی شریعت میں دو بہنیں ایک ساتھ نکاح میں رہ سکتی تھیں اس لیے یہ دونوں بہنیں بھی ایک ہی وقت میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے نکاح میں رہیں۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء لابن کثیر۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام شام (کنعان) سے عراق کیوں گئے اور کتنا عرصہ وہاں رہے؟

جواب: حضرت اعلیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام کی والدہ وفات نے کہا کہ میرا مشورہ یہ ہے کہ اپنے والد کی نصیحت کے مطابق تمہارا عراق چلے جانا بہتر ہے۔ آپ اپنے والد کی نصیحت اور والدہ کے مشورے پر عراق اپنے ماموں لابان کے پاس چلے گئے جہاں آپ نے ان کی دو بیٹیوں لیا اور راحیل سے شادی کی اور بیس سال سے زیادہ عرصہ وہاں رہے۔ اور بنیامین کے علاوہ آپ کے گیارہ بیٹے یہاں پیدا ہوئے۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ از جلال الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

حضرت یعقوب علیہ السلام کی کتنی بیویاں تھیں اور ان سے کتنی اولادیں ہوئیں؟

جواب: دو بیویاں لیا اور راحیل سے آپ کے بارہ بیٹے پیدا ہوئے۔ پہلی بیوی لیا سے دس بیٹے اور دوسری بیوی راحیل سے دو بیٹے پیدا ہوئے۔ آپ کی دو بیویاں زلفہ (باندی) اور بلہہ (باندی) بھی بنائی جاتی ہیں۔

(تفسیر قرطبی۔ معارف القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ از راجح الانبیاء۔ نقص الانبیاء)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے جن سے بارہ قبیلے بنے اور ان کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی۔ ان بارہ بیٹوں کے نام بتادیں؟

جواب: لیا سے دس بیٹے راؤ بن، شمعون، لاوی، یھودا، ویسا کر، زبولون، جاوا، بشر، دان، نفتان پیدا ہوئے جبکہ راحیل سے یوسف علیہ السلام اور بنیامین پیدا ہوئے۔

(معارف القرآن۔ از راجح الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام۔ نقص الانبیاء)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کی اولاد کو کون سی بڑی برکتیں عطا ہوئیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے ان کی نسل میں یہ برکت دی کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس مصر گئے تو یہ پتھر بھائی تھے اور جب فرعون کے مقابلے کے بعد موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ان کی اولاد بنی اسرائیل نکلی تو ہر بھائی کی اولاد ہزاروں افراد پر مشتمل قبیلے تھے۔ دوسری برکت اولاد یعقوب کو اللہ تعالیٰ نے یہ عطا فرمائی کہ دس انبیاء علیہ السلام کے علاوہ باقی سب انبیاء و رسل ان کی اولاد میں پیدا ہوئے۔ (معارف القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ نقص الانبیاء)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام کو انبیاء علیہ السلام کی جماعت میں کیا خصوصی امتیاز حاصل تھا؟

جواب: آپ کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ آپ کے باپ اور دادا بھی نبی تھے اور آپ کے بیٹے بھی نبی تھے۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ از راجح الانبیاء)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام کو کب نبی بنایا گیا؟ آپ کس علاقے کے لیے مبعوث ہوئے؟

جواب: آپ اپنے ماموں کے پاس رہتے تھے کہ وہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو

کنعان کے لوگوں کے لیے نبوت عطا ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر چالیس سال تھی۔ آپ نے کنعان روانہ ہونے کے لیے اپنے ماموں سے رخصت چاہی۔ آپ نے بخوشی اجازت دے دی اور بہت سامان و متاع اور بکریوں کا ریوڑ دے کر رخصت کیا۔ آپ نے کنعان پہنچ کر بادشاہ وطن اور اہل کنعان کے لیے تبلیغ دین کا فریضہ سرانجام دیا۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء۔ تاریخ طبری۔ قصص القرآن)

سوال: اللہ کی طرف سے حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی کا صدمہ برداشت کرنا پڑا۔ بتائیے آپ کتنا عرصہ بیٹے سے جدا رہے اور اس کا کیا اثر ہوا؟

جواب: آپ چالیس سال تک اور بعض حضرات کے قول کے مطابق ستر سال تک اپنے بیٹے سے جدا رہے اور اس صدمے سے روتے روتے آپ کی آنکھوں کی پینائی جاتی رہی۔ (القرآن۔ سیرت انبیائے کرام۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر قرطبی)

سوال: بتائیے حضرت یعقوب علیہ السلام نے کتنی عمر میں اور کہاں وفات پائی؟ آپ کہاں دفن ہوئے؟

جواب: حضرت یوسف علیہ السلام نے آپ کو مصر بلوایا۔ آپ اپنے خاندان کے تریسٹھ افراد کے ساتھ مصر تشریف لے گئے مصر پہنچنے کے وقت آپ کی عمر ایک سو تیس سال ہو چکی تھی۔ آپ مصر میں سترہ سال رہے اور ۱۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو وصیت کی کہ باپ اٹحق علیہ السلام اور دادا ابراہیم علیہ السلام کے پاس دفن کیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ (۶۵ ص القرآن۔ تفسیر الانقان۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت اٹحق علیہ السلام کی بیوی اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی والدہ نے ان کو آفدان آرام جانے کا مشورہ کیوں دیا؟

جواب: ان کے والد حضرت اٹحق علیہ السلام نے ان کے لیے برکت کی دعا کی تھی۔ اس لیے ان کے بھائی یعس (عیسو) نے ان کو قتل کر دینے کی دھمکی دی تھی۔ عیسو کے

خطرے سے بچنے کے لیے ان کی والدہ رفقا نے انہیں فدان آرام (عراق) اپنے ماموں لابان کے پاس چلے جانے کا مشورہ دیا تھا۔

(قصص القرآن - تاریخ الانبیاء - از دواع الانبیاء)

سوال: بعض مفسرین کے بقول حضرت یعقوب علیہ السلام کی دوسری دو بیویوں لیا کی باندی زلفا اور راحیل کی باندی بلہا سے بھی اولاد ہوئی تھی۔ ان کے نام بتا دیجیے؟
جواب: ان مفسرین کے مطابق چھ بیٹے لیا سے اور دو بیٹے راحیل سے ہوئے۔ جبکہ دو بیٹے دان اور نشتال بلہا سے اور دو بیٹے جاو اور شیر زلفا سے ہوئے۔

(قصص القرآن - قصص الانبیاء)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام کا زمانہ کون سا بتایا گیا؟

جواب: آپ کا زمانہ تخمیناً ۲۰۰۰ ق م تا ۱۸۵۳ ق م ہے۔ آپ نے ایک سو سینتالیس سال عمر پائی اور تقریباً دو ہزار سال تک آپ کی نسل بنی اسرائیل میں خدا کے مقدس پیغمبر ہوتے رہے۔
(قصص القرآن - قصص الانبیاء - تاریخ الانبیاء)

سوال: حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے عیسیٰ یا عیسو کو کیا عزت و شرف حاصل ہوا؟
جواب: حضرت اسحاق علیہ السلام کی دعا سے حضرت یعقوب علیہ السلام کو نبوت ملی۔ جبکہ عیسیٰ کو حضرت یعقوب علیہ السلام نے کثرت اولاد کی دعا دی۔ جس زمانے میں حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے ماموں کے پاس چلے گئے اسی زمانے میں عیسو اپنے چچا حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاس مکہ چلے گئے اور ان کی بیٹی سے شادی کر لی۔ انہی کے قریب مقام ادم میں قیام کیا۔ پھر عیسیٰ کی اولاد روم میں پھیل گئی۔ ان کا ایک بیٹا روم تھا۔
(قصص القرآن - قصص الانبیاء)

سوال: مصر میں ہجرت سے پہلے حضرت یعقوب علیہ السلام نے کس گاؤں میں زندگی گزاری؟

جواب: اس گاؤں کا نام سیلون ہے جو نابلس کے قریب ہے اور بیت المقدس سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ جس کنویں میں حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں نے ڈالا تھا

اس کے قریب ایک احاطہ ہے اس میں حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کا مزار ہے۔ (تفسیر حقانی۔ قصص الانبیاء)

سوال: لاہان حضرت یعقوب علیہ السلام کے ماموں تھے۔ حضرت اسحاق علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام کو ان کی بیٹی سے شادی کرنے کا حکم کیوں دیا تھا؟

جواب: حضرت اسحاق علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا کہ حران میں چلے جاؤ اور ماموں کے ہاں شادی کرو کیونکہ ان کی بیٹیاں دین خفیف پر کار بند ہیں۔ یعنی مومن ہیں۔ (قصص الانبیاء۔ از دواج الانبیاء)

سوال: لیا اور راحیل نے اپنی باندیاں کیوں حضرت یعقوب علیہ السلام کے نکاح میں دے دیں؟

جواب: لاہان نے اپنی بڑی بیٹی لیا کو ایک باندی زلفا اور چھوٹی بیٹی راحیل کو بلہا شادی کے وقت تحفے میں دی تھیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اور راحیل کے نکاح کو کافی عرصہ گزر گیا ان کے ہاں اولاد نہ ہوئی۔ بڑی بہن لیا کے ہاں چار بچے ہو چکے تھے۔ انہیں فطری طور پر غیرت محسوس ہوئی اور انہوں نے اپنی باندی بلہا حضرت یعقوب علیہ السلام کے نکاح میں دے دی۔ ان کے مقابلے پر لیا نے بھی اپنی باندی زلفا دیں۔ (قصص الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام۔ از دواج الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے اولاد کے لیے راحیل کی پکار کیسے سنی؟

جواب: دونوں بہنوں کی باندیوں زلفا اور بلہا سے بھی اولادیں ہو چکی تھیں جبکہ راحیل ابھی تک اس نعمت سے محروم تھیں۔ چنانچہ وہ صدق دل سے اللہ کی طرف متوجہ ہوئیں اور دعا مانگی کہ اللہ تعالیٰ انہیں یعقوب علیہ السلام سے ایک بیٹا عطا کرے۔ چنانچہ اللہ نے ان کی دعا سن لی اور ان کے یہاں ایک پاکیزہ صفت اور حسین و جمیل لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام انہوں نے یوسف رکھا۔ کہا جاتا ہے کہ یوسف علیہ السلام اپنی پردادی حضرت سارہ علیہا السلام سے حیرت انگیز طور پر مشابہت رکھتے تھے۔ اسی

لیے یعقوب علیہ السلام انہیں سب سے زیادہ چاہتے تھے۔ حمر دن میں ہی راحیل کے ہاں دوسرے بیٹے بنیامین پیدا ہوئے جو یوسف علیہ السلام کے گئے بھائی تھے۔
(قصص الانبیاء: سیرت انبیاء کرام۔ نزاج الانبیاء)

سوال: بتائیے راحیل نے اپنے والد لابان کے گھر کو بتوں سے کیسے پاک کیا؟
جواب: راحیل کے والد یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کے ماموں اور سنسر بتوں کی پوجا کرتے تھے اور انہوں نے اپنے گھر میں بت رکھے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے حضرت یعقوب علیہ السلام کو عراق چھوڑنے اور بیت المقدس میں جا کر تبلیغ کا حکم دیا تو آپ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ راحیل نے اپنے والد کے بت بھی چپکے سے ساتھ رکھ لیے تاکہ انہیں کہیں دور کسی نہر یا دریا میں بہا کر ان سے چھٹکارا حاصل کریں۔ قافلہ عراق سے کافی دور نکل آیا تو لابان بھی اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ ان تک آن پہنچے اور پوچھا کہ کیا تم لوگ میرے بت اپنے ساتھ لے آئے ہو۔ یعقوب علیہ السلام کو اپنے ماموں کے بتوں کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا اس لیے انہوں نے صاف انکار کر دیا کہ بھلا ہم کیوں تمہارے بت اپنے ساتھ لانے لگے۔ انہوں نے سامان کی تلاشی لی مگر کچھ نہ ملا۔ کیونکہ راحیل نے بت اپنے اونٹ کی زین میں چھپا رکھے تھے اور خود اس پر سوار تھیں ان کا والد ناکام واپس چلا گیا۔ اس طرح راحیل نے اپنے باپ کے گھر کو بتوں سے پاک کر دیا۔
(قصص الانبیاء: نزاج الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کے بڑے بھائی عیسٰی میں کیسے صلح ہوئی؟
جواب: حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے اہل خانہ اور مال و اسباب کے ساتھ شام سے کنعان واپس آئے۔ دونوں بچھڑے ہوئے بھائی ملے تو ول پیچ گیا۔ عیسٰی نے اپنے بھائی کو گلے لگایا اور خوشی خوشی گھر لے گیا پھر سب کو رہنے کے لیے مکان دیا۔ یہاں راحیل کے ہاں بنیامین پیدا ہوئے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسی موقع پر راحیل کا انتقال ہو گیا۔ بنیامین نے اپنی خالہ لیا کی گود میں پرورش پائی۔
(قصص الانبیاء: سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام پر پہلی وحی کہاں اور کیا نازل ہوئی؟

جواب: حضرت یعقوب علیہ السلام تقریباً بیس سال تک حران شہر میں رہے۔ وہیں آپ پر پہلی وحی نازل ہوئی۔ حضرت جبرائیلؑ نے آکر پیغام دیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پیغمبر منتخب کیا ہے۔ اس وحی کے تھوڑی دیر بعد اللہ نے انہیں کنعان شہر جانے کا حکم دیا۔ (تورات۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: کنعان میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے زمانے میں کس کی حکومت تھی؟

جواب: جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان چھوڑا تھا تو وہاں ایک کافر بادشاہ سلیم ابن دارا کی حکومت تھی جو سورج اور چاند ستاروں کو پوجتا تھا۔ اس ستارہ پرست حکمران کی وجہ سے رعایا بھی ستارہ پرستی میں مبتلا تھی۔ اللہ نے اس بادشاہ اور عوام کو نراہ راست پر لانے کے لئے حضرت یعقوب علیہ السلام کو واپس کنعان جانے کا حکم دیا تھا۔ (قصص الانبیاء۔ تورات۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: کنعان کے بادشاہ تک حضرت یعقوب علیہ السلام کی رسائی کیوں نہ ہو سکی؟

جواب: کنعان کا دارالحکومت بیت المقدس (یروشلم) تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام شاہ کنعان تک نہ پہنچ سکے کیونکہ اس ظالم حکمران کے دربار تک رسائی حاصل کرنا بہت مشکل تھا۔ (تاریخ الانبیاء۔ تاریخ ابن خلدون۔ قصص القرآن)

سوال: بتائیے حضرت یعقوب علیہ السلام کو شاہ کنعان سلیم تک رسائی حاصل نہ ہوئی تو آپ نے کیا طریقہ اختیار کیا؟

جواب: آپ نے اللہ کے دین کی تبلیغ کے لئے براہ راست لوگوں کو ایمان کی طرف دعوت دی۔ اگرچہ انہیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تاہم آخر ایک اچھا خاصا گروہ ان کے ساتھ ہو گیا۔ یہ خبر شاہ کنعان تک پہنچی تو اس کے مشیروں و وزیروں نے اسے حضرت یعقوب علیہ السلام کے خلاف خوب بھڑکایا۔ (قصص الانبیاء و انبیاء۔ قصص القرآن۔ تورات)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام کی تبلیغ کے کیا نتائج نکلے اور ان کی قوم کو کیا سزا دی گئی؟

جواب: شاہ کنعان آپ پر ایمان نہ لایا۔ لوگوں کی تعداد بھی زیادہ مسلمان نہ ہوئی۔ آپ

بیت المقدس چھوڑ کر کنعان چلے گئے پھر پہلے جبرون گئے اور مختلف علاقوں میں تبلیغ کرتے ہوئے پھر کنعان آ گئے۔ قوم کی نافرمانی بڑھ گئی تو اللہ نے اسے زلزلے سے برباد کر دیا۔ صرف ایمان والے لوگ باقی بچے۔

(تذکرۃ الانبیاء - قصص الانبیاء - قصص القرآن)

سوال: کنعان میں ۲۰۰۰ ق م میں پیدا ہونے والے پیغمبر حضرت یعقوب علیہ السلام کو کتنی عمر میں نبوت ملی؟

جواب: آپ کو ۴۰ سال کی عمر میں نبوت ملی۔ آپ کی اولاد کو قرآن نے اسباط کہا ہے۔

(القرآن - قصص الانبیاء - تاریخ الانبیاء)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام کے ایک بیٹے کے علاوہ تمام بیٹے (بارہ بیٹے تھے) قحطان میں پیدا ہوئے، وہ کون سا بیٹا تھا؟

جواب: آپ کا وہ بیٹا یامین تھا جو کنعان میں پیدا ہوا۔

(قصص القرآن - قصص الانبیاء - مولا عبدالمعز)

سوال: بتائیے حضرت یعقوب علیہ السلام نے کب اور کہاں وفات پائی؟

جواب: آپ نے ۱۳۷ برس کی عمر میں ۱۸۵۲ ق م میں مصر میں وفات پائی اور کنعان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

(قصص القرآن - قصص الانبیاء - لابن کثیر - تذکرۃ الانبیاء)

﴿سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام﴾

حضرت یوسف علیہ السلام اور قرآن

سوال: اللہ کے نبی حضرت یوسف علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کے پوتے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پڑپوتے تھے۔ بتائیے آپ کا ذکر قرآن پاک کی کونسی تین سورتوں میں آیا ہے؟

جواب: پارہ ۷ سورۃ الانعام، پارہ ۱۲ سورۃ یوسف اور پارہ ۲۳ سورۃ غافر (سورۃ مومن) تین سورتوں میں حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر ہے۔

(القرآن - تفسیر عزیزی - تفسیر فتح القدیر - تفسیر حقانی)

سوال: قرآن مجید کی تین سورتوں میں حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر ہے۔ آیات بتادیتے؟

جواب: پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت ۸۳ میں صرف نام آیا ہے: **وَنُوحًا هَٰذَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَىٰ وَهَارُونَ ط** ”اور (ابراہیم علیہ السلام سے) پہلے زمانے میں ہم نے نوح علیہ السلام کو ہدایت کی اور ان (ابراہیم علیہ السلام) کی اولاد میں داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام اور ایوب علیہ السلام کو اور یوسف علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کو اور ہارون علیہ السلام کو۔“ پارہ ۱۲ سورۃ یوسف علیہ السلام پوری سورۃ میں حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ بیان ہوا ہے اور پارہ ۲۳ سورۃ غافر یا سورۃ المومن آیت ۳۳ میں ہے: **وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا زُلْتُمْ فِي شَكِّكُمْ مِمَّا جَاءَكُمْ بِهِ حَتَّىٰ إِذَا أَهْلَكَ قُلُوبُكُمْ لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ مِنْ بَعْدِهِ رَسُولًا ط** ”اور اس سے قبل تم لوگوں کے پاس یوسف علیہ السلام دلائل (توحید و نبوت) لے کر آچکے ہیں۔ پس تم ان امور

میں بھی برابر شک ہی میں رہے۔ جو وہ تمہارے پاس لے کر آئے تھے۔ حتیٰ کہ جب ان کی دقات ہو گئی تو تم لوگ کہنے لگے کہ بس اب اللہ کسی رسول کو نہ بھیجے گا۔“ (القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر فتح القدیر۔ تفسیر حنفی)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کا ہدایت پر ہونا اور تبی ہونا کن آیات سے ظاہر ہوتا ہے؟
جواب: پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت ۸۴ میں حضرت داؤد علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام اور ایوب علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اور حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ آپ کا بھی ذکر ہے کہ ہم نے ان کو ہدایت کی۔ سورۃ المؤمن آیت ۳۳ میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو لوگوں کی ہدایت کیلئے (نبی بنا کر) بھیجا گیا۔ اور سورۃ یوسف میں تو آپ کو بچا تبی کہا گیا ہے۔

(القرآن۔ تفسیر حنفی۔ تفسیر نبیاء القرآن۔ تفسیر مظہری)

سوال: بتائیے قرآن پاک کی کس سورۃ کو احسن القصص کہا گیا ہے اور کیوں؟
جواب: قرآن مجید کے بارہویں پارے کی سورۃ یوسف کو احسن القصص کہا گیا ہے کیونکہ اس میں حضرت یوسف علیہ السلام کی پوری زندگی کا قصہ بڑے خوبصورت انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ خصوصاً ان کی پاکدامنی کا ذکر ہے۔“

(القرآن۔ معارف القرآن۔ تفسیر نبیاء القرآن)

سوال: قرآن مجید کی سورۃ یوسف علیہ السلام کو احسن القصص کہا گیا ہے۔ کس آیت میں؟
جواب: پارہ ۱۲ سورۃ یوسف آیت ۳ میں ارشاد خداوندی ہے: نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هَذَا الْقُرْآنَ۔ ”ہم نے جو یہ قرآن آپ کے پاس بھیجا ہے، اس کے ذریعے سے ہم آپ سے ایک بڑا عمدہ قصہ بیان کرتے ہیں۔“

(القرآن۔ معارف القرآن۔ بیان القرآن۔ تفسیر ابوالیمان)

سوال: سورۃ یوسف میں بیان کئے گئے واقعات میں کن لوگوں کے لئے نشانیاں بتائی گئی ہیں؟
جواب: سورۃ یوسف کی آیت ۷ میں ہے: لَقَدْ كَانَتْ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ الْآيَاتِ لِلْمُسْلِمِينَ۔ ”البتہ اس قصہ یوسف میں اور اس کے بھائیوں کے قصے میں نشانیاں

ہیں پوچھنے والوں کے لئے۔“ (یعنی جو آپ سے اس قصے کے بارے میں پوچھتے ہیں۔)
(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ فتح الحمید۔ کنز الایمان)

سوال: بتائیے رسول اللہ ﷺ کو قصہ یوسف بیان ہونے سے پہلے کہاں سے اس کے بارے میں خبر ملی تھی؟

جواب: قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلِهِ لَمَنِ الْغَافِلِينَ اور ہمارے اس بیان کرنے سے قبل آپ اس سے بالکل ناواقف تھے۔“ یعنی اللہ تعالیٰ نے قرآن (وحی) کے ذریعے حضور ﷺ کو یہ قصہ بتایا۔ (سورۃ یوسف آیت ۳)
(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ فتح الحمید۔ کنز الایمان)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے تقریباً ۱۲ سال کی عمر میں خواب دیکھا۔ وہ کیسا خواب تھا؟

جواب: قرآن پاک کی سورۃ یوسف آیت ۴ میں ہے: إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كُوفًا وَالثَّمَنَ وَالْقَمْوَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ اور (وقت قاتل ذکر ہے) جب یوسف علیہ السلام نے اپنے والد (یعقوب علیہ السلام) سے کہا کہ ابا جان میں نے (خواب میں) دیکھا ہے کہ گیارہ ستارے اور سورج اور چاند مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔“

(القرآن۔ معارف القرآن۔ تیسرا القرآن۔ تفسیر مزیدی)

سوال: خواب سننے کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو کیا جواب دیا؟

جواب: آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام سے فرمایا: قَالَ يٰٓيُنٰى لَا تَقْصُصْ رُءُءَاكَ عَلَىٰ اَخَوٰىكَ فَيَكِيدُوْا لَكَ كَيْدًا ۚ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ اور انہوں نے جواب میں فرمایا کہ بیٹا اپنے اس خواب کو اپنے بھائیوں کے سامنے مت بیان کرے۔ پس وہ تمہیں تکلیف پہنچانے کے لئے کوئی تدبیر کریں گے۔ بے شک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے۔“

(القرآن۔ معارف القرآن۔ تیسرا القرآن۔ تفسیر مزیدی)

سوال: اللہ کے نبی حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے کا خواب سن کر تعبیر بتاتے ہوئے کیا پیش گوئی فرمائی؟

جواب: سورۃ یوسف آیت ۶ میں ہے کہ آپ نے فرمایا: وَكَذَلِكَ يَجْتَبِيكَ رُءُوسُكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَابِرَتِ الْأَعْدِيَّتِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِ يَعْقُوبَ كَمَا أَتَمَّهَا عَلَىٰ أَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ إِنَّ رَبَّكَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ ”اور اسی طرح تمہارا رب تم کو منتخب کرے گا (نوازے گا) اور تم کو خوابوں کی تعبیر کا علم دے گا اور تم پر یعقوب علیہ السلام کے خاندان پر اپنا انعام پورا کرے گا۔ جیسا کہ اس سے قبل تمہارے دادا پر دادا یعنی ابراہیم علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام پر انعام کمال کر چکا ہے۔ واقعی تمہارا رب بڑا علم و حکمت والا ہے۔“

(القرآن۔ بیان القرآن۔ فتح الحمید۔ تفسیر ماجدی)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام کو سب سے زیادہ پیار کرتے تھے۔ یوسف علیہ السلام کے سوتیلے بھائیوں کو باپ سے کیا شکایت پیدا ہوئی؟

جواب: سورۃ یوسف آیت ۸ میں بتایا گیا ہے: يٰۤاَدْفَاؤُا لِّیُوسُفَ وَآخُوهُ أَحَبُّ إِلَیَّ إِنِّیْنَا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّ آدَا لَفِی ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ ۝ ”جبکہ ان کے (علائی) بھائیوں نے باہم مشورہ کرتے ہوئے کہا کہ یوسف علیہ السلام اور ان کا بھائی (بن یا من) ہمارے والد کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں۔ حالانکہ ہم ایک جماعت (قوت والے لوگ) ہیں۔ بے شک اس سلسلے میں ہمارے باپ کھلی غلطی پر ہیں۔“

(القرآن۔ بیان القرآن۔ فتح الحمید۔ تفسیر ماجدی)

سوال: سوتیلے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں کیا مشورہ کیا؟

جواب: سورۃ یوسف کی آیت ۹-۱۰ بتاتی ہے کہ: اقْتُلُوا یُوسُفَ وَأَطْرَحُوهُ أَرْضًا یَخْلُلَ لَكُمْ وَجْهُ أَبَائِكُمْ وَتَكُونُوا مِنْ بَعْدِهِ قَوْمًا صَالِحِیْنَ ۝ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ لَا تَقْتُلُوا یُوسُفَ وَالْقَوْهُ فِی غَیْبِ الْجُبِّ یَلْقَیْطُهُ بَعْضُ السَّیَّارَةِ إِنْ كُنْتُمْ

فَوَيْلٌ لَّكَ ۝ "یا تو یوسف علیہ السلام کو قتل کر ڈالو یا ان کو کسی دور دراز سر زمین میں پھینک دو تا کہ تمہارے باپ کی توجہ صرف تم پر ہو جائے۔ اور تمہارے سب کام بن جائیں گے (تم نیک لوگ بن جانا) ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ یوسف علیہ السلام کو قتل مت کرو۔ اگر کچھ کرنا ہے تو ان کو کسی اندھیرے کنویں میں ڈال دو۔ تاکہ ان کو کوئی راہ چلا نکال کر لے جائے۔"

(القرآن - تفسیر عزیزی - فتح القدیر - فتح الحمید)

سوال: منصوبہ بنانے کے بعد یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اپنے والد سے کیا کہا؟
جواب: سورۃ یوسف آیت ۱۱-۱۲ میں ہے: قَالُوا اِيْلٰٓاٰنَاۤ اٰتَاكَ لَا تَاۤمَنَّا عَلٰی يُّوسُفَ وَاِنَّا لَهُ لَنٰصِحُوْنَ ۝ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّزْنَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ ۝ "سب نے مل کر باپ سے کہا کہ ابا جان اس کی کیا وجہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کے بارے میں آپ ہمارا اعتبار نہیں کرتے۔ حالانکہ ہم ان کے (دل و جان سے) خیر خواہ ہیں۔ آپ ان کو کل ہمارے ساتھ (جنگل کو) بھیج دیں کہ وہ کھائے اور کھیلے۔ اور ہم اس کی پوری پوری حفاظت کریں گے۔"

(القرآن - تفسیر عزیزی - تفسیر فتح القدیر - فتح الحمید)

سوال: والد کو دوسرے بیٹوں پر اعتبار نہیں تھا۔ اس لئے وہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھیجنا نہیں چاہتے تھے۔ انہوں نے کس طرح اپنے خدائے کا اظہار کیا؟

جواب: قَالَ اِنِّیْۤ اِلٰہِیْۤ اَسْخَرُ نَفْسِیْ اَنْ تَذٰهَبُوْا بِہٖ وَاَخَافُ اَنْ یَّاۡکُلَہُ الدِّیْبُ وَانْتُمْ عَنْہٗ غٰفِلُوْنَ ۝ " (یعقوب علیہ السلام نے) فرمایا: مجھے اس بات کا غم ہے تم اسے لے جاؤ۔ اور میں ڈرتا ہوں کہ کہیں اسے بھیڑ یا نہ کھا جائے اور تم اس کی طرف سے بے خبر رہو۔"

(القرآن - تفسیر مظہری - تفسیر فیاض القرآن)

سوال: سوتیلے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے ساتھ لے جانے پر بضد تھے۔ انہوں نے والد کو کس طرح یقین دلایا؟

جواب: قَالُوْا لَیْنِۤ اَکَلَہُ الدِّیْبُ وَنَحْنُ عُصْبَۃٌ اِنَّا اِذَا لَخِیْرُوْنَ ۝ "وہ بولے کہ اگر ان

کو بھیڑیا کھا جائے گا حالانکہ ہم ایک جتھہ ہیں تو ہم بالکل ہی گمے گذرے ہوئے۔“ چنانچہ والد مان گئے اور وہ اپنے بھائی یوسف علیہ السلام کو ساتھ لے گئے۔

(القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر مابعدی۔ تفسیر فیاض القرآن)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کے سوتیلے بھائیوں نے آپ کو جنگل میں لے جا کر آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

جواب: قرآن کہتا ہے کہ: فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهِ وَآخَضُوا إِلَيْهِ يُشْعِلُوهُ فِى غَيْبَتِ الْيُحْيٰى. ”بس جب وہ ان کو لے گئے اور سب نے پختہ عزم کر لیا کہ ان کو کسی اندھیرے کنویں میں ڈال دیں۔“ (آیت ۱۵)

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر القرآن۔ تفسیر عثمانی)

سوال: بتائیے جب برادران یوسف نے آپ کو کنویں میں ڈال دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف کیا وحی کی؟

جواب: آیت ۱۵ میں ہے: وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ لَتُنَجِّيَنَّهُمْ بِأَمْرِ رَبِّهِمْ هَلْذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ اور ہم نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ ایک دن تم انہیں یہ بات جتلاؤ گے (انہیں اس حرکت سے آگاہ کرو گے) اور وہ بے خبر ہوں گے وہ تمہیں نہیں پہچانیں گے۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر القرآن۔ تفسیر عثمانی)

سوال: سورۃ یوسف آیت ۱۶ میں بتایا گیا ہے کہ برادران یوسف علیہ السلام عشاء کے وقت روتے ہوئے اپنے والد کے پاس آئے۔ بتائیے انہوں نے والد سے کیا کہا؟

جواب: وہ شام کو (یا عشاء) کے وقت روتے ہوئے آئے اور اپنے والد حضرت یعقوب سے کہا: قَالُوا يَا أَبَانَا إِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِىْ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَأَكَلَهُ الذِّئْبُ وَمَا أَنتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صَادِقِينَ ۝ ”کہنے لگے کہ ابا ہم سب تو آپس میں دوڑنے کھیلنے لگ گئے اور یوسف کو ہم نے اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا۔ بس (اتفاقاً) ایک بھیڑیا (آیا اور) اُن کو کھا گیا۔ اور آپ تو ہمارا یقین نہیں کریں گے اگرچہ ہم سچے ہی ہیں۔“ (آیت ۱۷)

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ حارف القرآن)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ثبوت کے طور پر حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کی کوئی نشانی پیش کی؟

جواب: انہوں نے اپنے جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لئے حضرت یوسف علیہ السلام کی فیص دکھائی جس کے بارے میں آیت ۱۸ میں قرآن کہتا ہے: وَجَاءُوا وَعَلَى قُبُورِهِمْ كَذِبٌ۔ ”اور یوسف علیہ السلام کی قیص پر جھوٹ موٹ کا خون بھی لگائے تھے۔“ (القرآن۔ تفسیر فیاء القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر حسن البیان)

سوال: اللہ کے نبی حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کی بات سن کر کیا فرمایا؟

جواب: آیت ۱۸ میں ہے: قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْراً ط فَبَصَرُ جَبِيلٍ ط وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ۔ ”(یعقوب علیہ السلام نے) فرمایا بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات بنالی ہے۔ اچھا! میں صبر ہی کروں گا (جس میں شکایت نہ ہوگی) اور جو باتیں تم بناتے ہو اس پر اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں۔“

(القرآن۔ تفسیر فیاء القرآن۔ کنز الایمان۔ فتح المہد)

سوال: مصر کو جانے والا ایک قافلہ ادھر سے گزرا۔ بتائیے حضرت یوسف علیہ السلام کیسے ان کے ہاتھ لگے؟

جواب: آیت ۱۹ میں ہے: وَجَاءَتْ سَبَّارَةٌ فَأَسْرَوْا وَارِدَهُمْ فَأَدْلَى دَلْوَهُ ط قَالَ يَبْشُرِي هَذَا غُلَامٌ ط وَأَسْرُوهُ بَضَاعَةً ط وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَعْمَلُونَ۔ ”اور ایک قافلہ ادھر آگیا۔ اور انہوں نے اپنا آدمی پانی لانے کے لئے (کنویں پر) بھیجا۔ اور اس نے اپنا ڈول ڈالا۔ (اور اس میں یوسف علیہ السلام اوپر آئے تو) کہنے لگا کہ ارے بڑی خوشی کی بات ہے یہ تو ایک لڑکا ہے۔ اور انہوں نے اسے (قیمتی چیز) مال تجارت سمجھ کر چھپا لیا۔ اور اللہ جانتا تھا جو کچھ وہ کر رہے تھے۔“

(القرآن۔ تفسیر فیاء القرآن۔ کنز الایمان۔ فتح المہد)

سوال: قافلے والوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کتنے داسوں میں فروخت کیا؟

جواب: سورۃ یوسف آیت ۲۰ میں ہے: وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ وَكَانُوا

فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ ۝" اور ان کو بہت ہی کم قیمت میں بیچ ڈالا۔ یعنی گنتی کے چند درہموں کے عوض کیونکہ وہ تو ان کی قدر نہیں جانتے تھے۔

(القرآن۔ تفسیر فیاض القرآن۔ کنز الایمان۔ فتح المہدی)

سوال: مصر میں حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک شخص نے خرید لیا۔ اس نے اپنی بیوی سے کیا کہا؟

جواب: عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو قافلے والوں سے خرید لیا اور اس نے اپنی بیوی سے کہا: وَقَالَ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِنْ بَقْعَرَةَ لَمْ أَكْرَمِي مَثْوًى عِشَى أَنْ يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا ۖ" اور جس شخص نے مصر میں ان کو خریدا (عزیز مصر) اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اس کو عزت سے اور اچھی طرح رکھنا شاید یہ ہمیں نفع دے یا ہم اسے اپنا بیٹا بنالیں۔" (آیت ۲۱)

(القرآن۔ تفسیر فیاض القرآن۔ کنز الایمان۔ فتح المہدی)

سوال: اللہ تعالیٰ نے سورہ یوسف علیہ السلام میں اپنے کن انعامات کا ذکر کیا ہے؟ آیات بتادیجئے؟

جواب: آیت ۲۱ میں ہے: وَكَذَلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ وَلَنُعَلِّمَهُ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ ۖ" اور ہم نے اسی طرح یوسف علیہ السلام کو اس سرزمین مصر میں خوب قوت (سلطنت) دی۔ اور تاکہ ہم ان کو خوابوں کی تعبیر دینا بتا دیں۔" پھر آیت ۲۲ میں ہے: وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا ۖ وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝" اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچے تو ہم نے ان کو حکمت اور علم عطا فرمایا۔ اور ہم نیک لوگوں کو اسی طرح بدلا دیا کرتے ہیں۔"

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر القرآن۔ فتح المہدی)

سوال: بتائیے حضرت یوسف علیہ السلام کو کس نے بہکایا اور کیا کہا تھا؟

جواب: آیت ۲۳ میں ہے: وَرَا وَدَّتْهُ الْيَتِيمَ هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَعَلَّقَتْ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۖ" اور جس عورت کے گھر میں یوسف علیہ السلام رہتے تھے

(عزیز مصر کی بیوی) وہ ان پر فریفتہ ہو گئی اور اپنا مطلب حاصل کرنے کے لئے ان کو پھسلانے لگی اور گھر کے سارے دروازے بند کر دیئے اور ان سے کہا، آ جاؤ میں تم سے کہتی ہوں۔“ (یعنی گناہ کی دعوت دی)۔

(القرآن - تفسیر ابن کثیر - تفسیر القرآن - فتح المہید)

سوال: اللہ کے نبی حضرت یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر کی عورت کو کیا جواب دیا؟
جواب: آیت ۲۳ میں ہے: قَالَتْ مَعَآذَ اللّٰهِ اِنَّ رَبِّیْ اَحْسَنُ مِّنْ اٰیْ ط اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۵ (یوسف علیہ السلام) نے کہا، اللہ بچائے (اس گناہ سے) وہ (یعنی اس کا شوہر) میرا احسن و مربی ہے کہ مجھ کو کسی اچھی طرح رکھا۔ ایسے احسان فراموش (ظالم) کو فلاح نہیں ملتی۔“ (القرآن - تفسیر انبیاء القرآن - روح البیان)

سوال: آیت ۲۳ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام پر اپنے کس احسان کا ذکر کیا ہے؟ اور عورت کے فریب سے بچ نکلنے کی کیا وجہ بتاتی ہے؟

جواب: فرمایا گیا ہے: وَلَقَدْ هَمَمْتُ بِہٖ وَهَمَّ بِہَا لَوْلَا اَنْ رَّا بُرْہَانَ رَبِّہٖ ۖ تَمَّذَّلَ لَکَ لِتَنْصُرِفَ عَنْہُ السُّوءُ وَالْفَحْشَآءُ ۖ اور اس عورت کے دل میں تو ان کا خیال جم گیا تھا اور ان کو بھی اس عورت کا کچھ کچھ خیال ہو چلا تھا۔ اگر اپنے رب کی دلیل کو انہوں نے نہ دیکھا ہوتا تو زیادہ خیال ہو جانا عجب نہ تھا۔ ہم نے اسی طرح ان کو علم دیا تاکہ ہم ان سے صغیرہ و کبیرہ گناہ ہوں کو دور رکھیں۔“

(القرآن - تفسیر انبیاء القرآن - روح البیان)

سوال: بتائیے کس آیت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت یوسف علیہ السلام کو برگزیدہ بندوں میں سے کہا گیا ہے؟

جواب: پارہ ۱۲ سورہ یوسف آیت ۲۳ میں ہے: اِنَّہٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ ۝۵ ”بے شک وہ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھے۔“ (القرآن - تفسیر انبیاء القرآن - روح البیان)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے عورت کے دوبارہ بہکانے پر کس رد عمل کا اظہار کیا؟
جواب: حضرت یوسف علیہ السلام کے انکار کے باوجود اس نے دوبارہ دعوت گناہ دی تو

حضرت یوسف علیہ السلام باہر کی طرف دوڑے۔ آیت ۲۵ میں بیان کیا گیا ہے کہ:

وَأَسْبَقَ الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيصُهُ مِنْ دُبُرٍ وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ط ”اور دونوں آگے پیچھے دروازے کی طرف دوڑے اور اس عورت نے ان کا کرتہ پیچھے سے (کھینچ کر) پھاڑ ڈالا۔ اور دونوں نے (اتفاقاً) اس عورت کے شوہر کو دروازے پر کھڑا پایا۔“ (القرآن۔ تفسیر فتح الرحمن۔ تفسیر روح البیان۔ قصص القرآن)

سوال: اپنے شوہر کو دروازے پر کھڑے دیکھ کر اس عورت نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں اپنے شوہر سے کیا کہا؟

جواب: آیت ۲۵ میں ہے کہ اس نے حضرت یوسف علیہ السلام پر الزام لگاتے ہوئے کہا:

قَالَتْ مَا جَزَاءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ سُوءًا إِلَّا أَنْ يُسْجَنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝۵ (عورت) بولی کہ جو شخص تیری بیوی کے ساتھ بدکاری کا ارادہ کرتے، اس کی سزا اس کے سوا کیا ہو سکتی ہے کہ اسے جیل میں ڈال دیا جائے یا اور کوئی سخت سزا دی جائے۔ (القرآن۔ تفسیر ماحدی۔ تفسیر روح البیان۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے عورت کی اس جہمت کا کیا جواب دیا؟

جواب: آپ نے اس عورت کے شوہر سے کہا:

قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي عَنْ نَفْسِي. ”(یوسف علیہ السلام نے) کہا۔ یہی (عورت) اپنا مطلب نکالنے کے لئے مجھے پھسلاتی تھی۔“ (آیت ۲۶) (القرآن۔ تفسیر ماحدی۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے عزیز مصر کے خاندان سے تعلق رکھنے والے ایک فرد نے کیا شہادت دی؟

جواب: آیت ۲۶-۲۷ میں ہے کہ اس نے کہا: اِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ وَإِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ السَّادِقِينَ ۝ کہ ان کا کرتہ دیکھو اگر آگے سے پھٹا ہوا ہے تو عورت سچی اور یہ جھوٹے۔ اور اگر وہ کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو عورت جھوٹی اور یہ سچے۔

(القرآن۔ تفسیر ماحدی۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: عورت کے شوہر نے حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا

دیکھاتائیے اس نے اپنے روزِ عمل کا اظہار کرتے ہوئے کیا کہا؟

جواب: آیات ۲۸-۲۹ میں ہے: فَلَمَّا رَاقِمِيصَّةٌ قَدْ مِنْ دُثْرٍ قَالَ إِنَّهُ مِنْ كَيْدِكُنَّ ط إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ ۝ يُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هَذَا وَاسْتَغْفِرِي لِذَنْبِكِ إِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخَاطِئِينَ ۝ ”پس جب اس نے ان کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا دیکھا تو (عورت سے) کہنے لگا کہ یہ تم عورتوں کی چالاکی ہے۔ بے شک تمہاری چالاکیاں بھی غضب ہی کی ہوتی ہیں۔ اے یوسف علیہ السلام اس بات کو جانے دو اور اے عورت تو اس سے اپنے تصور کی معافی مانگ۔ بے شک تو ہی پوری طرح قصور وار ہے۔“ (الفرآن۔ تفسیر ماحدی۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: شہر کی عورتوں تک عزیز مصر کی عورت کی بات پہنچی تو انہوں نے کس انداز میں عورت پر الزام لگایا؟

جواب: آیت ۳۰ میں ہے: وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتَاهَا عَنْ نَفْسِهِ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا إِنَّا لَنَرَاهَا فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ ”اور چند عورتوں نے جو کہ شہر میں رہتی تھیں۔ یہ بات کہی کہ عزیز مصر کی بیوی اپنے غلام کو اس سے اپنا (ناجائز) مطلب حاصل کرنے کے لئے پھسلاتی ہے۔ اس غلام کا عشق اس کے دل میں جگہ کر گیا ہے۔ ہم تو اس (عورت) کو سراسر غلطی میں دیکھتے ہیں۔“

(الفرآن۔ تفسیر ماحدی۔ تفسیر مظہری۔ قصص الانبیاء)

سوال: عزیز مصر کی عورت نے شہر کی عورتوں کی باتیں سنیں تو کیا اقدام کیا؟

جواب: سورۃ یوسف کی آیت ۳۱ میں بتایا گیا ہے: فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِنَّ وَأَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَأً وَآتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّينًا وَقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ وَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا هَذَا بَشَرًا إِنْ هَذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ ۝ ”پس جب اس عورت نے ان عورتوں کی بدگوئی کی خبر سنی تو کسی کے ہاتھ اُن کو (دعوت کیلئے) بلا بھیجا۔ اور ان کے واسطے تکیہ لگایا اور ہر ایک کو ایک ایک چاقو بھی دے دیا۔ اور پھر (یوسف علیہ السلام سے) کہا کہ ذرا

سامنے تو آ جاؤ۔ پس ان عورتوں نے جو ان کو دیکھا تو (ان کے حسن و جمال کی وجہ سے) حیران رہ گئیں اور اسی تحریر میں اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔ اور کہنے لگیں کہ ماشاء اللہ یہ شخص آدمی ہرگز نہیں۔ یہ تو کوئی بزرگ فرشتہ ہے۔“
(القرآن - تنویر القرآن - تفسیر القرآن - معارف القرآن)

سوال: عزیز مصر کی بیوی نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کا اعتراف کس انداز سے کیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو کیسے دھمکی دی؟

جواب: آیت ۳۲ میں ہے: فَالْتَقَىٰ فَذَلِكُنَّ الَّذِي لُمْتُنَّنِي فِيهِ ط وَقَدْ رَاوْهُ عَنْ تَحْتِهِ فَاسْتَغْصَمَهُ ط وَلَكِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَا مَأْمُورٌ لَّيْسَ جَنًّا وَكَيْفُونا مِنَ الصَّغِيرِينَ ۝ وہ عورت بولی تو وہ شخص یہی ہے جس کے بارے میں تم مجھے برا بھلا کہتی تھیں۔ اور واقعی میں نے اس سے اپنا مطلب حاصل کرنے کی خواہش کی تھی مگر یہ پاک صاف رہا۔ اور اگر آئندہ یہ میرا کہنا نہ مانے گا تو بے شک قید کر دیا جائے گا اور بے عزت بھی ہوگا۔“
(القرآن - تنویر القرآن - معارف القرآن - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کو گناہ کی نسبت قید خانہ پسند تھا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے کیا دعا فرمائی؟

جواب: آپ نے بارگاہ الہی میں عرض کیا: قَالَ رَبِّ السَّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ وَإِلَّا تَصْرِفْ عَنِّي كَيْدَهُنَّ أَصْبُ إِلَيْهِنَّ وَأَكُنْ مِنَ الْجَاهِلِينَ ۝ ”یوسف علیہ السلام نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار جس کام کی طرف یہ عورتیں مجھے بلا رہی ہیں اس سے تو جیل خانہ میں جانا ہی مجھ کو زیادہ پسند ہے۔ اور اگر آپ ان کے داؤ و بیج کو مجھ سے دفع نہ کریں گے تو ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا۔ اور جاہلوں میں سے ہو جاؤں گا۔“ آیت ۳۴ میں ہے کہ: فَاسْتَجَابَ لَهُ رَبُّهُ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ میں ان کے رب نے ان کی دعا قبول کی اور ان عورتوں کے فریب کو ان سے دور رکھا۔ بے شک وہ (دعاؤں کا) بڑا سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔“
(القرآن - تنویر القرآن - معارف القرآن - قصص الانبیاء)

سوال: قرآن نے بتایا ہے کہ کچھ نشانیاں دیکھنے کے بعد فیصلہ کیا گیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو قید میں رکھا جائے۔ آیت بتا دیجئے؟

جواب: آیت ۳۵ میں ہے: **لَمَّا بَدَأَ اللَّهُ مِنْ بَعْدِ مَا رَأَوْا آيَاتٍ لَيْسَ جُنْدًا حَتَّىٰ يَجِيءَ بِكُمْ مَخْلُفًا نَشَانِيَا دِكْهِنَ كَ بَعْدِ اَن لُّوْكَوْنَ نَ بِي مَنَاسِبِ سَبْجَا كَ يَوْسُفَ عَلِيْهِ السَّلَامُ كَوَا يَكِ خَا صَ مَت تَّحْكَ قِيْدَ خَا نَ مِثْل رَكْهَا جَا ئَ۔**

(القرآن۔ قصص القرآن۔ تفسیر مکی۔ قصص الانبیاء)

سوال: قرآن پاک میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو قید خانے میں ڈال دیا گیا اور اسی دوران (بادشاہ کے) دو غلام بھی (قید ہو کر) جیل میں داخل ہوئے۔ بتائیے انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے کون سے خواب بتائے؟

جواب: ایک دن انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو نیک اور پرہیزگار سمجھتے ہیں ہمیں ان خوابوں کی تعبیر بتا دیجئے۔ آیت ۳۶ میں ہے: **قَالَ أَحَدُهُمَا إِنِّي أَرَأَيْتُ أُغْصِرُ عَصْمًا وَقَالَ الْآخَرُ إِنِّي أَرَأَيْتُ أَحْمِلُ فَوْقَ رَأْسِي خُبْرًا تَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ لَبَسْنَا بِسَاطِرًا يَلْبَسُهُ إِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُعْجِزِينَ** "ان میں سے ایک نے کہا کہ میں اپنے خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ شراب ٹھوڑا رہا ہوں۔ دوسرے نے کہا کہ میں اپنے خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں سر پر روٹیاں لیے جا رہا ہوں اور اس میں سے پرندے کھا رہے ہیں۔ ہم کو اس خواب کی تعبیر بتلائیے۔ آپ ہم کو نیک آدمی معلوم ہوتے ہیں۔"

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے قیدیوں کو اپنے علم کے بارے میں کیا بتلایا؟

جواب: آپ نے فرمایا: **قَالَ لَا يَأْتِي بَكُمَا طَعَامٌ تُرَوِّقُهُ إِلَّا تَجَا تَكُمَا بِسَاطِرٍ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّي** "حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کھانا تمہارے پاس آتا ہے جو کہ تم کو کھانے کے لئے جیل خانہ میں ملتا ہے میں اس کے آنے سے پہلے اس کی حقیقت تم کو بتا دیتا ہوں۔ یہ بتا دینا اس علم کی بدولت ہے جو مجھ کو میرے رب نے تعلیم فرمایا ہے۔"

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر مزینی۔ تفسیر مابدی)

سوال: اللہ کے نبی حضرت یوسف علیہ السلام نے قید کے ساتھیوں کو خوابوں کی تعبیر بتانے سے پہلے کس انداز میں دین کی تبلیغ فرمائی؟

جواب: آیت ۳۶ سے ۴۰ تک میں بتایا گیا کہ آپ نے فرمایا اِنْسِي نَسْرُكَ وَمَلَأَ قَوْمَ لَآئِيْمُونَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ۝ وَانْتَعَتْ مَلَأَ اَبْنَاءُ عِي اِبْرَاهِيْمَ وَاسْحَقُ وَيَعْقُوبُ ط مَا كَانَ لَنَا اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ط ذَلِكَ مِنْ فَضْلِ الْبَلَاءِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلَكِنْ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ۝ بَصَاحِي السِّجْنِ ۝ اَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ اِلَّا اَسْمَاءُ سَمَّيْتُمُو هَآ اَنْتُمْ وَاَبَاؤُكُمْ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ط اِنَّ الْحُكْمَ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ ط ذَلِكَ الْبَيِّنُ الْقَبِيْمُ وَلَكِنْ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ ”میں نے تو ان لوگوں کا مذہب پہلے ہی چھوڑ رکھا ہے جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور وہ لوگ آخرت کے بھی منکر ہیں۔ اور میں نے اپنے باپ دادا کا مذہب اختیار کر رکھا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کا اور اسحق علیہ السلام کا اور یعقوب علیہ السلام کا۔ ہم کو کسی طرح زبیا نہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی شے کو شریک ٹھہرائیں۔ اور یہ (عقیدہ توحید) ہم پر اور دوسرے لوگوں پر بھی خدا کا فضل ہے۔ لیکن اکثر لوگ اس نعمت کا شکر ادا نہیں کرتے۔ انے قیدی ساتھیو! متفرق معبود اچھے یا ایک معبود برحق جو سب سے زبردست ہے وہ اچھا۔ تم لوگ تو خدا کو چھوڑ کر چند بے حقیقت ناموں کی عبادت کرتے ہو۔ جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے (آپ ہی معبود) ٹھہرایا ہے۔ خدا تعالیٰ نے تو ان کی کوئی دلیل نہیں بھیجی۔ حکم دینے کا اختیار صرف اللہ ہی کا ہے۔ اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی عبادت مت کرو۔ یہی سیدھا طریقہ ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔“

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر خازن)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام خوابوں کی تعبیر کا علم جانتے تھے۔ بتائیے حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے قیدی ساتھیوں کو خواب کی کیا تعبیر بتائی؟

جواب: آیت ۴۱ میں ہے آپ نے فرمایا: **يَصَاحِبِيَ اللَّيْلُ أَنَا أَحَدُ كَمَا قَسَيْتُ رَبِّي خَمْرًا وَأَنَا الْآخَرُ فَيُضَلِّبُ فَتَا كُلِّ الطَّيْرِ مِنْ رَأْسِهِ ط قُضِيَ الْأَمْرُ الَّذِي فِيهِ تَسْتَفْتِينَ ۝** ”اے قید کے ساتھیو! تم میں سے ایک تو (اپنے جرم سے بری ہو کر) اپنے آقا کو (بدستور) شراب پلائے گا۔ اور دوسرا (بجرم قرار پا کر) سولی دیا جائے گا اور اس کے سر کو پرندے فوج فوج کر کھائیں گے۔ اس بارے میں (خواب کی تعبیر) تم پوچھتے تھے وہ اسی طرح مقدر ہو چکا ہے۔“

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: رہائی پانے والے شخص سے حضرت یوسف علیہ السلام نے کیا کہا اور آپ کو چند سال کیوں جیل میں گزارنے پڑے؟

جواب: آپ نے رہائی پانے والے شخص سے کہا: **وَقَالَ لِلَّذِي ظَنَّ أَنَّهُ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ فَإِنَّهُ الشَّيْطَانُ ذِكْرُ رَبِّهِ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِينَ ۝** ”اور جس شخص پر رہائی کا گمان تھا اس سے یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے آقا کے سامنے میرا بھی ذکر کرنا (اور جب وہ رہا ہو گیا تو) پھر اس کو اپنے آقا کے سامنے یوسف علیہ السلام کا تذکرہ کرنا شیطان نے بھلا دیا۔ تو اس وجہ سے اور بھی چند سال انہیں (یوسف علیہ السلام کو) قید میں رہنا پڑا۔“

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: بادشاہ مصر نے خواب دیکھا تھا۔ اور دربار میں حاضرین مجلس سے تعبیر پوچھی تھی۔ رہا ہونے والے قیدی نے بتایا کہ قید میں ایک شخص (یوسف علیہ السلام) تعبیر بتا سکتے ہیں۔ بادشاہ کا خواب کیا تھا؟ اور حاضرین نے کیا جواب دیا؟

جواب: آیات ۴۳-۴۴ میں ہے: **وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَى سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعُ سُنبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي رَأْيِ إِيَّائِي إِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُونَ ۝ قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ وَمَا نَحْنُ بِتَأْوِيلِ الْأَحْلَامِ بِعِلْمَيْنِ ۝** ”اور بادشاہ (مصر) نے کہا کہ میں (خواب میں) دیکھتا ہوں

کہ سات گائیں سوئی تازی ہیں جن کو سات۔ لاغر گائیں کھا گئیں اور سات بالیس (اناج کے خوشے) سبز ہیں اور ان کے علاوہ سات اور ہیں جو کہ خشک ہیں۔ انے دربار والو! اگر تم خواب کی تعبیر بتا سکتے ہو تو میرے اس خواب کے بارے میں مجھ کو جواب دو۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ یونہی یہ پریشان سے خیالات ہیں۔ دوسرے ہم لوگ خوابوں کی تعبیر کا علم نہیں رکھتے۔ ”رہا ہونے والے قیدی نے کہا کہ مجھے جانے کی اجازت دیجئے میں تعبیر لائے دیتا ہوں۔“

(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر فتح القدیر۔ تفسیر ماجدی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کو رہا ہونے والے قیدی نے بادشاہ کا خواب بتایا تو آپ نے کیا تعبیر بتائی؟

جواب: آیات ۴۶ تا ۴۹ میں ہے: قَالَ نَزَرْنَا حَوْصَ سَبْعَ سِنِينَ ذَاكَ مَا مَخَصَّدٌ ثُمَّ لَقَدْ زُرُّهُ فِی سُنْبُلِهِ إِلَّا قَلِيلًا وَمِمَّا تَأْكُلُونَ ۝ ثُمَّ بَأْسُنِی مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ سَبْعَ سِنِينَ مَا قَدَّمْتُ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيلًا وَمِمَّا تَأْكُلُونَ ۝ ثُمَّ بَأْسُنِی مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ عَامٌ فِیهِ یَغَاثُ النَّاسُ وَفِیهِ یَعْصِرُونَ ۝ ”آپ نے فرمایا کہ تم سات سال متواتر خوب غلہ پونا۔ پھر فصل کاٹو اس کو بالیوں میں رہنے دینا (تاکہ گھن نہ لگ جائے) ہاں مگر تھوڑا سا کھانے میں استعمال کر سکتے ہو۔ پھر اس سات برس کے بعد اور سات برس ایسے سخت (اور قحط) آئیں گے جو کہ اس ذخیرہ کو کھا جائیں گے (یعنی وہ ذخیرہ ختم ہو جائے گا) جس کو تم نے ان برسوں کے واسطے جمع کر کے رکھا ہوگا۔ ہاں مگر تھوڑا سا بیج کے واسطے رکھ چھوڑو گے۔ پھر (اس سات برس) کے بعد ایک برس ایسا آئے گا جس میں لوگوں کے لئے خوب بارش ہوگی اور اس میں شیرہ بھی ٹپوڑیں گے (اور شرابیں پیئیں گے)۔“

(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر فتح القدیر۔ تفسیر ماجدی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بادشاہ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بلا بھیجا تو آپ نے جیل خانہ سے باہر

آنے سے کیوں انکار کر دیا؟

جواب: آیت ۵۰ میں ہے کہ: قَالَ ارْجِعْ اِلَيَّ رَبِّكَ فَسَنَلَهُ مَا بِأَالُ الْيَسُوَةِ النِّسَى قَطَطْنَ اَيِّدِيَهُنَّ اِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ ۝ آپ نے (قاصد سے) فرمایا کہ تو اپنے آقا کے پاس واپس جا۔ پھر اس سے دریافت کر کہ (تمہیں کچھ خبر ہے) ان عورتوں کا کیا حال ہے (معاملہ ہے) جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے۔ میرا رب ان عورتوں کے فریب کے بارے میں خوب جانتا ہے۔“

(القرآن - تذکرۃ الانبیاء - تفسیر حنفی)

سوال: بادشاہ مصر نے عورتوں سے کیا پوچھا اور انہوں نے کیا جواب دیا؟

جواب: بادشاہ نے پوچھا: قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ وَاوَدُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَفْسِهِ ط فُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوءٍ ط قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيزِ النَّبِيِّ حَصْحَصَ الْحَقُّ اَنَا وَاوَدُّهُ عَنْ نَفْسِهِ وَاِنَّهُ لَيَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ (آیت ۵۱) (بادشاہ مصر نے عورتوں سے) کہا کہ تمہارا کیا معاملہ ہے جب تم نے یوسف علیہ السلام سے اپنے مطلب کی خواہش کی۔ عورتوں نے جواب دیا کہ ماشاء اللہ ہم کو ان میں ذرا بھی تو کوئی برائی کی بات معلوم نہیں ہوئی۔ عزیز مصر کی بیوی کہنے لگی کہ اب تو حق بات ظاہر ہوگئی ہے۔ میں نے ان سے اپنے مطلب کی خواہش کی تھی۔ اور بے شک وہی سچے ہیں۔“

(القرآن - تذکرۃ الانبیاء - قصص القرآن - تفسیر حنفی)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے عورتوں کے منہ سے حق اگلاوے کی ضرورت کیوں محسوس کی؟

جواب: آیت ۵۲ میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ذٰلِكَ كَيْفَ عَلَّمَ اٰتِيْ لَمَّا اُخْتُهٖ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخٰثِلِيْنَ ۝ یہ تمام اہتمام جو میں نے کیا محض اس وجہ سے تھا تاکہ عزیز مصر کو یقین کے ساتھ معلوم ہو جائے کہ میں نے اس کی عدم موجودگی میں اس کی آبرو میں دست اندازی نہیں کی اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کے فریب چلنے نہیں دیتا۔“

(القرآن - تذکرۃ الانبیاء - قصص القرآن - تفسیر حنفی)

سوال: سچے نبی حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے نفس کے بارے میں کیا فرمایا؟
جواب: پارہ ۱۳ سورۃ یوسف آیت ۵۳ میں ہے کہ آپ نے فرمایا: وَمَا أُبْرِيئُ نَفْسِي إِنَّ
النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَهُ رَبِّي إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ اور باقی
میں اپنے نفس کو بری اور پاک نہیں بتلاتا۔ کیونکہ نفس تو ہر ایک کا بری ہی بات
بتلاتا ہے سوائے اس نفس کے جس پر میرا رب رحم کرے۔ بلاشبہ میرا رب بڑی
مغفرت والا۔ رحمت والا ہے۔“ (القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ حصہ ۱۔ قرآن۔ تفسیر رحمانی)

سوال: بادشاہ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے دربار میں بلایا تاکہ اپنے خاص کام
پر لگائے۔ اس نے آپ کو کیسے اکرام دیا؟
جواب: آیت ۵۳ میں ہے: فَلَمَّا كَلَّمَهُ قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ ۝ پس
جب بادشاہ نے ان سے باتیں کیں تو بادشاہ نے (ان سے) کہا کہ تم آج سے
ہمارے نزدیک بڑے معزز اور معتبر ہو۔“

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ حصہ ۱۔ قرآن۔ تفسیر رحمانی)

سوال: بتائیے حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ مصر سے کیا طلب کیا تھا؟
جواب: آپ نے بادشاہ مصر سے فرمایا: قَالَ اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ ۚ إِنِّي حَفِيظٌ
عَلِيمٌ ۝ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔ ملکی خزانوں پر مجھے مامور کر دو۔
میں ان کی حفاظت بھی رکھوں گا اور خوب واقف بھی ہوں۔“ (آیت ۵۵)

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ حصہ ۱۔ قرآن۔ تفسیر رحمانی)

سوال: سورۃ یوسف آیت ۵۶۔ ۵۷ میں اللہ تعالیٰ نے کس طرح اپنی عظمت و قوت کا
اظہار فرمایا ہے؟

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَكَذَلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ ۚ يَتَّبِعُوهُ مِنْهَا حَيْثُ
يَشَاءُ ۚ نُنِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَشَاءُ وَلَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝ وَلَا جُورَ إِلَّا
خَوْفٌ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝ اور ہم نے ایسے طور پر یوسف علیہ
السلام کو اختیار بنادیا کہ اس میں جہاں چاہیں رہیں سکیں۔ ہم جس پر چاہیں اپنی

عنایت متوجہ کر دیں اور ہم نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔ اور آخرت کا اجر کہیں زیادہ بڑھ کر ہے۔ ایمان اور تقویٰ والوں کیلئے۔“

(القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ کنز الایمان۔ حصہ الانبیاء)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی مصر میں آپ تک پہنچے۔ قرآن نے یہ منظر کیسے بیان کیا ہے؟

جواب: کنعان میں قحط کی وجہ سے یوسف علیہ السلام کے بھائی (بنیامین کے سوا) غلہ لینے پہنچے۔ قرآن پاک میں سورۃ یوسف علیہ السلام کی آیت ۵۸ میں ہے: وَجَاءَ إِخْوَةُ يُوسُفَ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهُ مُنْكَرٌ ۚ وَن ۝ ”اور یوسف علیہ السلام کے بھائی آئے۔ پھر یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے۔ یوسف علیہ السلام نے ان کو پہچان لیا لیکن یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان کو نہیں پہچانا۔“

(القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ کنز الایمان۔ حصہ الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کیا کہا؟

جواب: آیات ۵۹-۶۰ میں ہے: وَلَمَّا جَاهَزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ اِنتُونِي بِأَخٍ لَّكُمْ مِّنْ أَيْمَانِكُمْ ؕ اَلَا تَتَرَوْنَ اَنِّىْ اَوْ فِى الْكَيْلِ وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِ ۚ ۝ ”اور جب یوسف علیہ السلام نے ان کا سامان (غلہ) تیار کر دیا تو (چلتے وقت) فرمایا کہ اپنے علاقائی بھائی کو بھی ساتھ لانا تاکہ اس کا حصہ بھی دیا جاسکے) تم دیکھتے نہیں ہو کہ میں پورا ناپ کر دیتا ہوں۔ اور میں سب سے زیادہ مہمان نوازی کرتا ہوں۔ اور اگر تم دوبارہ آئے اور اس کو میرے پاس نہ لائے تو نہ میرے پاس تمہارے نام کا غلہ ہوگا اور نہ تم میرے پاس آنا۔“ آگے آیت ۶۱ میں بتایا گیا ہے: فَقَالُوا سُبْحٰنَ اَوْدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ۝ ”وہ بولے ہم اس کے باپ سے اس کو مانگیں گے اور ہم اس کام کو ضرور کریں گے۔“

(القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ کنز الایمان۔ حصہ الانبیاء)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے نوکروں سے کیا کہا؟

جواب: آیت ۶۲ میں ہے: وَقَالَ لِقَبِيلِهِ اجْعَلُوا بِضَاعَتَهُمْ فِي رَحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَهَا إِذَا انْقَلَبُوا إِلَى أَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ اور یوسف علیہ السلام نے اپنے نوکروں سے کہا کہ ان کی جمع پونجی بھی ان (ہی) کے سامان میں چھپا کر رکھ دو تاکہ جب وہ اپنے گھر جائیں تو اس کو پہچانیں۔ شاید (یہ مہربانی و عنایت دیکھ کر) دوبارہ آئیں۔“

(القرآن۔ تفسیر نیا، القرآن۔ کنز الایمان۔ نفع الانبیاء)

سوال: برادران یوسف علیہ السلام نے واپس جا کر اپنے والد سے کیا کہا؟
جواب: آیت ۶۳ میں ہے کہ: فَلَمَّا رَجَعُوا إِلَىٰ أَبِيهِمْ قَالُوا يَا أَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكُتْلُ فَأَرْسَلْنَا مَعَنَا أَخَانًا نَكْتَلُ وَإِنَّا لَهُ لَحَفِظُونَ ۝ پس جب وہ لوٹ کر اپنے والد (یعقوب علیہ السلام) کے پاس گئے تو کہنے لگے، اے ابا جان! ہمارے لئے غلبہ بند کر دیا گیا ہے (جب تک ہم بھائی کو ساتھ نہ لے جائیں) پس آپ ہمارے بھائی (نہیامین) کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ ہم پھر غلہ لاسکیں۔ اور ہم ان کی پوری حفاظت کریں گے۔“ (القرآن۔ سارف القرآن۔ نفع القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام پہلے ان پر اعتبار کر کے نقصان اٹھا چکے تھے۔ اس لئے انہوں نے اپنے بیٹوں کو کیا جواب دیا؟

جواب: حضرت یعقوب علیہ السلام نے خدشے کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: قَالَ هَلْ آمَنُكُمْ عَلَيْهِ إِلَّا كَمَا أَمَنْتُكُمْ عَلَىٰ أَخِيهِ مِنْ قَبْلُ قَالَ اللَّهُ خَيْرَ حِفْظًا وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝ (یعقوب علیہ السلام نے) کہا کہ بس میں اس کے بارے میں بھی تمہارا ویسا ہی اعتبار کرتا ہوں جیسا کہ اس سے پہلے اس کے بھائی (یوسف علیہ السلام) کے بارے میں تمہارا اعتبار کر چکا ہوں۔ پس اللہ سب سے بڑا نگہبان ہے اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔“ (آیت ۶۳)

(القرآن۔ سارف القرآن۔ نفع القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو سامان میں سے پونجی ملی تو اپنے والد سے

میری بیڈ ب کے سب ایک ہی دروازے سے مت داخل ہونا بلکہ علیحدہ علیحدہ دروازوں سے جانا۔ اور خدا کے حکم کو تم پر سے نہیں ٹال سکا۔ حکم تو بس اللہ ہی کا ہے۔ اس پر بھروسہ رکھنا ہوں اور اسی پر دوسرے بھروسہ کرنے والوں کو بھی بھروسہ رکھنا چاہیے۔“ (القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر عثمانی۔ قصص الانبیاء)

سوال: قرآن کہتا ہے کہ بیٹے باپ یعقوب علیہ السلام کے حکم کے مطابق شہر میں داخل ہوئے تو باپ کا ارمان پورا ہو گیا۔ اس کی تدبیر کے بارے میں قرآن نے کیا بتایا؟

جواب: آیت ۶۸ میں ہے: مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ عَنْهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةً فِي نَفْسِ يَعْقُوبَ قَضَاهَا وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لَمَّا عَلِمَهَا لَكُنَّ السَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ ان کے باپ کو ان سے (یہ تدبیر بتا کر) خدا کا حکم ماننا مقصود نہ تھا لیکن یعقوب علیہ السلام کے نبی میں ایک ارمان آیا تھا جس کو انہوں نے ظاہر کر دیا۔ اور وہ بلاشبہ بڑے علم والے تھے کیونکہ ہم نے انہیں علم دیا تھا۔ لیکن اکثر لوگ اس کا علم نہیں رکھتے۔“ (القرآن۔ تفسیر مابدی۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی بنیامین کو کیسے پہنچا کہ یوسف علیہ السلام اس کے گئے بھائی ہیں؟

جواب: سورۃ یوسف آیت ۶۹ میں ہے: وَلَمَّا دَخَلُوا عَلَى يُوسُفَ أَوَّلَىٰ إِلَيْهِ أَخَاهُ قَالَ إِنِّي أَنَا أَخُوكَ فَلَا تَبَشِّرْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ اور جب یہ لوگ (برادران یوسف) یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے بھائی کو اپنے پاس بلایا اور تنہائی میں لے جا کر ان سے کہا کہ میں تیرا بھائی یوسف علیہ السلام ہوں۔ پس یہ لوگ جو کچھ (تم سے بدسلوکی) کرتے رہے ہیں اس کا رنج مت کرنا۔“

(القرآن۔ تفسیر احسان البیان۔ تفسیر القرآن۔ قصص القرآن)

سوال: بتائیے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں پر چوری کا الزام کیوں لگا؟ چوری ہونے والی چیز کیا تھی؟

جواب: آیت ۷۰ میں ہے: فَلَمَّا جَاهَتْهُمْ بِحَبَازٍ هُمْ جَعَلَ السِّفَابَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ

ثُمَّ أَذِّنْ مُّؤَذِّنٌ آتِيهَا الْوَيْعُ إِنَّكُمْ لَكُسِرُ قُورُونَ ” پھر جب یوسف علیہ السلام نے ان کا سامان تیار کر دیا تو پانی پینے کا برتن اپنے بھائی (بنیامین) کے اسباب میں رکھ دیا۔ پھر ایک پکارنے والے نے پکار کر کہا اے قائلہ والو تم ضروری چور ہو۔“ آگے آیت ۷۷-۷۸ میں ہے: قَالُوا أَوَاقْبَلُوا عَلَيْهِمْ مَاذَا تَفْقِدُونَ قَالُوا نَفَقْدُ صَوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ زَعِيمُونَ ” وہ (برادران یوسف) ان تلاش کرنے والوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ تمہاری کیا چیز گم ہو گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم کو شاہی پیانہ نہیں ملتا۔ (وہ غائب ہے) اور جو شخص اس کو حاضر کرے اس کو ایک بار شتر غلہ ملے گا اور میں اس (کے دلوانے) کا ذمہ دار ہوں۔“

(القرآن۔ تفسیر احسن البیان۔ تفسیر تیسرا القرآن۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کیا جواب دیا؟
جواب: آیت ۷۹ میں ہے کہ: قَالُوا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا جِئْتَنَا لِنُغِثَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سَارِقِينَ ” یہ لوگ کہنے لگے کہ بخدا تم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ہم لوگ ملک میں فساد پھیلانے نہیں آئے۔ اور ہم لوگ چوری کرنے والے نہیں۔“

(القرآن۔ تفسیر احسن البیان۔ تفسیر تیسرا القرآن۔ قصص القرآن)

سوال: آیت ۷۹ میں ہے کہ ان لوگوں نے برادران یوسف سے کہا کہ اگر تم جھوٹے نکلے تو اس چور کی کیا سزا ہے۔ اس پر برادران یوسف نے کیا سزا تجویز کی؟
جواب: آیت ۸۰ میں ہے کہ: قَالُوا اجْزَوْا زَوْءَ مَنْ وُجِدَ فِي رَحْلِهِ فَهُوَ جَزَاؤُهُ ” تمہارے لیے تجزی الظالمین ” انہوں نے جواب دیا کہ اس کی سزا یہ ہے کہ جس شخص کے سامان میں سے ملے وہی شخص اپنی سزا ہے۔ ہم لوگ ظالموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔“

(القرآن۔ تفسیر احسن البیان۔ تفسیر تیسرا القرآن۔ قصص القرآن)

سوال: برادران یوسف علیہ السلام کے سامان کی تلاشی لی گئی تو پیالہ کس کے سامان سے

برآمد ہوا؟

جواب: حضرت یوسف علیہ السلام نے سامان کی تلاشی لی۔ آیت ۷۶ میں بتایا گیا ہے کہ:

فَبَدَأَ بِأَوْعِيَّتِهِمْ قَبْلَ رِغَاءٍ أَخِيذُ ثُمَّ اسْتَخَرَهَا مِنْ رِغَاءٍ أَخِيذُ كَذَلِكَ
يَكْذِبُ يُوسُفُ ۖ مَا كَانَ لِيَآخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ۖ

”پھر یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی کے تھیلے سے پہلے تلاشی کی ابتداء دوسرے
بھائیوں کے تھیلوں سے کی۔ پھر آخر میں اس برتن کو اپنے بھائی (بنیامین) کے تھیلے
سے برآمد کر لیا۔ ہم نے یوسف علیہ السلام کی خاطر اس طرح تدبیر بنائی تھی۔ کیونکہ
یوسف علیہ السلام اپنے بھائی کو اس بادشاہ (مصر) کے قانون کی رو سے نہیں ملے
سکتے تھے۔ مگر یہ ہے کہ (اللہ ہی کو منظور تھا۔)“ (آیت ۷۶)

(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر مابعدی۔ تفسیر القرآن۔ حصہ الانبیاء)

سوال: براہِ اراد یوسف علیہ السلام نے یہاں برآمد ہونے پر اپنی صفائی میں کیا کہا؟

جواب: انہوں نے کہا: قَالُوا إِنْ يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَهُ مِنْ قَبْلُ ۖ فَأَسْرَهَا يَوْسُفُ
فِي نَفْسِهِ وَلَمْ يُبَيِّدْهَا لَهُمْ ۖ قَالَ أَنتُمْ سَرَمَكُنَا ۖ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا
تَصِفُونَ ۝” کہنے لگے کہ اگر اس نے چوری کی ہے تو اس میں تعجب کی کوئی بات
نہیں۔ اس کا ایک بھائی بھی اسی طرح اس نے پہلے چوری کر چکا ہے۔ پس
یوسف علیہ السلام نے اس بات کو تو اپنے دل میں پوشیدہ رکھا اور اس کو ان کے
سامنے ظاہر نہیں کیا یعنی اپنے دل میں یوں کہا کہ اس چوری سے زیادہ تم تو اور
بھی برے ہو۔ اور جو کچھ تم بیان کر رہے ہو اس کی حقیقت کا اللہ ہی کو خوب علم
ہے۔“ (آیت ۷۷)۔ (القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر مابعدی۔ تفسیر القرآن۔ حصہ الانبیاء)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین کو رکھنا چاہا تو دوسرے بھائیوں
نے ان سے کیا التجا کی؟ اور یوسف علیہ السلام نے کیا جواب دیا؟

جواب: آیت ۷۸-۷۹ میں ہے: قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ إِنَّ لَهُ أَبًا شَيْعًا كَبِيرًا فَخُذْ
أَخَذْنَا مَكَانَهُ ۖ إِنَّا نُرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ۝ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ أَنْ نَأْخُذَ إِلَّا مَنْ

وَجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهُ إِنَّا إِذًا الْكَافِرُونَ ۝" کہنے لگے اے عزیز اس (بنیامین) کے ایک بوڑھے والد ہیں۔ اس لئے آپ ایسا کریں کہ ہم میں سے کسی ایک کو اس کے بدلے میں رکھ لیجئے۔ ہم آپ کو نیک مزاج پاتے ہیں۔ یوسف علیہ السلام نے کہا کہ ایسی بات سے وعدہ بچائے کہ جس کے پاس ہم نے اپنی چیز پائی ہے اس کے سوا دوسرے شخص کو پکڑ کے رکھ لیں۔ اس طرح تو ہم بڑے بے انصاف سمجھے جائیں گے۔" (القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر نابدی۔ تنبیہ القرآن۔ نقص الانبیاء)

سوال: سورۃ یوسف کی آیت ۸۰ میں ہے کہ برادران یوسف نے باہم مشورہ کیا۔ بتائیے وہ مشورہ کیا تھا؟

جواب: جب برادران یوسف کو ماہوی ہو گئی اور انہوں نے سمجھ لیا کہ بنیامین کو نہیں دیں گے تو اُلگ ہو کر مشورہ کرنے لگے۔ ان میں سے جو بڑا تھا اس نے کہا کہ تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ نے تم سے اللہ کی قسم کھلا کر پکا وعدہ لیا تھا۔ اگر تم لوگ اس سے پہلے بھی یوسف علیہ السلام کے معاملے میں کوتاہی کر چکے ہو۔ میں تو یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ جب تک کہ میرے والد مجھ کو حاضری کی اجازت نہ دیں گے یا اللہ تعالیٰ اس مشکل کو سلجھا دے۔ تم لوگ واپس جا کر باپ سے کہو کہ اباجان آپ کے بیٹے (بنیامین) نے چوری کی ہے (اس لئے پکڑا گیا) اور ہم تو وہی بیان کرتے ہیں جو ہمیں معلوم ہوا۔

(القرآن۔ نقص الانبیاء۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر فتح القدیر۔ نقص القرآن)

سوال: برادران یوسف نے واپس جا کر اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کو صورت حال سے کس طرح آگاہ کیا؟

جواب: انہوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا کہ ان کے بیٹے نے چوری کی ہے اور آیت ۸۱ میں ہے کہ انہوں نے کہا: وَنَسْتَلِي الْقَرْبَةَ النَّبِيَّ كُنَّا فِيهَا وَالْعِيَْرَ النَّبِيَّ أَقْبَلْنَا فِيهَا ۝ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ۝" اور اس بستی والوں سے پوچھ لیجئے جہاں ہم موجود تھے۔ اور اس قافلے والوں سے پوچھ لیجئے جن میں ہم شامل ہو کر آئے ہیں۔ اور

یقین جانیے ہم بالکل سچ کہتے ہیں۔“ (القرآن۔ فتح الحمید۔ قصص القرآن) سوال: برادران یوسف حضرت یعقوب علیہ السلام کو پہلے حضرت یوسف علیہ السلام کے معاملے میں بھی پریشان کر چکے تھے۔ اس لئے انہوں نے کیا فرمایا؟ جواب: قَالَ بَلْ مَوَلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْ أَتَيْتُمْ بِجَبَلٍ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَنِي بِهِمْ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ”یعقوب علیہ السلام فرمانے لگے بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات بنائی ہے۔ پس صبر ہی کروں گا جس میں شکایت نہ ہوگی۔ اللہ سے امید ہے کہ ان سب کو مجھ سے ملا دے گا۔ کیونکہ وہ خوب واقف ہے۔ بڑی حکمت والا ہے۔“ اور ان سے دوسری طرف رخ موڑ لیا اور یوسف علیہ السلام کو یاد کر کے کہنے لگے ہائے یوسف انسوس۔ (آیت ۸۳۔ ۸۴)۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء۔ ہیرت انبیاء کرام) سوال: سورۃ یوسف آیت ۸۴ میں ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام کے غم میں اتنا روتے تھے کہ ان کی آنکھیں سفید ہو گئیں۔ یعنی وہ برائی سے محروم ہو گئے۔ انہیں غم میں تھکتے دیکھ کر دوسرے بیٹے کس طرح شکوہ کرتے؟ جواب: آیت ۸۵ میں ہے: فَالْوَأَلَاءُ انْطَبَؤْا وَنَسُوا نَفْسَ يٰٓيُوسُفَ حَتَّىٰ تَكُونَ حَوْصًا اَوْ تَكُونَ مِنَ الْهَالِكِ ”بیٹے کہنے لگے بخدا آپ ہمیشہ یوسف علیہ السلام کو یاد کرتے رہیں گے تاکہ کھل کھل کر جان بلب ہو جائیں گے یا یہ کہ بالکل ہی مرجائیں گے۔“ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء۔ ہیرت انبیاء کرام) سوال: ”میں تو اپنے رنج و غم کی صرف اللہ سے شکایت کرتا ہوں اور اللہ کی باتوں کو جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔“ یہ الفاظ کس تنہا کے تھے؟

جواب: حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی میں یہ الفاظ کہے تھے۔ جو سورۃ یوسف آیت ۸۶ میں بتائے گئے ہیں۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء۔ ہیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام نے اللہ کی رحمت کا ذکر کرتے ہوئے اپنے بیٹوں

(برادران یوسف) سے کیا فرمایا؟

جواب: سورۃ یوسف علیہ السلام آیت ۸۷ میں ہے کہ آپ نے اپنے بیٹوں سے فرمایا: **يٰۤاِبْنَسِ مِنْ رُّوحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُوْنَ** ”اے میرے بیٹو! جاؤ اور یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائی کو تلاش کرو۔ اور اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو۔ بے شک اللہ کی رحمت سے وہی لوگ ناامید ہوتے ہیں جو کافر ہیں۔“

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تذکرہ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی دوبارہ مصر پہنچے۔ انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کیا التجا کی؟

جواب: آیت ۸۸ میں ہے: **فَلَمَّآ دَخَلُوْا غَلَبَ عَلَيْهِمْ قَالُوْا يٰۤاِبٰٓئِهَآ الْعَزِيْزُ مَسْنَا وَ اَهْلٰنَا السُّرُوْرُ جُنُسًا يَبْتَغٰى نَفْسًا عَمَّاۤى مُزْجٰةً قٰآوِفٍ لَّنَا الْكَيْلُ وَ نَصَدَّقُ عَلٰٓيْنَا اِنَّ اللّٰهَ يَسْجِزِى الْمُتَصَدِّقِيْنَ** ”پھر جب وہ یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو کہنے لگے اے عزیز ہم کو اور ہمارے گھر والوں کو (قحط کی وجہ سے) بڑی تکلیف ہے۔ اور ہم کچھ یہ نیکی چیز لائے ہیں۔ پس آپ پورا غلہ دے دیجئے اور ہم کو خیرات (سمجھ کر) دے دیجئے بے شک اللہ تعالیٰ خیرات دینے والوں کو جزائے خیر دیتا ہے۔“

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تذکرہ الانبیاء۔ قصص الانبیاء ابن کثیر)

سوال: برادران یوسف نے غلے کے لئے التجا کی تو حضرت یوسف علیہ السلام کا دل پہنچ گیا۔ آپ نے اپنے بھائیوں کو کس اعزاز میں یا دوہائی کرائی؟

جواب: حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو گزرا ہوا وقت یاد دلایا: **قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَا فَعَلْتُمْ يٰۤيُوسُفَ وَ اَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰٓهِلُوْنَ** ”یوسف علیہ السلام نے فرمایا: تمہیں کچھ یاد ہے جو کچھ تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا تھا۔ جبکہ تمہاری جہالت کا زمانہ تھا۔ (تم اب سے چھوٹے تھے)۔“

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تذکرہ الانبیاء لابن کثیر)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو کیسے پتہ چلا کہ وہ یوسف علیہ السلام ہیں؟
 جواب: برادران یوسف علیہ السلام کو اندازہ ہو گیا تو انہوں نے پوچھا حضرت یوسف علیہ السلام نے جس طرح بیان فرمایا آیت ۹۰ میں ہے: قَالُوا إِنَّكَ لَأَنْتَ يُوسُفُ ط قَالَ أَنَا يُوسُفُ وَهَذَا أَخِي قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا ط إِنَّكَ مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ فَإِنِ اللَّهُ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝ کہنے لگے کیا کچھ تم ہی یوسف ہو۔ انہوں نے فرمایا، میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔ ہم پر اللہ تعالیٰ نے بڑا احسان فرمایا۔ واقعی جو شخص گناہوں سے بچتا ہے اور صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ ایسے نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کیا کرتا۔“ (القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر فیاء القرآن)

سوال: بتائیے حضرت یوسف علیہ السلام کے سوتیلے بھائیوں نے کس طرح اپنی غلطی کا اعتراف کیا؟

جواب: آیت ۹۱ میں ہے: قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ لَنَقُودَ الْتَوَكَّ اللَّهُ عَلَيْنَا وَإِنَّا لَنَخْطِئِينَ ۝ وہ کہنے لگے کہ بخدا کچھ شک نہیں کہ تم کو خدا نے ہم پر فضیلت دی اور بے شک ہم ہی خطاوار تھے۔“ (القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر فیاء القرآن)

سوال: اللہ کے نبی حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو معاف فرمادیا۔ آپ کے الفاظ قرآن مجید میں کس طرح بیان ہوئے ہیں؟

جواب: آیت ۹۲ میں ہے: قَالَ لَا تَعْرِيبُ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝ آپ نے فرمایا تم پر آج کے دن کوئی پوچھ گچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہارا قصور معاف کرے۔ اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔“

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ فیاء القرآن)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کی بصارت ضائع ہو گئی تھی۔ بتائیے انہیں کیسے شفا ملی؟

جواب: سورۃ یوسف آیت ۹۳ میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے فرمایا: إِذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَذَا فَاَلْقُوهُ عَلَىٰ وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا ۖ وَأْتُونِي

بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ“ اب تم میرا کرتہ بھی لیتے جاؤ اور اس کو میرے باپ کے چہرے پر ڈال دو۔ اس سے ان کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔ اور اپنے باقی گھر والوں کو بھی سب کو میرے پاس لے آؤ۔“

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ خیاء القرآن)

سوال: آیت ۹۳ میں ہے کہ ادھر جب قافلہ واپس ہوا تو ادھر یعقوب علیہ السلام نے اپنے گھر والوں سے کہنا شروع کیا کہ مجھے یوسف کی خوشبو آ رہی ہے۔ گھر والوں نے اس پر کیا جواب دیا؟

جواب: آیت ۹۵ میں ہے: قَالُوا اِنَّا لِلّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ”وہ کہنے لگے کہ بخدا آپ تو ابھی تک اپنے اسی پرانے خیال میں مبتلا ہیں۔“

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ خیاء القرآن)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے منہ پر ڈالا گیا تو آپ کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے خوش ہو کر کیا فرمایا؟

جواب: آیت ۹۶ میں ہے: قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ آپ نے بیٹوں سے فرمایا ”کیوں میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ اللہ کی باتوں کی جتنا میں جانتا ہوں۔ تم نہیں جانتے۔“ آیت ۹۷ میں ہے کہ اس پر بیٹوں نے کہا: قَالُوا يَاۡۤاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا اِنَّا كُنَّا خٰطِیْۡنَ ”سب بیٹوں نے کہا کہ اے باپ ہمارے لئے (خدا سے) ہمارے گناہوں کی مغفرت طلب کیجئے۔ ہم بے شک خطا دار تھے۔“ آیت ۹۸ میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا جواب اس طرح نقل کیا گیا ہے: قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّیْۤ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ”یعقوب نے فرمایا: ”عنقریب تمہارے لئے اپنے رب سے دعائے مغفرت کروں گا۔ بے شک وہ غفور و رحیم ہے۔“

(القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر خازن۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: بتائیے حضرت یوسف علیہ السلام کے گھر والے کس طرح مصر پہنچے اور آپ نے ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟

جواب: سورۃ یوسف کی آیت ۹۹ میں بتایا گیا ہے: فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَى يُوسُفَ أَوَاتَىٰ إِلَيْهِ أَبُوهُ وَقَالَ ادْخُلُوا مِصْرًا إِن شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ ۝ ”بھر جب یہ سب کے سب یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے والدین کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا کہ سب مصر میں چلے (ریے) اور خدا کو منظور ہے تو وہاں امن و یمن سے رہے گا۔“ پھر جب شہر میں پہنچے تو قرآن کہتا ہے کہ وَرَفَعَ أَبُوهُ عَلَى الْعَرْشِ ”انہوں نے اپنے والد کو تخت (شاهی) پر اپنے پاس اونچا بٹھایا۔“

(القرآن۔ سیرت انبیائے کرام۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر خازن)

سوال: قرآن کہتا ہے کہ وَخَرُّوْا لَهُ سُجَّدًا ”اور سب کے سب یوسف کے سامنے سجدے میں گر گئے۔“ اس پر حضرت یوسف علیہ السلام نے کیا فرمایا؟

جواب: آیت ۱۰۰ میں ہے: قَالَ لَا يَأْتِيَنَّكَ هَٰذَا تَاَوِيلُ رُءُوتَايَ مِنْ قَبْلُ ۚ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا ۖ وَقَدْ أَحْسَنَ بِي إِذْ أَخْرَجَنِي مِنَ السِّجْنِ وَجَاءَ بِكُم مِّنَ الْبَدْوِ مِن بَعْدِ ۚ أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنَ السَّمَاءِ مَائِدَتِي ۖ وَبَيْنَ يَدَيَّ طَائِفَةٌ مِّنَ الْمَائِدَاتِ ۚ إِنَّ رَبِّي لَطِيفٌ لِّمَا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ”یوسف نے کہا اے میرے باپ یہ ہے میرے خواب کی تعبیر جو پہلے زمانے میں (بچپن میں) دیکھا تھا۔ جس کو میرے رب نے سچا کر دیا۔ اور خدا نے میرے ساتھ توا حسان کیا کہ ایک تو اس نے مجھے تید سے نکالا۔ اور دوسرے یہ کہ تم سب کو جنگل سے یہاں لایا (یہ سب کچھ) اس کے بعد ہوا کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد ڈال دیا تھا۔ بلاشبہ میرا رب جو چاہتا ہے اس کی بہترین تدبیر کرتا ہے۔ بلاشبہ وہ بڑے علم اور حکمت والا ہے۔“

(القرآن۔ سیرت انبیائے کرام۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر خازن)

سوال: بتائیے حضرت یوسف علیہ السلام نے کس طرح اللہ کا شکر ادا کیا اور کیا دعا مانگی؟

جواب: آیت ۱۰۱ میں ہے کہ آپ نے فرمایا: رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي

مِنْ تَاوِيلِ الْآحَادِيثِ فَاَطِيرِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنْتَ وَلِيَّ فِي الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ تَوَفَّيْ مُسْلِمًا وَالْحَقِيقِي بِالصَّالِحِينَ ۝ اے میرے پروردگار آپ
نے مجھ کو سلطنت کا بڑا حصہ دیا۔ اور مجھ کو خوابوں کی تعبیر دینا تعلیم فرمایا۔ اے
آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے آپ میرے کارساز ہیں دنیا میں بھی اور
آخرت میں بھی مجھ کو پوری فرمانبرداری کی حالت میں دنیا سے اٹھالیجئے اور مجھ کو
خاص نیک بندوں میں شامل کرو دیجئے۔“

(القرآن۔ سیرت انبیاء کرام۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر خازن)

سوال: رسول اللہ ﷺ سے قصہ یوسف علیہ السلام کے بارے میں سورۃ یوسف میں کیا
فرمایا گیا ہے؟

جواب: آیت ۱۰۲ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ذَلِكْ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ
وَمَا كُنْتَ لَسْتِ بِهِمْ إِذَا أَجْمَعُوا أَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُونَ ۝ (اے محمد) یہ قصہ
غیب کی خبروں میں سے ہے جو وحی کے ذریعے سے ہم آپ کو بتلاتے ہیں۔ اور
آپ ان (برادران یوسف) کے پاس اس وقت موجودہ نہیں تھے جبکہ انہوں نے
اپنا پختہ ارادہ کر لیا تھا اور وہ تدبیریں کر رہے تھے۔“

(القرآن۔ سیرت انبیاء کرام۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر خازن)

حضرت یوسف علیہ السلام اور احادیث نبوی ﷺ

سوال: بتائیے معراج کے موقع پر حضرت یوسف علیہ السلام کی حضور ﷺ سے ملاقات
کس آسمان پر ہوئی تھی اور آپ ﷺ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے
میں کیا ارشاد فرمایا ہے؟

جواب: حدیث میں ہے کہ شب معراج میں رسول اللہ ﷺ کی تیرے آسمان پر حضرت
یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو آپ ﷺ نے ان کے خداداد حسن و
جمال کو دیکھا۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ”سارے عالم کے حسن و جمال کا نصف
حصہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو عطا فرمایا تھا۔ باقی نصف حصہ تمام

ملوک میں تقسیم فرمادیا۔“ (تذکرۃ الانبیاء۔ حصہ الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: حدیث ناک میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے صبر و استقامت کی کس طرح تعریف فرمائی؟

جواب: آپ ﷺ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے صبر و استقامت کی تعریف فرمائی اور یہاں تک فرمادیا کہ اگر یوسف کی جگہ میں ہوتا تو بلا جس و بیش جیل سے باہر آ جاتا۔ یہ انکار یوسف علیہ السلام نے اپنی صفائی برأت کے لیے فرمایا۔ اسی لیے فرمایا کہ میرا رب تو ان عورتوں کے مکرو فریب کو خوب جانتا ہے میں چاہتا ہوں کہ بادشاہ کو بھی حقیقت حال کا علم ہو جائے۔ (القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام کے پوتے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پڑپوتے تھے۔ رسول کریم ﷺ نے آپ کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ نے فرمایا: ”کریم ابن کریم ابن کریم ابن کریم یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہما السلام۔“ (بخاری۔ حصہ القرآن۔ حصہ الانبیاء)

سوال: رسول اللہ ﷺ سے دریافت فرمایا گیا کہ لوگوں میں نسب سے باعزت کون ہے۔ تو آپ ﷺ نے کیا فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ نے فرمایا: ”یوسف علیہ السلام۔ جو نبی اللہ نبی اللہ ابن نبی اللہ ابن خلیل اللہ ہیں۔“ (تفسیر ابن کثیر۔ حصہ القرآن۔ حصہ الانبیاء)

سوال: ایک یہودی نے رسول اقدس ﷺ سے پوچھا کہ مجھے ان ستاروں کے نام بتا دیں جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا۔ تو آپ نے کیا تفصیل بتائی؟

جواب: حضرت جابر سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے جسے ستائت الیہودی کہا جاتا تھا اس نے یہ سوال پوچھا تھا۔ پہلے آپ ﷺ خاموش رہے۔ وہ یہودی چلا گیا۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور نام بتائے۔ آپ ﷺ نے یہودی کو بلا بھیجا

اور فرمایا کہ اگر میں نام بتا دوں تو کیا تو ایمان لے آئے گا۔ اس نے کہا جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا وہ ستارے جریان، طارق، ذیال، ذوالکفان، قابس، واثاب، عمودان، فلیق، صبح، ذوالفرع، ضیاء اور نور۔ ”یہودی فوراً پکار اٹھا ہاں اللہ کی قسم یہی نام ہیں۔“ (قصص الانبیاء۔ تفسیر ابن جریر۔ تفسیر ابن ابی حاتم۔ سند ابویلی۔ سند بزار)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کے جیل میں اتنا عرصہ ٹھہرنے پر ارشاد نبوی کیا ہے؟

جواب: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ یوسف علیہ السلام پر رحم فرمائے، اگر وہ (شاہی قیدی سے) یہ بات نہ فرماتے کہ ”اپنے آقا کے پاس میرا ذکر کرنا۔“ تو جیل میں اتنی مدت نہ ٹھہرتے جتنی ان کو ٹھہرنا پڑا۔“

(صحیح ابن حبان۔ قصص الانبیاء)

سوال: عورتوں سے معلوم کرنے کے بارے میں بادشاہ مصر سے کس نے کہا تھا؟

جواب: حضرت یوسف علیہ السلام فرماتے ہیں کہ عورتوں سے قصہ معلوم کرنے کے بارے میں میں نے اس لیے کہا تھا کہ عزیز مصر جان لے کہ میں نے اس کے پیچھے اس کے اہل میں کوئی خیانت نہیں کی۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہ بات زلیخا نے کہی تھی اور اس نے اعتراف بھی اس لیے کیا تھا کہ عزیز مصر، اس کا شوہر جان لے کہ اس نے اگرچہ کوشش کی تھی یوسف علیہ السلام کو بہکانے کی لیکن اس (زلیخا) نے کوئی خیانت نہیں کی اور وہ پاک صاف رہی ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے پہلے والی بات کو ہی نقل کیا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ابن جریر۔ قصص الانبیاء)

حضرت یوسف علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: سورۃ یوسف میں حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی کے تمام تاریخی اور سبق آموز واقعات بیان کیے گئے ہیں۔ بتائیے اس سورۃ میں آپ کا نام کتنی بار آیا ہے؟

جواب: قرآن مجید کے بارہویں پارے کی سورۃ یوسف علیہ السلام میں آپ کا نام نامی چوبیس مرتبہ آیا ہے۔ (القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: مفسرین نے سورۃ یوسف کی شان نزول کیا بیان فرمائی ہے؟

جواب: یہود نے مشرکین مکہ کو رسول اللہ ﷺ کے خلاف بہکایا اور کہا کہ حضور ﷺ کو تنگ کرنے کے لیے ان سے ایک سوال کرو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد تو شام میں رہتی تھی۔ پھر یہ لوگ مفسر کیسے پہنچے جس کی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے مقابلہ کرنا پڑا۔ دوسری بات آپ سے یہ پوچھو کہ یوسف علیہ السلام کی تاریخ کیا ہے۔ یعنی ان کے حالات و واقعات کیا ہیں؟ ان سوالات کے جوابات میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ یوسف علیہ السلام نازل فرمائی۔ مفسرین کے مطابق اس سورۃ کے نازل کرنے میں ایک راز یہ بھی ہے کہ اس میں جن احوال و حوادث کا ذکر ہے وہ کئی اعتبار سے نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کی امت کے حالات سے مشابہت رکھتے ہیں۔ جن کا ذکر آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے لیے بلکہ تمام مسلمانوں کے لیے سبق آموز ہے۔

(القرآن۔ فوائد مثالی۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: مفسرین نے حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کے متعلق کیا تاویل پیش کی ہے؟

جواب: حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب میں دیکھا تھا کہ سورج چاند اور گیارہ ستارے سجدہ کر رہے ہیں۔ مفسرین حضرات نے اس خواب کی تعبیر کے متعلق کہا ہے کہ گیارہ ستاروں سے مراد حضرت یوسف علیہ السلام کے گیارہ بھائی تھے اور شمس و قمر سے مراد آپ کے ماں باپ تھے۔ اس خواب کی تعبیر چالیس سال کے بعد پوری ہوئی۔

(القرآن۔ حصص القرآن۔ قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: یعقوب علیہ السلام نے اِنْسِیْ اَخَافُ اَنْیْ بَاکُمْلَہُ الدِّنْبُ مجھے ڈر ہے کہ کہیں اسے بھیڑیا نہ کھا جائے کیوں کہا؟

جواب: کہا جاتا ہے کہ اس علاقے میں بھیڑیوں کی کثرت تھی۔ اس لیے آپ نے بھیڑیے کے کھا جانے کا ذکر فرمایا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اللہ کو یعقوب علیہ السلام کا امتحان مقصود تھا۔ اس لیے یہ الفاظ ان کے منہ سے نکلوائے اور بھائیوں نے اسی

طرح سازش کی۔ (القرآن۔ سوارق القرآن۔ فوائد مثنی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے ساتھ لے جانے کے لیے کتنے بیٹیوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے اصرار کیا؟

جواب: دس بیٹیوں نے کہا کہ اگر ہم اپنے ایک چھوٹے بھائی کی حفاظت بھی نہ کر سکے تو ہم پر افسوس ہے۔ چنانچہ ان کے اصرار پر یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے ساتھ روانہ کر دیا۔ (القرآن۔ حصہ الانبیاء۔ تفسیر تیسرا القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام نے روانگی کے وقت یوسف علیہ السلام کے بارے میں بیٹیوں کو کیا تاکید کی اور انہوں نے کس طرح عمل کیا؟

جواب: آپ نے اپنے دو بڑے بیٹوں یہود اور روبیل کو خاص طور پر یوسف علیہ السلام کا خیال رکھنے کی ہدایت کی۔ اور رخصت کرنے کے لیے دور تک ساتھ بھی گئے۔ پھر کچھ دور تک جب تک والد نظر آتے رہے ان کو دیکھانے کے لیے یوسف علیہ السلام کو کبھی ایک بھائی کبھی دوسرا گود میں اٹھا لیتا۔ کندھے پر بٹھا لیتا۔ پھر جب یعقوب علیہ السلام نظروں سے اوجھل ہو گئے تو انہوں نے دل کا غبار نکالا۔ جس بھائی نے کندھے پر بٹھا رکھا تھا ننھے یوسف کو کندھے سے زمین پر پھینک دیا۔ اب یوسف روتے ہوئے کبھی ایک بھائی کے پاس جاتے کبھی دوسرے کے پاس فریاد کرتے کہ مجھے بچاؤ۔ لیکن ہر بھائی پتھر دل ہو چکا تھا۔

(تفسیر قرطبی۔ تاریخ الانبیاء۔ حصہ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام۔ تذکرۃ الانبیاء)

حوال: یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ننھے یوسف علیہ السلام سے جھگڑ میں جا کر کیا کہا؟

جواب: انہوں نے کہا: ”تو نے جن گیارہ ستاروں اور چاند کو سورج کو اپنے آگے سجدہ کرتے دیکھا تھا ان کو اب اپنی گود کے لیے پکار۔“

(حصہ القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ حصہ الانبیاء)

سوال: سب بھائیوں سے مایوس ہو کر یوسف علیہ السلام نے بڑے بھائی یہود سے فریاد کی

تو اسے ترس آگیا۔ اس نے یوسف علیہ السلام کی حمایت کی تو دوسرے بھائیوں نے کیا کہا؟

جواب: انہوں نے کہا، تو یوسف علیہ السلام کی حمایت کر کے باپ کی نگاہ میں اچھا بننا چاہتا ہے۔ اگر تو ہمارے ارادے کی تکمیل میں رکاوٹ بنا تو ہم تیرا بھی خاتمہ کر دیں گے۔

(قصص الانبیاء - تفسیر ابن کثیر - سیرت انبیاء کرام)

سوال: برادران یوسف آپ کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ بتائیے کنویں میں ڈالنے کا مشورہ کس نے دیا؟

جواب: سب سے بڑے بھائی یہودا نے کہا: ”اچھا تم اگر یوسف علیہ السلام کو قتل کرنا ہی چاہتے ہو تو میں اس کا ایک طریقہ بتلاتا ہوں۔ جس سے تمہارے مقصد بھی پورا ہو جائے گا، یعنی سانپ بھی مر جائے گا اور لاش بھی نہ ٹوٹے گی۔ وہ یہ کہ اسی جنگل میں عرصے سے ایک کنواں ویران پڑا ہے۔ جس میں کوڑے کرکٹ کی وجہ سے زہریلے جانور پیدا ہو گئے ہیں۔ اس میں پھینک دو۔ یہ اپنی موت آپ مر جائے گا۔“

(القرآن - قصص الانبیاء - سیرت انبیاء کرام)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں کس طرح بچایا؟

جواب: ادھر بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں پھینک دیا ادھر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا اے جبرائیل علیہ السلام جا ہمارے یوسف کو تہہ میں گرنے سے پہلے سنبھال۔ چنانچہ یہ حکم ملے ہی جبرائیل علیہ السلام کنویں میں پہنچے اور نیچے تہہ میں پہنچنے سے پہلے ہی آپ کو سنبھال کر کنویں میں نکلے ہوئے پتھر پر بٹھلا دیا۔ (تفسیر قرطبی - تاریخ الانبیاء - قصص الانبیاء - قصص القرآن - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کیا بشارت دی؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے ان کو بتلادیا کہ ایک دن وہ اس کے بارے میں بھائیوں کو بتلا دیں گے۔ مفسرین کہتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بشارتیں دیں۔ ایک یہ کہ آپ زندہ سلامت رہیں گے بھائی جو چاہے کر لیں۔ دوسرے یہ کہ آپ

کو اس زندگی سے نکال کر اعلیٰ منصب پر پہنچایا جائے گا چنانچہ وہ منصب ایک منصب نبوت اور ایک بادشاہت عطا ہوئے۔ تیسری بشارت یہ کہ ایک وہ وقت آئے گا جبکہ آپ ان بھائیوں کو ان کے کروت بتلائیں گے۔

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ فوائد عثمانی۔ سارف القرآن)

سوال: برادران یوسف روتے پیٹتے اپنے والد کے پاس آئے۔ جب انہیں حضرت یوسف علیہ السلام کا خون آلود کرت دکھایا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے کیا کہا؟
جواب: یعقوب علیہ السلام نے کرت دیکھتے ہی کہا کہ بیٹریا کتنا ہوشیار اور عقلمند تھا کہ اس نے میرے بیٹے کے کرتے پر ایک دانت بھی نہ مارا۔ جب کرتے پر دانت کا نشان نہیں تو یوسف کو پھاڑ ڈالنے کی بات سمجھ سے باہر ہے۔ تاہم انہوں نے پھر صبر کر لیا۔

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر مزیدی)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں سے کیوں کہا کہ یہ سب تمہاری تراشی ہوئی باتیں ہیں؟

جواب: فوائد عثمانی میں ہے: ”بھلا جس کو شام میں بیٹھ کر مصر سے یوسف علیہ السلام کے کرت کی خوشبو آتی تھی وہ بکری کے خون پر یوسف علیہ السلام کے خون کا گمان کیسے کر سکتا تھا۔ اس لیے یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں کے واقعات کو سن کر فوراً جھٹلا دیا اور فرمایا یہ سب تمہاری سازش اور اپنے دلوں سے تراشی ہوئی باتیں ہیں۔ بہر حال، میں مہربانمیل اختیار کرتا ہوں جس میں نہ کسی غیر کے سامنے شکوہ ہو گا نہ تم سے انتقام کی کوشش۔ صرف اپنے خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اس صبر میں میری مدد فرمائے۔“

(فوائد عثمانی۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام تین دن تک کنوئیں میں رہے۔ بتائیے آپ باہر کیسے نکلے؟

جواب: ایک قافلہ اتفاقاً دھر سے گزرا۔ اہل قافلہ کو پانی کی ضرورت پیش آئی۔ انہوں نے آبی کو بھیجا۔ اس نے کنوئیں میں پانی کے لیے ڈول ڈالا یوسف علیہ السلام سمجھے

شاید بھائیوں کو ترس آ گیا۔ آپ اس میں بیٹھ گئے۔ اس نے ڈول کھینچا تو آپ باہر آ گئے۔ (القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر عزیزی۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: قرآن میں ہے کہ آدمی خوشی سے بے ساختہ چلا اٹھا کہ یہ تو ایک لڑکا ہے۔ اسے کس بات پر خوشی ہوئی؟

جواب: اسے حیرت اور خوشی ہوئی۔ مفسرین کہتے ہیں کہ سب سے زیادہ حیرت اس پر کہ ایسا خوبصورت حسین و جمیل بچہ کس کا ہے اور یہاں کیسے آیا دوسری وجہ خوشی کی یہ تھی کہ اس زمانے میں غلامی کا رواج تھا اور کم عمر خوبصورت لڑکا ہاتھ لگ جاتا تو اس کو بڑی دولت سمجھتے تھے۔ کیونکہ ایسے لڑکے کی قیمت اچھی مل جاتی تھی۔

(قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر مظہری)

سوال: بتائیے حضرت یوسف علیہ السلام کی عمر کتنی تھی جب انہیں کنویں میں پھینکا گیا؟
جواب: بعض مفسرین کے بقول آپ کی عمر چھ سات سال تھی۔ بعض بارہ چودہ سال بھی بتاتے ہیں۔ (قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: مفسرین کرام نے حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کی کس طرح تعریف کی ہے؟
جواب: یوسف علیہ السلام سے بڑھ کر حسین نہ کوئی پہلے تھا اور نہ بعد میں (سوائے خاتم الانبیاء ﷺ کے) کسی نے دیکھا۔ داہنے رخسار پر آپ کے ایک سیاہ تل تھا جس کی وجہ سے آپ کا حسن و جمال اور بھی دوہلا ہو گیا تھا۔ نزاکت اتنی تھی کہ کوئی مینوہ یا پھل کھاتے تو حلق سے نیچے اترتا حراف نظر آتا۔

سوال: برداران یوسف کنویں کے آس پاس گزرائی کرتے رہے۔ قافلے والوں کو دیکھ کر کیا سازش تیار کی؟

جواب: وہ حضرت یوسف علیہ السلام کا حال معلوم کرنے آتے جاتے رہے۔ جب آپ زندہ سلامت کنویں سے نکل آئے تو پھر خیال آیا کہ یہ تو کنویں میں بھی نہیں مرا اور قافلے والے اس کو لے جائیں گے۔ تمام بھائی مل کر قافلے والوں کے پاس آئے۔ اور کہا کہ یہ لڑکا ہمارا بھائی ہوا غلام ہے چونکہ یہ بھائی ہوا غلام ہے اور اس

کی اس عادت کی وجہ سے ہم اس کو رکھنا نہیں چاہتے۔ اس لیے اگر تم چاہو تو اس کو خرید لو۔ لیکن اس کی حفاظت کرنا کہیں تمہارے پاس سے بھی بھاگ نہ جائے۔ چنانچہ چند کھوٹے سکوں کے بدلے حضرت یوسف علیہ السلام کو قافلہ والوں کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اٹھارہ درہم میں ان بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کو بیچا اور دو درہم فی کس کے حساب سے آپس میں بانٹ لیے۔ ایک بھائی یہودانے اس میں حصہ نہیں لیا۔ (تذکرۃ الانبیاء - تفسیر حنفی - حصہ الانبیاء)

سوال: قافلہ والوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر میں عزیز مصر کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ اس نے اپنی بیوی سے یوسف علیہ السلام کے بارے میں کیا کہا؟

جواب: عزیز مصر نے اپنی بیوی سے کہا کہ یہ کتنا خوبصورت اور ہونہار لڑکا ہے۔ اسے عزت و احترام سے رکھنا۔ غلاموں جیسا سلوک نہ کرنا شاید بڑا ہو کر ہمارے کام آئے۔ ہم اپنا کاروبار اس کے سپرد کر دیں یا ہمارے اولاد نہیں ہے ہم اسے اپنا بیٹا بنا لیں۔

(تذکرۃ الانبیاء - تفسیر حنفی - حصہ القرآن)

سوال: عزیز مصر کون تھا۔ اس کا نام بتا دیجئے؟ اس کی بیوی کا کیا نام تھا؟

جواب: اس عزیز مصر کا نام فوطیفار تھا جو فرعون مصر کی فوج کا سردار یعنی وزیر جنگ تھا۔ قرآن حکیم میں اس کو عزیز کہا گیا ہے۔ یعنی ایسا آدمی جو ملک میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اس کی بیوی کا نام راعیل بتایا گیا ہے۔ جس کا لقب زلیخا تھا۔ یا وہ زلیخا کے نام سے مشہور تھی۔

(حصہ الانبیاء لابن کثیر - ترجمان القرآن - تذکرۃ الانبیاء - تفسیر حنفی - تفسیر حنفی)

سوال: بتائیے حضرت یوسف علیہ السلام عزیز مصر کے لیے کس طرح سودمند ثابت ہوئے؟

جواب: عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو غلام سمجھ کر خرید لیا تھا۔ مگر تھوڑے ہی دنوں میں ان کی شرافت، نیکی اور دیانتداری سے اس قدر متاثر ہوا کہ اپنے سارے گھر بار اور علاقے کا مختار کل بنا دیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن انتظام سے فوطیفار کی آمدنی دگنی ہو گئی۔

(تذکرۃ الانبیاء - ترجمان القرآن)

سوال: قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ جب یوسف علیہ السلام اپنی جوانی کی عمر کو پہنچے تو ہم نے ان کو حکمت اور علم عطا کیا مفسرین اس سے کیا مراد لیتے ہیں؟

جواب: مفسرین کہتے ہیں کہ جب آپ استخافوں سے گزر کر مصر میں پہنچے اور جوان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو علم و حکمت دیا وہ منصب نبوت پر فائز کرنا تھا۔ جو آپ کی نیک چلنی اور خوف خدا کا نتیجہ تھا جسے اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ ہم نیکوکاروں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔ (القرآن۔ تفسیر احسن البیان۔ تذکرۃ الانبیاء۔ معارف القرآن)

سوال: عزیز مصر کی بیوی زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام پر فریفتہ ہو گئی تھی۔ اس نے آپ کو کس طرح پھسلانے کی کوشش کی؟

جواب: حضرت یوسف علیہ السلام خوبصورت حسین و جمیل تھے اور جوانی کی عمر کو پہنچے تو اور بھی زیادہ تو مند اور قوت والے تھے۔ اس نے اپنی نفسانی خواہشات کے لیے آپ پر ڈورے ڈالنے شروع کیے اور مکرو فریب کا جال بننے لگی۔ اس نے دل کشی اور ہوش ربائی کے سارے سامان جمع کر دیئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے دل کو قابو کرنا چاہا۔ عیش و نشاط کے سامان مہیا کیے۔ ہر قسم کی سہولتیں فراہم کی گئیں۔ یوسف علیہ السلام کا ہر وقت زلیخا کے گھر میں رہنا۔ ان کو نہایت پیار محبت سے رکھنا۔ تنہائی کے وقت خود زلیخا کا بے تابانہ اظہار۔ کسی غیر کے آنے جانے کا امکان نہیں۔ مفسرین نے ایک موقع پر ان کے اور زلیخا کے درمیان مکالمے کو نقل کیا ہے کہتے ہیں کہ زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے ان کے حسن و جمال کی تعریف شروع کی اور کہنے لگی کہ تمہارے بال کس قدر حسین ہیں، آپ نے فرمایا، موت کے بعد یہ بال سب سے پہلے میرے جسم سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ پھر زلیخا نے کہا، تمہاری آنکھیں کتنی حسین ہیں۔ تو آپ نے فرمایا، موت کے بعد یہ سب پانی ہو کر میرے چہرے پر بہہ جائیں گی۔ پھر زلیخا نے کہا تمہارا چہرہ کتنا حسین ہے، تو آپ نے فرمایا، پیٹھ مٹی کی غذا ہے۔

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ معارف القرآن۔ تفسیر طبری)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر کی بیوی زلیخا کو کیا جواب دیا؟

جواب: قرآن مجید میں ہے کہ آپ نے فرمایا خدا کی پناہ! وہ تیرا شوہر میرا آقا ہے جس نے مجھے بڑی اچھی طرح سے رکھا ہے۔ اور بلاشبہ احسان فراموش فلاح نہیں پاتے۔ مفسرین نے اس کی وضاحت میں لکھا ہے کہ جوانی کی عمر میں اور تجرد کے زمانے میں اللہ نے آپ کو پیغمبرانہ عصمت کے بلند مقام پر پہنچایا اور آپ نے شیطانی جال کے سارے حلقے توڑ ڈالے اور خدا کی پناہ چاہی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بچالیا۔ (القرآن۔ معارف القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ قصص القرآن)

سوال: قرآن پاک میں کہا گیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو خلوت خانے میں برہان (نشانات ربانی) نظر آئے۔ وہ کیا تھے؟

جواب: قرآن مجید میں بتایا گیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو خلوت خانے میں برہان نظر آئے جس کی وجہ سے آپ ناجائز کام سے محفوظ رہے اور سلامتی کے ساتھ باہر نکل آئے۔ اس سلسلے میں مفسرین نے کئی برہان خداوندی بیان کیے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ، مجاہدؓ، سعید بن جبیرؓ، محمد بن سیرینؓ، حسن بصریؓ نے فرمایا کہ اللہ نے بطور معجزہ اس خلوت گاہ میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت اس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے کر دی کہ وہ اپنی انگلی دانتوں میں دبائے ہوئے ان کو متنبہ کر رہے تھے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ عزیز مصر کی صورت سامنے کر دی گئی۔ بعض کہتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام کی نگاہ چھت کی جانب اٹھی تو آپ کو یہ آیت لکھی ہوئی نظر آئی لَا تَقْرَبُوا الدِّينِيَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَاءٌ مِّبْلًا یعنی زنا کے قریب مت جاؤ کیونکہ وہ بڑی بے حیائی اور قہر خداوندی کا سبب ہے اور بہت برا راستہ ہے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ آپ کو فرشتہ نظر آیا جس نے آپ کو اس فعل سے رکنے کے لیے کہا۔

(القرآن۔ معارف القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: جس خلوت خانے میں زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو فریب دینے کی کوشش

کی مفسرین نے اس کی کیا کیفیت بیان کی ہے؟

جواب: بعض مفسرین کہتے ہیں کہ عزیز مصر کی بیوی نے خلوت خانے کے ساتھ درجے یا دالان بنائے تھے۔ اور ہر دالان سے دوسرے دالان میں جاتے وقت کواز بند کر کے اسے مقفل کرتی جاتی تھی تاکہ یوسف علیہ السلام اس کے بچھائے ہوئے جال سے نہ نکل سکیں۔ ادھر یوسف علیہ السلام برہان ربی کا مشاہدہ کرنے کے بعد باہر کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔ آپ کو اللہ پر بھرپور بھروسہ تھا۔ آپ کے دل میں یہ خیال بھی نہ آیا کہ دروازے مقفل ہیں۔ لیکن خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ہر دروازہ خود بخود چوپٹ کھل گیا۔ (القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: عزیز مصر کی بیوی نے خود مجرم ہوتے ہوئے بھی سارا الزام حضرت یوسف علیہ السلام پر لگا دیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی صفائی کس طرح پیش کی؟

جواب: آپ نے فرمایا اِھْسِیْ وَادْنِیْ عَنْ نَّفْسِیْ اِنِّیْ خَوَّضْتُ نَفْسَیْ بِوَدْرِیْ کر نے کے لیے مجھے پھنسا رہی تھی۔ (القرآن۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر عزیز۔ قصص القرآن)

سوال: بتائیے حضرت یوسف علیہ السلام کی بے گناہی اور پاکبازی کا ثبوت دینے کے لیے اللہ تعالیٰ نے کیا معجزہ دکھایا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے آپ کی برأت اور صفائی کے لیے عزیز مصر کے شیر خوار بچے کو بولنے کے لیے طاقت عطا فرمائی۔ وہ بولا کہ یہ سب تیری بیوی کی شرارت ہے۔ دوسری مرتبہ غفلندی کی بات یہ کہی گئی کہ ”اگر یوسف علیہ السلام کا کرتہ آگے سے پھنسا ہے تو عورت کچی ہے اور یوسف علیہ السلام جھوٹے ہیں اور اگر کرتہ پیچھے سے پھنسا ہے تو وہ عورت جھوٹی ہے اور یوسف سچے ہیں۔“ عزیز مصر نے یوسف علیہ السلام کا کرتہ دیکھا تو واقعی پیچھے سے پھنسا ہوا تھا۔ (القرآن۔ تفسیر القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے ٹیل جانے کو کس لیے ترجیح دی اور اس کے لیے دعا مانگی؟

جواب: عزیز مصر کی بیوی زلیخا نے آپ کو دھکی دی تھی: ”یوسف! کوئی بات نہیں اگر تو نے میری بات نہ مانی تو میں بھی تجھے جیل خانہ میں ڈلوادوں گی۔“ پھر ایک دن اس نے آپ سے کہا: یا مجھے خوش کرو اور میری خواہش پوری کرو، ورنہ جیل جانے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ ان حالات میں آپ نے دوسرے راستے کو ترجیح دی اور جیل جانا پسند فرمایا۔ (القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر عثمانی)

سوال: عزیز مصر کو حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کی گواہی مل گئی تھی لیکن اس نے پھر کیوں حضرت یوسف علیہ السلام کو جیل بھیج دیا؟

جواب: ایک رات یہ ہے کہ راحیل کے اس واقعے کے خلاف شہر بھر میں شور مچ گیا تھا جس سے عزیز مصر حواس باختہ ہو گیا اور اس شورش کو ڈبانے کے لیے اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو جیل بھیجنا ضروری سمجھا۔ دوسری رات یہ ہے کہ اس نے آپ کو اس لیے جیل بھیجا تھا کہ میری بیوی کی ناشائستہ حرکات سے میری عزت کو جو دھچکا لگا ہے وہ بحال ہو جائے گا۔ لیکن جیل میں بھی اللہ نے آپ کو عزت دی۔ ایک اور روایت یہ بھی ہے کہ عزیز مصر آپ کے حالات اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا جن کی وجہ سے اس کو آپ سے عقیدت ہو گئی تھی مگر اپنے دنیاوی عزت و وقار کی خاطر آپ کو بادلِ نخواستہ جیل بھیجنا پڑا۔ اس لیے اس نے جیلر کو ہدایت کی کہ آپ کو قیدی نہ سمجھا جائے۔ (القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ معارف القرآن)

سوال: بتائیے حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ جیل خانے میں دو شاہی قیدی کون سے تھے؟

جواب: شاہ مصر ریان بن ولید کے دو ملازم تھے۔ ایک شاہ کا باورچی اور دوسرا ساقی۔ دونوں پر الزام تھا کہ انہوں نے بادشاہ کو ہلاک کرنے کے لیے زہر دیا ہے۔ ان دونوں کا مقدمہ زیر سماعت تھا۔ (القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر فتح القدیر۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: شاہی قیدیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو جو خواب بتائے تھے ان کے بارے میں مفسرین کیا کہتے ہیں؟

جواب: بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ ان دونوں نے جھوٹے اور فرضی خواب سنائے تھے۔ تاکہ حضرت یوسف علیہ السلام کا امتحان نئے سکیں۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ ان لوگوں نے واقعی خواب نہیں دیکھا تھا بلکہ یوسف علیہ السلام کی بچائی اور بزرگی کا مشاہدہ کرنے کے لیے خواب بنا لیا تھا۔ بہر حال آپ نے خواب کی تعبیر بتائی اور فرمایا: ”جس بات (خواب) کے متعلق تم پوچھتے ہو اس کا فیصلہ کیا جا چکا ہے۔ اور یہ میرا فیصلہ نہیں بلکہ خدائی فیصلہ ہے۔“

(القرآن - تفسیر ابن کثیر - حارف القرآن - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: رہا ہونے والا قیدی حضرت یوسف علیہ السلام کا بادشاہ سے ذکر کرنا بھول گیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو کتنا عرصہ جیل میں رہنا پڑا؟

جواب: قرآن پاک میں صرف یہ فرمایا گیا ہے کہ آپ کئی سال جیل میں رہے۔ مفسرین کے مطابق آپ تقریباً سات سال قید میں رہے۔ بعض نے دس سال بھی بتایا ہے، حضرت ابن عباسؓ نے بارہ سال اور حضرت شجاکؓ نے چودہ سال بتائے۔

(القرآن - تفسیر ابن کثیر - قصص الانبیاء - قصص القرآن - تاریخ الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت یوسف علیہ السلام نے شاہ پھر کا خواب سن کر کون سی تین باتیں بتائیں؟

جواب: آپ نے خواب کے بارے میں تین باتیں بتائیں۔ پہلی تعبیر کہ اس خواب کا مقصد کیا ہے۔ دوسری تدبیر بتائی کہ اس خواب کے برے اثرات سے کیسے بچا جا سکتا ہے۔ اور تیسری تبشیر یعنی آپ نے اچھے حالات کی خوشخبری (بشارت) دی۔

(القرآن - تذکرۃ الانبیاء - فوائد مکی - تاریخ الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے کن کن لوگوں سے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کی شہادت دلوائی؟

جواب: سب سے پہلے عزیز مصر کی بیوی کا رشتہ دار بچہ سا بنے آتا ہے اور ہیرا من کے چاک ہونے کا حیرت انگیز فیصلہ دیتا ہے۔ جس سے حضرت یوسف علیہ السلام کی

پاکدامنی اور عورت کے جرم کا ثبوت ملتا ہے۔ پھر حقیقت حال کا علم ہونے پر عزیز مصر خود حضرت یوسف علیہ السلام کی بے گناہی کا قرار کرتا ہے اور آپ سے معذرت کرتا ہے۔ اور پھر شہر کی عورتیں آپ کی پاکدامنی کی گواہی سن وقت دیتی ہیں جب عزیز مصر نے بھرے دربار میں حضرت یوسف علیہ السلام کے معاملہ میں ان سے دریافت کیا۔ اور پھر عزیز مصر کی بیوی نے دربار میں اپنی غلطی اور آپ کی بے گناہی تسلیم کی۔ (القرآن - تذکرۃ الانبیاء - حصہ القرآن - سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام جیل سے شاہی دربار میں کس انداز سے تشریف لائے؟
جواب: جب قاصد دوبارہ یوسف علیہ السلام کے پاس بادشاہ کا پیغام لے کر گیا تو آپ نے غسل فرما کر نئے کپڑے پہنے۔ جیل خانہ کے تمام قیدیوں کو دعا دی۔ شاہی دربار کے دروازے پر پہنچے تو دعا فرمائی: حسبی ربی من دینای و حسبی ربی من خلقہ عز جوارہ وجل ثناء ہ ولا الہ غیرہ ”میری دنیا کے لیے میرا رب مجھے کافی ہے اور ساری مخلوق کے بدلے میرا رب میرے لیے کافی ہے۔ جو اس کی پناہ میں آ گیا وہ بالکل محفوظ ہو گیا۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جب آپ شاہی دربار میں پہنچے تو اسی طرح دعا کی اور بلند آواز سے سلام کیا اور پھر بادشاہ کو عبرانی زبان میں دعا دی۔ بادشاہ نے پوچھا، آپ نے سلام کس زبان میں کیا اور دعا کس زبان میں دی۔ آپ نے فرمایا، سلام عربی زبان میں کیا اور دعا عبرانی زبان میں دی۔

(معارف القرآن - تذکرۃ الانبیاء - سیرت انبیاء کرام)

سوال: بتائیے شاہ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کی کس طرح پذیرائی کی اور آپ کو کس اعزاز سے نوازا؟

جواب: کنعان کے ایک بدوی خاندان کا لڑکا بغیر اپنی خواہش کے مصر پہنچا اور پھر کچھ عرصہ بعد اس عظیم الشان مملکت کی باگ ذور بھی اسی کے ہاتھ میں آئی اور بادشاہ سے لے کر ادنیٰ رعایا تک اس کی عظمت و فضیلت کے آگے جھک گئے۔ بادشاہ مصر پر حضرت یوسف علیہ السلام کی فہم و فراست اور اہلیت کی حقیقت آشکار ہو گئی۔ خواب

کی تعبیر نے بھی واضح کر دیا کہ آپ حکومت کرنے کے اہل ہیں۔ اس نے اپنے تمام عمال و حکام کو جمع کیا اور دربار عام میں حضرت یوسف علیہ السلام کے سر پر تاج شاہی رکھ کر آپ کو شاہی تخت پر بٹھا دیا۔ یعنی آپ کو صرف وزارت خزانہ ہی نہیں بلکہ پوری حکومت آپ کے حوالے کر کے خود گوشہ نشین ہو گیا۔

(معارف القرآن - تفسیر قرطبی: ترجمان القرآن)

سوال: شاہ مصر کے خواب کے مطابق قحط نے بچاؤ کی کیا تدابیر اختیار کی گئیں؟
جواب: حضرت یوسف علیہ السلام نے شاہ مصر کو خواب کی تعبیر بتائی تھی اور قحط سے بچنے کا طریقہ بھی بتایا تھا۔ بادشاہ نے آپ کو قید سے رہائی دے کر اپنے دربار میں بلایا تو آپ نے اسے کہا کہ آپ کو وزیر خزانہ بنا دیا جائے تاکہ وہ اپنے علم اور حکمت کی وجہ سے حالات کا مقابلہ کر سکیں۔ لیکن بادشاہ نے اپنا تاج و تخت آپ کے حوالے کر دیا۔ شاہ مصر کے خواب کے مطابق سات سال فراخی اور خوش حالی میں گزرے اس دوران آپ نے آنے والے سات سالوں کے لیے غلہ ذخیرہ کیا اور لوگوں کو خبردار کر دیا۔ قحط مالی شروع ہوئی تو آپ نے ایک وقت کھانا شروع کر دیا۔ اور شاہی باورچیوں اور اپنے متعلقین کو بھی ایک وقت کھانے کی تلقین فرمادی۔ لوگوں نے کہا کہ آپ تو مصر کے تمام خزانوں کے مالک ہیں پھر کھانے پینے میں تنگی کیوں کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ میں اس لیے کرتا ہوں کہ مجھے رعایا کی بھوک کا احساس ہے۔ قحط شروع ہوا تو نہ صرف مصر بلکہ آس پاس کے علاقے بھی اس کی لپیٹ میں آ گئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام پہلے ہی بچاؤ کے اقدامات کر چکے تھے اور غلہ ذخیرہ کر لیا تھا۔ آپ نے اعلان کر دیا کہ مصر اور آس پاس کے قحط زدہ لوگ ہم سے غلہ خرید سکتے ہیں اور لیکن ایک اونٹ سے زیادہ شدہ کسی کو نہیں ملے گا۔ اور اس کام کی نگرانی خود فرمانے لگے تاکہ تول پورا ہو۔

(سیرت انبیاء کرام - معارف القرآن - تفسیر قرطبی: تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے زمانہ قحط میں حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کی گواہی کس طرح ملی؟

جواب: مصر میں قحط پڑا تو دور دراز کے لوگ غلہ لینے کے لیے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آنے لگے۔ ایک دن ایک شخص نے آکر سوال کیا تو آپ نے اسے غلہ دلوا دیا۔ وہ دوبارہ آیا آپ نے پھر غلہ دلوا دیا۔ تیسری مرتبہ پھر آیا تو آپ نے فرمایا۔ اے اللہ کے بندے! اس قحط کے زمانے میں دوسروں کا بھی خیال کرو۔ اس نے کہا کہ آپ کو میرا حال معلوم ہو جائے تو میرا سوال رو نہ کریں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا تو اس نے بتایا میں وہی لڑکا ہوں جس نے زمانہ شیر خوارگی میں آپ کی پاکدامنی کی گواہی دی تھی۔ اب میں جوان ہو گیا ہوں۔ یوسف علیہ السلام یہ سن کر خوش ہوئے اور اسے کئی من غلہ اور بہت کچھ نقد دیا۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ القول الثانی)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کے سوتیلے بھائی آپ کے پاس کیوں آئے تھے؟
جواب: کنعان میں بھی شدید قحط پڑا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا خاندان بھی متاثر ہوا۔ جبکہ مصر میں غلہ قیثا مل جاتا تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو پتہ چلا کہ مصر کا بادشاہ مخیر اور رحم دل ہے۔ آپ نے بنیامین کے علاوہ اپنے سب بیٹوں کو غلہ لینے بھیج دیا کیونکہ ایک اونٹ نی کس غلہ ملتا تھا۔ چنانچہ تمام سوتیلے بھائی غلہ خریدنے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچ گئے۔ (القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تفسیر روح البیان)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کو جدا ہوئے چالیس سال گزر گئے تھے۔ اس لیے حضرت یوسف علیہ السلام نے تو بھائیوں کو پہچان لیا لیکن بھائیوں نے نہیں پہچانا۔ بتائیے آپ کے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کیا کہا؟

جواب: بھائیوں کی زبان سے عربی کی بجائے عبرانی سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ آپ لوگ تو مصری نہیں۔ بھائیوں نے کہا کہ ہم لوگ کنعان کے باشندے اور نبی کے بیٹے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ ہمیں کیسے یقین آئے۔ ہمیں تو شبہ ہے کہ تم جاسوس ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے آپ کی تعریف سنی تھی کنعان میں قحط کی وجہ سے غلہ لینے آئے ہیں۔ ہم جاسوس نہیں بلکہ اللہ کے نبی

یعقوب علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔ (تفسیر ماجدی۔ تذکرۃ الانبیاء۔ معارف القرآن)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے سوتیلے بھائیوں سے پوچھا کہ تمہارا کوئی اور بھائی بھی ہے تو انہوں نے کیا بتایا؟

جواب: انہوں نے کہا ہم بارہ بھائی تھے۔ ہمارا چھوٹا بھائی عرصہ ہوا جنگل میں گم ہو گیا تھا۔ ہمارے والد کو اس سے بے حد محبت تھی۔ اس کے صدے سے والد کی بیٹائی جاتی رہی۔ اس کے بعد اس کے چھوٹے بھائی سے محبت کرنے لگے۔ اس لیے اسے ہمارے ساتھ نہیں بھیجا۔ (سیرت انبیائے کرام۔ تفسیر ماجدی۔ تذکرۃ الانبیاء۔ معارف القرآن)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے وطن واپسی تک بھائیوں کو شاہی مہمان رکھا۔ رخصت ہوتے وقت بھائیوں نے بنیامین کے بارے میں کیا مطالبہ کیا؟

جواب: انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ چھوٹے بھائی بنیامین کے حصے کا غلہ بھی (ایک اونٹ) انہیں دے دیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے ملک کے قانون کے خلاف ہے کہ آدمی موجود نہ ہو اور اس کے حصے کا غلہ دے دیا جائے۔ آئندہ اسے بھی ساتھ لانا اور غلہ مل جائے گا۔ ہاں! اگر اسے ساتھ نہ لائے تو تم بھی مت آنا۔ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: شاہ مصر اب یوسف علیہ السلام تھے۔ وہ بھائیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔ آپ نے ان کو غلے کی قیمت کیوں واپس کر دی تھی؟

جواب: آپ نے اپنے غلاموں سے کہہ کر وہ نقدی جس سے وہ غلہ خرید کر لے جا رہے تھے واپس ان کے سامان میں رکھ دی۔ آپ اللہ کے نبی تھے۔ نخی رحم دل اور شفیق۔ آپ نے سوچا کہ معلوم نہیں انہوں نے کس طرح جوڑ جوڑ کر نقدی اکٹھی کی ہوگی۔ اگر ان کے پاس پیسے کی کمی ہوئی اور انہیں غلے کی ضرورت ہوئی تو یہی نقدی لے کر پھر لینے آجائیں گے۔ ورنہ ممکن ہے نہ آئیں اور میں اپنے بھائی بنیامین کو نہ دیکھ سکوں۔

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: برادران یوسف نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے شاہ مصر کے حسن اخلاق کی

تعریف کی۔ اور پھر ہر بھائی کے سامان میں پونجی بھی رکھی ہوئی مل گئی تو مزید خوش ہوئے۔ انہوں نے دوبارہ غلہ لینے کے لیے بنیامین کو ساتھ لے جانا چاہا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے کس طرح رضا مندی ظاہر کی؟

جواب: بھائیوں نے کہا کہ ہم اس کی پوری نگرانی کریں گے لیکن حضرت یعقوب علیہ السلام پہلے یوسف علیہ السلام کی وجہ سے پریشان تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تم خدا کی قسم کھا کر پکا قول دو کہ بنیامین کو میرے پاس واپس لاؤ گے، قتل کی وجہ سے غلے کی پورے خاندان کو ضرورت تھی۔ آپ نے اس عہد و بیان پر خدا کو گواہ ٹھہرایا۔ یعنی سب خدا کے سپرد ہے اور اگر کسی نے خیانت کی تو اسے خدا ہی سزا دے گا۔ شاہ عبدالقادر محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ ظاہری اسباب بھی بنتے کر لیے اور بھروسہ اللہ پر رکھا۔ کعب اخبار کا قول ہے کہ اس مرتبہ صرف اولاد کے کہنے پر بھروسہ نہیں کیا بلکہ معاملہ اللہ کے سپرد کیا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”قسم ہے میری عزت و جلال کی کہ اب میں آپ کے دونوں بیٹوں کو آپ کے پاس واپس بھیجوں گا۔“

(میرت انبیاء کرامؑ تفسیر عثمانی۔ معارف القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: دوسری مرتبہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی غلہ لینے مصر جانے لگے تو باپ نے انہیں الگ الگ دروازوں سے داخل ہونے کی تلقین کیوں کی؟

جواب: چونکہ تمام بھائی تندرست و توانا اور خوبصورت تھے۔ ایک باپ کی اولاد تھے اس لیے ایک ہی دروازے سے اکٹھے داخل ہونے میں لوگوں کی نظر بد لگنے کا اندیشہ تھا۔ دوسرے یہ کہ پہلی مرتبہ شاہی مہمان بنے تھے اس لیے سب کی نظروں میں آگئے تھے۔ ممکن تھا کہ لوگ حسد کی وجہ سے نقصان پہنچائیں۔ اور مفسرین نے تیسری وجہ یہ بتائی ہے کہ پہلے سفر میں انہیں جاسوس سمجھ لیا گیا تھا اس لیے اب احتیاط ضروری تھی۔

سوال: دوسری مرتبہ برادران یوسف شاہ مصر سے ملے تو انہیں شاہی مہمان بنایا گیا۔ انہیں الگ الگ کیوں اور کیسے ٹھہرایا گیا؟

جواب: حضرت یوسف علیہ السلام نے تمام بھائیوں کو الگ الگ کمروں میں ٹھہرایا۔ حضرت قارہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سب بھائیوں کے لیے اس طرح انتظام فرمایا کہ ایک کمرے میں دو دو بھائیوں کو ٹھہرایا گیا ہو پس بھائی بنیامین اکیلے رہ گئے تو مجبوراً یوسف علیہ السلام نے ان کو اپنے پاس ٹھہرانے کا بندوبست کیا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ دانستہ اپنے پاس ٹھہرانے کے لیے ایسا کیا ہوتا کہ دوسرے بھائی سمجھ نہ سکیں۔ (معارف القرآن - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین کو تنہائی میں کیا راز کی بات بتادی تھی؟

جواب: آپ نے بتلایا کہ میں تیرا بھائی یوسف علیہ السلام ہوں۔ ان بھائیوں نے مجھے کنوئیں میں ڈال کر اور پھر غلام بنا کر فروخت کر کے اور ہمارے باپ بھائی کو جدا کر کے ہم پر جو ظلم کیا ہے اور پھر تمہارے ساتھ راستے میں جو زیادتیاں کی ہیں ان پر پریشان مت ہونا۔ خدا نے چاہا تو سب غم دور ہو جائیں گے۔ (معارف القرآن - قصص الانبیاء - قصص القرآن)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں پر چوری کا الزام کیوں لگایا گیا؟

جواب: قرآن میں ہے کہ غلے کی پیمائش کرنے والا پیالہ ان کے سامان سے لٹکا تھا۔ ایک رائے یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو اپنے پاس رکھنے کے لیے ان کے سامان میں پیالہ رکھوا دیا تھا۔ دوسری رائے یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام نے یہ پیالہ بطور یادگار خود اپنے بھائی بنیامین کو خاموشی سے دیا تھا۔ شاہی ملازمین نے دیکھا کہ پیالہ غائب ہے تو فکر لاحق ہوئی۔ (قصص القرآن - قصص الانبیاء - تفسیر مظہری)

سوال: دین ابراہیمی میں چوری کی سزا کیا تھی؟ بتائیے بنیامین کو حضرت یوسف علیہ السلام نے کیوں اپنے پاس رکھا؟

جواب: دین ابراہیمی میں چوری کی سزا یہ تھی کہ جس کے پاس سے چوری کا سامان نکلے اس کو ایک سال کے لیے غلام بنا کر رکھا جائے۔ یہ سب بھائی حضرت یعقوب کی

جواب: یوسف علیہ السلام اللہ کے نبی تھے۔ آپ کے جسم پر لگنے کی وجہ سے اس کرتے میں اللہ تعالیٰ نے یہ خوبی پیدا کر دی کہ اس سے آنکھیں روشن ہو گئیں۔ ضحاکؒ اور مجاہدؒ کے حوالے سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ کرتہ تاریخی حیثیت رکھتا تھا۔ جس وقت نمرود نے ابراہیم علیہ السلام کو برہنہ کر کے آگ میں ڈالا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے پہننے کے لیے جنت کا کرتہ بھیجا۔ جس کو آپ نے پہنا تو آگ گلزار بن گئی۔ یہ کرتہ وفات تک حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس رہا۔ ان کی وفات کے بعد ان کے بیٹے اسحق علیہ السلام کے پاس رہا۔ اسحق علیہ السلام کی وفات کے بعد یعقوب علیہ

السلام کے پاس رہا۔ یہی متبرک کردہ یعقوب علیہ السلام نے ایک نگلی میں بند کر کے بطور تعویذ حضرت یوسف علیہ السلام کے گلے میں ڈال دیا۔ برادران یوسف نے جب ان کو کنوئیں میں ڈالا تو ان کے جسم کا کرتہ اتار کر اس میں جانور کا خون لگا کر یعقوب علیہ السلام کو دے دیا۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ یوسف علیہ السلام کو پانی میں گرنے سے پہلے سنبھال لو۔ جبرئیل علیہ السلام نے کنوئیں میں نکلے ہوئے پتھر پر آپ کو بٹھا دیا اور نگلی میں سے کرتہ نکال کر آپ کو پہنا دیا۔

(سجرات القرآن - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کی مغفرت کے لیے اسی وقت دعا کیوں نہ فرمائی؟

جواب: آپ نے فرمایا میں غریب اپنے رب سے تمہارے لیے بخشش کی دعا کروں گا۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ بیٹوں نے باپ سے یہ درخواست کنعان پہنچ کر کی آپ نے فوراً دعا نہیں کی۔ مقصد یہ تھا کہ جمعہ کی شب میں یا تہجد میں دعا کروں گا کیونکہ ان اوقات میں دعا کی قبولیت زیادہ ہوتی ہے۔ (تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین اور خاندان کے افراد کو مصر بلا لیا۔ یہ کل کتنے لوگ تھے؟

جواب: مفسرین نے اس سلسلے میں مختلف تعداد بتائی ہے۔ یہ کل ستر افراد تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام کی والدہ انتقال فرما چکی تھیں ان کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کی خالہ سے نکاح کر لیا تھا۔ اور خالہ بھی ماں کے برابر ہوتی ہے اس لیے یوسف علیہ السلام کے والد اور والدہ دونوں مصر گئے یہ تعداد ۸۶ بھی بتائی گئی ہے جب مصر سے نکلے تو چھ لاکھ تھے۔

(امداد و تذکرۃ العارفین - قصص الانبیاء - تفسیر القرآن - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی کا عرصہ ۱۸ سال سے اسی سال تک بیان کیا جاتا ہے۔ بتائیے خاندان یعقوب نے مصر میں مستقل رہائش کیسے اختیار کی؟

جواب: فرعون مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام سے اصرار کیا کہ اپنے خاندان کو مصر میں روک لیں۔ ان کو عزت دوں گا اور حسب فتنارہائش کے لیے جگہ دوں گا اور ذریعہ معاش کے لیے زرخیز زمین۔ فرعون کا اصرار بڑھا تو حضرت یوسف علیہ السلام کے مشورے پر حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کے خاندان کے دوسرے افراد نے یہ بات مان لی اور شہری زندگی کے مقابلے میں قرب و جوار میں رہائش اور زمین منتخب کر لی۔ اس طرح بنی اسرائیل مصر میں آباد ہو گئے۔

(تاسوس القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام وفات کے بعد مصر میں دفن ہوئے۔ آپ نے کیا وصیت فرمائی تھی؟

جواب: آپ نے اپنے خاندان والوں کو وصیت فرمائی تھی جب بنی اسرائیل دوبارہ سرزمین فلسطین میں جا کر آباد ہوں تو میری لاش کو مصر میں نہ چھوڑیں بلکہ آبائی وطن میں میرے والد یعقوب علیہ السلام اور دادا اتحق علیہ السلام کے پاس لے جا کر دفن کریں۔ یوسف علیہ السلام کا انتقال ہوا تو آپ کو دریائے نیل کے کنارے دفن کر دیا گیا، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے چلے تو آپ کو بذریعہ وحی حکم ہوا کہ یوسف علیہ السلام کی لاش کو نکال کر ساتھ لے جائیں۔ آپ نے قبر کا پتہ چلایا اور قبر کھود کر تابوت نکالا اور ساتھ لے گئے۔ پھر فلسطین میں دفن کر دیا گیا۔ (قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: تلمود کے بیان کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام کو کیسے فروخت کیا گیا؟

جواب: تلمود کا بیان ہے کہ مدین والوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں سے نکال کر اپنا غلام بنالیا۔ پھر برادران یوسف نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے قبضے میں دیکھ کر ان سے جھگڑا کیا۔ آخر انہوں نے بیس درہم دے کر ان کو راضی کر لیا۔ پھر انہوں نے بیس درہم میں ہی حضرت یوسف علیہ السلام کو اسماعیلیوں کے ہاتھ

بچ دیا۔ اور اسماعیلیوں نے مصر لے جا کر ان کو فروخت کر دیا۔

(تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن)

سوال: قرآن کریم میں زلیخا کے خاوند کو عزیز کا لقب دیا گیا ہے۔ مفسرین کیا نام بتاتے ہیں؟

جواب: تفسیر میں اس کا نام قططیر بتایا گیا ہے اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ شاہی خزانے کا افسر تھا۔ ہو سکتا ہے کہ فوطیفار ہی عربی میں قططیر بن گیا ہو۔

(تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام اور زلیخا کے درمیان کشمکش کا سلسلہ مفسرین نے کیسے بیان کیا ہے؟

جواب: ایک زر خرید غلام نے سر تسلیم خم نہ کیا تو زلیخا نے یوسف علیہ السلام کو مارنے کا ارادہ کیا اور یوسف علیہ السلام نے بھی پاس عزت کے جوش میں زلیخا کو مارنے کا ارادہ کیا۔ اور اگر وہ خداوند قدوس کے حاضر و ناظر ہونے کا یقین کامل نہ نہ رکھتے یا نور نبوت کی شعاعیں اپنے دل میں جلوہ گر نہ پاتے تو زلیخا سے الجھ بٹھتے۔ ایک دوسرے مفسر کے بقول عورت نے اسے پھانسنے کی کوشش کی اور اس نے فکر کی کہ عورت کا داؤ نہ چلنے پائے اگر وہ اپنے رب کی حجت و قدرت نہ پاتا تو ثابت قدم رہنا مشکل تھا۔

سوال: برہان رب کیا تھا جس کی وجہ سے حضرت یوسف علیہ السلام ارادہ بد سے باز رہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو لغزش سے محفوظ رکھا؟

جواب: حضرت جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ برہان رب نبوت کی وہ روشنی تھی جس سے ان کا سید جگمگا رہا تھا۔ یعنی ان کو فوراً یہ خیال آیا کہ وہ تو خدا کے پیغمبر بننے والے ہیں جن کا منصب امت کی ہدایت و رہنمائی ہے، پھر یہ کس طرح مناسب ہے کہ وہ گناہ کا خیال بھی کریں۔ حضرت قتادہؓ اور اکثر مفسرین نے کہا کہ ان کے سامنے ان کے والد یعقوب علیہ السلام کی صورت نمودار ہوئی۔ وہ انکی دانتوں میں دبائے

کھڑے تھے اور فرما رہے تھے، اے یوسف تیرا نام انبیاء علیہ السلام کی فہرست میں ہے اور تو ایسے گناہ کا خیال کرتا ہے۔ ایک اور روایت میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی صورت سامنے آئی اور یہی الفاظ انہوں نے کہے۔ محمد بن کعب القرظی کہتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام نے اپنا سر اٹھایا تو دیکھا کہ سامنے دیوار پر یہ آیت لکھی ہوئی تھی جس کا ترجمہ ہے کہ ”زنا کے قریب بھی نہ جاؤ وہ بے شرمی کا کام ہے۔“ یہی برہان رب تھا۔ سدی سے منقول ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو غیب سے یہ آواز آئی کہ اے یوسف علیہ السلام اگر تو نے ارادہ بد نہ کیا تو تیری مثال اس پرندے کی سی ہے جو فضا میں پرواز کرتا ہے اور کسی کے ہاتھ نہیں لگتا۔ اور اگر ارادہ بد کر لیا تو اس پرندے کی مثال ہے جو زمین پر پیرہ ہو کر گر پڑے اور اپنی ذات سے کسی بات کو دفع نہ کر سکے۔ یہ برہان رب تھا۔ حضرت علی بن حسینؑ سے منقول ہے کہ گھر میں ایک بت تھا جسے زینا پوجتی تھی۔ زینا نے ارادہ بد کرنے سے پہلے اس کے چہرے پر کپڑا ڈال دیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کی وجہ پوچھی تو کہا مجھے شرم آتی ہے کہ میرا دیوتا مجھے گناہ کرتے دیکھے۔ اس پر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اگر تم اس بت سے شرم کرتی ہو جو نہ دیکھتا ہے نہ سنتا ہے نہ سمجھتا ہے تو مجھے زیادہ حق ہے کہ اپنے پروردگار سبح و بصیر سے شرم کروں۔ یہ برہان رب تھا۔

(تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر مظہری۔ قصص القرآن)

سوال: بتا دیجئے عزیز مصر کی بیوی زینا نے شہر کی عورتوں کو کس لیے خیانت پر بلایا؟

جواب: زینا کی حرکت کے شہر بھر میں چرچے ہوئے۔ شہر کی دوسری امیرزادیوں نے زینا کو ملامت شروع کر دی۔ یہ باتیں زینا تک پہنچی تو اس نے سوچا کہ ان عورتوں کو بلا کر حسن یوسف دکھایا جائے۔ بعض مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ دراصل عزیز مصر کی بیوی کی محبت کا چرچا ہوا تو دوسری امیرزادیوں نے بھی خواہش کی کہ وہ بھی زینا کے محبوب کو دیکھیں اور اگر وہ واقعی حسن و جمال کا پیکر ہو تو وہ بھی اس کو

بھانے کی کوشش کریں ہو سکتا ہے کہ کامیاب ہو جائیں۔ اس لیے انہوں نے زلیخا کو ملامت شروع کر دی تاکہ وہ اپنی صفائی میں اپنے غلام کا جلوہ دکھائے۔

(تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے جس بادشاہ سے وزیر مالیات کا عہدہ خود طلب کیا تھا اس کا نام بتا دیجئے؟

جواب: اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ اس شاہ مصر کا نام ریان بن الولید تھا اور وہ عمالقہ میں تھا۔ اس کا نام ریان بن اسد بھی بتایا گیا ہے۔

(تاریخ الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: قرآن حکیم میں ہے کہ یوسف علیہ السلام نے اپنے ماں باپ کو تخت نشانی پر اپنے برابر بٹھایا اور ان کے گیارہ بھائی اور والدین ان کے لیے سجدے میں جھک گئے۔

یہ سجدہ کیسا تھا؟

جواب: بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ سجدہ محض تعظیم کے لیے جھک جانا تھا جس کا اس دور میں رواج تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ سجدہ حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے نہ تھا بلکہ اللہ کے لیے تھا۔ مگر حضرت یوسف علیہ السلام کو جو عظمت اس نے دی تھی اس کی وجہ سے تھا۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے (اس کا شکر ادا کرتے ہوئے) وہ سر بسجود ہو گئے۔ اس طرح تینوں صورتوں میں سجدہ حضرت یوسف علیہ السلام کو نہیں کیا گیا۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ سجدہ زمین پر پیشانی رکھ کر کیا گیا اور یہ یوسف علیہ السلام ہی کو تھا۔ اور ان کی شریعت میں یہ تعظیم کی علامت تھی۔ اور جائز تھا۔ مگر بعد میں اسے حرام قرار دیا گیا۔

(سوانح علیہ السلام وقرآن۔ قصص الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب دیکھا جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے۔ مفسرین اس خواب کی تعبیر کے بارے میں کیا رائے دیتے ہیں؟

جواب: مفسرین نے مختلف رائے دی ہے۔ گیارہ ستاروں سے مراد گیارہ بھائی اور سورج

سے مراد والدہ راحیل تھیں اور چاند سے مراد والد حضرت یعقوب علیہ السلام تھے۔
 صادی کہتے ہیں کہ ان کی والدہ کو سورج سے اس لیے تعبیر کیا جاسکتا ہے کہ سورج
 سے ہی چاند روشن ہوتے ہیں اور والد کو چاند اس لیے کہا جاسکتا ہے کہ چاند کی
 روشنی سے اندھیرے میں رہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ امام بغوی کہتے ہیں کہ گیارہ
 ستارے ان کے بھائی تھے اور سورج ان کے والد اور چاند ان کی والدہ تھیں۔ ابن
 جریج کہتے ہیں کہ چاند ان کے والد تھے اور سورج ان کی والدہ کیونکہ سورج مَؤنث
 اور چاند مذکر ہے۔ (سورج کو عربی میں شمس کہا جاتا ہے شمس عربی میں قواعد کی رد
 سے مؤنث ہے) ابو حیان اپنی تفسیر میں کہتے ہیں کہ یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے کا
 خواب سن کر سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ ان کے بیٹے کو بلند مرتبہ عطا فرمائیں گے اور
 نبوت کے لیے منتخب فرما کر دونوں جہاں کی عظمتوں سے نوازیں گے۔

(تفسیر قرطبی۔ تفسیر رازی۔ نقص الانبیاء۔ نقص القرآن۔ تفسیر صادی۔ اذواق الانبیاء)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے تخت شاهی پر اپنے والدین کو ساتھ بٹھایا۔ بتائیے
 کون سی والدہ اس موقع پر موجود تھیں؟

جواب: بعض مفسرین کا خیال ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ راحیل بنیامین کی
 ولادت کے بعد وفات پا گئیں تھیں اور اس موقع پر والد کے ساتھ ان کی خالہ لیا
 تھیں۔ محمد بن اسحاق اور محمد بن جریر طبری کا قول ہے کہ یوسف علیہ السلام کی والدہ
 خود زندہ تھیں۔ ان کی موت پر کوئی صحیح دلیل نہیں اور قرآن کریم کے الفاظ میں بھی
 والدین ہی بتائے گئے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر قرطبی۔ اذواق الانبیاء)

سوال: راحیل خاتون ایک نبی کی بیوی اور ایک عظیم الشان شہنشاہ و نبی کی ماں تھیں۔ انہوں
 نے کہاں وفات پائی اور کہاں دفن ہوئیں؟

جواب: انہوں نے فلسطین، شام اور مصر میں زندگی گزاری۔ اور مصر میں انتقال فرمایا۔ یہ بھی
 کہا جاتا ہے کہ کنعان میں وفات پائی۔ بعض کہتے ہیں کہ فلسطین میں بنیامین کی
 ولادت کے وقت وفات پائی۔ یہ بھی روایت ہے کہ وہ مصر سے واپس فلسطین

آئیں۔ اور وہاں ان کا انتقال ہوا۔ راحیل خاتون کی قبر فلسطین میں موجود ہے۔ ضلیٰ نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ راحیل کی قبر بیت لحم اور بیت جالا کے درمیان راستے کے ایک طرف واقع ہے اور یہ قبر ایک قبہ کے نیچے ہے جس کا رخ قبہ صحرہ کی طرف ہے۔ (تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء۔ ازواج الانبیاء)

سوال: بتائیے ماوردی نے پیر ابن یوسف علیہ السلام کے بارے میں کیا دلچسپ بات کی ہے؟
جواب: وہ لکھتے ہیں کہ تمین بڑے واقعات اسی پیر ابن یوسف علیہ السلام سے وابستہ ہیں۔ پہلا واقعہ خون آلود کر کے والد کو دھوکہ دینے اور کرتے کی شہادت سے برادران یوسف کے جھوٹ ثابت ہونے کا ہے۔ دوسرا واقعہ زلیخا کا ہے جس میں کرتے ہی شہادت میں پیش ہوا۔ تیسرا واقعہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بیٹی لوط آنے کا ہے۔ اس میں بھی پیر ابن یوسف (کرتے) کا اعجاز ہے اور حضرت مجدد الف ثانی کی تحقیق کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام کا وجود اور حسن و جمال خود جنت کی چیز تھی اس لیے ان کے جسم سے نکلنے والے ہر کرتے میں یہی خاصیت ہو سکتی ہے۔

(تاریخ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: جس کنویں میں حضرت یوسف علیہ السلام کو ڈالا گیا تھا اس پر پانی لینے کے لیے کون آیا تھا؟

جواب: مفسر قرطبی کے بقول شام سے مصر جانے والا قافلہ راستہ بھٹک کر ادھر آ نکلا تھا اور جو آدمی پانی لینے کے لیے کنویں پر آیا اس کا نام مالک بن دیمیر (یا دیمیر) تھا۔ اور یہود اچھپ کر یوسف علیہ السلام کو کھانا پہنچاتے رہے۔

(تفسیر قرطبی۔ سیرت انبیاء کرام۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھیڑیے کے بارے میں کیا خواب دیکھا تھا؟
جواب: آپ نے ایک خواب دیکھا کہ وہ خود کسی پہاڑی کے اوپر ہیں اور حضرت یوسف علیہ السلام پہاڑی کے دامن میں ہیں۔ اچانک حضرت یوسف علیہ السلام کو دس بھیڑیوں نے گھیر لیا۔ اور ان پر حملہ کرنا چاہا مگر ان سے ایک بھیڑیے نے مدافعت

کر کے بچا لیا۔ پھر یوسف علیہ السلام زمین کے اندر چھپ گئے۔ اس خواب کی تعبیر یہ ہوئی کہ دس بھیڑیے دس بھائی ہیں جو ان کے قتل کا ارادہ کر رہے تھے اور ایک نے چھڑا دیا۔ روتیل (روتیل) یا بہووانے کہا کہ قتل نہ کرو۔ کنویں میں پھینک دو۔ زمین میں چھپنا کنویں میں پھینکنا ہے۔ (سفر القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ قید خانے میں دو شاہی ملازم بھی قید تھے۔ بتائیے ان کے خوابوں کا تین دن سے کیا تعلق تھا؟

جواب: ساتی نے بتایا کہ میں نے انگور کا ایک درخت دیکھا اس کی تین شاخیں ٹکلیں پھر پھل پھول گئے۔ پھر گھوٹوں میں انگور پکے۔ اور بادشاہ کا پیالہ ہاتھ میں تھا۔ میں نے انگوروں کو نچوڑا۔ پھر بادشاہ کو دیا۔ پھر دوسرے قیدی نے کہا کہ میرے سر پر تین ٹوکڑے روٹیوں کے ہیں اوپر کے ٹوکڑے سے پرندے کھا رہے ہیں۔

(اردو دائرۃ المعارف۔ قصص الانبیاء)

سوال: تخت نشینی کے وقت حضرت یوسف علیہ السلام کی عمر کیا تھی؟

جواب: تیس سال کی عمر میں آپ کو شاہ مصر نے تخت پر بٹھایا یا مصر کی وزارت آپ کو دی جس پر زلیخا کا خاوند فوطیفار مقرر تھا۔ بادشاہ نے تخت شاہی کے تمام کام حضرت یوسف علیہ السلام کے سپرد کر دیئے اور اپنی انگلی سے انگلی نکال کر حضرت یوسف علیہ السلام کی انگلی میں پہنا دی۔ (سیرت انبیاء کرام۔ اردو دائرۃ المعارف۔ قصص الانبیاء)

سوال: مفسرین کرام حضرت یوسف علیہ السلام کی ازواج اور اولاد کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: اکثر مفسرین کی رائے ہے کہ عزیز مصر کا انتقال ہو گیا اور شاہ مصر نے زلیخا کی شادی حضرت یوسف علیہ السلام سے کر دی۔ کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا بی بی کو کنواری پایا۔ پھر ان کے بطن سے دو بیٹے افراتیم اور فشتا پیدا ہوئے۔ افراتیم کے ہاں نون پیدا ہوئے جو اللہ نے نبی یوشع علیہ السلام کے والد تھے۔ اور ایک صاحبزادی ہوئی جس کا نام دخت (دخت) تھا جو حضرت ایوب علیہ السلام کی

بیوی تھیں۔ (سیرت انبیاء کرام۔ دہ منثور۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر مظہری)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے کتنی عمر میں انتقال فرمایا؟

جواب: ایک سو دس سال یا ایک سو بیس سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا۔

(تفسیر ابن کثیر۔ معارف القرآن۔ تفسیر حاکمی۔ قصص القرآن)

سوال: بتائیے حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی کے واقعات عمر کے کس حصے میں رونما ہوئے؟

جواب: سولہ سترہ سال کی عمر میں بھائیوں نے سازش کر کے کنویں میں ڈالا۔ سترہ اٹھارہ سال کی عمر میں مصر پہنچے۔ دو چار سال عزیز مصر کے شاہی محل میں رہے۔ آٹھ نو سال جیل میں رہے۔ تیس سال کی عمر میں تخت مصر پر بیٹھے۔ تقریباً ۸۰ سال تک تخت و تاج کے تنہا وارث رہے۔ اپنی حکومت کے نویں یا دسویں سال میں والدین کو مصر بلایا۔ عمر کے ایک سو دس سال میں انتقال فرمایا۔ بعض مفسرین نے چند برسوں کا اختلاف (فرق) بھی بتایا ہے جیسے حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ کنویں میں ڈالے گئے تو سات سال کے تھے۔ اسی سال والد سے دور رہے۔ اور ملاقات کے بعد تیس سال زندہ رہے۔ ۱۲۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

(قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ سیرت انبیاء کرام۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب کب دیکھا تھا؟

جواب: اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ بارہ۔ چودہ سال کی عمر میں آپ نے خواب دیکھا تھا۔ قرطبی کے بقول اس وقت آپ کی والدہ راحیل فوت ہو چکی تھیں اور ان کی بہن حضرت یعقوب علیہ السلام کے نکاح میں تھیں۔ اور خالہ ماں کی طرح ہوتی ہے۔

(تفسیر قرطبی۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: بتائیے حضرت یوسف علیہ السلام پر پہلی وحی کب نازل ہوئی؟

جواب: اس بات پر تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ آپ پر پہلی وحی اس وقت نازل ہوئی جب آپ کنویں میں تھے۔ تاہم بعض مفسرین اسے وحی نبوت نہیں کہتے وہ اسے القا کرنا

کہتے ہیں جیسے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو۔ کیونکہ نبوت چالیس سال میں عطا ہوتی ہے۔ لیکن بعض مفسرین اسے وحی نبوت کہتے ہیں جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچپن میں نبوت عطا کی گئی۔ (تفسیر مظہری۔ تفسیر ابن جریر۔ تفسیر ابن ابی حاتم۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: شاہ مصر (یوسف علیہ السلام) کے دربار میں برادران یوسف نے حضرت یوسف علیہ السلام پر بھی چوری کا الزام لگایا تھا۔ بتائیے کیوں؟

جواب: بعض تفاسیر اور کتب سیرت میں لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کی پھوپھی (حضرت یعقوب علیہ السلام کی بہن) پرورش کیا کرتی تھی۔ جب ذرا ہوشیار ہوئے تو حضرت یعقوب نے واپس لینا چاہا۔ لیکن چونکہ وہ انہیں بہت چاہتی تھیں اس لیے اپنے پاس رکھنا چاہا۔ پھوپھی نے یہ تدبیر کی کہ ایک بچکا یوسف علیہ السلام کے کپڑوں کے اندر باندھ کر یہ مشہور کر دیا کہ بچکا گم ہو گیا ہے۔ اور سب کی تلاشی لی تو یہ یوسف علیہ السلام کی کمر سے برآمد ہوا۔ اس طرح قانون یعقوبی کے مطابق (چور کو ایک سال کے لیے اپنے پاس رکھا جائے) مزید کچھ مدت کے لیے اپنے پاس رکھنے کا موقع مل گیا۔ اسی واقعے کی طرف بھائیوں نے اشارہ کیا تھا۔ یہ بھی قول ہے کہ آپ نے اپنے نانائے یعنی راحیل کے والد کا بیت چرا کر توڑ دیا تھا۔ (تفسیر دمنشور۔ سیرت انبیائے کرام۔ حصہ الانبیاء)

سوال: شہر کنعان سے مصر تک کتنا فاصلہ تھا؟

جواب: کنعان مصر سے ڈھائی سو میل تھا۔ حضرت ابن عباسؓ کی روایت کے مطابق آٹھ دن کی مسافت پر تھا۔ حضرت حسن بصریؒ ۸۰ فرسخ (ڈھائی سو میل) بتاتے تھے۔

(تفسیر ابن کثیر۔ حصہ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کے قتل سے منع کرنے اور کنوئیں میں ڈالنے کا مشورہ دینے والا بھائی کون سا تھا؟

جواب: مفسرین نے مختلف نام بتائے ہیں۔ مجاہدؒ کہتے ہیں یہ بھائی شمعون تھا۔ سعدیؒ کہتے ہیں یہ بھائی یہوذا (یہودا) تھا۔ اور قتادہؒ اور محمد بن اسحاقؒ کہتے ہیں کہ سب سے بڑا

بھائی روئیل ہے اس نے مشورہ دیا تھا۔ (تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء)
سوال: اللہ نے فرمایا کہ ایک وقت آئے گا تو (یوسف علیہ السلام) اپنے بھائیوں کو ان کے
کرتوتوں کی خبر دے گا۔ اور ان کو احساس تک نہ ہوگا کہ تو ابھی زندہ ہے۔ مفسرین
نے اس کی وضاحت کیسے کی ہے؟

جواب: حضرت مجاہدؒ اور قتادہؒ فرماتے ہیں کہ ان کو یہ پتہ نہ ہوگا کہ اللہ نے وحی کے ذریعے
سب کچھ آپ کو بتا دیا ہے۔ اور حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں یہ
مطلب ہے کہ آپ ان کو اس ظلم کی خبر دیں گے اور وہ آپ کو پہچانتے نہ ہوں
گے۔ ابن جریرؒ نے بھی اسی کو روایت کیا ہے۔ (قصص الانبیاء۔ تفسیر ابن جریر)
سوال: سوتیلے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کتنی قیمت میں قافلہ والوں کے
ہاتھ فروخت کیا؟

جواب: قرآن نے صرف اتنا بتایا ہے کہ چند سکوں (درہموں) کے عوض بیچا۔ اور بہت
تھوڑے تھے اور کھوٹے تھے۔ ابن مسعودؓ، ابن عباسؓ، نوف یکانیؓ، سعدیؓ، قتادہؒ اور
عطیہ کوٹی فرماتے ہیں کہ بیس درہم میں بیچا اور پھر آپس میں دو دو درہم بانٹ
لیے۔ مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ بائیس درہموں میں بیچا۔ اور عکرمہؒ اور محمد بن اسحاقؒ
فرماتے ہیں کہ چالیس درہم میں بیچا۔ (قصص الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)
سوال: بتائیے مصر میں حضرت یوسف علیہ السلام کو قافلے کے کس شخص نے عزیز مصر کے
ہاتھ بیچا تھا؟

جواب: ابن عباسؓ سے ابن صالحؒ نے اور ان سے ابن سائبؒ نے اور ان سے ابن اسحقؒ
نے روایت کی ہے کہ جو شخص یوسف علیہ السلام کو مصر لایا اور فروخت کیا اس کا نام
مالک بن زرع بن نوبت بن دریان بن ابراہیم تھا۔ جس شخص یعنی عزیز مصر کے
ہاتھ بیچا وہ مصر کا وزیر مملکت، وزیر خزانہ اور محافظ تھا ابن اسحاق کے بقول اس کا نام
اطفیر (نوطیفار) بن روجیب تھا اور اس کی بیوی راعیل بنت راعیل (زلینا) تھی
اور وہ اس وقت کے بادشاہ دریان کی دختر بھی تھی۔ ایک دوسری روایت کے مطابق

جسے ثعلبی نے ہشام الرفاعی سے روایت فرمایا ہے اس کا نام دکابنت یونس تھا۔

(قصص الانبیاء - تفسیر ابن کثیر)

سوال: عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کتنے میں خریدا؟

جواب: ایک روایت ہے کہ میں سونے کی اشرفیوں میں خریدا۔ اور ایک قول ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے وزن کے برابر مشک اور ریشم اور چاندی کے ساتھ علیحدہ علیحدہ وزن کرا کے خریدا۔

(قصص الانبیاء - قصص القرآن)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کی سچائی کی گواہی دینے والے کی عمر کتنی تھی؟

جواب: قرآن نے صرف اتنا بتایا ہے کہ عورت کے اہل (خاندان) میں ایک گواہ نے فیصلہ دیا بعض مفسرین جیسے حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ وہ جھولے میں پڑا ایک چھوٹا سا بچہ تھا۔ حضرت ابو ہریرہؓ، بلال بن رباحؓ، حسن بصریؓ، سعید بن جبیرؓ اور ضحاکؓ ابن جریرؓ نے بھی یہی کہا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے اس سلسلے میں مرفوع حدیث بھی مروی ہے لیکن دوسرے حضرات نے اسے موقوف کہا ہے۔ ایک دوسرا قول یہ ہے کہ وہ ایک مکمل مرد تھا۔ اور عزیز مصر کا قریبی ساتھی تھا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ وہ زلیخا کا قرابت دار تھا۔ عکرمہؓ، مجاہدؓ، حسن بصریؓ، قتادہؓ، سعدیؓ، محمد بن اسحاقؓ اور زید بن اسلمؓ کے بقول وہ ایک مکمل مرد تھا۔

(تفسیر ابن عباس - تفسیر ابن کثیر - قصص الانبیاء - قصص القرآن)

سوال: مفسرین حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: مفسرین کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ہاتھوں سے پیدا فرمایا تھا اور خود اس میں روح پھونگی تھی۔ اس لیے حضرت آدم علیہ السلام انسانی حسن میں سب سے اعلیٰ تھے (سوائے رسول اللہ ﷺ کے)۔ حضرت یوسف علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کے نصف حسن پر تھے۔ اور دونوں کے درمیان میں کوئی بھی دونوں سے زیادہ حسین نہیں ہوا۔ اسی طرح حضرت حوا علیہا السلام سب عورتوں میں زیادہ خوبصورت تھیں۔ اور ان کے بعد حضرت سارہ علیہ السلام

سب سے زیادہ خوبصورت اور حضرت حوا علیہا السلام کے سب سے زیادہ مشابہ تھیں۔ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا ردے اقدس میں بجلی کی طرح چمکتا تھا۔ اور جب کوئی عورت ان کے پاس آتی تو آپ اپنے چہرے کو ڈھانپ لیتے تھے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام اکثر نقاب ڈال کر رکھتے تھے تاکہ لوگ دیکھ نہ سکیں۔ (قصص الانبیاء: تفسیر ابن کثیر)

سوال: قید خانے میں حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے خواب بتانے والے شاعری قیدیوں کا نام بتادیتے؟

جواب: ایک بادشاہ کا ساتی تھا جو بادشاہ کو جام اور مشروبات پلاتا تھا۔ اس کا نام مفسرین نے نبوا بتایا ہے۔ اور کھانا پکانے والا باورچی تھا جس کا نام محلث بتایا گیا ہے۔ مفسرین کہتے ہیں کہ دونوں نے ایک ہی رات میں خواب دیکھے تھے۔

(قصص الانبیاء: تفسیر ابن کثیر)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام جیل میں کتنا عرصہ ٹھہرے رہے؟

جواب: قرآن نے بتایا ہے کہ کئی سال جیل میں رہے۔ مفسرین نے اس کے بارے میں کئی قول ہیں۔ تین سے نو سال تک۔ دوسرا قول ہے کہ تین سے سات سال تک۔ تیسرا قول ہے کہ تین سے پانچ تک اور ایک قول ہے دس سال سے کم کم۔ علامہ فراء دس سے کچھ اوپر کہتے ہیں۔ (تفسیر قرطبی۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام تیس سال کی عمر میں بادشاہ مصر کے دربار میں آئے۔ آپ نے کس زبان میں بادشاہ سے بات چیت کی؟

جواب: عربی اور عبرانی زبان میں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بادشاہ نے ستر زبانوں میں بات چیت کی مگنی اور حضرت یوسف علیہ السلام نے ہر زبان میں ان کو جواب دیا۔ (اگر واقعی ایسا ہوا ہے تو یہ یوسف علیہ السلام کا پیغمبرانہ معجزہ ہے) محمد ابن اسحق کے بقول مصر کا بادشاہ ریان بن ولید آپ پر ایمان لے آیا تھا۔

(تفسیر ابن اسحاق۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء)

سوال: برادران یوسف نے یہ کیوں کہا کہ ہم پر صدقہ کر دیجئے؟

جواب: دوسری مرتبہ برادران یوسف پھل وغیرہ لائے تھے۔ نقدی نہیں لائے تھے۔ ابن عباسؓ کی روایات ہے کہ پرانے مال تھے رسیاں وغیرہ۔ بھائیوں نے اپنی تنگدستی کی وجہ سے کہا کہ صدقہ کر دیجئے ایک قول ہے کہ کھوٹی چیزیں رکھ کر غلہ پورا بھر دیجئے دوسرا قول ہے کہ بنیامین کو واپس کر کے ہم پر صدقہ کر دیجئے۔ ابن جریرؒ کا یہی قول ہے۔ اور سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ ہمارے نبی ﷺ پر صدقہ حرام کر دیا گیا تھا۔

(تفسیر ابن جریر، تفسیر ابن کثیر)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ مجھے یوسف علیہ السلام کی خوشبو آ رہی ہے۔ مفسرین نے اس سے کیا مراد لیا ہے؟

جواب: عبداللہ ابن ابی ہریرہؓ کے بقول ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ قافلہ چلا تو ہوا چلی جو کرتے کی خوشبو تین دن کی مسافت میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس لے آئی۔ ثورؓ اور شعبہؓ نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ ابن عباسؓ، عطاء، مجاہد، سعید بن جبیر، قتادہؓ کے بقول اس کا مطلب ہے کہ تم مجھے بے وقوف نہ سمجھنے لگو۔ حسن بصریؒ اور مجاہدؓ نے یہ بھی کہا ہے کہ اس کا مطلب ہے تم مجھے بڑھاپے کی طرف منسوب نہ کرنے لگو کہ بڑھاپے کی وجہ سے میرے دماغ میں ایسے خیالات آتے ہیں۔ میں واقعی یوسف علیہ السلام کی خوشبو پاتا ہوں۔ (تفسیر ابن عباسؓ، تفسیر زرعی، تفسیر مظہری)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام کی جو اولاد مصر میں آن کے ساتھ حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آئی ان کی تعداد بتا دیجئے؟

جواب: مفسرین نے ان کی تعداد مختلف بتائی ہے۔ ابواسحاق سمعی، ابو عبیدہؓ، وہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے ساتھ ان کی جو آل اولاد آئی وہ تمام تریسٹھ افراد پر مشتمل تھے۔ اور موسیٰ بن عبیدہؓ نے محمد بن کعبؓ سے روایت کیا ہے اور محمدؓ نے عبداللہ بن شدادؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ حضرات و خواتین ۸۳ تھے۔ اور ابواسحاق، ہرودقؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ افراد

مصر میں داخل ہوئے تو تمام افراد ترانوے تھے۔

(قصص القرآن - تفسیر قرطبی - تفسیر مظہری - قصص الانبیاء)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے موت سے پہلے کیا دعا فرمائی اور آپ کیا تمنا کیا کرتے تھے؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ کسی نے موت کی تمنا نہیں کی حضرت یوسف علیہ السلام سے پہلے۔ تاہم شریعت محمدی میں موت کی تمنا کرنا یا دعا مانگا منع ہے سوائے فتنوں سے بچنے اور مجبوری کی حالت میں۔ تو بھی یہ دعا کرے کہ اللہ اگر میرے لیے موت بہتر ہو تو اپنے پاس بلا لے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اکثر دعا فرمائی اے اللہ ہمیں مسلمان بنا کر رکھ اور مسلمانی میں موت دے۔ یا اے اللہ مجھ کو اسلام پر وفات ملے اور اپنے نیک بندوں کا ساتھ ہو۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ دعا آپ نے موت کے وقت کی تھی۔ (مسند احمد - قصص الانبیاء)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کو ۷۸ سال ق م میں مصر میں فروخت کیا گیا ان کی گم شدگی کے بارے میں بعض مفسرین کیا کہتے ہیں؟

جواب: بعض مفسرین حضرت یوسف علیہ السلام کے گم ہونے کا ایک اور سبب بھی بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے کسی عزیز کے لئے ضیافت کا اہتمام کیا۔ اتفاق سے اسی روز ایک بھوکا فقیر ان کے دروازے پر سوالی بن کر آگیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فقیر سے کہا تم یہاں بیٹھو میں ابھی تمہارے لئے کھانا لاتا ہوں فقیر بیٹھا انتظار کرتا رہا مگر آپ کسی اور کام میں مصروف ہو گئے اور انہیں یاد بھی نہ رہا کہ وہ مکان کے باہر کسی فقیر کو ٹھہرا آئے ہیں۔ وہ بھوکا فقیر یہ دعا دے کر چلا گیا: ”اے باری تعالیٰ! تو اس کی آرزوؤں اور خوشیوں کو اس سے دور رکھنا۔“ مفسرین لکھتے ہیں کہ فقیر کی یہ دعا خدا کے حضور قبول ہوئی اسی لئے الہام کے ذریعے حضرت یعقوب علیہ السلام کو مطلع کیا گیا کہ اب تو چالیس برس تک اپنے بیٹے یوسف کے غم میں مبتلا رہے گا۔ جیسے ہی حضرت یعقوب علیہ السلام

کو یہ الہام ہوا تو انہوں نے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی: اے دو جہانوں کے مالک! تو رحیم و کریم ہے مجھ سے یہ خطا ارادہ نہیں ہوئی۔ آپ یہ التجا فرما رہے تھے کہ حضرت جبرائیل حاضر ہوئے اور فرمایا: ”اے یعقوب تم پر جو رخ مگرتا ہے اس سے ابات کو سوچنا چاہئے کہ بندوں کو علم ہو خدا جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ اور اس کے کام میں کسی کو دخل نہیں۔“ حضرت جبرائیل رخصت ہو گئے اور حضرت یعقوب صبح تک رو رو کر التجا کیں کرتے رہے۔ (تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء۔ دس پٹیر)

سوال: بتائیے کس قافلے کے لوگوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں سے نکالا تھا؟
جواب: ایک تجارتی قافلے نے جس میں قنیلہ جہم کے اسماعیلی (اولاد اسماعیل سے) اور مدیانی دونوں نسلوں سے تعلق رکھنے والے افراد موجود تھے۔ تاریخ میں یہ پہلا قافلہ تھا جو تجارت کی غرض سے مکہ سے مصر کی جانب رواں تھا۔ قافلے کا امیر مالک ابن زعر تھا۔ (قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: جن عورتوں کو عزیز مصر (زلیخا) نے کھانے پر بلایا تھا ان میں کون سی امراء کی بیویاں تھیں؟

جواب: مفسرین نے لکھا ہے کہ ان عورتوں میں ایک تو شہز کے کوتوال کی بیوی تھی۔ دوسری کا شوہر بڑا تاجر تھا۔ تیسری ایک پہ سالار کی بیوی تھی۔ جب کہ چوتھی عورت حاجب کی شریک حیات اور پانچویں شاہی مطبخ کے نگران کی بیوی تھی۔

(تفسیر عزیزی۔ تفسیر فتح القدیر۔ قصص الانبیاء)

سوال: بل حضرت یوسف علیہ السلام کی ایجاد ہے۔ بتائیے آپ کتنی زبانیں جانتے تھے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بیالیس زبانوں کا علم دیا تھا۔

(قصص الانبیاء تجارت۔ ذکرہ الانبیاء۔ اردو انسائیکلو پیڈیا)

﴿سیدنا حضرت شعیب علیہ السلام﴾

حضرت شعیب علیہ السلام اور قرآن

سوال: قرآن مجید کی چھ سورتوں میں حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کی قوم کا ذکر آیا ہے۔ سورتوں کے نام بتادیں؟

جواب: قرآن مجید کی جن چھ سورتوں میں حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کی قوم کا ذکر ہے۔ ان کے نام ہیں: سورۃ الاعراف، سورۃ توبہ، سورۃ ہود، سورۃ الحج، سورۃ الشعراء، سورۃ العنکبوت۔
(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: قرآن مجید میں حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کی قوم کا ذکر ہے۔ آیات بتادیں؟

جواب: پارہ آٹھ سورۃ الاعراف آیات ۸۵ تا ۹۳ پارہ ۱۰ سورۃ توبہ آیت ۷۰ پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیات ۸۴ تا ۹۵ پارہ ۱۷ سورۃ الحج آیت ۴۴ پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیات ۱۷۶ تا ۱۹۰ پارہ ۲۰ سورۃ العنکبوت آیات ۳۶ تا ۳۷۔

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت شعیب علیہ السلام کا نام قرآن پاک میں کتنی مرتبہ اور کن مقامات پر آیا ہے؟

جواب: قرآن پاک میں حضرت شعیب علیہ السلام کا نام گیارہ مرتبہ آیا ہے۔ سورۃ الاعراف میں آیات ۸۵، ۸۸، ۹۰ میں ایک ایک مرتبہ اور آیت ۹۲ میں دو مرتبہ کل پانچ مرتبہ سورۃ ہود آیات ۸۴، ۸۷، ۹۱، ۹۴ میں ایک ایک مرتبہ کل ۴ مرتبہ اور سورۃ الشعراء آیت ۱۷۷ میں ایک مرتبہ سورۃ العنکبوت آیت ۳۶ میں ایک مرتبہ۔

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: حضرت شعیب علیہ السلام اللہ کے نبی تھے۔ بتائیے آپ کو کس قوم اور علاقے کیلئے پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تھا؟

جواب: قرآن پاک کی بعض آیات سے پتہ چلتا تھا کہ حضرت شعیب علیہ السلام اللہ کے نبی تھے اور آپ کو قوم مدین اور اصحاب ایکہ کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تھا۔ جیسا کہ سورۃ الاعراف آیت ۸۵ میں ہے: **وَالَّذِي مَدَّيْنًا أَخَاهُمْ شُعَيْبًا** اور ہم نے مدین والوں کی طرف اُن کے بھائی شعیب علیہ السلام کو بھیجا۔ ”سورۃ الشعراء آیت پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جبکہ ان سے شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا تم (اللہ سے) ڈرتے نہیں ہو۔“ سورۃ العنکبوت آیت ۳۶ میں ہے: **وَالَّذِي مَدَّيْنًا أَخَاهُمْ شُعَيْبًا** ”اور مدین والوں کے پاس ہم نے ان کے بھائی شعیب علیہ السلام کو بھیجا۔“

(القرآن۔ تفسیر زمخشری۔ فتح الحمید۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: بتائیے قوم مدین اور اصحاب الا ایکہ کن کن برائیوں میں مبتلا تھے؟

جواب: قرآن مجید کی سورۃ الاعراف، سورۃ ہود، سورۃ الشعراء اور سورۃ العنکبوت سے پتہ چلتا ہے کہ قوم مدین آرام و آسائش کی زندگی بسر کرتی تھی۔ ان کا ذریعہ معاش زیادہ تر تجارت تھا مگر وہ بت پرستی میں مبتلا تھی۔ یہ لوگ شرارتوں اور بددیانتی کے عادی تھے۔ اشیاء تجارت کی ناپ تول میں بے ایمانی کرتے تھے۔ باہر سے آنے والے تجارتی قافلے کا مال کم قیمت پر حاصل کرتے اور اس میں خرابیاں نکالتے اپنے مال کی قیمت زیادہ لگاتے۔ اپنا مال کم تولتے اور دوسروں کا زیادہ۔ راہزنی تک سے گریز نہ کرتے تھے۔ (القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر حنفی۔ تفسیر القرآن)

سوال: اللہ کے نبی حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کے لوگوں کو کیا تعلیم دی؟

جواب: آپ لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے تھے۔ قرآن پاک میں آپ کی تعلیمات کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ سورۃ الاعراف آیات ۸۷ تا ۸۹ میں ہے: **قَالَ بِقَوْمٍ اَعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ قَدْ جَاءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ قَالُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخُسُوا النَّاسَ أَمْشَاءَهُمْ وَلَا تَفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعَثَ**

جو انواع کا جامع ہوگا (جس میں بہت سی مشکلات ہوں گی) اور اے میری قوم تم ناپ اور تول پورا پورا کیا کرو۔ اور لوگوں کا ان کی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو۔ اور زمین میں فساد کرتے ہو۔ حد سے مت نکلو۔ اللہ کا دیا جو کچھ بچ جائے وہ تمہارے لئے بدرجہا بہتر ہے۔ اگر تم کو یقین آئے۔ اور میں تمہارا پیہرہ دینے والا تو ہوں نہیں۔“ پارہ ۹ سورۃ الشعراء آیت ۱۷۷ میں ہے: اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ ”جب کہ ان سے شعیب علیہ السلام نے فرمایا، کیا تم اللہ سے ڈرتے نہیں ہو۔“ پھر آیت ۱۷۹ میں ہے: فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوْا ۝ ”سو تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔“ ہدایت ۱۸۴ تا ۱۸۱ میں ہے: اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ۝ وَذُنُوبِ الْفُسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۝ وَلَا تَبْخُسُوا النَّاسَ اَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْتُوا فِيْ الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ وَاتَّقُوا الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّ الْاُولٰٓئِيْنَ ۝ ”تم لوگ ناپ پورا کیا کرو اور (حق دار کا) نقصان مت کرو۔ اور سیدھی ترازو سے تو لا کرو۔ اور لوگوں کا ان کی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو۔ اور سرزمین پر فساد مت پھیلایا کرو۔ اور اس سے ڈرو جس نے تمہیں اور تمام اگلی مخلوقات کو پیدا کیا۔“ سورۃ العنکبوت پاری ۲۰ آیت ۳۶ میں ہے: اَلَيْسَ مَذِيْنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا فَقَالَ يٰۤاَقْرَبُ اَعْبُدُوْا اللّٰهَ وَاَرْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا تَعْتُوا فِيْ الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ ”اور نندین والوں کے پاس ہم نے ان کے بھائی شعیب علیہ السلام کو بھیجا۔ پس انہوں نے فرمایا، اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اور روز قیامت سے ڈرو اور سرزمین میں فساد مت پھیلاؤ۔“

(القرآن۔ تیسرے قسطی۔ تیسرے قسطی۔ تیسرے قسطی۔ تیسرے قسطی)

سوال: قوم کے مفرد سرداروں اور دوسرے لوگوں نے ایمان لانے کی بجائے حضرت شعیب علیہ السلام کو کیا دھمکی دی؟

جواب: پارہ ۹ سورۃ الاعراف آیت ۸۸ میں ہے: قَالَ الْمَلَا الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهِ لَبِئْسَ جَنْحَكَ يٰۤاَشْعَيْبُ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيٰتِنَا اَوْ لَعْنُوْا فِی

وَلَسْنَا ط” ان کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا اے شعیب علیہ السلام ہم آپ کو اور آپ کے ساتھ جو ایمان والے ہیں ان کو اپنی بستی سے نکال دیں گے۔ یا یہ ہو کہ تم ہمارے مذہب میں پھرتے جاؤ۔“ (القرآن۔ تیسرے قسطی۔ تیسرے فقرہ۔ تیسرے ماحدی)

سوال: حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم کے سرداروں کو کیا جواب دیا؟

جواب: پارہ ۹ سورة الاعراف آیت ۸۹ میں حضرت شعیب علیہ السلام کا جواب اس طرح نقل کیا گیا ہے: قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِينَ ۝ قُلْ اَفَتُؤْتِرُنَا عَلٰى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِي مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجَّيْنَا اللّٰهَ مِنْهَا وَمَا يَكُوْنُ لَنَا اَنْ نَعُوْذَ فِيْهَا اِلَّا اَنْ يَّسَاءَ اللّٰهُ رَبَّنَا وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ط” عَلٰى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ط” شعیب علیہ السلام نے جواب دیا کہ کیا ہم تمہارے مذہب میں آجائیں گے؟ اگرچہ ہم اسے برا جانتے ہوں؟ اگر ہم تمہارے مذہب میں اس کے بعد بھی کہ اللہ نے ہمیں اس سے نجات دے دی ہو۔ اور ہم سے ممکن نہیں کہ تمہارے مذہب میں دوبارہ آجائیں۔ لیکن ہاں یہ کہ اللہ ہی نے جو ہمارا مالک ہے ہمارے مقدر میں کیا ہو۔ ہمارے رب کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔ ہم اللہ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔“

(القرآن۔ فتح المید۔ کز الامان۔ تیسرے فقرہ۔ تیسرے ماحدی)

سوال: بتائیے حضرت شعیب علیہ السلام نے اس موقع پر اللہ تعالیٰ سے کیا دعا مانگی؟

جواب: پارہ ۹ سورة الاعراف آیت ۸۹ میں ہے کہ آپ نے فرمایا: رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ ۝ اے ہمارے پروردگار! ہمارے اور ہماری اس قوم کے درمیان فیصلہ کر دیجئے۔ حق کے موافق۔ اور آپ سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے ہیں۔“ (القرآن۔ فتح المید۔ کز الامان۔ تیسرے فقرہ۔ تیسرے ماحدی)

سوال: حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے سرداروں نے لوگوں کو کس طرح دین حق سے روکا اور اللہ کے نبی کو ماننے سے انکار کیا؟

جواب: پارہ ۹ سورة الاعراف آیت ۹۰ میں ہے کہ قوم کے سرداروں نے دوسرے لوگوں کو خبردار کیا: قَالَ الْمَلَا الْاَوْدَيْنِ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهِ لَنِ اتَّبَعْتُمْ شُعْبًا اِنَّكُمْ

إِذَا الْحُسُودُ ۝ "ان کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا کہ اگر تم شعیب علیہ السلام کی راہ پر چلو گے تو بے شک بڑا نقصان اٹھاؤ گے۔

(القرآن: فتح المہدیہ - کنز الایمان - تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: حضرت شعیب علیہ السلام کثرت سے نماز پڑھتے اور اللہ کا ذکر کرتے تھے۔ ان کی قوم نے ان کا کس طرح مذاق اڑایا؟

جواب: حضرت شعیب علیہ السلام نے حق کی تبلیغ کی تو قوم نے ان کی نمازوں کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا: يٰشُعَيْبُ اَصْلُوْتُكَ تَأْمُرُكَ اَنْ تَتْرَكَ مَا يَعْبُدُ آبَاءُ نَا اَوْ اَنْ تَفْعَلَ فِىْ اَمْوَالِنَا مَا نَشَؤُا اِنَّكَ لَآَنْتَ الْعَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ۝ "اے شعیب علیہ السلام کیا تمہاری نماز یہ سکھاتی ہے کہ ہم انہیں چھوڑ دیں جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے نچے آئے ہیں۔ یا ہم اپنے مالوں میں جو چاہیں نہ کریں۔ سبے شک آپ ہیں واقعی بڑے عقلمند دین پر چلنے والے۔ پارہ ۲۰ سورۃ ہود آیت ۸۷۔

(القرآن - تفسیر ابن کثیر - تفسیر مٹائی - معارف القرآن)

سوال: حضرت شعیب علیہ السلام نے مشرکین کے طعنے مذاق کا کیا جواب دیا؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۸۸ میں ہے۔ قَالَ يَقَوْمِ اَرَاْءَ يَتَّبِعُ اِنْ كُنْتُ عَلٰى سَبِيْلٍ مِّنْ رَبِّىْ وَرَزَقْنِىْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا وَمَا اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَا اَنْهٰكُمْ عَنْهُ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا اِلَّا صِلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِىْقِىْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَرَآئِهٖ اُنِيْبٌ ۝ "شعیب علیہ السلام نے فرمایا: اے میری قوم بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی جانب سے دلیل پر قائم ہوں او اس نے مجھے اپنی طرف سے ایک عمدہ دولت (یعنی نبوت) دی ہو تو پھر کیسے تبلیغ نہ کروں اور میں یہ نہیں چاہتا کہ تمہارے برخلاف ان کاموں کو کروں جن سے تم کو منع کرتا ہوں۔ میں تو اصلاح چاہتا ہوں جہاں تک میرے امکان میں ہے۔ اور مجھ کو جو کچھ توفیق ہو جاتی ہے اللہ ہی کی مدد سے ہے۔ اسی کی طرف میں بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔"

(القرآن - تفسیر ابن کثیر - تفسیر مٹائی - معارف القرآن)

جواب: پارہ ۱۳ سورۃ ہودایت ۹۳ میں ہے: قَالَ يَقَوْمِ اَرَهَطِيْ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِنَ اللّٰهِ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَءَاءَكُمْ ظَهْرًا يَاۤ اِنْ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُّحِيطٌۭۙۙۙ

ہے؟ اور اس (اللہ) کو تم نے پس پشت ڈال دیا۔ یقیناً میرا رب تمہارے سب اعمال کو احاطہ کئے ہوئے ہے۔“ (القرآن - ذکر الانبیاء - قصص الانبیاء - تفسیر قرطبی)

سوال: حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے ٹوک فیصلہ کرتے ہوئے کیا فرمایا؟ اور کس طرح عذاب کی وعید سنائی؟

جواب: جب قوم شعیب علیہ السلام کسی طرح بھی ماننے کیلئے تیار نہ ہوئی تو آپ نے دو ٹوک فیصلہ دیا۔ پارہ ۱۲ سورۃ ہودایت ۹۳ میں ہے: **وَلْيَقُومُوا أَعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۖ سَوْفَ نَعْلَمُ مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ۖ وَادْعُوا آلَئِنِّي مَعَكُمْ رَقِيبٌ ۝** ”اور اے قوم تم اپنی حالت پر عمل کرتے رہو۔ میں بھی اپنے طور پر عمل کر رہا ہوں۔ اب جلد ہی تم کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ وہ کون شخص ہے جس پر ایسا عذاب آیا چاہتا ہے جو اس کو رسوا کرے گا اور وکون شخص ہے جو جھوٹا تھا۔ اور تم بھی منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔“ (القرآن - تفسیر تبیری - تفسیر فتح البیان - تفسیر القرآن)

سوال: دوسرے انبیاء علیہ السلام کی طرح قوم شعیب علیہ السلام نے بھی آپ کو کس طرح جھٹلایا اور عذاب کو دعوت دی؟

جواب: پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیات ۱۸۵ تا ۱۸۸ میں ہے: **قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ۖ وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَإِنْ نَظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ۖ فَاسْقِطْ عَلَيْنَا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۖ قَالَ رَبِّیْ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ۖ** ”وہ لوگ کہنے لگے کہ بس تم پر تو کسی نے بڑا بھاری جادو کر دیا ہے۔ اور تم تو مجھ کی طرح اس کے آدمی ہو۔ اور ہم تو تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں۔ اگر تم سچے ہو تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دو۔ شعیب علیہ السلام بولے کہ تمہارے اعمال کو میرا رب خوب جانتا ہے۔“ (القرآن - تفسیر القرآن - تفسیر مظهری - تفسیر فتح القدیر)

سوال: قرآن میں ہے کہ بے شک بن والے ظالم تھے ہم نے ان سے بدلہ لے لیا۔ یہ بن والے کون لوگ تھے؟

جواب: یہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے لوگ تھے جنہوں نے اللہ کے نبی کو جھٹلایا۔

پارہ ۱۶ سورۃ الحجر آیت ۷۸-۷۹ میں ہے: **وَإِنْ كَانَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ ظَالِمِينَ ۖ فَانْقَمْنَا مِنْهُمْ وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ مُّبِينٍ ۝** ”اور بن واسل (یعنی شعیب علیہ السلام کی قوم) بھی بڑے ظالم تھے۔ پس ہم نے ان سے بھی بدلہ لے لیا اور دونوں (قوموں کی) بستیاں صاف سڑک پر واقع ہیں۔“

(القرآن۔ تنہیم القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: قوم شعیب نے اپنے نبی کو جھٹلایا اور کفر کیا تو ان پر کس طرح کا عذاب نال ہوا؟
جواب: پارہ ۹ سورۃ الاعراف آیہ ۹۱ تا ۹۳ میں ہے: **فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جُثِيمِينَ ۝ الَّذِينَ كَذَّبُوا أَصْعَابًا ۖ كَانُوا يَكْفُرُونَ ۖ فَغَوَوْا ۚ فِيهَا الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعْبًا كَانُوا هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝** ”پس ان کو زلزلے نے آ پکڑا سو اپنے گھروں میں اوندھے کے اوندھے پڑے رہ گئے۔ جنہوں نے شعیب علیہ السلام کی تکذیب کی تھی ان کی یہ حالت ہو گئی جیسے ان گھروں میں کبھی بے ہی نہ تھے۔ جنہوں نے شعیب کی تکذیب کی تھی وہی خسارے میں پڑ گئے۔“ ۱۳ سورۃ ہود آیت ۹۳-۹۵ میں ہے: **وَأَخَذَتِ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةَ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جُثِيمِينَ ۝ كَانُوا لَمْ يَكُنْ لَهُمْ آيَةٌ إِلَّا بُعْدُ لِمَدِينٍ ۖ كَمَا بَعِثْتُ نَمُودُ ۝** ”اور ان ظالموں کو ایک سخت آواز نے آ پکڑا پس وہ اپنے گھروں کے اندر اوندھے کے اوندھے پڑے رہ گئے (مر گئے) اور بھی کہ کبھی ان گھروں میں بے ہی نہ تھے۔ خوب سن لو مدین کو رحمت سے دوری ہوئی جیسا نمود رحمت سے دور ہوئے تھے۔“
پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۱۸۹-۱۹۰ میں ہے: **فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَتْهُمُ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۖ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝** ”پس وہ لوگ جھٹلاتے رہے۔ پھر ان کو سامان کے واقع نے آ پکڑا۔ بے شک وہ بڑے سخت دن کا عذاب تھا۔“ پارہ ۲۰ سورۃ العنکبوت ۳۷ میں ہے: **فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جُثِيمِينَ ۝** ”پس ان لوگوں نے شعیب علیہ السلام کو جھٹلایا۔ پس زلزلے نے ان کو آ پکڑا پھر وہ اپنے گھروں میں اوندھے گر کر رہ گئے۔“

(القرآن۔ تنہیم القرآن۔ تفسیر القرآن۔ احسن البیان)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کو بچالیا۔ کن آیات میں بتایا گیا ہے؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۹۳ میں ہے: وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا. ”اور جب ہمارا حکم آپہنچا تو ہم نے شعیب علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو اپنی خاص عنایت سے (عذاب سے) بچالیا۔“

(القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر ماجدی۔ فتح المہدی)

سوال: حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم پر عذاب آیا تو آپ نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے کیا فرمایا؟

جواب: پارہ ۹ سورۃ الاعراف آیت ۹۳ میں ہے: فَتَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰ قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَتِ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ فَكَيْفَ آسَأُ عَلَى قَوْمٍ كَافِرِينَ ”اس وقت شعیب علیہ السلام ان سے منہ موڑ کر پلے اور فرمانے لگے کہ اے میری قوم میں نے تم کو اپنے پروردگار کے احکام پہنچا دیئے تھے۔ اور میں نے تمہاری خیر خواہی کی۔ پھر میں ان کافروں پر کیوں رنج کروں۔“

(تفسیر کشف الرحمن۔ القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر ماجدی۔ فتح المہدی)

حضرت شعیب علیہ السلام اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

سوال: کہا جاتا ہے کہ اصحاب مدین اور اصحاب ایکہ ایک ہی قوم تھی بعض کہتے ہیں کہ دو تھیں۔ وہ کس حدیث کا حوالہ دیا جاتا ہے؟

جواب: حضرت عبداللہ بن عمرو سے ایک حدیث بیان کی گئی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اصحاب مدین اور اصحاب الایکہ دو قومیں ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو مبعوث فرمایا (اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے اور مرفوع بھی نہیں بلکہ موقوف ہے)۔

(ضعف القرآن۔ تفسیر ابن جریر۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے کن چار نبیوں کو عرب سے فرمایا ہے؟

جواب: حضرت ابو ذر غفاریؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، چار نبی عرب سے ہیں۔
ہود علیہ السلام، صالح علیہ السلام، شعیب علیہ السلام اور اے ابو ذر تیرا نبی ﷺ۔

(صحیح ابن حبان۔ قسم الانبیاء۔ لایں کثیر)

سوال: بتائیے حضرت شعیب علیہ السلام کو انبیاء میں خطیب کس نے کہا تھا؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب حضرت شعیب علیہ السلام کا ذکر فرماتے تو فرماتے، وہ انبیاء علیہ السلام میں خطیب ہیں۔

(صحیح ابن حبان۔ صحیح بخاری۔ قسم الانبیاء۔ لایں کثیر)

سوال: احادیث میں اصحاب طالوت کی تعداد کتنی بتائی گئی ہے؟

جواب: حضرت براء بن عازب کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ آپس میں باتیں کیا کرتے تھے کہ اصحاب طالوت اور اصحاب بدر کی تعداد تین سو تیرہ تھی۔ شاید اسی وجہ سے بعض حضرات نے طالوت کے متعلق کہا ہے کہ یہ بھی نبی تھے۔

(صحیح بخاری۔ قسم القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

حضرت شعیب علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: حضرت شعیب علیہ السلام کو خطیب الانبیاء کا خطاب کیوں ملا؟ بتائیے یہ خطاب کس نے دیا تھا؟

جواب: آپ اللہ کے مشہور نبی ہیں۔ اللہ نے آپ کو حسن بیان، شیریں کلامی اور فصاحت و بلاغت جیسے کمالات سے نوازا تھا۔ اس خصوصیت کی وجہ سے خاتم الانبیاء ﷺ نے آپ کو خطیب الانبیاء علیہ السلام کا خطاب دیا۔

(قسم القرآن۔ قسم الانبیاء لایں کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: اللہ کے نبی، خطب الانبیاء علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام کا سلسلہ نسب بتائیے؟

جواب: مفسرین و مؤرخین کے بقول آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے مدین سے ملتا ہے۔ حضرت سارہ اور حضرت ہاجرہ علیہ السلام کے علاوہ آپ کی ایک بیوی کا نام قطورہ تھا۔ ان سے آپ کے صاحبزادے مدین پیدا ہوئے۔ اس کے علاوہ لوط علیہ السلام سے بھی آپ کا رشتہ ہے۔ ایک مشہور قول کے مطابق شعیب علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خسر بھی ہیں۔

(قصص الانبیاء - تذکرۃ الانبیاء - قصص القرآن)

سوال: بتائیے حضرت شعیب علیہ السلام کن دو خاص باتوں کی وجہ سے مشہور تھے؟
جواب: مفسرین کے بقول آپ نماز کی کثرت اور کثرت گریہ و زاری کی وجہ سے مشہور تھے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کثرت سے نماز پڑھتے تھے جس پر قوم طغیے دیتی تھی۔ آپ رویا بہت کرتے تھے جس کی وجہ سے آپ نابینا ہو گئے تھے۔

(تفسیر ابن کثیر - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنے کثرت سے رونے کی وجہ کیا بیان کی اور اللہ تعالیٰ نے کیا جواب دیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا: اے شعیب علیہ السلام تم اس قدر روتے کیوں ہو؟ جنت کے شوق میں یا دوزخ کے ڈر سے؟ آپ نے جواب دیا: پروردگار! آپ کی ملاقات اور دیدار کا خیال کر کے روتا ہوں کہ جس وقت آپ کا دیدار ہو گا اس وقت آپ نہ جاتے میرے ساتھ کیا معاملہ فرمائیں؟ حق تعالیٰ نے فرمایا، اے شعیب! تمہیں ہمارا دیدار مبارک ہو۔ میں نے اسی لیے تمہاری خدمت کے واسطے موسیٰ علیہ السلام کو کھڑا کر دیا ہے۔

(تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت شعیب علیہ السلام کو کس قوم اور کس علاقے کے لیے مبعوث فرمایا گیا؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے مدین اپنے اہل و عیال کے ساتھ اپنے سوتیلے بھائی حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قریب ہی میں حجاز میں آباد ہو گئے تھے۔ یہی

خاندان آگے چل کر ایک بڑا قبیلہ بن گیا۔ شعیب علیہ السلام اسی قبیلے اور نسل سے تھے۔ اس لیے ان کی بعثت اسی قبیلے کی طرف ہوئی اور یہ قبیلہ قوم شعیب کہلاتا ہے۔ اور اسی علاقے کو مدین بھی کہا جانے لگا۔ جہاں کے باشندوں کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ (مذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: مدین اور ایکہ کے بارے میں مفسرین و مؤرخین کیا کہتے ہیں؟

جواب: مفسرین کہتے ہیں کہ اصحاب ایکہ اور اصحاب مدین ایک ہی قبیلے کے دو نام ہیں۔ بعض دوسرے کہتے ہیں کہ یہ دو علیحدہ علیحدہ قومیں ہیں اور شعیب علیہ السلام دونوں کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ ایک تیسرے گروہ کا خیال ہے کہ پہلے آپ ایک قبیلے مدین کی طرف بھیجے گئے۔ انہوں نے سرکشی اختیار کی اور اللہ کے نبی کو جھٹلایا جس کے بعد وہ عذاب الہی سے ہلاک ہو گئے۔ ان کی ہلاکت کے بعد آپ کو اصحاب ایکہ کی طرف بھیجا گیا۔ مؤرخین اور محققین کی تحقیق کے مطابق مدین اس قوم کا نام بھی ہے جس کی طرف شعیب علیہ السلام کو بھیجا گیا اور اس جگہ کا نام بھی ہے جہاں یہ قوم آباد تھی۔ یہ شہر حجاز و شام کے درمیانی راستے میں آباد تھا۔ یہ بھی کہا گیا کہ حجاز و شام کے علاقے میں جہاں قوم لوط کی بستیاں تھیں وہیں ذرا نیچے قوم شعیب کا مسکن تھا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مدین ایک بستی تھی جو فلج حقبہ کے قریب واقع تھی اور جزیرہ نمائے سینا سے ملتی تھی۔ اس کے آس پاس درختوں کا ایک جنگل تھا جس کو ایکہ کہتے تھے۔ ایک اور مؤرخ و محقق کا کہنا ہے کہ قبیلہ مدین جس کی بستی بحر قلمزم کے کنارے تھی اور حجاز سے فلسطین کی طرف جا کیں خواہ مصر کی طرف، ان کے کھنڈرات ضرور راہ میں پڑتے ہیں۔ ایکہ کے معنی سرسبز و شاداب اور ہرے بھرے گھنے باغ کے ہیں جس کو ہم بن بھی کہہ سکتے ہیں۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ ایکہ ایک درخت تھا جس کی یہ لوگ پرستش کرتے تھے۔

(قصص القرآن۔ فوائد حدیثی۔ درس قرآن۔ ترجمان القرآن۔ قاسم القرآن۔ معارف القرآن)

سوال: حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم میں کون سی برائیاں تھیں؟

جواب: شرک کے علاوہ اس قوم میں بہت سی مذہبی اور سماجی برائیاں تھیں کم تو لانا، کم پانا اور اسی قسم کی دوسری بیماریاں ایسی تھیں جنہیں یہ قوم عیب نہیں سمجھتی تھی۔ ملک میں شر اور فساد پھیلا نا۔ لوٹ مار اور چوری و ڈاکہ زنی اور لوگوں کو حق بات سننے سے منع کرنا ان کی عادت تھی۔ علامہ قرطبی کے بقول وہ عام لوگوں سے ناجائز ٹیکس بھی وصول کرتے تھے۔ (تفسیر قرطبی۔ القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: بتائیے اپنی قوم کو حضرت شعیب علیہ السلام نے کیا تلقین کی اور آپ نے یہ کیوں کہا: ”میں تمہیں خوشحال پاتا ہوں؟“

جواب: آپ نے سب سے پہلے اپنی قوم کو غیر اللہ کی پرستش یعنی شرک سے منع کیا جو سب سے بڑی روحانی بیماری ہے۔ پھر آپ نے ملک میں فساد پھیلانے، لوٹ مار، چوری و ڈاکے سے منع فرمایا۔ آپ نے فرمایا: ”میں تمہیں خوشحال پاتا ہوں“ مقصد یہ کہ مدین اشیاء تجارت کی منڈی تھی اور یہ لوگ دولت مند تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تم بھونکے بھونکے تو نہیں ہو۔ امیر کبیر اور پیسے والے ہو۔ پھر یہ حرکتیں کیوں کرتے ہو۔ (القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: قوم مدین نے شہر کی ناکہ بندی کیوں کر دی تھی؟

جواب: حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم نے آپ کی وعظ و نصیحت پر عمل نہ کیا۔ پھر جب قرب و جوار سے ہی لوگ آپ کی باتیں سننے آنے لگے تو وہ گھبرا گئے۔ اور جوش انتقام میں شہر کی ناکہ بندی کر دی۔ لوگوں کو رد کرنے کے لیے پیہرے بٹھا دیئے اور آنے جانے والوں کو لوٹنا شرماع کر دیا۔ تاکہ یہ لوگ ڈر کر شعیب علیہ السلام کی باتیں نہ سنیں۔ (القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم نے آپ کی تعلیمات پر عمل کرنے کی بجائے آپ کو کیا دھمکیاں دیں؟

جواب: انہوں نے آپ کو تیرے نکال دینے اور سنگسار کرنے کی دھمکیاں دیں۔ اور آپ کی نمازوں کا مذاق اڑانے لگے۔ (القرآن۔ قصص الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: قرآن پاک کی چار سورتوں میں حضرت شعیب علیہ السلام کا ذکر ہے۔ بتائیے زیادہ تفصیل کس سورۃ میں ہے؟ اصحاب مدین کا عہد کب کا ہے؟

جواب: سورۃ الشعراء کے پورے ایک دو کوع میں آپ کی تبلیغ، قوم کا جواب، آپ پر الزامات اور عذاب لانے کا مطالبہ بیان کیا گیا ہے۔ اصحاب مدین کا آغاز عہد دو ہزار بیس برس قبل مسیح شمار کیا جاتا ہے۔ (القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ لایں کثیر)

سوال: حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے قوم شعیب پر عذاب کی کیفیت کس طرح بیان فرمائی؟

جواب: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ شعیب علیہ السلام کی قوم پر اول ایسی سخت گرمی مسلط ہوئی جیسے جہنم کا دروازہ ان کی طرف کھول دیا گیا ہو۔ جس سے ان کا دم گھٹنے لگا۔ نہ کسی سائے میں چین آتا نہ پانی میں۔ یہ لوگ گرمی سے گھبرا کر تہہ خانوں میں گھس گئے۔ تو وہاں پر اوپر سے بھی زیادہ گرمی آئی۔ پریشان ہو کر شہر سے جنگل کی طرف بھاگے۔ وہاں اللہ تعالیٰ نے گہرا بادل بھیج دیا۔ جس کے نیچے ٹھنڈی ہوا تھی۔ یہ سب لوگ گرمی سے بدحواس تھے۔ دوڑ دوڑ کر اس بادل کے نیچے جمع ہو گئے۔ اس وقت یہ سارا بادل آگ بن کر ان پر برسا اور زلزلہ بھی آیا جس سے یہ لوگ راکھ کا ڈھیر بن گئے۔ (معارف القرآن۔ تفسیر ابن عباس۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام کے مدین چھوڑنے پر مذاق کپوں اڑایا؟

جواب: آپ اللہ کے حکم عذاب آنے سے پہلے اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے کر مدائن سے نکل گئے۔ قوم نے مذاق اڑانا شروع کر دیا۔ اور کہنے لگے کہ شعیب علیہ السلام عذاب عذاب کہہ کر ہم لوگوں کو ڈراتا تھا اور یہ سب ہم لوگوں سے ڈر کر بھاگے اور مدین چھوڑنے کے بہانے ہیں۔ ہم تو ان کو خود نکالنے کا پروگرام بنا رہے ہیں چلو یہ بھی اچھا ہے کہ ہمارے نکالے بغیر خود ہمارا شہر خالی کر رہے ہیں۔

(معارف القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: بتائیے حضرت شعیب علیہ السلام نے کب اور کہاں وفات پائی؟

جواب: قوم شعیب پر عذاب کے وقت حضرت شعیب علیہ السلام حکم خداوندی سے اپنے

ایمان والے ساتھیوں کو لے کر مدین سے ہجرت کر گئے تھے۔ اس میں اختلاف ہے کہ کہاں گئے تھے بعض مفسرین کہتے ہیں کہ آپ مکہ معظمہ چلے گئے اور ایک سو چالیس سال کی عمر میں وہیں وفات پائی۔ بعض کہتے ہیں حضرت موت میں ایک قبر ہے جو زیارت کے عام و خاص ہے۔ وہاں کے باشندوں کا دعویٰ ہے کہ یہ شعیب علیہ السلام کی قبر ہے وہب بن منبہ نے کہا کہ مکہ میں وفات پائی اور ان کی قبریں مدینہ اور دار النبیہم کے درمیان ہیں۔ (قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم پر کب اور کیوں انوس کیا؟

جواب: قرآن پاک میں ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم کی حالت پر انوس کیا۔ مفسرین کا کہنا ہے کہ یہ ذکر اس وقت کا ہے جب قوم بتلائے عذاب ہو چکی تھی۔ بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ آپ کی اس سے مراد یہ تھی کہ اب میں ان لوگوں پر کیونکر انوس کروں جنہوں نے دین حق قبول کرنے سے ہمیشہ انکار کیا۔

(تفسیر کشف الرحمن۔ تفسیر مابعدی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: اہل مدین اور اصحاب ایکہ کو الگ الگ قومیں بتانے والے بعض دوسرے مفسرین کیا کہتے ہیں؟

جواب: صاحب تفسیر مدارک اور صاحب تفسیر مظہری کہتے ہیں کہ یہ الگ قومیں تھیں۔ مدین کے لوگ شہری تھے اور ایکہ مدین کے قریب درختوں کے جھنڈ اور جنگلوں کا علاقہ تھا یہ لوگ بدو تھے۔ علامہ نسفی فرماتے ہیں کہ اصحاب الایکہ اہل مدین سے الگ تھے۔ سیدہ قطورا کی دوسری اولاد جن میں بنی ودان نسبتاً زیادہ مشہور ہیں شمالی عرب میں حجاز اور تبوک کے درمیان آباد ہوئے۔ ان کا صدر مقام تبوک تھا جسے قدیم زمانے میں ایکہ کہتے ہیں۔ تحقیق سے یہ ثابت ہے کہ اصحاب مدین اور اصحاب ایکہ بلاشبہ دو الگ قبیلے ہیں مگر ہیں ایک ہی نسل کی دو شاخیں۔ (تفسیر مدارک۔ تفسیر عمری۔ قصص القرآن)

سوال: مفسرین کے بقول اہل مدین کا تعلق کس قوم سے تھا؟ اور یہ کب اپنے علاقے میں موجود تھے؟

جواب: ابن کثیر کے مطابق یہ خالص عرب قوم تھی۔ جو اپنے شہر مدین میں آباد تھی۔ یہ مدین شام کے اطراف میں سرزمین محان کے قریب ہے اور حجاز کی سرزمین بھی بحیرہ لوط کے قریب سے اس کو چھوتی ہے۔ اہل مدین قوم لوط سے کچھ عرصے بعد تھے۔ یہ قبیلہ بنی مدین بن میان بن ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔ ابن اسحاق کے بقول یہ لوگ سریانی زبان بولتے تھے (لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے)۔ ان کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام کو بھیجا گیا، حافظ ابن عساکر نے کہا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد تھے۔

(قصص الانبیاء، لابن کثیر۔ تاریخ ابن اسحاق۔ تاریخ ابن عساکر)

سوال: بعض مفسرین نے حضرت شعیب علیہ السلام کا نسب نامہ کس طرح بیان کیا ہے؟

جواب: حضرت شعیب علیہ السلام ابن میکیل بن یثیجن بھی بیان ہوا ہے اور شعیب علیہ السلام بن نوبہ بن عیفا بن مدین بن ابراہیم بھی۔ اور یوں بھی کہا گیا ہے کہ شعیب بن صفور بن ثابت بن مدین بن ابراہیم علیہ السلام۔ اسی طرح اور بھی ان کے نسب نامے بیان ہوئے ہیں جیسے شعیب علیہ السلام بن یثیجر بن داوی بن یعقوب۔ ابن عساکر کے بقول آپ کی داوی یا والدہ حضرت لوط علیہ السلام کی صاحبزادی تھیں۔ (قصص الانبیاء، لابن کثیر۔ سیرت انبیاء کرام۔ قصص القرآن)

سوال: کفار نے حضرت شعیب علیہ السلام سے کہا، آپ عقلمند آدمی ہیں۔ مفسرین نے اس پر کیا رائے دی ہے؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ، منونؓ بن مهران، ابن جریج، زید بن اسلم اور ابن جریرؓ نے کہا ہے کہ اللہ کے دشمنوں نے یہ بات حضرت شعیب علیہ السلام کا مذاق اڑانے کے لیے کہی تھی۔ (تفسیر ابن جریر۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت شعیب علیہ السلام کی بصارت کے بارے میں بعض مفسرین کی کیا رائے ہے؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ، سعید بن جبیرؓ، سفیان ثوریؓ سے مروی ہے کہ حضرت شعیب

علیہ السلام کی بصارت میں کمی آگئی تھی۔ اور حدیث مرفوع میں بھی آیا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام اللہ کی محبت میں اتار دئے کہ ناپاک ہو گئے پھر اللہ نے آپ کی بصارت دوبارہ لوٹا دی۔ (تفسیر ابن عباس - تفسیر ابن کثیر - حصہ الانبیاء)

سوال: خطیب الانبیاء حضرت شعیب علیہ السلام کے کتنے نام تھے؟

جواب: تورات میں حضرت شعیب علیہ السلام کے تین نام مذکور ہیں۔ آپ کا اصل نام حوالب تھا۔

(توریت - حصہ القرآن - حصہ الانبیاء نمار)

سوال: حضرت شعیب علیہ السلام کا پیشہ کلمہ بانی تھا۔ آپ جن قبیلوں کی طرف مبعوث ہوئے ان کا پیشہ کیا تھا؟

جواب: آپ مدین اور اصحاب ایکہ کی اصلاح کے لئے بھیجے گئے۔ یہ قبائل بت پرست تھے اور ان کا پیشہ تجارت تھا۔ (میرت انبیاء کرام - تذکرۃ الانبیاء - تاریخ الانبیاء)

﴿سیدنا حضرت ایوب علیہ السلام﴾

حضرت ایوب علیہ السلام اور قرآن

سوال: حضرت ایوب علیہ السلام کا ذکر کتنی سورتوں میں آیا ہے۔ نام بتادیجئے؟

جواب: قرآن کریم کی چار سورتوں میں حضرت ایوب علیہ السلام کا ذکر آیا ہے۔ یہ سورتیں: سورۃ النساء۔ سورۃ الانعام۔ سورۃ انبیاء اور سورۃ ص ہیں۔

(القرآن۔ حصہ القرآن۔ حصہ الانبیاء)

سوال: قرآن پاک کی چار سورتوں میں حضرت ایوب علیہ السلام کا ذکر آیا ہے۔ آیات کونسی ہیں؟

جواب: پارہ ۶ سورۃ النساء کی آیت ۱۶۳۔ پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت ۸۴۔ پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۸۳۔ ۸۴۔ پارہ ۲۳ سورۃ ص آیت ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔

(القرآن۔ حصہ القرآن۔ حصہ الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت ایوب علیہ السلام کا نام قرآن پاک میں کتنی مرتبہ آیا ہے؟

جواب: قرآن پاک کی چار سورتوں میں حضرت ایوب علیہ السلام کا نام ۴ مرتبہ آیا ہے۔

(القرآن۔ حصہ القرآن۔ حصہ الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: قرآن مجید کی دو سورتوں سورۃ النساء اور سورۃ الانعام میں حضرت ایوب علیہ السلام کا صرف نام آیا ہے۔ بتائیے کس حوالے سے؟

جواب: ان سورتوں میں حضرت ایوب علیہ السلام کا ذکر بعض دوسرے انبیاء کے ساتھ صرف نام لے کر کیا گیا ہے۔

(القرآن۔ حصہ القرآن۔ حصہ الانبیاء)

سوال: قرآن مجید کی کس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام اللہ کے نبی

تھے ان کی طرف وحی نازل ہوئی؟

جواب: سورۃ النساء آیت ۱۶۳ میں ہے: وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَمُوسَىٰ وَهَارُونَ ۚ ”اور ہم نے ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام اور اولاد یعقوب علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام اور ایوب علیہ السلام اور یونس علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی۔“

(القرآن۔ حصہ القرآن۔ حصہ الانبیاء۔ لایں کثیر)

سوال: ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ایوب علیہ السلام بھی ہدایت پر تھے۔ آیت بتا دیجئے؟

جواب: سورۃ الانعام آیت ۸۳ میں ہے: وَنُوحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَيُوسُفَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَىٰ وَهَارُونَ ۚ ”پہلے زبانی میں ہم نے نوح علیہ السلام کو ہدایت کی اور ان کی اولاد میں داؤد علیہ السلام کو اور سلیمان علیہ السلام کو ایوب علیہ السلام کو اور یوسف علیہ السلام کو اور موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو۔“ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر طبری۔ قیام القرآن)

سوال: بتائیے رسول اللہ ﷺ سے کن کن آیات قرآن میں کہا گیا ہے کہ وہ حضرت ایوب علیہ السلام کو یاد کریں؟

جواب: سورۃ الانبیاء آیت ۸۳ اور سورۃ ص آیت ۳۱ میں رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا ہے کہ آپ حضرت ایوب علیہ السلام کو یاد کریں یعنی ان کا ذکر کریں کہ ان کے حالات کیسے تھے۔ (القرآن۔ تفسیر طبری۔ تفسیر ابن کثیر۔ قیام القرآن۔ تفسیر القرآن)

سوال: حضرت ایوب علیہ السلام کو کیا تکلیف پہنچی تھی؟ اور یہ تکلیف کیسے ہوئی؟

جواب: قرآن پاک میں دو مقامات پر صرف ان کی تکلیف کا ذکر ہے۔ یہ نہیں بتایا گیا کہ کیا تکلیف پہنچی۔ پارہ ۷ سورۃ الانبیاء آیت ۸۳ میں ہے: وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝ ”اور ایوب علیہ السلام کا ذکر کیجئے

جبکہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے یہ تکلیف پہنچ رہی ہے اور آپ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہیں۔“ پارہ ۲۳ سورۃ ص آیت ۴۱ میں ہے: **وَإِذْ نَكُرُ عَبْدَنَا أَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصُوبٍ وَعَذَابٍ ۝** ”اور ہمارے بندے ایوب علیہ السلام کو یاد کیجئے۔ جبکہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ شیطان نے مجھ کو رنج اور آزار پہنچایا ہے۔ (القرآن۔ تفسیر مزیدی۔ فتح الملید۔ حارف القرآن)

سوال: قرآن کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی دعا قبول کی اور ان کی تکلیف دور کر دی۔ اللہ نے اپنی عنایات کا ذکر کس طرح فرمایا ہے؟

جواب: پارہ ۷۱ سورۃ الانبیاء آیت ۸۳ میں ہے: **لَمَّا سَجَدْنَا لَكَ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِنْ ضُرٍّ وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِنَّا** ”اور ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو جو تکلیف تھی اس کو دور کر دیا اور ہم نے ان کو ان کا کنبہ (اولاد) عطا فرمایا اور ان کے ساتھ ان کے برابر اور بھی اپنی خاص رحمت سے اور عبادت کرنے والوں کے لئے یادگار رہنے کے سبب۔“ پارہ ۲۳ سورۃ ص آیت ۴۳ میں ہے: **وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِنَّا** ”اور ہم نے ان کو ان کا کنبہ عطا کیا اور ان کے ساتھ (کتنی میں) ان کے برابر اور بھی۔ اپنی خاص رحمت کے اور اہل عقل کے لئے یادگار رہنے کی وجہ سے۔“ (القرآن۔ تفسیر مزیدی۔ حارف القرآن۔ تفسیر القرآن)

سوال: بتائیے اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کے لئے کس طرح پانی کا چشمہ جاری کیا جس سے انہیں شفا ملی؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ ص آیت ۴۲ میں ہے: **أَوْ كُفُّوا سُرًّا بِرِجْلِكَ لَهَذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ ۝** ”(ہم نے کہا) اپنا پاؤں مارو۔ یہ نہانے کے لئے ٹھنڈا پانی ہے اور پینے کے لئے۔“ یعنی پاؤں مارو گے تو چشمہ جاری ہوگا جس کا پانی نہانے اور پینے کے لئے ہے۔ (القرآن۔ تفسیر مزیدی۔ تفسیر نیا القرآن۔ تفسیر القرآن)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی کن تین خوبیوں کا خاص طور پر ذکر کیا ہے؟
جواب: قرآن پاک میں حضرت ایوب علیہ السلام کی تین خوبیوں ”صبر کرنے والے، اچھے بندے اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والے۔“ کا خاص طور پر ذکر فرمایا ہے:

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تفسیر القرآن)

سوال: قرآن مجید میں حضرت ایوب علیہ السلام کی تین خوبیوں کا خصوصی ذکر ہے۔ سورۃ اور آیت بتا دیجئے؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ ص آیت ۴۴ میں ہے: **إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا نِّعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ** ”بے شک ہم نے ان کو صابر پایا۔ وہ اچھے بندے تھے کہ (اللہ کی طرف) بہت رجوع کرتے تھے۔“
(القرآن۔ قصص القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر مابدی)

سوال: حضرت ایوب علیہ السلام نے ایک قسم کھائی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا کیا حال بتایا؟
جواب: حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی بیوی کو مارنے کی قسم کھائی تھی اللہ تعالیٰ نے اس کا جو حل بتایا وہ پارہ ۲۳ سورۃ ص آیت ۴۴ میں ہے: **وَنُحِصِّيْ بِمِدْيَا كَبِشْفَا** **فَاصْبِرْ بِنَهْ وَلَا تَحْزَنْ** ”اور تم اپنے ہاتھ میں ایک مٹھا میٹکوں کا لو اور اس سے (بیوی کو) مارو اور قسم نہ توڑو۔“ (قسم میں جھوٹا نہ ہو)۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ معارف القرآن)

حضرت ایوب علیہ السلام اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

سوال: حضرت ایوب علیہ السلام کے مال و دولت اور امتحان کا ذکر احادیث میں کس طرح ملتا ہے؟

جواب: حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ شیطان نے فرشتوں کی زبانی حضرت ایوب علیہ السلام کی تعریف سنی۔ سن کر آگ بگولا ہو گیا اور ایوب علیہ السلام کا جانی دشمن بن گیا اور اپنی مکاری اور ازلی دشمنی کی بنا پر پروردگار عالم سے عرض کیا کہ ایوب علیہ السلام کی یہ عبادت و ریاضت صرف اس وجہ سے ہے کہ اس کو کھیتی باڑی، مال و

دولت، آل و اولاد کی نعمتیں حاصل ہیں۔ اگر اس کو یہ نعمتیں حاصل نہ ہوں تو پھر دیکھیں کیسی عبادتیں و ریاضتیں کرتا ہے۔ اگر آپ ان سے یہ نعمتیں چھین لیں تو مجھے یقین ہے وہ فوراً آپ کا نافرمان ہو جائے گا۔ حق تعالیٰ نے شیطان کو مہلت و آزادی دے دی کہ تو ایوب علیہ السلام کو جس طرح چاہے آزمائے۔ (تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ایوب علیہ السلام امتحان میں مبتلا ہوئے تو اس وقت آپ کی عمر ۷۰ یا ۸۰ سال تھی۔ بتائیے آپ کتنا عرصہ اس میں مبتلا رہے؟

جواب: خادم رسول ﷺ، حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام اٹھارہ یا تیرہ سال امتحانات میں مبتلا رہے۔ (روح المعانی، تاریخ الانبیاء، خمس الانبیاء)

سوال: حدیث کے مطابق حضرت ایوب علیہ السلام نے کب اور کیسے اپنی صحت کے لیے دعا فرمائی؟

جواب: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک دن بیماری کے زمانے میں آپ نے نماز کے لیے اٹھنا چاہا لیکن تکلیف اتنی سخت تھی کہ اٹھ نہ سکے۔ اس کیفیت پر آپ کو سخت صدمہ ہوا کہ میں بیماری میں اگر نماز بھی نہ پڑھ سکوں تو ایسی زندگی کس کام کی۔ اسی حالت اضطراب میں آپ نے دعا فرمائی: رَبِّ اِنِّیْ مَسْیِی الْمَسْکُوْرَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ۔ (تذکرۃ الانبیاء)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری اور آپ کے دوستوں کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے؟

جواب: نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اٹھارہ سال تک اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ایوب علیہ السلام دکھ درد میں مبتلا رہے۔ اور انہوں اور غیروں نے چھوڑ دیا۔ ہاں آپ کے دو مخلص دوست صبح و شام حراجِ پری کے لیے آیا جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک نے دوسرے سے کہا میرا خیال ہے کہ ایوب علیہ السلام نے خدا کی کوئی نافرمانی کی ہے کہ اٹھارہ سال سے اس بلا میں مبتلا ہیں اور خدا ان پر رحم نہیں کرتا۔ پھر اس نے دوسرے سے کہا کہ حضرت ایوب علیہ السلام سے وہ بات کہہ دی۔ آپ کو اس بات

سے بھی رنج ہوا۔ اور کہنے لگے میں نہیں جانتا کہ وہ ایسا کیوں کہتے ہیں۔ خدا خوب جانتا ہے۔ میری تویہ حالت تھی کہ جب دو آدمی آپس میں جھگڑتے، میں دیکھتا دو دنوں خدا کو درمیان میں لاتے تو مجھ سے یہ نہ دیکھا جاتا کہ خدا تعالیٰ کے عزیز نام کی اسی طرح یا، کی جاتی ہے۔ کیونکہ وہ میں سے ایک ضرور مجرم ہوگا۔ اور وہ دونوں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ہے ہیں تو میں اپنے پاس سے دے دلا کر ان کے جھگڑے کو ختم کر دیتا تھا کہ خدا کے نام کی بے ادبی نہ ہو۔ اور اس وقت آپ کی یہ حالت تھی کہ چل پھر نہ سکتے تھے۔ بلکہ پیشاب پاخانے کے لیے بھی آپ کی بیوی اٹھاتی تھیں۔ ایک دن آپ کی بیوی صنبہ نے تھیں تو آپ کو بڑی تکلیف ہوئی تو آپ نے خداوند کریم کے دروازے میں اپنی صحت کے واسطے دعا کر دی۔ جو پروردگار نے قبول فرمائی۔ (صحیح ابن حبان۔ ابن جریر۔ ابن ابی حاتم۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ابن کثیر۔ انبیاء)

سوال: ایک حدیث نبوی کے مطابق آسمان سے سونے کی ٹنڈیاں کس نبی کے لیے برسی تھیں؟

جواب: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، رسول رحمت ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ایوب علیہ السلام نماز رہے تھے کہ آسمان سے سونے کی ٹنڈیاں برسنے لگیں۔ آپ نے جلدی جلدی ان کو اپنے کپڑے میں سمیٹنا شروع کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے آواز دی کہ اے ایوب علیہ السلام کیا میں نے تمہیں غنی اور بے پرواہ نہیں کر دیا تھا۔ آپ نے جواب دیا ہاں خدایا۔ بے شک تو نے مجھے بہت کچھ دے رکھا ہے۔ میں اس سے غنی اور بے نیاز ہوں۔ لیکن تیری رحمت سے بے نیاز نہیں ہوں۔ بلکہ اس کا تو پورا محتاج ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے صابر و شہید کو نیک بدلے اور بہتر جزائیں عطا فرمائیں۔ اولاد بھی دی اور اس کی مثل اور بھی دی۔ (صحیح بخاری۔ تفسیر ابن کثیر۔ انبیاء)

حضرت ایوب علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: حضرت ایوب علیہ السلام اپنے صبر کی وجہ سے مشہور تھے۔ آپ کا نسب نامہ کیا ہے؟

جواب: ابن عساکر کے مطابق آپ کا سلسلہ نسب ایوب بن زرارہ بن اموص بن لیفر بن العیص بن اخط بن ابراہیم ہے۔ جبکہ بعض مؤرخین کے مطابق ایوب بن عوص بن زرارہ بن عیص (عیسو) بن اخط علیہ السلام بن ابراہیم علیہ السلام۔ حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ ایوب علیہ السلام رومی تھے انویس کے بیٹے عیص بن اسحاق کے پوتے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھائی ناجور کے پہلے بیٹے عوص تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ عیسو بن اسحاق علیہ السلام کے پوتے یوباب ہیں اور ان کا وطن سرزمین عوص تھی۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت لوط علیہ السلام کی صاحبزادی تھیں۔ معالم تخریل میں ہے کہ تیسری پشت میں عیص بن اسحاق سے جا ملے۔ (قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر حقانی۔ ج ۱ ص ۱۲۸)

سوال: حضرت ایوب علیہ السلام کا تعلق کس علاقے سے تھا اور آپ کا زمانہ کون سا ہے؟
جواب: کہا جاتا ہے کہ آپ کا وطن سرزمین عوص تھی اور خیال ہے کہ وہ جبل سعیر کا ایک حصہ یا بلاد روم سے ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے کا تھا اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے سو سال پہلے تھے۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی شخصیت، زمانہ قومیت غرض ہر چیز کے بارے میں اختلاف ہے۔ مختلف علماء نے کہا کہ ایوب ایک فرضی نام ہے اس نام کا کوئی شخص کسی زمانے میں تھا ہی نہیں۔ جدید زمانے کے محققین میں سے کوئی ان کو اسرائیلی قرار دیتا ہے، کوئی مصری، کوئی عرب۔ کسی کے نزدیک ان کا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے کا ہے کوئی انہیں حضرت داؤد سلیمان علیہ السلام کے زمانے کا آدمی قرار دیتا ہے۔ اور کوئی ان سے بھی بعد کا۔ یہ امر یقینی ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام نویں صدی ق۔ م یا اس سے پہلے کے بزرگ ہیں۔ قرآن میں سورۃ النساء اور سورۃ الانعام میں ان کا ذکر ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ بنی اسرائیل میں سے تھے۔ وہب بن منبہ کا بیان ہے کہ وہ حضرت اخط علیہ السلام کے بیٹے عیسو کی نسل سے تھے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کا شمار پیغمبران عرب میں ہوتا ہے اور آپ

کا ممکن شمالی عرب میں علاقہ فلسطین کی مشرقی سمت تھا مولانا ابو الکلام آزاد کی رائے ہے کہ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام یا اسحاق علیہ السلام یا یعقوب علیہ السلام کے زمانے میں ہوئے۔ ابن عساکر کہتے ہیں کہ آپ عہد ابراہیمی کے قریب کے زمانے میں ان کے بعد ہوئے اور آپ لوط علیہ السلام کے ہم عصر اور دین ابراہیمی کے پیرو تھے۔ آپ کا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام و یعقوب علیہ السلام کے زمانے کے درمیان ہے۔

(قصص القرآن - قصص الانبیاء: محمد رفیع القرآن - تفسیر جامدی - ترجمان القرآن)

سوال: اللہ کے نبی حضرت ایوب علیہ السلام امیر کبیر تھے۔ اور آپ کو آسودگی حاصل تھی۔ مفسرین آپ کی امارت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: آپ اپنے وقت کے بہت بڑے زمیندار تھے۔ آپ کی زمین کے دو حصے تھے ایک پہاڑی اور دوسرا ترائی کا جس کے لیے پانچ سو بیل تھے اور ایک بیل کو چلانے کے لیے ایک کا شکار ملازم تھا۔ تقریباً ۵ سو غلام اور ۵ سو اہل و عیال تھے۔ ہر کا شکار اور اس کے اہل خانہ کی کفالت کے آپ ذمہ دار تھے۔ آپ کے پاس بے شمار گھوڑے، اونٹ، گائے، بھینسیں اور بکریاں تھیں اور ان کی دیکھ بھال کے لیے ملازمین تھے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کے سات بیٹے اور سات بیٹیاں تھیں۔

(تذکرۃ الانبیاء - قصص القرآن - قصص الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت ایوب علیہ السلام لوگوں کا کس انداز سے خیال رکھتے تھے؟

جواب: آپ اپنے ملازمین اور ان کے اہل خانہ کی کفالت اور آسائش کا پورا پورا خیال رکھتے تھے۔ یہی شمار غریب مساکین اور یتیم اور بے بہارا لوگوں کا خیال رکھنے اور کوشش کرتے کہ ان کی تمام ضرورتیں پوری ہو جائیں۔ مہمان نوازی آپ کو ورثے میں ملی تھی۔ کسی کو بھوکا ننگا نہ دیکھ سکتے تھے۔ اگر کپڑا پاس نہ ہوتا تو اپنے بدن کا کرتہ اتار کر دے دیتے۔ (تذکرۃ الانبیاء - قصص القرآن - قصص الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو بیوی، اولاد، مال و مویشی سب کچھ دیا تھا۔

پھر آپ کو کس امتحان میں ڈالا گیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے آپ کو آزمائش میں ڈالا۔ کھیت جل کر راکھ ہو گئے۔ مویشی مر گئے۔ اولاد سب کی سب آنا فانا دہ کر مر گئی۔ دوست آشنا، بیماری کی شدت سے گھن کھا کر ساتھ چھوڑ گئے۔ بدن میں آبلے پڑ کر کھڑے پڑ گئے۔ ایک وفادار بیوی (رحمت) نے حق رفاقت ادا کیا آخر وہ بھی تنگ آ گئی اور حرف شکایت لب پر لے آئی۔

(تفسیر انبیاء لابن کثیر۔ نوامہ عثمانی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: شیطان نے حضرت ایوب علیہ السلام کے ساتھ پہلی چال کیسے چلی اور آپ علیہ السلام نے اسے کیا جواب دیا؟

جواب: بڑے شیطان نے اپنی ذریت میں سے ایک کو قلم دیا کہ ایوب علیہ السلام کے تمام اونٹ جا کر خاک کر دے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ بڑا شیطان ایک چرواہے کا روپ دھار کر حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس آیا۔ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ فارغ ہوئے تو شیطان نے رونا پیٹنا شروع کر دیا اور کہا کہ آسمان سے آگ آئی اور آپ کے سارے اونٹ اور چرواہوں کو جلا کر خاک کر گئی۔ صرف میں ہی بچا ہوں۔ شیطان کی یہ مکارانہ کہانی سن کر ایوب علیہ السلام نے خدا کا شکر ادا کیا اور فرمایا۔ خدا کا شکر ہے جس نے مجھے یہ مال دیا تھا اسی نے واپس لے لیا۔ اب میں زیادہ اطمینان سے اس کی عبادت کروں گا۔“ (تفسیر ابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: شیطان نے پہلی چال میں ناکام ہونے کے بعد دوسری چال کیا چلی؟ اور آپ علیہ السلام نے کیا فرمایا؟

جواب: بڑے شیطان نے اپنی ذریت میں سے ایک کو کہا کہ تم ایوب علیہ السلام کی بکریوں اور چرواہوں کو ہلاک کر دو۔ اس نے جا کر ایک چیچ ماری اور تمام بکریاں اور چرواہے ہلاک ہو گئے۔ شیطان پھر چرواہے کا روپ دھار کر حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس آیا۔ آپ مصروف عبادت تھے۔ فارغ ہوئے تو شیطان نے بکریوں کا واقعہ سنایا اور اس طرح بیان کیا کہ کسی طرح آپ کی زبان سے ناشکری

کے کلمات نکل جائیں۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے اس مرتبہ پہلے سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی۔ اور اس کا شکر ادا کیا اور کہا کہ اب میں پہلے سے بھی زیادہ اپنے پروردگار کی عبادت کے لیے قانع ہو گیا۔ (تفسیر ابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: دوسری مرتبہ ناکامی کے بعد شیطان نے تیسری چال کیا چلی اور کس طرح منہ کی کھائی؟

جواب: اس نے پھر اپنی ذریت کو اکٹھا کیا۔ ایک شیطان بنے کہا کہ مجھ میں اتنی طاقت ہے کہ ایک طوفان بن جاؤں۔ اگر اجازت ہو تو ایک طوفان سے ایوب علیہ السلام کی تمام کھیتی باڑی اور اس کے کاشتکاروں کو ہلاک کر دوں۔ بڑے شیطان نے اجازت دے دی تو اس نے ایسا ہی کیا۔ بڑا شیطان پھر حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس آیا اور کھیتی باڑی اور کاشتکاروں کی تباہی و بربادی کی دہشتان بنائی۔ ایوب علیہ السلام پر اس کا بھی ذرا برابر اثر نہ ہوا اور آپ نے پہلے سے بھی زیادہ شکر ادا کیا۔

(تفسیر ابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: تیسری مرتبہ ناکامی کے بعد شیطان نے حضرت ایوب علیہ السلام کے خلاف چوتھی چال کون سی چلی اور اس کا کیا نتیجہ ہوا؟

جواب: شیطان نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ ایوب علیہ السلام پر بال مویشی اور کھیتی باڑی کی تباہی کا اثر اس لیے بھی نہیں ہوا کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ چیزیں پھر بھی مل سکتی ہیں۔ اگر ان کی اولاد ختم ہو جائے تو یہ حادثہ وہ برداشت نہ کر سکیں گے، اللہ تعالیٰ نے کہا تو اپنے دل کی یہ آرزو بھی پوری کر لے۔ میں اس کی اولاد پر بھی تجھے اختیار دیتا ہوں۔ وہ حضرت ایوب علیہ السلام کے محل پر پہنچا اپنا شیطانی عمل شروع کیا تو پہلے سخت زلزلہ آیا۔ جس کی وجہ سے محل کے بڑے مضبوط ستون گرنے لگے۔ اور پھر دیواریں، چھتیں بھی گر گئیں۔ آپ کی ساری اولاد ختم ہو گئی۔ حتیٰ کہ حضرت ایوب علیہ السلام بھی زخموں سے لہجہ بہان ہو گئے۔ اس پر بھی حضرت ایوب علیہ السلام نے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا اور فرمایا: ”اے پروردگار عالم میں آپ کا اس

بات پر شکر ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اپنے فضل و کرم سے بڑے انعامات فرمائے دولت دی، اولاد عطا فرمائی، جس کی محبت فطری طور پر میرے دل میں بیٹھ گئی تھی۔ اس کے بعد آپ نے جب یہ دو تیس مجھ سے لے لیں تو میرا دل ان سب کے تعلقات اور محبت سے فارغ ہو گیا۔ اب مجھے بڑی خوشی اس کی ہے کہ اب کوئی دنیاوی تعلق میرے اور آپ کے درمیان حائل نہیں رہا۔

(تفسیر ابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ایوب علیہ السلام کا امتحان کتنی عمر میں شروع ہوا اور کتنا عرصہ رہا؟
جواب: جب آپ کا امتحان شروع ہوا اس وقت آپ کی عمر ۷۰ سال یا ۸۰ سال تھی۔ اور کہا جاتا ہے کہ آپ اٹھارہ سال کی طویل مدت تک اس میں مبتلا رہے۔ وہب کا خیال ہے کہ تین سال۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ سات سال اور کی مبینہ۔ حمیدؓ کہتے ہیں کہ آٹھ سال۔
(تفسیر روح المعانی۔ اقصی الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت ایوب علیہ السلام نے صحت کے لیے کب اور کیسے دعا مانگی؟
جواب: آپ کی بیماری طویل ہو گئی۔ سبھی چھوڑ گئے اور آپ کی بیوی تنہا رہ گئی تو ان سے تکلیف دیکھی نہ گئی۔ انہوں نے ایک روز ایوب علیہ السلام سے عرض کیا۔ آپ اللہ کے برگزیدہ پیغمبر ہیں۔ اللہ سے اپنی صحت کے لیے دعا مانگیں۔ آپ نے فرمایا مجھ کو دعا مانگتے ہوئے شرم آتی ہے۔ میں نے راحت اور آرام میں زندگی کا جتنا حصہ گزارا ہے بیماری اور تکلیف میں تو اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ شیطان نے آپ کی بیوی کو بہکایا۔ وہ بزرگ حکیم بن کر ان کے سامنے آیا۔ اور ان سے کہا کہ جب تمہارے شوہر کو میرے علاج سے آرام آجائے تو صرف اتنا اقرار کر لیں کہ ان کو شفا میں نے دی ہے۔ بی بی رحمت کا ذہن ان الفاظ کی گہرائی تک نہ پہنچا۔ اس شیطان حکیم کی بات سن کر گھر پہنچیں اور حضرت ایوب علیہ السلام کو سارا واقعہ سنایا۔ حضرت ایوب علیہ السلام فرست نبوی سے سمجھ گئے کہ وہ حکیم شیطان مردود ہے۔ بیوی

کو بتلایا کہ یہ شیطان مردود ہے۔ اس کے بعد آپ فکر مند ہو گئے کہ شیطان دوبارہ نہ بہکائے۔ چنانچہ آپ نے عاجزی، انکساری اور گریہ و زاری سے اپنی صحت کے لیے دعا کی۔ (تذکرۃ الانبیاء: تفسیر روح المعانی۔ قصص الانبیاء: تفسیر حقانی) سوال: کہا جاتا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی بیوی کو پینے کی قسم کھالی تھی۔ بتائیے کیوں؟

جواب: آپ کی بیوی بیماری کی وجہ سے فکر مند رہتی تھیں۔ شیطان کے بہکاوے پر حکیم شیطان مردود سے علاج کرانے کے لیے اس شرط پر تیار ہو گئیں کہ حضرت ایوب علیہ السلام صحت مند ہو جائیں گے تو اقرار کر لیں کہ حکیم کے علاج سے فائدہ ہوا۔ حضرت ایوب علیہ السلام کو پتہ چلا تو ناراض ہوئے اور سخت عفت آیا۔ آپ نے فرمایا: ”خدا نے کیا اگر میں تندرست ہو گیا تو اس جرم کی سزا پر تمہارے منہ بند لگاؤں گا۔“ (تذکرۃ الانبیاء: تفسیر روح المعانی۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت ایوب علیہ السلام اسحاق میں مبتلا ہوئے تو مال و دولت، اولاد سب کچھ ختم ہو گیا آپ کا گزر بسر کیسے ہوتا تھا؟

جواب: تمام عزیز و اقارب بھی چھوڑ گئے اور آپ کی بیماری کو دیکھ کر لوگ بھی گھن کھاتے۔ ایک بیوی ساتھ رہ گئیں۔ وہ لوگوں کے گمزوں کا کام کاج کر کے کھانے پینے کا بندوبست کرتیں۔ دیکھنے والے اس بیماری کو لا علاج قرار دیتے۔۔۔

(تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر حقانی۔ قصص الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو کس طرح صحت یاب کیا؟

جواب: حضرت ایوب علیہ السلام استخوانات میں کامیاب ہوئے تو اللہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔ اللہ نے حکم دیا کہ زمین پر اپنا پاؤں ماریں۔ پاؤں مارنا تھا کہ وہاں سے قدرت نے ٹھنڈے پانی کا چشمہ نکال دیا۔ اسی سے نہایا کرتے اور پانی پیتے۔ وہی ان کی شفا کا باعث بنا۔ یہ بھی روایت ہے کہ غسل صحت کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے جنت کا لباس بھیجا۔ آپ نے اسے پہن کر شکر ادا کیا۔

قرطبی کہتے ہیں کہ آسمان سے دو طے نازل کیے ایک اوپر پہنا ایک نیچے۔

(نور عثمانی۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر قرطبی۔ قصص القرآن)

سوال: غسل صحت کے بعد حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی آپ کو پہچان نہ سکی کیوں؟
جواب: حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی محنت مزدوری کے لیے کہیں گئی ہوئی تھیں۔ واپس آئیں تو حضرت ایوب علیہ السلام وہاں نہیں تھے۔ آپ بیماری کی وجہ سے سوکھ کر کاٹا ہو گئے تھے۔ چشمہ کا پانی پی کر نہ صرف آپ شفا یاب ہوئے بلکہ غسل سے تندرست و فریہ ہو گئے کہ آپ کی بیوی آپ کو پہچان نہ سکیں۔ پریشان ہوئیں کہ شوہر کہاں گئے۔ کبھی سوچتیں کہ وفات نہ پائے گئے ہوں۔ کبھی سوچتیں کوئی جانور درندہ نہ اٹھالے گیا ہو۔ وہیں ایک حسین نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی نظر بی بی پر پڑی تو پوچھا کیا بات ہے کیوں پریشان ہو۔ شرماتے شرماتے سارا قصہ سنایا۔ نوجوان نے پوچھا تم اس کو پہچانتی بھی ہو۔ کہا میرے شوہر، میں کیوں نہیں پہچانتی۔ ایوب علیہ السلام کی آواز سے شبہ ہوا کہ یہی میرے شوہر نہ ہوں۔ پھر غور سے دیکھا تو کہنے لگیں کہ میرے شوہر تندرستی اور جوانی کے زمانے میں آپ ہی جیسے تھے۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا، اللہ کی بندی تو میری طرف سے بڑی فکر مند رہتی تھی۔ میں نے اللہ سے دعا کی اس نے قبول فرمائی اور میرے پاؤں کے نیچے سے چشمہ جاری کر دیا۔ اس کا پانی پی کر اور غسل کر کے میں تندرست اور صحت مند ہو گیا ہوں کہ تو مجھے پہچان نہیں سکی۔

(تفسیر مظہری۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے امتحانات میں کامیابی پر حضرت ایوب علیہ السلام کو کن انعامات سے نوازا؟

جواب: پہلے سے زیادہ صحت اور خوبصورتی عطا کی۔ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ضحاک سے روایت ہے کہ اللہ نے آپ کی بیوی کو دوبارہ جوان بنا دیا۔ اور آپ سے پچیس یا چھبیس لڑکے پیدا ہوئے۔ اس طرح مری ہوئی اولاد سے دینی اولاد دی۔ مال و

موشی اور دولت کی پھر سے فراوانی ہو گئی۔ ابن جریر نے کہا ہے کہ آپ کی دو کوٹھریاں تھیں ایک میں گندم رکھتے ایک میں جو۔ اللہ نے دو ابر بھیجے ایک سے سونا برسا اور ایک سے اناج۔ دونوں کوٹھریاں بھر گئیں۔

(فوائد عثمانی۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر مظہری۔ صحیح ابن حبان)

سوال: بتائیے حضرت ایوب علیہ السلام نے کتنی عمر میں وفات پائی اور کہاں دفن ہوئے؟
جواب: آپ کی عمر کے متعلق بھی مختلف آراء ہیں۔ ترانوے سال۔ ایک سو سال اور ایک سو چالیس سال عمر بتائی جاتی ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نے اپنی اولاد کی چار پشتیں دیکھیں اور مصیبت کے بعد ایک سو چالیس سال تک دولت و فراغت اور آرام و سکون دیکھا۔ وفات کے بعد آپ کی اولاد اور امتوں نے تجسیم و تکفین کے بعد علاقہ حوران میں آپ کو سپرد خاک کیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ روم چلے گئے۔ اسلام کی دعوت دیتے رہے اور وہیں وفات پائی۔

(رحمۃ اللعالمین علیہ السلام۔ تفسیر القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: اللہ کے نبی حضرت ایوب علیہ السلام کی شدت مرض کے بارے میں بعض مفسرین کیا کہتے ہیں؟

جواب: اکثر مفسرین و مؤرخین کا کہنا ہے کہ شدت مرض اس نوعیت کی نہیں تھی جس طرح مبالغہ آرائی کی گئی ہے یا جس طرح ابراہیمی روایات خصوصاً سفر ایوب میں بیان کیا گیا ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی بیماری یا تکلیف و آزار کی نسبت شیطان کی طرف کی یعنی یہ ظاہر کیا کہ مجھ سے کوئی تساہل یا غلطی ہوئی ہے جس کے نتیجے میں یہ آزار پہنچنے لگا۔ یا حالت مرض و شدت میں شیطان القاء و سادس کی کوشش کرتا ہوگا اور یہ اس کی مدافعت میں تکلیف اٹھاتے ہوں گے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی یہ شدت مرض قبل از نبوت تھی پھر جب ان سے اللہ کی مرضی پر صبر و شکر کا مظاہرہ ہوا تو ان کو منصب نبوت عطا کیا گیا۔

(تفسیر القرآن۔ فوائد عثمانی۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی کون تھیں؟ ان کا نام و نسب بتا دیجئے؟

جواب: حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی حضرت یوسف علیہ السلام کی بیٹی یا پوتی تھیں۔ ان کا نام بعض مفسرین نے رحمت بتایا ہے جبکہ اکثر نے کہا ہے کہ رحمت نام نہیں تھا۔ ان کا نام لیا بنت فثان بن یوسف علیہ السلام تھا۔ کسی نے کہا کہ وہ لیا بنت یعقوب ہیں، کسی نے کہا کہ وہ لیا بنت فثان بن یعقوب علیہ السلام ہیں اور کسی نے کہا ان کا نام رحمت بنت افرائیم ہے۔ (قصص الانبیاء: تفسیر ابن کثیر۔ ازدواج۔ الانبیاء)

سوال: حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابن مسعودؓ نے حضرت ایوبؑ کی اولاد اور کنبے کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: آپؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی مری ہوئی اولاد کو اور کنبے کو زندہ کر دیا اور سات بیٹے اور سات بیٹیاں پیدا ہوئیں جیسا کہ آیت قرآنی سے بھی سمجھا جاتا ہے۔ اس کے بعد حضرت ایوب علیہ السلام چالیس سال تک زندہ رہے۔ اس میں آپؓ نے اپنی چار پشتوں کو دیکھا حضرت حسن بصریؒ اور حضرت قتادہؒ نے بھی کہا ہے کہ مردہ اولاد و بارہ زندہ کر دی اور اتنی ہی اور دی۔ (تفسیر خانی۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی انتہائی نیک اور صابر خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مارنے کے لیے حضرت ایوب علیہ السلام کو کیا تدبیر بتائی؟

جواب: حضرت ایوب علیہ السلام نے تندرست ہونے پر اپنی قسم کو پور کرنا چاہا تو چونکہ ایسی نیک صفت خاتون سزا کے قابل نہ تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنے ہاتھ میں تیلیوں کی ایک جھاڑو (جس میں سوتیلیاں ہوں) لے کر مارو۔ اس طرح قسم پوری جائے گی۔ (القرآن۔ تفسیر خانی۔ قصص الانبیاء)

سوال: مفسرین کرام نے حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری کے متعلق روایات کے بارے میں کیا کہا ہے؟

جواب: مفسرین نے ان مبالغہ آمیز روایات کو غلط قرار دیا ہے جن میں کہا گیا ہے کہ آپؑ کو جذام، پھوڑے پھنسیاں کا اس حد تک اثر ہو گیا تھا کہ بدن گل نہ بگھا اور بدبو کے

باعث لوگ نفرت کرنے لگے۔ مفسرین نے ان میں گھڑت روایات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ انبیاء کرام علیہ السلام کو ایسا مرض لاحق نہیں ہوتا جس سے انسان دور بھاگتے ہوں۔ اس لیے کہ یہ نبوت کے مقصد تبلیغ و ارشاد کے منافی ہے۔

(تاریخ الانبیاء، تفسیر میں کثیر تفسیر فتح القدیر)

سوال: بتائیے حضرت ایوب علیہ السلام کی دینی دعوت پر کتنے لوگ ایمان لائے تھے؟
جواب: کہا جاتا ہے کہ آپ کی بیوی لیا کے علاوہ صرف دو یا تین افراد آپ کی دینی دعوت پر ایمان لائے تھے۔

سوال: حضرت ایوب علیہ السلام اور ان کی اہلیہ کیا کہاں رہتے تھے؟
جواب: حضرت ایوب علیہ السلام اپنی اہلیہ لیا کے ساتھ بتے چشموں اور سرسبز باغات کی سرزمین شام کے علاقے میں رہتے تھے۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی پرورش کے بارے میں ابن عساکر کا کہنا ہے کہ ان کا تعلق شام سے تھا اور وہ دمشق کے مضافات میں واقع بھیمہ میں رہا کرتے تھے جو حوران کے قریب واقع ہے۔ ان کی مسجد، نہانے کے چشمہ، کھیت کھلیان اور وہ پتھر جس کی پناہ آزمائش کے وقت دونوں میاں بیوی لیتے تھے، وہیں تھے۔ (مختصر تاریخ دمشق - راجع الذہب - ازواج الانبیاء)

سوال: حسن کا حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر کے بارے میں کیا قول ہے؟
جواب: وہ کہتے ہیں کہ ایوب علیہ السلام پر آزمائش در آزمائش نازل ہوئی اور ان کے اہل و عیال، مال و دولت سب فنا ہو گئے۔ کوئی بھی چیز ہاتھ تلے باقی نہ رہی۔ مگر ایوب علیہ السلام اور ان کی بیوی لیا نے بہترین صبر کیا۔ کہ انہوں نے یہی سیکھا تھا کہ اپنا ہر معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دو۔

سوال: حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی دن رات آپ کی خدمت میں لگی رہتی تھی۔ ابن کثیر نے انہیں کن الفاظ میں یاد کیا ہے؟

جواب: وہ لکھتے ہیں: ”وہ ایک صابر، شاکر، محتج، سخی، مخلص، وفادار، اجر و ثواب پر نظر رکھنے والی، ہدایت یافتہ خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رضا سے نوازیں۔“

(تفسیر الانبیاء - لابن کثیر - ازواج الانبیاء)

سوال: بیوی نے صحت کے لیے دعا کرنے کا کہا تو حضرت ایوب علیہ السلام نے کیا فرمایا؟
 جواب: سہی کا قول ہے کہ ایوب علیہ السلام کی بیوی نے ایک دن ان سے عرض کیا:
 ”اے اللہ کے نبی علیہ السلام اگر آپ اپنے پروردگار سے دعا کریں گے تو وہ آپ
 کی مصیبت دور فرما دیں گے۔“ ایوب علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: ”میں نے
 ستر سال صحت و عافیت کی حالت میں گزاری، تو کیا اللہ تعالیٰ کے لیے اتنا بھی
 نہیں کر سکتا کہ اسی حال میں ستر برس اور صبر و شکر کے ساتھ گزاریں۔“

(ہم الانبیاء۔ از دواع الانبیاء)

سوال: ابوبکر الرازیؒ اور قاضی ابوبکر ابن العربیؒ نے صبر ایوب علیہ السلام اور پھر صحت کے
 لیے دعا مانگنے کے بارے میں کیا تبصرہ کیا ہے؟

جواب: آپؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ اگرچہ یہ کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب
 علیہ السلام کے بارے میں کہا ہے کہ وہ نہایت صابر تھے جبکہ صبر کے معنی ہیں کہ
 تکلیف کا شکوہ نہ کیا جائے۔ جبکہ انہوں نے شکوہ کیا تھا۔ تو ہم یہ کہیں گے کہ اللہ
 تعالیٰ سے تکلیف کا شکوہ کرنا صبر کے معنی نہیں اور یہ سب صبری نہیں کہلائے گی،
 کیونکہ اللہ تعالیٰ سے شکوہ کرنے میں بندہ اپنے خشوع و خضوع اور اپنے محتاج
 ہونے کا اظہار کرتا ہے۔ جن کی تائید حضرت ایوب علیہ السلام کے اس قول سے
 بھی ملتی ہے کہ میں تو اپنی پریشانی اور رنج کی فریاد اللہ ہی سے کر رہا ہوں۔

(یوسف ۸۶)

اور یہ قول کہ صبر کے معنی ہیں کسی سے شکوہ نہ کرنا اس سے مراد بندوں سے شکوہ نہ
 کرنا ہے۔ اور ایوب علیہ السلام نے اس وقت اللہ سے شفا کی دعا مانگی جب صرف
 ان کا دل اور زبان ہی صحیح سلامت رہ گئے تھے۔ کیونکہ انہیں ڈر تھا کہ ان کی قوم کو
 شیطان بہکا نہ دے۔ شیطان ان کے دل میں دوسے ذال اور کہتا تھا کہ اگر ایوب
 علیہ السلام واقعی نبی ہوتے تو ان کا یہ حال نہ ہوتا اور وہ اپنے خدا سے صحت یابی کی
 دعا کرتے۔ ابن العربی کا قول ہے: ”ایوب علیہ السلام کے بارے میں وہی صحیح ہے

جوالہ تعالیٰ نے ہمیں دو آیات میں بتایا ہے۔ ”(تفسیر المیزان۔ ازواج الانبیاء۔ تفسیر قرطبی)
سوال: مفسرین احمد مصطفیٰ المراءغی اور مورخ رشید رضا نے حضرت ایوب علیہ السلام کی
بیماری کے بارے میں کیا کہا ہے؟

جواب: احمد مصطفیٰ المراءغی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جو کچھ ایوب علیہ السلام کی بیماری کے
سلسلے میں کہا جاتا ہے یہ سب اسرائیلی روایات ہیں جن میں کوئی سچائی نہیں۔ کیونکہ
اس کی تائید میں کوئی صحیح سند یا روایت نہیں ملتی اور کیونکہ شرائط نبوت میں سے ہے
کہ نبی کو کوئی ایسی بیماری یا مرض نہ ہو جو لوگ اس سے نفرت کریں اور دور
بھاگیں۔ کیونکہ اگر ایسا ہوگا تو وہ کس طرح لوگوں تک شریعت اور اللہ کے احکامات
پہنچائیں گے، قرآن کریم سے یہ ثابت ہے کہ ایوب علیہ السلام آزمائش میں مبتلا
ہوئے اور انہوں نے اس پر صبر کیا۔ لیکن جس بلا اور مصیبت کا یہاں ذکر ہے اور
جس میں ایوب علیہ السلام مبتلا ہوئے ہمارا یہ اعتقاد ہونا چاہیے کہ وہ اس حد تک
نہیں پہنچی تھی کہ ان کا جسم ماسور بن جائے اور لوگ انہیں بنی اسرائیل کے کوزے
دان کے پاس ڈال دیں۔ رشید رضا لکھتے ہیں کہ ایوب علیہ السلام کا مرض بظاہر ایسا
مرض تھا جس میں درد، اذیت، تکلیف تو اپنی انتہا کو پہنچی ہوتی ہے مگر جلد یا جسم پر
اس کا کوئی اثر نظر نہیں آتا جیسے کہ کچھ اندرونی بیماریاں ہوتی ہیں۔ المراءغی کے
بقول پانی سے نہانے میں اشارہ ہے کہ ایوب علیہ السلام کی بیماری غیر متعدی جلدی
مرض تھا جب تک نہیں۔ (تفسیر المراءغی۔ التبار۔ ازواج الانبیاء)

سوال: بعض مفسرین نے حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی یاسا کی ایک عظیم قربانی کا ذکر کیا
ہے۔ وہ کیا تھی؟

جواب: حضرت ایوب کی بیوی گزرد ہر کے لیے لوگوں کے ہاں کام کرتی تھیں۔ جو پیسے
ملنے اس سے حضرت ایوب علیہ السلام کو کھانا کھلاتیں۔ ایک وقت آیا کہ لوگوں نے
ان کو اس لیے کام پر رکھنا چھوڑ دیا کہ کہیں ایوب علیہ السلام کی بیماری ہمارے اندر
نہ آجائے۔ ایک مرتبہ آپ نے اپنے سر کی دو پیمندھوں میں سے ایک کاٹ کر کسی

بڑے آدمی کی بیٹی کو فروخت کر دی اور اس کے بدلے حضرت ایوب علیہ السلام کے لیے عمدہ کھانا لے آئیں۔ ایوب علیہ السلام نے کھانا کھایا اور پوچھا یہ کہاں سے آیا۔ انہوں نے کہا لوگوں کا کام کیا تھا۔ دوسرے دن پھر ایسا ہی ہوا۔ ایوب علیہ السلام نے اس مرتبہ قسم اٹھائی کہ پہلے بتاؤ کہاں سے یہ کھانا تجھ کو ملا پھر کھاؤں گا۔ اہلیہ نے سر کھول دیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے دیکھا کہ سر منڈھا ہوا ہے۔ تو تب انتہائی بے کسی کے عالم میں حضرت ایوب علیہ السلام نے اللہ سے اپنی تکلیف کی شکایت کی اور شفا کے لیے دعا مانگی۔ (قصص الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: بتائے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز حضرت ایوب علیہ السلام کو کس لیے بطور دلیل و حجت پیش کریں گے؟

جواب: لیث نے حضرت مجاہدؒ سے نقل کیا ہے کہ اللہ عز و جل قیامت کے دن سلیمان علیہ السلام کو اغنیاء کے ساتھ دلیل و حجت کے طور پر پیش کریں گے۔ اور یوسف علیہ السلام کو پاک دامنی پر بطور دلیل پیش کریں گے، اور ایوب علیہ السلام کو مصیبت والوں پر بطور دلیل و حجت پیش کریں گے، ابن عساکر نے بھی اسی معنی میں قول نقل کیا ہے۔ (قصص الانبیاء۔ لابن کثیر۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: حضرت ایوب علیہ السلام کے کن دو بیٹوں کا تاریخ میں ذکر ملتا ہے؟

جواب: حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنے لڑکے حوئل کو اپنے بعد وصیت فرمائی اور حضرت ایوب علیہ السلام کے بعد ان کے معاملات اور دیگر امور کے نگران ان کے دوسرے بیٹے بشر بن ایوب علیہ السلام تھے۔ ان کے بارے میں اکثر کا خیال ہے کہ یہی ذوالکفل علیہ السلام ہیں اور لوگوں کا خیال ہے کہ یہ پیغمبر تھے۔

(قصص الانبیاء۔ لابن کثیر۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: حضرت ایوب علیہ السلام کے نام و نسب کے بارے میں بعض دوسرے مفسرین و مؤرخین کی کیا رائے ہے؟

جواب: کتب تاریخ میں ایک نام یوباب ملتا ہے۔ محققین کا خیال ہے کہ ایوب اور یوباب ایک

ہی شخصیت کے دو نام ہیں۔ عبرانی زبان میں یوباب کو اب کہا گیا ہے اور یہی عربی ابوب میں ایوب علیہ السلام ہو گیا۔ مولانا آزاد کے تحقیق یہ ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام بنی یثقان کی نسل سے ہیں اور عربی ثراو ہیں۔ اس لیے وہ یا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہم زمانہ میں یا پھر حضرت اخیٰی علیہ السلام و حضرت یعقوب علیہ السلام کے معاصر ہیں۔ ابن عساکر انہیں ابراہیمی عہد کے قریب تسلیم کرتے ہیں اور ان کو حضرت لوط علیہ السلام کا ہم عصر اور دین ابراہیمی کا پیرو خیال کرتے ہیں۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت ایوب علیہ السلام بنت لوط کے صاحبزادے ہیں۔ فاضلی بیضاوی لکھتے ہیں کہ وہ لیا بنت یعقوب یا وحشت بنت افرام بن یوسف کے صاحبزادے ہیں۔

(ذکرہ انبیاء، تاریخ ابن عساکر، قصص انبیاء، سیرت انبیاء کرام)

سوال: مفسرین حضرت ایوب علیہ السلام کو عطا کیے جانے والے مال و اولاد کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: ابن کثیر، امام حسن، امام قزادہ کی رائے ہے فوت شدگان کو دوبارہ زندہ کیا گیا اور مال و اسباب بھی عطا کیا گیا۔ امام رازنی اور ابن حبان کی رائے ہے کہ فوت شدگان کی جگہ دو چند اہل و عیال عطا کیے گئے۔

(تفسیر ابن کثیر، تفسیر رازی، سیرت انبیاء، سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت ایوب علیہ السلام نے ۱۰۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کو کس قوم کی طرف مبعوث فرمایا گیا تھا؟

جواب: آپ کو اودوی قبیلے کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اس قبیلے کی ابتدا حضرت ایوب کے دادا یحساودوم سے ہوئی تھی۔ اودوم کے معنی ہیں سرخ رنگ۔

(ذکرہ انبیاء، تاریخ ابن عساکر، قصص انبیاء، سیرت انبیاء کرام)

﴿سیدنا حضرت موسیٰ و ہارون علیہ السلام﴾

حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام اور قرآن

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کرنے سے پہلے کن مقامات پر رسول اکرم ﷺ کو مخاطب فرمایا گیا ہے؟

جواب: پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۳ میں ہے: تَعْلُوا عَلَيْكَ مِنْ نَبَا مُوسَىٰ وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ ”(اے نبی!) ہم آپ کو موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کو کچھ قصہ ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سناتے ہیں (یعنی نازل کر کے) ان لوگوں کے نفع کیلئے جو ایمان رکھتے ہیں۔“ پارہ ۳۰ سورۃ الشوریٰ آیت ۱۵ میں ہے: كَلَّمَكَ بِحَدِيثٍ مُوسَىٰ. ”کیا آپ کو موسیٰ علیہ السلام کے قصے کی خبر پہنچی ہے؟“
(القرآن - تفسیر کشف الرحمن - تفسیر فتح القدیر)

سوال: بتائیے فرعون کے بارے میں قرآن نے کیا کہا ہے؟

جواب: پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۳ میں ہے: إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا بِيَعًا يَسْتَضِيعُ طَائِفَةً مِنْهُمْ ۖ إِنَّهُ كَانُ مِنَ الْكَافِرِينَ ۝ ”فرعون ملک (مصر) میں بہت بڑھ چڑھ گیا تھا۔ اور اس نے وہاں کے باشندوں کو مختلف فرقوں میں بانٹ رکھا تھا۔ اور ایک جماعت (یعنی بنی اسرائیل) کا زور گھٹا رکھا تھا۔ واقعی وہ بڑا فسادی تھا۔“
(القرآن - تفسیر ابن کثیر - قصص القرآن - تفسیر ماجدی)

سوال: فرعون نے بنی اسرائیل کے لوگوں کو قتل کرنے کا حکم دے رکھا تھا۔ قرآن میں اس کی وضاحت کیسے کی گئی ہے؟

جواب: پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۳ میں ہے: يُذَبِّحُ بُنْيَانَهُمْ وَنِسَاءَهُمْ ۖ ط. ان (بنی اسرائیل) کے بیٹوں کو قتل کر رہا تھا اور ان کی عورتوں یعنی بیٹیوں کو زندہ

رہنے دیتا تھا۔“ پہلا پارہ سورۃ البقرہ آیت ۴۹ میں ہے: **يُتَذَكَّرُونَ اَبْنَاءَ كُحْمٍ وَ يَسْتَحْيُونَ نِسَاءَ كُحْمٍ** ”(اے بنی اسرائیل) وہ تمہارے لڑکوں کو ذبح کر ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے۔“ پارہ ۹ سورہ الاعراف آیت ۱۴۱ میں ہے: **يُتَقَلَّبُونَ اَبْنَاءَ كُحْمٍ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَ كُحْمٍ** ”تمہارے بیٹوں کو قتل کر دیتے تھے اور تمہاری عورتوں کو (اپنی خدمت کے لئے) زندہ چھوڑ دیتے تھے۔“
(القرآن - تذکرۃ الانبیاء: قصص القرآن - درمنثور)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ آپ کی پیدائش پر پریشان تھیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں کیا ہدایات دیں؟

جواب: فرعون بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کر دیتا تھا۔ اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ پریشان ہوئیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملا۔ پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۷ میں ہے: **وَاَوْحَيْنَا اِلٰی اُمِّ مُوسٰی اَنْ اَرْضِعِيْهِ فَاِذَا رَضِعْتِ عَلَیْهِ قَالَتْ یٰی اٰیِسَیْہِ وَلَا تَحْمِلِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ** ”ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو الہام کیا کہ تم ان کو دودھ پلاؤ۔ پھر جب تم ان کی نسبت ڈر محسوس کرو تو بلا خوف و خطر ان کو دریا میں ڈال دینا۔ اور نہ تو ان (کے ڈوبنے) کا اندیشہ کرنا اور نہ (جدائی پر) غم کرنا۔“ پارہ ۱۶ سورۃ طہ آیت ۳۸ میں ہے: **اِذْ اَوْحٰیْنَا اِلٰی اُمِّکَ مَا یُوحٰی** ”ہم نے تمہاری ماں کو وہ بات الہام سے بتائی۔ جو بتلانے کی تھی۔“

(القرآن تذکرۃ الانبیاء: قصص القرآن - درمنثور)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دریا میں ڈال دینے کا حکم دے کر ام موسیٰ کو کیا بشارتیں دیں؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دریا میں ڈالنے کا حکم دیا تو آپ کی والدہ کو ساتھ ہی دو بشارتیں دے دیں۔ پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۷ میں ہے: **وَنَاسِیَ اَذُوْہُ الْیَمٰنِکَ وَجَاعِلُوْہُ مِنَ الْمُؤْمِلِیْنَ** ”ہم ضرور ان کو پھر تمہارے پاس ہی واپس پہنچا دیں گے۔ اور پھر اپنے وقت پر ان کو بغیر ہتادیں گے۔“

(القرآن - تفسیر القرآن - تفسیر ابن کثیر - تفسیر الکشاف)

سوال: بتائیے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دریا میں ڈالنے کی کیا ترکیب بتائی؟

جواب: سورۃ طہ آیت ۳۹ میں ہے: اَنۡ اُقۡذِفۡہِ فِیۡ التَّابُوۡتِ فَاُقۡذِفۡہِ فِی الۡیَمِّ ؕ یہ کہ موسیٰ علیہ السلام کو (جلا دوں کے ہاتھ سے بچانے کے لئے) ایک صندوق میں رکھ کر پھر ان کو دریا میں ڈال دو۔ (القرآن - تنہیم القرآن - تفسیر عثمانی - فیاض القرآن)

سوال: کس آیت میں ام موسیٰ علیہ السلام کو بتادیا گیا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کا صندوق ان کے دشمن تک پہنچے گا؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ طہ آیت ۳۹ میں ہے: فَلِیَلۡقَہُ الۡیَمُّ بِالسَّاحِلِ یَاۡخُذۡہُ عَلُوۡدُکُمۡی وَعَدُوۡکُمۡ ؕ پھر ان کو (صندوق) دریا کے کنارے تک لے آئے گا۔ کہ پھر ان کو ایک شخص پکڑ لے گا جو میرا بھی دشمن ہے اور ان کا بھی دشمن ہے۔

(القرآن - تفسیر کشف الرحمن - تفسیر ابن کثیر)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے اپنی محبت اور پرورش کا ذکر کس آیت میں فرمایا ہے؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ طہ آیت ۳۹ میں ہے: وَالۡقَیۡنٰتِ عَلَیۡکَ مَحَبَّةٌ مِّنۡیَّی وَرَٰحۡۃٌ عَلٰی عَیۡنِی ؕ اور میں نے تمہارے اوپر اپنی طرف سے ایک اثر محبت ڈال دیا اور تاکہ تم میری نگرانی میں پرورش پاؤ۔ (القرآن - فتح المہید - بیان القرآن - تفسیر عثمانی)

سوال: فرعون کے لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا صندوق اٹھالیا تو ان لوگوں نے کس رد عمل کا اظہار کیا؟

جواب: پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۸ میں ہے کہ جب صندوق لے گئے اور بچے کو دیکھا تو غصے کا اظہار کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَالۡتَقَطۡہُ اِلٰی فِرْعَوۡنَ لِیَكُوۡنَ لَہُمۡ عَدُوًّا وَحَرۡۢطًا ۚ اِنَّ فِرْعَوۡنَ وَہَاۡمَ وَجُنُودَہُمَا کَانُوۡا عَٰطِیۡیۡنَ ؕ تو فرعون کے لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام کو (مع صندوق کے) اٹھالیا تاکہ وہ ان لوگوں کے لئے دشمن اور غم کا باعث بنیں۔ بلاشبہ فرعون اور ہامان اور ان کے تابعین (اس بارے میں) بہت چوکے۔ (القرآن - فتح المہید - بیان القرآن - تفسیر عثمانی)

سوال: قرآن کے الفاظ میں بتادیجئے کہ فرعون کی بیوی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر کیا کہا تھا؟

جواب: فرعون کی بیوی (آسیہ) نے خوبصورت بچے کو دیکھ کر کہا: وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ قُرْئُوتٌ عَيْنٍ وَلَكِنْ لَا تَقْتُلُوهُ عَسَىٰ اَنْ يَنْفَعَنَا اَوْ يَتَّخِذَهُ وَلَدًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ اور فرعون کی بیوی نے (فرعون سے) کہا: ”یہ بچہ تو میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اس کو قتل مت کرو۔ عجب نہیں کہ (بڑا ہو کر) ہم کو کچھ فائدہ پہنچا دے یا ہم اس کو اپنا بیٹا بنالیں۔“ اور ان لوگوں کو انجام کی خبر نہ تھی۔“

(القرآن - تفسیر ابن کثیر - تذکرۃ الانبیاء - معارف القرآن)

سوال: قرآن نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی پریشانی کا ذکر کس طرح کیا ہے؟

جواب: پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۱۰ میں بتایا گیا ہے: وَأَصْبَحَ قُورَآءُ اُمِّ مُوسَىٰ فِرْعَاطٍ اِنَّ كَذٰبًا لِّتَبَدِّلَیْ بِهٖ لَوْ لَا اَنْزَلْنٰ عَلَیْہِا قُلُوبُنَا لَعَلَّہَا تَكْفُرُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اور موسیٰ کی والدہ کا دل بے قرار ہو گیا یہ قریب تھا کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کا حال ظاہر کر دیتیں۔ اگر ہم ان کے دل کو اس غرض سے مضبوط نہ کیے رکھتے کہ یہ یقین رکھیں

رہیں۔“ (القرآن - تفسیر ابن کثیر - تذکرۃ الانبیاء - معارف القرآن)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے صندوق کی نگرانی کا کام کس کے ذمے لگایا؟

جواب: پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۱۱ میں ہے: وَقَالَتِ لَیْخُنِبَہٗ فُصِّیْہِہٖ فَبَصُرَتْ بِہٖ عَنْ جُنُبٍ وَہُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ اور انہوں نے موسیٰ کی بہن (یعنی اپنی بیٹی) سے کہا کہ ذرا دھیان تو رکھو۔ پس انہوں نے موسیٰ (کے صندوق) کو دور سے دیکھا۔ اور ان لوگوں کو خبر نہ تھی (کہ یہ ان کی بہن ہیں)۔“

(القرآن - تفسیر ابن کثیر - تذکرۃ الانبیاء - معارف القرآن)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کس دوسری وایہ کا دودھ نہیں پیچتے تھے۔ قرآن نے اس کی کیا وجہ بیان کی ہے؟

جواب: پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۱۲ میں ہے: وَحَرَّمْنَا عَلَیْہِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ اور

ہم نے پہلے ہی سے موسیٰؑ پر دوسری دودھ پلانے والیوں کی بندش کر رکھی تھی۔“
(القرآن - قصص القرآن - تفسیر عزیز)

سوال: بتائیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن نے فرعون اور اس کی بیوی سے کیا کہا؟
جواب: موسیٰؑ نے کسی دوسری عورت کا دودھ نہ پیا۔ آپ کی بہن یہ سب ماجرا دیکھ رہی تھی۔ سورۃ القصص آیت ۱۲ میں ہے: فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ يَتِيمٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَصِيبٌ ۚ ”وہ کہنے لگی کیا میں تم لوگوں کو کسی ایسے گھرانے کا پتہ بتا دوں جو تمہارے لئے اس بچے کی پرورش کریں اور وہ اس کی خیر خواہی کریں۔“
(القرآن - قصص القرآن - تفسیر عزیز - تفسیر مظہری)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو والدہ کے پاس واپس پہنچانے کا ذکر کس آیت میں ہے؟
جواب: پارہ ۳۰ سورۃ القصص آیت ۱۳ میں ہے: فَرَدَدْنَاهُ إِلَىٰ آبَائِهِ لَعَلَّ هُمْ يَنْصَرِفُونَ ۚ ”پس ہم نے موسیٰؑ کو ان کی والدہ کے پاس واپس پہنچا دیا تاکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور تاکہ غم میں نہ رہیں اور تاکہ اس بات کو جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ لیکن افسوس اکثر لوگ یقین نہیں رکھتے۔“
(القرآن - تفسیر مابعدی - تفسیر فتح البیان - تفسیر عزیز)

سوال: قرآن نے فرعون کی بیوی آسیہ کا تعارف کس طرح کر دیا ہے؟
جواب: پارہ ۲۸ سورۃ التحریمات آیت ۱۰ میں ہے: وَصَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ آمَنُوا امْرَأَتَ فِرْعَوْنَ ۚ ”اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لئے فرعون کی بیوی کا حال بیان کرتا ہے۔“
(القرآن - تذکرۃ الانبیاء - سیرت انبیاء کرام)

سوال: دوسرے دن اسرائیلی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ڈانٹنے پر کیا واویلا کیا؟
جواب: پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۱۹ میں ہے کہ اس نے کہا یٰمُوسٰی اَتُرِیدُ اَنْیُّ تَقْتُلِنِیْ کَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْأَمْسِ ۚ ”اے موسیٰؑ! کیا تو نے کل جیسے ایک شخص کو قتل کیا تھا آج مجھے بھی قتل کرنا چاہتا ہے؟“ آپ نے اسرائیلی کو کہا تھا: اِنَّکَ لَفِیْ غَیْثٍ ۚ ”بیشک تو صریح بے راہ ہے۔“
(القرآن - تذکرۃ الانبیاء - سیرت انبیاء کرام)

ہے؟ (یعنی تمہیں کیا مشکل درپیش ہے) تو انہوں نے جواب دیا جب تک یہ چروا ہے اپنے جانوروں کو پانی پلا کر واپس نہ لے جائیں ہم اس وقت تک پانی نہیں پلا سکتے اور ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے۔“ (القرآن۔ تیسرا ابن کثیر۔ فتح المہد۔ تفسیر حقانی)

سوال: جانوروں کو پانی پلانے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام سایے میں بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ بے کیا دعا کی؟

جواب: پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۲۳ میں ہے: فَسَقَىٰ لَهُمَا ثُمَّ تَوَلَّىٰ إِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ إِنِّي لَمَّا أَتَيْتُكَ أَتَيْتُكَ مِنْ خَيْرٍ فَقَبِلْ ۝ ”ان کے جانوروں کو پانی پلا دیا پھر وہاں سے ہٹ کر سایہ میں جا بیٹھے اور دعا کی، اے میرے پروردگار! جو نعمت بھی تو مجھ کو بھیج دے میں اس کا حاجت مند ہوں۔“ (القرآن۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی نے اپنے والد کے سامنے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کس طرح تعریف کی؟

جواب: پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۲۶ میں ہے: قَالَتْ إِحْدَاهُمَا يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ ۝ ”ان دونوں میں سے ایک لڑکی کہنے لگی۔ اے باپ! آپ اس شخص کو نوکر رکھ لیجئے۔ کیونکہ اچھا نوکر وہ ہے جو زور آور اور ایماندار ہو۔“ (القرآن۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے پاس کیوں بلایا؟

جواب: پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۲۵ میں ہے: فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَمْشِي عَلَى اسْتِحْيَاءٍ قَالَتْ إِنَّ ابْنِي يَدْعُوكَ يَتَّخِذُكَ أَجْرًا مَا سَقَيْتُ لَنَا ۝ ”اتنے میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس ان دونوں عورتوں میں سے ایک عورت شرم و حیا سے چلتی ہوئی آئی اور کہنے لگی میرا باپ تجھ کو بلاتا ہے تاکہ تجھ کو اس پانی پلانے کا حق دے دے جو تو نے ہمارے جانوروں کو پلایا ہے۔“

(القرآن۔ تیسرا ابن کثیر۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر بیضاوی)

سوال: حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی لڑکی سے نکاح کی کس

طرح پیشکش کی؟

جواب: پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۲۷ میں ہے: قَالَ اِنِّیْۤ اُرِیْدُ اَنْ اُنْکِحَکَ اِخْدٰی ابْنَتِیْ هٰتِیْنِ عَلٰی اَنْ تَاْجُرِنِیْ فَمَنْ لِّیْ حِجَابٌ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِکَ ؕ (”شیعیہ“ نے) ہوئی: ”نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک کا تیرے ساتھ نکاح کر دوں کہ تو آٹھ سال تک میری ملازمت کرے۔ اور اگر تو دس سال پورے کر دے تو یہ تیری طرف سے احسان ہے۔“ (القرآن: تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر بیضاوی)

سوال: بتائیے حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کس انداز میں قتل دی؟

جواب: پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۲۷ میں ہے کہ انہوں نے کہا: وَقَدْ اُرِیْدُ اَنْ اُشْقٰی عَلَیْکَ ؕ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ؕ ”اور میں تجھ پر کوئی مشقت نہیں ڈالنا چاہتا، تو مجھ کو انشاء اللہ خوش معاملہ اور بھلے لوگوں میں سے پائے گا۔“ (القرآن: قصص القرآن۔ تفسیر قرآن۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ کس طرح سنایا جس میں خدا کی تجلیات کا ذکر ہے؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ طہ آیت ۹ میں ہے: وَهَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ مُوسٰی ؕ اِذْ رَاْنَا زَاۤفَلًا لَا هٰلَکَیْہِۤ اَمْکُنُوْا اِلَیَّۤ اَنْتُمْ نَارُ الْاَلْعٰلٰی اَتِیْتُکُمْ بِمَنْہَا یَقْبَسُ اَوْ اَجِدْ عَلٰی النَّارِ هٰدِیً ؕ ”اور اے پیغمبر! بھلا آپ تک موسیٰ کا وہ واقعہ بھی پہنچا ہے جبکہ اس کو ایک آگ نظر آئی تو اس نے اپنے گھر والی سے کہا کہ تم ذرا ٹھہر جاؤ میں نے ایک آگ دیکھی ہے، میں اس آگ میں سے شاید تمہارے لئے کچھ آگ لے آؤں، یا اس آگ کے پاس کوئی راستہ بنانے والا ہوں۔“

(القرآن: قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام آگ کے قریب پہنچے تو کیا آواز دی گئی؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ طہ آیت ۱۱-۱۲ میں ہے: فَلَمَّا أَنهَا نُودِيَ بِمُوسَىٰ إِنِّي أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ ”سو جب موسیٰ آگ کے پاس پہنچا تو اس کو آواز دی گئی، اے موسیٰ! یقیناً میں تیرا رب ہوں، سو تو اپنی دونوں جوتیاں اتار دے، کیونکہ تو ایک طوئی نامی مقدس میدان میں ہے۔“

(القرآن - تذکرۃ الانبیاء - قصص القرآن)

سوال: اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو نبوت عطا کرتے ہوئے کیا فرمایا؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ طہ آیت ۱۳ میں ہے: وَأَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰ۔ ”(اے موسیٰ) میں نے تجھ کو نبوت کے لئے منتخب کیا ہے، سو جو حکم کیا جاتا ہے اس کو کان لگا کر سن۔“ ایک اور جگہ آپ کی رسالت و نبوت کے متعلق فرمایا گیا: پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۵۱ میں ہے: وَادْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسَىٰ إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ۝ ”اور اے پیغمبر! یہ یاد رکھ کہ اس کتاب یعنی قرآن مجید میں موسیٰ کا ذکر کیجئے، بلاشبہ وہ خدا کا چیدہ بندہ تھا اور وہ رسول بھی تھا اور نبی بھی تھا۔“ اس کے بعد مقام قرب بیان کرتے ہوئے پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۵۲ میں فرمایا گیا: وَنَادَيْنَاهُ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيبًا ۝ ”اور ہم نے موسیٰ کو کوہ طور کی دائیں جانب سے پکارا اور سرگوشی کو نے کو اسے اپنے قریب کیا۔“

(القرآن - تفسیر قرطبی - تفسیر ماہدی)

سوال: فرعون کے پاس جانے سے پہلے آپ نے درگاہِ خداوندی میں چند درخواستیں پیش کیں وہ کیا تھیں؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ طہ آیت ۲۵-۳۰ میں ہے: قَالَ رَبِّ انْصُرْ لِي صَدْرِي ۝ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِي يَفْقَهُوا قَوْلِي ۝ وَاجْعَلْ لِي وَزِيرًا مِنْ أَهْلِي ۝ هَٰرُونَ أَخِي اسْتَدْبَهْ آذُنِي ۝ وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي ۝ كُنِيَ نَسَبَك كُنِيَ آوُ وَنَذَكْرَكَ كُنِيَ ۝ ”موسیٰ نے درخواست کی اے میرے رب میرا سینہ کشادہ کر دے، اور میرے لئے میرے کام کو آسان کر دے،

جواب: سورۃ طہ آیت ۲۲ میں ہے: **وَاضْمُمْ يَدَكَ إِلَىٰ جَنَاحِكَ تَخْرُجَ بَيْضًا مِّن**

عَبْرَ مَوْءَايَةِ الْآخِرَىٰ. ”اور (اے موسیٰ) تو اپنے ہاتھ کو بغل میں دے لے وہ
 بلا کسی عیب کے چمکتا ہوا نکلے گا۔ یہ دوسرا منجر ہوگا۔“ پھر فرمایا: قَدْ نَزَّلْنَا
 مِنْ رَبِّكَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ ط. ”سو یہ دونوں چیزیں فرعون اور اس کے
 سرداروں کے پاس جانے کے لئے تیرے رب کی طرف سے دو سندیں ہیں۔“

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام۔ تفسیر فیض القرآن)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سب سے پہلے کسے تبلیغ کی؟

جواب: جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کو نبوت سے سرفراز فرمایا تو حکم ہوا: پارہ ۱۶ سورۃ طہ
 آیت ۲۴ میں ہے: اِذْ هَبْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ اِنَّهُ طَغٰی ۝ (اے موسیٰ) تو فرعون
 کے پاس جا کیونکہ وہ بہت حد سے نکل گیا ہے۔“ (القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان دعاؤں کی قبولیت کی بشارت اللہ تعالیٰ نے کن الفاظ
 میں دی؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ طہ آیت ۳۶ میں ہے: قَالَ قَدْ اُوْتِيتَ سُوْلُكَ يٰمُوسٰی. ”خدا نے
 فرمایا اے موسیٰؑ تیری سب درخواستیں اور دعائیں پوری کر دی گئیں۔“ یہ دعائیں
 موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر نبوت ملنے کے بعد مانگیں، جو قبول کر لی گئیں، اور
 آپ کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام بھی نبی بنا دیے گئے، جیسا کہ قرآن پاک
 میں فرمایا گیا: پارہ ۱۹ سورۃ الفرقان آیت ۳۵ میں ہے: وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوسٰی
 الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهُ اَخَاهُ هٰرُونَ هٰوٓؤْنَ وَزِيْرًا ۝ اور بیشک ہم نے موسیٰؑ کو کتاب
 دی تھی اور ہم نے اُن کے بھائی ہارون کو ان کے ساتھ اُن کا مددگار بنایا تھا۔“

(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہما السلام فرعون کے دربار میں کیوں پہنچے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے دونوں بھائیوں کو حکم دیا کہ فرعون کے پاس جاؤ اور اس کو نری سے
 سمجھاؤ، یعنی تبلیغ کرو۔ سورۃ طہ آیت ۴۳-۴۴ میں ہے: اِذْ هَبْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهُ
 طَغٰی ۝ فَضُوْا لَهٗ قَوْلًا لَّيْنَا لَنَعْلَمَنَّ تَشْكُرْ اَوْ يَنْخَسِرْ ۝ ”تم دونوں (بھائی) فرعون

کے پاس جاؤ وہ حد سے بہت تجاوز کر چکا ہے، پھر وہاں جا کر اس سے نرم بات کرنا شاید وہ نصیحت مان لے یا ڈر جائے۔“ حسب الحکم دونوں بھائی خود ساختہ فرعون کی خدائی سے ٹکر لینے کے لئے خدا کے بھروسہ پر پہنچ گئے، اور اپنے رسول ہونے کا بتلایا۔ فَأَيُّهَا فِرْعَوْنُ فَقُولَا إِنَّا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ ”پس تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور اس سے کہو ہم رب العالمین کا پیغام لے کر آئے ہیں۔“

(الفران۔ تفسیر قرطبی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: قرآن نے بنی اسرائیل کے عروج و زوال کی تاریخ کیسے بیان کی ہے؟
جواب: ایک وقت وہ تھا جب حق تعالیٰ نے اس قوم کی بزرگی اور عظمت کے متعلق فرمایا تھا: وَإِنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ۝ اور یہ کہ میں نے تم کو اقوام عالم پر فوقیت عطا کی تھی۔ اور کیا وہ برا وقت آیا کہ اسی قوم کے متعلق یہ اعلان کیا گیا کہ: ضَرَبْتُ عَلَيْهِمُ الدِّلَّةَ أَيْنَ مَا يَفْقَهُوْا إِلَّا بِحَبْلِ مِنَ اللَّهِ وَنَجِّلِ مِنَ النَّاسِ وَبَاءً أَيْغَضِبَ مِنَ اللَّهِ وَضَرِبْتُ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةَ ۝ ”وہ (یہود) خواہ کہیں پائے جائیں اُن پر ذلت لازم کر دی گئی، مگر یہ کہ وہ اللہ کا ذمہ اور لوگوں کی پناہ حاصل کر لیں، اور وہ غضب الہی کے مستحق ہو گئے اور ان پر ذلت طاری ہو گئی۔“

(الفران۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: دونوں مطالبے پیش کرنے کے بعد دونوں بھائیوں نے فرعون سے کیا کہا؟
جواب: پارہ ۹ سورۃ اعراف آیت ۱۰۳-۱۰۵ میں ہے: وَقَالَ مُوسَىٰ يُطْرَعُونَ إِلَيْنِي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ۝ حَقِيقٌ عَلَىٰ أَنِّي لَا أَقُولُ عَلَى اللَّهِ الْحَقُّ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَرْسِلْ مَعِيَ بَنِي إِسْرَءِيلَ ۝ ”اور موسیٰ نے کہا اے فرعون! میں رب العالمین کا رسول ہوں، میرے لئے یہی لائق ہے کہ خدا کی طرف بجز سچی بات کے اور کوئی بات منسوب نہ کروں، بیشک میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس بڑی دلیل لایا ہوں، لہذا اے فرعون! بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دے۔“

(الفران۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے مطالبات پیش کئے تو اس کی کیا کیفیت ہوئی؟

جواب: فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے مطالبات سنے، تو اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی، اور جھٹ کرنا شروع کر دی، ذاتیات پر اتر آیا، جس کو قرآن کریم نے پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۱۸-۱۹ میں یوں نقل کیا ہے: قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِثْنًا وَلَيْدًا اَوَّلَيْتَ فِثْنًا مِّنْ عُمُرِكَ سِنِينَ ۝ وَقَعَلْتَ فَعَلْتَكَ الْيَتَّىٰ فَعَلْتَكَ وَاَنْتَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ ۝ "فرعون نے موسیٰ" سے کہا کیا ہم نے تجھ کو اپنے ہاں رکھ کر بچپن میں تیری پرورش نہیں کی! اور کیا تو نے اپنی زندگی کے کتبے ہی سال ہمارے ہاں نہیں گذارے۔" (الفرآن - تذکرۃ الانبیاء - تفسیر فتح القدیر)

سوال: اللہ تعالیٰ کے بارے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے درمیان کیا معاملہ ہوا؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ طہ آیت ۴۹-۵۰ میں ہے: قَالَ قَمِينَ رَبُّكُمْ اَمْ يَوْمَلٰی ۝ "فرعون نے کہا اے موسیٰ" وہ تم دونوں کا رب کون ہی؟" موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا: قَالَ رَبَّنَا الَّذِیْ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدٰی ۝ "موسیٰ" نے جواب دیا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر شے کو اس کے مناسب اس کی صورت و شکل عطا فرمائی پھر اس کی رہنمائی کی۔ "فرعون موسیٰ علیہ السلام کی اتنی ہرات مندانہ باتیں بھرے دربار میں سن کر حیرانی سے دیکھتا رہا، قرآن کریم نے موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کی اس گفتگو کو ان آیات میں بیان فرمایا ہے جو پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیات ۲۳ تا ۲۵ میں ہے: قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ "فرعون نے کہا اچھا، اور رب العالمین کی حقیقت کیا ہے؟" موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا: قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا ۝ اِنْ کُنْتُمْ مُّوْقِنِیْنَ ۝ "موسیٰ" نے جواب دیا کہ وہ پروردگار ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور ان چیزوں کا جو ان دونوں کے مابین ہیں بشرطیکہ تم لوگ یقین کرو۔" پھر فرعون اپنے عوام کو بہکانے کے لئے کہنے لگا: قَالَ لِمَنْ حَوْلُہٗ اَلَا تَسْمَعُوْنَ ۝ "فرعون نے اپنے گرد و پیش کے لوگوں سے

کہا (موسیٰ) کی باتیں سن رہے ہو؟“ (القرآن - تفسیر القرآن - تفسیر خازن)

سوال: بتائیے فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو جیل خانہ کی دھمکی کیوں دی؟
جواب: موسیٰ علیہ السلام فریضہ تبلیغ ادا کرتے رہے، مگر فرعون کی قسمت پر مہر لگ چکی تھی، اس لئے حق بات ماننے کے بجائے آپ کی شان میں گستاخانہ الفاظ نکالتا رہا، کبھی آپ کو (معاذ اللہ) مجنون کہا، کبھی جادوگر، آخر تک آ کر جیل خانہ کی دھمکی دیدی۔ جیسے پارہ ۱۹ سورۃ شعراء آیت ۲۹ میں بیان کیا گیا ہے: قَالَ لَيْسَ اتَّخَذَتِ الْاِلٰهَآ غَيْرِىْ لَا جَعَلْتَنكَ مِنَ الْمُشْجُوْنِيْنَ ۝ ”فرعون نے کہا اگر موسیٰ“ تو نے میرے سوا اور کوئی معبود تجویز کیا تو بلاشبہ میں تجھ کو قیدیوں میں شامل کر دوں گا۔“

(القرآن - تذکرۃ الانبیاء - قصص القرآن)

سوال: معجزہ پیش کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے فرعون نے موسیٰ“ سے کیا کہا؟
جواب: جب فرعون نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام پر تو جیل خانہ کی دھمکی کا بھی کوئی اثر نہیں ہوا تو سورۃ اعراف آیت ۱۰۶ میں ہے کہ کہنے لگا: قَالَ اِنْ كُنْتَ جِنَّتْ بِاَيَّةِ قَاتٍ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ ”فرعون نے کہا (اے موسیٰ)“ اگر واقعی تو کوئی نشان لے کر آیا ہے تو اس کو پیش کر اگر تو اپنے دعویٰ میں سچا ہے۔“

(القرآن - تفسیر مزہبی - تفسیر القرآن)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا سب سے پہلا معجزہ فرعون کو کیا دکھایا؟
جواب: سورۃ الاعراف آیت ۱۰۸ میں ہے: قَالَ فَاِذَا هِیَ تُعْبَاۡنُ مُبِیْنٌ ۝ ”اس پر موسیٰ“ نے اپنا عصا ڈال دیا۔ اور وہ بیکہ فِیَاۡدِہِیْ یَبۡصُرُۙ لِلنَّظِیۡرِیۡنَ ۝ ”اس پر موسیٰ“ نے اپنا ہاتھ جو باہر نکالا تو وہ ڈالتے ہی ایک صاف و صریح اثر دہا بن گیا، اور موسیٰ“ نے اپنا ہاتھ جو باہر نکالا تو وہ ہاتھ اسی وقت سب دیکھنے والوں کے لئے بہت ہی چمکدار ہو گیا۔“

(القرآن - تذکرۃ الانبیاء - قصص القرآن)

سوال: موسیٰ علیہ السلام پر مجنون، ساحر وغیرہ کا بہتان لگایا گیا تو فرعون نے کیا کہا؟
جواب: قرآن کریم نے فرعون کے الزامات کو نقل کرتے ہوئے فرمایا: سورۃ شعراء آیت

۲۷ میں بتایا ہے: قَالَ إِنَّ رَسُولَكُمْ الَّذِي أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَمَجْنُونٌ ”فرعون نے کہا یہ تمہارا رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے بلاشبہ کوئی دیوانہ ہے۔“ پھر لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے بولا: قَالَ الْمَلَأُوا لَهُ إِنَّ هَذَا السَّاحِرُ عَلَيْهِ ۝ يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ”فرعون نے اپنے گرو و پیش کے سرداروں سے کہا واقعی یہ شخص کوئی بڑا ماہر اور سمجھدار جادوگر ہے۔ جو یہ چاہتا ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تم کو تمہارے ملک سے باہر نکال دے۔ سو اب تم لوگ اس بارے میں کیا مشورہ دیتے ہو؟“ سورة شعراء آیت ۳۴-۳۵ میں ہے: قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ إِنَّ هَذَا لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ ۝ يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ”فرعون کی قوم کے سرداروں نے آپس میں کہا واقعی یہ تو کوئی بڑا جادوگر ہے، یہ چاہتا ہے کہ تم کو تمہارے ملک سے باہر نکال دے۔ اب تم اس بارے میں کیا مشورہ دیتے ہو؟“

(القرآن - فتح المجد - فہم القرآن - تفسیر مظہری)

سوال: فیصلہ کر کے ان سرداروں نے فرعون سے کیا کہا؟

جواب: سورة الاعراف آیت ۱۱۱-۱۱۲ میں ہے: قَالُوا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَأَرْسِلْ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِيِينَ ۝ يَأْتُواكَ بِكُلِّ سَاحِرٍ عَلِيمٍ ۝ ”ان سرداروں نے فرعون سے کہا کہ تو موسیٰؑ اور اس کے بھائی کو اس وقت کچھ سہلت دیدے، اور تو مختلف شہروں میں اپنے ہر کارے بھیج دے کہ وہ ہر ماہر فن جادوگر کو تیرے پاس لے آئیں۔“

(القرآن - تفسیر کشف الرحمن)

سوال: حکم شاہی ملتے ہی پورے مصر کے جادوگر آنے شروع ہو گئے۔ انہوں نے فرعون سے کیا کہا؟

جواب: جادوگروں نے سو دے بازی شروع کر دی، اور کہنے لگے: سورة الشعراء آیت ۴۱ میں ہے: إِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ ۝ ”اگر ہم موسیٰؑ پر غالب آ گئے تو ہم کو کوئی بڑا انعام ملے گا۔“ فرعون نے جادوگروں کو جواب دیا: سورة الشعراء آیت

۴۲ میں ہے: قَالَ نَعَمْ وَأَنْتُمْ لَمَنِ الْمُقَرَّبِينَ ۝ ”فرعون نے کہا ہاں! انعام تو ملے ہی گا اور (مزید یہ کہ) تم شاہی مقربین میں شامل کر لئے جاؤ گے۔“

(القرآن - قصص القرآن)

سوال: مقابلہ شروع ہونے سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے کس طرح دعوت حق دی گئی؟

جواب: قبل اس کے کہ جادوگروں سے مقابلہ شروع ہو موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ پھر تبلیغ کرتے ہوئے دعوت حق دی اور فرمایا: سورۃ طہ آیت ۶۰-۶۱ میں ہے: قَالَ لَهُمْ مُوسَىٰ وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوا عَلَيَّ اللَّهُ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرَىٰ ۝ ”موسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں سے کہا تمہارے لئے خرابی ہو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ افتراء نہ باندھو، کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا تم کو کسی عذاب سے بالکل تباہ و برباد کر دے، اور جس نے خدا پر افتراء پر دازی کی وہ اپنے مقصد میں ناکام رہا۔“ لوگوں کے خیالات جب دگرگوں دیکھے تو فرعون کے درباری و مملاتی بات بولے جو ان سے پہلے فرعون اور قوم کے سردار کہہ چکے تھے، اور یہی بات جادوگر بھی کہنے لگے: سورۃ طہ آیت ۵ میں ہے: قَالُوا إِنَّا هَذَا آلَ لَٰسِيٍّ جَارٍ يَرِيْدُ أَنْ يُخْرِجَ جَلْدَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِ هِمَا وَيَذْهَبَ بِطَرِيقِكُمْ الْمُعْتَلَىٰ ۝ ”جادوگروں نے کہا بیشک یہ دونوں بھائی جادوگر ہیں، ان کی خواہش یہ ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تم کو تمہارے ملک سے نکال باہر کریں، اور تمہاری بہترین و شائستہ تہذیب کو مٹا دلیں۔“

(القرآن - قصص القرآن)

سوال: جادوگروں سے مقابلہ کیلئے جگہ اور وقت کا تعین کس کی خواہش پر کیا گیا؟

جواب: فرعون کی خواہش پر ایسا کیا گیا ہے جیسا کہ پارہ ۱۶ سورۃ طہ آیت ۵۷-۵۸ میں ہے: قُلْنَا يَتَّبِعَكَ بِسِحْرِ يَثِيلِهِ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَا نُخْلِفُهُ نَحْنُ وَلَا أَنْتَ مَكْنَانًا سُوَّىٰ ۝ ”اچھا تو اب ہم بھی تیرے مقابلہ میں ایسا ہی جادو لا میں گے تو اپنے اور ہمارے درمیان ایک ایسا وعدہ ٹھہرائے کہ جس کا نہ ہم خلاف کریں

نہ تو اس کا خلاف کرے، یہ مقابلہ کسی ہموار میدان میں ہو۔“ موسیٰ نے فرعون کی یہ پیشکش منظور کرتے ہوئے جواب دیا: سورۃ طہ آیت ۵۹ میں ہے: قَالِ مَوْعِدُكُمْ يَوْمَ الزَّيْنَةِ وَأَنْ يُخَشِرَ النَّاسُ ضُخًى ۝ ”موسیٰ“ نے کہا تمہارے وعدے کا دن وہی ہے جو جشن منانے کا ہے، اور یہ کہ سب لوگ چاشت کے وقت تک جمع ہو جائیں۔“ (الفرآن - تفسیر عزیزی - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کس طرح مقابلہ کیا؟

جواب: مقابلے کا منظر قرآن پاک میں اس طرح بیان ہوا ہے سورۃ الشعراء آیت ۳۵-۳۶ میں ہے: فَجَمَعَ السَّحَرَةُ لِمِيقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ۝ وَقِيلَ لِلنَّاسِ هَلْ أَنْتُمْ مُجْتَمِعُونَ ۝ لَعَلَّنَا نَسْبِعَ السَّحَرَةَ إِنْ كَانُوا هُمْ الْغَالِبِينَ ۝ آخر کار وہ جادوگر مقررہ دن کے ایک خاص وقت پر جمع کر لئے گئے، اور لوگوں میں اعلان کیا گیا کہ کیا تم سب لوگ جمع ہوتے ہو (یعنی تم کو جمع ہونا چاہیے) تاکہ اگر جادوگروں کا غلبہ حاصل ہوتو ہم سب انہی کے پیرو رہیں۔“ جادوگروں نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا: سورۃ طہ میں ہے: قَالُوا لِمُوسَىٰ ائْتِنَا آيَاتِنَا أَنْ تُلْقَىٰ رَاغِبًا أَنْ نَكُونَ لَكَ الْمُتْلِقِينَ ۝ ”جادوگروں نے کہا اے موسیٰ“ یا تو آپ پہلے (اپنا عصا) ڈال دیجئے اور یا ہم (اپنے سانپ وغیرہ) ڈالتے ہیں۔“ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا: سورۃ طہ میں ہے: قَالَ الْقَوَاجِ فَلَمَّا الْقَوْاسُجَرُ وَآغْمَيْنِ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوهُمْ وَجَاءُ وَبِئْسَ عَظِيمٌ ۝ ”موسیٰ“ نے جواب دیا تم ہی پہلے ڈالو، پھر جب ان جادوگروں نے ڈالا تو لوگوں کی آنکھوں کو باندھ دیا اور ان کو خوف زدہ کر دیا اور وہ بڑا بھاری جادو بنا کر لائے۔“ دوسری جگہ فرمایا: سورۃ طہ میں ہے: فَلَمَّا أَجَابَا لَهُمْ وَعَصِيَهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَى ۝ ”پھر اچانک ان جادوگروں کی زبیاں اور لاشیاں ان کے جادو سے موسیٰ کے خیال میں ایسی معلوم ہونے لگیں جیسے وہ دوڑ رہی ہیں۔“ یعنی جادوگر دوں نے ایسا کرتے دکھایا کہ اچانک موسیٰ علیہ السلام کو ان کے جادو کی وجہ سے ایسا دکھائی دیا کہ ان کی

رسیاں سانپ کی طرح دوڑ رہی ہیں۔ جس وقت جادوگروں نے اپنی رسیاں اور لائیاں ڈالیں تو کہنے لگے: سورۃ الشعراء میں ہے: **يَوْمَئِذٍ يَفِرُّ عَوْنُ إِنَّا لَنَاجِيْنَ الْعَظِيْمُوْنَ** ”فرعون کے اقبال کی قسم! بلاشبہ ہم ہی غالب رہیں گے۔“ لیکن موسیٰ علیہ السلام پر خدا کا ہاتھ تھا، اس لئے حکم ہوا: سورۃ الشعراء میں ہے: **وَإِذْ أَخَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ آتِنَا عَصَاكَ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُوْنَ** ”اور ہم نے موسیٰ کو حکم بھیجا کہ اے موسیٰ تو اپنا عصا ڈال دے اُس عصا کا ڈالنا تھا کہ وہ اسی وقت اس سب جھوٹے طلسم کو نکلنے لگا جو وہ بنا رہے تھے۔“ پارہ ۱۱ سورۃ یونس آیت ۷۹ میں بھی مقابلے کا ذکر ہے۔

(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر مابدی)

سوال: بتائیے کس طرح جادوگروں کو شکست ہوئی اور وہ ایمان لائے؟

جواب: موسیٰ علیہ السلام کا عصا زمین پر ڈالنا تھا کہ ایک دم اُس نے جادوگروں کی ڈالی ہوئی رسیوں اور لائیموں کو نکل کر میدان صاف کر دیا۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں: **فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُوْنَ** ”فَعَلِبُوا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوا صٰغِرِيْنَ“ ”پس حق ثابت ہو گیا اور جو کچھ جادوگر کر رہے تھے وہ باطل ہو کر رہ گیا، غرض فرعون اور اس کے ساتھ اسی جگہ مغلوب ہو گئی اور ذلیل ہو کر اُلٹے واپس ہوئے۔“ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے جادوگروں کے مقابلہ میں کامیابی کا جو وعدہ فرمایا تھا۔ وہ پورا ہو کر رہا اور جادوگروں کی حالت یہ ہو گئی کہ: **وَالْفِی السَّحَرَةِ مَسْجِدِيْنَ قَالُوْا اٰتٰنَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ رَبِّ مُوسٰی وَهٰرُوْنَ** ”اور تمام جادوگر سجدے میں گر پڑے اور کہنے لگے ہم اس رب العالمین پر ایمان لائے جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے۔“

(الفرآن۔ تیسرے القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ احسن البیان)

سوال: جادوگروں کے ایمان لانے کا اثر عوام پر کیا ہوا؟

جواب: وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سچا جانتے اور ان کی عزت کرتے تھے، مگر اکثر آدمی فرعون اور فرعون کی سرداروں سے خوف زدہ تھے، اسی لئے ابتداء میں شرعی طور پر ایمان نہیں لائے، وقت کے منتظر رہے، اخیر میں جب موسیٰ علیہ السلام کا اثر اور حق

کا غفلت بڑھتا گیا، تب پوری قوم بنی اسرائیل کی جو تقریباً چھ لاکھ بالغ مردوں پر مشتمل تھی مسلمان ہو گئی، یہ ابتداء کا واقعہ ہے جس کا ذکر اس آیت میں فرمایا گیا ہے: **فَقَامَ آمَنَ لِمُوسَىٰ إِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهِ عَلَىٰ خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِمْ أَن يَفْتِنَهُمْ**۔ ”پھر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر سوائے ان کی قوم کے چند نوجوانوں کے اور کوئی ایمان نہ لایا، اور وہ بھی فرعون اور اپنے حکام سے ڈرتے ڈرتے کہ کہیں فرعون اُن کو کسی بلا اور مصیبت میں مبتلا نہ کر دے۔“

(نقص القرآن - تفسیر عثمانی - القرآن)

سوال: جادوگروں کے ایمان لانے کے بعد فرعون نے ان کو کس طرح دھمکی دی؟
 جواب: شکست خوردگی کے عالم میں فرعون نے جادوگروں کو دھمکی دی اور کہا: **قَالَ آمَنْتُكُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ أَذِّنَ لَكُمْ إِنَّهُ لَكَبِيرٌ كُفُّهُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَسَوْفَ نَعْلَمُؤُنَّ** ”فرعون نے کہا اس سے پیشتر کہ میں تم کو اس پر ایمان لانے کی اجازت دیتا تم (خود ہی) اس پر ایمان لے آئے۔ واقعہ یہ ہے کہ موسیٰ تم سب کا بڑا یعنی استاد ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے۔ لہذا بہت جلد تم کو اس کا نتیجہ معلوم ہو جائے گا۔“ **لَا قَطِيعٌ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلُكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَلَا صَلْبَانَكُمْ أَجْمَعِينَ** ”یقیناً میں تم سب کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا اور تم سب کو سولی دوں گا۔“ دوسری جگہ فرمایا گیا: **وَلَا صَلْبَانَكُمْ فِي جُدُوعِ السَّخْلِ وَلَعَلَّكُمْ إِنَّا أَشَدُّ عَذَابًا وَأَبْقَىٰ** ”اور بھجور کے تنوں پر سولی دوں گا، پھر تمہیں یہ پتہ چلے گا ہم دونوں میں کون سخت عذاب دینے والا ہے اور کس کا عذاب دیر پا ہے۔“

(القرآن ترجمان - نقص الانبیاء)

سوال: جادوگروں کی طرف سے فرعون کو کیا جواب ملا؟

جواب: جادوگر جب ایمان لے آئے تو فرعون کو بڑا دھکا لگا، یہی نہیں کہ صرف جادوگر ایمان لائے بلکہ بنی اسرائیل اور فرعون کی قوم کے بھی لاکھوں آدمی مسلمان ہو گئے۔ اس لئے فرعون نے جادوگروں کو تختہ دار پر لٹکا دینے کی دھمکی دیدی مگر ان

پر اس کا مطلق اثر نہ ہوا۔ انھوں نے فرعون کو ایسا جواب دیا کہ اس کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ پارہ ۱۶ سورۃ طہ آیت ۷۲ میں ہے: قَالُوا لَنْ نُّؤْتِيَكَ عَلٰی مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيْنَةِ وَالَّذِي طَقَرْنَا فَاسُخًا مَا أَنْتَ فَاضٌ ۖ إِنَّمَا تَقْفِضُ هَذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا إِنَّا آمَنَّا بِرَبِّنَا لِنَغْفِرَ لَكَ خَطَايَا نَا وَمَا أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۖ وَاللَّهُ خَبِيرٌ وَبَقِي ۝“ (ان نو مسلم جادوگروں نے جواب دیا کہ ہم ان صاف دلائل کے مقابلہ میں جو ہم کو پہنچ چکے ہیں اور اس خدا کے مقابلہ میں جس نے ہم کو پیدا کیا ہے تجھ کو ہرگز ترجیح نہیں دے سکتے، تو جو کچھ کرنا چاہے کر ڈال، تو صرف اس دنیا کی زندگی میں حکم چلا سکتا ہے۔ بس اب ہم اپنے رب پر ایمان لا چکے ہیں، تاکہ وہ ہمارے گناہ معاف فرمادے اور اس جادو کو بھی معاف کر دے جس کا ارتکاب تو نے ہم سے زبردستی کرایا ہے۔“ دوسری جگہ پارہ ۱۹ سورۃ الشعرا آیت ۵۰ میں ان نو مسلم جادوگروں کا جواب ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے: قَالُوا لَا ضَيْرَ إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا مُنْقَلِبُونَ ۝ إِنَّا نَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطَايَا نَا إِنَّ كُنَّا أَوَّلَ الْمُؤْمِنِينَ ۝“ (ان نو مسلم جادوگروں نے جواب دیا کچھ نقصان کی بات نہیں، یقیناً ہم تو اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہماری خطاؤں کو معاف کر دے گا، کیونکہ ہم سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں۔“

(القرآن فصیح الانبیاء - سیرت انبیاء کرام)

سوال: فرعون کے سرداروں کو موسیٰ کی کامیابی پر کس طرح پریشانی ہوئی؟

جواب: پارہ ۹ سورۃ الاعراف آیت ۱۲۷ میں بیان فرمایا گیا ہے: وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اتَّخَذَ مُوسَىٰ وَقَوْمَهُ لُفُفًا ۚ وَافِی الْاَرْضِ وَیَذَرُكَ وَالْهَتَّكَ ۖ“ اور فرعون کی قوم کے سرداروں نے فرعون سے کہا تو موسیٰ کو اور اس کی قوم کو یوں ہی چھوڑے رکھے گا کہ وہ ملک میں فساد پھیلاتے رہیں، اور وہ موسیٰ تجھ کو اور تیرے تجویز کردہ معبودوں کو نظر انداز کرتا رہے۔“

(القرآن فصیح الانبیاء - سیرت انبیاء کرام)

سوال: فرعون نے لڑکوں کو قتل کر لینے کا قانون دوبارہ کیوں نافذ کر دیا تھا؟

جواب: فرعون نے وہی پہلے والا قانون دوبارہ نافذ کر دیا۔ کیونکہ اسے خطرہ پیدا ہو گیا کہ بنی اسرائیل تعداد میں بڑھ جائیں گے اور طاقتور ہو جائیں گے۔ پارہ ۹ سورۃ الاعراف آیت ۱۲ میں ہے: **قَالَ سَنَقُولُ ابْنَاءَ هُمْ وَنُتَخِي نِسَاءَ هُمْ ط وَآنَا قَوْمُ قُحَّهْمَ قَاهِرُونَ ۝** ”فرعون نے کہا ہم بہت جلد اُن کے بیٹوں کو قتل کریں گے اور اُن کی عورتوں کو زندہ رکھیں گے، اور بلاشبہ ہم ان پر پورا غلبہ رکھتے ہیں۔“

(الفرآن - قصص القرآن - تفسیر ماحدی)

سوال: فرعون کی بوکھلاہٹ، قوم کی فریاد، اور بچاؤ کی تدابیر کا حال کن آیات میں بیان کیا گیا ہے؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ المؤمن آیت ۲۵ میں ہے: **فَلَمَّا سَاجَدَ لَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوا ابْنَاءَ الَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ وَاسْتَحْيُوا نِسَاءَهُمْ ط وَمَا كُنْتُمْ بِالْمُكَفِّرِينَ ۝** ”غرض جب موسیٰ ان کے پاس ہماری طرف سے امر حق لے کر پہنچا تو ان لوگوں نے کہا کہ جو لوگ موسیٰ کے ساتھ ایمان لے آئے ہیں اُن کے بیٹوں کو قتل کر ڈالو، اور ان کی عورتوں کو یعنی لڑکیوں کو زندہ رہنے دو اور ان کافروں کی تدبیر محض بے سود ہے نتیجہ یہی۔“ پھر فرعون اپنے دھار کو خاک میں ملتا ہوا دیکھ کر جوش میں آ کر بولا: **وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُونِي أَقْتُلْ مُوسَى وَلْيَدْعُ رَبَّهُ ط إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُبَدِّلَ دِينَكُمْ أَوْ أَنْ يُظْهِرَ فِي الْأَرْضِ الْفَسَادَ ۝** ”اور فرعون نے کہا یعنی اہل دربار سے کہ مجھ کو موقع دو کہ میں موسیٰ کو قتل کر دوں، اور موسیٰ کو چاہیے کہ وہ اپنے رب کو اپنی مدد کے لئے پکارے، کیونکہ مجھ کو خطرہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو وہ تمہارے دین کو بدل ڈالے یا ملک میں اور کوئی فساد برپا کر دے۔“ (سورۃ المؤمن آیت ۲۶) (الفرآن - تفسیر طبری - تفسیر حنفی)

سوال: قرآن نے فرعون، یامان اور ہارون کے جھٹلانے کا ذکر کس طرح کیا ہے؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ المؤمن آیت ۲۳-۲۴ میں فرمایا گیا ہے: **وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَى بِآيَاتِنَا**

وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَفَارُوْنَ فَقَالُوْا سِحْرٌ كَذٰبٌ ۝ ”اور بلاشبہ ہم نے موسیٰ“ کو اپنی نشانیاں اور بڑی واضح دلیل دیکر فرعون اور ہامان اور قارون کے پاس بھیجا، مگر ان لوگوں نے اس کو جادوگر اور جھوٹا بتایا۔“ قرآن پاک کے پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۸ لوگوں کی غلطی کے متعلق فرمایا گیا: اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُوْدَهُمْ كَانُوْا خٰطِیْبِيْنَ ۝ ”بلاشبہ فرعون اور ہامان اور ان دونوں کی اتباع کرنے والوں نے بڑی غلطی کی۔“ (القرآن۔ قصص القرآن۔ تیسرا باب کثیر)

سوال: قرآن نے ہامان کے بنائے گئے محل کا نقشہ کیسے بیان کیا ہے؟

جواب: ہامان فرعون کا وزیر و شیر خاص تھا، جو اس کے ظلم و تشدد کی کارروائیوں میں امداد کیا کرتا تھا، موسیٰ علیہ السلام اس کو بھی سمجھایا کرتے تھے، مگر یہ اپنی غلط حرکتوں سے باز نہ آتا تھا، فرعون نے ایک مرتبہ اس کو حکم دیا: پارہ ۲۰ سورۃ القصص رکوع ۷ آیت ۳۸ میں ہے: وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَآٰئِيْهَا الْمَلَاَءَ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرِیْ فَاقُوْذِلُوْا بِهَا مَا نَافَعُ السَّیِّئِیْنَ فَاَنْجِعْ لِّیْ صَرْحًا لَّعَلِّیْ اُطْلِعَ اِلٰی اِلٰهٍ مُّوَسًی وَاِلٰییْ لَاظُنُّهُ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ ۝ ”اور فرعون نے کہا اے اہل دربار مجھے تو سوائے اپنے تمہارا کوئی معبود معلوم نہیں ہوتا، سوائے ہامان! تو میرے لئے مٹی کو آگ میں پکوا کر انہیں تیار کرا، پھر ان سے ایک بلند عمارت بنواتا کہ میں ذرا موسیٰ کے خدا کی ٹوہ لگاؤں اور میں تو موسیٰ“ کو جھوٹا ہی سمجھتا ہوں۔“

(القرآن۔ قصص القرآن۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عزیز تھا۔ بتائیے قرآن اس کی دولت کے بارے میں کیا بتاتا ہے؟

جواب: پارہ نمبر ۲۰ سورۃ القصص رکوع نمبر ۱۱ آیت ۷۶ میں اس کے متعلق بیان کیا گیا ہے: اِنَّ فَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰی فَبَغٰی عَلَیْهِمْ ۚ وَآتٰنٰهُ مِنَ الْکُنُوْزِ مَا اِنَّ مَفٰتِحَہٗ تَتَوَدَّ بِالْعَصِیۃِ اُولٰٓئِیْ الْقُوۡفۃِ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ ۝ ”بلاشبہ قارون موسیٰ“ کی برادری میں بے تھا پھر وہ لوگوں پر زیادتی

کرنے لگا، اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دیئے تھے کہ ان کے خزانوں کی کنجیاں ایک طاقتور آدمیوں کی جماعت اٹھاتے تھک جایا کرتی تھی، جب قارون کی قوم نے اس سے کہا تو اترامت، اللہ کو اترانے والے پسند نہیں۔“

(القرآن - تفسیر قرطبی - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: قارون پر کس طرح اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا؟

جواب: سورۃ القصص آیت ۸۱ میں ہے: فَخَسَفْنَا بِهِ وَبَدِ اِرْهِ الْاَرْضَ فَمَا كَانَ لَهُ مِنْ فِئَةٍ يَنْصُرُوْهُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُتَصَرِّعِيْنَ ۝ پھر ہم نے قارون کو اور اس کے مکان کو زمین میں دھنسا دیا، پھر اس کی مدد کو کوئی ایسی جماعت نہیں ہوئی جو اللہ کے عذاب سے اس کو بچا لیتی، اور نہ وہ اپنے آپ کو خود ہی بچا سکا۔“

(القرآن - تفسیر قرطبی - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے ہاتھوں پریشان حال قوم کو کس طرح تسلی دی؟

جواب: آپ کی تسلی اور قوم کے جواب کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا: جو سورۃ الاعراف آیت ۱۲۸ میں ہے: قَالَ مُوسٰی لِقَوْمِهٖ اسْتَعِیْذُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُورِثُهَا مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۝ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ حضرت موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اللہ سے مدد مانگو اور ثابت قدم رہو، یہ زمین اللہ ہی کی ملک ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث کر دیتا ہے (اور آخر میں ۲۱ کی لوگوں کو بھلا ہوتا ہے جو پرہیزگار ہیں۔“ مگر بنی اسرائیل ایسی ناشکری اور بے صبری قوم تھی کہ اس نے موسیٰ علیہ السلام کو جواب دیا: قَالُوْا اَوْذِیْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَتَّبِنَا ۚ وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا قَالَ عَلٰی رَبِّکُمْ اَنْ یُّهْلِکَ عَذُوْکُمْ وَ یَسْخُلِفَکُمْ فِی الْاَرْضِ فَنَنْظُرْ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝ (موسیٰ کی) قوم نے کہا ہم تو آپ کے آنے سے پہلے بھی تکلیف میں رہے اور آپ کے آنے کے بعد بھی، موسیٰ نے کہا وہ وقت نزدیک ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک

کردے، اور تم کو ان کی بجائے اس ملک کا مالک بنادے، پھر دیکھے تم کیسے عمل کرتے ہو؟“ (سورۃ الاعراف آیت ۱۳۹) (التفسیر مظہری)

سوال: جب حالات ناگفتہ بہ ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام پر کیا وحی نازل فرمائی؟

جواب: پارہ ۱۱ سورۃ یونس آیت ۸۷ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ وَأَخِيهِ أَنِ ابْنُوا لِقَوْمٍ مِّمَّا بِمِصْرَ بُيُوتًا وَاجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قِبْلَةً وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ۝ اور ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی پر وحی بھیجی کہ تم دونوں اپنی قوم کے لئے مصر میں مکان بناؤ، اور تم اپنے گھروں میں نماز (پڑھنے) کی جگہ بناؤ، اور نماز کی پابندی رکھو، اور اے موسیٰ تم ایمان والوں کو بشارت دیدو۔“

(التفسیر قرطبی۔ تفسیر معمری۔ تفسیر فیاض القرآن)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اس کی قوم کے لئے بددعا کیوں فرمائی؟

جواب: آپ تقریباً بیس سال فرعون اور اس کی قوم کو تبلیغ کرتے رہے، جب اس کے راہ راست پر آنے سے بالکل مایوس ہو گئے تو یوں بددعا فرمائی جسے پارہ ۱۱ سورۃ یونس آیت ۸۷۔۸۸ میں بیان کیا گیا ہے: وَقَالَ مُوسَىٰ رَبَّنَا إِنَّكَ آتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَئَهُ زِينَةً وَأَمْوَالًا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا رَبَّنَا لِيُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَىٰ أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّىٰ يَوْرُوا الْعَذَابَ ۚ أَلَا يَلْمِزُكَ ۝ اور موسیٰ نے کہا اے ہمارے رب تو نے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں بہت کچھ سامان آرائش اور طرح طرح کے مال اس لئے دیئے ہیں کہ وہ لوگوں کو تیری راہ سے راہ کریں۔ پس اب اے ہمارے پروردگار ان کے مالوں کو ملیا سیٹ کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے کہ یہ لوگ جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں اس وقت تک ایمان نہ لائیں گے۔“ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اطلاع دی اور فرمایا: قَالَ قَدْ أُجِيبَتْ دَعْوَا نُكْمًا فَاسْتَفِيمَا وَلَا تَتَّبِعَنَّ سَبِيلَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم دونوں

(بھائیوں) کی دعا قبول کر لی گئی، سو تم اپنے حال پر ثابت قدم رہو، اور ان لوگوں کی راہ نہ چلنا جو علم سے محروم ہیں۔“ سورۃ یونس آیت ۸۹۔

(القرآن۔ تفسیر حقانی۔ تفسیر قرطبی)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بددعا کا اثر کس طرح ظاہر ہوا؟

جواب: آپ نے یہ بددعاء اس توقع پر کی تھی کہ شاید یہ قوم عذاب دیکھ کر ایمان لے آئے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی تنبیہ کے لئے کچھ معجزے عطاء کئے جیسا کہ پارہ نمبر ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل رکوع نمبر ۱۲ آیت ۱۰۱ میں ارشاد ہے: وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ نُسُجَ إِلَٰهٍ يَسْتَدِ. ”اور ہم نے دیں موسیٰ کو نوشتائیاں کھلی ہوئیں۔“

(القرآن۔ تفسیر ابدی۔ تفسیر مظہری۔ فتح الملیہ)

سوال: بتائیے کس طرح قوم فرعون آفات کی زد میں آئی؟

جواب: ان پر باری باری اس طرح عذاب نازل ہوا پہلے اُن پر قدرت کی طرف سے قحط کا عذاب مسلط کیا گیا، اس قحط کے متعلق قرآن پاک کی سورۃ الاعراف آیت ۱۳۰ میں فرمایا گیا: وَلَقَدْ أَخَذْنَا آلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِينَ وَنَقْصِ الْمَنَاسِكِ لَعَلَّهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۝ ”اور ہم نے فرعون والوں کو قحط سالیوں اور میلوں کے نقصانات میں مبتلا کر دیا، کہ شاید وہ نصیحت پکڑیں۔“ قوم فرعون کو کبھی کسی ناخوشگوار اور بری حالت سے دو چار ہونا پڑ جاتا تو کہتے یہ سب (معاذ اللہ) موسیٰ اور اس کے رفقاء کی بد قسمتی اور نحوست ہے۔ اسی کو آیت ۱۳۱-۱۳۲ میں فرمایا گیا: فَلَا إِجَاءَاءَ لَهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوا لَنَا هَٰذَا وَإِنْ تُبَدِّلْهُمُ سِنَّةً يَنْظُرُوا بِمُوسَىٰ وَمَنْ مَعَهُ ۚ ”بھر جب اُن کو کوئی آسودگی میسر آتی تو کہتے یہ ہمارا حق ہے، اور جب کبھی اُن کو کوئی سختی پہنچتی تو اس کو موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کی نحوست بتاتے۔“ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ موسیٰ علیہ السلام فرعونین کو جواب دیا۔ آیت ۱۳۲ میں ہے: أَلَا إِنَّمَا طَبَرُ هُمْ عِنْدَ اللَّهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ ”یاد رکھو! ان کی نحوست و بد شگون تو اللہ ہی کے علم میں ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔“ آیت ۱۳۳ میں کہا گیا ہے:

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجُرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالْذَّمَ امَّيْتُ
مُفَصَّلَاتٍ ط۔ ”آخر کار ہم نے اُن پر پانی کا طوفان بھیجا اور مڑیاں بھیجیں اور جو تیس
اور مینڈک بھیجے اور خون کا عذاب بھیجا کہ یہ سب کھلے کھلے معجزے تھے۔“ جب بھی
ان عذابوں میں سے کوئی عذاب فرعونوں پر آتا تو موسیٰ علیہ السلام سے کہتے:
(آیت ۱۳۴-۱۳۵) لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرَّجُزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ
بَنِي إِسْرَءِيلَ ۚ اِنْ كَرِهْتَ اَسْرَءِيلَ ۝ ”اگر تو نے اس عذاب کو ہم سے دور کر دیا تو یقیناً ہم تجھ پر ایمان
لے آئیں گے اور ہم بنی اسرائیل کو بھی تیرے ہمراہ بھیج دیں گے۔“ لیکن عذاب
دور ہونے کے بعد یہ لوگ اپنے وعدہ سے کیے پھر جاتے تھے، سورۃ الاعراف آیت
۱۳۵ میں اس کو قرآن کے الفاظ میں پڑھئے: فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمْ الرِّجْزَ الَّذِي
اَجَّلُوا فِيهِ هُمُ لِبُلُغُوهِ اِذَا هُمْ بِنُكُوْنٍ ۝ ”مگر ہم جب اُن سے اس مقررہ وقت تک
کیلئے جس تک وہ پہنچنے والے تھے اس عذاب کو ہٹا لیتے تو فوراً ہی عہد شکنی کرنے
لگتے۔“

سوال: رسول اللہ ﷺ کی امت کو بنی اسرائیل کی تاریخ سے کس طرح سبق لینے کا حکم

۱۲۱

جواب: جو پارہ ۲۲ سورۃ احزاب آیت ۶۹ میں بیان ہوا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا
كَالَّذِينَ أَخَذُوا مَوْسَىٰ كَبْرًا ۚ اَللَّهُ مَعًا قَالُوا ط وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا ۝ ”اے
ایمان والو! تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو اذیت
پہنچائی تھی، پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو اس تہمت سے جو انہوں نے لگائی تھی بری
کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام اللہ کے نزدیک بڑا ہی مرتبہ تھا۔“

(القرآن - تذکرۃ الانبیاء تعظیم القرآن)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو غلامی سے نجات دلائی لیکن اس نا شکری
قوم نے آپ سے کیا کہا؟

جواب: قرآن پاک میں ہے: اَوَدِئْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَ مِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ط (اے

موسیٰؑ) ہم تو آپ کے آنے سے پہلے بھی تکلیف میں رہے اور آپ کے آنے کے بعد بھی۔“ (القرآن - تفسیر عثمانی - تفسیر مزیہی)

سوال: مصر سے ہجرت کرنے سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کیا حکم ملا؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ طہ آیت ۷۷ میں ہے: وَلَقَدْ اَوْحَيْنَا اِلٰی مُوسٰی اَنْ اَسْرِ بِعَبَادِیْكَ صٰۤاۤسِرٍ لَّهُمْ طَرِیْقًا فِی الْبَحْرِ یَبْسًا لَا تَخَافُ دَوْرَ تَغٰوٍ لَا تَخْشٰی۔ ”اور بلاشبہ ہم نے موسیٰؑ کے پاس حکم بھیجا کہ میرے بندوں کو راتوں رات نکال لے جا، پھر اُن کے لئے دریا میں خشک راستہ بنادے، نہ تو تجھ کو دشمن کی گرفت کا اندیشہ ہوگا اور نہ غرق ہونے کا ڈر۔“ دوسری جگہ پارہ ۱۹ سورۃ الشعرا آیت ۵۲ میں ہے: فرمایا گیا: وَاَوْحٰیۤنَا اِلٰی مُوسٰی اَنْ اَسْرِ بِعَبَادِیْ اِنَّکُمْ مُّتَّبِعُوْنَ ۝ اے موسیٰؑ تم اپنی قوم کو لے کر رات کو مصر سے ہجرت کر جاؤ، اور دیکھنا یہ فرعونؑی تمہارا پیچھا کریں گے مگر تم گھبرانا نہیں۔ (الفرقان - تفسیر عثمانی - حارف القرآن)

سوال: فرعون کی طرف سے بنی اسرائیل کو گرفتار کرنے کی تیاریاں کس طرح کی گئیں؟

جواب: قرآن پاک میں سورۃ الشعراء آیت ۵۳ میں بتایا گیا ہے: فَاسْرَسَلْ فِرْعَوْنُ فِی الْمَدَآئِنِ حٰشِرَیْنِ ۝ ”پھر فرعون نے آس پاس کے شہروں میں اعلان کرنے کے لئے ہر کارے بھیج دیئے۔“ آیت ۵۴ ۵۵ میں بتایا گیا ہے کہ جب قوم جمع ہوگئی تو اپنی شرمندگی مٹانے اور اس کو جوش دلانے کے لئے کہنے لگا: اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ لَکٰثِرٌ ذِمَّةً فَلِیْلُوْنَ وَاِنْہُمْ لَنَا لَغَآۤءٌ یُّطْوَوْنَ ۝ وَاِنَّا لَجَمِیْعٌ خٰلِدُوْنَ ۝ ”یہ بنی اسرائیل ایک تھوڑی سی جماعت ہیں، اور بلاشبہ انھوں نے ہم کو سخت غصہ دلایا ہے اور ہم (ان سے) خطرہ محسوس کرتے ہیں۔ اور ہم سب ایک مسلم جماعت (باقاعدہ) فوج ہیں۔“ (القرآن - تفسیر مظہری - تفسیر عثمانی)

سوال: بنی اسرائیل نے گھبراہٹ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیا کہا اور آپ نے کیا

جواب دیا جو سورۃ الشعراء آیت ۶۱-۶۲ میں بتایا گیا ہے؟

جواب: جب بنی اسرائیل کی فرعونؑی افواج اور اس کی قوم پر نگاہ پڑی تو گھبرا کر بولے: اِنَّا

لَمُدِّرْ كُنُوزَ ۝ ”یقیناً اب تو ہم بکڑے گئے۔“ موسیٰ نے بنی اسرائیل کو بڑے اطمینان سے جواب دیا: كَلَّا اِنَّ مَوْسٰى رَبِّىْ مَبْتَلٰىۤىۡنِ ۝ ”ہرگز نہیں (بکڑے جا سکتے) کیونکہ ہمارے ساتھ میرا رب ہے، وہ عنقریب میری رہنمائی کرے گا۔“
(الفرآن۔ تفسیر اہل کثیر۔ تفسیر نداء القرآن۔ تفسیر مابعدی)

سوال: موسیٰ علیہ السلام نے دریا پر عصا، مارا اور بارہ راستے بن گئے۔ قرآن نے یہ نقشہ کیسے بیان کیا ہے؟

جواب: آیت ۶۳ میں ہے آپ نے بنی اسرائیل کو بہت کچھ تسلی و تسفی دی، اس کے بعد خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں دست بدعا ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچا: فَاَوْجِبْنَا لَیْهِ مُوَسٰى اَنْ اضْرِبَ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ ط۔ ”تب ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی جانب حکم بھیجا کہ تو اپنے عصا کو دریا پر مار۔“ عصا کا مارنا تھا کہ دریا فوراً پھٹ گیا، یہ موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا۔ فَاَنفَلَقَ فَاَنَّ كُلَّ فِیْوْقٍ مِّنْهَا لَطُوْدٌ الْعَظِیْمِ ۝ ”پھر دریا پھٹ گیا اور ہر ٹکڑا ایسا ہو گیا جیسا بڑا پہاڑ۔“

(الفرآن۔ تفسیر اہل کثیر۔ تفسیر نداء القرآن۔ فتح المید)

سوال: بنی اسرائیل کے دریا پار کرنے اور فرعون کے غرق ہونے کا منظر قرآن میں کس طرح آیا ہے؟

جواب: سورۃ یونس آیت ۹۰ میں ہے: وَجَاوَزْنَا بِبَنیْ اِسْرٰٓئِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتٰیہُمْ فِیْ وُغُوْدٍ وَجُنُودٌۢ بَغِیَآءٍ عَلُوًّا ط ”اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کر دیا، پھر فرعون اور اس کے لشکر نے سرکشی اور عظم کی غرض سے ان کا تعاقب کیا۔“ فرعون کا ایک ایک آدمی دریا کے بیچ میں پہنچ گیا تو اللہ تعالیٰ نے پانی کو گل جانے کا حکم دیا، پانی پہلے کی طرح ٹل گیا، ساری فوج اور سامان سب دریا کی نذر ہو گیا۔ فرعون جب پانی میں ڈبکیاں کھانے لگا اور یقین ہو گیا کہ اب میں موت کے چنگل سے نکل نہیں سکتا تو کہنے لگا: اَمَنْتُ اِنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیْ اَمَنْتُ بِہٖۤ اِنِّیْۤ اَسْرٰٓئِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ ”تیس اس بات پر ایمان لایا کہ اس خدا کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں

جس خدا پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں بھی فرمانبرداروں میں شامل ہوں۔“ فرعون کے اس ایمان لانے کے متعلق حق تعالیٰ نے جواب میں فرمایا: پارہ ۱۱ سورۃ یونس رکوع ۱۳ آیت ۹۱ میں ہے۔ اَلنَّاسُ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ ۝ ”کیا اب ایمان لاتا ہے حالانکہ اس سے پیشتر تو نافرمانی کرتا رہا اور تو بڑے مفسدوں میں سے تھا۔“ گویا اس کا یہ ایمان اس وقت تھا جب اس کی موت سر پر آ گئی، اس کو ایمان یاس، ایمان یاس، ایمان غرغره کہتے ہیں۔ ایسے وقت کے ایمان کے متعلق قرآن کریم میں فرمایا گیا: پارہ ۲۴ سورۃ المؤمن رکوع ۱۴ آیت ۸۵ میں ہے: فَلَمَّ يَكُنْ يَنْفَعُهُمْ اِسْمُائُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاسَنَا ۖ ”جب انھوں نے ہمارے عذاب کو دیکھ لیا تو اُن کو اُن کا یہ ایمان لانا کچھ سودمند نہ ہوا۔“ (الفران۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر عثمانی)

سوال: فرعون کے غرق ہو جانے کی خبر پر بنی اسرائیل کو تردد ہوا تو اللہ تعالیٰ نے کیا کیا؟
جواب: اس عبرت تک واقعہ کی اطلاع جب موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو دی تو اُن کو یقین نہ آیا، آخر اللہ کے حکم سے دریا نے فرعون کی لاش کو باہر نکال کر ٹیلہ پر پھینکا، تاکہ ہر شخص بخشم خود دیکھا کر اپنا تردد رفع کر لے، اس آیت میں اسی کے متعلق بیان کیا گیا ہے: پارہ ۱۱ سورۃ یونس رکوع ۱۴ میں ہے: قَالِیَوْمَ نُنَجِّیْکَ بِبَدَنِکَ لَیْسَکُنَّ لِمَنْ خَلَقَکَ اٰیۃٌ ۖ ”پس آج ہم تیری لاش کو بچالیں گے تاکہ تو اپنے بچھلوں کے لئے ایک عبرت آموز بنائی ہو۔“ مزید یہ بھی قرآن پاک میں سورۃ الشعراء آیت ۶۸ میں فرمایا گیا: وَاتَّجِیْنَا مُوسٰی وَمَنْ مَّعَہُ اَنْجِیِّیْنِ ۝ ”اور ہم نے موسیٰ کو اور ان لوگوں کو جو اس کی ساتھ تھے سب کو بچالیا۔“ ثُمَّ اَعْرَضْنَا الْاٰخَرِیْنَ ۝ ”اور ہم نے اسی دریا میں دوسرے فریق کو غرق کر دیا۔“

(الفران۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر مظہری۔ فتح المجد)

سوال: دریا کے پار ہوتے ہی بنی اسرائیل نے کون سا شرکانہ مطالبہ کیا؟

جواب: بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے انوکھا اور حیران کن شرکانہ مطالبہ کرنا شروع

کر دیا۔ جس کی تفصیل قرآن کریم کی سورۃ الاعراف آیت ۱۳۸ میں ہے: وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَٰئِيلَ الْبَحْرَ فَاتَوَا عَلَىٰ قَوْمٍ يَّكْفُؤُونَ عَلَىٰ أَعْنََامِهِمْ قَالُوا يَمُوسَىٰ اجْعَلْ لَّنَا إِلَٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ ۚ ”اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کر دیا، پھر ان (بنی اسرائیل) کا کچھ ایسے لوگوں پر گزر ہوا جو اپنے بتوں کی پوجا میں لگے ہوئے تھے، اُن کو دیکھ کر کہنے لگے اے موسیٰ! ہمارے لئے بھی ایسا ہی معبود مقرر کر دے جیسے ان کے یہ معبود ہیں۔“ (القرآن۔ نعل القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: موسیٰ علیہ السلام نے تنبیہ کرتے ہوئے قوم سے کیا فرمایا؟

جواب: غصہ کی حالت میں جو آپ نے فرمایا: اسے سورۃ الاعراف آیت ۱۳۸ میں نقل کیا گیا ہے: إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَبْهَلُونَ ۝ ”واقعی تم لوگ بڑے ہی جاہل ہو۔“ اس کے بعد آپ نے بڑے نرم طریقہ پر اس قوم کو سمجھایا: إِنَّ هَٰؤُلَاءِ مُتَّبِعُونَ مَا هُمْ فِيهِ وَبَاطِلٌ ۖ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ ”یہ لوگ جس دین میں ہیں وہ یقیناً برباد کیا جانے والا ہے اور جو کچھ یہ کر رہے ہیں وہ سراسر باطل ہے۔“ پھر آپ نے یہ کہا: نَسْأَلُ اللَّهَ الْمَنَّانَ أَلْيَحْيَاكُمْ إِلَٰهًا وَهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ۝ ”موسیٰ“ نے یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر میں تمہارے لئے کوئی اور معبود تلاش کروں؟ حالانکہ اس نے تم کو اس زمانہ میں جملہ اقوام عالم پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔“ (القرآن فتح التبریر۔ ابن کثیر)

سوال: بنی اسرائیل کیلئے پتھر سے بار چشموں کا ظہور کس طرح ہوا؟

جواب: میدان حینہ میں گرمی کی شدت اور پانی نہ ہونے کی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے دعاء کی قرآن پاک کی سورۃ الاعراف آیت ۱۶۰ میں ہے کہ آپ کو جیسے حکم ملا آپ نے دیے ہی کیا: وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ إِذَا اسْتَقْبَلُ قَوْمَهُ أَنِ اصْنِبِ لِبَعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ نَجْسًا ۚ قَالَ عَلِيمٌ كُلُّ نَاسٍ مَّشْرَبٌ بِهِمْ ۚ ”اور ہم نے موسیٰ“ کی جانب اس وقت جبکہ اس کی قوم نے اس سے پانی طلب کیا، یہ وحی کی کہ اے موسیٰ“ تو اپنا عصا فلاں پتھر پر مار۔ سو عصاں مارتے ہی اس پتھر سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے، بنی اسرائیل کے ہر ایک قبیلہ نے اپنا

اپنا گھاٹ معلوم کر لیا۔ یہی بات سورۃ بقرہ آیت ۶۰ میں بھی کہی گئی ہے۔

(القرآن۔ تفسیر القرآن۔ فتح القدیر۔ فتح اشید)

سوال: بنی اسرائیل کے لئے سایے اور کھانے پینے کا انتظام کس طرح ہوا؟

جواب: موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان تکالیف کو راحت و آرام میں بدل دیا: ارشاد ہوتا ہے: وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّٰ وَالسَّلْوٰی ط ”اور سایہ کیا ہم نے تم پر اور اتار ہم نے تم پر من و سلویٰ۔“ (سورۃ الاعراف آیت ۱۶۰)

(القرآن۔ تفسیر فتح البیان۔ قصص القرآن۔ ابن کثیر)

سوال: بنی اسرائیل نے کس طرح ناشکری کی؟

جواب: حق تعالیٰ فرماتے ہیں ان لوگوں نے ہمارے اوپر بھروسہ اور توکل نہ کیا، اور گوشت جمع کر کے رکھنا شروع کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گوشت سڑنا شروع ہو گیا۔ اسی کو قرآن پاک کی سورۃ الاعراف آیت ۱۶۰ میں فرمایا گیا: وَمَا ظَلَمُونَا وَلٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ط ”اور انھوں نے ہمارا کچھ نقصان نہیں کیا اور وہ اپنا ہی نقصان کرتے تھے۔“ خدا کا شکر بجالانے کے بجائے ناشکری کرتے ہوئے کہتے تھے: يٰمُوسٰى لَن نَّبْصِرَ عَلَىٰ طَعَامٍ وَاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِئُ الْأَرْضُ مِن بَاطِنِهَا وَقُنَّامَهَا وَعَدِّهَا بِبَصِلِهَا ط ”اے موسیٰ ہم ایک ہی قسم کی خوراک پر نہیں رہ سکتے، سو تو اپنے رب سے ہمارے واسطے دعا کر کہ وہ ہمارے لئے ایسی چیزیں پیدا کرے جو اس زمین سے آگتی ہیں، زمین کا ساگ اور زمین کی لکڑی اور زمین کا گیہوں اور اس کی مسور اور اس کی پیاز۔“ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اَتَسْبِدُلُونَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ۔ ”کیا تم بہتر چیز کے مقابلے میں ادنیٰ درجہ کی چیز کو لینا چاہتے ہو۔“ (پہلا پارہ سورۃ بقرہ آیت ۶۱)

(القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ مدارف القرآن۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: جب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے شریعت کی درخواست کی تو آپ کو کوہ طور پر بلاوا اور چلہ کشی کا حکم کیسے نازل ہوا؟

جواب: موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے شریعت دینے کی درخواست کی۔ تو جواب ملا: اے موسیٰ! کوہ طور پر آکر ایک چلہ گزارو، روزے رکھو، اعتکاف کرو تا کہ مزید تزکیہ نفس ہو، اس کے بعد ہم آپ کو اپنی کتاب ”توراة“ دیدیں گے۔ قرآن نے سورۃ الاعراف آیت ۱۳۲ میں تمام تفصیل بیان کی ہے: **وَوَاعَدْنَا مُوسَىٰ ثَلَاثِينَ لَيْلَةً وَأَنَّمْنَاهَا بَعْثَرٍ فَلَمَّ بِيَعْقَابَ رَبِّهِ أَزْبَعِينَ لَيْلَةً**۔ ”اور ہم نے موسیٰ“ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا، اور دس راتوں کا اور اضافہ کر کے ہم نے ان کی تکمیل کی۔ پس موسیٰ“ کے رب کی مقررہ مدت پوری چالیس راتیں ہو گئیں۔“ رواںگی سے پہلے آپ نے ہارون علیہ السلام کو ہدایات دیتے ہوئے فرمایا: **وَقَالَ مُوسَىٰ لَا تَتَّبِعْ هَٰؤُلَاءِ سَلَفِي فِي قَوْمِي وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ** ۵ ”اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون“ سے کہا کہ تو میری قوم میں میری نیابت کچھو اور ان کی اصلاح کرتے رہنا اور مست چلنا مفسدوں کی راہ۔“ اس کے بعد موسیٰ“ کے کوہ طور پر رواںگی کے بعد حالات پیش کئے جاتے ہیں۔

(القرآن۔ فیاء القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ الکشاف)

سوال: کوہ طور پر موسیٰ“ کی اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا واقعہ کن الفاظ میں بیان ہوا ہے؟

جواب: قرآن پاک کی سورۃ طہ آیات ۸۳ تا ۸۵ میں کہ اللہ تعالیٰ نے سوال کیا: **وَمَا أَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوسَىٰ** ۵ ”اور اے موسیٰ“ تجھ کو اپنے قوم سے جلدی آجانے کا کیا سبب ہوا؟“ موسیٰ“ نے جواب دیا: **قَالَ هُمْ أُولَاءِ عَلَىٰ أَثَرِي وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضَىٰ** ۵ ”(موسیٰ) بولا وہ یہ آ رہے ہیں میرے پیچھے، اور میں جلدی آیا تیری طرف ہی میرے رب تاکہ تو راضی ہو۔“ رب العالمین نے موسیٰ علیہ السلام کو بتلایا: **قَالَ فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَأَضَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ** ۵ ”خدا نے کہا ہم نے تیری قوم کو تیرے نکل آنے کے بعد ایک بلا میں مبتلا کر دیا اور سامری نے ان کو گمراہ کر دیا۔“ (تذکرۃ الانبیاء، القرآن۔ حصہ القرآن)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا کہا تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا۔

قرآن نے کیا بتایا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ سے ہمکامی اور جلی خداوندی اور پہاڑ کے ریزہ ریزہ ہونے کے بارے میں سورۃ الاعراف آیت ۱۴۳ میں قرآن کہتا ہے: وَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ لَبِيقًا تَبَاوَعَا كَلِمَةً رَبُّهُ قَالَ رَبِّ اَرِنِي اَنْظُرْ اِلَيْكَ ط ”اور جب موسیٰ ہمارے مقررہ وقت پر آئے اور ان کا رب ان سے ہمکام ہوا (تو انھوں نے کہا اے میرے رب! آپ مجھے اپنا جمال دکھا دیجئے تاکہ میں آپ کو ایک نظر دیکھ لوں۔“ بارہ گاہ رب العالمین سے جواب دیا گیا: قَالَ لَنْ تَرَانِي وَلَكِنْ اَنْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنْ امْتَصَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي فَلَمَّا تَخَلَّىٰ رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دُكًَّا وَخَرَّ مُوسَىٰ صَعِقًا۔ ”اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو مجھ کو ہرگز نہیں دیکھ سکتا مگر ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھتا رہ، پھر اگر یہ پہاڑ اپنی جگہ قائم رہا تو تو مجھے دیکھ سکے گا، غرض جب موسیٰ کے رب نے اس پہاڑ پر جلی فرمائی تو جلی نے اس کو ریزہ ریزہ کر دیا، اور موسیٰ غش کھا کر گر پڑے۔“ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں اظہار معذرت کیا: فَلَمَّا اَقْبَضَ قَسَالَ تُبْسَحَاتِكَ تُبْسُ اِلَيْكَ وَآتَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ”جب موسیٰ ہوش میں آئے تو کہنے لگے آپ کی ذات پاک ہی میں آپ کی خدمت میں معذرت کرتا ہوں اور میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔“

سوال: شرف ہمکامی اور اظہار معذرت کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر کیا انعام فرمایا؟

جواب: بنی اسرائیل کے لئے نسخہ ہدایت ”توراة“ عطاء فرمایا اور ارشاد ہوا: قَالَ يٰمُوسٰى اِنِّىْ اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِطْلِيْ وَيَكَلِّمُنِيْ فَاُخَذْنَا اٰتِيْكَ وَكُنْ مِنْ سِنِّ الشَّاكِرِيْنَ ۝ ”اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! میں نے تجھ کو اپنی رسالت اور اپنی ہمکامی کے لئے تمام لوگوں پر ایک خاص امتیاز دیا ہے۔ پس جو کچھ میں نے تجھ کو عطا کیا ہے اسے حاصل کر اور شکر کرتا رہ۔“ اس کے بعد ”توراة“ کے متعلق

فرمایا: وَكُنَّا لَهُ فِي الْأَلْوَابِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْعِظَةً وَتَفْصِيلًا لِكُلِّ شَيْءٍ فَخَذَهَا بِقُوَّةٍ وَأَمَرَ قَوْمَكَ بِأَخْذِ أَبْحَصِهَا ط سَأُورِيكُمْ دَارَ الْفَاقِصِينَ ۝ اس کے بعد ہم نے چند تختیوں پر ہر قسم کی نصیحت اور ضروری اشیاء کی تفصیل موسیٰ کو لکھ دی، اے موسیٰ ان تختیوں یعنی تورات کو پورے عزم کیساتھ سنبھال اور اپنی قوم کو حکم دے کہ اس کے بہتر احکام پر قائم رہیں، عنقریب تم کو نافرمانی کرنے والوں کا گھر دکھاؤں گا۔“ (سورۃ الاعراف آیت ۱۳۳-۱۳۵)

(الفرقان - تفسیر طبری - تفسیر قرطبی - قصص الانبیاء)

سوال: بنی اسرائیل کو سالہا پرستی کا شکار ہو گئے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ناراضی کا ذکر قرآنی زبان میں کیجئے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتلایا آیت ۸۵ میں ہے: إِنَّا فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَأَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ۝ (اے موسیٰ) ہم نے تیری قوم کو تیرے نکل آنے کے بعد ایک بلا میں مبتلا کر دیا، اور اُن کو سامری نے گمراہ کر دیا۔“ حالانکہ ہارون علیہ السلام نے اپنا فریضہ ادا کرتے ہوئے اس قوم کو بہت سمجھایا تھا ط آیت ۹۰ میں ہے: وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هَارُونُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ إِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهِ وَإِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمَنُ فَاتَّبِعُونِي وَأَطِيعُوا أَمْرِيَ ۝ اور بلاشبہ ہارون نے موسیٰ کی دایچی سے پہلے ہی بنی اسرائیل سے کہہ دیا تھا کہ اے میری قوم تم اس بچھڑنے کی وجہ سے آزمائش میں مبتلا کیے گئے ہو، اور یقیناً تمہارا حقیقی رب تو رحمان ہی ہے، سو تم میری راہ پر چلو اور میرا کہنا مانو۔“ مگر کوئی اثر نہ ہوا، بلکہ بڑی دلیری سے جواب دیا تھا: قَالُوا لَنْ نَبْرَحَ عَلَيْهِ عَاكِفِينَ حَتَّىٰ يَرْجِعَ إِلَيْنَا مُوسَىٰ ۝ ”قوم نے جواب دیا کہ ہم تو اس وقت تک جب تک موسیٰ نہ ہمارے پاس لوٹ کر نہ آئے اسی بچھڑنے کی پوجا میں لگے رہیں گے۔“ موسیٰ: چونکہ حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا قائم مقام بنا کر گئے تھے۔ اس لئے دایچی آ کر پہلے اُن پر ناراض ہوئے، پھر قوم اور سامری پر غصے ہوئے، اور ”تو اوردہ“ زمین پر رکھ دی، تاکہ بے ادبی نہ ہو جائے،

اس کی تفصیل قرآن پاک کے الفاظ میں یوں کی گئی ہے: سورة الاعراف آیات ۱۳۸ تا ۱۵۲ میں: وَلَمَّا رَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي مِنْ بَعْدِي أَعَجَلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ وَأَلْقَى الْأَلْوَاخَ وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُ إِلَيْهِ قَالَ ابْنُ أُمِّ الْقَوْمِ اسْتَصَفْتُونِي وَكَادُوا يَقْتُلُونَنِي فَلَا تُشْجِثْ بِي الْأَعْدَاءَ وَلَا تَجْعَلْنِي مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ "اور جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف نہایت غصہ اور رنج کی حالت میں واپس ہوا تو کہا تم لوگوں نے میرے بعد بہت ہی بُری نمائندگی کی، کیا تم لوگ اپنے رب کے حکم سے پہلے ہی جلدی کر بیٹھے، اور موسیٰ نے توریت کی تختیاں تو ایک طرف رکھ دیں اور اپنے بھائی کا سر یعنی سر کے بال پکڑ کر اپنی طرف کھینچے اس پر ہارون نے کہا اے میرے ماں کے جائے ان لوگوں نے مجھ کو کزور سمجھا، اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر ڈالتے، سو تو دشمنوں کو مجھ پر خوش ہونے کا موقع نہ دے، اور مجھے ظالم لوگوں میں شمار نہ کر۔" پارہ ۱۶ سورة طہ آیت ۹۲ تا ۹۴ میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام سے کہا: فَالْإِسْرَاءُ مَا مَنَعَكَ إِذْ رَأَيْتَهُمْ ضَلُّوْا ۖ أَلَا تَتَّبِعُنَّ طَافِعِصِيَّتَ امْرِئٍ ۚ أَوْ "موسیٰ نے ہارون سے کہا اے ہارون جب تم نے ان کو دیکھا تھا کہ یہ گمراہ ہو گئے ہیں تو تجھ کو میرے حکم کی پیروی کرنے سے کیا چیز مانع ہوئی؟ کیا تو نے میرے حکم کی خلاف ورزی نہیں کی۔" چنانچہ ہارون علیہ السلام نے اُس وقت کہا: قَالَ يَا بَنُوَّام لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي إِنِّي خَشِيتُ أَنْ تَقُولَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِي إِسْرَآءَ بَلْ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي ۝ "ہارون نے کہا اے میری ماں کے جائے تو میری داڑھی نہ پکڑا اور نہ میرے سر کے بال پکڑ میں اس بات سے ڈرا کہ کہیں تو یوں نہ کہے کہ ہارون تو نے بنی اسرائیل کے درمیان پھوٹ ڈال دی، اور تو نے میری بات کا لحاظ نہ رکھا۔" موسیٰ علیہ السلام نے پروردگار عالم سے طلب مغفرت کے لئے عرض کیا: سورة الاعراف آیت ۱۵۱ میں ہے: قَالِ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلَا يَحْسَبِ أَخِي أَنِّي بِرَحْمَتِكَ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝ "موسیٰ

علیہ السلام نے اس پر کہا اے میرے رب! میری اور میرے بھائی کی کوتاہی کو معاف کر دے اور ہم کو اپنی رحمت میں داخل فرما اور تو ہی سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔“
(القرآن - درمنثور - تفسیر کشف الرحمن)

سوال: بتائیے سامری نے پتھر کیسے بنایا؟

جواب: اس کی تفصیل قرآن کریم کے پارہ ۹ سورۃ الاعراف آیت ۱۴۸ میں ہے:

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسَىٰ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ خُلَیَّتِهِمْ عَجَلًا حَسَدًا ۚ لَّهُ خُورٌ ۚ وَالْمَاءُ يَرُوءُ أَنَّهُ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيهِمْ سَبِيلًا ۚ اتَّخَذُوهُ وَكَانُوا ظَالِمِينَ ۝” اور موسیٰ“

کی قوم نے موسیٰ کے طور پر جانے کے بعد اپنے زیورات کو گلا کر ان سے ایک پتھر بنالیا جو محض ایک مجسمہ تھا۔ جس میں پتھر کی آواز تھی، کیا انھوں نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ نہ تو وہ ان سے کلام کر سکتا ہے اور نہ ان کو کوئی راستہ بتا سکتا ہے۔

اس کے باوجود بھی بنی اسرائیل نے اس پتھر کو معبود بنالیا اور وہ سخت ناانصاف تھے۔“ جب موسیٰ علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام سے پوری طرح حقیقت حال معلوم کر لی اور عشق خداوندی کے جوش میں آپ نے ان سے تیز نکلائی کر دی تھی

اس پر حق تعالیٰ سے معذرت کے ساتھ مغفرت چاہی تو اس کے بعد سامری کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے باز پرس کی، سورۃ طہ آیت ۹۵ تا ۹۷ میں ہے: قَالَ

فَمَا خَطْبُكَ يَا مِیْرُی. ”موسیٰ“ نے سامری سے کہا اے سامری تیری کیا معاملہ ہے؟“ سامری نے جواب دیا: قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهِ فَقَبَضْتُ

قَبْضَةً مِّنْ أَثَرِ الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذَلِكَ سَوَّلَتْ لِي نَفْسِي ۝” اس نے جواب دیا میں نے ایسی چیز دیکھی جو اوروں نے نہیں دیکھی، تو میں نے اس فرشتہ کے نشان قدم کی مٹی ہے ایک مٹی بھر لی، پھر میں نے وہی مٹی کی مٹی ڈال دی

پتھر کے منہ میں، اور اس وقت میرے جی نے مجھ کو ایسی ہی صلاح دی۔“ آپ نے اس کو بدعادی سے فرمایا: قَالَ فَاذْهَبْ فَإِنَّ لَكَ فِي

الْحَيَاةِ إِن تَقُولَ لَا مِسَاسَ وَإِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تَخْلَفَنَّهُ وَانْظُرْ إِلَى إِلٰهِكَ

الَّذِي ظَلَمْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا لَّنْ حَرَّ قَنَ لَّمْ لَنَسِفًا فِي الْيَمِّ نَسْفًا ۝ ”موسیٰ“ نے کہا چل دور ہو تیری سزا اس زندگی میں یہ ہے کہ تو لوگوں سے کہتا پھرے کہ کوئی مجھ کو ہاتھ نہ لگانا اور تیرے لئے ایک وعدہ مقررہ ہے جس کا تجھ سے خلاف نہ کیا جائے گا اور تو اپنے محبوب کو دیکھ جس کی پوجا پر تو جما بیٹھا تھا۔ یقیناً ہم اس کو جلا ڈالیں گے۔ پھر اس کی راکھ کو دریا میں بہادیں گے۔“

(القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر نیا، القرآن)

سوال: اپنی حرکت پر شرم و ندامت کا اظہار کرتے ہوئے بنی اسرائیل نے کیا کہا؟
جواب: پارہ ۹ سورۃ الاعراف آیت ۱۴۹ میں ہے کہ انہوں نے کہا: وَلَسَّمَا سَقَطَ فِيْ اَيْدِيْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا قَالُوْا لَیْن لَّمْ یَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَیَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝ ”اور جب وہ نادام ہوئے اور انھوں نے یہ سمجھ لیا کہ وہ گمراہ ہو گئے تو کہنے لگے اگر ہمارے رب نے ہم پر رحم نہ کیا اور ہم کو نہ بخشا تو بیشک ہم بڑے نقصان میں پڑ جائیں گے۔“ سورۃ بقرہ کی آیت ۵۴ میں موسیٰ علیہ السلام کی نصیحت اور بنی اسرائیل کی توبہ کا بیان کیا گیا ہے: وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ یَقُوْمُ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَکُمْ بِاتِّخَاذِکُمْ الْعِجْلَ قُوْبُوْا اِلٰی بَارِئِکُمْ فَاَقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ ۚ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ عِنْدَ بَارِئِکُمْ ۚ فَثَابَ عَلَیْکُمْ ۚ اِنَّهٗ هُوَ السَّوَابُ الرَّحِیْمُ ۝ ”اور وہ بات یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم تم نے اس بچھڑے کو محبوب بنا کر اپنا بڑا نقصان کیا سو اب تم اپنے خالق کے سامنے توبہ کرو اور ایک دوسرے کو قتل کرو، یہی طریقہ تمہارے خالق کے نزدیک تمہارے لئے بہتر ہے پھر خدا تعالیٰ نے تم پر توبہ فرمائی۔ بیشک وہی بڑا توبہ قبول کرنے والا نہایت مہربان ہے۔“ پھر فرمایا: وَلَقَدْ جَاۤءَکُمْ مُّوْسٰی بِالْبَیِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِہٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ ”اور تمہارے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام واضح دلائل لیکر آئے، پھر ان کے طور پر جانے کے بعد تم نے بچھڑے کو معبود بنالیا اور تمہارا حال یہ ہے کہ تم ظلم کے عادی ہو۔“ اور کہنے لگے اے موسیٰ

ہم تمہاری یہ بات کہنے مان لیں، نبی کی بات کے سچا ہونے میں حجت شروع کر دی، جو قوم اپنے نبی کی بات سچا ماننے میں تردد کرے اس کا ایمان ہی کیا، اور اس سے بھی زیادہ گستاخی کی بات یہ کہی: لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى نَرَى اللَّهَ جَهْرَةً۔ (سورۃ بقرہ آیت ۵۵) موسیٰ علیہ السلام نے بہت سمجھایا کہ اس قسم کی بات جہالت اور بیوقوفی کی ہیں۔ تم خدا کو کیا دیکھو گے میں نے دیدار کی درخواست کی تھی تو جواب ملا لَنْ نَرَاهُ (تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا) اور حکم ہوا: وَلَكِنْ انْظُرْ إِلَى الْجَبَلِ مگر ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھتا رہ تو میں ذرا سی جگہ برداشت نہ کر سکا اور جس پہاڑ پر جگہ خداوندی کا پر تو پڑا تھا وہ ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اتنا سمجھانے کے باوجود یہ لوگ موسیٰ علیہ السلام سے حجت ہی کرتے رہے، حالانکہ اس سے پہلے گنو سالہ پرستی کرنے والوں کا مشر دیکھ چکے تھے۔ آپ نے مولاؑ کریم سے عرض کیا کہ یہ قوم تو تورات کے ماننے اور آپ کی کتاب تسلیم کرنے پر حجت کر رہی ہے اس کا کیا علاج کروں؟ مولاؑ کریم کا حکم ہوا آپ ان سے کہیں، تمہارا جن لوگوں پر اعتماد ہو ان میں سے متر آدمی منتخب کر کے میرے ساتھ کر دو، میں ان کو اپنے ساتھ کوہ طور پر لے جا کر حق تعالیٰ کی طرف سے اطمینان کرا دوں گا کہ ”توراة واقعی میری کتاب ہے، جو میں نے اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام کو دی ہے۔“

(القرآن۔ تفسیر نظیری۔ تفسیر فیاض القرآن)

سوال: موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر لیجانے کے لئے متر افراد کا انتخاب کیا۔ ان کے طور پر جانے اور ہم کھای کا تذکرہ قرآن نے کیسے کیا ہے؟

جواب: قرآن کریم کی سورۃ الاعراف آیت ۱۵۵ میں اس واقعہ کے متعلق فرمایا گیا: وَ اخْتَارَ مُوسَىٰ قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا مِّنْ قَبْلَتِنَا: ”اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے متر آدمیوں کو اس وقت کے لئے منتخب کیا جو ہم نے مقرر کیا تھا۔“ آپ محکم خداوندی ان متر افراد کو اپنے ساتھ لے کر کوہ طور پر پہنچے، اور بارگاہ خداوندی میں عرض کیا خدایا: اگر آپ سے ہم کھای کی آواز ان کے کانوں میں پہنچ جائے تو یہ

واپس جا کر اپنی قوم کے افراد کو بتلا دیں گے کہ واقعی توراۃ خدا کی کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی یہ درخواست قبول فرمائی اور آپ کو شرف ہمسکری بخشا، جس کو ان تمام افراد نے سنا، اس کے بعد ان کی حجت ختم نہیں ہوئی، اور کہنے لگے: **يٰۤمُوسٰى اِنَّ تٰوْمِيْنَ لَكَ حَتّٰى نَرٰى اللّٰهَ جَهْرَةً**۔ ”اے موسیٰ! جب تک ہم اللہ تعالیٰ کو کھلم کھلا نہ دیکھ لیں گے ہم ہرگز اس پر یقین نہ کریں گے۔“ ان ستر افراد نے خدائی تصدیق کے باوجود یہ گستاخی کی جس کی قدرت کی طرف سے نورا دردناک سزا ملی: **سورة بقرہ آیت ۵۶** میں ہے: **فَاَخَذَتْكُمُ الصَّيْفَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ**۔ ”اس (حکمت) پر ایک کڑک ناک بجلی نے آجڑا اور تم آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔“ ان لوگوں کے اس انجام بد سے آپ کو فکر ہوئی کہ بنی اسرائیل توراۃ کو ماننے میں پہلے ہی حجت کر رہے تھے ان لوگوں کے ہلاک ہو جانے سے وہ لوگ یقین کر لیں گے کہ ان کو میں نے مارا ہے۔ **خدا یا! اب تو میری لاج رکھ لے**۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی: **ثُمَّ يَغْتَضِئُكُمْ مِّنْ مَّ بَعْدُ مَوْبِقُهُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ**۔ ”پھر ہم نے تم کو تمہارے مرنے کے بعد زندہ کر اٹھایا تاکہ تم احسان مانو۔“

(اقرآن۔ قصص الانبیاء۔ لایں کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: قوم موسیٰ نے تصدیق کے بعد بھی توراۃ پر عمل نہ کیا تو کیا سزا دی گئی؟

جواب: موسیٰ علیہ السلام بڑے پریشان ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے فریاد کی، اللہ تعالیٰ نے ان نافرمانوں کے سروں پر سائبان کی طرح پہاڑ کو معلق کر کے اقرار کرایا، جس کو قرآن پاک کی سورۃ بقرہ آیت ۶۳ میں ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے: **وَ اِذْ اَخَذْنَا مِثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمْ الطُّورَ ۖ خُذُوْا مَا آتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّ اَذْكُرُوْا مَا فِیْهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ** ۵ ”اور وہ واقعہ یاد کرو جب ہم نے تم سے عہد لیا اور ہم نے کوہ طور کو اٹھا کر تمہارے اوپر معلق کر دیا اور حکم دیا کہ جو کتاب ہم نے تم کو دی ہے اس کو پوری عزیمت اور قوت سے قبول کرو۔“ چنانچہ قرآن کریم نے بتلایا کہ اس قوم نے پہاڑ کو اپنے سروں پر معلق دیکھ کر جو عہد کیا تھا وہ اس پر قائم نہ رہی:

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ ذَلِكَ قُلُوبًا فَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَكُنْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ ”پھر تم اس قول و قرار کے بعد اپنے عہد سے پھر گئے سو اگر اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی تم پر نہ ہوتی تو تم ضرور تباہ و برباد ہو جاتے۔“

(القرآن - تفسیر ماجدی - تفسیر مزیدی - تفسیر عثمانی)

سوال: بنی اسرائیل کے مطالبات اور ان کے وعدے رسول اللہ ﷺ کو کس طرح بتائے گئے؟

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے: يَسْتَأْذِنُكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَنْ تُنْزِلَ عَلَيْهِمْ كِتَابًا مِّنَ السَّمَاءِ فَقَدْ سَأَلُوا مُوسَىٰ ۝ ائْتِنَا مِنْ ذِكِّكَ فَقَالُوا آدِنَا اللَّهُ بِهِمْ فَآخَذَتْهُمْ الضُّعْفَةُ بِظُلْمِهِمْ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمْ الْبَيِّنَاتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذَلِكَ ۝ وَآتَيْنَا مُوسَىٰ سُلْطٰنًا مُّبِينًا ۝ ”آپ سے اہل کتاب یعنی یہود یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ آپ ان کے لئے آسمان سے ایک کتاب اتار لے آئیں، یہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس سے بھی بڑھ کر مطالبہ کر چکے ہیں، انہوں نے تو موسیٰ سے یہ کہا تھا کہ ہمیں اللہ کو حکم کھلا دکھلا دے، پھر اُس کی ایسی زیادتی اور ظلم کے باعث سخت کڑک کی بجلی نے انہیں آ پکڑا۔ پھر ان یہود نے باوجود اس کے کہ ان کو واضح دلائل پہنچ چکے تھے ایک مخصوص پتھر کو معبود بنا لیا تھا، اس پر بھی ہم نے اس کی اس حرکت کو معاف کر دیا، اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو صریح غلبہ دیا تھا۔“ اس آیت میں اس قوم کی سرکشی اور ناشائستہ حرکات بیان کر کے آپ کی تسلی اور دلداری کی گئی: وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّورَ بِبَيْنَاتٍ فِيهِمْ وَ قُلْنَا لَهُمْ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا ۝ ”اور ہم نے ان سے عہد لینے کے لئے کوہ طور کو اٹھا کر ان پر معلق کر دیا تھا، اور ہم نے ان کو یہ حکم دیا تھا کہ دروازہ میں عاجزی سے کمر جھکائے ہوئے داخل ہونا، اور ان کو یہ بھی حکم دیا تھا کہ ہفتہ کے دن میں زیادتی نہ کرنا، اور ہم نے ان سے بہت ہی مضبوط عہد لیا

تھا۔

(القرآن۔ تفسیر القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: قرآن نے بنی اسرائیل کو سزائیں دینے کی کیا وجہ بیان کی ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَبِمَا نَفْسِهِمْ يَتَنَفَّاهُمْ وَ كُفِّرِهِمْ بِآيَاتِ اللَّهِ وَ قَتْلِهِمُ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَ قَوْلِهِمْ قُلُوبُنَا غُلْفٌ ط بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قِلَالًا ۝ ”آخر کار ہم نے ان کو ان کی عہد شکنی اور احکام الہی سے منکر ہونے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرنے کی وجہ سے مختلف سزائوں میں مبتلا کیا، اور نیز ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہمارے دل پر غلاف ہے (سویہ بات نہیں) بلکہ ان کے کفر کے باعث اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے، لہذا وہ ایمان نہ لائیں گے مگر بہت کم۔“ (القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر روح المعانی)

سوال: گائے ذبح کرنے کے حکم پر بنی اسرائیل کے سوال و جواب قرآن کی زبانی بیان کیجئے؟

جواب: بنی اسرائیل میں ایک شخص عامیل نام کا قتل ہو گیا تھا۔ جب معاملہ بہت پیچیدہ ہو گیا تو مقتول کے رشتہ دار موسیٰ علیہ السلام کے پاس فریاد لیکر آئے۔ قرآن کریم میں ان لوگوں کی فریاد اور اس کا جواب یوں بیان کیا گیا ہے: وَ اِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّآرُ اُتُمْ فِيْهَا ط وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝ ”اور یاد کرو (اے بنی اسرائیل) جب تم لوگوں نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا پھر تم ایک دوسرے پر اس کا الزام دھرنے لگے اور اللہ تعالیٰ کو اس ابر کا ظاہر کرنا مقصود تھا جو تم چھپانا چاہتے تھے۔“ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ط كَذٰلِكَ يُحْيِي اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَ يُرَبِّحُكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ ”اس لئے ہم نے حکم دیا کہ تم ذبح شدہ گائے کا ایک ٹکڑا مقتول سے لگا دو، اسی طرح اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کر دے گا۔“ اس حیران کن واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کے پہلے پارے کے رکوع ۸ اور ۹ میں بیان فرمایا ہے: وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ اِنَّ اللّٰهَ يٰمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ط قَالُوْا اَتَتَّخِذُنَا هٰزُؤًا قَالِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ ۝ ”اور جب موسیٰ

نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم کو ایک گائے ذبح کرو، وہ بولے کیا تو ہم سے مذاق کرتا ہے؟ موسیٰ نے جواب دیا میں اس بات سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ ہوں میں جاہلوں میں سے۔ اگلی آیتوں میں بیان کیا گیا ہے: **قَالُوا اِذْ عَسَا رَبُّكَ يُبَيِّنُ لَنَا مَا هِيَ ط قَالَ اِنَّهُ يَقُولُ اِنَّهَا بَقْرَةٌ لَا فَارِسٌ وَلَا بَكْرٌ ط عَوَانٌ مِّمَّنْ ذَلِكُمْ فَافْعَلُوا مَا تَمُرُّونَ** ۵ ”انہوں نے (موسیٰ سے) کہا آپ اپنے رب سے ہمارے لئے درخواست کیجئے کہ وہ ہم کو اس گائے کے اوصاف بیان کر دے، کہ وہ کیسی ہو؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایسی گائے ہو جو نہ بہت بوڑھی ہو نہ بالکل بچہ ہو بلکہ وہ ان دونوں حالتوں کے درمیان متوسط عمر کی ہو، سو جو تم کو حکم دیا گیا ہے اس کو بھلاؤ۔“ عبر وغیرہ بتلا دیئے جانے کے باوجود پھر اس حکم پر عمل نہیں کیا، اور سوال کیا: **قَالُوا اِذْ عَسَا رَبُّكَ يُبَيِّنُ لَنَا مَا لَوْ هُمَا ط قَالَ اِنَّهُ يَقُولُ اِنَّهَا بَقْرَةٌ صَفْرَاءٌ فَاقْعَلُوْنَهَا تَسْرُ الْبَظِيرِیْنَ** ۵ ”وہ کہنے لگے ہماری خاطر اپنے رب سے اتنی درخواست اور کر دیجئے کہ وہ ہم کو بتا دے اس کا رنگ کیسا ہو؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ایک زرد رنگ کی گائے ہو جس کا رنگ بہت گہرا شوخ ہو جو دیکھنے والوں کو بھلا معلوم ہوتا ہو۔“ اس کے بعد بھی ذبح کرنے کو تیار نہ ہوئے اور موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے: **قَالُوا اِذْ عَسَا رَبُّكَ يُبَيِّنُ لَنَا مَا هِيَ ۚ اِنَّ الْبَقْرَ نَشَبَةٌ عَلَيْنَا ۚ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَفَعْدُوْنَ** ۵ ”وہ کہنے لگے ہماری خاطر اپنے رب سے آپ اتنا اور دریافت کیجئے کہ وہ ہم کو بتا دے کہ وہ گائے کس قسم کی ہو؟ کیونکہ اس گائے میں شبہ پڑا ہے، ہم کو، اور اگر اللہ نے چاہا تو اب کے ہم ضرور راہ پالیں گے۔“ پھر بتلایا گیا: **قَالَ اِنَّهُ يَقُولُ اِنَّهَا بَقْرَةٌ لَا ذَلُولٌ تُثِيرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَا شَبَةَ فِيْهَا ط قَالُوا اَلْاُنْثَىٰ جِئْتَ بِالْحَقِّ ط فَعَذَّبُحُرَّهَا وَمَا كَادُوْا بِفَعْلُوْنَ** ۵ ”موسیٰ نے کہا خدا تعالیٰ فرماتا ہے وہ گائے محنت کش نہ ہو، کہ زمین کو جوتی ہو اور نہ وہ کھیتی میں آجاشی کرتی ہو، وہ صحیح سالم ہو، اس میں کسی طرح کا داغ

نہ ہو اس پر ان لوگوں نے کہا اب آپ پوری اور صاف بات لائے۔ پھر انہوں نے اس گائے کو ذبح کیا اور وہ ایسا کرتے معلوم نہ ہوتے تھے۔

(القرآن - تذکرۃ الانبیاء - قصص القرآن - سیرت انبیاء کرام)

سوال: بنی اسرائیل نے قوم عاتقہ سے جہاد کرنے سے انکار کیوں کیا اور اس حکم عدولی کی سزا کیا دی گئی؟

جواب: جب بنی اسرائیل نے وادی یہیہ میں اطمینان کا سانس لیا تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ آپ ان سے کہیں اگر اس وادی میں تم رہنا نہیں چاہتے تو اپنے آبائی وطن بیت المقدس پر قابض قوم عاتقہ سے جہاد کر کے واپس لے لو۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس قوم کو ان کی گزشتہ یعنی ماضی کی تاریخ سناتے ہوئے فرمایا: پارہ ۶ سورۃ المائدہ آیتا ۲۰ تا ۲۶ میں یہ مکالمہ بیان ہوا ہے: یَقُومُوا رِجْعًا لِّدِينِ اللَّهِ الَّذِي عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلْنَا فِيكُمْ رِجْوَا وَجَعَلْنَاكُمْ مَلُوكًا وَآتَاكُمْ مَا لَمْ يُوْتِ اٰخَرًا مِّنَ الْعَالَمِيْنَ ۝ ”اے میری قوم اللہ کے ان احسانات کو جو اس نے تم پر کئے ہیں یاد کرو جب کہ اس نے تم میں بہت سے نبی پیدا کئے، اور تم کو حکمران بنایا اور تم کو کچھ چیزیں ایسی بھی عطا کیں جو اقوامِ عالم میں کسی اور کو عطا نہیں ہوئیں۔ جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا گیا: وَلَقَدْ اخْتَرْتُمْهُمْ عَلٰی عِلْمٍ عَلٰی الْعَالَمِيْنَ ”اور بے شک ہم نے جان بوجھ کر بنی اسرائیل کو اقوامِ عالم پر فضیلت عطاء کی۔“ گزشتہ تاریخ سنانے کے بعد آپ نے دعوتِ عمل دیتے ہوئے بشارت دی اور فرمایا: یَقُومُوا اَدْخُلُوا الْاَرْضَ الَّتِي كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَوْتَدُوا عَلٰی اَذْهَابِكُمْ فَتَنْفِلُوْا خٰسِرِيْنَ ۝ ”اے میری قوم! اس مقدس سرزمین میں داخل ہو جاؤ، جو زمین اللہ تعالیٰ نے تمہارے حصہ میں لکھ دی ہے اور پیٹھ دکھا کر واپس مت جاؤ ورنہ سخت نقصان میں پڑ جاؤ گے۔“ قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جواب دیا: قَالُوْا يٰمُوسٰى اِنْ فِيْهَا قَوْمًا جَبّٰرِيْنَ نَبِيْ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دَاخِلُوْنَ ۝ ”بنی اسرائیل نے جواب دیا، اے

موسیٰ! اس ملک میں تو بڑے زور آور لوگ ہیں، اور جب تک وہ لوگ وہاں سے نکل جائیں ہم تو وہاں ہرگز قدم نہ رکھیں گے، ہاں اگر وہ زور آور لوگ وہاں سے نکل جائیں تو ہم وہاں ضرور داخل ہو جائیں گے۔“ بنی اسرائیل کے سمجھدار لوگوں نے حوصلہ بڑھانے کی کوشش کی: قَالَ رَجُلَيْنِ مِنَ الَّذِينَ يَخَافُونَ اللَّهَ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَإِذَا دَخَلْتُمُوهُ فَانْكُمُ عَلَيْهِمْ ۖ وَعَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا إِنَّ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ ”جو لوگ خدا سے ڈرنے والے تھے ان میں سے دو شخصوں نے جن پر خدا نے انعام کیا تھا بنی اسرائیل سے یوں کہا، تم ان لوگوں پر چڑھائی کر کے شہر کے دروازہ میں گھس جاؤ گے تو یقیناً مانو تم ان پر غالب آ جاؤ گے، اور اگر تم مومن ہو تو اللہ ہی پر بھروسہ رکھو۔“ قوم نے موسیٰ علیہ السلام کو گستاخانہ جواب دیا: قَالُوا يَمْوَسِيٰ اَنَا لَنْ نَدْخُلَهَا أَبَدًا مَّا دَامُوا فِيهَا فَاذْهَبْ ۖ اَنْتَ وَرَبِّكَ فَقَاتِلَا ۖ اِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ ۝ ”سکھنے لگے اے موسیٰ! جب تک وہ لوگ وہاں موجود ہیں ہم اس سرزمین میں ہرگز کبھی داخل نہیں ہوں گے، سوائے موسیٰ! تو اور تیرا رب دونوں جاؤ اور ان سے جنگ کرو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔“ بنی اسرائیل کے جواب پر موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی: قَبَالَ رَبِّ اِنْسِي لَا اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِي وَ اَخِي فَاَقْرِضْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ۝ ”موسیٰ نے کہا اے میرے رب میں سوائے اپنے اور اپنے بھائی کے اور کسی پر اختیار نہیں رکھتا سو تو ہمارے اور اس بدکردار قوم کے درمیان فیصلہ کر دے۔“

(الفرآن - تفسیر فیاء القرآن - تفسیر القرآن - فتح المہید)

سوال: میدانِ حبیہ میں چالیس سال محصور رہنے کی نرا بنی اسرائیل کو کیوں دی گئی؟

جواب: موسیٰ علیہ السلام نے عاجز آ کر اللہ کے حضور دعا کرتے ہوئے عرض کیا فَاَقْرِضْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ۝ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس عاجزانہ دعا کے جواب میں تسلی دیتے ہوئے فرمایا: قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِينَ سَنَةً يَّجُوهُونَ فِي الْاَرْضِ فَلَتَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ۝ ”اللہ تعالیٰ نے فرمایا اب وہ مقدس

سرزمین ان پر چالیس سال کے لئے روک دی گئی، یہ اس کے ایک خاص حصہ میں سرمارتے پھریں گے، سوائے موسیٰ! تو اس نافرمان قوم کے حال پر افسوس نہ کر۔

(القرآن - تفسیر ضیاء القرآن، تذکرۃ الانبیاء)

طالوت و جالوت

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل نے بادشاہ مقرر کرنے کے لئے کہا اور پھر جہاد سے کیوں فرار اختیار کیا؟

جواب: پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۲۴۶ میں بنی اسرائیل کی اس کیفیت کا ذکر اس طرح ہے:

الْمُرَّ إِلَى الْمَلَأِ مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَى ۚ إِذْ قَالُوا لَنَبِيِّ لَهُمْ اَبْعَثْ لَنَا مَلِكًا نَقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تَقَاتِلُوا ۖ قَالُوا وَمَا لَنَا اَلَّا نَقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَابْنَاءَنَا ۖ قُلْنَا مَلِكًا مُكْتَبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ ۖ وَاللَّهُ عَزِيزٌ عَلِيمٌ ۝۵ (اے مخاطب) تجھ کو بنی اسرائیل کی جماعت کا قصہ جو موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد ہوا ہے تحقیق نہیں ہوا جب کہ ان لوگوں نے اپنے ایک پیغمبر سے کہا کہ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر دیجئے کہ ہم اللہ کی راہ میں (جالوت سے) قتال کریں (ان پیغمبر نے) فرمایا کہ یہ احتمال ہے کہ اگر تم کو جہاد کا حکم دیا جائے تو (اس وقت) جہاد نہ کرو وہ لوگ کہنے لگے کہ ہمارے واسطے ایسا کون سبب ہوگا کہ ہم اللہ کی راہ میں جہاد نہ کریں حالانکہ ہم اپنی بیٹیوں اور اپنے فرزندوں سے بھی جدا کر دیئے گئے ہیں پھر جب ان لوگوں کو جہاد کا حکم ہوا تو باستثناء ایک قلیل مقدار کے (باقی) سب پھر گئے۔ اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جانتے ہیں۔

(القرآن - فتح المید - تفسیر ابن کثیر)

سوال: بادشاہ مقرر ہونے کے بعد بنی اسرائیل نے اعتراض کیا تو اللہ کے نبی نے کیا جواب دیا؟

جواب: پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۲۴۷ میں بتایا گیا ہے: وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَنَعَ لَكُمْ طُلُوتَ مَلِكًا قَالُوا أَنَّى يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِنَ الْمَالِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ ”اور ان لوگوں سے ان کے پیغمبر نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر طالوت کو بادشاہ مقرر فرمایا ہے کہنے لگے کہ انکو ہم پر حکمرانی کا کیسے حق حاصل ہو سکتا ہے حالانکہ بہ نسبت ان کے ہم حکمرانی کے زیادہ مستحق ہیں اور ان کو تو کچھ مالی وسعت بھی نہیں دی گئی ان پیغمبر نے (جواب میں) فرمایا کہ (اول تو) اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقابلہ میں ان کو منتخب فرمایا ہے اور (دوسرے) علم اور جسامت میں ان کو زیادتی دی ہے۔ اور (تیسرے) اللہ تعالیٰ اپنا ملک جس کو چاہیں دیں اور (چوتھے) اللہ تعالیٰ وسعت دینے والے ہیں جاننے والے ہیں۔

(القرآن۔ تفسیر القرآن۔ تیسرے انبیاء کرام)

سوال: طالوت کے پاس نشانی کے طور پر تابوت کیلئے کس طرح پہنچا؟

جواب: پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۲۴۸ میں ہے: وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّكُمْ إِن كُنتُمْ مُّؤْمِنِينَ ۝ ”اور ان سے ان کے پیغمبر نے فرمایا کہ ان کے (مجتاب اللہ) بادشاہ ہونے کی یہ علامت ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آجائے گا جس میں تسکین (اور برکت) کی چیز ہے تمہارے رب کی طرف سے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں جن کو آل حضرت موسیٰ و آل حضرت ہارون (علیہما السلام) چھوڑ گئے ہیں اس صندوق کو فرشتے لے آئیں گے اس میں تم لوگوں کے واسطے چوری نشانی ہے اگر تم یقین لانے والے ہو۔

(القرآن۔ تیسرے انبیاء کرام۔ تفسیر القرآن)

سوال: طالوت کا لشکر حوصلہ کیوں ہار بیٹھا تھا؟

جواب: طالوت کے منع کرنے کے باوجود اکثر لشکریوں نے نہر کا پانی پی لیا جس سے وہ کم ہمت ہو گئے۔ سورۃ البقرہ آیت ۲۴۹: فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي ۚ وَمَنْ لَمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً مِّنْ يَدِهِ ۚ فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ ۚ فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ ۚ قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلْقَوْنَ آلِهَةً كَمُمُنِينَ ۚ قَالَ الَّذِينَ ظَنُّوا أَنَّهُمْ مُلْقَوْنَ آلِهَةً كَمُمُنِينَ ۚ قَالَ مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً مِّنْ يَدِهِ فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ ۚ فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ ۚ قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلْقَوْنَ آلِهَةً كَمُمُنِينَ ۚ قَالَ مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً مِّنْ يَدِهِ فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ ۚ فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ ۚ قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلْقَوْنَ آلِهَةً كَمُمُنِينَ ۚ قَالَ مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً مِّنْ يَدِهِ فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ ۚ فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ ۚ قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلْقَوْنَ آلِهَةً كَمُمُنِينَ ۚ

وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝ پھر جب طالوت فوجوں کو لے کر (بیت المقدس سے عماقہ کی طرف) چلے تو انہوں نے کہا کہ حق تعالیٰ تمہارا امتحان کریں گے ایک نہر ہے۔ سو جو شخص افراط کے ساتھ اس سے پانی پیے گا وہ تو میرے ساتھیوں میں نہیں اور جو اس کو زبان پر بھی نہ رکھے وہ میرے ساتھیوں میں ہے لیکن جو شخص اپنے ہاتھ سے ایک چلو بھر لے (تو اتنی رخصت ہے) سو سب نے اس سے (بے تحاشا) پینا شروع کر دیا مگر تھوڑے سے آدمیوں نے ان میں سے۔ سو جب طالوت اور جو مومنین ان کے ہمراہ تھے نہر سے پار اتر گئے کہنے لگے آج تو ہم میں جالوت اور اسکے لشکر سے لڑنے کی طاقت نہیں معلوم ہوتی (یہ سکر) ایسے لوگ جن کو یہ خیال تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے روبرو پیش ہونے والے ہیں کہنے لگے کہ کثرت سے بہت سی چھوٹی چھوٹی جماعتیں بڑی بڑی جماعتوں پر خدا کے حکم سے غالب آگئی ہیں اور اللہ تعالیٰ استقلال والوں کا ساتھ دیتے ہیں۔“

(الفرآن۔ تفسیر زمخشری۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر مزی)

سوال: قرآن میں طالوت کی فتح اور جالوت کی شکست کا بیان کس طرح آیا ہے؟

جواب: سورۃ البقرہ آیت ۲۵۰ میں طالوت کے لشکر کی فتح کا بیان ہے: وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالُوا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَسْتَبِطْ أَلْقَدَّامَنَا وَالْأَصْرَافَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝ اور جب جالوت اور اس کی فوجوں کے سامنے میدان میں آئے تو کہنے لگے کہ اے ہمارے پروردگار ہم پر استقلال (غیب سے) نازل

فرمائیے اور ہمارے قدم جمائے رکھیے اور ہم کو اس کافر قوم پر غالب کیجئے۔

(القرآن - تفسیر ہارون - تفسیر عزیزی)

حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام اور احادیث نبوی ﷺ

سوال: بتائیے احادیث میں کس نبی کی امت کو کثیر تعداد میں بتایا گیا ہے؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کو۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ ایک دن دولتِ خانہ سے باہر تشریف لائے آپ نے فرمایا، میرے سامنے ساری امتیں پیش کی گئیں تو ایک امت میں نے اتنی کثیر تعداد میں دیکھی کہ اس نے تمام افق گھیر رکھا تھا۔ پھر مجھے بتلایا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی امت ہے۔ (صحیح بخاری - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حدیث میں کن دو عورتوں کو ولیہ کہا گیا ہے؟

جواب: حدیث میں ہے امت محمدیہ سے پہلے دو عورتیں ایسی ولیہ گزری ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کا ذکر فرمایا ہے۔ ایک عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام اور دوسری بی بی آسیہ زوجہ فرعون۔ ایک اللہ کے نبی کی والدہ ہیں اور دوسری کافر کی بیوی۔ (تذکرۃ الانبیاء)

سوال: کس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ بنی اسرائیل پر طاعون کا عذاب آیا تھا؟

جواب: حضرت اسامہ بن زیدؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ طاعون ایک عذاب ہے جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا تھا۔ یا یوں فرمایا کہ ان لوگوں پر بھیجا گیا تھا جو تم سے پہلے تھے۔ (صحیح بخاری)

سوال: بنی اسرائیل کے کس شخص کو زمین میں دھنسا جانے کا حضور ﷺ نے بتایا تھا؟

جواب: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص اپنی ازار کو تکبر سے لٹکا رہا تھا تو اسے زمین میں دھنسا دیا گیا اور وہ قیامت

تک زمین میں دھنسا ہی چلا جائے گا۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ وہ شخص پہلے لوگوں یعنی بنی اسرائیل میں سے تھا۔ بعض محدثین نے کہا ہے کہ وہ قارون تھا۔

(صحیح مسلم صحیح بخاری)

سوال: بتائیے حدیث مبارکہ میں بنی اسرائیل کے عروج و زوال کی کہانی کس طرح بیان ہوئی ہے؟

جواب: حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ بیت المقدس اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی عظیم القدر مسجد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ دنیا کے سب گھروں (عبادت گاہوں) میں ایک ممتاز عظمت والا گھر ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام بن داؤد علیہ السلام کے لیے سونے چاندی اور جواہرات و یاقوت و زمرہ سے بنوایا تھا۔ اور یہ اس طرح کہ جب سلیمان علیہ السلام نے اس کی تعمیر شروع کی تو حق تعالیٰ نے جنات کو ان کے تابع کر دیا۔ جنات نے تمام جواہرات اور سونا چاندی جمع کر کے ان سے مسجد بنائی حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا پھر بیت المقدس سے یہ سونا چاندی اور جواہرات کہاں اور کس طرح گئے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب بنی اسرائیل نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور گناہوں، بد اعمالیوں میں مبتلا ہو گئے، انبیاء علیہ السلام کو قتل کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بخت نصر بادشاہ کو مسلط کر دیا جو مجوسی تھا۔ اس نے سات سو برس بیت المقدس پر حکومت کی۔ بخت نصر کا لشکر مسجد اقصیٰ میں داخل ہوا۔ مردوں کو قتل کیا اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنایا۔ بیت المقدس کے تمام اموال اور سونا چاندی اور جواہرات ایک لاکھ ستر ہزار گاڑیوں میں بھر کر لے گیا اور اپنے ملک بابل میں رکھ لیا۔ اور ایک سو برس تک بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنا کر طرح طرح کی مشقت لیتا رہا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فارس کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کو بخت نصر کے مقابلے کے لیے کھڑا کر دیا جس نے بابل کو فتح کیا اور باقی ماندہ بنی اسرائیل کو بخت نصر کی قید سے آزاد کرایا۔ اور

جتنے اسواں وہ بیت المقدس سے لایا تھا سب بیت المقدس میں پہنچا دیے۔ اور پھر بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ اگر تم پھر نافرمانی کرو گے اور گناہوں کی طرف پلٹ جاؤ گے تو ہم بھی پھر قتل و قید کا عذاب تم پر لوٹا دیں گے۔ بنی اسرائیل پھر گناہوں اور بد اعمالیوں کی طرف لوٹ گئے۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے ان پر شاہ روم قیصر کو مسلط کر دیا۔ شام روم نے ان لوگوں سے بری بھری دونوں راستوں سے جنگ کی۔ اور بہت سے لوگوں کو قتل اور قید کر دیا۔ اور پھر تمام اموال ایک لاکھ ستر ہزار گاڑیوں پر لا کر لے گیا اور اپنے کنبہ الذہب میں رکھ دیا۔ یہ سب اموال ابھی تک وہیں ہیں اور وہیں رہیں گے یہاں تک کہ حضرت مہدی علیہ السلام ان کو پھر بیت المقدس میں ایک لاکھ ستر ہزار کشتیوں میں ڈالیں لائیں گے۔“

(تفسیر معارف القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے کن لوگوں کا حشر قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ بتایا تھا؟

جواب: سردار انبیاء ﷺ کا ارشاد ہے: ”جس نے نماز کی حفاظت (پابندی) نہ کی تو اس کے لیے (قیامت میں) نہ نور ہوگا۔ نہ ایمان کی دلیل ہوگی اور نہ اس کی نجات کا ذریعہ اور اس کا حشر قارون، فرعون اور ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔“

(صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں فرعون کب اپنے لاؤ لشکر سمیت فرق ہوا اور بنی اسرائیل کو غلامی سے نجات ملی؟

جواب: احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل نے عاشورہ کے دن دریائے قلزم پار کر کے فرعون کے ظلم و ستم سے نجات حاصل کی۔ اسی دن فرعون کو غرق کیا گیا۔ اس کی فوج اور باقی قوم بھی ساتھ غرق ہو گئی۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ لابن کثیر)

سوال: بنی اسرائیل کو گائے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا۔ انہوں نے جو حجت پیش کی اس کے بارے میں ارشاد نبوی کیا ہے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر حکم ملتے ہی یہ لوگ گائے ذبح کر کے اس کا ٹکڑا متول کے لگا دیتے تب بھی وہ قاتل کا نام بتلا دیتا۔ مگر انہوں نے حجت کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سختی بڑھتی گئی۔ (قصص الانبیاء - لابن کثیر - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام شرم و حیا کے پتلے تھے۔ حدیث میں آپ کی اس صفت کا تذکرہ کیسے کیا گیا ہے؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام شرم و حیا کی وجہ سے اپنے جسم کو اس طرح چھپائے رکھتے تھے کہ کسی کی نظر نہ پڑے۔ آپ غسل بھی پردے میں کیا کرتے تھے تاکہ جسم پر کسی کی نگاہ نہ پڑے۔ قوم نے اسی کو بہانہ بنا کر آپ پر یہ الزام لگا دیا کہ موسیٰ علیہ السلام پردے میں اس لیے غسل کرتے ہیں کہ شرم کے مقام پر یا تو برص کے نشان ہیں یا پیشاب کی جگہ کوئی بیماری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اس الزام سے بری کرایا۔ ایک مرتبہ آپ نے غسل کرنے کے لیے اپنے کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکھ دیئے اور غسل کرنے لگے۔ جب غسل سے فارغ ہوئے تو کپڑے اٹھانے کے لیے پتھر کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ خدا کی قدرت کہ وہ پتھر آپ کے کپڑے لے کر بھاگنے لگا۔ آپ اپنا عصا لے کر اس کے پیچھے دوڑے۔ یہاں تک کہ وہ پتھر ایک ایسی جگہ پر جا کر رک گیا جہاں لوگوں کا مجمع تھا۔ چونکہ آپ برہنہ تھے۔ اس لیے آپ کے جسم پر لوگوں کی اچانک نظر پڑی تو سب نے دیکھ لیا کہ آپ میں کوئی عیب نہیں۔ پھر آپ نے غصے میں پتھر کو اپنے عصا سے مارا، جس سے کئی نشان پڑ گئے۔ (صحیح بخاری - تذکرۃ الانبیاء - سیرت انبیاء کرام)

سوال: بتائیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کتنی عمر میں اور کہاں وفات پائی؟

جواب: آپ نے ایک سو بیس سال کی عمر میں وفات پائی۔ انہوں نے اللہ سے دعا فرمائی اے اللہ مجھے آخری عمر میں بیت المقدس کے قریب کر دے۔ اللہ نے دعا قبول کی اور آپ نے ارض مقدس کے قریب کثیب احمر (سرخ نیلے) کے قریب وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ (تذکرۃ الانبیاء - قصص الانبیاء)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا پیش گوئی فرمائی تھی؟

جواب: جس زمانے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام مصر میں تھے اور اس وقت کے فرعون نے آپ کی اہلیہ حضرت سارہ علیہا السلام سے بدتمیزی کی نیت کی تھی۔ اس قیام کے دوران آپ نے پیش گوئی کی تھی کہ میری نسل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کے ہاتھ سے مصر کا بادشاہ ہلاک ہوگا۔ (الانبیاء - قصص القرآن)

سوال: فرعون مصر کے خواب کے بارے میں بعض صحابہؓ نے کیا بتایا ہے؟

جواب: بعض صحابہؓ سے منقول ہے کہ اس زمانے کے فرعون نے خواب دیکھا کہ بیت المقدس کی طرف سے ایک آگ بھڑکتی چلی آ رہی ہے۔ جس سے مصر کے قطبوں کے گھر جل کر خاک ہو رہے ہیں مگر بنی اسرائیل کے گھر محفوظ ہیں۔ خواب سے پیدا ہوا تو اس نے کانٹوں اور جادو گروں سے خواب کی تعبیر پوچھی۔ انہوں نے جواب دیا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جس سے مصر کے قدیم باشندے اور ان کا بادشاہ ہلاک ہو جائے گا۔ اور بنی اسرائیل کو نقصان نہیں پہنچے گا۔ اس لیے بادشاہ نے لڑکوں کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ (الانبیاء - قصص القرآن)

سوال: بتائیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے محل میں کتنا عرصہ گزارا اور آپ کی بود و باش کیا تھی؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام بادشاہ وقت فرعون کے ہاں تیس سال تک رہے۔ وہ فرعون کے شاہی خاندان کا لباس پہنتے تھے۔ اس کی مخصوص سواریوں پر سوار ہوتے تھے اور اس کے فرزند کہلاتے تھے۔ (جلالین - قصص القرآن)

سوال: حدیث شریف میں کوہ طور پر بھڑکنے والی آگ کو کیا کہا گیا ہے؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وادی مقدس میں جو آگ چمکتی اور بڑھکتی دیکھی تھی وہ دنیا کی آگ نہیں تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کا نور جلال تھا یا تجلی توری تھا۔ (تفسیر حنفی - قصص القرآن - صحیح مسلم)

سوال: حدیث میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا رجل مومن کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟

جواب: قرطبی نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صدیقین صرف چند ایک ہیں۔ جن میں ایک حبیب نجار جن کا قصہ سورۃ یٰسین میں موجود ہے۔ دوسرے آل فرعون کا رجل مومن اور تیسرے ابوبکر صدیقؓ اور یہ ان سب میں افضل ہیں۔ (تفسیر قرطبی۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: قرآن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی چندہ آیات (مغزے یا نشانیاں) بیان ہوئی ہیں۔ حدیث میں کچھ دوسری آیات کیا ہیں؟

جواب: حضرت صفوان بن عسال کی ایک حدیث جس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک مرتبہ دو یہودیوں نے حضرت نبی اکرم ﷺ کے دعویٰ نبوت کا امتحان لینا چاہا۔ مشورے کے بعد وہ آپ ﷺ کی خدمت میں آئے اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جو تسع آیات (نو نشانیاں) دی تھیں ان کی نشاندہی کیجیے؟ آپ نے ارشاد فرمایا نو آیات یہ ہیں: ”شُرک نہ کرنا، زنا نہ کرنا، کسی کو ناحق قتل نہ کرنا، چوری نہ کرنا، جادو نہ کرنا، سود نہ کھانا، پاک دامن پر تہمت نہ لگانا، میدان جنگ سے فرار نہ ہونا اور اے یہود! تمہارے لیے یہ حکم بھی تھا کہ یوم سبت (ہفتے کے دن) کی خلاف ورزی نہ کرنا۔“ یہ سن کر ان یہودیوں نے آپ کے ہاتھ جوڑے اور واپس چلے گئے۔ مفسرین کہتے ہیں کہ تسع آیات کی ایک یہ بھی تشریح ہے جو آپ نے فرمائی کیونکہ یہ تشریح قرآنی تشریح سے مختلف ہے۔ اس لیے مفسرین نے اس حدیث کا مختلف طور پر جواب دیا ہے۔ ایک صحیح حدیث میں نو آیات سے احکام الہیہ مراد ہیں۔ (ترغی۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: قارون کے بارے میں ارشاد نبویؐ بتا دیجئے؟

جواب: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”بنی اسرائیل کا ایک شخص (قارون) اپنے لباس کی شان و شوکت کے ساتھ اکڑتا چلا جا رہا تھا۔ اچانک زمین میں دھنسا دیا

گیا اور وہ قیامت تک اسی طرح دھنستا چلا جائے گا۔“ (صحیح بخاری - سیرت انبیاء کرام)
سوال: رسول اللہ ﷺ نے اپنی قوم کی ایذا رسانی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کون الفاظ میں یاد فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ نے فرمایا: ”موسیٰ علیہ السلام پر اللہ کی رحمتیں ہوں۔ ان کو اللہ کی راہ میں اس سے زیادہ ایذا دی گئیں مگر انہوں نے صبر کیا۔“

(ترمذی - ابوداؤد - سیرت انبیاء کرام)

سوال: بتائیے قیامت کے دن کے حوالے سے رسول کریم ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیسے فرمایا؟

جواب: نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ”مجھ کو موسیٰ پر فضیلت نہ دو۔ اس لیے کہ جب قیامت کے دن لوگوں پر دہشت سے غشی طاری ہو جائے گی تو سب سے پہلے جس شخص کو ہوش آئے گا وہ میں ہوں گا۔ دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش الہی کا پایہ پکڑے کھڑے ہیں۔ اب میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ ان کو مجھ سے پہلے غشی سے ہوش آیا تھا یا یہ آج مدہوشی سے بری کر دیئے گئے۔“ حضور ﷺ کا ارشاد انجباری کی وجہ سے ہے ورنہ آپ تو کل اولاد نبی آدم کے سردار ہیں۔

(صحیح بخاری - صحیح مسلم - سیرت انبیاء کرام)

سوال: بخاری و مسلم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا تذکرہ کیسے ملا ہے؟

جواب: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو ان کے پاس فرشتہ حاضر ہوا۔ فرشتہ موت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا، اپنے پروردگار کی طرف سے پیغام اجل قبول کیجئے۔ (چونکہ فرشتہ انسانی شکل میں تھا اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام پہچان نہ سکے)۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے منہ پر طمانچہ رسید کر دیا جس سے اس کی آنکھ پھوٹ گئی۔ وہ فوری روانہ ہو گیا۔ اور بارگاہ الہی میں شکایت کی کہ تیرا بندہ موت نہیں چاہتا اور یہ کہ اس نے طمانچہ رسید کر دیا ہے۔ اللہ

تعالیٰ کی جانب سے اس کی آنکھ ٹھیک کر دی گئی۔ اور حکم دیا گیا کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس پھر جاؤ اور کہو کہ یہ اللہ کا حکم ہے کہ اگر دنیا میں مزید رہنا چاہتے ہو تو کسی تیل کی کمر پر اپنا ہاتھ رکھ دو جس قدر بال تمہاری مٹھی میں آجائیں گے ہم ہر بال کے عوض تمہاری حیات دنیوی میں ایک سال کا اضافہ کر دیں گے، فرشتے نے دوبارہ حاضر ہو کر اللہ کا پیغام سنایا۔ موسیٰ علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ اس کے بعد کیا ہوگا۔ فرشتے نے جواب دیا کہ آخر پھر موت ہوگی۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اگر طویل عمر کے بعد بھی موت ہی ہے تو تاخیر کی کیا ضرورت ہے لقائے رب ہی بہتر ہے۔ چنانچہ فرشتے نے روح قبض کر لی۔

(صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ فتح الباری)

حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: بتائیے کلیم اللہ کس نبی کا لقب ہے آپ کو کلیم اللہ کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: جلیل القدر پیغمبر اور بنی اسرائیل کے ایک مشہور نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے خاص طور پر براہ راست کلام فرمایا تھا۔ (تفسیر درمنثور۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تفسیر احسن البیان)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کب ہوئی؟

جواب: موسیٰ علیہ السلام اس فرعون کے زمانے میں پیدا ہوئے جس نے خدائی کا دعویٰ کر رکھا تھا۔ (تفسیر مظہری۔ تذکرۃ الانبیاء۔ ارض الانبیاء)

سوال: فرعون مصر نے بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرنے کا حکم کیوں دیا تھا؟

جواب: فرعون نے بنی اسرائیل پر اپنے ایک خواب کی وجہ سے ظلم و ستم کیا۔ اس نے سارے مصر میں فرمان جاری کر دیا تھا کہ بنی اسرائیل میں جو لڑکا پیدا ہو اسے قتل کر دیا جائے۔ لڑکی پیدا ہو تو اسے کچھ نہ کہا جائے تاکہ اس سے بیگار کا کام لے کر اس قوم کو رسوا کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے فرعون کے سپاہی گھر گھر

چھاپے مارے تھے۔ (تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر فیہ القرآن۔ تفہیم القرآن)

سوال: ہزاروں سال معزز و محترم رہنے والی قوم بنی اسرائیل کی طرف موسیٰ علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا گیا۔ موسیٰ علیہ السلام کے معنی بتا دیجئے؟

جواب: اہل لغت کے نزدیک عبرانی زبان میں موسیٰ علیہ السلام کے معنی ہیں پانی سے نکالا ہوئے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ”مو“ قبلی زبان میں پانی کو اور ”سا“ درخت کو کہتے ہیں۔ چونکہ موسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ نے فرعون کے ڈر سے صندوق میں بند کر کے درختوں کے نیچے پانی میں بہا دیا تھا۔ اس کے بعد آپ خدا کے حکم سے زندہ سلامت نکال لیے گئے تھے۔ اس لیے آپ کا نام موسیٰ علیہ السلام پڑ گیا۔

(قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد اور والدہ کا نام بتا دیں۔ آپ کا سلسلہ نسب کیا تھا؟

جواب: آپ کے والد کا نام عمران اور والدہ کا نام یوکا بد تھا۔ اور تین واسطوں سے آپ کا نسب حضرت یعقوب علیہ السلام سے جاملتا ہے۔ آپ کا نسب اس طرح ہے: عمران بن قہات بن لاوی بن یعقوب۔ اس طرح موسیٰ علیہ السلام کے والد عمران حضرت یعقوب علیہ السلام کے پڑپوتے تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اور آپ کے درمیان تقریباً چار سو سال کا وقفہ ہے۔ (قصص القرآن۔ تاریخ ابن کثیر۔ ارض الانبیاء)

سوال: موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے آپ کو دریا میں کیوں ڈال دیا تھا؟

جواب: موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے بعد آپ کی والدہ فرعون کے حکم کی وجہ سے پریشان ہوئیں کہ بچے کو قتل نہ کر دیا جائے، پہلے تو بچے کو برابر چھپانے کی کوشش کرتی رہیں۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو دریا میں ڈال دینے کا حکم دیا تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ (القرآن۔ تفسیر فتح البیان۔ تفسیر حنائی)

سوال: صندوق میں ڈالنے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے صندوق کو پانی سے کس طرح محفوظ کیا؟

جواب: مفسرین کے بقول انہوں نے صندوق کو پانی کے اثرات سے محفوظ رکھنے کے لیے اس پر رال اور روغن کی پالش کی پھر اللہ کی حفاظت میں اسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس میں بند کر کے پانی میں ڈال دیا۔ (القرآن۔ تفسیر خازن۔ تفسیر عیسیٰ۔ معارف القرآن)

سوال: بتائیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آپ کی والدہ نے فرعون کے ڈر سے صندوق میں بند کر کے کس دریا میں ڈالا تھا؟

جواب: مؤرخین و مفسرین کہتے ہیں کہ انہوں نے صندوق کو دریائے نیل کی موجوں کے حوالے کر دیا۔ (تفسیر ابن کثیر۔ سیرت انبیاء کرام۔ حصہ القرآن)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے صندوق کی نگرانی کے لیے کسے مقرر کیا؟

جواب: آپ اللہ کی حفاظت کی وجہ سے مطمئن تو تھیں لیکن دیکھنا چاہتی تھیں کہ صندوق کس طرف جاتا ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنی بڑی بیٹی کو اس کی نگرانی کے لیے مقرر کیا کہ دیکھتی رہے صندوق کہاں جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی کیسے حفاظت کرتا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر۔ سیرت انبیاء کرام۔ حصہ القرآن)

سوال: فرعون کی بیوی کا نام آسیہ تھا۔ بتائیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا صندوق اس کے ہاتھ کیسے لگا؟

جواب: دریائے نیل سے ایک نہر فرعون کے محل میں جاتی تھی۔ وہ صندوق نہر کے راستے فرعون کے محل میں پہنچ گیا۔ اور ایسی جگہ رکا جہاں سے فرعون کی بیوی آسیہ کے ہاتھ لگ گیا۔ (تفسیر مطہری۔ تفسیر مابعدی۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: آسیہ نے فرعون سے کیوں کہا کہ وہ بچے (موسیٰ علیہ السلام) کو پالنا چاہتی ہے؟

جواب: آسیہ نے صندوق کھولا تو چاند سا بچہ مسکراتا ہوا نظر آیا۔ ایک تو اس بچے کی معصومیت اور خوبصورتی کی وجہ سے اور دوسرے ان کے ہاں کوئی ادلاؤ نہیں تھی اس لیے انہوں نے فرعون کو اس بچے کے قتل سے روکا اور پالنے کے لیے کہا۔ شروع میں وہ اس خیال سے متفق نہیں تھا لیکن آخر اسے قائل ہونا پڑا۔

(تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر القرآن۔ حصہ القرآن)

سوال: بتائیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کس طرح فرعون مصر کے محل میں پہنچی؟
جواب: موسیٰ علیہ السلام کی بہن مریم صندوق کی نگرانی کرتے کرتے نگارہ کرنے والوں میں شامل ہو کر فرعون کے محل میں داخل ہو گئی تھی۔

(تفسیر ابن کثیر۔ سیرت انبیاء کرام۔ ارض الانبیاء)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام ابھی دودھ پیتے بچے تھے جب فرعون کے محل میں پہنچے۔
بتائیے کون سی بات ان میاں بیوی کے لیے پریشانی کا باعث بنی؟

جواب: بچے کی پرورش کی فکر ہوئی اور دودھ پلانے والی عورت کی تلاش شروع کی۔ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کسی کے دودھ کو منہ نہ لگایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے دل میں ڈال دیا تھا کہ کسی غیر عورت کا دودھ نہ پیئیں۔

(تفسیر ابن کثیر۔ سیرت انبیاء کرام۔ ارض الانبیاء)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دودھ پلانے کے لیے محل میں کیسے آئیں؟

جواب: موسیٰ علیہ السلام کی بہن مریم نے کہا میں ایک عورت کا پتہ بتاتی ہوں۔ شاید یہ بچہ اس کا دودھ پی لے۔ اگر وہ عورت اس کی پرورش پر راضی ہو جائے تو یہ پریشانی دور ہو جائے گی، لڑکی کے مشورے سے اس عورت (ام موسیٰ علیہ السلام) کو بلوایا گیا۔ آپ نے والدہ کا دودھ پیا۔ (تفسیر القرآن۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: فرعون کی بیوی آسیہ نے حضرت موسیٰ کو لے جانے کی کیوں اجازت دے دی؟
جواب: دودھ پلانے والی عورت یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے کہا کہ میں اپنا گھر چھوڑ کر اس بچے کی پرورش کے لیے نہ تو روزانہ یہاں آ سکتی ہوں اور نہ یہاں رہ سکتی ہوں۔ اپنے گھر لے جا کر اس کی پرورش کر سکتی ہوں۔ چنانچہ انہیں موسیٰ علیہ السلام کو گھر لے جانے کی اجازت مل گئی۔ اس طرح کسی کافر عورت کا دودھ پلوانے کی بجائے ماں کے دودھ پر آپ کی پرورش ہوئی۔

(تفسیر القرآن۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: دودھ پلانے کے زمانے میں ام موسیٰ علیہ السلام کبھی کبھی آپ کو فرعون و آسیہ سے ملوانے لے آتی تھیں بتائیے موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بچپن میں فرعون کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

جواب: ایک مرتبہ ام موسیٰ آپ کو فرعون کے محل میں لے کر آئیں۔ آسیہ کے حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا استقبال ہوا اور دایہ (ام موسیٰ) کو نذرانے اور تحائف ملے۔ آسیہ اپنے شوہر کے پاس بچے کو لے گئیں۔ فرعون نے گود میں بٹھالیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے بھرے دربار میں عام بچوں کی طرح فرعون کی ڈاڑھی پکڑ کر زور سے کھینچ ڈالی۔ (تفسیر القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ فیاء القرآن)

سوال: بتائیے فرعون نے بچپن میں موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا کیوں حکم دیا تھا؟

جواب: آپ نے فرعون کی کھربے دربار میں ڈاڑھی کھینچی تو اس نے غصے سے جلا دیا۔ حکم دیا کہ اس بچے کو قتل کر دیا جائے۔ (تفسیر القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ فیاء القرآن)

سوال: فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل سے کیوں کر باز رہا؟

جواب: فرعون کی بیوی آسیہ قتل کے حکم پر پریشان ہو گئیں۔ اللہ نے ان کے دل میں بات ڈال دی کہ فرعون سے کہیں یہ تو بچہ ہے۔ اسے اچھے برے کا کیا شعور ہے۔ (تفسیر ابن کثیر۔ سیرت انبیائے کرام۔ قصص القرآن)

سوال: فرعون کو اپنی بات کا یقین دلانے کے لیے اس کی بیوی آسیہ نے کیا مشورہ دیا؟

جواب: اس نے کہا بچہ تو بے سمجھ ہوتا ہے۔ ایسا کریں کچھ آگ کے انگارے اور کچھ موتی منگا کر اس بچے کے سامنے رکھ دیں۔ اگر موتیوں کی طرف ہاتھ بڑھائے تو سمجھ لیں کہ واقعی بچے کو شعور ہے اور اگر انگاروں کی طرف جائے تو سمجھیں نا سمجھ ہے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ آپ فوراً چمکتے ہوئے انگاروں کی طرف دوڑے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ آپ نے انگارہ اٹھا کر منہ میں رکھ لیا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ موتی اٹھانے لگے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کا رخ انگاروں

کی طرف کر دیا۔ انگارہ منہ میں رکھنے سے آپ کی زبان متاثر ہوئی۔

(تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر قرطبی۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: بتائیے ام موسیٰ نے آپ کو کب فرعون اور آسیہ کے حوالے کیا؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے دودھ چھڑانے کے بعد آپ کو فرعون کی بیٹی کے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد آپ ایک عرصہ تک شاہی محل میں زیر تربیت رہے اور وہیں نشوونما پائی۔
(نقص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: فرعون نہ صرف خدا کا باغی تھا بلکہ اس نے خدائی کا بھی دعویٰ کیا تھا۔ وہ اپنی بیوی آسیہ پر کیوں ظلم کرتا تھا؟

جواب: آسیہ ایماندار اور ولیہ کامل تھیں۔ فرعون کو جب ان کے ایمان کا پتہ چلا تو انہیں طرح طرح کی ایذائیں دیتا۔ اس حالت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بی بی آسیہ کو ان کے لیے جنت میں بنا ہوا محل دکھایا جاتا تھا۔ اسے دیکھ کر آپ کو سختیاں بھول جاتیں۔ آخر فرعون نے انہیں قتل کر دیا۔

(نقص الانبیاء مولانا عبدالعزیز۔ نقص القرآن۔ فوائد مہمانی)

سوال: موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل تھی۔ بتائیے فرعون کا تعلق کس قوم سے تھا؟

جواب: فرعون قبلی قوم سے تھا جو بنی اسرائیل پر ظلم و تشدد کرتی تھی۔

(تفسیر نباء القرآن۔ تفسیر القرآن۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کیوں ٹکری لٹی تھی؟

جواب: اسرائیلی قبلی قوم کے ظلم کا شکار تھے اور انتہائی مظلوم تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ان کی یہ حالت نہیں دیکھی جاتی تھی۔ چنانچہ آپ نے اس مظلوم قوم کی حمایت میں فرعون سے ٹکری لٹی۔ اور آخر انہیں فرعون کی غلامی سے آزاد کرایا۔ آپ فرعون کی قوم سے ان کے ظلم کی وجہ سے بیزار تھے۔

(تفسیر مہمانی۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر فتح القدیر۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام ہمدرد اور رحم دل تھے۔ آپ کے ہاتھوں اتفاقیہ ایک مصری

کی ہلاکت کیسے ہو گئی؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا گھر شہر سے باہر تھے۔ وہ ان سے ملنے بھی جاتے تھے اور آپ کی عادت تھی کہ شہر میں گشت کرتے دقت جائزہ لیتے رہتے کہ کوئی مظلوم ایسا ہو جس کی مدد کر سکیں۔ بنی اسرائیل کے لوگ بھی ان کے ساتھ رہتے۔ ایک روز آپ نے دیکھا کہ دو شخص آپس میں لڑ رہے تھے۔ ایک اسرائیلی تھا دوسرا قبطی۔ کہا جاتا ہے کہ قبطی فرعون کے باورچی خانہ میں کام کرتا تھا۔ اسرائیلی نے موسیٰ علیہ السلام سے مدد کی فریاد کی۔ موسیٰ علیہ السلام قبطیوں کے ظلم سے آگاہ تھے۔ اب جو اپنی آنکھوں سے یہ واقعہ دیکھا تو رگ حیمت بھڑک اٹھی۔ بعض تفاسیر میں ہے کہ ہو سکتا ہے قبطی نے موسیٰ علیہ السلام کو بھی سمجھانے بھجانے کے دوران کوئی سخت لفظ کہا ہو۔ موسیٰ علیہ السلام نے قبطی کو ایک گھونہ رسید کر دیا۔ آپ چونکہ طاقتور جوان تھے۔ ایک ہی گھونہ میں اس کا کام تمام ہو گیا۔ موسیٰ علیہ السلام کی اسے جان سے مار دینے کی نہ تو نیت تھی اور نہ اندازہ تھا کہ وہ ایک ہی گھونہ سے مر جائے گا۔ چنانچہ آپ نے اپنے اللہ سے معافی مانگی جو دے دی گئی۔

(فرقانہ ثانی۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: قبطی کی ہلاکت کی خبر فرعون تک کیسے پہنچی اور اس نے کیا کہا؟

جواب: قبطی کی ہلاکت کی خبر تمام مصر میں پھیل گئی لیکن قاتل کا پتہ نہ چلا کیونکہ تمام بنی اسرائیل ان کو پسند کرتے تھے۔ قبطی کے عزیز و اقارب فریاد لے کر فرعون کے پاس پہنچے تو اس نے کہا کہ جب تک قتل کا پتہ نہیں چلا میں کس کو سزا دوں۔

(سیرت انبیاء کرام۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: قبطی کے قتل کا راز کس طرح افشا ہوا اور فرعون نے کیا حکم جاری کیا؟

جواب: پہلے قتل کا مسئلہ حل نہیں ہوا تھا کہ اگلے دن وہی اسرائیلی جس کو بچاتے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبطی کو گھونہ مارا تھا کسی دوسرے قبطی سے جھگڑ رہا تھا اس نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر مدد کے لیے پکارا۔ موسیٰ علیہ السلام کو گزشتہ روز کے واقعہ پر

افسوس تھا۔ آپ نے اس اسرائیلی کو دھکایا کہ تم ہی غلط ہو۔ اسرائیلی نے جب دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام اس کی مدد کرنے کی بجائے اسے ڈانٹ رہے ہیں تو کہنے لگا کہ موسیٰ! اکل تو نے ایک شخص کو قتل کیا تھا۔ آج مجھے کرنا چاہتا ہے۔ اسرائیلی کے شور سے قبلی کا راز کھل گیا۔ اور فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی گرفتاری کا حکم جاری کر دیا۔ (القرآن۔ تفسیر مزیدی۔ تفسیر مظہری۔ قصص القرآن)

سوال: ایک ہمدرد کے ذریعے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پتہ چلا کہ فرعون کے دربار میں آپ کے قتل کے مشورے ہو رہے ہیں تو آپ کہاں روپوش ہو گئے؟

جواب: ابھی آپ کو نبوت نہیں ملی تھی۔ آپ اس آدمی کے مشورے پر مدین روانہ ہو گئے۔ راستے سے ناواقف۔ بے سروسامانی کا عالم۔ کھانے پینے کو بھی کچھ نہیں تھا۔ راستے میں درختوں کے پتے کھا کر گزارا کرتے۔ شاہی محل میں ناز و نعم سے پلے تھے۔ پیدل چل کر پاؤں میں چھالے پڑ گئے۔ اللہ کے بھروسے پر سفر طے کیا اور مدین پہنچ گئے۔ (قصص القرآن۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: مدین کے لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام کو جن سے کیوں تعبیر کیا؟

جواب: آپ مدین کے ایک کنویں کے قریب پہنچے تو وہاں پانی بھرنے والے لوگوں کا ہجوم دیکھا۔ ایک طرف دو باجیا لڑکیاں دیکھیں جو اپنی بکریاں لیے مایوسی کے عالم میں کھڑی تھیں۔ موسیٰ علیہ السلام ان کی مدد کے لیے مجمع کو چرتے آگے بڑھے۔ کنویں کا ڈول جو کئی آدمیوں سے نہیں کھینچا جاتا تھا اکیلے کھینچا اور بکریوں کو پانی پلا دیا۔ اس پر وہ لوگ کہنے لگے کہ یہ آدمی ہے یا جن کہ اتنے بڑے ڈول کو تنہا کھینچ لیا۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالحق عظیمی۔ قصص القرآن)

سوال: کنویں پر بکریاں لانے والی لڑکیوں کے والد کون تھے؟

جواب: وہ ایک بوڑھے اور نیک بزرگ تھے۔ اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ وہ حضرت شعیب علیہ السلام تھے۔ (قصص القرآن۔ تفسیر طبری)

سوال: لڑکیوں نے باپ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بازے میں بتایا تو انہوں نے کیا

فرمایا؟

جواب: انہوں نے باپ سے جا کر کہا تو انہوں نے خدا کا شکر ادا کیا۔ بعض کہتے ہیں اس لیے کہ انہیں کوئی مرد درکار تھا نیک بخت جو بکریاں بھی سنبھالے اور اس سے بٹی بھی بیاہ دیں۔ (تفسیر شاہ عبدالقادر - تفسیر عثمانی - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کس طرح قلی دی؟
جواب: آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سرگزشت سنی تو فرمایا، اب کسی خوف و ڈر کی ضرورت نہیں کیونکہ مدین حدود مصر سے خارج ہے۔ یہاں فرعون کی حکومت نہیں۔ پھر مدین اور مصر میں کافی فاصلہ ہے۔ اس زمانے میں مصر سے پہنچنے میں آٹھ دس دن لگ جاتے تھے۔ (تفسیر ابن کثیر - سیرت انبیائے کرام - ارض الانبیاء)

سوال: بتائیے موسیٰ علیہ السلام نے کتنا عرصہ حضرت شعیب علیہ السلام کی خدمت کی اور ان کی کب شادی ہوئی؟

جواب: آپ نے دس سال یا اس سے زیادہ عرصہ تک حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرائیں اور ان کی خدمت کی۔ اسی دوران آپ کی شادی حضرت شعیب علیہ السلام کی بڑی بیٹی مریم سے ہوئی۔ (تفسیر عزیزی - تاریخ ابن کثیر - قصص القرآن)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام واپس مصر کیوں آئے؟

جواب: آپ کو والدہ سے جدا ہوئے کافی عرصہ گزر چکا تھا اس لیے آپ نے حضرت شعیب علیہ السلام سے اجازت چاہی۔ انہوں نے مع اپنی بیٹی مریم کو بخوشی اجازت دے دی۔ ساتھ ہی بکریاں کا ریوڑ اور بہت سا سامان دیا اور آپ مصر کے لیے روانہ ہو گئے۔ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ اس سفر میں کوئی ملازم بھی ساتھ تھا۔

(تفسیر عزیزی - تفسیر قرطبی - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: مدین سے مصر کے راستے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا؟
جواب: آپ اپنی زوجہ کو لے کر مدین سے مصر روانہ ہوئے تو سردی کی شدت میں اضافہ ہو چکا تھا۔ راستہ بھی نیا تھا۔ رات اندھیری کی وجہ سے سخت پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔

اسی حالت میں آپ کی بکریاں بھی ادھر ادھر ہو گئیں۔ بیوی کے ہاں بچے کی پیدائش ہونے والی تھی۔ اسے بھی راستے میں تکلیف شروع ہو گئی۔

(تفسیر عزیزی۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے اہل خانہ کو آگ کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟
جواب: سردی کی شدت، بیوی کی تکلیف۔ اور رات کے اندھیرے کی وجہ سے آگ کی ضرورت پڑی تو آپ نے جہنماق یعنی دو پتھروں کو رگڑ کر آگ جلانے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ چنانچہ آپ بیوی کو وہیں چھوڑ کر آگ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔
(تفسیر مطہری۔ قصص القرآن۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جنگل میں کس قسم کی آگ دیکھی اور وہ حیران کیوں ہوئے؟

جواب: موسیٰ علیہ السلام ایک میدان میں پہنچے تو آگ نظر آئی۔ قریب گئے تو دیکھا کہ ایک درخت کو بڑے زور کی آگ لگی ہوئی ہے۔ لیکن عجیب نگاہ یہ ہے کہ آگ جتنی بھڑکتی ہے وہ درخت اتنا ہی سرسبز و شاداب ہو کر اور زیادہ لہلہانے لگتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے سوچا کہ جو نئی کوئی شاخ ٹوٹ کر گریے تو اٹھا کر لے جاؤں۔ وہ حیران ہوئے کہ جوں ہی آپ اس نیت سے درخت کے قریب جاتے تو وہ دور ہوتا جاتا اور جب گھبرا کر پیچھے ہٹتے تو آگ پیچھا کرتی۔

(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء، لایں کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: موسیٰ علیہ السلام حیرت و دہشت کے عالم میں تھے کہ آواز آئی ”اے موسیٰ علیہ السلام یقیناً میں حیرہوب ہوں۔“ آپ نے یہ آواز کیسے سنی؟

جواب: امام احمد و حنبلی سے نقل کرتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے جب ”اے موسیٰ“ سنا تو کئی بار لبیک کہا، اور عرض کیا میں تیری آواز سنتا ہوں اور آہٹ بھی پاتا ہوں مگر دکھائی نہیں دیتا کہ تو کہاں ہے۔ آواز آئی میں تیرے اوپر ہوں۔ تیرے ساتھ ہوں، تیرے سامنے ہوں، تیرے پیچھے ہوں اور تیری جان بے زیادہ تجھ سے

نزدیک ہوں۔ کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام ہر جہت سے اور اپنے ایک ایک ہاتھ سے اللہ کا کلام سنتے تھے۔
(مسند احمد۔ فوائد مثالی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: مدین سے مصر سفر کے دوران میدان طوئی میں اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت عطا فرمائی تو کون سی نشانیاں دی گئیں؟

جواب: قرآن میں نو نشانوں کا ذکر ہے۔ جسے مفسرین و محدثین نے معجزے کہا ہے۔ ان میں سے دو بڑے معجزے میدان طوئی میں دیئے گئے۔ ان میں عصا کا معجزہ اور ید بیضاء کا معجزہ تھا۔
(قصص القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر ماحدی۔ تفسیر کشاف)

سوال: حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کن نو بڑے معجزوں کا ذکر کیا ہے؟

جواب: آپ فرماتے ہیں کہ قرآن میں تسع آیات سے نو نشانیاں (معجزے) مراد ہیں۔
ان میں (۱) عصا (۲) ید بیضاء (۳) سنن (۴) نقص شرات (۵) طوفان (۶) جراد (۷) قمل (۸) خفاور (۹) دم۔ (القرآن۔ رد مشور۔ تفسیر فیض القرآن۔ فتح القدیر)
سوال: عصا کا معجزہ کس نبی کا تھا اور یہ کیسا معجزہ تھا؟

جواب: یہ معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے ہوا۔ انہوں نے اپنا عصا زمین پر ڈالا تو وہ دو منہ والا اژدہا بن گیا۔ جب بھی حسب ضرورت آپ ایسا کرتے اللہ کے حکم سے وہ عصا (لاٹھی) سانپ بن جاتی۔ جیسا کہ جادوگروں سے مقابلے کے وقت ہوا۔
(القرآن۔ انبیاء کے معجزے۔ قصص القرآن)

سوال: ید بیضاء کے معنی ہیں چمکتا ہوا ہاتھ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ کون سا معجزہ تھا؟
جواب: جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنا ہاتھ نفل میں دے کر باہر نکالتے تو اللہ کے حکم سے وہ چمکنے لگتا تھا۔ یہ چمکتا ہوا ہاتھ برص یا کسی بیماری کی وجہ سے نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ انہیں یہ معجزہ عطا ہوا تھا۔ (القرآن۔ انبیاء کے معجزے۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنا مقرب بنایا۔ اس سلسلے میں ایک مشہور روایت کیا ہے؟

جواب: پیران پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جو باتیں کی تھیں ان میں ایک یہ بھی تھی کہ میں نے تم کو اپنے پیغامات اور بات چیت اور اپنا مقرب بنانے کے ذریعے سے لوگوں پر بزرگی عنایت فرمائی ہے۔ ایک دن وہ تھا کہ تم بکریاں چرا رہے تھے، پس ان میں سے ایک بکری بھاگ نکلی اور تم اس کے پیچھے دوڑ پڑے۔ یہاں تک کہ تم نے اس کو پکڑ لیا۔ حالانکہ تم بھی تھک گئے تھے۔ اور بکری بھی تھک گئی تھی۔ پس تم نے اسے اپنی گود میں لے لیا اور کہا، پیاری تو نے اپنے کو بھی تھکایا اور مجھے بھی۔ اسی حلم اور شفقت کا صلہ یہ ملا کہ سرکش بندوں کو خداوندی آستانے پر لانے کے لیے شاہی سفیر قرار پائے۔ (آپ بٹی۔ مواظہ عہد ان میر۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تبلیغ دین کے لیے سب سے پہلے فرعون کے پاس جانے کا حکم ہوا۔ آپ نے اس موقع پر کون سی دعائیں مانگیں؟

جواب: آپ نے اللہ تعالیٰ سے پانچ دعائیں مانگیں۔ اے اللہ! میرا سینہ کھول دے۔ میرا کام آسان کر دے۔ میری زبان کی گرہ کھول دے۔ میرے اقرباء میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر (نبی) بنا دے۔ اسے میرے کام میں مددگار بنا۔

(القرآن۔ قصص الانبیاء، مولا عبدالمعز بن قیس منطبری)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زبان کی گرہ کھولنے کی دعا بھی مانگی تھی۔ مفسرین نے اس سے کیا مراد لیا ہے؟

جواب: مفسرین نے کہا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میری زبان کی گرہ اتنی کھل جائے کہ قوم میری بات سمجھ سکے۔ اس لیے آپ کی زبان میں لکنت باقی رہ گئی۔ گویا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا کی رحمت کو محدود کر دیا تھا۔ اگر قید نہ لگاتے تو اللہ تعالیٰ زبان کو ایسا صاف کر دیتے کہ کوئی شکایت باقی نہ رہتی۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: بتائیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں لکنت کیوں تھی؟

جواب: ایک وجہ تو مشہور ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بچپن میں آگ کے انکارے پکڑ کر منہ میں ڈال لیے تھے تو آپ کی زبان جل گئی تھی۔ اور بولنے میں لکنت پیدا ہو گئی تھی۔ دوسری وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ آپ کی زبان میں پیدائشی لکنت تھی جس کی وجہ سے بولنے میں رکاوٹ پیدا ہوتی تھی۔ تاہم پہلی وجہ زیادہ قرین قیاس ہے اور یہ لکنت بھی معمولی ہوگی کیونکہ نبی کو بے عیب اور بغیر کسی معذوری کے پیدا کیا جاتا ہے۔
(قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: فرعون کو تبلیغ کرتے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ترجمانی کے فرائض کون سر انجام دیتا تھا؟

جواب: حضرت ہارون علیہ السلام فرعون کے دربار میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ترجمانی کرتے تھے۔
(تفسیر طبری۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر مزہبی)

سوال: حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حقیقی بھائی تھے۔ بتائیے وہ آپ سے بڑے تھے یا چھوٹے؟

جواب: آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تین سال بڑے تھے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تین سال پہلے وفات پائی۔
(قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی اور حضرت ہارون علیہ السلام کو آپ کا وزیر اور نبی بنا دیا گیا۔ بتائیے دونوں بھائیوں کی کب اور کہاں ملاقات ہوئی؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام ابھی کوہ طور کے دامن میں تھے کہ اللہ نے نبوت اور معجزے دیئے۔ آپ کی دعا سے حضرت ہارون کو بھی وزارت و نبوت ملی۔ اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کی قبولیت کی اطلاع دے دی۔ اور مصر میں حضرت ہارون علیہ السلام کو بھی بتا دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام مضر پہنچے تو حضرت ہارون علیہ السلام نے شہر سے باہر نکل کر آپ کا استقبال کیا۔ پھر گھر لے آئے دونوں بھائی والدہ کے پاس رہے۔ (تفسیر قرطبی۔ تفسیر فتح القدیر۔ تفسیر مزہبی۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: موسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ کو فرعون سے تبلیغ کرنے کا بتایا تو انہوں نے کیا کیا؟

جواب: ام موسیٰ کو فرعون کے مظالم یاد آ گئے اور پریشان ہو گئیں۔ اور بیٹوں سے خوف کا اظہار کیا۔ دونوں بھائیوں نے بتایا کہ اللہ نے انہیں فرعون کے مقابلے میں کامیاب کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ والدہ مطمئن ہو گئیں اور کامیابی کے لیے دعا کی۔
(تفسیر قرطبی۔ تفسیر فتح القدیر۔ تفسیر عزیزی۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: بتائیے فرعون کون تھا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے فرعون کا کیا نام تھا؟
جواب: فرعون کسی ایک شخص کا نام نہیں تھا بلکہ مصر کے تخت پر بیٹھنے والے ہر بادشاہ کو فرعون کہا جاتا تھا۔ اور یہ طریقہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے چلا آ رہا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں جو مصر کا بادشاہ تھا وہی پہلا فرعون تھا۔ پھر خاندان بدلنے رہے۔ مگر ڈھائی ہزار سال تک شاہان مصر کا خطاب فرعون ہی رہا۔ مفسرین و مؤرخین کا یہ بھی کہنا ہے کہ فرعون شاہان مصر کا لقب تھا۔ کسی خاص بادشاہ کا نام نہیں تھا۔ تین ہزار سال قبل مسیح سے لے کر عہد سکندر تک فراعنہ کے اکتیس خاندان مصر پر حکمران رہے۔ جس فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے قبل خواب دیکھا تھا اس کا نام قابوس تھا۔ اسی نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔

(سیرت محمد رسول اللہ ﷺ۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے دونوں بھائیوں ہارون علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے دربار میں جانے کا حکم دیا تو آپ نے کون سے دو مطالبے پیش کیے؟

جواب: دونوں بھائیوں نے فرعون سے کہا، پہلی بات یہ ہے کہ خدا پر ایمان لے آؤ۔ دوسری بات یہ کہ بنی اسرائیل کو آزادی دے دو۔ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: بنی اسرائیل کا تعلق کس ملک سے تھا اور وہ کب مصر میں آئے؟

جواب: ان کا اصل وطن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے ہی ملک شام تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی وجہ سے ان کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کے ساتھ مصر میں آ کر بس گئے تھے اور چار سو سال تک وہیں رہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ملک شام

واپس دینا چاہتا تھا مگر فرعون چھوڑتا نہیں تھا۔ آخر اللہ نے فرعون کو غرق کر دیا۔

(القرآن - تفسیر ابن کثیر - تاریخ الانبیاء)

سوال: مصر کا بادشاہ فرعون بنی اسرائیل کو کیوں نہیں چھوڑتا چاہتا تھا؟

جواب: فرعون قبلی قوم سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ بنی اسرائیل سے غلاموں کی طرح بیگار لیتا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے انتقال کے بعد مصری بنی اسرائیل سے نفرت کرنے لگے تھے۔ ان کو طرح طرح سے ذلیل کرتے۔ ان کی عورتوں سے گھروں میں جھاڑو دلاتے۔ برتن دھلاتے اور بعض دوسرے ذلت کے کام کرواتے۔ اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے بنی اسرائیل کی آزادی کا مطالبہ کیا۔

(قصص القرآن - تاریخ الانبیاء - تفسیر قرطبی)

سوال: فرعون کے بارے میں مصری لوگوں کا کیا عقیدہ تھا؟

جواب: مصری لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ فرعون نہ صرف ہمارا بادشاہ ہے بلکہ یہ بڑا مقدس دیوتا اور ہماری قسمتوں کے سیاہ و سفید کا مالک و مختار بھی ہے۔ فرعون بھی اپنے آپ کو سب سے بڑا خدا کہلاتا تھا اور لوگوں سے سجدہ کرواتا تھا۔

(القرآن - تفسیر قرطبی، تفسیر ماجدی - تفسیر ابن کثیر)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا اور ید بیضاء سے معجزے فرعون کے دربار میں دکھائے تو کیا صورتحال سامنے آئی؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ڈالا تو وہ ایک بڑا اژدہا بن گیا۔ وہ اژدہا بنہ کھول کر فرعون کی طرف چلا، آخر فرعون نے بدحواس ہو کر موسیٰ علیہ السلام سے اس کے پکڑنے کی درخواست کی، موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ لگتے ہی وہ اژدہا بھر عصا بن گیا۔ حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ اس اژدہے نے فرعون کی طرف منہ پھیلایا تو وہ گھبرا کر تخت شاہی سے کود کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پناہ میں آ گیا۔ دوسرا معجزہ ید بیضاء کا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر اور بغل میں ڈبا کر نکالا تو غیر معمولی طور پر سفید اور چمکدار تھا۔ یہ روشنی اور چمک کسی مرض کی

وجہ سے نہیں تھی بلکہ یوں لگتا تھا کہ دل کی روشنی معجزانہ طور پر ہاتھ میں آ گئی تھی۔

(تفسیر کبیر - معارف القرآن - فہرست مثنوی)

سوال: بتائیے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مقابلے کا ایک دن کیوں مقرر کیا گیا؟
جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دونوں معجزے پہلے تو فرعون نے خود دیکھے۔ پھر فرعون کے سرداروں نے یہ معجزے دیکھے تو انہوں نے بھی کہا کہ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام سے مقابلے کا ایک دن مقرر کر لیا جائے۔ چنانچہ شاہی حکم پر پورے مصر سے جادوگر آنا شروع ہو گئے۔ اور مقابلہ شروع کرنے سے پہلے ہی فرعون کے ساتھ سوئے بازی شروع کر دی۔

(تذکرۃ الانبیاء - قصص القرآن - سیرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں سے مقابلے کے لیے قوم کے جشن منانے کا دن کیوں منتخب کیا؟

جواب: آپ نے یہ دن اس لیے متعین کیا تھا کہ وہ عید کا دن تھا اور اس دن فرعون کی سالگرہ منائی جاتی تھی اور ایک بڑے میدان میں جشن کا میلہ ہوتا تھا۔ اور مقابلے کا وقت بھی ایسا رکھا جب دن نکل کر سورج اونچا اور خوب روشن ہو جائے تاکہ میلے میں موجود ہر شخص صاف صاف دیکھ لے۔ (قصص القرآن - معارف القرآن)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ کرنے والے جادوگروں کی تعداد کیا تھی؟

جواب: ان کی تعداد کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ نو سو سے لے کر تین لاکھ تک کی روایات ہیں۔ ان کے ساتھ لائیں اور رسیوں کا ایک انبار تھا۔ جو تین سو اونٹوں پر لا کر لایا گیا تھا۔ (تذکرۃ الانبیاء - معارف القرآن - تفسیر قرطبی - تفسیر المنار)

سوال: کھلے میدان میں جھرت موسیٰ علیہ السلام سے مقابلے کے وقت جادوگروں کی لائیں اور رسیوں نے کیا شکل اختیار کر لی تھی؟

جواب: کہا جاتا ہے کہ وہ سانپ بن گئی تھیں۔ مولانا ابوالکلام آزاد کے بقول جادوگروں کی رسیاں اور لائیاں سانپ نہیں بنیں تھیں بلکہ ان کی شعبہ بازی کی وجہ سے

دیکھنے والے کو یوں لگتا تھا کہ سانپ کی طرح حرکت کر رہی ہیں۔ یہ جادوگر کا فریب نظر ہے اور جادوگر کیسا ہی تماشا دکھائے حقیقت کی طرح کامیاب نہیں ہو سکتا۔ علامہ رشید رضا حافظ ابن حجر کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ یہ شعبدہ گری تھی۔ لاشیوں اور رسیوں میں پارہ بھرا ہوا تھا اور جس زمین پر ان کو ڈالا گیا اس کو نیچے سے کھود کر آگ دکھا دی گئی تھی۔ دیکھنے والے حسب قاعدہ دور کھڑے تھے ان کو اصل حقیقت کا علم ہی نہ ہو سکا۔ (تفسیر المنار۔ ترجمان القرآن۔ قاموس القرآن۔ الہدایہ والنبیاء)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے کے بعد جادوگروں اور عوام پر کیا اثر ہوا؟
جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا زمین پر ڈالا تو وہ اژدہا بن کر جادوگروں کی ڈالی ہوئی رسیوں اور لاشیوں کو کھا گیا۔ جادوگر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے۔ تمام بنی اسرائیل موسیٰ علیہ السلام کی بعثت کو بڑی نعمت سمجھتے تھے۔ وہ دل سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سچا جانتے تھے اور ان کی عزت کرتے تھے مگر فرعون اور اس کے سرداروں کے خوف سے ابتدا میں ایمان نہ لائے۔ جادوگر ایمان لائے تو بنی اسرائیل کے تھوڑے سے نوجوانوں نے اپنے اسلام کا اظہار کر دیا۔ فرعون کی قوم کے چند گئے چنے قبلی بھی ایمان لے آئے۔ اور پھر آہستہ آہستہ پوری قوم بنی اسرائیل ایمان لے آئی جو چھ لاکھ بالغ مردوں پر مشتمل تھی۔

(قص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: فرعون نے بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرنے کا قانون دوبارہ کیوں نافذ کیا؟
جواب: پہلے اس نے ایک خواب کی بنا پر ایسا حکم دیا تھا کہ بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کر دیا جائے اور لڑکیوں کو کام کاج کے لیے زندہ رہنے دیا جائے۔ موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے چند سال بعد یہ قانون ختم کر دیا گیا تھا۔ اب جبکہ موسیٰ علیہ السلام کی تبلیغ اور فرعون کی شکست کے بعد ترقی دیکھ کر فرعون کے سرداروں نے پھر مشورہ دیا کہ کہیں بنی اسرائیل تعداد میں بڑھ نہ جائیں چنانچہ فرعون نے مصر میں یہ قانون پھر سے نافذ کر دیا۔ (قص القرآن۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز۔ تفسیر مظہری)

سوال: قرآن پاک میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے قصے میں ہامان اور قارون کا بھی ذکر آیا ہے۔ یہ دونوں کون تھے؟

جواب: ہامان فرعون کا وزیر اور مشیر خاص تھا۔ وہ فرعون کی ظالمانہ کارروائیوں میں شریک تھا۔ موسیٰ علیہ السلام اس کو بھی سمجھاتے مگر وہ اپنی غلط حرکتوں سے باز نہ آتا تھا۔ قارون موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی اور بنی اسرائیل کا ایک فرد تھا۔ فرعون نے اسے بنی اسرائیل پر نگران مقرر کیا تھا۔ جس کی وجہ سے بنی اسرائیل کو بہت ستاتا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام سے اسے حسد تھا کہ انہیں نبوت مل گئی۔ وہ اتنا بالدار شخص تھا کہ خزانے کی کتبیاں کئی کئی مزدور اٹھاتے تھے پہلے لوہے کی کتبیاں تھیں جو ذوبی ہونے کی وجہ سے اٹھانی مشکل تھیں۔ اٹھانے والے تھک جاتے۔ پھر لکڑی کی بنوائیں۔ وہ بھی بھاری تھیں۔ پھر چمڑے کی بنوائیں وہ بھی اتنی بھاری تھیں کہ اٹھانے والے لوگ لڑکھڑاتے تھے۔ وہ بڑا مغرور اور متکبر تھا۔

(تفسیر مفسر، تفسیر ماحدی، تفسیر قرطبی، تاریخ ابن کثیر)

سوال: قارون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کیا الزام لگایا؟

جواب: قارون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دشمنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک سازش کی۔ اس نے ایک فاحشہ عورت کو دولت کا لالچ دے کر اس بات کے لیے تیار کیا کہ جب موسیٰ علیہ السلام وعظ و نصیحت کر رہے ہوں تو اس مجلس میں جا کر کہہ دینا کہ موسیٰ علیہ السلام نے مجھ سے ناجائز تعلقات قائم کر رکھے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کو اس بہتان پر بہت صدمہ ہوا۔ آپ یہ بات سن کر فوراً سجدے میں گر گئے۔ پھر سر اٹھا کر اس عورت سے کہا جو بات تم نے ابھی میرے متعلق کہی تھی کیا تو اب پھر خدا کی قسم کھا کر کہہ سکتی ہو؟ یہ سن کر عورت پر لرزہ طاری ہو گیا۔ اور جواباً عرض کیا آپ کے متعلق جو کچھ کہا تھا وہ اب میں نہیں کہہ سکتی، البتہ یہ بات قسم کھا کر کہتی ہوں کہ مجھے قارون نے پیسے کا لالچ دے کر یہ بات کہنے کے لیے رضامند کیا تھا۔ ورنہ آپ تو اللہ کے مقدس اور پاک بندے ہیں۔ اس عورت کے

اعتراف کے باوجود آپ کو بہت دکھ ہوا۔ (قصص الانبیاء۔ تفسیر قرطبی۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کب فرعون اور اس کی قوم کے لیے بددعا فرمائی؟

جواب: آپ نے یہ بددعا اس وقت فرمائی جب فرعون نے بنی اسرائیل کے لڑکوں کو دوبارہ قتل کرنا شروع کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام کا مذاق اڑانے لگا، عبادت خانے توڑ پھوڑ کر رکھ دیئے مذہبی آزادی سلب کر لی۔ ساتھ ہی یہ بھی خطرہ محسوس ہونے لگا کہ اس کے مال و دولت سے متاثر ہو کر اسلام لانے والے بھی گمراہ نہ ہونا شروع کر دیں۔

(قصص القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کب قبول ہوئی؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب بددعا کی تھی تو اس وقت حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہتے جاتے تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے دونوں کی دعا قبول فرمائی۔ مفسرین کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کی دعا کی قبولیت کا اثر چالیس سال بعد ظاہر ہوا۔ (معارف القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بہت سے معجزے عطا فرمائے تھے۔ ان معجزات کا زمانہ کون سا ہے؟

جواب: مفسرین نے معجزات کے اس دور کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک حصہ قیام مصر کا زمانہ ہے۔ دوسرا حصہ مصر چھوڑ کر بنی اسرائیل کو ساتھ لے جانے کے وقت سے شروع ہوتا ہے۔ یعنی پہلا حصہ فرعون کے دربار میں جانے اور عصاء موسیٰ اور ید بیضاء کے معجزے ہیں۔ دوسرے حصے میں وہ سات معجزے ہیں جن کی وجہ سے فرعون کی قوم پر آفات یا عذاب نازل ہوئے۔ مفسرین و مؤرخین لکھتے ہیں کہ ان میں سے ہر عذاب ہفتہ کو شروع ہوتا اور ایک ہفتہ کے بعد ختم ہو جاتا۔ پھر سوچنے کی مہلت ملتی۔ مگر ہر عذاب کے بعد ان کی سرکشی بڑھ جاتی پھر ہفتہ سے دوسرا عذاب شروع ہو جاتا۔ (القرآن۔ قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تفسیر فیاض القرآن)

سوال: قوم فرعون جن سات آفات کا شکار ہوئی انہیں معجزات موسیٰ علیہ السلام بھی کہا جاتا

ہے۔ وہ کون سی آفات تھیں؟

جواب: موسیٰ علیہ السلام کی امت کو اطمینان دلایا گیا اور قوم فرعون پر سب سے پہلے قحط کا عذاب نازل ہوا۔ پھر پھلوں کے نقصانات ہوئے۔ پھر تیسرا عذاب طوفان کا تھا۔ چوتھا عذاب مٹیوں کا۔ پانچواں عذاب چبڑی یا جوں کا۔ چھٹا عذاب مینڈکوں کا اور ساتواں عذاب خون کا آیا۔

(قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا القرآن - تفسیر روح البیان - تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: قوم موسیٰ علیہ السلام پر قحط کا عذاب کس طرح آیا اس کا کیا نتیجہ ہوا؟

جواب: قوم موسیٰ علیہ السلام پر قحط کا عذاب نازل ہوا کہ شاید راہ راست پر آجائیں۔ بارش بند ہو گئیں۔ کھیت خشک ہو گئے۔ اناج وغیرہ کی کمی ہو گئی۔ قحط پڑا تو فرعون کی قوم گھبرا گئی اور موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی اور وعدہ کیا کہ ہم ایمان لے آئیں گے۔ آپ نے دعا فرمائی قحط کا عذاب ختم ہو گیا۔ مگر قوم پھر وعدے سے پھر گئی۔ مفسرین کہتے ہیں کہ فرعونوں کو ابتدائی تنبیہ کے طور پر قحط، خشک سالی جیسی معمولی تکلیفیں دی گئیں۔ تاکہ وہ موسیٰ علیہ السلام کی نصیحتوں پر عمل کریں۔ مگر انہوں نے پرواہ نہیں کی۔

(تفسیر مثنوی - سارف القرآن - تفسیر روح البیان)

سوال: فرعون کی قوم پر طوفان کا عذاب کیسا تھا اور اس کے اثرات کیا تھے؟

جواب: یہ پانی کا طوفان تھا۔ جو صرف فرعون کی بستی کے اندر تھا۔ اسکا شدید تھا کہ قوم فرعون کا تاک میں دم کر دیا تھا۔ گھروں میں پانی گھس گیا۔ نیچے بھی پانی۔ اندر بھی پانی۔ ہر طرف پانی۔ نہ چلنے کے لیے راستہ نہ بیٹھنے کے لیے جگہ نہ لیٹنے کا ٹھکانہ۔ دوسری طرف موسیٰ علیہ السلام کی امت کے محلہ میں حالات بالکل ٹھیک تھے۔ جہاں چاہیں بیٹھیں، جہاں چاہیں لیٹیں، جیسے چاہیں چلیں پھریں۔ پانی کے اس طوفان پر سے تنگ آ کر فرعونوں نے پھر موسیٰ علیہ السلام سے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے دعا فرمائی تو طوفان ختم ہو گیا۔ بلکہ کھیتیاں پھر سے ہری بھری ہو گئیں مگر قوم فرعون پھر وعدے سے پھر گئی۔

(تفسیر روح البیان - تفسیر روح البیان - حصہ القرآن)

سوال: نڈیوں کا عذاب بھی فرعون قوم پر نازل ہوا تھا۔ وہ کیسا عذاب تھا؟

جواب: پانی کا عذاب ختم کر کے اور کھیتیاں سرسبز بنا کر اللہ تعالیٰ نے فرعونیوں کو پھر سوچنے کا موقع دیا مگر جب انہوں نے پہلے سے زیادہ سرکشی اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے نیا عذاب نڈیوں کا بھیج دیا۔ جس نے تھوڑی سی دیر میں ان باغات کو کھا کر برابر کر دیا۔ مفسرین کہتے ہیں کہ نڈی دل کے علاوہ ایک کیزا (دیمک) ایسا پیدا ہوا کہ اس نے لکڑی کی مصنوعات کو کھا کر ختم کر دیا۔ اس طرح غلہ وغیرہ کو ایک چھوٹے سے جانور سرسری نے کھوکھلا کر دیا۔ یہ عذاب بھی قوم فرعون یعنی قبطیوں پر آیا۔ قوم موسیٰ علیہ السلام اس سے محفوظ رہی۔

(قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا۔ تفسیر روح المعانی۔ تفسیر روح البیان۔ قصص القرآن)

سوال: بتائیے نڈیوں کے عذاب کے بعد قوم فرعون پر کون سا عذاب آیا؟

جواب: نڈی دل کا عذاب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ختم ہوا اور قبطیوں کو ایمان لانے کے لیے مہلت دی گئی۔ مگر وہ پھر بھی سرکشی سے باز نہ آئے اور ایمان نہ لائے۔ تو ان پر چٹری اور جوں کا عذاب آیا۔ جوں جب آدمی کے جسم اور کپڑوں میں پڑ جاتی تو اس کا سکون ختم ہو جاتا اور نیند اڑ جاتی۔ جسم کھجائے کھجائے خون نکلنے لگتا۔ اس عذاب سے تنگ آ کر پھر روتے ہوئے موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا کہ ہم سچی توبہ کرتے ہیں خدا سے عذاب تلنے کی دعا کیجئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تو عذاب ختم ہو گیا۔

(قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر عزیزی)

سوال: فرعون کی قوم نے عذاب ختم ہوتے ہی پھر وعدے کی خلاف ورزی کی تو اس پر مینڈکوں کا عذاب کس طرح آیا؟

جواب: یہ عذاب ایسا تھا کہ فرعونیوں کے ہر گھر میں مینڈکوں کی اتنی کثرت ہو گئی کہ تنگ آ گئے۔ اگر کوئی کھڑا ہے تو مینڈک اس کے پاؤں میں آ کر گھس رہے ہیں۔ مینڈکوں کی اتنی کثرت کہ بیٹھنا اور لیٹنا بھی مشکل۔ کھانا پینا مشکل۔ ہنڈیا پک رہی

ہے تو اس میں مینڈک، کھانا کھا رہے ہیں تو روٹی کے لتھے میں مینڈک۔ کپڑے پہننے تو اس میں مینڈک گھس جاتے۔ اس عذاب سے تنگ آ کر پھر موسیٰ علیہ السلام سے دعا کی درخواست کی۔ آپ کی دعا سے اس عذاب سے نجات ملی۔

(قرآن حکیم انجیل پینڈیا۔ قصص القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر عزیزی)

سوال: ساتواں عذاب کون سا تھا جو فرعون کی قوم پر نازل ہوا؟

جواب: مینڈکوں کا عذاب ختم ہونے پر قوم فرعون کو پھر سوچنے کی مہلت دی گئی مگر ان کی نافرمانی بڑھتی گئی۔ چنانچہ ان پر خون کا عذاب نازل کیا گیا۔ کھانے پینے کی ہر چیز خون بن جاتی تھی۔ کنویں سے پانی نکالنے تو وہ خون بنا ہوتا۔ پانی کا پیالہ منہ سے لگاتے تو وہ خون بن جاتا۔ کھانا کھانے بیٹھتے تو کھانا خون بن جاتا۔ حتیٰ کہ سامنے محلے میں رہنے والے بنی اسرائیل کے گھر سے اگر کوئی فرعون پانی کا ایک گلاس مانگتا وہ پانی دے دیتا مگر فرعون کی ہاتھ میں آتے ہی وہ پانی خون بن جاتا۔

(القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر مہنی۔ تفسیر فیہ القرآن)

سوال: بعض مفسرین نے قوم فرعون پر آنے والی آفات کی وجوہات اور تفصیلات کیا بتائی ہیں؟

جواب: مفسرین و مؤرخین کہتے ہیں کہ فرعون کی قوم پر عذاب کی بڑی وجوہات خدا سے بغاوت و سرکشی۔ موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام کی بے عزتی و توہین۔ آپ کی امت پر ظلم و زیادتی میں اضافہ تھیں۔ جب ایک عذاب آتا تو سب فرعون روتے دھوتے موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتے کہ ہم عذاب ختم ہوتے ہی ایمان لے آئیں گے۔ ان کی دعاؤں سے جو کہ معجزہ تھا عذاب ٹل جاتا۔ مگر پھر وہی حرکت شروع کر دیتے۔ سعید بن جبیرؓ سے منقول ہے کہ یہ عذاب یا آفات اس وقت آئیں جب فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے مطالبے (یعنی بنی اسرائیل کی آزادی) کو تسلیم نہ کیا۔ قمل عربی میں عام طور پر جوں کو کہتے ہیں۔ توریت میں بھی اسے جوں ہی بتایا گیا ہے۔ لیکن ابن عباسؓ، مجاہدؓ، قتادہؓ، ابن جریرؓ اور رغبؓ جیسے ائمہ

نے اس لفظ کا اطلاق سرسری، چھوٹی ٹڈی، جوں، چھوٹی مکھی، ان سب کیڑوں پر کیا ہے۔ ان اقوال کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ فرعونوں پر عذاب نازل ہوا تو انسانوں پر جوئیں مسلط کر دیں۔ ان کے کھانے پینے کی چیزوں میں چھوٹی مکھیوں کو پھیلا دیا۔ ان کے جانوروں کو ہلاک کرنے کے لیے کیڑا پیدا کر دیا اور ان کے اناج اور غلہ میں گھن لگا کر خراب کرنے والی سرسری پیدا کر دی۔ ان سب کیڑوں کو قرآن نے قمل کی وسیع تعبیر میں بیان کر دیا۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: فرعون اور اس کی قوم کو عبرتناک سزا دینے کے لیے ایک اور برا عذاب کو نسا نازل فرمایا گیا؟

جواب: قرآن میں لفظ رجز استعمال کر کے صرف یہ کہا گیا ہے کہ ایک بڑا عذاب۔ مفسرین نے اسے طاعون، چنچک یا اسی طرح کی بڑی بیماری بتایا ہے۔ انہوں نے بیان کیا ہے کہ یہ بیماری ایسی پھیلی کہ نصف شب گزرتے ہی قبلی قوم کے ہر گھر میں جوان بیٹا اس مہلک مرض سے ختم ہو جاتا۔ ہر گھر ماتم کدہ بن گیا اور مصر میں کہرام مچ گیا۔ اس وبا سے رات کے ایک حصے میں ستر ہزار نو جوان قہرۃ اجل بن گئے۔ فرعون کا بھی پہلو ٹا پٹا مر گیا اور خدائی کا دعویدار اپنے بیٹے کو بھی نہ پہچان سکا۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم بنی اسرائیل کو مصر سے نکل جانے کا کیوں حکم دیا؟

جواب: مصر میں کہرام مچ گیا تو مصری خوفزدہ ہو کر فرعون سے کہنے لگے، یہ سب تیری وجہ سے ہو رہا ہے۔ تم بنی اسرائیل کو آزاد کر دیتے تو ہم پر یہ مصیبت نہ آتی۔ تم اب بھی بنی اسرائیل کو فوراً مصر سے نکال دو تا کہ ہمارا ملک ان کے وجود سے پاک ہو جائے، اس مطالبے پر فرعون بھی مجبور ہو گیا۔ تنگ آ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگا تم بنی اسرائیل کو مصر سے لے جاؤ۔ تم سب خالی ہاتھ جاؤ گے۔ یعنی

اپنے مویشی نہیں لے جا سکتے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس کی یہ شرط ماننے سے انکار کر دیا۔ اور فرمایا ہمارا ایک جانور بھی نہیں روک سکتے۔ آپ واپس گئے تو قوم نے پھر فرعون کو گھیر لیا کہ تم موسیٰ علیہ السلام کو کیوں روک رہے ہو۔ وہ جو کچھ چاہے اپنے ساتھ لے جائے۔ آخر فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا جو سامان اور جانور چاہو اپنے ساتھ لے جاؤ اور مصر خالی کر دو۔ قوم فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو منحوس سمجھنے لگی تھی۔ (سیرت انبیائے کرام۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو کیا خوشخبری سنائی؟

جواب: فرعون کے مطالبے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حکم خداوندی کا انتظار کیا۔ جب اللہ کی طرف سے بھی ہجرت کی اجازت مل گئی تو آپ نے قوم سے فرمایا، مجھے اللہ تعالیٰ نے مصر سے ہجرت کا حکم دے دیا ہے۔ اور فرعون نے بھی مصر چھوڑنے کا حکم دے دیا ہے۔ بنی اسرائیل اس آزادی پر خوش ہوئے۔

(القرآن۔ سیرت انبیائے کرام۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: بتائیے مصری عورتوں اور بنی اسرائیل کی عورتوں نے زیورات کا معاملہ کس طرح طے کیا؟

جواب: اسی دوران اسرائیلی عورتوں نے عید منانے کے لیے مصری عورتوں سے زیورات مستعار لیے ہوئے تھے۔ فرعون نے جب قوم بنی اسرائیل کو مصر چھوڑنے کا حکم دیا تو دبا پھوٹنے کی وجہ سے پوری قوم میں کہرام مچا ہوا تھا۔ اور قبیلی قوم فرعون سے مطالبہ کر رہی تھی کہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت کو جتنی جلدی ہو سکے مصر سے نکال دو ہمیں زیور وغیرہ نہیں چاہئیں۔ ایسا نہ ہو ان کے یہاں رکے رہنے کی وجہ سے کوئی اور مصیبت آجائے۔ چنانچہ مصری عورتوں نے اپنے زیور بھی واپس نہیں لیے۔

(سیرت انبیائے کرام۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کب اور کتنے لوگوں کو لے کر مصر سے ہجرت کر گئے؟

جواب: اللہ کے حکم کے مطابق آپ اپنی قوم کو لے کر راتوں رات مصر سے نکل گئے۔

مفسرین کے مطابق مہاجرین کی تعداد چھ لاکھ تھی۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)
سوال: مصر سے ہجرت کے وقت رات کے اندھیرے میں اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل پر کیا انعام فرمایا؟

جواب: رات کے اندھیرے میں اتنی بڑی تعداد کا سفر کرنا آسان نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے روشنی کے لیے ایک نورانی ستون اتار دیا جس سے تمام قافلے والے آسانی سے سفر کرتے رہے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ ممکن ہے عصاء موسیٰ روشنی کا کام دیتا رہا ہو۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء لابن کثیر۔ سیرت انبیائے کرام)
سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو مصر سے لے کر نکلے تو راستہ بھول گئے یا بھلا دیئے گئے۔ مفسرین نے کیا وجہ بتائی ہے؟

جواب: مؤرخین و مفسرین کہتے ہیں کہ آپ راستہ بھول گئے یا بھلا دیئے گئے کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا تھا کہ ایک زمانہ آئے گا جب تم کو گھر چھوڑنا پڑے گا۔ جب وہ وقت آئے تو میری لاش نکال کر اپنے ساتھ لے جانا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس وصیت کا علم نہیں تھا۔ جب راستہ بھول گئے تو بڑے بوزھوں کو اس وصیت کا خیال آیا۔ آپ کو یوسف علیہ السلام کی قبر کا بھی پتہ نہیں تھا۔ آپ نے اس کا پتہ چلایا۔ اس کے بعد لاش کے تابوت کو نکال کر ساتھ لے گئے۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے پہلو میں دفن کر دیا۔

(قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو مصر سے نکل جانے کا حکم دے کر گرفتار کیوں کرنا چاہا؟

جواب: اسے اس میں اپنی شکست دکھائی دیتی تھی۔ اور ویسے بھی اس نے ملک چھوڑنے کا حکم اپنی قوم کے مجبور کرنے پر دیا تھا۔ چنانچہ جب اسے معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل رات کے اندھیرے میں مصر سے نکل گئے ہیں تو اس نے انہیں گرفتار کرنے کی تیاری شروع کر دی۔ پورے مصر میں اعلان کر دیا کہ سب تیار ہو جائیں تاکہ موسیٰ

اور بنی اسرائیل کا عقاب کر کے بکڑا جائے۔ (القرآن۔ قصص القرآن۔ تفسیر ماحدی)

سوال: فرعون نے کتنی فوج لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کا عقاب کیا؟

جواب: وہ اپنی فوجی قوت اور قوم کی تعداد کے نشے میں سب کو لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیچھے چل دیا۔ اس کی یہ فوج اور قوم کی تعداد لاکھوں میں تھی۔ ان کے پاس تقریباً ستر ہزار گھوڑ سوار تھے اور بانی پیدل فوج۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام۔ تفسیر قرطبی)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے دریا کے پانی پر اپنا عصا مارا تو کس طرح راستے بنے؟

جواب: مفسرین و مؤرخین کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارہ بیٹوں کی اولاد میں سے تھے۔ اور یہ بارہ قبیلوں میں بھیلے ہوئے تھے۔ جو بڑھتے بڑھتے لاکھوں کی تعداد میں ہو گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریا میں اپنا عصا مارا تو اللہ کے حکم سے دریا میں بارہ راستے بن گئے یہ بھی موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا۔ ہر راستے سے ہر قبیلہ ایسے گزر گیا جیسے خشکی سے گزر رہا ہو۔ اس دریا کا گہرا پانی اس طرح کھرا ہو گیا جیسے پہاڑ کی چٹان یا جیسے پہاڑ کاٹ کر مزک بنا دی گئی ہو۔

(موضح القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: فرعون اور اس کا لشکر کیسے غرق کیا گیا؟

جواب: فرعون اور اس کا ہر آدمی حیرت سے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو دریا پار کرتے دیکھتا رہا۔ پھر اپنی قوم سے کہنے لگا دیکھا یہ سب سیری ہی برکت سے تھا۔ پھر کہا چلو جلدی اور بنی اسرائیل کو بکڑ لو۔ سب نے اپنی سواریاں اسی راستے پر ڈال دیں۔ فرعون جب اپنے تمام آدمیوں سمیت دریا کے بیچ میں پہنچا تو اللہ نے پانی کو طل جانے کا حکم دیا۔ اسی وقت پانی پہلے کی طرح ٹل گیا۔ فرعون اپنی فوج اور ساز و سامان سمیت غرق ہو گیا مفسرین کہتے ہیں کہ فرعون جب ڈکیاں کھانے لگا اور اسے موت نظر آنے لگی تو کہنے لگا کہ میں ایمان لایا۔ لیکن اب توبہ کا وقت گزر چکا تھا۔

(قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: بتائیے فرعون کو کس دریا میں غرق کیا گیا تھا؟

جواب: مؤرخین و مفسرین کے بقول وہ دریائے قلمز تھا جس میں فرعون اپنے لشکر سمیت غرق ہوا۔
(نقص الانبیاء لابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر قرطبی)

سوال: اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو یقین دلانے کے لیے فرعون کی لاش کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

جواب: فرعون اپنے لشکر سمیت غرق ہوا تو بنی اسرائیل آگے جا چکے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں یہ واقعہ بتایا تو انہوں نے یقین نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے دریا نے فرعون کی لاش کو باہر نکال کر ٹیلے پر پھینک دیا تاکہ ہر شخص دیکھ لے۔ شاہ عبدالقادر محدث دہلوی فرماتے ہیں میں فرعون کا ایمان بے وقت تھا اس لیے اسے فائدہ نہ پہنچا۔ اور پھر اس کا بدن اس لیے نکال پھینکا کہ بنی اسرائیل شکر کریں اور بعد میں آنے والے اس سے عبرت لیں۔ جدید تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ فرعون کی لاش آج تک محفوظ چلی آ رہی ہے۔ قدیم مصریوں نے اسے حنوط کر کے رکھ لیا تھا۔
(موسع القرآن۔ تفسیر مثنوی۔ ترجمانی القرآن۔ تفسیر نیا، القرآن)

سوال: بتائیے ایک نصرانی بادشاہ نے حضرت عمر فاروقؓ سے کیا سوال پوچھا تھا؟

جواب: ایک نصرانی بادشاہ نے حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ خلافت میں ان کے پاس چند سوالات لکھ بھیجے اور کہا کہ ان کا جواب آسمانی کتابوں کے حوالے سے دیا جائے۔ ان میں ایک سوال یہ تھا کہ بتلاؤ وہ کون سی زمین ہے جہاں ابتداء آفرینش سے قیامت تک صرف ایک دفعہ سورج نکلا نہ پہلے کبھی نکلا اور نہ آئندہ کبھی نکلے گا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے جواب کے لیے یہ سوالات حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کے حوالے کر دیئے انہوں نے فوراً جواب لکھ دیئے۔ اس سوال کا جواب انہوں نے دیا کہ وہ زمین دریاۓ قلمز کی وہی جگہ ہے جہاں فرعون غرق ہوا تھا۔ اس کے غرق ہوتے ہی پانی ٹل گیا۔
(احسن الروائع۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بنی اسرائیل کو کب فرعون کی غلامی سے نجات ملی اور فرعون کب غرق ہوا؟

جواب: مفسرین و مؤرخین نے عاشورہ کے دن کو بنی اسرائیل کی نجات اور فرعون کی غرقابی کا دن کہا ہے۔ (سیرت انبیاء کرام - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بنی اسرائیل فرعون سے نجات کے بعد وادیٰ تہ میں پہنچ گئے تھے۔ مفسرین نے تہ کے بارے میں کیا بتایا ہے؟

جواب: یہ قوم اللہ کے حکم سے دریا قلزم پار کر کے وادیٰ تہ میں پہنچ گئی۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ یہ ایک لٹ ووق میدان تھا۔ جس میں سخت گرمی پڑتی تھی۔ اور پانی دسبزہ کا نام و نشان تک نہ تھا۔ آرام و آسائش کی کوئی جگہ نہ تھی۔ اوپر کھلا آسمان اور نیچے جتنی زمین۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام بھی ان کے ساتھ تھے۔ (سیرت انبیاء کرام - قصص القرآن - تفسیر قرطبی)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل کو مصر سے نکلنے کے بعد میدان تہ میں رہنا پڑا۔ تہ کے معنی بتائیے؟

جواب: تہ کے معنی ہیں حیران و پریشان اور سرگردان ہونا۔ بنی اسرائیل اس میدان میں پہنچے تو یہاں سے مصر واپس جانے کی بڑی کوشش کرتے تھے۔ رات کو سفر شروع کرتے۔ ساری رات چلنے کے بعد صبح دیکھتے تو جہاں سے سفر شروع کیا تھا وہیں ہیں۔ اس حالت کو دیکھ کر پریشان ہوتے اور حیران رہ جاتے اس لیے اس وادی کا نام تہ پڑ گیا۔ یہی وادیٰ سینا بھی کہلاتا ہے۔ (تذکرۃ الانبیاء - قصص القرآن - قصص الانبیاء)

سوال: میدان تہ میں بنی اسرائیل کو چالیس سال تک رکھا گیا۔ مفسرین نے اس کی کیا حکمت بتائی ہے؟

جواب: بنی اسرائیل اسی میدان میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں قوم مغالہ کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے انکار کیا تو اللہ نے انہیں چالیس سال تک اسی میدان میں نظر بند رکھا۔ مفسرین نے اس کی حکمت یہ بھی بتائی ہے کہ وہ شہروں میں رہ کر آرام طلب اور بزدل ہو گئے تھے۔ دیہاتی زندگی اور ریگستانی زندگی کی مشقت سے باہت ہوئے۔ پھر چالیس سال میں پرانی نسل تقریباً ختم ہو گئی۔

نوجوانوں میں بہادری اور دلیری پیدا ہوئی اور پھر انہوں نے قوم عمالقہ سے جنگ کر کے اپنا آبائی وطن ارض مقدس واپس لے لیا۔

(قصص القرآن - تفسیر مظہری - تفسیر القرآن - تفسیر ابن کثیر)

سوال: وادی تہ میں موسیٰ علیہ السلام سے قوم کی پریشانی نہ دیکھی گئی۔ آپ نے اللہ سے دعا فرمائی تو کون سے انعامات خداوندی ظہور میں آئے؟

جواب: اس میدان میں بھی اللہ کے حکم سے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ان کے ہاتھوں معجزے رونما ہوئے۔ لقمہ دوق اور بے آب و گیاہ صحرا میں پانی کے بارہ چشمے ظہور میں آئے۔ بنی اسرائیل کے لیے ابر کا سایہ کیا گیا۔ من و سلویٰ نازل کیا گیا۔ اللہ نے یہ انعام بھی فرمایا کہ کپڑے نہ میلے ہوتے نہ پھٹتے تھے۔ اور بچے جو کپڑے پہنے ہوئے ہوتے بڑے ہونے کے ساتھ ساتھ کپڑے بھی بڑے ہو جاتے۔

(قصص القرآن - تفسیر فتح البیان - تفسیر ماجدی)

سوال: بتائیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں پر پتھر سے بارہ چشموں کا ظہور کس طرح ہوا؟

جواب: میدان تہ میں پانی نہ ہونے پر بنی اسرائیل پریشان ہوئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی۔ حکم ہوا اپنا عصا پتھر پر مارو چنانچہ بارہ چشمے جاری ہو گئے۔ ایک قبیلے کو ایک ایک چشمہ مل گیا۔ یہ موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا۔

(القرآن - قصص القرآن - تفسیر فتح القدیر - تفسیر القرآن)

سوال: اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو تپتی دھوپ میں کس طرح سایہ فراہم کیا؟

جواب: یہ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ اور انعامات خداوندی میں سے ایک ہے کہ بنی اسرائیل پر ابر کا سایہ کر دیا گیا تاکہ دھوپ کی تپش اور گرمی سے محفوظ رہ سکیں۔ سورج میں تیزی آتی تو ابر رحمت سے سایہ کر دیا جاتا۔

(القرآن - قصص القرآن - تفسیر القرآن)

سوال: بنی اسرائیل کے لیے من و سلویٰ کا نزول بھی انعام خداوندی اور حضرت موسیٰ علیہ

السلام کا معجزہ تھا۔ یہ من و سلوئی کیا تھا؟

جواب: من و سلوئی کے بارے میں مفسرین و مؤرخین نے مختلف رائے دی ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ من و سلوئی کی طرح میٹھی چیز ہوتی تھی۔ وحشیہ کے برابر دانے ہوتے تھے۔ رات کو شبنم کی طرح یا جیسے برف گرتی ہے آسمان سے گرتی تھی۔ اور ہر قبیلے کے پاس ڈھیر لگ جاتا تھا۔ سلوئی شیر جیسا پرندہ تھا۔ شام ہوتے ہی ہر قبیلے کی رہائش گاہ کے قریب دوڑے بھرتے تھے۔ اندھیرا ہوتے ہی پکڑ کر کباب بنا کر خوب کھاتے تھے۔ (القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: بتائیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل نے میدان تیرے میں کس طرح اللہ کی ناشکری اور نافرمانی کی؟

جواب: بنی اسرائیل پر اللہ کے انعامات نازل ہوئے اور بغیر محنت و مشقت کے کھانا پینا اور پہننے کے کپڑے ملے۔ ہر طرح کا آرام میسر آیا۔ مگر انہوں نے اللہ پر توکل نہ کیا اور گوشت جمع کر کے رکھنا شروع کر دیا۔ پھر انہیں من و سلوئی بھی اچھا نہ لگا اور خدا کا شکر کرنے کی بجائے کفران نعمت کرنے لگے۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ تفسیر مزینی۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: موسیٰ علیہ السلام کے سمجھانے پر بھی قوم باز نہ آئی تو انہیں کیا سزا دی گئی؟

جواب: انہوں نے گوشت جمع کرنا شروع کر دیا حالانکہ روزانہ تازہ گوشت انہیں ملتا تھا۔ اس کی سزا یہ ملی کہ گوشت گھنا شروع ہو گیا، پھر انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ ہم من و سلوئی کھا کھا کر تنگ آ گئے ہیں۔ ہمیں ساگ، مکڑی، گیہوں، مسور، لہسن اور پیاز وغیرہ کھانے کو دیا جائے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر ان چیزوں کو کھانے کے لیے تمہارا دل چاہتا ہے تو میدان تیرے سے نکل کر کسی شہر میں چلے جاؤ۔ (القرآن۔ قصص القرآن۔ تفسیر مزینی۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شریعت لانے کی کیوں درخواست کی؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی آزادی سے پہلے کہا کرتے تھے کہ آزادی

مل جائے تو اللہ تعالیٰ سے تمہارے لیے شریعت کی درخواست کروں گا۔ فرعون کی غرقابی کے بعد میدان تیرے میں آزاد پھرتے رہے اور فکر معاش سے بھی بے فکری ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے شریعت لا کر دیں جس کے مطابق ہم زندگی گزر سکیں۔

(قصص الانبیاء لایمن کثیر۔ تفسیر مابعدی۔ تفسیر فیاض القرآن)

سوال: موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے شریعت کی درخواست کی تو تیس دن کی چلہ کشی کا حکم ہوا۔ پھر دس دن اور: ہادیئے گئے، مفسرین نے اس کی کیا وجہ بتائی ہے؟

جواب: حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وعدہ دیا کہ پہاڑ پر تیس رات خلوت کرو تا کہ تمہاری قوم کو توریت دوں اس مدت میں انہوں نے ایک دن سواک کی۔ فرشتوں کو ان کے منہ کی خوشبو سے خوشی ہوتی تھی وہ جاتی رہی۔ اس کے بدل (کفارہ میں) دس رات اور بڑھا کر چالیس دن رات کی مدت پوری کی۔ مفسرین کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ اللہ سے ہم کلام ہونے والے تھے اس لیے انہوں نے سواک کر لی، حالانکہ اللہ کو روزے دار کے منہ کی بوسٹک کی خوشبو سے زیادہ محبوب ہے۔

(تفسیر بیضاوی۔ موضح القرآن۔ کشف الرحمن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر روانہ ہونے سے پہلے کس کو اپنا خلیفہ مقرر کیا اور ہدایات دی تھیں؟

جواب: کوہ طور پر چلہ کشی کے لیے جانے سے پہلے آپ نے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ اور جانشین بنایا اور انہیں فرمایا کہ قوم کی اصلاح و ہدایت کے لیے تلقین کرتے رہیں۔ (القرآن قصص القرآن۔ تفسیر کشاف۔ تفسیر قرطبی)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قوم کے چند بزرگوں کو بھی ساتھ لانے کے لیے کہا گیا تھا آپ کتنے لوگوں کو کوہ طور پر ساتھ لے گئے تھے؟

جواب: اللہ نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر بلایا تو قوم کے چند سمجھدار لوگوں

کو بھی ساتھ لانے کے لیے کہا گیا تھا۔ مگر آپ اللہ سے ہم کلامی کے شوق میں جلدی سے اکیلے ہی چل دیئے اور قوم کے بزرگوں سے کہا کہ میرے بعد آ جانا۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام۔ قصص القرآن)

سوال: کوہ طور پر آپ کو نبوت ملی تھی۔ وہیں تورات دینے کے لیے بلایا گیا۔ آپ کو تزکیہ نفس کے لیے کیا حکم ملا تھا؟

جواب: آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم تھا کہ تیس دن روزہ رکھیں اور رات کو قیام کریں۔ پھر یہ مدت دس دن بڑھا کر چالیس دن کر دی گئی۔ چنانچہ آپ نے تزکیہ نفس کے لیے دن کو چالیس روزے رکھے اور راتوں کو قیام کیا۔

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: بتائیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جلی خداوندی کا کیوں مطالبہ کر دیا تھا اور اس کا کیا نتیجہ نکلا؟

جواب: چلے کشتی مکمل کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو ہم کلامی کا شرف بخشا۔ آپ اس میں اتنے محو اور مسحور ہوئے کہ آپ نے خدا سے اپنا دیدار کرانے کی درخواست کر دی۔ اللہ نے کہا تو مجھے نہیں دیکھ سکتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اصرار بڑھا تو فرمایا کہ پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو۔ اللہ نے پہاڑ پر اپنی تجلی کی ایک جھلک ڈالی تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو گئے۔ ہوش آیا تو اللہ سے معذرت کی۔

(القرآن۔ تفسیر فتح البیان۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیغمبری عطا کی، براہ راست ہم کلامی کا شرف ملا۔ آپ کو تیسرا بڑا انعام کیا ملا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی ایک عظیم کتاب توریت عطا فرمائی جس میں بنی اسرائیل کو شریعت کے احکام دیئے گئے تھے۔ (القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ مولا عبدالمعز)

سوال: حضرت ہارون علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو محبت سے سمجھایا تو کتنے افراد ایمان لائے؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر جانے کے بعد بنی اسرائیل نے پچھڑے کی پوجا شروع کر دی تو حضرت ہارون علیہ السلام نے انہیں منع کیا۔ ان کے سمجھانے پر چھ لاکھ اسرائیلیوں میں سے صرف بارہ ہزار افراد ایمان لائے۔

(قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: پچھڑے کی پوجا کے سلسلے میں بنی اسرائیل کن گروہوں میں بٹ گئے؟

جواب: حضرت ہارون علیہ السلام کے سمجھانے کے باوجود یہ قوم تین گروہوں میں بٹ گئی۔ ایک گروہ جو بارہ ہزار افراد پر مشتمل تھا حضرت ہارون علیہ السلام کا حامی بن گیا۔ جس نے پچھڑے کی پوجا کو شرک اور گمراہی سمجھ کر چھوڑ دیا۔ دوسرا گروہ ایسے لوگوں کا تھا جنہوں نے جواب دیا کہ طور سے واپس آ کر اگر موسیٰ علیہ السلام نے پچھڑے کی پوجا سے منع کیا تو ہم چھوڑ دیں گے۔ تیسرا گروہ اس گمراہی میں اس قدر آ گئے نکل گیا کہ یہ لوگ کہنے لگے موسیٰ علیہ السلام اس سے منع نہیں کریں گے، بلکہ واپس آ کر وہ بھی (نعوذ باللہ) ہمارے طریقے پر چلیں گے، یا اگر ہمیں موسیٰ علیہ السلام نے منع کیا تو پھر بھی ہم پچھڑے کی پرستش نہیں چھوڑیں گے۔

(تاریخ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: بنی اسرائیل کو سونے کا پچھڑا سامری نے بنا کر دیا تھا۔ بتائیے وہ سونا کہاں سے آیا تھا؟

جواب: سامری نے بنی اسرائیل کو پوجا کرنے کے لیے پچھڑا اس زیور سے بنا کر دیا تھا جو قبطیوں یعنی فرعون کی قوم کے تھے یہ زیورات بنی اسرائیل کی عورتوں نے عید کی خوشیاں منانے کے لیے قبطی عورتوں سے ادھار لیے تھے۔ فرعون اور اس کی قوم غرق ہو گئی۔ اس لیے بھی زیورات واپس نہ ہو سکے۔ یہ زیورات بہت وزنی تھے۔ اور پہننے مشکل تھے۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر فتح البیان)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری سے پوچھا کہ تو نے یہ پچھڑا کس طرح بنایا ہے تو اس نے کیا جواب دیا؟

جواب: اس نے بتایا کہ میں نے فرشتے کے قدموں کے نیچے سے مٹی لی پھر میں نے وہ مٹی پھنڑے کے منہ میں ڈال دی۔ مفسرین نے مٹی اٹھانے کے بارے میں مختلف آراء پیش کی ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ شاید یہ اس وقت ہوا ہو جب بنی اسرائیل دریا میں گھسے اور پیچھے سے فرعون کا لشکر گھسا۔ اس حالت میں جبرائیل علیہ السلام دونوں جماعتوں کے درمیان کھڑے ہو گئے تاکہ ایک کو دوسرے سے ملنے نہ دیں۔ سامری نے کسی دلیل، وجدان یا سابق تعارف کی بنا پر سمجھ لیا کہ یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ ان کے پاؤں یا ان کے گھوڑوں کے پاؤں کے نیچے سے مٹی بھر مٹی اٹھالی۔ وہی سونے کے پھنڑے میں ڈال دی کیونکہ اس کے دل میں آئی کہ روح القدس کے قدموں کی خاک میں ضرور کوئی تاثیر ہوگی۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری کے لیے بددعا کی۔ بتائیے اس کا کیا اثر ہوا؟
جواب: وہ بنی اسرائیل سے اچھوتوں کی طرح الگ تھلک اور دور رہتا تھا۔ اگر وہ کسی سے ملتا یا کوئی اس سے ملتا تو دونوں کو بخار چڑھ جاتا۔ لوگ اس سے نفرت کرنے لگے۔ اور وہ اکثر آبادی سے الگ پڑا رہتا۔ موسیٰ علیہ السلام نے پھنڑے کو جلا کر اس کی راکھ ہوا میں جلا دی۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: گوشالہ کی پرستش کرنے پر بنی اسرائیل کو کیا سزا دی گئی؟
جواب: بنی اسرائیل نے اللہ سے توبہ کی لیکن قبولیت توبہ کی دو شرطیں تھیں۔ اپنے اس جرم کی سزا میں ایک دوسرے کے ہاتھوں قتل ہوں۔ دوسری یہ کہ ہر مجرم کو اس کا قریبی رشتہ دار قتل کرے۔ یعنی باپ بیٹے کو بیٹا باپ کو۔ بھائی بھائی کو۔

(القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: بتائیے قتل کرنے کی سزا میں کتنے افراد قتل کیے گئے؟
جواب: توریت میں تین ہزار افراد بتائے گئے ہیں جبکہ بعض مفسرین و مؤرخین کی روایات کے مطابق ستر ہزار افراد ایک دوسرے کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ قتل کے وقت سب برابر یا آندھی چھا گئی۔ (تفسیر کشف الرحمن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ توریت)

سوال: بنی اسرائیل نے توریت کو اللہ کی کتاب ماننے سے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کیا حکم دیا؟

جواب: آپ نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ یہ توریت کو اللہ کی کتاب ماننے سے انکار کرتے ہیں ان کا کیا کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس قوم کے ستر آدمی اپنے ساتھ کوہ طور پر لے جاؤ تاکہ ان کے سامنے ہمکامی ہو سکے۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو شرف ہمکامی بخشا جسے تمام افراد نے من لیا۔ (القرآن۔ قصص الانبیاء لاہی کثیر۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: ہفتے کے دن مچھلی کے شکار سے منع کیا گیا تھا۔ بنی اسرائیل کے جن لوگوں نے اس حکم کے خلاف کیا انہیں کیا سزا ملی؟

جواب: ان کی صورتیں مسخ کر دی گئیں۔ انہیں بندر اور سور بنا دیا گیا۔ ان میں انسانی فہم و شعور موجود تھا۔ وہ ایک دوسرے کو دیکھتے اور دیکھتے تھے۔ مگر بول نہیں سکتے تھے۔ تین دن کے اندر مر گئے۔ حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ ان کے جوان بندر اور بوڑھے سور بنا دیئے گئے۔ (القرآن۔ مکرۃ الانبیاء۔ تفسیر کشف الرحمن۔ تفسیر عثمانی)

سوال: بنی اسرائیل میں کب اور کون سا شخص قتل ہوا تھا جس کے لیے گامیذ بخ کرنے کا حکم دیا گیا؟

جواب: مفسرین کے بقول یہ واقعہ وادی تہ اور نزل توریت سے پہلے کا ہے۔ عامل نام ایک شخص قتل ہو گیا تھا۔ اس کے قاتل کا پتہ نہیں چلتا تھا۔ رشتے دار کبھی کسی پر شبہ کرتے تو کبھی کسی پر۔ آخر وہ فریاد لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا تو حکم ملا کہ گائے ذبح کی جائے۔

(تفسیر کشف الرحمن۔ درمنثور۔ قصص الانبیاء، مولا عبدالمعز)

سوال: گائے کے لیے بنی اسرائیل کو مختلف نشانیاں بتائی گئیں تھیں۔ بتائیے ایسی گائے کیسے ملی؟

جواب: حضرت وہب بن منبہ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک بہت ہی نیک آدمی

تھا۔ اس کے ایک ہی بیٹا تھا۔ اس شخص کے پاس گائے کا ایک بچڑا تھا۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اس بچڑے کو جنگل میں چھوڑ دیا اور بیوی کو وصیت کی کہ خیر سے جب میرا بیٹا بڑا ہو جائے تو اس کو جنگل میں بھیج کر یوں دعا کرنا ”اے ابراہیم علیہ السلام و اسحق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کے خدا! میں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ میرے باپ کا چھوڑا ہوا بچڑا میرے پاس آ جائے۔ لڑکا بڑا ہوا وہ ماں کا فرمانبردار تھا۔ مزدوری کر کے جو کچھ کماتا اس میں سے ایک تہائی خیرات کرتا ایک تہائی اپنے لیے رکھتا اور ایک تہائی ماں کو دے دیتا۔ اس بڑے کو بچڑا مل گیا۔ جو ایک پوری گائے بن چکا تھا۔ ماں نے بیٹے سے کہہ دیا کہ مجھ سے پوچھے بغیر بچڑا کسی کو فروخت نہ کرنا۔ امتحان لینے کے لیے ایک فرشتے نے اس لڑکے سے تین دن تک بچڑے کی بات کی کہ مجھے فروخت کر دے۔ وہ ہر روز اس کی قیمت لگاتا رہا۔ مگر لڑکا ہر روز یہی کہتا رہا کہ میں اپنی ماں سے دریافت کر دوں گا۔ فرشتہ کہتا رہا کہ تو اپنی ماں سے دریافت نہ کرنا جتنی قیمت مرضی لے لے۔ آخر تیسرے دن فرشتے نے لڑکے سے کہا دیکھ اس کی قیمت بہت آئے گی مگر تو اس کو اس وقت تک فروخت نہ کرنا جب تک اس کی کھال بھر کر سونا قیمت میں وصول نہ کر لے۔ لڑکا ہر روز کی بات ماں کو بتلاتا رہا۔ ماں یہی کہتی رہی جب تک مجھ سے دریافت نہ کر لے کسی سے ہاں نہ کرنا۔ مقتول کے ورثا گائے کی تلاش میں اس لڑکے تک پہنچے۔ تمام نشانیاں گائے میں موجود تھیں۔ قیمت دریافت کی تو کھال بھر کر سونا قیمت بتلائی۔ چار دن چار لکھی پڑی اور ذبح کر کے اس کے گوشت کا ٹکڑا مقتول کے بدن سے لگایا تو خدا کی قدرت سے مردہ فوراً زندہ ہو گیا۔ اور زخم سے تازہ تازہ خون ایسے بہنے لگا جیسے ابھی قتل ہوا ہو۔ اور اپنے قاتل کا نام بتلایا تو سب حیران ہوئے۔ کیونکہ اس کے قاتل بھیجے تھے جنہوں نے مال کے لالچ میں اسے جنگل میں لے جا کر قتل کر دیا تھا وہ مقتول نام بتلا کر دوبارہ مر گیا۔

(تفسیر کلف الرحمن۔ تفسیر برصغور۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: قوم عمالقہ کی طاقت کا اندازہ کرنے کے لیے کیا طریقہ اختیار کیا گیا؟

جواب: قوم عمالقہ کی طاقت کا اندازہ کرنے کے لیے بنی اسرائیل کے بارہ آدمی منتخب کر کے بھیجے گئے جو اس قوم کی حالت کا جائزہ لے کر رپورٹ پیش کریں۔ ان بارہ میں سے دو ایسے خدا ترس اور متقی تھے کہ انہوں نے عمالقہ پر چڑھائی کرنے کا مشورہ دیا۔ تو ریت کی روایت کے مطابق ان کے نام یوشع بن نون اور کالب بن یوشنا تھا۔ یوشع بن نون بعد میں نبی بنائے گئے اور موسیٰ کی وفات کے بعد ان کے جانشین بنے۔ (تفسیر عزیزی۔ تفسیر کشف الرحمن۔ تفسیر فتح القدیر۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: بتائیے جنگ بدر سے پہلے کس صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے کہہ دیا تھا کہ ہم اس قوم (بنی اسرائیل) کی طرح نہیں بنیں گے۔ موسیٰ علیہ السلام سے کہہ دیا تھا کہ تم اور تمہارا خدا جا کر دشمن سے لڑو؟

جواب: رسول اللہ ﷺ نے جنگ بدر سے پہلے دشمن سے لڑنے کے لیے صحابہؓ سے مشورہ فرمایا تو حضرت مقدادؓ نے یہ الفاظ کہے تھے۔

(سیرت النبی ﷺ۔ رحمۃ اللعالمین ﷺ۔ انبیاء النبی ﷺ)

سوال: حضرت ہارون نے کس پہاڑ پر اور کب وفات پائی؟

جواب: دونوں بھائیوں کی تبلیغ و تلقین کو چالیس سال گزر گئے۔ آخر ایک روز خدا کے حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے بھائی ہارون علیہ السلام اور یسعٰی (حضرت ہارون کے بیٹے) کو لے کر میدان تہ میں ایک پہاڑ ”HOR“ پر چلے گئے اور عبادت خداوندی میں مصروف ہو گئے۔ اس پہاڑ کی چوٹی پر ایک تخت جیسا چوترہ بنا ہوا تھا۔ اس پر ایک درخت کا سایہ تھا۔ ہارون علیہ السلام کو یہ جگہ بہت پسند آئی۔ آپ نے اپنے بھائی موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میرا یہاں آرام کرنے کو جی چاہ رہا ہے۔ مگر بشرط یہ ہے کہ تم بھی میرے ساتھ قیام کرو۔ انہوں نے بڑے بھائی کی شرط منظور کر لی۔ حضرت ہارون علیہ السلام نے آرام کے لیے سر زمین پر رکھا اور سر رکھتے ہی وقت اجل آ گیا۔ اور جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ بعض روایات

ہیں کہ وہیں دفن کیا گیا۔ (نقص القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ نقص الانبیاء)

سوال: بنی اسرائیل نے حضرت ہارون علیہ السلام کی وفات پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیا کہا؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے بھتیجے کو لے کر ہور (HOR) پہاڑ سے نیچے آئے اور اپنی قوم کو حضرت ہارون علیہ السلام کی وفات کا بتایا۔ قوم کو یقین نہ آیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے یقین دلانے کی کوشش کی لیکن بنی اسرائیل نے الالزام لگا دیا کہ تم نے خود ان کو مارا ہے۔ اس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بہت دکھ ہوا۔

(نقص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بنی اسرائیل نے حضرت ہارون علیہ السلام کی لاش دکھانے کا مطالبہ کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیا کیا؟

جواب: آپ نے خدا سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی میت کو آسمان سے اتار دیا زمین سے نکالا۔ اور سب لوگوں نے دیکھ لیا۔ ساتھ ہی خدا کی قدرت سے حضرت ہارون علیہ السلام زندہ ہو کر بولے۔ ”اے میری قوم! مجھے میرے بھائی نے نہیں مارا۔ بلکہ مجھے خدا کے حکم سے موت آئی۔“ یہ کہہ کر آپ پہلے کی طرح پھر مر رہے ہو گئے اور آپ کی لاش پھر غائب ہو گئی۔ (نقص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں فرعون مصر کون تھا؟

جواب: موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش فرعون مصر رعمیس ثانی کے زمانے میں ہوئی تھی۔ اسی نے بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ وہ نو سال تک مصر سے باہر اقوام سیویہ سے لڑتا رہا تھا۔ اس نے اپنے لڑکے منفتح کو جو اس کا تیرہواں فرزند تھا اپنی زندگی ہی میں اپنا ولی عہد بنالیا تھا اور اسے حکومت کے اہم کاموں میں شریک بھی کر لیا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے رعمیس کے زمانہ حکومت میں نکلے تھے اور جب وہ پندرہ سال یا بیس سال بعد واپس لوٹے تو رعمیس ثانی مر چکا تھا اور اب منفتح تخت حکومت پر فائز تھا۔ بنی اسرائیل ساڑھے چار سو سال تک

مصر میں فرعون کی اقتدار کے ماتحت رہے۔ (البدایہ والنہیہ۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: فرعون اور اس کی قوم پر مختلف قسم کی آفات ٹٹنے کے بعد کتنا عرصہ مہلت دی گئی؟

جواب: فرعون اور اس کی قوم پر عذاب آتے رہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے

ٹٹتے رہے۔ مگر وہ قوم پھر بھی راہ راست پر نہ آئی۔ محمد بن کعب اور علی بن حسین

سے روایت ہے کہ اگرچہ دعا قبول کر لی مگر اس کے بعد بھی چالیس سال تک

فرعون اور اس کی قوم کو مہلت دی گئی اور بنی اسرائیل کی آزمائش جاری رہی۔

(تفسیر المنار۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے ساتھ کس جگہ سے دریا پار کیا تھا؟

جواب: مفسرین کہتے ہیں کہ خلیج سوئس اس زمانے میں بحیرہ حرہ یا اس کے قریب تک پھیلی

ہوئی تھی۔ اور اس خلیج میں اسی سمت سے ان کا عبور ہوا تھا۔ بنی اسرائیل نے شمالی

مقام سے جو یمنون موسیٰ کے نام سے مشہور دریا عبور کیا تھا اور وہ مقام سوئس سے

زیادہ دور نہیں ہے۔ بنی اسرائیل کے عبور کا راستہ سوئس اور بحیرہ سرہ کے درمیان بتایا

گیا ہے۔ بعض مؤرخین کے بقول بحر احمر کے جہاز راں خلیج سوئس میں ایک جگہ کا

نام برکتہ فرعون (فرعون کا گڑا) بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عبور بنی اسرائیل یہاں

سے ہوا تھا۔ (قصص الانبیاء، تجارت۔ قصص القرآن۔ تفسیر المنار)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل نے ان سے پوجا کے لیے معبود بنانے

کا مطالبہ کیوں کیا؟

جواب: فرعون کی غلامی سے آزاد ہو کر بنی اسرائیل جب دشت سینا میں پہنچے تو اس کے

جنوبی علاقے میں مصریوں ہی کی ماتحت ایک قوم کو بتوں کے آگے سر جھکائے دیکھا

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ ہمارے لیے بھی ایسا معبود بنادیں۔

(قصص الانبیاء، تجارت۔ قصص القرآن۔ تفسیر المنار)

سوال: بنی اسرائیل نے دشت سینا میں کن مقامات پر سے گزرتے ہوئے بت خانے دیکھے

تھے؟

جواب: مفسرین کے بقول جزیرہ سینا میں جنوب کے علاقے میں موجودہ شہر طور اور ابو زہرہ کے درمیان تانبے اور فیروزے کی کانیں تھیں جن سے اہل مصر بہت فائدے اٹھاتے تھے اور ان کانوں کی حفاظت کے لیے مصریوں نے چند مقامات پر چھاؤنیاں قائم کر رکھی تھیں۔ انہی چھاؤنیوں میں سے ایک چھاؤنی مفقہ کے مقام پر تھی۔ جہاں مصریوں کا ایک بہت بڑا بت خانہ تھا جس کے آثار اب بھی موجود ہیں۔ اس کے قریب ایک اور مقام بھی تھا جہاں قدیم زمانے سے ساسی قوموں کی چاند دیوی کا بت خانہ تھا۔ غالباً انہی مقامات سے گزرتے ہوئے بنی اسرائیل کو ایک مصنوعی خدا کی ضرورت محسوس ہوئی۔ (تنبیہ القرآن۔ حصہ القرآن)

سوال: بنی اسرائیل کو سامری نے بچھڑہ کیوں بنا کر دیا؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک ماہ کے لیے کوہ طور پر جانے کا کہہ کر گئے تھے۔ مگر ان کو دس دن اوز ٹھہرنا پڑا۔ بنی اسرائیل اس تاخیر سے بے چین ہو گئے۔ ان میں ایک عیار شخص سامری تھا اس نے کہا پریشان کیوں ہوتے ہو۔ موسیٰ علیہ السلام سے غلطی ہو گئی۔ میں تمہارا معبود یہیں تم کو بنائے دیتا ہوں۔ چنانچہ اس نے بنی اسرائیل کی عورتوں سے زیور لے کر انہیں بھی میں ڈھالا اور بچھڑا بنا دیا۔

(القرآن۔ تفسیر المنار۔ تفسیر بیضاوی۔ قصہ الانبیاء)

سوال: قرآن نے کہا ہے کہ بچھڑے میں سے صرف آواز نکلتی تھی وہ زندہ بچھڑہ نہ تھا۔ مفسرین کی رائے کیا ہے؟

جواب: مفسرین نے اس کے بارے میں مختلف نظریات پیش کیے ہیں۔ ابو مسلم اصفہانی کہتے ہیں کہ سامری نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ مجھ کو بنی اسرائیل کے خلاف یہ بات سوچھی کہ آپ حق پر نہیں ہیں، میں نے کچھ تھوڑی سی آپ کی پیروی کی پھر وہ بھی چھوڑ دی۔ پھر اس نے سونے کا بچھڑہ بنایا جس میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے قدموں یا ان کے گھوڑے کے قدموں کی منی ڈالی تو اس میں سے آواز نکلتی لگی اس طرح اس نے بنی اسرائیل کو دھوکا دے کر ان سے زیور ہتھیا

لیے۔ عام مفسرین کی رائے میں آواز پیدا ہونا زندگی کے آثار ہیں جو جبرئیل علیہ السلام کے نقش قدم سے پیدا ہوئے۔ (تفسیر ابوسلمہ۔ تفسیر بیضاوی۔ ترجمان القرآن)
سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ستر آدمی کوہ طور پر گئے تھے۔ وہ خدائی آواز سن کر بے ہوش ہو گئے تھے یا مر گئے تھے؟

جواب: عام مفسرین نے حقیقی موت اور دوبارہ زندگی مراد لی ہے۔ بعض نے کہا کہ بے ہوش ہو گئے تھے مرے نہیں تھے۔ (تفسیر روح المعانی۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر المنار)
سوال: بنی اسرائیل بیت المقدس کو واپس لینے کے لیے قوم عمالقہ سے لڑنے کے لیے تیار کیوں نہیں تھے؟

جواب: ایک عرصہ تک غلامی میں رہنے کی وجہ سے ان کی ہمتیں پست ہو چکی تھیں اور وہ دوسروں کی غلامی کے عادی ہو چکے تھے۔ ان کے اخلاق و عادات بھی بگڑ چکے تھے۔ چنانچہ انہیں چالیس سال کی مہلت دی گئی کہ نئے اخلاق و آداب سے فائدہ حاصل کریں۔ اسی دوران بنی باہمت قوم تیار ہو گئی۔

(تاریخ ابن خلدون۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء الخبار)

سوال: مسلمان مفسرین نے من و سلوٹی کے بارے میں کیا بتایا ہے؟
جواب: قرطبی نے اسے ترجیح بتایا ہے اور اکثر مفسرین کی یہی رائے ہے۔ قتادہ کہتے ہیں کہ من (دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں غذا تھی جو نمود فجر سے لے کر سورج نکلنے تک آسمان سے گرتی رہتی۔ ہر شخص ایک دن کی ضرورت کے مطابق اسے جمع کر لیتا کیونکہ دوسرے دن وہ سڑ جاتی تھی۔ البتہ ہفتے کے چھ دنوں کے لیے جمع کی جاسکتی تھی کیونکہ ساتواں دن عید کا ہوتا تھا۔ سلوٹی بقول ابن عباسؓ اور بقول قتادہؓ ایک سرخی مائل پرندہ تھا۔ جس کے جھنڈ کے جھنڈ جنوبی ہوائیں اڑا لاتی تھیں وہب کہتے ہیں کہ یہ جھنڈ ایک میل کے طول و عرض میں صرف ایک نیزہ کی بلندی پر بنی اسرائیل کے سردوں پر پھیل جاتے تھے۔ مولانا تھانوی نے سلوٹی کا ترجمہ شیر کیا ہے۔ مولانا عبدہ مصری کہتے ہیں کہ من ایک سفید مادہ ہے شہد کی

مانند شیریں جو شبنم کی طرح فضا سے برستا تھا۔ ذائقہ مقوی ہے۔ سلوی ایک پرندہ ہے۔ یہ دونوں چیزیں طور کے اطراف و جوانب میں بکثرت ہوتی ہیں بعض کے بقول من وہ تمام کھانے پینے کی چیزیں ہیں جو بنی اسرائیل کو بغیر محنت ملتی تھیں۔

(مفردات - ترجمان القرآن - تفسیر قرطبی - تفسیر ابن عباس - قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رشتہ دار یعنی چچا زاد بھائی تھا۔ وہ کیا کہا کرتا تھا؟
جواب: قارون کا سلسلہ نسب قارون بن یسہر بن قاہت ہے اور موسیٰ علیہ السلام کا موسیٰ بن قاہت ہے۔ یہ امیر کبیر لیکن مغرور شخص کہا کرتا تھا، ”یہ دولت خدا نے مجھے میرے علم اور فہم و فراست کی وجہ سے دی ہے۔ خدا کو میری قابلیت و صلاحیت کا علم ہے۔ یہ مجھے ملنی ہی چاہیے تھی، کچھ خدا کا احسان نہیں۔“ چنانچہ خدا نے اسے دولت سمیت زمین میں دھنسا دیا۔
(قصص القرآن - قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: قارون کے زندہ دفن ہونے کا واقعہ کب پیش آیا؟

جواب: قرآن میں یہ واقعہ غرق فرعون کے بعد بیان ہوا ہے۔ اس لیے اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ یہ غرق فرعون کے بعد ہوا۔ بعض مفسرین تو اسے وادی تیار کا واقعہ بتاتے ہیں۔
(قصص القرآن - قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: مصر پر کتنے عرصہ تک فرعونوں کی حکومت رہی؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا فرعون کس دور میں گزرا ہے؟

جواب: فرعون شاہان مصر کا لقب تھا۔ کسی خاص بادشاہ کا نام نہیں تھا۔ تین ہزار سال قبل مسیح سے لے کر سکندر کے عہد تک فراعنہ کے اکتیس خاندان مصر پر حکمران رہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کے فرعون کا نام ہیکوس تھا۔ جبکہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا فرعون رمیس ثانی کا بیٹا منتاح تھا۔ اس کا دور حکومت ۱۲۹۲ ق م سے لے کر ۱۲۲۵ ق م تک ہے۔ رمیس کی ڈیڑھ سو اولاد میں سے یہ تیرھواں لڑکا تھا۔ بعض مؤرخین نے پیدائش کے وقت کا فرعون ولید بن مصعب بتایا ہے۔

(قصص القرآن - تاریخ الانبیاء - تاریخ و تحقیق احمد یوسف)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مصر سے نکلنے کے بعد مدین کو منتخب کیوں کیا؟
جواب: اتفاقی قتل کے بعد آپ فرعون سے بچنے کے لیے مصر سے نکلے تو مدین روانہ ہو گئے۔ مدین مصر سے آٹھ منزل پر واقع تھا۔ اور وہاں کے لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رشتہ دار تھے۔ آپ خود حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد سے تھے اور مدین کا ایک بڑا قبیلہ حضرت اسحاق علیہ السلام کے بھائی مدین بن ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے یہاں آباد تھا۔ حضرت سعید بن جبیرؓ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس طویل سفر میں اکیلے تھے اور کچھ پاس نہ تھا۔ خوراک میں درختوں کے پتوں کے علاوہ اور کچھ نہ تھا اس دور کے فرعون کا نام ولید بن مصعب اور کنیت ابو مرہ بھی بتائی گئی ہے۔
(تاریخ الانبیاء۔ تاریخ طبری۔ تاریخ ابن کثیر)

سوال: مدین میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بزرگ میزبان کون تھے؟
جواب: قرآن نے نام نہیں بتایا صرف شیخ کبیر کہا ہے۔ مفسرین و مؤرخین کی اکثریت کہتی ہے کہ یہ حضرت شعیب علیہ السلام تھے۔ حضرت حسن بصریؒ بھی یہی کہتے ہیں۔ ابن ابی حاتم نے بھی مالک بن انسؒ کی روایت سے یہی کہا ہے۔ تاہم بعض مفسرین میں سے کسی نے ان کو حضرت شعیب علیہ السلام کے برادر زادے یثرون بتایا ہے۔ کسی نے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا مرد مومن کہا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کا نام حو باب تھا اور یثرون ایک اعزازی لقب تھا۔ بعض نے یثری کہا ہے۔
(تاریخ طبری۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: مفسرین نے بقول حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کس نے اطلاع دی کہ فرعون انہیں قتل کرانا چاہتا ہے؟

جواب: قرآن نے اسے رجل مومن کہا ہے۔ حضرت مقاتلؒ اور حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ یہ مومن فرعون کا چچا زاد بھائی تھا اور یہ وہی شخص تھا جو شہر کے دوسرے کنارے سے دوڑ کر آیا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خبر دی تھی کہ فرعون انہیں قتل کرنا چاہتا ہے۔ بعض مفسرین نے اس کا نام حبیب بتایا ہے بعض نے شمعان لکھا ہے۔ ثلثی

نے حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے اس کا نام حزقیل لکھا ہے۔ قوم فرعون اس مرد موسیٰ کے پیچھے پڑ گئی۔ وہ بھاگ نکلے اور کسی پہاڑ میں روپوش ہو گئے۔

(تفسیر قرطبی - سیرت انبیائے کرام - تفسیر ابن کثیر)

سوال: کوہ طور پر چلے گئی کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت عطا کی گئی۔ اس کی کیا کیفیت بیان ہوئی ہے؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت کی تختیاں عنایت کی گئیں اور تاکید کی گئی کہ اس کتاب کو مضبوطی سے تمام لو اور اس کے احکام کو قائم کرو اور قوم کو بھی اس پر عمل کرنے کی تلقین کرو۔ علماء اسلام کہتے ہیں کہ اس واقعہ میں جن احکام کا نزول ہوا وہ کتاب توریت ہے جو تختیوں پر لکھی ہوئی تھیں۔ علماء نصاریٰ کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ اس سے مراد وہ احکام عشرہ (دس احکام) ہیں جو مذہب موسیٰ کی شریعت یا احکام عہد کے نام سے مشہور ہیں۔ لیکن توریت کے قدیم نسخوں میں احکام سے مراد کتاب توریت ہی ہے جو تختیوں پر تھی۔

(سیرت انبیائے کرام - العبد الحق - توریت)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جانے والے ستر افراد پر غضب الہی کیوں نازل ہوا؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم کو یقین دلانے کے لیے ستر بزرگ افراد کو طور پر ساتھ لے گئے تھے تاکہ وہ موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوتے سن لیں اور قوم کو یقین دلا دیں۔ لیکن سننے کے باوجود جب ان لوگوں نے اصرار کیا کہ سب تک ہم اللہ کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں ایمان نہیں لائیں گے۔ پھر ان پر غضب الہی ٹوٹ پڑا۔ ایک میبٹ ناک چمک اور کرکڑ دڈلے نے ان کو کچڑ لیا۔ اور سب ہلاک ہو گئے۔ (جمہور علماء یہی کہتے ہیں)۔ پھر جب موسیٰ علیہ السلام نے التجا کی کہ قوم کو میری ہمکلامی کا کون یقین دلائے گا تو اللہ تعالیٰ نے ان ستر افراد کو دوبارہ زندہ کر دیا۔

(تفسیر ابن کثیر - تفسیر روح المعانی - سیرت انبیائے کرام -)

سوال: بنائے قوم بنی اسرائیل پر کوہ طور پر کیوں معلق کر دیا گیا تھا؟

جواب: بنی اسرائیل نے اپنے ستر معززین کے کہنے اور موسیٰ علیہ السلام کے سمجھانے پر بھی دین حق کو قبول کرنے سے انکار کیا اور توریت کے احکامات کو جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ نے ایک دن زبردست زلزلے کے ذریعے کوہ طور کو ان کے سروں پر معلق کر دیا۔ اس بہت ناک منظر میں آواز آئی، کتاب توریت کو قبول کر لو اور اس کو مضبوطی سے عمل کے لیے تھام لو۔ روایت ہے کہ ایک فرشتے نے اللہ کے حکم سے یہ کام انجام دیا۔ اس عظیم الشان نشانی کو دیکھ کر سارے بنی اسرائیل نے احکام کی تعمیل کا وعدہ کیا اور اقرار کیا کہ یہ اللہ کی کتاب ہے اسی کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ چند دن اس قوم پر خوف طاری رہا پھر اسی طرح بے راہروی عود کر آئی۔

(الفرآن۔ سیرت انبیائے کرام۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: قوم بنی اسرائیل کو میدان تیار میں مقید کر دیا گیا تھا۔ اس میدان کا طول و عرض کتنا تھا؟

جواب: مصر اور بیت المقدس کے درمیان واقع یہ میدان حضرت مقاتلؓ کی تفسیر کے مطابق تیس فرسخ لمبائی اور نو فرسخ چوڑائی میں تھا۔ ایک فرسخ تقریباً ۴ میل ہو تو کل نوے میل لمبائی اور ستائیس میل چوڑائی بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پوری قوم کو جس کی تعداد تقریباً ۶ لاکھ تھی اس میدان میں قید کر دیا۔ قید کے اس چالیس سالہ دور میں حضرت ہارون علیہ السلام انتقال فرما گئے پھر چھ ماہ بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی وفات پا گئے اور پھر حضرت یوشع علیہ السلام نبی بنائے گئے۔ بنی اسرائیل کے نوجوانوں نے ان کی قیادت میں بیت المقدس فتح کیا۔

(تفسیر قرطبی۔ الفرآن۔ سیرت انبیائے کرام۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: قارون بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کرتا تھا۔ وہ کیوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دشمن بن گیا؟

جواب: مفسرین و مؤرخین کے بقول قارون نہ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کی برادری

میں سے تھا بلکہ آپ کا چچا زاد بھائی تھا۔ لیکن دولت مند ہونے کی وجہ سے بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پسند نہیں کرتا تھا جو کہ غریب خاندان سے تھے۔ محمد بن اسحاق کی روایت ہے کہ قارون توریت کا حافظ اور عالم تھا۔ مگر سامری کی طرح منافق ثابت ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام جن ستر افراد کو کلام الہی سنانے کوہ طور پر لے گئے تھے ان میں یہ بھی شامل تھا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اس لیے بھی دشمن بن گیا تھا کہ وہ کہتا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نبوت کے لیے چن لیا مجھے کیوں نہیں چنا۔ حضرت عطاءؒ سے روایت ہے کہ اسے حضرت یوسف علیہ السلام کا عظیم الشان مدفون خزانہ مل گیا تھا جس کی وجہ سے اس کے پاس دولت کے انبار لگ گئے تھے اور وہ دولت کے نشے میں دوسروں پر ظلم کرتا جبکہ موسیٰ علیہ السلام ظلم کے خلاف آواز اٹھاتے تھے۔ (تفسیر روح المعانی۔ تفسیر قرطبی۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: قارون کو کیوں زمین میں دھنسا دیا گیا؟

جواب: وہ نہ صرف مفیور و متکبر تھا بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دشمن بھی تھا۔ اس نے ایک عورت کے ذریعے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر الزام لگوا دیا۔ آپ نے اللہ سے التجا کی۔ آپ کی دعا قبول ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زمین کو حکم دیا کہ وہ قارون اور اس کے ساز و سامان کو نگل لے۔ زمین نے نگلتا شروع کیا یہاں تک کہ وہ اور اس کا مکان زمین میں دھنس گیا۔ (تفسیر ابن عباس۔ تفسیر ابن کثیر۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی کو کیوں خراب کیا؟

جواب: وہ کشتی بنی اسرائیل کے ایسے دس بھائیوں کی تھی جن میں سے پانچ اپنا حق اور معذور تھے۔ بقیہ پانچ بھائی محنت مزدوری کر کے سب کا پیٹ پالتے تھے۔ یہ کشتی جس ست جا رہی تھی وہاں ایک ظالم بادشاہ حکمران تھا جو اچھی اور نئی کشتی زبردستی چھین لیتا تھا۔ اس لیے حضرت خضر نے کشتی کو چمانے کی خاطر اسے عیب وار بنا دیا۔

(تفسیر ابن عباس۔ تفسیر امام بیہقی۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت خضر علیہ السلام نے ایک لڑکے کو بھی قتل کر دیا تھا۔ اس کی کیا وجہ بتائی گئی

ہے؟

جواب: وہ لڑکا والدین کا باغی اور نافرمان تھا۔ وہ لڑکا بالغ ہو کر کافر بننا اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنا اور والدین کے لیے بھی مصیبت بننا۔ اس لیے خضر علیہ السلام نے اسے بالغ ہونے سے پہلے ہی قتل کر دیا۔ ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس لڑکے کے والدین کو ایک لڑکی عطا کی جس کے بطن سے ایک نبی پیدا ہوئے۔ حضرت ابن عباسؓ کی روایت کے مطابق دو نبی پیدا ہوئے۔ بعض دوسری روایات میں ہے کہ اس لڑکی کے بطن سے پیدا ہونے والے نبی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ایک بڑی امت کو ہدایت دی۔

(تفسیر مظہری۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر ابن عباس)

سوال: حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اکٹھے سفر پر روانہ ہوئے تو راستے میں حضرت خضر علیہ السلام نے ایک دیوار کیوں مرمت کی تھی؟

جواب: جس گرتی دیوار کو مرمت کر کے سیدھا کیا گیا وہ اللہ کے ایک مقبول بندے کا مکان تھا۔ جس کے دو چھوٹے بچے تھے۔ اس نے مرنے سے پہلے ان بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے اس دیوار کے نیچے ایک خزانہ دفن کر دیا تھا۔ اگر دیوار گر جاتی تو لوگ خزانہ لے جاتے۔ چنانچہ حضرت خضر نے دیوار کو سیدھا کر کے کچھ عرصے کے لیے خزانہ محفوظ کر دیا۔ تاکہ بچے بڑے ہو کر خزانہ نکال لیں۔

(تفسیر مظہری۔ تفسیر قرطبی۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بیت المقدس کے قریب وفات پائی تھی۔ بتائیے آپ کو کہاں دفن کیا گیا؟

جواب: مقام اریحا میں جو ارض مقدس کے قریب ہے سرخ ٹیلے (کشیب احمر) کے قریب وفات پائی اور وہیں دفن کیے گئے۔ (فتح الباری۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد اور والدہ کا نام بتائیے؟ آپ کا سلسلہ نسب کیا تھا؟

جواب: آپ کے والد کا نام عمران بن قاست (قامت) تھا۔ والدہ کا نام یارخا یا یارخت بتایا گیا ہے۔ یوخانہ یا لمانہ بنت عبد بن لاوی۔ اور بعض نے لوقا بھی بتایا ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب ہے موسیٰ علیہ السلام بن عمران بن قاست بن لاوی بن یعقوب علیہ السلام بن اسحاق علیہ السلام بن ابراہیم علیہ السلام۔

(تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء ص ۱۱۱۱ عبدالمعز بن۔ تفسیر کشف الرحمن۔ تفسیر روح المعانی)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور کے فرعون ولید بن مصعب نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔ بتائیے اس نے کیا احکامات دیئے؟

جواب: اس نے حکم جاری کیا کہ تمام رعایا ادنیٰ سے اعلیٰ، مجھے سجدہ کرے۔ چنانچہ ہامان نے اسے سب سے پہلے سجدہ کیا۔ پھر دوسرے دزیروں اور سرداروں نے سجدہ کیا۔ دور دراز کے رہنے والوں کے لیے اس نے اپنے سونے کے مجسمے بنوائے۔ ان کے نیچے ہاتھی کے دانت، آبنوس اور چاندی کے تخت رکھے اور ان کے اس پاس سنہری درخت جڑوائے اور ان کی پتیاں زمرہ کی تیار کروائیں اور چاندی سے پرندے تیار کرائے۔ پھر ان کی چونچ میں جواہر دے کر زخمتوں کی ہر شاخ پر اس طرح بٹھا دیئے اور ہر جانور میں اس طرح کی ترکیب رکھی تھی کہ جس وقت بھی خادم اس تخت کو حرکت دیتے تو ان کے پیٹ میں سے آواز نکلتی کہ اے مصر کے لوگو! فرعون تمہارے خدا ہے اس کو سجدہ کرو۔ یہ آواز سن کر ہر قصبہ اور گاؤں والے اس موبقی کے آگے سجدہ ریز ہوتے۔ بنی اسرائیل نہیں مانتے تھے۔ اس نے بنی اسرائیل کو بھی سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ انکار کرنے والوں کو کھولتے ہوئے تیل کی دیگیوں میں ڈلوایا۔

(قصص الانبیاء ص ۱۱۱۱ عبدالمعز بن۔ تفسیر معز بن)

سوال: مفسرین دمیورضین کے بقول فرعون نے کتنے بچے قتل کروائے؟

جواب: بارہ ہزار لڑکے قتل کرائے اور نوے ہزار حمل گرائے تاکہ کسی گھر میں لڑکا پیدا نہ ہو۔ مگر خدا کی قدرت کہ بادشاہ کے خواب دیکھنے کے تیسرے سال حضرت موسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں تشریف لائے۔ (تذکرۃ العارف۔ قصص الانبیاء ص ۱۱۱۱ عبدالمعز بن)

سوال: فرعون نے ایک سال لڑکوں کا قتل بند کرنے کا حکم دیا اور ایک سال اس پر عمل کرنے کا۔ آخر کیوں؟

جواب: وزیروں نے فرعون سے کہا کہ بنی اسرائیل کے بڑے اپنی موت مر گئے اور بچوں کو تم نے قتل کر دیا تو پھر ہماری خدمت کون کرے گا چنانچہ اس نے حکم دیا کہ ایک سال کے لیے لڑکے قتل کر دیے جائیں اور ایک سال کے لیے چھوڑ دیئے جائیں۔ معافی کے سال حضرت ہارون علیہ السلام پیدا ہوئے اور جس سال قتل کرتے تھے اس سال موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ (تفسیر عزیزی۔ قصص الانبیاء۔ مولانا عبدالعزیز)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے بچپن میں صندوق کس بڑھئی نے بنایا تھا؟ اس کے ساتھ کیا ماجرا ہوا؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے سانوم نامی ایک بڑھئی سے بچے کے مطابق صندوق تیار کرایا۔ انہوں نے بڑھئی کو بتا دیا کہ لڑکا پیدا ہوا ہے۔ بڑھئی نے وعدہ کر لیا کہ کسی کو نہیں بتائے گا مگر انعام کے لالچ میں فرعون کے کارندوں کو بتانے کے لیے باہر نکلتا چاہا کہ اندھا ہو گیا اور اس کے دونوں پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ اس نے توبہ کی تو اللہ نے اسے نجات دی۔ حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ وہ بڑھئی کئی بار اندھا ہوا اور توبہ کے بعد ٹھیک ہوا۔ پھر اس نے سچی توبہ کی اور راتوں رات صندوق تیار کر کے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے پاس پہنچا دیا۔ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے مزدوری دینی چاہی تو اس نے کہا کہ اس خوش نصیب بچے کا ذیادہ میری مزدوری ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا۔ اپنی آنکھیں ان کے قدموں سے ملیں اور روانہ ہو گیا۔ (تفسیر عزیزی۔ تفسیر معالم القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے انہیں کچھ دن کس طرح فرعون کے کارندوں سے چھپا کر رکھا؟

جواب: فرعون کے کارندے گھر گھر تلاشی لیتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے آپ کو صندوق میں رکھ دیا۔ دودھ پلا کر اس میں سلا دیتیں۔ جہاں کہیں خطرہ

محسوس ہوتا صندوق کو دریا میں ڈال دیتیں (کیونکہ گھرو دریا کے کنارے تھا) اور ایک ڈوری سے اسے باندھ رکھا تھا۔ خوف طغی جانے کے بعد اسے کھینچ لیتیں۔ ایک مرتبہ ایک شخص گھر میں آنے لگا۔ جس سے بہت دہشت ہونے لگی۔ دوڑ کر انھیں اور بچے کو صندوق میں لٹا دیا۔ جلدی اور گھبراہٹ میں ڈوی باندھنا بھول گئیں۔ صندوق پانی کی موجوں کے ساتھ زور سے بہنے لگا۔ اس نہر میں چلا گیا جسے فرعون کھدوا کر نیل سے اپنے باغ میں لے گیا تھا اور اس نہر کا نام عین الشمس رکھا تھا۔

(تاریخ ابن کثیر۔ تفسیر مزیدی۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: فرعون کی بیٹی کے جسم پر سفید داغ تھے۔ بتائیے وہ کیسے دور ہوئے؟

جواب: علامہ بغویؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ فرعون کی بیٹی کے جسم پر سفید داغ تھے۔ نجومیوں نے کہا تھا کہ دریا میں ایک صندوق بٹے گا۔ جس میں ایک بچہ ہوگا۔ اس کا لعاب لگانے سے یہ داغ ختم ہو جائیں گے۔ جب یہ صندوق ملا تو فرعون کی لڑکی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لعاب اپنے داغوں پر لگائے تو وہ ٹھیک ہو گئی۔

(تفسیر معالم التنزیل۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالحزیز)

سوال: فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دودھ پلانے کے لیے کتنا روزیہ مقرر کیا؟

جواب: ام موسیٰ نے بچے کو گود میں لیا تو وہ دودھ پینے لگے۔ فرعون نے آپ کی والدہ کے لیے ایک اشرفیہ روزیہ مقرر کر دی اور کہا کہ اس لڑکے کو یہی والی دودھ پلاتی رہے۔ جب دودھ چڑایا تو والدہ موسیٰ کو سونے سے لدا ایک نچر اور کئی اونٹ اور نفیس چیزیں تحفے میں دے کر رخصت کیا۔ (تفسیر مزیدی۔ قصص الانبیاء۔ مولانا عبدالحزیز)

سوال: بتائیے نو برس کی عمر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کون سا واقعہ ظہور میں آیا؟

جواب: ایک دن فرعون نے آپ کو تخت شاہی پر بٹھایا اور اہراء و وزراء سب ارد گرد جمع تھے۔ فرعون نے اپنی عادت کے مطابق تکبر اور نخوت میں کفر بکنا شروع کر دیا۔ آپ غصے میں تخت سے نیچے اتر آئے اور تخت پر ایک لات ماری جس سے اس کے دونوں پاؤں ٹوٹ گئے اور تخت الٹا ہو گیا۔ فرعون تخت سے نیچے گر پڑا اور اس

کی ناک سے خون بہنے لگا۔ آپ بھاگ کر فرعون کی بیوی آسیہ (جو مسلمان تھیں) کے پاس آئے اور واقعہ بتایا۔ فرعون نے آ کر آسیہ کو ڈانٹا۔ بی بی آسیہ نے فرعون کو سمجھا بھگا کر روانہ کر دیا۔
(تفسیر عزیزی۔ قصص الانبیاء ص ۱۰۸ عبدالمعز)

سوال: حضرت شعیب علیہ السلام کی لڑکیوں کے نام بتا دیجیے جن کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پانی بھر کر دیا تھا؟

جواب: ان لڑکیوں کے نام صفورا اور شرہا تھا۔ جو بعد میں آپ کو بلانے آئی تھی وہ صفورا تھی اور اس نے آنچل سے منہ ڈھانپ رکھا تھا۔ اور راستہ بتانے کا یہ طریقہ اختیار کیا کہ جس گلی کی طرف مڑنا ہوتا اس طرف ٹکڑ بھینک دیتیں آپ اس طرف مڑ جاتے۔ یہ طریقہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بتایا تھا۔ ملازمت کے آٹھ سال پورے کرنے پر اسی لڑکی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نکاح ہوا۔

(تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر طبری)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت و رسالت عطا کرنے کے لیے طور پر جو آواز دی گئی مفسرین نے اس کے بارے میں کیا لکھا ہے؟

جواب: مفسرین کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ آواز اس طرح سنی کہ ہر جانب سے یکساں آ رہی تھی اور صرف کانوں سے نہیں بلکہ تمام بدن کے اعضاء سے سنا گیا۔ یا موسیٰ کے لفظ سے ندا دی گئی۔ آپ نے عرض کیا کہ یہ کلام خود آپ کا ہے یا کسی فرشتے کا۔ تو جواب ملا کہ میں ہی آپ سے کلام کر رہا ہوں۔ پھر جوتے اتارنے کا ستم اس لیے دیا گیا کہ تعظیم کرائی مقصود تھی۔ فرمایا گیا کہ ہم کلامی کا شرف اس لیے بخشا کہ تیری طرح میری طرف اور کوئی جھکا نہیں۔

(تفسیر ابن کثیر۔ روح المعانی۔ بحر مہیط۔ حارف اللہ ص ۱۰۸ تفسیر قرطبی)

سوال: ہامان نے فرعون کے کہنے پر جو بلند عمارت تعمیر کرائی وہ کیسی تھی؟

جواب: فرعون نے اسے کہا کہ اے ہامان! تو مجھے کی کچی اینٹوں کو آگ میں پکا کر ان سے ایک بلند عمارت تعمیر کراتا کہ میں اس پر چڑھ کر موسیٰ علیہ السلام کے معبود کا پتہ

لگاؤں۔ وہ محل چپاس ہزار راج اور مزدوروں کی محنت سے تیار ہوا۔ کچی اینٹ کی تعمیر سب سے پہلے اس محل کی ہوئی۔ لکڑی اور لوہے کا کام کرنے والے اس سے الگ تھے۔ اس سے زیادہ بلند عمارت اس زمانے میں کوئی نہیں تھی۔ فرعون نے اس کی چھت پر چڑھ کر دیکھا تو آسمان اتنا ہی اونچا نظر آیا۔ اللہ تعالیٰ نے بعد میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا تو انہوں نے ایک ہی ضرب میں محل کے تین ٹکڑے کر دیئے جس سے فرعون کی فوج کے ہزاروں آدمی دب کر مر گئے۔

(تفسیر قرطبی۔ معارف القرآن)

سوال: فرعون کے جادوگروں سے مقابلے کے لیے کتنی مہلت مانگی گئی اور اس کا کیا نتیجہ نکلا؟

جواب: حضرت دہب بن مسہب فرماتے ہیں کہ فرعون نے مہلت مانگی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انکار کر دیا۔ اس پر وحی اتری کہ مدت مقرر کر لو۔ فرعون نے چالیس دن کی مہلت مانگی جو منظور ہو گئی۔ (تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء، مولانا عبدالعزیز)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جن جادوگروں نے مقابلہ کیا ان کی تعداد کیا تھی؟ فرعون نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

جواب: کہا جاتا ہے کہ ان کی تعداد اسی ہزار یا ستر ہزار تھی۔ تیس ہزار، انیس ہزار اور بارہ ہزار کی روایات بھی ملتی ہیں۔ جب یہ سجدے میں گرے تو خدا تعالیٰ نے انہیں جنت دکھا دی۔ اس طرح انہوں نے اپنی منزل میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ لیکن فرعون نے ان سب کو اذیتیں دے کر شہید کر ڈالا۔ (قصص الانبیاء، لابن کثیر۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر عزیزی)

سوال: اللہ کے حکم سے کوہ طور کو معلق کر دیا گیا۔ مفسرین نے پہاڑ کی کیفیت اور بنی اسرائیل کی کیا حالت بیان کی ہے؟

جواب: ستر افراد نے قوم کو سارا قہر سنایا اور گواہی دی کہ موسیٰ علیہ السلام جو کہتے ہیں وہ حق ہے وہ خدا کے فرستادہ ہیں۔ لیکن اس میں انہوں نے آمیزش کر دی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ جس قدر ہو سکے عمل کرنا جو نہ ہو سکے معاف ہے۔ بنی

اسرائیل نے صاف کہہ دیا کہ ہم سے تو کسی قانون پر بھی عمل نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ کوہ طور کا گھڑا اٹھا کر ان کے سروں پر معلق کر دو کہ یا تو مانویا پہاڑ تم پر گرا دیا جائے گا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ پہاڑ گرا چاہتا ہے۔ تو فوراً سجدے میں بائیں رخ کر پڑے اور سیدھی آنکھ کی تنکھیوں سے پہاڑ کو دیکھ رہے تھے کہ گر تو نہیں رہا۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک یہودی جب بھی سجدہ کرتے ہیں تو اپنے بائیں رخ پر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ وہ سجدہ ہے جو رفع عذاب کی یادگار ہے۔ یہ بھی روایات ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اس پہاڑ کو اپنی جگہ سے اپنے پروں پر اٹھا کر لائیں اور قد آدم کے فاصلے پر سے بنی اسرائیل کے سر پر کھڑا کر دے تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ لشکر گاہ کا طول و عرض ایک ایک فرسنگ تھا اور یہ پہاڑ بھی اتنا ہی لمبا چوڑا تھا۔ (تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر مزیدی۔ قصص الانبیاء، ص ۱۰۷، مباحثہ ۱)

سوال: کوہ سینا سے کوچ کر کے بنی اسرائیل کہاں آئے اور ان پر کہاں بادل کا سایہ ہوا اور کہاں من وسلویٰ نازل ہوا؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر طور سینا سے کوچ کر کے ایلیم آ گئے۔ پھر ایلیم سے خروج کیا اور دوسرے ماہ کی پندرہویں تاریخ کو سین کے بیابان میں آئے اور اسی میں من وسلویٰ نازل ہوا۔ بنی اسرائیل جب دریائے تلزم کو عبور کر کے میدان تہ میں آئے تھے تو وہاں گری کی شدت تھی۔ خدا نے اپنے فضل سے ان پر بادل کا سایہ کر دیا تھا۔ (تفسیر حنفی۔ تفسیر مزیدی)

سوال: بت پرستی کے لیے پھڑپھڑانے والے شخص سامری کے بارے میں مفسرین نے کیا تفصیلات بتائی ہیں؟

جواب: بعض کہتے ہیں کہ وہ آل فرعون کا قبطی آدمی تھا جو موسیٰ علیہ السلام کے پڑوس میں رہتا تھا۔ آپ پر ایمان لایا اور جب مصر سے نکلے تو وہ بھی ساتھ تھا۔ یہ بھی روایات ہیں کہ یہ بنی اسرائیل کے ایک قبیلے سامرہ کا رئیس تھا۔ اور یہ قبیلہ شام میں مشہور تھا۔ حضرت سعید بن جبیرؓ نے فرمایا کہ یہ فارسی تھا اور کرمان کا رہنے والا تھا۔

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یہ ایسی قوم کا آدمی تھا جو گائے کی پوجا کرتی تھی۔ قرطی کے حاشیے میں لکھا ہے کہ ہندوستان کا ہندو تھا جو گائے کی عبادت کرتا تھا۔ مشہور یہ ہے کہ اس کا نام موسیٰ بن ظفر تھا۔ ابن جریر نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ جس سال سامری پیدا ہوا تو فرعون نے لڑکوں کو قتل کرنے کا حکم دے رکھا تھا۔ سامری کی والدہ نے اسے جنگل میں ایک گڑھے میں چھپا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو اس کی حفاظت اور غذا کے لیے مقرر کر دیا۔ اسے شہداء مکھن اور دودھ کھلایا گیا۔ وہ جوان ہوا۔ خود بھی کافر اور بنی اسرائیل کو بھی کفر میں مبتلا کیا۔

(سارف القرآن - تفسیر قرطبی - تاریخ ابن جریر)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام ۱۵۲۰ ق م میں مصر میں پیدا ہوئے۔ آپ نے وفات کب پائی؟

جواب: آپ نے ۱۴۰۰ ق م میں کوہ عباریم پر وفات پائی۔ اس وقت آپ کی عمر ۱۲۰ سال تھی۔ (تفسیر القرآن - قصص الانبیاء - قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بڑے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام ۱۵۲۳ ق م میں مصر میں پیدا ہوئے۔ آپ نے کب وفات پائی؟

جواب: آپ نے ۱۲۲ سال کی عمر میں ۱۴۰۰ ق م میں کوہ HOR پر انتقال فرمایا۔

(تذکرۃ الانبیاء - تاریخ الانبیاء - سیرت انبیاء کرام)

سوال: تورات میں حضرت ہارون علیہ السلام کو کاہن کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ آپ کے کن بیٹوں کا نام تورات میں بتایا گیا ہے؟

جواب: چار بیٹوں کا نام بیان ہوا ہے۔ ندب - ایبو - ابیرز - اتمر۔

(توریت - قصص القرآن - قصص الانبیاء)

﴿سیدنا حضرت خضر علیہ السلام﴾

حضرت خضر علیہ السلام اور قرآن

سوال: موسیٰ و خضر علیہما السلام کا واقعہ قرآن کی زبانی بیان کریں؟

جواب: پارہ ۱۵-۱۶ سورۃ الکہف آیات ۶۰-۸۲ میں یہ واقعہ تفصیل سے بیان ہوا ہے۔
 اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا** "اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے جوان (ساتھی) سے کہا کہ میں اس وقت تک باز نہ آؤں گا جب تک وہ دریاؤں کے ملنے کی جگہ نہ پہنچ جاؤں یا میں یونہی ساہا سال تک چلتا رہوں گا۔" آگے بتایا گیا کہ: **فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنَهُمَا نَبَيًّْا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا** "پھر جب وہ دونوں ان دریاؤں کے ملنے کی جگہ پہنچے تو وہ اپنی مچھلی وہاں بھول گئے اور اس مچھلی نے دریا میں سرگ جیسا اپنا راستہ بنا لیا۔" پھر ذکر ہے: **فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ إِنِّي غَدَا تَنَالِفًا لَّفِتْنًا مِنْ سَفَرِنَا هَٰذَا نَصَّبًا** "پھر جب وہ آگے نکل گئے تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا ہمارا کھانا ہمارے پاس لا، ہم نے تو اس سفر میں بڑی تکلیف اٹھائی۔" موسیٰ علیہ السلام کے ناشتہ کے مطالبہ پر ساتھی نے جواب دیا: **قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنسِينِيهِ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ جِئْتُكَ وَأَتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا** "خادم (نوجوان یوشع) نے جواب دیا آپ نے ملاحظہ بھی کیا جب ہم اس پتھر کے پاس ٹھہرے تھے تو میں وہاں مچھلی رکھ کر بھول گیا، اور مجھ کو یہ بات کہ میں آپ سے اس کا ذکر کرتا صرف شیطان ہی نے بھلائی، اور اس مچھلی نے کچھ عجیب طور پر دریا میں اپنا راستہ کر لیا۔" یعنی علیہ السلام نے ان کی بات سن کر فرمایا: **قَالَ**

ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبِغُ نَبِيًّا فَارْتَدَّا عَلَىٰ آثَارِهِمَا قَصَصًا ۝ ”موسیٰ علیہ السلام نے کہا وہی تو جگہ ہے جس کو ہم تلاش کر رہے تھے، پھر دونوں اپنے نشانہائے قدم کو دھونڈتے ہوئے اٹے پھرے۔ ارشاد ربانی ہے: فَوَجَدَا عَبْدًا مِنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا ۝ ”پس انہوں نے ہمارے بندوں میں اُس بندہ کو پالیا جس کو ہم نے اپنے پاس سے ایک خاص رحمت دی تھی اور ہم نے اپنے پاس سے ایک ایک خاص علم سکھایا تھا۔“ قَالَ لَهُ مُوسَىٰ هَلْ أَتَبِعُكَ عَلَىٰ أَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عَلَّمْتَ رُسُلَنَا ۝ ”موسیٰ نے اس سے (یعنی خضر سے) کہا کہ کیا میں تیرے ساتھ اس شرط پر رہ سکوں کہ جو مفید اور بھلی چیز تجھ کو سکھائی گئی ہے اس میں سے تو کچھ مجھ کو بھی سکھا دے۔“ (الفرقان۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر الکشاف)

سوال: موسیٰ علیہ السلام کو ساتھ رکھنے کے لئے خضر علیہ السلام کی طرف سے کیا شرط لگائی گئی؟

جواب: حضرت خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا پہلی بات تو میں یہ کہتا ہوں:

إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ ”یقیناً میرے ساتھ وہ کر تجھ سے صبر نہیں ہو سکے گا۔“

موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا: مَسْجِدُ رَبِّي إِنْ شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا ۝ ”انشاء اللہ تو مجھ کو ضبط کرنے والا پائے گا اور میں آپ کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ کروں گا۔“

موسیٰ علیہ السلام کو ساتھ چلنے کے لئے خضر علیہ السلام نے یہ شرط رکھی: قَالَ فَإِنْ أَتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّىٰ أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۝ ”خضر علیہ السلام نے کہا اچھا اگر تو میرے ساتھ رہنا چاہتا ہے تو اس وقت تک مجھ سے کسی چیز کے متعلق سوال نہ کیجیو جب تک میں خود تجھ سے اس کی بابت کوئی ذکر شروع نہ کروں۔“

(الفرقان۔ فتح القدیر۔ تفسیر خانی)

سوال: حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام کے سفر کرنے اور پیش آنے والے واقعات کی تفصیل قرآن نے کیا بتائی ہے؟

جواب: قرآن کریم نے اس واقعہ کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے: فَانطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ خَوْفَهَا ۚ قَالَ أَخَرْتُنِي لِتُعْرِقَ أَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا أَمْرًا ۝

فَإِنطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ خَوْفَهَا ۚ قَالَ أَخَرْتُنِي لِتُعْرِقَ أَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا أَمْرًا ۝

فَإِنطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ خَوْفَهَا ۚ قَالَ أَخَرْتُنِي لِتُعْرِقَ أَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا أَمْرًا ۝

فَإِنطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ خَوْفَهَا ۚ قَالَ أَخَرْتُنِي لِتُعْرِقَ أَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا أَمْرًا ۝

فَإِنطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ خَوْفَهَا ۚ قَالَ أَخَرْتُنِي لِتُعْرِقَ أَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا أَمْرًا ۝

فَإِنطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ خَوْفَهَا ۚ قَالَ أَخَرْتُنِي لِتُعْرِقَ أَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا أَمْرًا ۝

فَإِنطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ خَوْفَهَا ۚ قَالَ أَخَرْتُنِي لِتُعْرِقَ أَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا أَمْرًا ۝

فَإِنطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ خَوْفَهَا ۚ قَالَ أَخَرْتُنِي لِتُعْرِقَ أَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا أَمْرًا ۝

”پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب دونوں ایک کشتی میں سوار ہوئے تو حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی کا ایک تختہ توڑ کر سوراخ کر دیا، موسیٰ نے کہا کیا تو نے کشتی میں اس لئے سوراخ کر دیا کہ کشتی واٹوں کو غرق کرو، بیشک تو نے عجیب انوکھی بات کی۔“ خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو جواب دیا: میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا: إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ ”کہ یقیناً میرے ساتھ رہ کر تجھ سے صبر نہ ہو سکے گا۔“ موسیٰ علیہ السلام نے معذرت کرتے ہوئے فرمایا: لَا تُؤْخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُؤْهِفْنِي مِنْ أَمْرِي عَسَا ۝ ”موسیٰ نے (خضر سے) کہا کہ جو میں بھول گیا اس پر تو مجھ سے مواخذہ نہ کر اور میرے اس کام میں مجھے مشکل میں نہ ڈال۔“ کشتی کنارہ لگی تو دونوں اتر کر دریا کے کنارے کنارے چلے، راستہ میں ایک جگہ کچھ بچے کھیل رہے تھے، خضر علیہ السلام نے ان بچوں میں سے ایک بچے کو پکڑ کر اس کا سرتن سے جدا کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام سے اس بچے کے ساتھ یہ معاملہ دیکھانہ گیا آپ نے حضرت خضر علیہ السلام سے کہا: أَقْتَلْتُمْ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ ۚ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا نُكْرًا ۝ ”موسیٰ علیہ السلام نے (خضر علیہ السلام سے کہا) کیا تو نے بغیر کسی جان کے بدلہ ایک بے گناہ جان کو مار ڈالا، بیشک تو نے بڑی ہی انہونی اور بے جا بات کی۔“ خضر علیہ السلام نے پھر جواب دیا: أَقُلْ لَّكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ ”خضر علیہ السلام نے کہا کیا میں نے تجھ سے کہا نہ تھا کہ تو میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کر سکے گا۔“ موسیٰ علیہ السلام نے خضر علیہ السلام کو جواب دیا: قَالَ إِنْ سَأَلْتَكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَ هَذَا فَلَا تُصَلِّحْنِي ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا ۝ ”موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر میں اس واقعہ کے بعد تجھ سے کچھ پوچھوں تو تو مجھ کو اپنے ساتھ نہ رکھو، بیشک تو نے میری طرف سے عذر قبول کرنے میں انہاء کر دی۔“ اس عہد و بیان کے بعد دونوں حضرات آگے چلے تو ایک بستی میں ایک مکان کی دیوار مرنے کے قریب تھی، آپ نے اپنے ہاتھ کا سہارا لگا کر اسکو سیدھا کر دیا، اس واقعہ کو قرآن کریم میں یوں بیان کیا گیا ہے: فَانْطَلَقَا حَتَّىٰ

إِذَا آتَىٰ أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَ أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّقُوا لَهُمْ قَوْلًا بِهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقُضَ فَاقَامَهُ ۖ ”پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ایک گاؤں والوں پر پہنچے تو گاؤں والوں سے کھانا طلب کیا، مگر ان گاؤں والوں نے ان دونوں کی مہمان نوازی سے انکار کر دیا، لیکن ان دونوں نے اس گاؤں میں ایک دیوار دیکھی جو گراہی چاہتی تھی، یہ دیکھ کر خضر علیہ السلام نے اس دیوار کو سیدھا کر دیا۔“
خضر علیہ السلام نے بغیر کسی کے کہے سے اس دیوار کو اپنے ہاتھ سے سیدھا کر دیا، موسیٰ علیہ السلام برداشت نہ کر سکے اور فوراً کہا: لَوِ شِئْتَ لَتَعْدَتْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۝ ”موسیٰ نے کہا تو اگر چاہتا تو اس دیوار کی رستی پر ان گاؤں والوں سے کچھ مزدوری ہی لے لیتا۔“ اس لئے اس وعدہ کی بناء پر خضر علیہ السلام کو جواب دینے کا موقع مل گیا اور کہا: قَالَ هَٰذَا الْفَرَأْنِ بُيُوتِي وَبَيْتُكَ ۚ ”خضر علیہ السلام نے کہا بس اس وقت میرے اور تیرے درمیان علیحدگی ہونی ہے۔“

(القرآن۔ تفسیر مزہبی۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: موسیٰ اور خضر علیہما السلام میں جدائی سے پہلے حضرت خضر کی طرف سے اپنے کئے کی کیا وضاحت کی گئی؟

جواب: آپ کے کشتی توڑنے کی وجہ قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان کی: اَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسْلُكَيْنِ يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَعِيبَهَا وَكَانَ وَرَاءَ هُمُ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا ۝ ”وہ جو کشتی تھی وہ چند غریب آدمیوں کی تھی، جو دریا میں اس سے محنت مزدوری کرتے تھے، میں نے یہ ارادہ کیا کہ اس کشتی میں عیب پیدا کر دوں کیونکہ اُن کے سامنے کی طرف ایک بادشاہ تھا جو بے عیب کشتی کو زبردستی چھین لیا کرتا تھا۔“ کھیلنے ہوئے لڑکوں میں سے ایک لڑکے کو پکڑ کر اس کا سرتن سے جدا کرنے کی وجہ آپ نے یہ بیان کی: وَاَمَّا الْغُلَامُ وَكَانَ ابْنًا لِّمُؤْمِنَيْنِ فَخَشِينَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۝ فَأَرَدْنَا أَنْ يُبْدِيَ لَهُمَا زَهْرَ خَيْرٍ اٰمَنُهُ زَكَاةً ۚ وَالتَّوْبَتُ رُحْمًا ۝ ”اور بڑا وہ لڑکا تو اس کا حال یہ ہے کہ اس

کے ماں باپ دونوں ایمان والے تھے شوہم اس بات سے ڈرے کہ کہیں یہ ان ماں باپ پر سرکشی اور کفر کا اثر نہ ڈال دے لہذا ہم نے یہ چاہا کہ ان دونوں کا رب ان کو اس لڑکے کی بجائے کوئی ایسی اولاد دے دے جو پاکیزگی میں اس لڑکے سے بہتر اور رحم کرنے میں اس سے بڑھ کر ہو۔ آپ نے ہستی کے باشندوں کی طرف سے مہمان نہ بنانے اور اُن کی بے مروتی کے یا وجود ایک مکان کی دیوار کو سیدھا کر دینا تو اس کی وجہ یہ بیان کی: **وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزُ لَهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِن رَّبِّكَ**۔ ”اور رہی وہ دیوار سودہ گاؤں کے دو یتیم لڑکوں کی تھی، اور اس دیوار کے نیچے اُن لڑکوں کا مال مدفون تھا، اور ان لڑکوں کا مرحوم باپ ایک نیک آدمی تھا، پس تیرے رب نے اپنی رحمت سے یہ چاہا کہ وہ دونوں یتیم اپنی اپنی جوانی کو پہنچ جائیں، اور اپنا خزانہ خود نکالیں۔“ اور وضاحت کے بعد فرمایا: **وَمَا فَعَلْنَاهُ عَن أَمْرِنَا ط ذَلِكْ تَأْوِيلُ مَا لَهُ نُسْطِطُ عَلَيْهِ صَبْرًا** ”اور ان تمام کاموں سے کوئی کام میں نے اپنی رائے سے نہیں کیا، یہ ہے حقیقت اُن باتوں کی جن پر تجھ سے صبر نہ ہو سکا۔“

(القرآن - تفسیر ابن کثیر - تذکرۃ الانبیاء)

حضرت خضر علیہ السلام اور احادیث نبوی ﷺ

سوال: قصہ موسیٰ علیہ السلام و خضر علیہ السلام کے بارے میں ارشاد نبوی بتا دیجئے؟

جواب: حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے۔ ہماری آرزو تھی کاش موسیٰ علیہ السلام ذرا اور صبر کر لیتے تاکہ ان کے کچھ اور واقعات ہم کو معلوم ہو جاتے۔“ (تذکرۃ الانبیاء - صحیح بخاری - صحیح مسلم)

سوال: ارشاد نبوی کی روشنی میں بتائیے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام نے ملاقات کا کیوں حکم دیا گیا تھا؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ہم سے ابی بن کعبؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت

ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں کھڑے وعظ و نصیحت فرما رہے تھے کہ اسی دوران کسی نے آپ سے یہ دریافت کیا اے موسیٰ! یہ بتائیے اس وقت آپ نے بڑا عالم کون ہے؟ چونکہ آپ نبی تھے اور نبی سے بڑھ کر خدائی علوم کا عالم کوئی نہیں ہوتا۔ اس لیے آپ نے جواب دیا کہ اس وقت بڑا عالم میں ہی ہوں۔ یہ جواب حقیقتاً تو صحیح تھا مگر مقام نبوت کے خلاف تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کو آپ کی زبان سے یہ جواب پسند نہ آیا۔ ایسے سوال کے جواب میں آپ کو اللہ علم کہنا چاہیے تھا۔ اس لیے اس جملے پر آپ کی گرفت ہو گئی اور وحی نازل ہوئی کہ ہمارا ایک بندہ ہے جو بعض باتوں کا تم سے زیادہ علم رکھتا ہے۔ اس سے ملاقات کرو۔ موسیٰ علیہ السلام نے رب اللعالمین سے عرض کیا خدایا آپ کا وہ بندہ کہاں ملے گا۔ جواب ملا ہمارے اس بندہ کے ملنے کی جگہ وہ ہے جہاں دو دریا ملتے ہیں۔ قرآن کریم میں اس کے لیے مجمع البحرین کا لفظ آ رہا ہے۔

(قصص الانبیاء۔ ۱۰۷: ۱۰۸) تذکرہ الانبیاء۔ مجمع بخاری۔ مجمع مسلم)

سوال: حضرت خضر علیہ السلام نے جس دیوار کی مرمت کی تھی اس کی حقیقت رسول اللہ ﷺ نے کیا بیان فرمائی تھی؟

جواب: حضرت ابو درداءؓ نے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے کہ اس دیوار کے نیچے سونے اور چاندی کا ذخیرہ تھا اور اس نیک بندے کی نیت یہ تھی کہ جب یہ بچے بڑے ہو کر دیوار کی مرمت کریں گے تو ان کو یہ خزانہ مل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول بندے کی نیت کے مطابق ان بچوں کے لیے دیون خزانے کی کچھ عرصے کے لیے حفاظت کا بندوبست فرمادیا۔ (ترمذی۔ مستدرک حاتم۔ تفسیر مظہری)

حضرت خضر علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعات میں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کا بھی ذکر ملتا ہے۔ بتائیے انہیں خضر کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: مفسرین نے کہا ہے کہ خضر کے معنی ہرے بھرے کے ہیں۔ آپ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ جس جگہ بیٹھ جاتے تھے۔ کیسی بھی بنجر زمین ہو وہاں گھاس اگ کر زمین

سربر و شاداب ہو جاتی تھی۔ اس مناسبت سے آپ کو خضر کہا جاتا ہے۔

(قصص القرآن - تذکرۃ الانبیاء - قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: قرآن حکیم میں حضرت خضر علیہ السلام کا ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ آیا ہے۔ کیا خضر علیہ السلام نبی تھے؟

جواب: مفسرین و مؤرخین کا اس بارے میں اختلاف ہے۔ وہ کہتے ہیں انہیں رسول مانا جائے یا نبی یا محض ولی کا درجہ دیا جائے تاہم اکثر مفسرین انہیں نبی مانتے ہیں۔ بعض کی رائے ہے کہ آپ اللہ کے نیک بندے اور ولی تھے۔ اسی طرح بعض کہتے ہیں کہ آپ زندہ ہیں۔ لیکن اکثر کی رائے ہے کہ چونکہ قرآن و حدیث سے آپ کی حیات کا ثبوت نہیں ملتا اس لیے آپ کی بھی وفات ہو چکی ہے۔

(تفسیر عثمانی - قصص القرآن - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مجمع البحرین پر حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کا حکم دیا گیا تھا۔ یہ کون سی جگہ تھی؟

جواب: مجمع البحرین یعنی دو دوریاؤں کے ملنے کی جگہ۔ یہاں کون سے دو دریا اور ان کا سنگم ہے۔ اس کے بارے میں مفسرین کی مختلف آراء ہیں۔ مگر ان میں سے کوئی بھی حتمی نہیں ہے۔ البتہ جن حضرات نے ان میں بحر روم اور بحر قلزم اور دونوں کا سنگم مراہ لیا ہے وہ زیادہ قرین قیاس ہے۔ اور یہ ممکن ہے کہ جس زمانے کا یہ واقعہ ہے اس وقت ان دونوں میں ایسا خط اتصال موجود ہو جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے درمیان یہ واقعہ پیش آیا ہو۔ اس لیے کہ خروج مصر اور میدان تہ کے قیام کے دوران میں بظاہر ان دو سمندروں سے متعلق یہ واقعہ ہو سکتا ہے۔ حضرت سید محمد انور شاہ صاحب کے بقول یہ وہ مقام ہے جو آج کل عقبہ کے نام سے مشہور ہے۔

(قصص القرآن - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خضر علیہ السلام سے ملاقات کی جگہ معلوم ہو جانے کے بعد کیا درخواست کی؟

جواب: آپ نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ مجھے اس نیک بندے سے ملنے کا پورا پورا

طریقہ اور علامت بتا دیجیے تاکہ میں اس سے مل کر علمی استفادہ کر سکوں۔

(تفسیر قرطبی۔ حصہ الانبیاء مولانا عبدالعزیز۔ حصہ القرآن)

سوال: اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کے لیے کیا حکم ملا؟

جواب: ارشاد ہوا، اے موسیٰ علیہ السلام تم ایک مچھلی مل کر زخمل میں رکھ لو۔ اس کے بعد ان کی تلاش میں نکلو جس جگہ زخمل سے مچھلی زندہ ہو کر دریا میں پھلانگ دے وہیں ہمارا وہ بندہ ملے گا۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ حصہ الانبیاء)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام جب حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کے لیے روانہ ہوئے تو ان کے ساتھ کون تھا؟

جواب: آپ کے ساتھی حضرت یوشع علیہ السلام بن نون تھے۔ جنہیں بعد میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبوت عطا کی گئی۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خادم خاص تھے۔

(تفسیر قرطبی۔ حصہ الانبیاء لابن کثیر۔ میرات انبیاء کرام)

سوال: بتائیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت یوشع علیہ السلام کو کیا ہدایت دی تھی؟

جواب: آپ نے فرمایا تھا، خیال رکھنا جس جگہ یہ مچھلی زندہ ہو کر دریا میں کود جائے وہی ہماری منزل مقصود ہے۔ (تفسیر قرطبی۔ حصہ الانبیاء لابن کثیر۔ حصہ القرآن)

سوال: مچھلی کے زندہ ہونے اور حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کا واقعہ کس طرح پیش آیا؟

جواب: دونوں حضرت خضر علیہ السلام کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ چلتے چلتے راستے میں ایک پتھر آیا۔ دونوں اس پر سر رکھ کر سو گئے۔ مچھلی خدا کی قدرت سے زندہ ہوئی اور دریا میں کود گئی۔ اور جس جگہ کوئی وہاں خدا کی قدرت سے ایک سرنگ کی طرح راستہ بن گیا۔ یوشع علیہ السلام اس وقت خیمہ سے بیدار ہو چکے تھے۔ انہوں نے یہ حیرت انگیز واقعہ دیکھ لیا تھا۔ سوچا کہ موسیٰ علیہ السلام بیدار ہوں گے تو بتا دوں گا۔ مگر جب بیدار ہوئے تو ان کو تھلا بھول گئے۔ اور آگے سفر شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ چلتے چلتے رات ہو گئی۔ پھر رات بھر چلے پھر دوسرا دن ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا

بات ہے اب تو ہمیں مکان محسوس ہونے لگی ہے۔ آپ نے جب ناشتہ کے لیے مچھلی مانگی تو یوشع علیہ السلام کو یاد آیا اور آپ کو مچھلی کے زندہ ہو کر دریا میں چلے جانے کا واقعہ بتایا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا، وہی تو ہماری منزل تھی۔ چنانچہ واپس اس مقام پر آئے۔ وہاں چادر اوڑھے ایک شخص ملا اس سے بات چیت ہوئی۔ وہی حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ (تفسیر قرطبی۔ تذکرۃ الانبیاء۔ حصہ القرآن۔ فتح القدیر)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کشتی کس طرح توڑی؟

جواب: جب اس کشتی پر چڑھنے لگے تو کشتی والوں نے خضر علیہ السلام کو پہچان لیا اور مفت سوار کر لیا۔ اس احسان کے بدلہ یہ نقصان دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام کو اور زیادہ تعجب ہوا۔ لیکن کشتی پوری طرح کنارہ کے قریب پہنچ کر توڑی۔ لوگ ڈوبنے سے بچ گئے۔ اور توڑنا یہ تھا کہ ایک تختہ نکال ڈالا۔ یعنی اس میں صرف عیب پیدا کر دیا۔ جسے دوبارہ درست کیا جاسکے۔ (تفسیر مقبری۔ تفسیر مہنی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: جس دیوار کی حضرت خضر علیہ السلام نے مرمت کی تھی اس کے نیچے دی ہوئی تختی پر کیا نصیحتیں لکھی ہوئی تھیں؟

جواب: مفسرین بتاتے ہیں کہ اس تختی پر سات نصیحتیں لکھی ہوئی تھیں:

(۱) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

(۲) تعجب ہے اس شخص پر جو اس پر ایمان رکھتا ہے۔ پھر غمگین کیونکر ہوتا ہے۔

(۳) تعجب ہے اس شخص پر جو اس پر ایمان رکھتا ہے کہ رزق کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ ہے پھر ضرورت سے زیادہ مشقت اور فضول تم کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔

(۴) تعجب ہے اس شخص پر جو موت پر ایمان رکھتا ہے پھر خوش و خرم کیسے رہتا ہے۔

(۵) تعجب ہے اس شخص پر حساب آخرت پر ایمان رکھتا ہے پھر غفلت کیسے برتا ہے۔

(۶) تعجب ہے اس شخص پر جو دنیا اور اس کے انقلابات کو جانتا ہے پھر کیسے اس پر مطمئن ہو کر بیٹھتا ہے۔

(۷) لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ (واللہ اعلم بالصواب) (ماہنامہ القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

﴿سیدنا حضرت دانیال علیہ السلام﴾

حضرت دانیال علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: بتائیے حضرت دانیال علیہ السلام کو کس ایرانی بادشاہ نے قید کر دیا تھا؟

جواب: فارس (ایران) کے بادشاہ بخت نصر نے حضرت دانیال علیہ السلام کو قید میں ڈال دیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ پھر اس نے آپ کو ایسے کنویں میں بھیج دیا جس میں دو شیر تھے لیکن شیروں نے آپ کو کچھ نہیں کھا۔ (قصص الانبیاء لابن کثیر۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: اللہ تعالیٰ نے قید میں حضرت دانیال علیہ السلام کے لیے کھانے پینے کا انتظام کیسے کیا؟

جواب: ابن ابی الدنیاء فرماتے ہیں کہ جب تک اللہ نے چاہا آپ کنویں میں رہے اور بھوک پیاس لگی تو اس کا بندوبست اللہ نے یوں کیا کہ یہاں سے کوسوں دور بیت المقدس میں حضرت ارمیا علیہ السلام (یرمیا) کو وحی کے ذریعے حکم دیا کہ آپ کو کھانا کھلائیں اور پھر اللہ نے سواری مہیا کر دی۔ (قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: بخت نصر نے حضرت دانیال علیہ السلام کو قید کر دیا تھا۔ بتائیے بخت نصر نے کیا خواب دیکھا تھا؟

جواب: بادشاہ بخت نصر نے خواب دیکھا کہ ایک بڑا بت ہے جس کا سر سونے کا تھا اور ناف سے اوپر کا حصہ چاندی کا تھا اور نیچے کا حصہ تاجے کا اور نائیں لوہے کی تھیں۔ اور پاؤں مٹی کے۔ اتنے میں آسمان کی طرف سے ایک پتھر گرا جس نے بت کو پاش پاش کر دیا اور بت کے تمام اجزاء اپنے عناصر سے مل گئے اور وہ پتھر اتنا بڑا ہو گیا کہ تمام زمین اس سے بڑ ہو گئی۔ بخت نصر اس خواب سے حیران ہو گیا۔

(قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز۔ دائرة المعارف)

سوال: بادشاہ بخت نصر کے خواب کی تعبیر کس پیغمبر نے بتائی تھی؟

جواب: حضرت دانیال علیہ السلام خوابوں کی تعبیر کے ماہر تھے۔ کسی نے کہا کہ اس کی تعبیر دانیال علیہ السلام سے معلوم کی جائے۔ فوراً ان کو قید سے نکالا گیا۔ دانیال علیہ السلام کو نقیب نے کہا کہ بادشاہ کو سجدہ کریں۔ آپ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا کہ سوائے خدا کے کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں۔ دانیال علیہ السلام کے فعل کے لیے یہی بات کافی تھی لیکن بادشاہ نے معاف کر دیا کیونکہ وہ خواب کی تعبیر جاننا چاہتا تھا۔ حضرت دانیال علیہ السلام نے خواب سن کر فرمایا کہ بت مختلف قوموں کو ظاہر کرتا ہے۔ سونے سے مراد بخت نصر کی بادشاہی ہے۔ چاندی سے مراد وراثت سلطنت ہیں اور تانبے سے مراد اہل روم ہیں۔ اور لوہے سے مراد اہل ایران ہیں۔ اور مٹی سے مراد روزنی ہے (شاید یہ بھی اس دور کی کوئی حکومت ہوگی) اور پتھر سے مراد مذہب ہے جو بخت نصر کی سلطنت کو خاک میں ملا کر تمام روئے زمین پر پھیل جائے گا۔

(قصص الانبیاء: مولانا عبدالعزیز۔ دائرہ المعارف)

سوال: بتائیے بادشاہ بخت نصر نے حضرت دانیال علیہ السلام کو کیا سزا دی؟

جواب: حضرت عبدالرحمن بن جبیر فرماتے ہیں کہ بابل کی زمین عراق میں بخت نصر نے ایک بہت بڑا بت بنایا تھا اور لوگوں سے جبراً اس کو سجدہ کراتا تھا۔ جو اس بت کے آگے سجدہ نہ کرتا اس کو بھڑکتی آگ کی خندق میں پھینکوا کر جلا دیتا تھا۔ حضرت دانیال علیہ السلام اور ان کے دو ساتھیوں عزرا یا اور مسائل نے بت کے آگے جھکنے سے انکار کر دیا۔ تو ان تینوں کو بھی آگ میں ڈال دیا گیا۔ پروردگار عالم نے ان پر آگ کو ٹھنڈا کر دیا اور آگ میں ڈالنے والوں کو خود آگ میں ڈال دیا جو جل کر راکھ ہو گئے۔

(قصص الانبیاء: مولانا عبدالعزیز)

سوال: حضرت دانیال علیہ السلام کا زمانہ رسول اقدس ﷺ سے تقریباً آٹھ سو سال پہلے

کا ہے۔ حضرت دانیال علیہ السلام نے کہاں وفات پائی اور کہاں دفن ہوئے؟

جواب: آپ نے عراق میں بصرہ کے قریب تیسر شہر میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے کہا

جاتا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں حضرت ابو موسیٰ اشعرئیؓ نے تسبیح فتح کیا تو حضرت دانیال علیہ السلام کو ایک تابوت میں پایا جن کی رگیں اور مسام تک بھی اصل حالت میں تھیں۔ حرقوم نامی شخص نے حضرت دانیال علیہ السلام کا پتہ بتایا تھا۔ حضرت دانیال علیہ السلام کے ساتھ ایک مصحف تھا (جسے حضرت عمرؓ کے حکم سے حضرت کعبؓ نے عربی زبان میں منتقل کیا تھا) ایک مٹکا تھا جس میں چربی تھی۔ اور کچھ پرانے درہم اور ایک انگوٹھی تھی۔ انہوں نے یہ تمام صورتحال حضرت عمرؓ کو لکھ بھیجی تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت دانیال علیہ السلام کی میت کو پانی اور پیری کے چوں سے غسل دے کر کفنا یا جائے۔ پھر کسی ایسی جگہ دفن کیا جائے کہ کسی کو ان کی قبر کے متعلق علم نہ ہو۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے چار قیدیوں کو حکم دیا۔ تو انہوں نے ایک نہر کے پانی کو روکا اور کوئی بند لگا کر نہر میں بچوں سے چھ قبر کھودی اور حضرت ابو موسیٰ اشعرئیؓ نے حضرت دانیال علیہ السلام کو وہاں دفن کروا دیا۔ صرف یہ چار آدمی قبر کے بارے میں جانتے تھے۔ وہ واپس آئے تو حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں قتل کروا دیا کیونکہ ویسے بھی وہ کافروں سے جنگ کے نتیجے میں گرفتار ہوئے تھے اس لیے ان کا قتل جائز تھا۔ (تفسیر الانبیاء لابن کثیر)

﴿سیدنا حضرت یوشع علیہ السلام﴾

حضرت یوشع علیہ السلام اور قرآن

سوال: قرآن مجید میں کن مقامات پر حضرت یوشع علیہ السلام کا تذکرہ کیا گیا ہے؟
 جواب: آپ کا ذکر قرآن مجید میں صراحتاً کسی جگہ نہیں آیا البتہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تذکرے میں کئی جگہ نام کے بغیر ذکر آیا ہے۔ وہاں مفسرین کا کہنا ہے کہ حضرت یوشع علیہ السلام مراد ہیں۔ "وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ ۖ "اور جب کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے جوان سے" اسی طرح فَلَمَّا بَلَغَ بَلَغًا "بھر جب پہنچے دونوں"۔ اسی طرح فَلَمَّا جَاوَزَا میں بھی حضرت یوشع علیہ السلام مراد ہیں۔

(القرآن، تذکرۃ الانبیاء، تفسیر ابن کثیر، قصص القرآن)

حضرت یوشع علیہ السلام اور احادیث نبوی ﷺ

سوال: قرآن میں لَفَّٰہ کا لفظ بقول مفسرین حضرت یوشع علیہ السلام کے لیے ہے۔
 حدیث سے اس کی کس طرح تصدیق ہوتی ہے؟
 جواب: صحیحین کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فقی حضرت یوشع علیہ السلام بن نون ہیں۔ یہ حدیث حضرت ابی بن کعب سے روایت کی گئی ہے۔

(صحیح بخاری و مسلم، قصص القرآن)

سوال: بتائیے جس شخص کا واقعہ کس نبی کے ساتھ پیش آیا تھا؟

جواب: بیت المقدس کی فتح کے موقع پر جس جس شخص (سورج رکنے) کا واقعہ پیش آیا تھا۔
 حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یوشع علیہ السلام بن نون ہی کے لیے سورج مغرب بیت المقدس کے دوران چند راتوں کے لیے روک

دیا گیا تھا۔“ (سورہ صافات - قصص الانبیاء - البدایہ والنہایہ - قصص القرآن)

سوال: بنی اسرائیل نے اللہ کے حکم کو تبدیل کر دیا۔ قول میں یہ تبدیلی بخاری میں اس طرح روایت کی گئی ہے کہ بنی اسرائیل نے حطہ کی بجائے حیتانی شعیر (بالوں میں دانے) کہنا شروع کر دیا یا حطہ کی بجائے حطہ (گیہوں) کہتے داخل ہوئے۔ یعنی معاف فرما کی جگہ حَبَّةٌ وَفِی شَعْرَةٍ (ہم کو محفوظ غلے کی ضرورت ہے) کہتے ہوئے داخل ہوئے۔ گویا یہ اللہ کے حکم کے ساتھ مذاق تھا۔؟

(صحیح بخاری - قصص القرآن - سیرت انبیاء کرام)

حضرت یوشع علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: حضرت یوشع علیہ السلام کا نام قرآن پاک میں کہیں نہیں آیا اور نہ صراحتاً ذکر ہے۔ مفسرین نے کس انداز سے آپ کا ذکر کیا ہے؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تذکرے میں کئی مقامات پر آپ کا ذکر بغیر نام لیے آیا ہے۔ مفسرین کہتے ہیں کہ آیات وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ میں (اور جب کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے جوان سے) یہاں جوان سے مراد یوشع علیہ السلام ہے۔ اس طرح فلما بلغا (پھر جب پہنچے دونوں) یہاں دونوں سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت یوشع علیہ السلام ہیں۔ فلما جاوزا میں بھی موسیٰ علیہ السلام اور یوشع علیہ السلام مراد ہیں۔ اسی طرح قسار و جلن میں بھی ایک حضرت یوشع علیہ السلام اور دوسرے کالب بن یوفرا مراد ہیں۔ (الفرقان - تذکرۃ الانبیاء - تفسیر مظہری - تفسیر ابن کثیر)

سوال: بتائیے حضرت یوشع علیہ السلام کون تھے؟

جواب: آپ اللہ کے نبی تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ان کے خادم تھے اور حضرت ہارون علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ مقرر ہوئے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت بھی عطا فرمائی۔

(قصص القرآن - قصص الانبیاء - سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت یوشع علیہ السلام کا سلسلہ نسب بتا دیجیے؟

جواب: مفسرین کے بقول آپ حضرت یوسف علیہ السلام کے پڑپوتے تھے۔ سلسلہ نسب یوشع بن نون بن افرائیم بن یوسف علیہ السلام بن یعقوب علیہ السلام بن اسحاق علیہ السلام بن ابراہیم علیہ السلام ہے۔ مؤرخین نے انہیں اسباط یوسف (اولاد یوسف) شمار کیا ہے۔ (تذکرۃ الانبیاء: حصہ القرآن)

سوال: بنی اسرائیل کو عاتقہ سے جنگ میں فتح کی بشارت دی گئی تھی۔ بتائیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کس نبی کو سپہ سالار مقرر کیا تھا؟

جواب: بشارت کے باوجود بنی اسرائیل نے جنگ نہیں کی اور اس جرم میں چالیس سال تک میدان تیر میں قید رہے۔ اسی قیام کے دوران حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام وفات پا گئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی زندگی میں حضرت یوشع علیہ السلام کو قوم عاتقہ سے جنگ کے لیے امیر پیش (سپہ سالار) مقرر کر دیا تھا۔ (تذکرۃ الانبیاء: حصہ القرآن)

سوال: حضرت یوشع علیہ السلام کو بیت المقدس فتح کرنے کا حکم کس نے دیا اور اس کا کیا نتیجہ نکلا؟

جواب: چالیس سال کی مدت پوری ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت یوشع علیہ السلام کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر قوم عاتقہ سے جنگ کرو اور اس ظالم و جابر قوم سے بیت المقدس کو آزاد کرو۔ آپ نے اس حکم کے بارے میں بنی اسرائیل کو بتایا۔ وہ وادئ تیر سے نکل کر اپنے نبی کی قیادت میں بہادری سے لڑے تو اللہ تعالیٰ نے فتح و نصرت عطا فرمائی۔ (القرآن: تاریخ الانبیاء: حصہ القرآن: تفسیر مطبری)

سوال: مفسرین نے بیت المقدس فتح ہونے اور عاتقہ پر بنی اسرائیل کے غلبے کی کیا وجوہات بتائی ہیں؟

جواب: مفسرین کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے ان لوگوں کے آباء اجداد نے اللہ اور اللہ کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حکم کو مانا اور جنگ سے انکار کیا اس لیے سزا کے طور پر میدان تیر میں چالیس سال جھکتے رہے۔ جب جنگ کی تو کامیاب ہوئے۔ وجہ

یہ تھی کہ نئی نسل کے ذہن میں تھا کہ بیت المقدس ہمارا قدیم وطن ہے۔ دوسرے یہ کہ قوم عمالقہ نے زبردستی اس پر قبضہ کر رکھا ہے اور ہم چالیس سال سے گھر سے باہر میدان میں پڑے ہیں۔ تیسرے یہ کہ قوم عمالقہ کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے نبی کے ذریعے کامیابی و فتح کی خوشخبری دے دی تھی۔ چوتھی بات یہ کہ وہ نبی کی قیادت میں جنگ کر رہے تھے اور پانچویں یہ کہ انعام خداوندی کے طور پر صندوق سیکنہ بھی ان کے پاس تھا۔ (القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: صندوق سیکنہ کے متعلق بعض مفسرین نے کیا رائے دی ہے؟

جواب: مولانا عبدالمجید دریا آبادی لکھتے ہیں کہ ”یہ بنی اسرائیل کا اہم ترین ملی و قومی ورثہ تھا۔ اس کے اندر اصل نخبہ توریت مع تمکات انبیاء علیہ السلام محفوظ تھا۔ اسرائیلی اس کو انتہائی باہرکت و تقدیس کی چیز سمجھتے تھے۔ اس کے ساتھ برتاؤ انتہائی احترام کا رکھتے تھے۔ سفر دھڑ، جنگ و امن ہر حال میں اسے بڑی حفاظت سے رکھتے تھے۔“ صاحب قصص القرآن کہتے ہیں: ”جب بنی اسرائیل جنگ کے لیے تیار ہوئے تو خدا کے حکم سے عہد قدیم کا صندوق (تابوت سیکنہ) ان کے ساتھ تھا۔ اس میں عصاء موسیٰ علیہ السلام، پیرائیں (کرت) یارون علیہ السلام اور منیٰ کا مرتبان بھی تھا۔ اور ان کے علاوہ دوسرے تمکات بھی تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا تھا کہ وہ منیٰ کو محفوظ کر لیں تاکہ تمہاری آئندہ نسلیں بھی مشاہدہ کر لیں کہ تم پر خدا کا کیسا انعام ہوا تھا۔“ (قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ توریت)

سوال: بنی اسرائیل نے حضرت یوشع علیہ السلام کی سرکردگی میں جو علاقہ فتح کیا مفسرین نے اس کی ترتیب کیا بتائی ہے؟

جواب: اس فتح میں نہ صرف بیت المقدس واپس ملا بلکہ کنعان کا پورا علاقہ جہاں سے حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے خاندان کے ساتھ ہجرت کر کے مصر آئے تھے وہ بھی واپس مل گیا۔ ارض فلسطین اور اس میں واقع بیت المقدس اور کنعان اور قرب و جوار کا علاقہ بنی اسرائیل نے اس ترتیب سے فتح کیا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے

حضرت یوشع علیہ السلام اور بنی اسرائیل نے اریحا میں سب سے پہلے علاقہ کو شکست دی اور اس کے بعد ارض کنعان کو فتح کرتے ہوئے ارض فلسطین جا پہنچے اور بیت المقدس کو بھی فتح کر لیا۔ یہ مقام ان کی فتوحات کا مرکز تھا۔ اور ارض موعود میں موجود شام، لبنان کا کچھ حصہ اور فلسطین و اردن کا بعض علاقہ شامل تھا۔

(تفسیر ماحدی۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو شہر میں داخلے کے وقت کیا حکم دیا تھا؟

جواب: انہیں حکم ہوا کہ اپنے قدیمی شہر بیت المقدس میں داخل ہوں تو متکبر اور مغرور انسانوں کی طرح اکثر اور سینہ تان کر داخل نہ ہوں بلکہ ایسی انکساری کے ساتھ اور سر جھکائے داخل ہوں کہ دیکھنے والے یہ سمجھیں کہ یہ لوگ واقعی انعام خداوندی کے مستحق تھے۔ اور اس انعام کی قدر کر رہے ہیں۔ انہیں لفظ حظ (یعنی ہمارے گناہ اور کوتاہیاں معاف کر دے) کہتے ہوئے داخل ہونے کا حکم دیا گیا تھا۔ یہ بستی بیت المقدس یا اس کے قریب کی کوئی بستی تھی اور ہو سکتا ہے اریحا ہو۔

(تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر طبری۔ معارف القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: بنی اسرائیل اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے کس انداز سے شہر میں داخل ہوئے؟

جواب: انہوں نے اللہ کی نافرمانی کی اور بڑے غرور اور تکبر سے شہر میں داخل ہوئے اور مفسرین کے بقول حظہ کی جگہ حنطہ فی شعیر یعنی جو گیہوں جو ملے ہوئے۔ یا حنطہ احمر و (لال گیہوں) کہتے رہے۔ یعنی قرآن میں ہے کہ انہوں نے الفاظ بدل دیے۔ انکساری سے داخل ہونے کی بجائے پاؤں آگے بچھا کر سرینوں کے بل زمین پر گھٹے ہوئے داخل ہوئے۔ (فوائد شاہدہ۔ کشف الرحمن۔ قصص القرآن)

سوال: اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اس نافرمانی کی کیا سزا دی؟

جواب: مفسرین کہتے ہیں کہ جس بستی میں (بقول ابن عباسؓ وہ بستی اریحا تھی) داخلے کے لیے عاجزی اور شکر ادا کرنے کا حکم تھا اس میں غرور و تکبر سے داخل ہوئے تو اللہ نے ان کو یہ سزا دی کہ ان پر طاعون یا اولے کا عذاب آیا۔ اور دو پیر تک ستر ہزار

یہودی مر گئے۔ (تفسیر قرطبی۔ کشف الرحمن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بائبل میں الیعس یا الیسع حضرت یوشع علیہ السلام بن نون ہی کو بتایا گیا ہے۔ جبکہ قرآن میں حضرت الیسع علیہ السلام کا نام آیا ہے۔ آپ کی وفات کب ہوئی؟

جواب: آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خادم اور پھر خلیفہ بنے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کاموں کی تکمیل کے لیے آپ کو نبی بنایا۔ آپ نے اپنے ساتھی طالوت کو اپنی وفات کے وقت اپنا خلیفہ بنایا اور ایک سو دس سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قریب دفن ہوئے۔

(قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت یوشع علیہ السلام کو کنعان میں کیوں بھیجا تھا؟

جواب: کہا جاتا ہے کہ کنعان میں آباد جابر و مشرک قوم عمالقہ کے حالات معلوم کرنے کے لیے جو وفد گیا تھا حضرت یوشع علیہ السلام بن نون اس کے رکن تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب بنی اسرائیل کو جہاد کی ترغیب دی اور قوم نے انکار کیا تو آپ پہلے شخص تھے جنہوں نے بنی اسرائیل کو ہمت دلائی اور اللہ کی نصرت کا وعدہ یاد دلا کر جہاد پر اکسایا تھا۔ (قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت یوشع علیہ السلام بن نون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سفر و حضر کے ساتھی اور خادم خاص تھے۔ اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ان کے بارے میں کیا ظاہر کیا تھا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ہی ان پر ظاہر کر دیا تھا کہ یوشع علیہ السلام میرا خاص بندہ ہے اور بنی اسرائیل اس کی سرکردگی میں کنعان اور بیت المقدس کو جابر اور مشرک قوم سے آزاد کرالیں گے۔ (قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام آخری عمر میں حضرت یوشع علیہ السلام سے کس انداز میں ملاقات کرتے تھے؟

جواب: مفسرین کے بقول اگرچہ حضرت یوشع علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خادم تھے تاہم چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آخری عمر میں نبوت حضرت یوشع علیہ السلام بن نون کی طرف منتقل کر دی گئی تھی تو موسیٰ علیہ السلام یوشع علیہ السلام سے ملے تو ان کا حال احوال دریافت فرماتے کہ پروردگار نے کیا نازل فرمایا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت یوشع علیہ السلام نے یوں ہی عرض کر دیا کہ اے موسیٰ علیہ السلام جب آپ پر وحی نازل ہوتی تھی تو میں تو سوال نہ کرتا تھا کہ اللہ نے کیا نازل کیا حتیٰ کہ آپ خود ہی بتاتے تھے۔ تب موسیٰ علیہ السلام زندگی سے اچاٹ ہو گئے اور موت کی تمنا کرنے لگے۔ یہ مفسر ابن جریر اور ابن اسحاق نے کہا ہے جبکہ ابن کثیر نے اس سے اختلاف کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام پر آخر عمر تک ہر حال میں احکام خداوندی کی وحی آتی رہی اور آپ ہمیشہ اللہ کے ہاں صاحب مرتبہ رہے۔

(تفسیر ابن جریر، قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: شہر کے دروازے سے داخل ہونے کے حوالے سے باب ۱۱ کے بارے میں مفسرین نے کیا رائے دی ہے؟

جواب: ابن عباسؓ نے مردی ہے کہ اس سے مراد جھکے ہوئے عاجزی سے داخل ہوں اور مغفرت طلب کریں۔ عطاء، قنادر اور ابن مسعودؓ نے یہی مراد لیا ہے۔ مجاہد، سدی اور ضحاکؓ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ باب ۱۱ ہے جو بیت المقدس شہر کے بیت الیاء کا باب ہے۔ ابن مسعودؓ، ابن عباسؓ، ابن اسحاق وغیرہ نے کہا ہے کہ وہ اڑتے ہوئے سریتوں کے بل داخل ہوئے۔ (تفسیر ابن جریر، تفسیر ابن کثیر، قصص الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کے لیے سفر کیا تھا تو کون سے نبی ان کے ساتھ تھے؟

جواب: اس سفر میں حضرت یوشع علیہ السلام آپ کے ساتھ تھے اور وہ آپ کے خادم تھے۔ اس وقت تک حضرت یوشع علیہ السلام کو نبوت نہیں ملی تھی۔

(قصص الانبیاء، ابن کثیر، قصص القرآن، تفسیر عزیزی)

سوال: بیت المقدس کی فتح کے موقع پر کثرت سے مال غنیمت ملا تو حضرت یوشع علیہ السلام نے کیا فرمایا؟

جواب: چونکہ مال غنیمت کو گذشتہ انبیاء علیہ السلام کی استوں پر حلال نہیں کیا گیا تھا اس لیے بیت المقدس کی فتح کے موقع پر جب کثیر مقدار میں مال غنیمت ملا تو حضرت یوشع علیہ السلام نے اسے جلانے کا حکم دیا۔ بنی اسرائیل کو اس قدر مال غنیمت حاصل ہوا کہ اس نے پہلے کبھی حاصل نہ ہوا تھا۔ فرمان خدا کے مطابق آگ میں جلانے کے لیے آگ کے پاس لے گئے لیکن آگ نے نہ جلا یا۔ اس پر اللہ کے نبی حضرت یوشع علیہ السلام نے فرمایا کہ تم میں سے کسی نے اس میں سے کچھ چرا لیا ہے۔ میرے پاس ہر قبیلے کا سردار آئے اور میرے ہاتھ پر بیعت کرے۔ چنانچہ اس طرح کیا گیا۔ ایک قبیلے کے سردار کا ہاتھ آپ کے ہاتھ سے چپک گیا، آپ نے فرمایا کہ تیرے پاس وہ خیانت کی چیز ہے۔ جا اسے لے آ۔ اس نے گائے کا سر جو سونے کا بنا ہوا تھا پیش کیا جس کی آنکھیں یا قوت کی اور دانت موتیوں کے تھے۔ جب وہ سر بھی دوسرے مال کے ساتھ ڈالا گیا تو آگ نے سب کچھ جلا دیا۔

(نقص الانبیاء لابن کثیر۔ نقص الانبیاء مسند ابی عبد اللہ)

سوال: مفسرین نے باب طہ کی کیا تفصیل بتائی ہے؟

جواب: یہ بیت المقدس کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جو مشہور و معروف ہے۔ اور اب تک آباد اور زیارت گاہ عام و خاص ہے۔ جو کوئی گناہوں کی مغفرت کے لیے اس مسجد میں آتا ہے اسی دروازے سے داخل ہوتا ہے۔ وہاں کے مجاوروں کی زبانی مشہور ہے کہ اس دروازے سے داخل ہونا گناہوں سے پاک ہونے کا سبب ہے۔ حالانکہ یہ دروازہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں بیت المقدس کی تعمیر کے وقت تیار ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں نہ بیت المقدس تھا اور نہ یہ دروازہ۔ البتہ یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور پچھلے انبیاء علیہ السلام نے وحی اور کشف کے ذریعے اس دروازے کو اس گاؤں کے دروازے کے ساتھ تشبیہ

دے کر بابِ حطہ کا لقب دیا ہو کہ خاصیت میں دونوں مناسب ہیں۔

(تفسیر عزیزی۔ قصص الانبیاء ص ۱۱۱۱ مبداء العزیز)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے دریائے نیل خشک ہو گیا۔ بتائیے حضرت یوشع علیہ السلام کے لیے کون سا دریا خشک ہوا؟

جواب: جب یوشع علیہ السلام نے اریحاء پر حملہ کیا تھا اس زمانے میں دریائے یردن (اردن) پر پل نہ تھا۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قلزم (دریائے نیل) کو پار کیا تھا اسی طرح اب بھی یہ دریا بچ سے خشک ہو گیا تھا۔ اور تمام بنی اسرائیل اتر کر شہر اریحاء یا یریکو پر حملہ آور ہوئے تھے۔ (تفسیر حقانی۔ قصص الانبیاء ص ۱۱۱۱ مبداء العزیز)

سوال: حضرت یوشع علیہ السلام کا سلسلہ نسب حضرت یوسف علیہ السلام سے جالما ہے۔

تورات میں آپ کے کتنے نام آئے ہیں؟

جواب: تورات میں آپ کے تین نام ہیں۔ ییشوع۔ یوسع۔ یہوسوع۔

(توریت۔ میرت انبیاء کرام)

سوال: تورات میں ایک پوری کتاب حضرت ییشوع (یوشع) کے بارے میں ہے۔ بتائیے آپ نے کتنے حکمرانوں کو شکست دی؟

جواب: آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جانشین مقرر ہوئے تھے۔ آپ نے ۳۱ حکمرانوں کو شکست دے کر فلسطین فتح کیا تھا۔

(توریت۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء ص ۱۱۱۱ مبداء العزیز)

﴿سیدنا حضرت حزقیل علیہ السلام﴾

حضرت حزقیل علیہ السلام اور قرآن

سوال: حضرت حزقیل علیہ السلام کا نام قرآن مجید میں کس جگہ آیا ہے؟
 جواب: حضرت حزقیل علیہ السلام بھی ان انبیاء بنی اسرائیل میں سے ہیں جن کا قرآن مجید میں صراحتاً ذکر نہیں آیا۔ سلف صالحین کے بیان کے مطابق سورۃ بقرہ پارہ ۲ رکوع ۱۶ آیت ۲۴۳ میں اَلَمْ تَرَ اِلٰی الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ حِمْیَرَ یَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا دَعْوَةَ رَبِّنَا فَاَنْتَ نَارِیْہُمْ سے خطاب قوم کے نبی حضرت حزقیل علیہ السلام تھے۔ اس میں رسول اللہ ﷺ سے خطاب ہے: ”کیا آپ نے ان لوگوں کے قصے کو ملاحظہ نہیں فرمایا جو گھروں سے نکل بھاگے۔“ (القرآن۔ تذکرہ انبیاء۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن)

حضرت حزقیل علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: قرآن میں حضرت حزقیل علیہ السلام کا صراحتاً ذکر نہیں ہے۔ مفسرین آپ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: مؤرخین اور مفسرین کے بقول آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد آنے والے انبیاء بنی اسرائیل میں سے تھے اور آپ نے ایک عرصے تک بنی اسرائیل کی روحانی اور دنیاوی قیادت کی۔ حضرت یوشع علیہ السلام کے جانشین کالب بن یوقا کے بعد آپ کو قیادت ملی۔ (قصص اہل قرآن۔ تفسیر طبری۔ قصص انبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت حزقیل علیہ السلام اللہ کے نبی تھے۔ آپ کا اصل نام اور لقب کیا تھا؟
 جواب: آپ کا اصل نام حزقی ایل ہے جو عبرانی زبان کے دو جملوں حزقی اور ایل کا مرکب ہے۔ حزقی کے معنی قدرت اور طاقت کے ہیں اور ایل کے معنی خدایا اللہ۔ عربی زبان میں اس کا ترجمہ قدرت اللہ کیا گیا ہے۔ بنی اسرائیل کے ہاں حزقیل کا مطلب

زبردست عالم اور شیخ کامل تھا۔ آپ کا لقب ابن العوز تھا جس کے معنی ہیں بڑھیا کا بیٹا۔ آپ کے والد آپ کے بچپن میں ہی وفات پا گئے تھے۔ والدہ بھی بہت ضعیف اور بوڑھی ہو چکی تھیں اس لیے لوگ آپ کو اس لقب سے پکارتے تھے۔

(تذکرۃ الانبیاء - حصہ الانبیاء - سیرت انبیاء کرام)

سوال: بتائیے حضرت حذیل علیہ السلام کی قوم کے لوگ شہر چھوڑ کر کیوں بھاگے تھے؟
جواب: ایک روایت ہے کہ جس شہر میں یہ قوم رہتی تھی اس میں طاعون کی وبا پھیل گئی اور یہ لوگ موت کے ڈر سے شہر چھوڑ کر بھاگے۔ ایک دوسری روایت جو حضرت عبداللہ ابن عباسؓ اور بعض دوسرے صحابہؓ سے منقول ہے کہ حضرت حذیل علیہ السلام نے اس قوم سے کہا کہ تم فلاں دشمن سے جہاد کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اور اعلاء کلمۃ الحق کا فریضہ ادا کرو۔ تو یہ سن کر موت کے ڈر سے سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ شہر چھوڑ کر ایک وادی میں پناہ لی اور خیال کیا کہ ہم پر یہاں موت نہیں آئے گی۔

(تفسیر ابن کثیر - تفسیر ابن عباسؓ - تذکرۃ الانبیاء - حصہ القرآن)

سوال: قوم حذیل کو شہر سے بھاگنے کے بعد کیسے موت آئی؟
جواب: اللہ تعالیٰ نے وہ فرشتے بھیج دیئے جنہوں نے اس میدان میں ڈیرے ڈالے ہوئے دس ہزار آدمیوں پر بیت ناک چنچ ماری۔ اسی وقت سب ہلاک ہو گئے۔ ان میں سے کوئی ایک بھی زندہ نہ بچا۔ قرب و جوار کے لوگوں کو پتہ چلا تو وہاں پہنچ کر ایک دیوار کی کھینچ دی گویا ایک احاطہ سا بنا دیا کیونکہ اتنے لوگوں کو دفنانا مشکل تھا۔ ان کی لاشیں بے گور کفن پڑی گل مڑ گئیں۔ صرف ہڈیاں پڑی رہ گئیں۔ مفسرین ابن جریجؒ اس پورے واقعے کو ایک تمثیل قرار دیتے ہیں۔ (تفسیر ابن عباسؓ - تفسیر ابن کثیر - حصہ القرآن)

سوال: بتائیے قوم حذیل کے ہلاک ہونے والے افراد کو دوبارہ زندگی کیسے ملی؟
جواب: کافی عرصے کے بعد اللہ کے نبی حضرت حذیل علیہ السلام کا ادھر سے گزر ہوا۔ تو آپ نے دعا فرمائی، یا اللہ ان کو پھر سے زندہ فرما دے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور سب کے سب دوبارہ زندہ ہو گئے۔ اس واقعہ کا ذکر سورۃ البقرہ میں کیا گیا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر - حصہ الانبیاء - حصہ القرآن)

سوال: قوم حزقیل کا تعلق کس شہر سے بتایا جاتا ہے اور یہ بھاگ کر کہاں گئے تھے؟
جواب: بنی اسرائیل کی یہ جماعت جسے قوم حزقیل کہا جاتا ہے داوردان کی رہنے والی تھی جو شہر واسطہ سے چند کوس پر اس زمانے کی مشہور آبادی تھی۔ اور یہ فرار ہو کر ایلیج کی وادی میں چلے گئے تھے۔ جہاں ان پر موت واقع ہوئی اور پھر زندہ ہوئے۔ آج یہ شہر عراق میں ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وادی ایلیج میں چلے گئے تھے۔

(المبداء والنہایہ۔ تفسیر ابن کثیر۔ نقیص الانبیاء، مولانا عبدالعزیز)

سوال: ابن اسحاق نے قوم حزقیل علیہ السلام کے دوبارہ زندہ ہونے کا واقعہ کس طرح بیان کیا ہے؟
جواب: وہ لکھتے ہیں کہ لوگوں نے ایک دیباہ دیکھی تھی جس میں لوگ مر رہے تھے تو یہ موت کے ڈر سے وہاں سے نکل کر زمین میں کہیں اور منتقل ہو گئے۔ تو اللہ نے ان کے متعلق وہاں بھی حکم فرمایا کہ مر جاؤ تو یہ سب کے سب موت کے منہ میں چلے گئے پھر اللہ نے ان کی لاشوں کو درندوں پرندوں کا شکار ہونے سے منع کر دیا۔ اور ان سے حفاظت فرمادی اسی طرح نعشوں پر طویل عرصہ گزر گیا تو ایک مرتبہ حضرت حزقیل علیہ السلام کا وہاں سے گزر ہوا تو آپ انتہائی فکر و حیرانی میں ڈوب گئے۔ تو ان سے کہا گیا کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ اللہ ان کو دوبارہ زندہ کر دے۔ اور آپ دیکھ رہے ہوں۔ عرض کیا بالکل۔ تو اللہ نے حزقیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ ہڈیوں کو بلائیں اور کہیں کہ تم اپنا گوشت پہن لو اور پیٹھے ایک دوسرے کے ساتھ مل جائیں تو حضرت حزقیل علیہ السلام نے حکم خداوندی سے ان کو یونہی بلایا اور حکم دیا تو پوری قوم بیک آواز اللہ اکبر کہتی ہوئی زندہ ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

(نقص الانبیاء، لابن کثیر۔ نقیص القرآن۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: بتائیے مفسرین نے قوم حزقیل علیہ السلام کے ہلاک ہو کر دوبارہ زندہ ہونے والے افراد کی تعداد کتنی بتائی ہے؟

جواب: ابن اسحاق نے کہا کہ یہ تقریباً تیس ہزار تھے۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ وہ چار ہزار تھے۔ ایک روایت آپ سے آٹھ ہزار کی بھی ہے اور ابن عباس ہی سے چالیس ہزار کی تعداد بھی مروی ہے۔ ابو صلیح نے تو ہزار کہا ہے۔

(نقص الانبیاء، لابن کثیر۔ تفسیر ابن کثیر)

﴿سیدنا حضرت الیاس علیہ السلام﴾

حضرت الیاس علیہ السلام اور قرآن

سوال: بتائیے قرآن مجید کی کس آیت میں حضرت الیاس علیہ السلام کو رسول بتایا گیا ہے؟
جواب: پارہ ۲۳ سورۃ الصافات آیت ۱۲۳ میں ہے: وَإِنَّ الْيَاسَّ لَيَمِينٌ لِّمُرْسَلِينَ ۝ ”اور
بے شک الیاس علیہ السلام بھی پیغمبروں میں سے تھے۔“

(القرآن - تذکرۃ الانبیاء - قصص الانبیاء - تفسیر فیاض القرآن)

سوال: حضرت الیاس علیہ السلام نے اپنی قوم کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ الصافات آیت ۱۲۳-۱۲۶ میں آپ کی تبلیغ کا ذکر ہے: اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ
اَلَا تَتَّقُونَ ۝ اَتَدْعُونِيْ بَعْلًا وَّ تَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ۝ اللّٰهُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ
اِهْلَانِكُمْ اَلَا وَتَسَۡوٰۤى ۝ ”جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا، کیا تم خدا سے نہیں
ڈرتے۔ کیا تم بعل کو پوجتے ہو۔ اور اس کو چھوڑ بیٹھے ہو جو سب سے بہتر پیدا
کرنے والا ہے۔ اور وہ معبود برحق ہے۔ تمہارا بھی پروردگار ہے اور تمہارے اگلے
باپ دادوں کا بھی رب ہے۔“ (القرآن - فتح الحمید - کنز الایمان - تفسیر فیاض القرآن)

سوال: قوم نے حضرت الیاس علیہ السلام کو جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ الصافات آیت ۱۲۷-۱۲۹ میں ہے: فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْهٰهُمْ لِمُحْضِرُوْنَ
اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلِصِيْنَ ۝ وَكَرَّحْنَا عَلَيْهِ فِی الْاٰخِرِيْنَ ۝ ”پس ان لوگوں نے
ان کو جھٹلایا سو وہ لوگ بکڑے جائیں گے مگر جو اللہ کے خالص بندے تھے (وہ
نہیں)۔ اور ہم نے الیاس کے لئے پیچھے آنے والوں میں اس کا ذکر باقی رہنے
دیا۔“ (القرآن - فتح الحمید - کنز الایمان - تفسیر فیاض القرآن)

سوال: بتائیے اللہ تعالیٰ نے کس آیت میں حضرت الیاس علیہ السلام پر سلام بھیجا ہے؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ الصافات آیت ۱۳۰ میں ہے: سَلِّمْ عَلٰی اِلٰی یٰسِیْنَ ۝ ”کہ الیاس پر سلام“ پھر آیت ۱۳۱ میں فرمایا گیا: اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُتَحْسِنِیْنَ ۝ ”ہم تخلصین کو ایسا ہی صلہ دیتے ہیں۔“ (القرآن۔ فتح المہد۔ کنز الایمان۔ تفسیر قرطبی)

سوال: اللہ تعالیٰ نے کن الفاظ میں حضرت الیاس علیہ السلام کی تعریف فرمائی؟
جواب: پارہ ۲۳ سورۃ الصافات آیت ۱۳۲ میں فرمایا: اِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ ”بے شک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھا۔“

(القرآن۔ فتح المہد۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر عزیزی)

حضرت الیاس علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مہر جنین

سوال: حضرت الیاس علیہ السلام کا نام قرآن پاک میں انبیاء علیہ السلام کے ساتھ آیا ہے۔ آپ کی پیدائش کب ہوئی اور آپ کس دور میں نبوت سے سرفراز ہوئے؟
جواب: مفسرین بتاتے ہیں کہ آپ اردن کے ایک علاقے جلعاد میں پیدا ہوئے تھے۔ اس وقت کے بادشاہ کا نام انخی اب یا اجب یا احب بیان کیا گیا ہے۔ اس بادشاہ کی بیوی ایزیل بعل نامی بت کی پوجا کرتی تھی۔ عبدالمجد دریا آبادی لکھتے ہیں کہ آپ بادشاہ انخی اب کے ہم عصر تھے جو شمالی مملکت کا فرمانروا تھا۔ اس بادشاہ کا زمانہ ۷۷۶ ق م سے ۸۸۴ ق م تک کا ہے۔ اسی بادشاہ کے زمانے میں جب غیر قوموں میں شادیاں ہونے لگیں تو کوئی بیوی اپنے ہمراہ بعل پرستی بھی محل میں لے آئی اور رفتہ رفتہ شاہی محل سے ساری اسرائیلی قوم میں بت پرستی سرایت کر گئی۔ انبیاء اسرائیل نے اس نئے شرک کا مقابلہ پورے زور و قوت سے کیا۔ اور ان میں ممتاز نام حضرت الیاس علیہ السلام نبی کا ہے۔ حضرت الیاس علیہ السلام ہی کا نام اہل عرب کے ہاں الیاسین ہے۔ (تفسیر ماجدی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: اللہ کے نبی حضرت الیاس علیہ السلام کا نسب نامہ بتادیتے؟
جواب: آپ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے اور آپ کا سلسلہ نسب یوں ہے الیاس علیہ السلام بن یاسین بن فاس بن یزاع بن ہارون علیہ السلام۔ بعض

نے کہا کہ الیاس علیہ السلام بن العاذر بن العیزر بن ہارون اور بعض نے الیاس علیہ السلام بن العاذر بن ہارون بن عمران بن قابث بن لاوی۔

(قصص القرآن - تفسیر ابن کثیر)

سوال: بتائیے حضرت الیاس علیہ السلام کو کس قوم اور علاقے کے لیے مبعوث فرمایا گیا تھا؟
جواب: آپ انبیاء بنی اسرائیل میں سے تھے اور اسی قوم کے لیے نبی بنائے گئے تاہم آپ کو اہل شام کی اصلاح کا کام خاص طور پر دیا گیا۔ اور آپ کا مرکز تبلیغ شام کا مشہور شہر بعلبک تھا۔ جو مشہور بت بعلبک کے نام سے منسوب تھا۔ یہ قوم اسی بت کی پوجا کرتی تھی۔ اس بت کا نام بعل بھی بتایا گیا ہے یہ بت پرانا تھا۔ یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ شعیب علیہ السلام کو مدین میں بھی اسی قوم سے واسطہ پڑا تھا۔ اور بعض قومیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بھی اس بت کی پوجا کرتی تھیں۔ آپ کی پیدائش کے وقت بنی اسرائیل دو حصوں میں تقسیم ہو کر حکمرانی کر رہے تھے۔ ایک حصہ یہود اور دوسرا اسرائیل تھا۔ (قصص القرآن - تذکرۃ الانبیاء)
سوال: حضرت الیاس علیہ السلام کے زمانے میں زیادہ تر بعل بت کی پوجا ہوتی تھی۔ مفسرین نے اس بت کی کیا تفصیل بتائی ہے؟

جواب: ساری اور عبرانی زبانوں میں بعل کے معنی مالک، ہر دار، حاکم اور رب کے آتے ہیں۔ شاید اسی مناسبت سے اہل عرب شوہر کو بھی بعل کہتے ہیں۔ اس بت کی پوجا پاٹ کے لیے مختلف موسموں میں میلے اور مجلسیں ہوا کرتی تھیں اور اس پر سونے چاندی کے بڑے بڑے نذرانے چڑھا کرتے تھے۔ اس کے مجاور خوشبو کی دھونی دیا کرتے تھے۔ جانوروں حتیٰ کہ زندہ انسانوں تک کی جانوں کے نذرانے چڑھائے جاتے تھے۔ بعل بت سونے کا بنا ہوا تھا۔ جس گزلبا تھا اور اس کے چار منہ بنے ہوئے تھے۔ اور کم و بیش چار سو اس کے خدمتگار تھے۔ حضرت الیاس علیہ السلام کے زمانے میں یمن اور شام میں اسی کی پوجا ہوتی تھی۔

(تذکرۃ الانبیاء - قصص القرآن - تفسیر کشف الرحمن)

سوال: قوم کی اصلاح کے لیے حضرت الیاس علیہ السلام کو مبعوث فرمایا گیا تو آپ نے قوم

سے کیا کہا؟

جواب: آپ نے اپنی قوم کو خدا کے غضب اور بت پرستی کے انجام بد سے ڈرایا۔ پارہ ۲۳ کے رکوع ۸ میں آپ کی تبلیغ کا ذکر ہے کہ آپ نے انہیں بعل بت کو پوجنے سے منع فرمایا اور معبود برحق رب اللعالمین کی عبادت کرنے کی تلقین کی۔ اس پر پوری قوم آپ کی مخالف ہو گئی۔ (الفرآن - تفسیر قرطبی - تفسیر مثنی - تفسیر فیاض القرآن - تفسیر مظہری)

سوال: بتائیے حضرت الیاس علیہ السلام نے اسرائیل کے حکمران بادشاہ وقت کو کیا پیغام دیا؟

جواب: آپ نے بادشاہ وقت انخی اب کو پیغام حق دیتے ہوئے فرمایا: ”تم جس بے حس و حرکت اور بے جان بت یعنی بعل کی پوجا کرتے ہو یہ کھلا شرک ہے۔ جو خود بھی اور ساتھ تم سب کو جہنم میں لے جائے گا۔ حقیقت میں عبادت و بندگی کے لائق تو میرا رب ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔“ (نفس الانبیاء - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: اللہ کے نبی حضرت الیاس علیہ السلام کو پہاڑوں میں کیوں پناہ لینی پڑی؟

جواب: بادشاہ وقت اس کی بت پرست بیوی اور پوری قوم آپ کی جان کی دشمن بن گئی۔ تو آپ شہر چھوڑ کر ایک پہاڑ کی غار میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ بادشاہ اور قوم کے افراد نے آپ کی تلاش میں چپہ چپہ چھان مارا لیکن اللہ نے آپ کو محفوظ رکھا۔ (سارف القرآن - تفسیر قرطبی - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: دوسرے انبیاء علیہ السلام کی طرح حضرت الیاس علیہ السلام کو بھی قوم نے جھٹلایا۔ بتائیے اس قوم کو کیا سزا ملی؟

جواب: حضرت الیاس علیہ السلام غار میں چلے گئے تو قوم کو اللہ تعالیٰ نے قحط کے عذاب میں مبتلا کر دیا تین سال تک ایک بوند پانی نہ برسا۔ لوگ قحط کی وجہ سے بھوکے مرنے لگے حضرت الیاس علیہ السلام اسی دوران غار سے نکل کر باہر آئے تو دیکھا کہ ساری قوم قحط کے عذاب میں گرفتار ہے۔ آپ نے فرمایا: ”یہ تمہارا بعل کب کام آئے گا۔ اس سے کہو کہ بارش برسائے تاکہ قحط کے عذاب سے نجات ملے۔“ ساری قوم تمام دن بعل کے آگے گھڑی ہاتھ جوڑ کر دعا مانگتی رہی مگر بے جان اور

خود محتاج بت بارش کیا برساتا۔ وہ حضرت الیاس علیہ السلام سے کہنے لگے: الیاس علیہ السلام تیرا خدا کون سا ہے اس سے کہو کہ بارش برسائے۔ آپ نے خلوص دلی اور گریہ و زاری کے ساتھ اللہ سے دعا کی۔ ذرا سی دیر میں بارش برسنے لگی۔ اور ہر طرف زمین سرسبز و شاداب ہونے لگی، مگر قوم یہ معجزانہ بارش دیکھ کر بھی ایمان نہ لائی۔ بلکہ حضرت الیاس علیہ السلام سے کہنے لگی، یہ سب تیرا جادو ہے۔

(تفسیر ابن کثیر۔ معارف القرآن۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت الیاس علیہ السلام کی قوم نے بارش کا معجزہ دیکھ کر بھی نافرمانی کی تو آپ نے قوم سے کیا فرمایا؟

جواب: آپ نے ان کو دعوت توحید دی اور فرمایا: ”یہ عذاب اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے ہے اور اگر تم اب بھی باز آ جاؤ تو یہ عذاب ٹل سکتا ہے (بعض مفسرین کے بقول آپ نے بارش ہونے سے پہلے یہ کلام فرمایا تھا)۔ تم کہتے ہو کہ بعل کے چار سونبی ہیں۔ تم ان سب کو میرے سامنے جمع کر دو۔ وہ سب بعل کے نام پر قربانی پیش کریں اور میں اللہ کے نام پر قربانی دوں گا۔ آسانی آگ جس کی قربانی جلا کر خاک کر دے وہی دین حق پر ہے۔ سب نے اس تجویز کو بخوشی قبول کر لیا۔ چنانچہ کوہ کرمل کے مقام پر یہ اجتماع ہوا اور قربانیاں پیش کی گئیں۔ بلاآخر مشرکین کو شکست ہوئی جس پر ایک بڑی تعداد نے اسلام قبول کر لیا۔ لیکن بہت سے بے راہرو اور بعل کے جھوٹے نبی اب بھی نہ مانے اور اپنی روش پر اڑے رہے۔ انہی اب کی بیوی ایزہل آپ کی اور زیادہ دشمن ہو گئی اور قتل کرانے کی تیاریاں کرنے لگی۔

(معارف القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: دائرۃ المعارف میں بعل بت کے بارے میں کون سا واقعہ بیان کیا گیا ہے؟

جواب: دائرۃ المعارف میں ہے کہ شیطان بعل بت میں بیٹھ گیا تھا اور اس کے نبی باہر بات کرتے تو شیطان اندر سے جواب دیتا کہ تمہارا خدا یہ کہتا ہے، پھر بادشاہ اور تابعین اس کے موافق عمل کرتے۔ نبی اسرائیل بھی اس بت کے پجاری ہو گئے

تھے۔ حضرت الیاس علیہ السلام سات سال تک ایک پہاڑی میں روپوش رہے اور سوائے گھاس وغیرہ کے کچھ خورد و نوش نہ رہا۔ بادشاہ نے بڑی تلاش کی لیکن حضرت الیاس علیہ السلام نہ ملے۔ بادشاہ کا بیٹا سخت بیمار ہو گیا۔ تمام معالج عاجز رہ گئے۔ بعل بت کی بھی بڑی پرستش کی گئی لیکن کچھ نہ بنا۔ بعل کے نبیوں نے کہا کہ تجھ سے بعل بت ناراض ہو گیا ہے۔ کیونکہ تو نے حضرت الیاس علیہ السلام کو قتل نہیں کیا۔ بادشاہ نے پھر چاروں طرف آدمی دوڑائے جو ہر پہاڑی پر ہر عمار میں آواز دیتے کہ الیاس ساننے آؤ۔ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ اور بادشاہ بھی اسلام لاتا ہے۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے ظاہر ہونا چاہا لیکن خدا تعالیٰ نے روک دیا۔ آپ نے دعا کی کہ اے اللہ اگر یہ سچے ہیں تو مجھے ان پر ظاہر کر اور اگر یہ جھوٹے ہیں تو ان پر آگ برسا۔ چنانچہ آسمان کی طرف سے آگ آئی اور یہ سب جل کر راکھ ہو گئے۔ بادشاہ کو اطلاع ملی تو پچاس آدمی اور بھیجے۔ ان کے ساتھ بھی وہی معاملہ ہوا۔ پھر بادشاہ سخت ملول ہوا لیکن بیٹے کی بیماری کی وجہ سے نہ جاسکا۔ آخر بادشاہ نے ایک مومن آدمی کو بڑا لشکر جوار دے کر بھیجا۔ اس مومن آدمی نے حضرت الیاس علیہ السلام کو آواز دی تو الیاس علیہ السلام اس کے ساتھ شہر میں آئے لیکن اس وقت بادشاہ کا بیٹا شدید بیماری کی وجہ سے ہلاک ہو گیا تھا۔ بادشاہ اسی غم میں تھا کہ حضرت الیاس علیہ السلام پھر چلے گئے۔ بادشاہ نے لشکر کے کمانڈر سے پوچھا۔ اس مومن نے کہا کہ میں بھی آپ کے لڑکے کے غم میں مبتلا تھا۔ مجھے پتہ نہیں کہ کہاں گیا۔ بڑی مصیبتیں گزارنے کے بعد حضرت الیاس علیہ السلام ایک عورت کے گھر رہے۔ اس کا جوان بیٹا بیمار تھا۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے دعا کی وہ ٹھیک ہو گیا، وہ حضرت الیاس علیہ السلام تھے۔ جو آپ کے بعد نبی ہوئے تھے۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے اپنے لیے دعا کی پھر وہ نورانی گھوڑے پر سوار ہو کر اڑ گئے۔

(تفسیر مظہری۔ بارۃ المعارف۔ قصص الانبیاء ص ۱۸۲ عبد العزیز)

سوال: کیا حضرت الیاس علیہ السلام زندہ ہیں یا وفات پا گئے؟

جواب: مؤرخین و مفسرین کے نزدیک یہ مسئلہ بھی زیر بحث اور اختلافی ہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام زندہ ہیں یا وفات پا چکے۔ تفسیر مظہری میں علامہ بغوی کے حوالے سے لکھا ہے کہ ان کو آتشیں گھوڑے پر سوار ہو کر آسمان کی طرف اٹھالیا گیا تھا اور وہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی طرح زندہ ہیں۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ جب قوم اپنے کفر پر اڑی رہی تو آپ نے اللہ سے دعا کی کہ انہیں اپنی طرف لے لے۔ حضرت الیسع علیہ السلام بھی ان کے ساتھ تھے۔ اس دعا کے بعد انہیں حکم ملا کہ وہ ایک جگہ جائیں اور وہاں انہیں جو بھی سواری ملے اس پر سوار ہو جائیں۔ جب آپ وہاں پہنچے تو آپ کو ایک نورانی گھوڑا دکھائی دیا۔ جس پر آپ سوار ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی نورانی کر دیا اور اپنے پروں سے فرشتوں کے ساتھ اڑنے لگے۔ تفسیر مظہری میں ہے کہ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی نے اپنے مکاشفہ میں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کی اور ان سے ان کی زندگی کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں اور الیاس علیہ السلام زندہ نہیں ہیں لیکن اللہ نے ہمیں قوت دی ہے کہ ہم زندہ آدمیوں کی شکل میں آ کر لوگوں کی مدد مختلف صورتوں میں کرتے ہیں۔ حضرت کعب احبار سے منقول ہے کہ چار انبیاء علیہ السلام اب تک زندہ ہیں۔ حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہ السلام زمین میں اور حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت ادریس علیہ السلام آسمان پر۔ قرطبی نے بھی انہیں زندہ کہا ہے۔

(تفسیر معارف القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر قرطبی۔ درمنثور)

سوال: حضرت الیاس علیہ السلام کا ظہور نویں صدی ق م میں ہوا۔ آپ کس قوم کے نبی تھے؟
جواب: آپ قوم بنی اسرائیل کی طرف مبعوث کئے گئے تھے اور آپ کی تبلیغ کا مرکز بعلبک تھا۔
(سیرت انبیاء کرام۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: تو ریت میں حضرت الیاس کا نام الیا آیا ہے۔ آپ جس غار میں آٹھ سال تک روپوش رہے اس کا نام بتادیں؟

جواب: کوہ حورب کی ایک غار میں روپوش ہوئے وہیں آپ کو الیسع کے نبی ہونے کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے دجی سے دی۔
(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء بخار۔ تورات)

﴿سیدنا حضرت شعیا علیہ السلام﴾

حضرت شعیا علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: حضرت شعیا علیہ السلام کا ذکر قرآن پاک میں نہیں آیا۔ مفسرین و مؤرخین کا کہنا

ہے کہ آپ اللہ کے نبی تھے۔ بتائیے آپ کا دور نبوت کون سا تھا؟

جواب: محمد ابن اسحاق کہتے ہیں کہ آپ حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام

سے پہلے تھے اور آپ ان انبیاء علیہ السلام میں سے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد علیہ السلام کی آمد کی خوشخبری دی تھی۔ یہ بھی

کہا گیا ہے کہ آپ حضرت یونس علیہ السلام کے زمانے میں بنی اسرائیل کے

اولوالعزم انبیاء میں سے تھے۔ اس دور میں حزقیال نبی بادشاہ بیت المقدس کے

علاقوں میں بنی اسرائیل کا حاکم تھا۔ وہ نیک شخص اور حضرت شعیا علیہ السلام کا مطیع

تھا۔ اور بنی اسرائیل شام کے ملک کی بہتر بستیوں فلسطین اور ا۔۔۔ میں رہتے

تھے۔ آپ کا پورا نام شعیا علیہ السلام بن اُصیا ہے۔

(تفسیر مزیلی۔ قصص الانبیاء لابن کثیر۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: بتائیے شعیا علیہ السلام نے حضرت یونس علیہ السلام کے ذمے کون سا کام لگایا تھا؟

جواب: نینوا کے لوگوں نے جو عراق اور شام کے درمیان بستے تھے بنی اسرائیل پر حملہ کیا اور

ان کے مال و اسباب لوٹ کر لے گئے۔ حزقیال بادشاہ نے حضرت شعیا علیہ السلام

سے عرض کیا اور ان سے قیدیوں کو چھڑانے کی تدبیر پوچھی اور کہا کہ جب تک

ہمارے قیدی وہاں سے نہ آجائیں ہم ان پر لشکر لے کر چڑھائی نہیں کر سکتے۔

حضرت شعیا علیہ السلام نے فرمایا آپ کی سلطنت میں اس وقت پانچ بیغبر ہیں۔

ان میں سے ایک کو بھیجو تا کہ وہ بادشاہ کو سمجھائے اور وہ قیدی واپس کر دے حزقیال

بادشاہ نے کہا، آپ ہی بتائیں کس کو بھیجا جائے۔ حضرت شعیا علیہ السلام نے حضرت یونس علیہ السلام کا نام پیش کیا۔ اور کہا کہ وہ امانتدار بھی ہیں اور عبادت اور ریاضت میں بھی بلند مقام رکھتے ہیں اور اللہ کے ہاں ان کا رتبہ بھی بڑا ہے۔ اگر بادشاہ سمجھانے پر نہ مانا تو وہ معجزے دکھا کر ان لوگوں کو راہ راست پر لے آئیں گے، بادشاہ نے حضرت یونس علیہ السلام سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر حضرت شعیا علیہ السلام نے حکم الہی سے مجھے مقرر کیا ہے تو ٹھیک درنہ وہاں جانے سے میرے اوقات عبادت میں خلل پڑے گا۔ بادشاہ نے کہا کہ حکم الہی تو نہیں ہے البتہ حضرت شعیا علیہ السلام نے اسی طرح فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت یونس علیہ السلام حضرت شعیا علیہ السلام کے حکم پر روانہ ہو گئے۔

(تفسیر عزیزی۔ قصص الانبیاء مولا عبدالمعز)

سوال: حضرت شعیا علیہ السلام کے دور میں کس بادشاہ نے بیت المقدس پر حملے کی کوشش کی تھی؟
جواب: بنی اسرائیل راہ راست سے ہٹک چلے تھے۔ اسی دور میں بادشاہ وقت بیمار ہوا اور اس کی ٹانگ میں پھوڑا نکلا۔ سلطنت کمزور ہوئی تو بابل کے بادشاہ نے چھ لاکھ کی کثیر فوج کے ساتھ بیت المقدس پر لشکر کشی کر دی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ چھ لاکھ جھنڈوں تلے اس کا لشکر تھا۔ (قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تاریخ و تفسیر ابن اسحاق)

سوال: بنی اسرائیل کے بادشاہ نے حضرت شعیا علیہ السلام سے کیا کہا اور آپ نے اسے کیا جواب دیا؟

جواب: پریشانی کے عالم میں بادشاہ حرقیا نے حضرت شعیا علیہ السلام سے کہا کہ کیا سزا دیں اور اس کے لشکر کے بارے میں آپ کے پاس کوئی وحی الہی آئی ہے۔ آپ نے فرمایا ان کے متعلق مجھ پر کچھ نازل نہیں ہوا۔ پھر وحی آئی کہ بادشاہ کی موت کا وقت قریب آچکا ہے۔ بادشاہ کو آپ نے خبر دی۔ بادشاہ نے قبلہ رو ہو کر نماز پڑھی اور خدا کی تسبیح بیان کی اور خوب گرویدہ و زاری اور خلوص سے دعا کی: "اے اللہ! بادشاہوں کے بادشاہ اور معبودوں کے معبود! اسے رحم! اے رحیم! وہ ذات جس کو نہ اٹکھ پکڑتی ہے نہ نیند۔ میرے عمل و فعل اور بنی اسرائیل پر اچھی حکومت کے

ساتھ یاد رکھ اور تمام توفیق آپ ہی کی طرف سے ہوئی۔ آپ میری دلی خواہش کو خوب جانتے ہیں میرے ظاہر کو بھی اور میرے باطن کو بھی۔

(تفسر الانبیاء لابن کثیر۔ تفسیر ابن اسحاق)

سوال: اللہ تعالیٰ نے بادشاہ حزقیاء کی دعا قبول فرمائی اور کیا حکم نازل ہوا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور حضرت شعیب علیہ السلام کو وحی فرمائی اور خوشخبری دی کہ اللہ نے بادشاہ کے رونے پر رحم کر دیا ہے اور اس کی عمر میں پندرہ سال کی مدت کا اضافہ کر دیا ہے۔ اور اس کے دشمن سحاریب سے نجات دے دی ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے بادشاہ کو اطلاع دی تو اس کی بیماری و تکلیف بھی ختم ہو گئی۔ اور دشمن کا شر اور خوف بھی ختم ہو گیا۔ (تفسر الانبیاء لابن کثیر۔ تفسیر ابن اسحاق)

سوال: حضرت شعیب علیہ السلام کے دور نبوت میں اللہ تعالیٰ نے بادشاہ حزقیاء کو کس طرح شفا دی اور دشمن کے شر سے کس طرح بچایا؟

جواب: بادشاہ وقت حزقیاء نے عہد ریز ہو کر اللہ کا شکر ادا کیا تو حضرت شعیب علیہ السلام کو وحی کی گئی کہ انجیر کا پانی لے کر اس کے ذم پر رکھیں تو وہ شفا یاب ہو گا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اللہ نے بادشاہ کو شفا بخش دی۔ ابھر سحاریب کے لشکر میں وبا پھیل دی اور صبح ہوتے ہوئے سب ہلاک ہو گئے سوائے سحاریب اور اس کے پانچ آدمیوں کے۔ ان پانچ میں بخت نصر بھی تھا۔ پھر بنی اسرائیل کے بادشاہ نے انہیں گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا کر سات دن شہر میں بھرایا انہیں ایک دن میں جو کی دو روٹیاں کھلائی جاتیں۔ پھر انہیں قید کر دیا۔ اللہ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو وحی کی کہ انہیں چھوڑ دیا جائے۔ ان کے حکم پر بادشاہ نے چھوڑ دیا۔ (تفسر الانبیاء۔ تفسیر ابن اسحاق)

سوال: بتائیے حضرت شعیب علیہ السلام نے کیسے وفات پائی؟

جواب: بادشاہ حزقیاء کی وفات کے بعد حضرت شعیب علیہ السلام تبلیغ کر رہے تھے کہ قوم کے بعض لوگ بکڑنے کے لیے دوڑے ایک درخت میں چھپ گئے لیکن ان کے سمیت آپ کو آرے سے چیر دیا گیا۔ (تفسر الانبیاء۔ تفسیر ابن اسحاق)

﴿سیدنا حضرت ارمیا علیہ السلام﴾

حضرت ارمیا علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: حضرت ارمیا علیہ السلام کون تھے؟ آپ کا حسب و نسب بتا دیجئے؟

جواب: آپ بنی اسرائیل کے انبیاء علیہ السلام میں سے تھے۔ والد کا نام حلقیا تھا۔ اور آپ لاوی بن یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کا نام یرمیا بھی بیان کیا گیا ہے۔ ضحاک علیہ السلام نے حضرت ابن عباس علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ ایک قول کے مطابق یہ حضرت خضر علیہ السلام تھے لیکن یہ روایت انتہائی غریب ہے۔ (قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ارمیا علیہ السلام (یرمیا) کو کیا وحی فرمائی تھی؟

جواب: وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ بنی اسرائیل میں گناہ زور پکڑ چکے ہیں اور آپ اپنی قوم کے درمیان کھڑے ہو کر ان سے کہیے کہ ان کے دل تو ہیں پر وہ سمجھتے نہیں۔ ان کی آنکھیں تو ہیں پر دیکھتی نہیں۔ ان کے کان تو ہیں پر سنتے نہیں۔ (قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: حضرت ارمیا علیہ السلام نے اپنے دور کے بادشاہ اور قوم سے کیا فرمایا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے حضرت ارمیا علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے پاس بھیجا تو وہ گمراہی اور شرک کا شکار تھے۔ گناہوں میں لت پت تھے اور انبیاء علیہ السلام کو قتل کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔ آپ نے بادشاہ وقت اور لوگوں کو سمجھایا کہ اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کرو۔ برائیوں اور گناہوں سے تائب ہو کر اعمال صالحہ کی طرف توجہ دو۔ لیکن بادشاہ اور عوام نے آپ کی تبلیغ کا کچھ اثر نہ لیا۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تاریخ ابن عساکر)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت ارمیا علیہ السلام کو قوم پر عذاب کی خبر دی تو آپ نے کیا التجا فرمائی؟

جواب: بنی اسرائیل کی برائیاں بڑھتی گئیں اور شر و فساد پھیلتا گیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ارمیا علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ وہ بنی اسرائیل کو عذاب نازل کرے گا۔ غیر قومیں اپنے بادشاہ بخت نصر کی سرکردگی میں بنی اسرائیل کو محکوم بنا لیں گی۔ حضرت ارمیاہ نے اللہ کے حضور گریہ و زاری کی اور قوم کے لیے معافی طلب کی تو اللہ نے قوم کو مہلت دے دی۔
(قصص الانبیاء لابن کثیر۔ ابن اسحاق)

سوال: بنی اسرائیل نے حضرت ارمیا علیہ السلام کی تلقین پر کیا رد عمل ظاہر کیا؟

جواب: حضرت ارمیا علیہ السلام پھر سے قوم کو سمجھانے لگے۔ انہوں نے بنی اسرائیل کو پروردگار کے پیغامات اور سب باتیں پہنچا دیں اور انہوں نے وعید اور عذاب کو اچھی طرح سن لیا لیکن وہ نافرمانی پر اتر آئے۔ آپ کو جھوٹا قرار دیا اور تہمت لگائی کہ آپ جھوٹ بولتے ہیں اور اللہ پر تہمت باندھتے ہیں کیا آپ کا خیال ہے کہ اللہ اپنی سرزمین، اپنی مساجد، اپنی کتاب، اپنی عبادت اور توحید کو بے کار کر دے گا۔ پھر اس کی کون عبادت کرے گا۔ تو نے اللہ پر بہتان گھڑا ہے اور تجھ کو جنوں لاحق ہے۔
(قصص الانبیاء لابن کثیر۔ ابن اسحاق)

سوال: حضرت ارمیا علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

جواب: آپ کو نہ صرف مجنون اور دیوانہ کہا بلکہ آپ کو گرفتار کر کے بیڑیاں پہنائیں اور قید میں ڈال دیا۔
(قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تفسیر ابن جریر)

سوال: بنی اسرائیل نے اپنے پیغمبر کو قید میں ڈال دیا تو اسے کیا سزا ملی؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر بخت نصر کو بھیجا۔ وہ اپنے نڈی دل لشکر کے ساتھ بنی اسرائیل کے علاقوں کے پاس پہنچا۔ پھر ان کا محاصرہ کیا۔ محاصرہ طویل پکڑ گیا تو اہل شہر نے بخت نصر کا حکم مان لیا اور شہر کے دروازے کھول دیئے۔ مجوسیوں کا لشکر شہر میں داخل ہو گیا اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ ایک تباہی بنی اسرائیل کو قتل

کر ڈالا۔ تہائی کو غلام بنا لیا۔ معذروں اور بوڑھوں کو چھوڑ کر سب کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے روند ڈالا۔ بچوں کو ساتھ لے گیا اور عورتوں لڑکیوں کو بازاروں میں برہنہ پھرایا۔ لڑائی کرنے والوں کو ہلاک کر ڈالا۔ قلعوں اور محلوں کو ویران کیا۔ مسجدوں کو منہدم کر دیا اور توریت کو جلا ڈالا۔ اپنے عظیم لشکر کے ساتھ بیت المقدس کے علاقوں میں داخل ہوا اور پورے وسیع و عریض ملک شام کو روند ڈالا۔ بنی اسرائیل کی خوزیری کی۔ واپسی پر مال و دولت ساتھ لے گیا۔

(قصہ الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ابن جریر)

سوال: بتائیے حضرت ارمیا علیہ السلام کے ساتھ بخت نصر نے کیا سلوک کیا؟

جواب: اسے حضرت ارمیا علیہ السلام کا علم ہوا تو انہیں قید سے نکلوا کر کہا کہ بہتیری قوم ہے جن نے اپنے پیغمبر کو جھٹلایا اس نے آپ کو چھوڑ دیا اور آپ اپنے مقام ایلیا میں واپس آ گئے۔ بنی اسرائیل کے بچے کچے لوگ دنیا کے علاقوں میں بیٹ گئے۔ یہ لوگ حجاز، مصر، یثرب، (ہند) اور وادی قریٰ میں کوچ کر گئے۔ اور اب تک بنی اسرائیل دنیا کے علاقوں میں بے ہوئے ہیں۔

(قصہ الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر قرطبی۔ تاریخ ابن مساکر)

﴿سیدنا حضرت الیسع علیہ السلام﴾

حضرت الیسع علیہ السلام اور قرآن

سوال: سورۃ ص میں حضرت الیسع اور حضرت ذوالکفل علیہما السلام کی کیا تعریف کی گئی ہے؟
جواب: آیت ۴۸ میں ہے: **وَإِذْ كُنَّا نُمَوِّجِلُ وَالْيَسَعَ وَذَلِكَ كَفُلٌ ط وَكُلٌّ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ** اور **وَالْيَسَعَ** اور ذوالکفل علیہم السلام کو بھی یاد کیجئے۔ اور یہ سب ہی سب اچھے لوگوں میں سے ہیں۔ (القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر ماجدی۔ تذکرۃ الانبیاء)

حضرت الیسع علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: قرآن مجید نے حضرت الیسع علیہ السلام کو انبیاء علیہ السلام کی فہرست میں شامل کیا ہے بتائیے مفسرین کی آپ کے بارے میں کیا رائے ہے؟
جواب: مفسرین و مؤرخین کہتے ہیں کہ آپ انبیاء بنی اسرائیل میں سے تھے اور حضرت الیاس کے چچا زاد بھائی تھے۔ ان کے نائب اور خلیفہ بھی تھے حضرت الیاس علیہ السلام کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت الیسع علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی اصلاح و رہنمائی کے لیے نبوت سے سرفراز فرمایا۔ ابن اسحاق نے فرمایا کہ حضرت حسن بصریؒ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا، حضرت الیاس علیہ السلام کے بعد حضرت الیسع علیہ السلام اللہ کے نبی تھے۔ (قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: بتائیے حضرت الیسع علیہ السلام کا نسب نامہ کیا بیان کیا جاتا ہے؟

جواب: محمد بن اسحاق نے آپ کے والد کا نام آخطوب بتایا۔ ابن عساکر کہتے ہیں کہ حضرت الیسع علیہ السلام اسباط بن عدی بن شولم بن افرانیم بن یوسف علیہ السلام

بن یعقوب علیہ السلام بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

(تاریخ ابن عساکر - قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: حضرت الیاس علیہ السلام بعلبک کے بادشاہ سے چھپے تھے تو کون سے نبی ان کے ساتھ تھے؟

جواب: حضرت الیاس علیہ السلام بعلبک کے بادشاہ سے بچنے کے لیے جبل قاسیوں میں چھپے تھے تو حضرت الیسع علیہ السلام بھی ان کے ساتھ تھے۔ وہاں سے اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاس علیہ السلام کو اٹھا لیا تو حضرت الیسع علیہ السلام ان کے خلیفہ ہوئے اور اللہ نے ان پر وحی نازل کی۔ (قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: تورات میں حضرت الیسع کا نام الیشع آیا ہے اور والد کا سناٹا۔ آپ کہاں جکے رہنے والے تھے؟

جواب: آپ دمشق کے قریب ایک مقام اخیل محولہ کے رہنے والے تھے اور کھیتی باڑی کرتے تھے۔ (سیرت انبیاء کرام - قصص القرآن - قصص الانبیاء لہاب - تورات)

﴿سیدنا حضرت ذوالکفل علیہ السلام﴾

حضرت ذوالکفل علیہ السلام اور قرآن

سوال: بتائیے حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا ذکر قرآن پاک کی کس آیت میں ہے؟
جواب: پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۸۵ میں حضرت اسماعیل اور حضرت ادریس علیہما السلام کے ساتھ حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا بھی ذکر آیا ہے۔

(القرآن - تفسیر ابن کثیر - قصص القرآن - قصص الانبیاء)

سوال: سورۃ الانبیاء میں حضرت ذوالکفل علیہ السلام کو کن الفاظ میں یاد کیا گیا ہے؟
جواب: آیت ۸۵ میں ہے: **وَإِسْمَاعِيلَ وَإِدْرِيسَ وَذَا الْكِفْلِ ط كُلٌّ مِّنَ الْبَصِيرِينَ** ۵
”اور اسماعیل اور ادریس اور ذوالکفل علیہم السلام کا ذکر کیجئے۔ یہ سب ثابت قدم رہنے والے لوگوں میں سے تھے۔“

(القرآن - تفسیر عثمانی - کنز الایمان - سیرت انبیاء کرام)

سوال: سترھویں پارہ کی سورۃ الانبیاء کی آیت ۸۵ میں حضرت ذوالکفل علیہ السلام کو صابر کہا گیا ہے۔ بتائیے آیت ۸۶ میں آپ کی کونسی صفت بیان کی گئی ہے؟

جواب: آیت ۸۶ میں ہے: **إِنَّهُمْ مِّنَ الصَّالِحِينَ** ۵ ”بے شک یہ کمال صلاحیت والوں میں سے تھے یا نیک بخت تھے۔“
(القرآن - تیسرا القرآن - فتح المیہ - تفسیر قرطبی)

سوال: بتائیے سورۃ الانبیاء میں حضرت ذوالکفل علیہ السلام پر کون سے انعام کا ذکر کیا گیا ہے؟

جواب: آیت ۸۶ میں بتایا گیا ہے کہ حضرت اسماعیل اور حضرت ادریس علیہما السلام کے ساتھ آپ پر بھی انعام کیا گیا ہے: **وَأَدْخَلْنَاهُمْ فِي رَحْمَتِنَا ط** ”اور ہم نے ان

کو اپنی رحمت (خاصہ) میں داخل کر لیا تھا۔

(القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر ماجدی۔ تذکرۃ الانبیاء)

حضرت ذوالکفل علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: مفسرین حضرت ذوالکفل علیہ السلام کی نبوت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: قرآن کریم میں ان کا ذکر انبیاء علیہ السلام کے ساتھ آیا اور جس طرح آپ کی تعریف و توصیف کی گئی ہے۔ اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ پیغمبر تھے۔ اور یہی مشہور ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آپ نبی نہیں تھے بلکہ صالح۔ عادل و منصف اور دانا شخص تھے۔ ابن جریر نے خود تو ان کے بارے میں توقف کیا ہے جبکہ انہوں نے اور ابو نعیم نے حضرت مجاہدؒ سے روایت کیا ہے کہ وہ نبی نہ تھے بلکہ نیک صالح انسان تھے۔ یہ اپنی قوم کی طرف سے ان کے بڑے تھے۔ ان کے فیصلے منٹاتے تھے۔ ابن ابی حاتم نے کنانہ بن الاضس کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعرئؒ نے فرمایا کہ ذوالکفل پیغمبر نہ تھے۔ بلکہ نیک صالح انسان تھے۔

(معجم الانبیاء لابن کثیر۔ تفسیر ابن جریر۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت ذوالکفل علیہ السلام کو ذوالکفل علیہ السلام کیوں کہا جاتا تھا؟

جواب: کہا جاتا ہے کہ آپ اپنی قوم کے بڑے تھے اور ان کے فیصلے منٹاتے تھے۔ عدل و انصاف کرتے اور ان کے دیگر معاملات کی کفالت کرتے تھے اس وجہ سے ان کا نام ذوالکفل علیہ السلام یعنی کفالت کرنے والا پڑ گیا۔ حضرت السبع علیہ السلام نے اسی مقصد کے لیے انہیں اپنا خلیفہ بنا دیا تھا۔ ابن ابی حاتم نے کنانہ بن الاضس سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعرئؒ نے فرمایا کہ حضرت ذوالکفل علیہ السلام پیغمبر نہ تھے بلکہ نیک صالح انسان تھے۔ جو ہر روز سونامزیں پڑھتے تھے تو یہ ان کے لیے کفیل بن گئے تو ان کا نام ذوالکفل پڑ گیا۔ (لیکن یہ حدیث غریب ہے)۔ یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے اللہ کے لیے کسی مجرم کی بادشاہ وقت سے کفالت کر لی تھی جس کی وجہ سے آپ کو کئی سال قید میں رہنا پڑا۔ اس ضمانت و

کفالت کی وجہ سے آپ کو ذوالکفل کہا جاتا ہے۔

(ہامس القرآن۔ قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تفسیر ابن جریر۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا لفظی ترجمہ صاحب نصیب بتایا گیا ہے۔ آپ کا زمانہ نبوت کون سا تھا؟

جواب: قرآن پاک کی دو آیات میں صرف آپ کا نام آیا ہے۔ اس کے علاوہ قرآن و حدیث اور دیگر کتب میں آپ کے بارے میں کوئی تفصیل نہیں بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ آپ کا زمانہ نبوت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد ہے۔ آپ انبیائے بنی اسرائیل علیہ السلام میں سے ہیں۔ چونکہ آپ کے دور میں بھی کوئی خاص واقعہ پیش نہیں آیا اس لیے قرآن مجید میں آپ کا صرف نام ہی آیا ہے۔ (قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: کہا جاتا ہے کہ حضرت ذوالکفل علیہ السلام اس نے پہلے نبی حضرت اسمعٰیل علیہ السلام کے خلیفہ تھے۔ آپ کو یہ خلافت کیسے ملی؟

جواب: ابن کثیر نے مشہور تالیفی حضرت مجاہدؒ سے اس سلسلے میں ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ جب حضرت اسمعٰیل علیہ السلام بوڑھے ہو گئے تو ایک دن ارشاد فرمایا، کاش میری زندگی ہی میں کوئی شخص ایسا ہوتا جو میرا قائم مقام ہو سکتا۔ اور مجھ کو یہ اطمینان ہو جاتا کہ وہ صحیح نیابت کرنے کا اہل ہے۔ پھر انہوں نے بنی اسرائیل کے لوگوں کو اکٹھا کیا اور فرمایا کہ میں تم میں سے ایک شخص کو اپنا خلیفہ بنانا چاہتا ہوں، بشرطیکہ وہ مجھ سے تین باتوں کا عہد کرے۔ (۱) دن بھر روزہ رکھے۔ (۲) رات کو یاد خدا میں مشغول رہے (۳) کبھی غصہ نہ لائے۔ یہ سن کر ایک شخص کھڑا ہوا جو لوگوں کی نظر میں بے وقعت تھا اور کہنے لگا اس خدمت کے لیے میں حاضر ہوں۔ حضرت اسمعٰیل علیہ السلام نے اپنی تین شرطیں دوبارہ بیان کیں اور فرمایا کہ ان کی پابندی کرو گے۔ اس نے کہا ہاں بے شک۔ حضرت اسمعٰیل علیہ السلام نے دوسرے دن پھر لوگوں کا اجتماع کیا اور یہ باتیں دہرائیں لوگ خاموش رہے۔ پھر وہی شخص اٹھا اور تین شرطیں پوری کرنے کا عہد کیا حضرت اسمعٰیل علیہ السلام نے تیسرے دن

پھر لوگوں کا اجتماع کیا اور یہ باتیں دہرائیں لوگ خاموش رہے۔ پھر وہی شخص اٹھا اور تینوں شرطیں پوری کرنے کا عہد کیا حضرت المسیح علیہ السلام نے اس کو اپنا خلیفہ بنا دیا۔ وہ شخص حضرت ذوالکفل علیہ السلام تھے۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت ذوالکفل علیہ السلام کی نبوت اور نام کے بارے میں بعض دوسرے مفسرین و مؤرخین کی کیا رائے ہے؟

جواب: بعض کہتے ہیں کہ حضرت ذوالکفل علیہ السلام شام کے بادشاہ کے مقرب تھے اور اس بادشاہ کو بنی اسرائیل سے بڑی عداوت تھی۔ ایک دفعہ بنی اسرائیل سے لڑائی میں اس کی فوج نے ایک سولہاء و صلحا کو قید کر لیا پھر بادشاہ نے ان کو قتل کا حکم دیا۔ حضرت ذوالکفل علیہ السلام نے بادشاہ سے انہیں چھٹکارا دلایا اور خود ان کی کفالت کی اس لیے یہود آپ کو ذوالکفل علیہ السلام کہنے لگے۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ حضرت ایوب علیہ السلام کے بیٹے تھے جو ان کے بعد نبی بنائے گئے اور ان کا اصل نام بشر تھا۔ علامہ آلوسیؒ نے لکھا ہے کہ اہل کتاب ان کا نام حزقی ایل بتاتے ہیں جو بنی اسرائیل کی امیری (۵۹۷ ق م) کے زمانے میں نبی بنائے گئے۔ بخت نصر کے بادشاہ نے عراق میں اسرائیلی قیدیوں کی ایک نوآبادی دریائے خابور کے کنارے قائم کر دی تھی جس کا نام تل ایوب تھا۔ اسی مقام پر آپ ہدایت کے لیے مامور ہوئے۔ اور طرح طرح کی تکلیفیں اٹھائیں۔ یہ دُکھم کے حکمرانوں کو بھی توحید کی دعوت دیتے رہے جس کی وجہ سے مشکلات و مصائب بڑھ گئے۔ ممکن ہے اسی صبر و ضبط کی وجہ سے ذوالکفل کا لقب دیا گیا ہو۔ شاہ عبدالقادر محدث دہلوی نے بھی انہیں حضرت ایوب علیہ السلام کے صاحبزادے کہا ہے۔

(تفسیر ابن جریر۔ قصص الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

حضرت حنظلہ بن صفوان اور اصحاب الرس و اصحاب القریہ

سوال: مفسرین اصحاب الرس کے بارے میں کیا بیان کرتے ہیں؟

جواب: مفسرین کہے ہیں کہ جو اشیاء تباہ و برباد ہوئیں وہ نزولِ تورات سے قبل ہوئی تھیں۔ ان قوموں میں سے اصحابِ الرس بھی ہیں۔ یعنی کونکوں والے۔ ابن جریر کا خیال ہے کہ یہ وہی کھانیوں والے ہیں جن کو آگ کی خندقوں میں کافروں نے پھینک دیا تھا۔ ابن عساکر کے بقول یہ قوم عاد سے بھی صدیوں پہلے گزرے ہیں۔ عکرمہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے نبی کو کونکوں میں زندہ دفن کر دیا تھا اس لیے اس قوم کو اصحابِ الرس کہا گیا۔

(قصص الانبیاء - قصص القرآن - تفسیر ابن جریر - تاریخ ابن عساکر)

سوال: بتائیے اصحابِ الرس کون تھے اور ان کا تعلق کس علاقے سے تھا؟

جواب: اصحابِ الرس کے بارے میں مختلف اقوال ہیں ان کا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے کا ہے۔ ابن جریر کہتے ہیں کہ اصحابِ الرس وہ اصحابِ الاخدود ہیں جن کا ذکر قرآن پاک کی سورۃ بروج میں ہے۔ جبکہ ابن اسحاق اور بعض دوسرے بڑے مؤرخین و مفسرین کہتے ہیں کہ اصحابِ الاخدود کا واقعہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کا ہے۔ اور یہ حضور ﷺ سے پہلے سب سے آخری نبی ہیں۔ علامہ ابن جریر نے حضرت ابن عباسؓ کا قول بھی لکھا ہے کہ اصحابِ الرس ثمود کی بستیوں میں سے ایک بستی والے تھے۔ ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباسؓ کے حوالے سے لکھا ہے کہ اصحابِ الرس والوں کی بستی اور ان کا کبواں آذر بایجان میں تھا۔ ابن جریر سے مروی ہے کہ حضرت عکرمہ نے فرمایا اصحابِ الرس فلج علاقے میں تھے اور فلج والے ہی اصحابِ لیس ہیں جن کا ذکر سورۃ یسین میں آیا ہے۔ جن کی نافرمانی کی وجہ سے ان کو تباہ کیا گیا۔ حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ فلج پیامہ کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے۔ علامہ فیرج اللہؒ کی نے کہا ہے کہ ان کی طرف ابراہیم زردشت نام کے نبی کو بھیجا گیا تھا۔ (قصص الانبیاء - قصص القرآن - تفسیر ابن جریر)

سوال: اصحابِ الرس قدیم قوموں میں سے تھے۔ بتائیے ان کی طرف کون سے نبی کو بھیجا گیا؟

جواب: اصحاب الرس یعنی کنوئیں والے افراد کی طرف حضرت حظلہ بن صفوان کو پیغمبر بنا کر مبعوث کیا گیا تھا۔ تاہم قرآن میں ان کا نام نہیں آیا۔ حضرت سہیلؓ کہتے ہیں کہ اس پیغمبر کی طرف نیند میں وحی بھیجی جاتی تھی اور ان کا نام حظلہ بن صفوان تھا۔ مسعودی کے بقول یہ یمن کا قبیلہ تھا۔ ضحاک اور بعض مفسرین کے بقول حضرت صالح کی قوم کے بچ رہنے والے لوگ تھے نبی کو قتل کیا گیا تو کونان خشک ہو گیا۔

(قصص الانبیاء - قصص القرآن - تفسیر ابن کثیر - ارض القرآن)

سوال: کہا جاتا ہے کہ اصحاب الرس کی طرف حظلہ بن صفوان کو پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تھا۔ قوم نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

جواب: انہوں نے جب اپنی دعوت و تبلیغ کا اعلان فرمایا تو قوم نے آپ کو جھٹلایا۔ اور نافرمانی کی۔ پھر آپ کو قتل کر دیا حضرت ثوری ابی بکر سے اور وہ عکرمہ سے نقل کرتے ہیں کہ اصحاب الرس نے اپنے نبی کو کنوئیں میں پھینک دیا تھا اور کنوئیں کو اوپر سے بند کر دیا۔ قتادہ کہتے ہیں کہ اصحاب الرس اور اصحاب یاسین (قریب والے) ایک ہی ہیں۔ (قصص الانبیاء - لابن کثیر - قصص القرآن)

سوال: رس کے معنی کنوئیں کے ہیں اور اصحاب الرس سے مراد کنوئیں والے۔ بعض دوسرے مفسرین و مؤرخین نے اس قوم اور اس کے علاقے کے بارے میں کیا بتایا ہے؟

جواب: قرآن و احادیث میں ان کے بارے میں تفصیلات نہیں ملتیں۔ البتہ بعض مفسرین و مؤرخین نے اپنی اپنی رائے ظاہر کی ہے۔ علامہ مسعودی نے ان کو یمن میں آباد اولاد اسماعیل علیہ السلام کا ایک قبیلہ قرار دیا ہے۔ علامہ فرح اللہ ذکی کردی لکھتے ہیں کہ رس، اس کا مخفف ہے اور یہ فقط آذر بائیجان کے علاقے کا ایک مشہور شہر ہے جس میں اللہ نے ایک نبی کو مبعوث فرمایا تھا جن کا نام ابراہیم زردشت تھا۔ ابن ابی حاتم اور ابن عباسؓ نے بھی اس آذر بائیجان کے ایک کنوئیں کا کہا ہے۔

(قصص القرآن - تفسیر ابن کثیر - البدایہ والنہایہ - قصص الانبیاء)

سوال: کہا جاتا ہے کہ مجوسی قوم کا تعلق آذر بائیجان سے تھا۔ ان کی طرف کون سے نبوی

کو بھیجا گیا اور ان کی تعلیمات کیا تھیں؟

جواب: علامہ فرج اللہ ذکی کردی نے کہا ہے کہ فقہار آذربائیجان کے علاقے کا مشہور شہر ہے۔ اللہ نے ایک نبی ابراہیم زردشت کو بھیجا۔ قوم نے ماننے سے انکار کر دیا اور ان کی دعوت حق کے مقابلے میں بغاوت اختیار کی۔ اللہ نے سب کو ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد ان کی دعوت پورے علاقہ فقہاز میں عام ہو گئی اور ایران تک پہنچ گئی۔ زردشت کا صحیفہ آج قدیم فارسی زبان میں موجود ہے لیکن اس میں بھی تحریف ہو گئی ہے۔ اس قوم کی تائید حضرت ابن عباس کی روایت سے ہوتی ہے۔ ابن کثیر مجوسی قوم کے بارے میں لکھتے ہیں کہ مجوسی کے متعلق خیال ہے کہ ان میں زردشت نامی نبی مبعوث ہوئے جن پر وہ ایمان لائے۔ اس کے بعد کفر کی راہ اختیار کر لی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان سے نبی کو اٹھالیا۔

(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء: یہ تفسیر ابن کثیر۔ البدایہ والنہایہ)

(قوم لیس کے پیغمبر) اصحاب لیس:

سوال: سورۃ یٰسین میں اصحاب لیس کا ذکر آیا ہے۔ بتائیے یہ کون لوگ تھے؟
جواب: جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ان کی نافرمانی اور سرکشی کی وجہ سے ہلاک کیا ان میں اصحاب لیس بھی تھے۔ اس قوم کے بارے میں اکثر مؤرخین کا کہنا ہے کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے کے تھے۔ (قصص الانبیاء لابن کثیر۔ قصص القرآن)

سوال: بتائیے اصحاب لیس کا تعلق کس علاقے سے تھا؟

جواب: اکثر مؤرخین و مفسرین کہتے ہیں کہ یہ بستی انطاکیہ کے رہنے والے تھے۔ ابن اسحاق نے بھی اسے روایت کیا ہے اور ابن عباسؓ کعب احبار اور وہب بن منبہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ ان کے علاوہ بریدہ بن خلیف، عکرمہ، قتادہ، زہری وغیرہ سے بھی یہی منقول ہے۔ ممکن ہے یہ بستی اور قوم پہلے تباہ کر دی گئی ہو اور پھر دوبارہ آباد ہوئی ہو۔ (قصص الانبیاء۔ ابن کثیر۔ قصص القرآن)

سوال: اللہ نے فرمایا ہے کہ ہم نے کسی بستی والوں کو اس وقت تک ہلاک نہیں کیا جب تک ان کی ہدایت کے لیے پیغمبر نہ بھیجا ہو۔ بتائیے اصحاب لیس کی ہدایت کے لیے کون سے نبی بھیجے گئے؟

جواب: کہا جاتا ہے کہ اٹھارہ بستی میں ایک بادشاہ تھا جس کا نام انطس تھا۔ یہ جنوں کا بیماری تھا اور اس کی قوم بھی شرک پرستی میں جلا تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف تین پیغمبر بھیجے۔ جو سچے اور برحق تھے۔ لیکن اس بادشاہ اور اس کی قوم نے ان کو جھٹلا دیا۔ ایک قول کے مطابق ان کے نام صادق، صدوق اور شلوم تھے۔ سورۃ یسین میں بھی یہی بتایا گیا ہے کہ ہم نے ان کی طرف دو پیغمبر بھیجے تو انہوں نے ان کو جھٹلایا۔ پھر ہم نے تیسرے سے (پہلے دو کو) تقویت دی۔ یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے رسول تھے۔ قاعدہ کا کہنا ہے کہ وہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قاصد تھے۔ ابن جریر کا بھی یہی قول ہے۔ لیکن یہ قول ضعیف ہے۔ ان تین اصحاب کے نام شمعون، یوحنا اور یوس بھی بتائے گئے ہیں۔ (تفسیر الانبیاء لابن کثیر۔ تفسیر القرآن)

سوال: قرآن مجید کی سورۃ یسین میں ہے کہ ایک شخص شہر کے پرلے کنارے سے دوڑتا ہوا آیا۔ بتائیے وہ کون تھا؟ اس نے کیا کہا؟

جواب: جس طرح قرآن پاک میں اس کا نام نہیں بتایا گیا مفسرین اتنا بتاتے ہیں کہ وہ شخص قوم لیس سے تھا اور نبیوں کی مدد نصرت اور ان پر ایمان ظاہر کرنے کے لیے آیا تھا۔ اور اس نے کہا کہ رسولوں کی اتباع کرو۔ ایسے لوگوں کی بات مان لو جو تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتے، پھر اس شخص نے اپنی قوم کو خود توحید کی دعوت دی۔ اس شخص کا نام حبیب بتایا گیا ہے اور وہ بڑھئی یا جولا ہا یا سوچی یا رنگ ریز تھے۔

(تفسیر الانبیاء۔ تفسیر القرآن)

سوال: قوم لیس کے شخص حبیب نے کیا اعلان کیا اور اس کا کیا انجام ہوا؟

جواب: رسولوں کی مدد کے لیے آنے والے شخص حبیب نے اپنی قوم کو تبلیغ کرنے کے بعد جب دیکھا کہ وہ لوگ ہٹ دھرمی پر قائم ہیں تو اپنے ایمان کا اعلان کیا۔ اس نے

کہا میں تمہارے رب پر ایمان لاتا ہوں، میری یہ بات سن لو اور اپنے رب پاس اس کی گواہی دینا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس نے یہ باتیں قوم سے خطاب کرتے ہوئے کہی تھیں کہ اے قوم سن لو میں علی الاعلان اللہ کے رسولوں پر ایمان لاتا ہوں۔ جب اس شخص نے ایسا کیا تو اس کی قوم نے اسے قتل کر دیا۔ یا سنگسار کر دیا یا لٹخی سے مار ڈالا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ پوری قوم نے اس کو پاؤں تلے روند ڈالا حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ اسے قتل کیا گیا۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت ابن عباسؓ نے حبیب کی شہادت اور اس کے درجانت کی بلندی کے بارے میں کیا کہا ہے؟

جواب: آپؓ نے فرمایا کہ حبیب بڑھی کو جذام کا مرض تھا اور وہ بہت صدقہ کرنے والا تھا۔ اس کو اس کی قوم نے قتل کر دیا تو اللہ کی طرف سے اسے حکم ہوا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ پھر جب اس شہید حق نے جنت کی خوشیاں اور تہذیبیں دیکھیں تو تنہا کی کہ کاش میری قوم جانتی کہ رب نے میری مغفرت فرمادی اور مجھے باعزت لوگوں میں کر دیا، تاکہ وہ (قوم) بھی ایمان لے آئیں اور ان کو بھی یہ نعمتیں حاصل ہوں۔ ابن ابی حاتم نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن)

سوال: بتائیے قوم لیس پر کس قسم کا عذاب آیا تھا؟

جواب: اللہ اور اللہ کے رسولوں کی نافرمانی کرنے اور سرکشی کرنے پر قوم لیس کو بھی برباد کر دیا گیا۔ قوم نے جب مرد مومن کو قتل کر دیا تو اللہ نے بھی انتقام لیا۔ ان پر جو عذاب آیا وہ صرف ایک چنگھاڑ تھی اور وہ بجھے رہ گئے، ابن اسحاق نے حضرت ابن عباسؓ سے یہی نقل فرمایا ہے۔ مجاہد و قتادہ کہتے ہیں کہ کوئی بڑا لشکر نہیں اتارا۔ بلکہ ایک چنگھاڑنے کا کام کر دیا مفسرین کہتے ہیں کہ اللہ نے ان کی طرف حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا۔ انہوں نے آکر شہر کی طرف ایک جھج ماری۔ جس سے ان کی

روحیں جسموں سے نکل گئیں اور وہ بھی ہوئی لکڑیوں کی طرح رہ گئے۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تفسیر ابن عباس۔ تفسیر ابن جریر)

اصحاب الاخدود:

سوال: اصحاب الاخدود کے بارے میں قرآن حکیم میں صرف ایک واقعہ سورہ البروج میں بیان ہوا ہے۔ بتائیے یہ کون لوگ تھے۔ اور انہیں کیوں سزا دی گئی؟

جواب: اصحاب الاخدود یعنی خندق والے۔ قرآن حکیم نے اس واقعے میں ان مظلوم مسلمانوں کا ذکر کیا ہے جنہیں ایک بادشاہ نے مسلمان ہونے کی وجہ سے دہشت کی خندقوں میں ڈال دیا تھا۔ ان مظلوم عیسائیوں کا قصور یہ تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے تھے۔ (القرآن۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: اصحاب الاخدود کا واقعہ کب پیش آیا اور اس ظالم بادشاہ کا نام کیا تھا؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت سے تقریباً مئتر برس پہلے یہ واقعہ تقریباً ۵۲۵ء میں پیش آیا۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی روایت کے مطابق اس ظالم بادشاہ کا نام یوسف ذونواس تھا جو یمن کا بادشاہ تھا۔ ابن اسحاق نے کہا ہے کہ بادشاہ کا اصلی نام زرعہ تھا۔ باپ کا نام تیان اسد اور ابو کرب کنیت تھی۔ ابن ابی حاتم نے حضرت انسؓ کے صاحبزادے حضرت ربیعؓ کے حوالے سے ایک حدیث نقل کی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ یہ واقعہ زمانہ فترت یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور رسول اللہ ﷺ کے درمیانی زمانے میں پیش آیا۔

(تفسیر ابن کثیر۔ سیرت انبیاء کرام۔ قصص القرآن)

سوال: کہا جاتا ہے کہ اصحاب الاخدود کے تین واقعے پیش آئے۔ بتائیے کہاں کہاں اور کب ایسا ہوا؟

جواب: حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ یہ واقعہ ملک فارس (ایران) میں پیش آیا۔ مفسر مقاتلؓ نے کہا کہ ایک یمن کے شہر نجران میں پیش آیا۔ مفسرین نے کہا کہ تیسرا

واقعہ شام کے علاقے فلسطین میں ہوا۔ ملک شام کا واقعہ انطاطوس رومی کے ہاتھوں، ملک فارس کا تخت نصر کے ہاتھوں اور نجران کا واقعہ یوسف ذوالواس کے ہاتھوں پیش آیا۔ ملک فارس اور شام کے واقعات کا ذکر قرآن کریم میں نہیں ہے البتہ نجران کا واقعہ سورۃ البروج میں بیان کیا گیا ہے۔

:(تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: قرآن مجید میں دو سورتوں میں حضرت ذوالکفل کا نام آیا ہے۔ آپ کا تعلق کس نسل سے تھا؟

جواب: آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ امام طبری نے آپ کو حضرت ایوب علیہ السلام کا بیٹا بتایا ہے اور علامہ ابن جریر نے آپ کو حضرت السع علیہ السلام کا خلیفہ اور جانشین کہا ہے۔

:(تاریخ طبری۔ قصص الانبیاء لابن کثیر۔ انبیاء کرام)

﴿سیدنا حضرت شموئیل علیہ السلام﴾

حضرت شموئیل علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: بتائیے حضرت شموئیل علیہ السلام کون تھے اور آپ کو کس قوم کی ہدایت کا کام سونپا گیا تھا؟

جواب: آپ بنی اسرائیل کے قاضی تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں نبوت سے سرفراز فرمایا اور قوم اسرائیل کی نگرانی کا کام ان کے سپرد ہوا۔ کہا گیا ہے کہ آپ حضرت ہارون علیہ السلام کے خاندان سے تھے۔ نسب شموئیل بن حدہ بن عامر بن ۔۔۔ بتایا گیا۔
(نقص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر فاذن)

سوال: حضرت شموئیل علیہ السلام بنی اسرائیل کے قاضی تھے۔ آپ کو اس عہد سے پرکس نے مقرر فرمایا تھا؟

جواب: اللہ کے نبی حضرت یوشع علیہ السلام نے وادی مقدس کو فتح کر لیا تو بنی اسرائیل کی تربیت اور تورات کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کی تبلیغ کا کام تیز کر دیا۔ آپ نے ان کے خانگی معاملات اور جھگڑوں کے فیصلے کرنے کے لیے محکمہ قضاۃ قائم کیا۔ جو شموئیل علیہ السلام کی وفات کے بعد تقریباً ساڑھے تین سو سال تک چلتا رہا۔ حضرت شموئیل علیہ السلام کو حضرت یوشع علیہ السلام نے محکمہ قضاۃ کا قاضی مقرر کیا تھا۔
(نقص الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: شموئیل عبرانی زبان کا لفظ ہے۔ عربی میں اس کا ترجمہ اسماعیل کیا گیا ہے۔ بتائیے حضرت شموئیل علیہ السلام کی پیدائش کس دور میں ہوئی؟

جواب: حضرت الیسع علیہ السلام کی وفات کے بعد مصر فلسطین کے درمیان مجرم پر آباد

عالمہ قوم میں سے جالوت نامی ایک جابر و خالم حکمران نے بنی اسرائیل کو مغلوب کر کے ان کی آبادیوں پر قبضہ کر لیا اور ان کے بہت سے سرداروں اور قبیلے کے معزز لوگوں کو گرفتار کر کے ساتھ لے گیا۔ اور باقی لوگوں پر خراج (نکس) لگا دیا۔ اور تورات تک کی بے جرحی کر کے اسے ضائع کر دیا۔ اس وقت بنی اسرائیل میں نہ کوئی نبی تھا نہ رسول اور نہ کوئی سردار و امیر۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر رحم فرمایا اور خاندان نبوت میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام شموئیل رکھا گیا۔

(تفسیر غازی۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت شموئیل علیہ السلام بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے تھے۔ بتائیے آپ کو کب مبعوث کیا گیا؟

جواب: چوتھی صدی کے وسط میں میلی کاہن کے زمانے میں عبرانیوں نے فلسطینیوں کے ساتھ جو اشدود کے رہنے والے تھے، مل کر غزہ کے قریب حملہ کیا۔ بنی اسرائیل ان کے مقابلے کے لیے نکلے۔ وہ اپنے ساتھ تابوت سیکنہ بھی لیے ہوئے تھے۔ جس میں تورات بھی تھی۔ تاکہ اس کی برکت سے وہ فتح حاصل کریں مگر فلسطینی ان پر غالب آگئے تو تابوت سیکنہ بھی ان سے چھین لیا۔ اور اسے بیت داجون کے بت خانے میں لے جا کر رکھ دیا۔ بنی اسرائیل کی یہ شکست بڑی سخت اور ان کے لیے ذلت کا باعث تھی۔ اسی زمانے میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل میں حضرت شموئیل علیہ السلام کو نبی مبعوث کیا۔

(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: بنی اسرائیل نے حضرت شموئیل علیہ السلام سے کیا کہا؟

جواب: ایک عرصے سے پریشان حال اس قوم نے حضرت شموئیل علیہ السلام سے کہا کہ آپ ہمارا کوئی بادشاہ یا سردار مقرر کر دیں۔ یا ہمارا کوئی سپہ سالار بنادیں جس کے جھنڈے تلے لڑتے ہوئے وہ اپنے دشمنوں سے شکست کا بدلہ لے سکیں۔

(قصص القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت شموئیل علیہ السلام نے اپنی قوم کو کیا جواب دیا؟

جواب: آپ اس قوم کی تاریخ سے واقف تھے کہ وہ کس طرح احکامات خداوندی کی تعمیل میں جنت بازی کرتی رہی ہے اور انبیاء سے نگرار کرتی رہی ہے۔ آپ نے انہیں جواب دیا کہ اگر میں نے کوئی بادشاہ مقرر کر دیا اور تم نے حسب عادت اس کا حکم نہ مانا جیسا کہ تمہارے بڑوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت حزقیل علیہ السلام کی نافرمانی کی تھی تو پھر کیا ہوگا۔ اگر تم پر جنگ فرض کر دی گئی تو تم مقابلے سے گریز کرو۔ (نقص القرآن - تفسیر ابن کثیر - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: اللہ کے نبی حضرت شموئیل علیہ السلام نے کیا فیصلہ فرمایا؟

جواب: بنی اسرائیل نے انہیں یقین دہانی کرائی اور کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے ہم کو ہمارے گھروں سے نکال دیا گیا اور ہمارے بچوں کو قید کر لیا گیا تو ہم لڑائی سے گریز کریں۔ حضرت شموئیل علیہ السلام نے انہیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے طالوت کو تم پر بادشاہ مقرر کر دیا ہے اور وہی تمہاری فوجوں کا سپہ سالار ہوگا۔

(نقص القرآن - تفسیر قرطبی)

سوال: بنی اسرائیل نے طالوت کو اپنا بادشاہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کی کیا وجہ تھی؟

جواب: طالوت غریب گھرانے کا فرد تھا اور بنیامین کی اولاد میں سے تھا۔ بنی اسرائیل نے کہا کہ وہ ہم پر بادشاہ کیسے مقرر ہو سکتا ہے وہ تو غریب ہے۔ بادشاہ کے پاس دولت ہونی چاہیے۔ بنی اسرائیل کا خیال تھا کہ خاندان بنیامین کی بجائے یہود کے خاندان میں ہی بادشاہت رہے۔ (نقص القرآن - تفسیر قرطبی)

سوال: حضرت شموئیل علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے خدشات کیسے دور فرمائے؟

جواب: آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اسے حکومت کے لیے تم میں سے چن لیا ہے۔ اور اسے دو چیزیں دی ہیں۔ جو حکمران کے لیے ضروری ہوتی ہیں اسے علم کی فراوانی عطا کی ہے اور جسم کی مضبوطی۔ اور اللہ کو اختیار ہے کہ اپنا ملک جسے چاہے عطا کرے۔

(نقص القرآن - تاریخ الانبیاء - سیرت انبیاء کرام)

سوال: بنی اسرائیل نے طالوت کو بادشاہ تسلیم نہ کرنے کے لیے کیا بہانہ کون سا تراشا تھا؟

جواب: حضرت شموئل علیہ السلام کے سمجھانے بھجانے پر بھی بنی اسرائیل نے کہا، اگر ان صاحب (طاووت) کو بادشاہت دی جاتی ہے تو کوئی خاص نشانی ان کے پاس ہونی چاہیے۔ جس سے ہمیں پتہ چلے کہ اللہ نے طاووت کو ہمارا بادشاہ بنایا ہے۔

(قصص القرآن - تفسیر مجزی - تفسیر قرطبی - سیرت انبیاء کرام)

سوال: بنی اسرائیل کے اصرار پر حضرت شموئل علیہ السلام نے طاووت کی بادشاہت کی کیا نشانی بتائی؟

جواب: آپ نے فرمایا: طاووت کی بادشاہت کی نشانی یہ ہے کہ تم کو تابوت سیکنہ مل جائے گا جو تم سے چھین لیا گیا تھا اور جس میں آل موسیٰ اور آل ہارون کے تمراکات ہیں۔ وہ تمہارے پاس فرشتے پہنچا دیں گے۔

(قصص القرآن - تفسیر مجزی - تفسیر مطہری - سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت شموئل علیہ السلام کے فرمان کے مطابق بنی اسرائیل کو تابوت سیکنہ مل گیا۔ مفسرین نے اس کے بارے میں کیا بتایا ہے؟

جواب: مفسرین کا کہنا ہے کہ بیت داوود میں (جہاں ان کا بڑا بت رکھا ہوا تھا) جب تابوت سیکنہ (صندوق) رکھا گیا تو فلسطینیوں نے دیکھا کہ جب روزانہ صبح وہ اپنے دیوتا داسوں کی پوجا کے لئے جاتے ہیں تو اسے تابوت کے سامنے اونڈھا گرا ہوا پاتے ہیں۔ اسے وہ سیدھا کر دیتے ہیں مگر دوسرے دن پھر وہ اونڈھا پڑا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ان میں طاعون پھیل گیا۔ وہ اس صندوق کو جس علاقے میں رکھتے وہاں طاعون پھیل جاتا۔ آخر وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ ساری محنت اس تابوت کی وجہ سے ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایک نئی گاڑی بنائی۔ اس میں دو گائیں جوت دیں اور اس میں تابوت سیکنہ کو رکھا۔ اور اس گاڑی کا رخ بنی اسرائیل کی بستیوں کی طرف کر دیا۔ فرشتوں نے رہنمائی کی اور وہ گائیں اس گاڑی کو بنی اسرائیل کے قریب بیت العیس پھر وہاں سے قریہ لیا میں لے آئیں۔

(تذکرہ انبیاء - قصص القرآن - قصص انبیاء - سیرت انبیاء کرام)

سوال: تالوت کیلئے کے بعد بنی اسرائیل دشمن سے لڑنے کے لیے تیار ہو گئے۔ تالوت نے ان کا ایک اور امتحان کس طرح لیا؟

جواب: اس نے انہیں کہا کہ راستے میں جو نہر آئے گی اس کا پانی جو پئے گا وہ میرا نہیں ہو گا اور جو نہ پئے گا میرا ہے ہاں چلو بھر پی سکتا ہے۔ گرمیوں کے دن تھے۔ لشکر میں سے اکثریت صبر نہ کر سکی۔ سوائے چند افراد کے سب نے پانی پی لیا۔ جنہوں نے چلو بھر پانی پیا تھا انہوں نے جنگ میں حصہ لینے کا عزم کیا جنہوں نے اس سے زیادہ پیا تھا انہوں نے تالوت کے مقابلے پر لڑنے سے انکار کر دیا۔ مفسرین کے مطابق اسی ہزار کے لشکر میں صرف چند سو ہی تالوت کا ساتھ دے سکے۔

(قصص الانبیاء۔ ابن کثیر۔ تفسیر قطری۔ قصص القرآن)

سوال: بتائیے چالیس دن کے سخت مقابلے کے بعد فتح کیسے ہوئی؟

جواب: چالیس دن تک مقابلہ ہوتا رہا۔ دشمن کے لشکر نے جس کا سپہ سالار تالوت تھا سخت مقابلہ کیا۔ آخر حضرت داؤد علیہ السلام جو اس وقت کم عمر تھے کے ہاتھوں تالوت مارا گیا۔ دشمن کی فوج حوصلہ ہار بیٹھی اور مٹی بھر بنی اسرائیل نے اسے شکست دے دی۔ اصحاب تالوت کی تعداد تین سو تیرہ بتائی جاتی ہے۔

(قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت شموئیل علیہ السلام نے کہاں وفات پائی؟

جواب: آپ نے بیت المقدس میں وفات پائی۔ آپ کی قبر بیت المقدس سے رملہ جاتے ہوئے راستے میں آتی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ رامہ میں دفن ہوئے۔ یہ ہو سکتا ہے اسی پیراز کو رامہ کہتے ہوں۔ ان کی جگہ حضرت داؤد علیہ السلام نبی و رسول بنائے گئے۔

(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء، تبار)

سوال: حضرت شموئیل علیہ السلام کا حسب و نسب بتا دیجئے؟

جواب: یہ سموئیل بن بالی بن مائیمہ بن یروخام بن الیہو بن تبو ہے۔ مقاتل کہتے ہیں کہ حضرت ہارون کے ورثہ میں سے ہیں اور مجاہد کہتے ہیں کہ یہ اشموئیل بن ہلقا تھا ہیں۔

(قصص الانبیاء۔ ابن کثیر)

سوال: حضرت شعیب علیہ السلام نے طالوت کو بادشاہ بنا دیا۔ طالوت کیا کام کرتے تھے؟
 جواب: حضرت عمرؓ اور سدیؓ کہتے ہیں کہ طالوت سچے تھے۔ یعنی پانی پلانے والے۔
 وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ دباغ یعنی کھالوں کو خشک کر کے چمڑہ بنانے کا کام کرتے
 تھے۔ مؤرخین کہتے ہیں کہ نبوت آل لاوی میں جاری تھی اور بادشاہت آل یہود
 میں۔ اور طالوت آل بنیامین سے تھے اس لیے بنی اسرائیل نے اعتراض کیا۔

(قص القرآن۔ قص الانبیاء۔ لابن کثیر)

سوال: ثعلبیؒ نے طالوت کا سلسلہ نسب کیا بیان کیا ہے؟

جواب: طالوت بن قیش بن ایل بن صارو بن خورت بن افح بن انیس بن بنیامین بن
 یعقوب علیہ السلام بن ایل علیہ السلام بن ابراہیم علیہ السلام۔

(قص الانبیاء۔ ص ۱۱۲ عبدالحزیز)

سوال: تابوتِ سکینہ کے بارے میں مفسرین و مؤرخین نے کیا تفصیل بتائی ہے؟

جواب: مفسرین کے بقول بنی اسرائیل میں ان کے آباؤ اجداد سب ایک صندوق چلا آ رہا
 تھا۔ اس کے متعلق ان کا خیال تھا کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ اتر ا تھا۔
 جب یہ صندوق حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو وہ اس میں توراۃ رکھتے
 تھے۔ اور یہ صندوق ایک حبرک چیز بھی جاتی تھی۔ جب کبھی دشمنوں سے لڑتے تو
 اس صندوق کی اسلامی لشکر میں فرشتے نگرانی کرتے اور اس کی برکت سے فتح
 ہوتی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد بنی اسرائیل میں خرابی پھیلی تو
 صندوق عمالہ کے لوگ چھین کر لے گئے۔ آخر اللہ نے ان کے دل میں دہشت
 ڈال دی اور وہ صندوق انہوں نے تل گاڑی میں رکھ کر روانہ کر دیا جو طالوت
 بادشاہ کے پاس پہنچ گیا۔ موضع القرآن میں ہے کہ بنی اسرائیل میں یہ صندوق تھا
 اس میں تبرکات تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام لڑائی کے وقت
 اس کو آگے بھیج دیتے تھے اور دشمن پر حملہ کرتے تو فتح ہوتی۔ جو ہر الشیر میں ہے
 کہ تابوت سکینہ شمشاد یا صندل کی لکڑی کا تھا اور تین گز طول اور دو گز عرض تھا۔

اس کو پروردگار عالم نے حضرت آدم علیہ السلام پر بھیجا تھا۔ اس میں پیغمبروں کی تصویریں تھیں جو آدم علیہ السلام کی اولاد میں پیدا ہونے والے تھے۔ اور ہر پیغمبر کے گھر کے نمونے تھے۔ اور جناب حضور ﷺ کا گھر یا قوت سرخ کا تھا اور اس میں حضور ﷺ کی تصویر مبارک تھی کہ دیکھنے والے حیران ہو جاتے تھے۔ یہ صندوق حضرت آدم علیہ السلام پر اس وقت نازل ہوا تھا جس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت شیث علیہ السلام سے نور محمدی ﷺ کی حفاظت کے بارے میں عہد نامہ تحریر کر کر لیا تھا۔ وہ عہد نامہ یا قوت کی قلم سے بہشتی ریشم پر لکھا گیا تھا۔ اس پر فرشتوں کی گواہیاں تھیں۔ پھر وہ عہد نامہ اس تابوت میں رکھ کر حضرت شیث علیہ السلام کے سپرد کر دیا اور تاکید کر دی گئی کہ جس آدمی پر محمد ﷺ کا نور مبارک ظاہر ہو وہ آدمی اس عہد کا پابند رہے کہ اس سے ہرگز بدکاری کا شائبہ نہ ہو۔ ہر قرن میں اپنے اپنے وارثوں کو اس عہد و بیان پر رہنا ہو گا، تاکہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور ﷺ تک آپ ﷺ کا نور مبارک پاک پشتوں اور رگوں میں منتقل ہوتا آئے۔ یہ تابوت حضرت الیسع علیہ السلام تک پہنچا۔ پھر قوم عمالقہ نے بنی اسرائیل پر غلبہ کر کے چھین لیا۔ جو بعد میں حضرت شموئیل علیہ السلام تک پہنچا۔ اب وہ تابوت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا، بحر و طبریہ میں ہے اور قیامت کے قریب ظاہر ہو گا۔ (تفسیر کاف المؤمنین - مواضع القرآن - جواہر التفسیر - دائرۃ المعارف)

سوال: حضرت شموئیل علیہ السلام کے والد اور والدہ کا نام بتا دیجئے؟

جواب: آپ کے والد کا نام Elkanah اور والدہ کا نام حشہ تھا۔

(توریت - ص ۱۱۱ - انبیاء - قصص الانبیاء - مجاز)

سوال: بتائیے حضرت شموئیل علیہ السلام کہاں پیدا ہوئے اور آپ کا زمانہ کون سا ہے؟

جواب: آپ شہر رامہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا زمانہ تقریباً ۱۱۰۰ ق م کا ہے۔ آپ نے اپنے آبائی شہر رامہ میں وفات پائی۔

(توریت - قصص الانبیاء - قصص القرآن - جز ۲ - انبیاء)

﴿سیدنا حضرت داؤد علیہ السلام﴾

حضرت داؤد علیہ السلام اور قرآن

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو علم بھی عطا کیا تھا۔ قرآن اس کے بارے میں کیا کہتا ہے؟

جواب: پارہ ۳ سورۃ البقرہ آیت ۲۵۱ میں حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: عَلَّمَهُ مِمَّا يَشَاءُ ط اور جو چاہا ان کو علم دیا۔ اسی طرح پارہ ۱۹ سورۃ النمل آیت ۱۵ میں ہے: وَ لَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا ط اور ہم نے داؤد اور سلیمان علیہما السلام کو علم عطا فرمایا۔ (القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر روح البیان۔ فتح القدیر)

سوال: قرآن نے کہا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام شکر کرنے والے اور اچھے بندے تھے۔ کن آیات میں؟

جواب: سورۃ ص آیت ۳۰ میں ہے: وَ هَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ ط اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا کیا۔ وہ بہت اچھے بندے تھے اور خدا کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔ پارہ ۱۹ سورۃ النمل آیت ۱۵ میں ہے کہ انہوں نے اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا: وَقَالَا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلَى كُلِّ نَجِيٍّ ط اور ان دونوں نے (شکر ادا کرتے ہوئے) کہا کہ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہم کو اپنے بہت سے ایمان والے بندوں پر فضیلت دی۔ سورۃ ص آیت ۱۷ میں ہے: وَ اذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْأَيْدِ ط إِنَّهُ أَوَّابٌ ط اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کیجئے جو بڑی قوت والے تھے اور (خدا کی طرف) رجوع کرنے والے تھے۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر القرآن۔ تفسیر نیا القرآن)

سوال: اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو سلطنت اور حکمت دی۔ آیات بتا دیجئے؟

جواب: سورۃ بقرہ آیت ۲۵۱ میں بتایا گیا ہے: **وَ اِنَّهُ الْمَلِكُ الْمُنْكَرُ وَالْحَكِيمُ**۔ ”اور ان کو اللہ تعالیٰ نے سلطنت اور حکمت عطا فرمائی“۔ پارہ ۲۳ سورۃ ص آیت ۲۰ میں ہے: **وَ شَدَدْنَا مُلْكَهُ وَ اَتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَ فَضَّلْنَا عَلَيْهِ الْخِطَابَ** ۵ ”اور ہم نے ان کی سلطنت کو مضبوط کیا تھا اور انہیں حکمت دی اور معاملات کا فیصلہ کرنے کی طاقت (تقریر) عطا فرمائی“۔ (القرآن - تفسیر القرآن - انبیاء کرام)

سوال: زبور کس نبی پر نازل ہوئی تھی۔ قرآن کی روشنی میں بتا دیجئے؟

جواب: قرآن کہتا ہے کہ زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۵۵ میں ہے: **وَ اَتَيْنَا دَاوُدَ زُبُورًا** ۵ ”اور ہم نے داؤد (علیہ السلام) کو زبور دی“۔ پارہ ۲۲ سورۃ سبا آیت ۱۰ میں ہے: **وَ لَقَدْ اَتَيْنَا دَاوُدَ مِنَّا فَضْلًا** ”اور ہم نے داؤد (علیہ السلام) کو اپنی طرف سے بڑی نعمت دی تھی“۔ بعض مفسرین نے یہاں نعمت سے زبور مراد لیا ہے۔

(القرآن - تفسیر ابن کثیر - قصص الانبیاء - مائیں کثیر)

سوال: سامان جنگ کے سلسلے میں حضرت داؤد علیہ السلام کو کیا خاص کمال حاصل تھا؟

جواب: پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۸۰ میں بتایا گیا ہے: **وَ عَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ لِيُحْصِنَكُمْ مِنْ بَاسِكِكُمْ** ۷ ”اور ہم نے ان کو زورہ بنانے کی صفت تم لوگوں کے واسطے سکھائی تاکہ وہ (زورہ) تمہیں تمہاری لڑائی کی زد سے بچائے“۔ پارہ ۲۲ سورۃ سبا آیت ۱۰-۱۱ میں ہے: **وَ اَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ اَنِ اعْمَلْ سُلَاطِيْنًا وَ قَيِّدًا فِی السُّرُوْدِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا** ”اور ہم نے ان کے واسطے لوہے کو نرم کر دیا۔ اور (یہ حکم دیا) کہ تم پوری زرہیں بناؤ۔ اور (کڑیاں) جوڑنے میں اندازہ رکھو“۔

(القرآن - قصص القرآن - سیرت انبیاء کرام)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے کن دو چیزوں کو مطیع کر دیا تھا؟

جواب: پارہ ۷ سورۃ الانبیاء آیت ۷۷ میں ہے کہ نیاؤں اور پرندوں کو آپ کے تابع کر دیا تھا۔ چنانچہ فرمایا گیا: وَ سَخَّرْنَا مَعَ دَاوُدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۚ ”اور ہم نے داؤد علیہ السلام کے تابع کر دیا تھا پہاڑوں کو کہ ان کے ساتھ تسبیح کیا کرتے تھے اور پرندوں کو بھی“۔ اسی طرح پارہ ۲۲ سورۃ السبا آیت ۱۰ میں ہے کہ اللہ نے حکم دیا: لِيَجِبَالُ اَوْبٰى مَعَهُ وَالطَّيْرُ ۚ ”اے پہاڑ داؤد (علیہ السلام) کے ساتھ بار بار تسبیح کرو۔ اور اسی طرح پرندوں کو بھی حکم دیا“۔ پارہ ۲۳ سورۃ ص آیت ۱۸-۱۹ میں ہے: اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعُشِيِّ ۝ وَالطَّيْرُ مَحْشُورَةٌ مُّخْلِئٌ لَّهُ اَوَابٌ ۝ ”ہم نے پہاڑوں کو حکم دے رکھا تھا کہ ان کے ساتھ صبح اور شام تسبیح کیا کریں۔ اسی طرح پرندوں کو بھی جو جمع ہو جاتے تھے سب ان کی وجہ سے مشغول رہتے تھے“۔ (القرآن۔ فتح المبد۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر عزیزی)

سوال: بتائیے جاہلوت کو کس نے قتل کیا تھا؟

جواب: اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام نے۔ پارہ ۳ سورۃ بقرہ آیت ۲۵۱ میں ہے: وَ قَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ ”اور داؤد (علیہ السلام) نے جاہلوت کو قتل کر ڈالا“۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ تفسیر فتح القدیر۔ تفسیر روح البیان۔ تفسیر طبری)

سوال: حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس دو جھگڑاؤں کا مقدمہ لے کر آئے تھے۔ آپ نے ان کا فیصلہ کس طرح کیا؟

جواب: قرآن حکیم کے پارہ ۲۳ سورۃ ص کی آیات ۲۱ تا ۲۴ میں اس مقدمے کے بارے میں بتایا گیا ہے: وَ هَلْ اَتٰكَ نَبِیُّ الْخَصْمِ ۚ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ۝ اِذْ دَخَلُوا عَلٰی دَاوُدَ فَفَزَعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰیْنِ بَغٰی بَعْضُنَا عَلٰی بَعْضٍ فَاِحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَا اِلٰی سَوَآءِ الصِّرَاطِ ۝ اِنَّ هٰذَا اَعْیٰی لَكَ تَسْعُ وَ تَسْعُوْنَ نَعْمَةً وَّ لٰی نَعْمَةٌ وَّ اَحَدَةٌ ۚ فَقَالَ اَكْفُلِيْهَا وَ عَزَّنٰی فِی الْخِطَابِ ۝ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسْوَآءٍ نُّعَمِّكَ اِلٰی نِعَاجِهِ ۚ وَ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَیَبْغٰی بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوْا

النَّصْلَ لَحْتَ وَ قَلِيلٌ مَّا هُمْ ط ”اور بھلا آپ کو ان اہل مقدمہ کی خبر بھی پہنچی ہے جب کہ وہ لوگ (داؤد علیہ السلام کے) عبادت خانہ کی دیوار پھاند کر داؤد کے پاس آئے تو وہ (ان کے اس طرح آنے سے) گھبرا گئے وہ لوگ کہنے لگے کہ آپ ذریں نہیں ہم دو اہل معاملہ ہیں کہ ایک نے دوسرے پر (کچھ) زیادتی کی ہے سو آپ ہم میں انصاف سے فیصلہ کر دیجئے اور بے انصافی نہ کیجئے اور ہم کو (معاملہ کی) سیدھی راہ بتا دیجئے۔ (پھر ایک شخص بولا صورت مقدمہ کی یہ ہے کہ) یہ شخص میرا بھائی ہے اس کے پاس نانوںے دنیاں ہیں اور میرے پاس (صرف) ایک دینی ہے سو یہ کہتا ہے کہ وہ بھی مجھ کو دے ڈال اور بات چیت میں مجھ کو دباتا ہے۔ داؤد نے کہا یہ جو تیری دینی اپنی دنیوں میں ملانے کی درخواست کرتا ہے تو واقعی تجھ پر ظلم کرتا ہے۔ اور اکثر شرکاء (کی عادت ہے کہ) ایک دوسرے پر (یوں ہی) زیادتی کیا کرتے ہیں مگر ہاں جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں اور ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں۔ (القرآن۔ تفسیر مابعدی۔ تفسیر خازن۔ تفسیر القرآن)

۱۰۰: قرآن نے بتایا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام سے غلط فیصلہ ہوا۔ انہوں نے معافی مانگی اور اللہ نے معاف کر دیا۔ کس آیت میں ذکر ہے؟

جواب: سورۃ ص آیت ۲۳-۲۵ میں ہے: وَ طَنَّ دَاوُدُ اَنَّمَا فَتَنَّهٗ فَاَسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَ خَجَرٌ رَّا جَعًا وَّاَتَابَ ۝ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ط وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَکُزْلٰفٰی وَّحُسْنَ مَّآبٍ ۝
 ”داؤد کو خیال آیا کہ ہم نے ان کا امتحان کیا ہے سو انہوں نے اپنے رب کے سامنے توبہ کی اور سجدے میں گر پڑے اور رجوع ہوئے۔ سو ہم نے ان کو دوز (امر) معاف کر دیا۔ اور ہمارے یہاں ان کے لئے (خاص) قرب اور (اعلیٰ درجہ کا) نیک انجام ہے۔ (القرآن۔ تفسیر مابعدی۔ تفسیر ابن کثیر۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو زمین میں خلیفہ بنایا اور درست فیصلے کا حکم دیا۔ آیات قرآنی بتا دیجئے؟

جواب: سورۃ ص آیت ۲۶ میں بتایا گیا ہے: **يٰۤاٰدُوْدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط اِنَّ الَّذِيْنَ يَصْلُوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ حَدِيْدٌۙ بِمَا نَسُوْا اَيَوْمَ الْحِسَابِ ۝** ”اے داؤد ہم نے تم کو زمین پر حاکم بنایا ہے سو لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے رہنا اور آئندہ بھی نفسانی خواہش کی پیروی مت کرنا، (اگر ایسا کرو گے تو) وہ خدا کے رستہ سے تم کو بھٹکا دے گی۔ جو لوگ خدا کے رستے سے ہٹنے میں ان کے لیے سخت عذاب ہوگا اس وجہ سے کہ وہ روز حساب کو بھولے رہے۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر نباء القرآن۔ تفسیر عثمانی)

سوال: حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے بکریوں کے بھتیجے چر جانے کے بارے میں کیا فیصلہ دیا؟

جواب: قرآن حکیم کے پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیات ۷۸-۷۹ میں یہ قصہ بیان ہوا ہے: **وَ دَاوُدَ وَ سُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِى الْخَوْبِ اِذْ نَفَخْتُ فِیْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ؕ وَ كُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ۝ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ؕ** ”اور داؤد اور سلیمان کے قصے کا تذکرہ کیجئے جب کہ دونوں کسی کھیت کے بارے میں مشورہ کرنے لگے جب کہ اس کھیت میں کچھ لوگوں کی بکریاں رات کے وقت جا پڑیں اور اس کو چر گئیں اور ہم اس فیصلے کو جو لوگوں کے متعلق ہوا تھا دیکھ رہے تھے۔ سو ہم نے اس فیصلے کی سمجھ سلیمان کو دی۔“

(القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ لائبن کثیر۔ تفسیر قرطبی)

حضرت داؤد علیہ السلام اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

سوال: بتائیے زبان رسالت سے حضرت داؤد علیہ السلام کی تعریف کس طرح ہوئی؟

جواب: حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”نمازوں میں سب سے پیاری نماز حضرت داؤد علیہ السلام کی نماز تھی۔ اور روزوں میں سب سے پیارے روزے بھی حضرت داؤد علیہ السلام کے تھے۔ نماز کے بارے میں ان کا

طریقہ یہ تھا کہ آدھی رات سوتے بھر تہائی رات اللہ کی عبادت کرتے۔ پھر آخر رات کے چھپے حصے میں آرام فرماتے۔ اور ایک دن روزہ رکھتے ایک دن افطار کرتے۔

(متفق علیہ۔ تفسیر ابن کثیر۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت داؤد علیہ السلام کی عبادت و ریاضت کے بارے میں ارشاد نبوی کیا ہے؟

جواب: ایک دوسری حدیث میں قرآن رسالت ہے: کہ شب میں ایک وقت ایسا ہوتا کہ داؤد علیہ السلام اپنے اہل خانہ کو جگا دیتے اور فرماتے اے آل داؤد اٹھو اور نماز پڑھو۔ کیونکہ یہ وقت ایسا مقبول ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنی طرف رجوع ہونے والے بندوں کی دعا قبول فرماتا ہے۔ سوائے جادوگر اور ظلم سے عشر وصول کرنے والے شخص کے۔ (مسند احمد۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قص الانبیاء۔ لابن کثیر)

سوال: لحن داؤدی ایک مثال بن گئی تھی۔ حضور ﷺ فرمایا کرتے، حضرت ابو موسیٰ اشعرئٰی کو اللہ تعالیٰ نے لحن داؤدی بخشا ہے۔ بتائیے آپ ﷺ نے لحن داؤدی کی کس طرح تعریف فرمائی؟

جواب: جناب رسالت ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کے لیے زبور کی تلاوت اور اس کے ترانے اُسنے آسان اور ہلکے کر دیئے تھے کہ آپ اپنی سواری تیار کرنے کا حکم دیتے اور سواری پر زمین کے جانے سے پہلے پہلے زبور ختم کر لیتے تھے۔ (مسند ابی یوسف۔ مسیح بخاری۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قص الانبیاء۔ لابن کثیر)

سوال: حدیث نبوی میں زبور کے مضامین کی کیا تفصیل بتائی گئی ہے؟

جواب: زبور ایسے قصائد اور سچ کلمات کا مجموعہ تھا جن میں خدا کی حمد و ثناء اور انسانی عبادت و عجز کے اعتراف اور چند قصائح اور حکمت بھرے مضامین تھے۔ ایک حدیث میں روایت ہے کہ زبور کا نزول رمضان میں ہوا اور وہ مواعظ و حکمت کا مجموعہ تھی۔ نیز اس میں بشارات و پیش گوئیاں بھی تھیں۔

(مسند احمد۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قص الانبیاء۔ لابن کثیر)

سوال: حضرت داؤد علیہ السلام کے ذریعہ معاش کے بارے میں حضور اقدس ﷺ نے

کیا بتایا؟

جواب: آپ نے فرمایا: ”اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی محنت سے روزی کمایا کرتے تھے۔“ (صحیح بخاری۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ لابن کثیر)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے ام موسیٰ (حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ) کی مثال کن صنعتکاروں سے دی ہے؟

جواب: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو صنعتکار اپنی صنعت میں نیک نیت یعنی خدمت خلق کا جذبہ رکھے اس کی مثال ام موسیٰ کی ہو جاتی ہے کہ انہوں نے اپنی بی بی کے دو دوہ پلایا اور معاوضہ فرعون کی طرف سے مفت ملا۔

(معارف القرآن۔ قصص القرآن۔ مولانا عبدالمعز)

سوال: بتائیے رسول اللہ ﷺ نے آل داؤد کی کس فضیلت کا ذکر فرمایا؟

جواب: حضرت عطاء بن یسارؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ”تمن کام ایسے ہیں کہ جو شخص ان کو پورا کر لے تو جو فضیلت آل داؤد کو عطا کی گئی تھی اس کو بھی مل جائے گی، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ وہ تمن کام کیا ہیں؟ فرمایا کہ رضا، غضب دونوں حالتوں میں انصاف پر قائم رہنا اور غنا و فقر کی دونوں حالتوں میں اعتدال اور میانہ روی اختیار کرنا۔ اور خفیہ اور اعلانیہ دونوں حالتوں میں اللہ سے ڈرنا۔“

(تفسیر قرطبی۔ معارف القرآن)

سوال: احادیث میں حضرت داؤد علیہ السلام کی وفات کا تذکرہ کس طرح ملتا ہے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام بہت ہی غیرت والے تھے۔ جب آپ گھر سے باہر جاتے تو دروازہ بند کر کے جاتے۔ پھر کسی کو اندر جانے کی اجازت نہ ہوتی۔ ایک مرتبہ اسی طرح آپ باہر تشریف لے گئے تو تھوڑی دیر کے بعد ایک بیوی صاحبہ کی نظر اٹھی تو کیا دیکھتی ہیں کہ گھر کے بیچوں بیچ ایک صاحب کھڑے ہیں تو پریشان ہو گئیں۔ اور دوسری بیویوں کو بھی دکھایا تو سب آپس میں کہنے لگیں کہ یہ کہاں سے آ گئے، دروازے تو بند تھے۔ خدا کی قسم

داؤد علیہ السلام کے سامنے ہماری سخت رسوائی ہوگی۔ اتنے میں حضرت داؤد علیہ السلام بھی آگئے۔ آپ نے انہیں کھڑا دیکھا تو پوچھا تم کون ہو۔ انہوں نے کہا وہ ہوں جسے کوئی نہیں روک سکتا۔ اور وہ ہوں جسے کسی بڑے سے بڑے کی پرواہ نہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام سمجھ گئے اور فرمانے لگے مرجا ہو، مرجا ہو، آپ ملک الموت ہیں۔ اسی وقت اس نے آپ کی روح قبض کر لی۔ سورج نکل آیا اور آپ پر دھوپ آگئی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کو حکم دیا کہ وہ حضرت داؤد علیہ السلام پر سایہ کریں تو پرندوں نے اپنے پر کھول کر ایسی گہری چھاؤں کی کہ زمین پر اندھیرا چھا گیا پھر حکم کیا کہ ایک ایک کر کے اپنے پروں کو سمیٹ لو۔

(مسند احمد۔ تاریخ ابن کثیر۔ قصص الانبیاء۔ سوانح عبدالعزیز)

سوال: بتائیے حضرت ابو درداءؓ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں کیا حدیث بیان فرمائی ہے؟

جواب: حضرت ابو درداءؓ کی ایک روایت نقل کی گئی ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر آتا تو نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے: ”وہ انسانوں میں سب سے بڑے عبادت گزار بندے تھے۔“ (تاریخ بخاری۔ سیرت انبیائے کرام)

حضرت داؤد علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: بنی اسرائیل کے اس مشہور نبی کا نام بتادیں جس نے کم سن میں دشمن کے بڑے جرنیل کو قتل کر دیا تھا؟

جواب: حضرت داؤد علیہ السلام۔ آپ کم عمر تھے کہ فوج میں شامل ہو کر بہت بڑے بہادر جالوت کو قتل کر دیا۔ جس سے بنی اسرائیل کے دلوں میں آپ کی قدر و منزلت بڑھ گئی۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ تفسیر مزیری۔ تفسیر خازن)

سوال: بتائیے کس نبی کو سب سے پہلے منصب نبوت اور بادشاہت سے نوازا گیا؟

جواب: بنی اسرائیل کے پیغمبر حضرت داؤد علیہ السلام کو۔ آپ نے جالوت کو قتل کیا تو

طاہر نے آپ کی بہادری سے متاثر ہو کر اپنی بیٹی بھی آپ کے نکاح میں دے دی اور حکومت بھی آپ کے حوالے کر دی۔ آپ بنی اسرائیل میں پہلی شخصیت ہیں جنہیں بادشاہت اور نبوت عطا کی گئی۔ (الفرقان۔ قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت داؤد علیہ السلام کو سلطنت و حکومت ملی تو کثیر تعداد میں فوج بھی آپ کے قبضے میں آئی۔ بتائیے بطور حکمران آپ کو اور کون سی خوبیوں سے نوازا گیا؟

جواب: آپ نہایت مدبر اور دانا تھے۔ مقدمات کے فیصلے بڑی خوبی سے اور بہتر انداز میں کرتے تھے۔ بول چال اور تقریر کے فن میں ماہر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نصاحت سے نوازا تھا۔ (الفرقان۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر فاذن۔ تفسیر القرآن)

سوال: بتائیے کس نبی کی آواز ضرب المثل بن گئی تھی؟

جواب: حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اتنی خوبصورت آواز دی تھی کہ لہجہ داؤدی ایک ضرب المثل بن گئی تھی۔ اور جب آپ اللہ کا ذکر بلند آواز میں کرتے تو پہاڑ بھی آپ کے سامنے ذکر کرتے۔ (الفرقان۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر فاذن۔ تفسیر القرآن)

سوال: حضرت داؤد علیہ السلام کس دور کے نبی تھے؟ آپ کا سلسلہ نسب بتائیے؟

جواب: آپ کی پیدائش موسیٰ علیہ السلام سے پانچ سو سال بعد کی بیان کی جاتی ہے۔ سلسلہ نسب حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے یہوداہ سے جاتا ہے۔ بیت المقدس سے بیت اللحم جاتے ہوئے راستے میں بیت جلا نام کی بستی آتی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام کا بچپن انہی بستیوں اور پہاڑیوں میں گزرا۔ انہں کثیر نے نسب نامہ بیان کیا ہے، داؤد علیہ السلام بن ایشاہ بن عوید بن عامر بن سلم بن نغشون بن عوتیا ذب بن ارم بن ہرون بن فارص بن یہوداہ بن یعقوب علیہ السلام۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ تاریخ ابن کثیر۔ ارض مقدس۔ تفسیر قرطبی۔ قصص الانبیاء)

جواب: بتائیے حضرت داؤد علیہ السلام کی سلطنت کن علاقوں پر محیط تھی؟

جواب: شام، عراق و فلسطین، شرق اردن کا پورا علاقہ اور خلیج عقبہ سے لے کر فرات تک کے سارے علاقے پر آپ کی حکمرانی تھی؟

(قصص القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے ہفتے بھر کے معمولات کو کس طرح تقسیم کر رکھا تھا؟

جواب: آپ کا یہ معمول تھا کہ ہفتے میں ایک دن مکمل طور پر (روزانہ مختلف اوقات کی عبادت کے علاوہ) عبادت کرتے۔ ایک دن دربار اور مقدمات کے فیصلوں کے لیے ہوتا۔ اور ایک دن اپنے اہل و عیال کے ساتھ گزارتے۔ آپ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کا خیال رکھتے تھے۔ (تذکرۃ الانبیاء - تاریخ الانبیاء - قصص الانبیاء)

سوال: قرآن میں ہے کہ داؤد علیہ السلام کو زبور عطا کی گئی۔ بتائیے آپ کو یہ کتاب مقدس کب ملی؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے پانچ سو سال بعد حضرت داؤد کو زبور عطا کی گئی۔ (تذکرۃ الانبیاء - تاریخ الانبیاء - قصص الانبیاء)

سوال: بتائیے زبور نازل کرنے کی کیوں ضرورت محسوس ہوئی؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد تمام انبیاء بنی اسرائیل نے توریت کی تعلیمات پر عمل کرنے کی تلقین کی مگر قوم نے ان انبیاء علیہ السلام کی باتوں کا اثر نہ لیا۔ بنی اسرائیل میں بہت سی خرابیاں پیدا ہو گئیں تھیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو نبوت کے ساتھ حکومت بھی دی گئی تھی۔ اور لوگ صاحب اقتدار شخص کا اثر جلد قبول کرتے ہیں اس لیے آپ کو نبوت کے ساتھ زبور بھی عطا کی گئی۔ روایات حدیث میں ہے کہ جب زبور کی تلاوت دریا کے کنارے کی جاتی تو بہتا پانی بھی رک جاتا۔ (تذکرۃ الانبیاء - سیرت انبیاء کرام - قصص القرآن)

سوال: زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل کی گئی۔ زبور کے معنی بتا دیجئے؟ اس میں کون سی تعلیمات تھیں؟

جواب: زبور کے معنی ٹکڑے ٹکڑے کے ہیں۔ جس کے معنی یہ ہوئے کہ زبور دراصل توریت ہی کا جزء تھی۔ زبور میں توریت سے الگ کوئی نئی بات نہیں تھی بلکہ انہی اصولوں کے مطابق خدائی حمد و ثناء کی گئی تھی اور توریت میں دی گئی شریعت موسوی کو دوبارہ

زندہ کیا گیا تھا۔ زبور زیادہ تر گیتوں پر مشتمل ہے۔

(القرآن - تفسیر نباء القرآن - سیرت انبیاء کرام - قصص القرآن)

سوال: قرآن نے کہا ہے کہ پہاڑ اور جانور بھی حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے۔ بتائیے کس انداز میں؟

جواب: مفسرین لکھتے ہیں کہ آپ جب جوش میں آکر زبور پڑھتے یا خدا کی تسبیح و تحمید کرتے تو پہاڑ اور پرندے بھی آپ کے ساتھ بلند آواز سے تسبیح پڑھنے لگتے تھے۔ مفسرین کے بقول حضرت داؤد علیہ السلام کبھی کبھی جنگل میں جا کر یاد الہی میں مصروف ہو جاتے۔ خوف الہی سے روتے۔ تسبیح و تہلیل میں مشغول رہتے اور اپنی ضرب النعل خوش الحانی سے زبور پڑھتے۔ اس کی عجیب تاثیر سے پہاڑ بھی ان کے ساتھ تسبیح پڑھنے لگتے تھے۔ اور پرندے ان کے گرد جمع ہو کر اسی طرح آواز کرتے۔ حق تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو یہ خاص فضیلت عطا کی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کا معجزہ تھا۔

(معارف القرآن - القرآن - مذكرۃ الانبیاء - فوائد عثمانی - قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: بتائیے کون سے نبی اپنے ہاتھ سے زرہ بنا کر فروخت کیا کرتے تھے؟

جواب: حضرت داؤد علیہ السلام کو سلطنت و نبوت عطا کی گئی مگر آپ اپنے ہاتھ سے زرہ بنا کر فروخت کرتے اور روزی کماتے تھے۔ کہتے ہیں کہ کڑیوں کی زرہ سب سے پہلے آپ ہی نے ایجاد کی تھی۔ (مذكرۃ الانبیاء - فوائد عثمانی - قصص الانبیاء)

سوال: حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھوں میں لوہا نرم ہو جاتا تھا۔ بتائیے آپ کو یہ معجزہ کیوں عطا کیا گیا؟

جواب: آپ اپنے ہاتھ سے زرہ بنا کر فروخت کرتے تھے۔ زرہ چونکہ لوہے سے بنتی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے لوہے کو موسم کی طرح نرم کر دیا۔ تاکہ اسے حسب ضرورت موڑ کر زرہ بنا سکیں بغیر بھٹی، آگ یا ہتھوڑی کے آپ لوہا موڑ لیتے تھے۔ آپ ہلکی اور زنجیر دار زردیوں پہناتے۔ جنہیں پہن کر لڑنا آسان

ہوتا: (نور محمد ثانی۔ القرآن۔ سیرت انبیائے کرام۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت داؤد علیہ السلام بیت المال پر بوجھ نہیں بننے تھے۔ بتائیے آپ دستکاری کے لیے کون سی دعا مانگا کرتے تھے؟

جواب: آپ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کرتے تھے: ”خدایا! ایسی صورت پیدا فرما دے کہ میرے لیے ہاتھ کی کمائی آسان ہو جائے۔ میں بیت المال پر بوجھ نہیں بننا چاہتا۔“ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور لوہے کو آپ کے لیے نرم کر دیا۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: مفسرین کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے بعض لوگوں کو بندر بنا دیا گیا تھا۔ یہ واقعہ کب اور کہاں پیش آیا؟

جواب: حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں یہ واقعہ شہر الیلہ میں پیش آیا جو بحر کلزم کے کنارے مدین اور کوہ طور کے درمیان واقع تھا۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: شہر الیلہ کے لوگ کون تھے اور ان پر کیا پابندی لگائی گئی تھی؟

جواب: وہاں کے لوگ یہودی تھے اور بنی اسرائیل سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ دریا کے قریب ہونے کی وجہ سے مچھلی کے شکار نے عادی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان پر ہفتہ کے دن شکار کرنا حرام کر دیا تھا۔ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر فیہ القرآن)

سوال: بتائیے شہر الیلہ کے لوگوں نے کس طرح نافرمانی کی؟

جواب: بنی اسرائیل کے اکثر لوگوں کی طرح الیلہ شہر کے لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی اور نافرمانی کی عادت تھی۔ اللہ نے ان کی آزمائش کے لیے حکم دیا تھا کہ ہفتے کو مچھلیوں کا شکار نہ کریں۔ خدا کا کرنا ایسا ہوتا کہ ہفتے کے دن دریا میں مچھلیوں کی اتنی کثرت ہوتی کہ سطح آب پر تیرتی تھیں باقی دنوں میں غائب رہتیں۔ ان لوگوں نے اللہ کے حکم کے خلاف دریا کا پانی کاٹ کر حوض بنا لیے۔ ہفتہ کے دن مچھلیاں پانی میں بہہ کر ان حوضوں میں آ جاتیں تو یہ واپسی کا راستہ بند کر دیتے۔ اگلے دن اتوار کو مچھلیاں پکڑ لیتے۔ تاکہ ہفتے کے دن شکار نہ کرنے

سوال: شہر ایلم کے لوگوں نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی تو انہیں کیا سزا ملی؟
 جواب: بنی اسرائیل کے لوگوں نے نہ صرف حکم عدولی کی بلکہ ان کے خیال میں (نعوذ باللہ) اللہ سے دھوکا کیا۔ اللہ نے انہیں اس دنیا میں ہی سزا دے دی۔ ان کے چہرے اور جسم مسخ کر کے بندر بنا دیئے گئے۔

۱۰ (القرآن - تذکرہ الانبیاء - تاریخ الانبیاء - قصص القرآن)

سوال: مچھلیوں کے شکار کے سلسلے میں اہل ایلم کے کون سے چار گروہ بن گئے تھے؟
 جواب: ان میں ایک گروہ شکار کرنے والوں کا تھا۔ دوسرا گروہ ان شکاریوں کو منع کرنے والا تھا۔ تیسرا گروہ ایک آدمہ مرتبہ منع کر کے خاموش بیٹھ جانے والوں کا تھا۔ اور چوتھا گروہ وہ تھا جو خود شکار کرتا تھا اور نہ شکاریوں کو منع کرتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اہل ایلم چالیس یا ستر برس تک نافرمانی کرتے رہے۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام کی بددعا سے ان پر یہ عذاب آیا۔ (تفسیر سیدی - تذکرہ الانبیاء - سیرت انبیاء کرام - قصص الانبیاء)
 سوال: حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی نے اہل ایلم میں سے سزا پانے والوں کے بارے میں کیا لکھا ہے؟

جواب: آپ نے فرمایا: ”منع کرنے والوں نے شکار کرنے والوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا۔ اور صبح میں دیوار اٹھائی۔ ایک دن صبح کو اٹھے تو دوسروں کی آواز نہ سنی۔ دیوار پر سے دیکھا تو ہر گھر میں بندر تھے۔ وہ آدمیوں کو پہچان کر اپنے قرابت والوں کے پاؤں پر سر رکھنے لگے اور روتے لگے۔ آخر میں نے حال سے تین دن میں مر گئے۔“
 (فوائد عثمانی - تذکرہ الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کا امتحان کس طرح لیا؟
 جواب: ایک دن آپ حسب معمول اپنے عبادت خانے میں عبادت میں مشغول تھے کہ دو شخص دیوار پھانڈ کر اندر گھس آئے جن سے آپ کی عبادت میں خلل پڑا اور اسے انتظامات کے باوجود آپ ان دونوں کے اندر گھس آنے کی وجہ سے گھبرا بھی گئے۔

دروازوں پر پہرہ اور اتنی اونچی دیواریں۔ اس لیے پریشانی کی بات تو تھی ہی۔ وہ دونوں کہنے لگے آپ ڈریں نہیں۔ پھر ایک نے کہا۔ جھگڑا یہ ہے کہ میرے اس بھائی کے پاس ننانوے دنیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک۔ دبی ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ کسی طرح وہ ایک۔ دبی بھی مجھ سے چھین کر اپنی سو پوری کر لے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ جیسے یہ مال میں مجھ سے زیادہ ہے ویسے ہی بات کرنے میں بھی تیز ہے۔ جب بولتا ہے تو مجھ کو دبا لیتا ہے۔ اور لوگ بھی اس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔ میرا حق چھیننے کی کوشش کرتا ہے۔ (القرآن۔ تیسرے القرآن۔ احسن البیان۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: قرآن میں ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور آپ نے اللہ سے معافی مانگی۔ آپ کو کیا احساس ہوا؟

جواب: مفسرین کہتے ہیں کہ ان آدمیوں کا دیوار پھاند کر اندر گھس آنا اور میری تنہائی کی عبادت میں غفلت ہونا اس میں قدرت کی طرف سے میرا امتحان تھا۔ یہ خیال آتے ہی اپنی دنیا معارف کرانے کے لیے آپ اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو گئے۔

(القرآن۔ تیسرے القرآن۔ احسن البیان۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: بتائیے حضرت داؤد علیہ السلام کا امتحان کیوں لیا گیا؟

جواب: مفسرین و مورخین کے بقول حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کیا: ”پروردگار! رات دن کی ایک گھڑی بھی ایسی نہیں کہ ہمارے گھر کا کوئی نہ کوئی فرد آپ کی عبادت میں مصروف نہ رہتا ہو۔“ کیونکہ آپ نے دن رات کے جو نہیں گھنٹے اپنے گھر والوں پر اس طرح تقسیم کیے ہوئے تھے کہ آپ کا عبادت خانہ کبھی وقت بھی عبادت سے خالی نہ رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو آپ کی یہ بات پسند نہ آئی۔ کیونکہ ایسے جملے نبی کی شان کے لائق نہیں۔ حق تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا: ”اے داؤد علیہ السلام! یہ سب کچھ میری توفیق سے ہے۔ اگر میری توفیق اور مدد تمہارے شامل حال نہ ہو تو عبادت تو بڑی بات ہے تم عبادت کا تصور بھی نہ کر سکو۔“ چنانچہ دو آدمیوں کے دیوار پھاند کر اندر آ جانے سے اس بات کا مشاہدہ ہو گیا کہ ذرا سی دیر

میں سارا نظام درہم برہم ہو گیا اور اس فکر میں پڑ گئے کہ یہ کون لوگ ہیں حضرت عبداللہ بن عباس سے بھی یہ روایت منقول ہے۔۔۔

بیان القرآن میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ امتحان اس لیے لیا کہ دیکھیں حضرت داؤد علیہ السلام ان دو اشخاص کی اس حرکت پر غصے میں آتے ہیں یا پیغمبرانہ غفو و تحمل بے کام لے کر ان کی بات سنتے ہیں۔ آپ اس امتحان میں پورے اترے لیکن اتنی سی غلطی ہو گئی کہ فیصلہ سناتے وقت ظالم کو خطاب کرنے کی بجائے مظلوم کو مخاطب فرمایا۔ جس سے جانبداری محسوس ہوتی تھی۔ لیکن جو نبی آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا آپ سجدے میں گر گئے۔

(بیان القرآن۔ قصص القرآن۔ فوائد مثالی۔ تذکرۃ الانبیاء۔ متذکرہ حاکم)

سوال: مسجد اقصیٰ کہاں واقع ہے؟ حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ اس مسجد کو کیا نسبت ہے؟

جواب: یہ مشہور مسجد ارض فلسطین کی مقدس جگہ بیت المقدس میں واقع ہے۔ شب مہراج میں رسول اللہ ﷺ نے اسی مسجد میں انبیاء کرام علیہ السلام کی جماعت کی امامت فرمائی تھی۔ جب بنی اسرائیل فرعون سے آزادی حاصل کر کے وادی تیار سینا میں رہنے لگے تو یہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے ایک خیمہ عبادت بنانے کا حکم ملا۔ یہ خیمہ چلتا پھرتا عبادت خانہ تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس خیمے کو یرد شلم بیت المقدس میں خود چھپون کے مقام پر نصب کیا جہاں حضرت یعقوب علیہ السلام نے خواب میں اللہ تعالیٰ سے ہمکناری کا شرف حاصل کیا تھا۔ اس کے بعد اسی جگہ حضرت داؤد علیہ السلام نے عبادت خانہ بنا دیا تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسی جگہ مستقل پیکل تعمیر کیا۔

(ارض مقدس۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: سب سے پہلے بادشاہ نبی حضرت داؤد علیہ السلام نے کتنا عرصہ حکومت کی؟

جواب: آپ کی مدت حکومت کے سلسلے میں کئی روایات ہیں۔ کسی نے یہ مدت تیس سال،

کسی نے پچیس سال اور کسی نے چالیس سال بتائی ہے۔ بعض روایات میں ستر سال بھی آیا ہے۔ (مسندک حاکم۔ نفع القرآن۔ سیرت انبیاء کرام۔ نفع الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت داؤد علیہ السلام نے کتنی عمر پائی اور کب فوت ہوئے؟
جواب: آپ کی عمر کے متعلق بھی مختلف روایات ہیں۔ ساٹھ سال اور سو سال بھی بتائے گئے ہیں۔ آپ نے ہفتہ کے دن وفات پائی۔ آنحضرت ﷺ سے تقریباً ۱۵۸۶ سال پہلے انتقال فرمایا۔ قبر مبارک صیہون بیت المقدس میں ہے۔

(نفع القرآن۔ مسندک حاکم۔ نفع الباری۔ سیرت انبیاء کرام۔ نفع الانبیاء)

سوال: کہا جاتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اپنے تمام بھائیوں میں چھوٹے تھے۔ آپ کا حلیہ مبارک کیا تھا؟

جواب: محمد بن اسحاق نے وہب بن منہ کے حوالے سے بتایا ہے کہ آپ پست قد تھے۔ نیلگوں آنکھیں جسم پر بال بہت کم تھے۔ اور چہرے سے لمہارت قلب کی شعاعیں بیہوشی تھیں۔ (نفع القرآن۔ نفع الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کی عمروں کے بارے میں کیا روایت بیان کی گئی ہے؟

جواب: روایات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی حلب سے نکال کر ان ٹی ذریت کو پیش کیا تو آپ نے اپنی اس ذریت میں ایک خوبصورت چمکتی ہوئی پیشانی والے شخص کو دیکھا۔ آپ نے پوچھا کہ وہ کون ہے؟ آپ کو بتلایا گیا یہ آپ کی ذریت میں پیدا ہونے والی ہستی داؤد علیہ السلام ہے۔ آدم علیہ السلام نے پھر دریافت کیا اس کی عمر کتنی ہوگی۔ جواب ملا ساٹھ سال۔ یہ سن کر آدم علیہ السلام نے بارگاہ الہی میں عرض کیا پروردگار میں اپنی عمر میں سے چالیس سال اس جوان کو بخشا ہوں۔ اس روایت سے واضح ہوا کہ آپ کی عمر سو سال تھی۔

(مسندک حاکم۔ نفع القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ نفع الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک تیل پر جھگڑنے والے دو افراد کا فیصلہ کیا۔ مفسرین اس مقدمے کی تفصیل کیا بتاتے ہیں؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک ہر تینہ دو افراد ایک تیل کا جھگڑا لے کر حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دونوں کا دعویٰ تھا کہ تیل میرا ہے۔ آپ نے اس قضیہ کا فیصلہ دوسرے دن پر مؤخر کر دیا۔ دوسرے دن آپ نے مدعی سے فرمایا کہ رات کو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی ہے کہ تجھے قتل کر دیا جائے گا لہذا تو صحیح صحیح بات بیان کر۔ اس نے کہا کہ اللہ کے نبی! اس مقدمے میں تو میرا بیان قطعاً سچ ہے۔ لیکن اس واقعے سے قبل میں نے اس مدعی علیہ کے والد کو دھوکہ دے کر قتل کر دیا تھا۔ اس پر حضرت داؤد علیہ السلام نے اس شخص کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ (فقیہ الانبیاء: مولانا عبدالعزیز، تاریخ ابن جریر، کثیرہ، ص ۱۰۷، ج ۱)

سوال: حضرت داؤد علیہ السلام اللہ سے کیوں دعا مانگا کرتے تھے کہ انہیں کوئی کام سکھا دے؟

جواب: حضرت داؤد علیہ السلام ہمیشہ بدل کر نکلتے اور باہر سے آنے والوں سے دریافت فرماتے کہ داؤد کیا آؤی ہے۔ ہر شخص آپ کی تعریف کرتا۔ ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو انسانی شکل میں نازل فرمایا۔ آپ سے اس کی ملاقات ہوئی تو اس سے بھی یہی سوال کیا۔ فرشتے نے کہا، داؤد ہے تو اچھا آؤی، لیکن اس میں اگر ایک کمی نہ ہوتی تو وہ کامل بن جاتا۔ آپ نے پوچھا وہ کیا ہے۔ تو اس نے کہا کہ یہ اپنا بوجھ مسلمانوں کے بیت المال پر ڈالے ہوئے ہے۔ خود بھی اس میں سے لیتا ہے اور اپنے اہل و عیال کو بھی اس میں سے کھلاتا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے دل پر یہ بات اثر کر گئی۔ اور اسی وقت جناب باری تعالیٰ سے التجا کی اور دعائیں کرنے لگے کہ اے اللہ مجھے کوئی کام سکھا دے۔ چنانچہ اللہ نے آپ کو زہر میں بنانا سکھلائیں۔ غلامہ یعنی نے آپ کی دعا کا ذکر کیا ہے۔

(سیرت انبیاء، کرام، تاریخ ابن کثیر، سیرت ابن جریر، فقیہ الانبیاء، مولانا عبدالعزیز)

سوال: بتائیے حضرت داؤد علیہ السلام دن میں کتنی ذرہ بناتے اور کتنی بیجے تھے؟

جواب: آپ دن میں صرف ایک ذرہ بناتے جو چھ ہزار میں یک جاتی۔ دو ہزار گھر کے خرچ کے لیے رکھ لیتے اور باقی چار ہزار لوگوں کے کھلانے پلانے پر صرف کر دیتے۔

(تاریخ ابن کثیر۔ حصہ الانبیاء ص ۱۱۱، مبداء العزیز)

سوال: مفسرین کے بقول دو چرواہوں کے درمیان جھگڑا حضرت داؤد علیہ السلام نے کس طرح نمٹایا؟

جواب: ایلیا نام کا ایک باغبان تھا اس کے باغ میں یوحنا چرواہے کی بکریاں بے خبری کی وجہ سے گھس گئیں اور باغ کو خراب کر دیا۔ یہ مقدمہ حضرت داؤد علیہ السلام کے سامنے پیش ہوا۔ آپ نے باغ والے کے نقصان میں یوحنا کی بکریاں ایلیا کو دلوا دیں۔ چونکہ نقصان کی قیمت بکریوں کی قیمت کے برابر تھیں۔ اس لیے بکریاں ایلیا کو دلوائی گئیں۔ بعض مفسرین نے باغ کے بجائے کھیت کا ذکر کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ یہ کھیتی انگور کی تھی۔ جس سے خوشے لٹک رہے تھے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا یہ فیصلہ سن کر بکریوں والے اپنی بکریاں دے کر صرف اپنے کتوں کو واپس لے جا رہے تھے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ تمہارا فیصلہ کیا ہوا؟ انہوں نے خبر دی تو آپ نے فرمایا میں اگر اس جگہ ہوتا تو اس طرح فیصلہ کرتا۔ (حضرت سلیمان علیہ السلام کا فیصلہ ان کے ذکر میں آئے گا۔

(تفسیر تفسیر ابن کثیر۔ حصہ الانبیاء ص ۱۱۱، مبداء العزیز)

سوال: بتائیے رسول اللہ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے بارے میں حضرت داؤد علیہ السلام کے کس مقدمے کی تفصیل بیان فرمائی ہے؟

جواب: رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ دو عورتیں جن کے ساتھ ان کے دو بیچے بھی تھے۔ بھیڑیا آیا اور ایک بیچے کو اٹھا کر لے گیا۔ ایک بچہ جو رہ گیا تھا اس پر دونوں عورتیں جھگڑنے لگیں میرا بچہ ہے۔ آخر یہ مقدمہ حضرت داؤد علیہ السلام کے

سامنے پیش ہوا۔ آپ نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ دے دیا کہ یہ تیرا بچہ ہے۔ راستہ میں یہ ٹکلیں تو حضرت سلیمان علیہ السلام سے سامتا ہو گیا۔ آپ نے اس مقدمے کا فیصلہ دوسرے انداز میں فرمایا۔ جس کا ذکر آئندہ صفحات میں آئے گا۔ (مسند احمد۔ صحیح بخاری۔ صحیح مسلم)

سوال: مفسرین نے بنی اسرائیل کے بندر بن جانے والے افراد کے بارے میں کیا کیفیت بیان کی ہے؟

جواب: بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اہل ایلمہ کے پیٹ میں بچلی کا گوشت فاسد اور زہریلا ہو گیا۔ اور ایک دم ان کی جلد کی طرف منتقل ہو کر ان کی کھالوں نے بندروں کی کھال کا اور شکلوں نے بندروں کی شکل کا روپ دھار لیا۔ اور بولنے کی قوت بھی اس سے ختم ہو گئی۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جوان افراد بندر اور بوڑھے خنزیر بن گئے۔ اور تین دن میں اسی حالت میں مر گئے اور ان کی نسل نہیں ہوئی۔ قنادہؓ فرماتے ہیں کہ آسمانی آواز آئی کہ تم بندر بن جاؤ۔ چنانچہ سب کے سب بندر بن گئے۔ اور جو لوگ انہیں شکار سے روکتے تھے اب وہ آئے اور کہنے لگے کہ دیکھو کہ ہم پہلے ہی تمہیں نہیں روکتے تھے تو وہ سر ہلاتے کہ ہاں! مفسرین کے بقول یہ مسخ شدہ افراد تین دن سے زیادہ زندہ نہ رہے اور نہ انہوں نے کچھ کھایا نہ کچھ پیا اور نہ ان کی نسل چلی۔ یہ اب جو بندر ہیں اور اس وقت تھے یہ تو جانور ہیں جو اسی طرح پیدا ہو گئے تھے۔ (تاریخ ابن کثیر۔ تاریخ ابن جریر۔ ابی حاتم۔ قصص الانبیاء ص ۱۲۲ عبد الصمد)

سوال: حضرت داؤد علیہ السلام نے پوچھا اے اللہ آپ کا شکر کس طرح پورا کر سکتا ہوں تو آپ کو کیا جواب ملا؟

جواب: حضرت فضیل بن عیاضؒ سے منقول ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میں آپ کا شکر کس طرح پورا کر سکتا ہوں۔ جبکہ میرا شکر قوی ہو یا عملی ہو وہ بھی آپ ہی کی عطا کردہ نعمت ہے۔ اور اس پر بھی مستقل شکر واجب ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا، اے داؤد علیہ السلام اب آپ نے

شکر ادا کر دیا۔

(تاریخ ابن جریر۔ قصص الانبیاء ص ۱۷۷ عبدالمعز)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کو خلیفہ اللہ کہا گیا ہے۔ بتائیے دوسرے کس نبی کو یہ لقب ملا؟

جواب: قرآن نے حضرت داؤد علیہ السلام کو بھی خلیفہ اللہ کے لقب سے یاد کیا ہے۔

(القرآن۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: بتائیے حضرت داؤد علیہ السلام نے جالوت کو کس طرح قتل کیا تھا؟

جواب: حضرت شموئیل علیہ السلام کے زمانے میں جالوت نے بنی اسرائیل میں قتل و غارت کیا تو آپ نے ۱۰۲۰ ق م میں طالوت کو بنی اسرائیل کا بادشاہ بنا کر جالوت کا مقابلہ کرنے کے لیے بھیجا۔ طالوت کی فوج میں حضرت داؤد علیہ السلام اور ان کے چھ یا بارہ بھائی بھی تھے۔ قائد کے مطابق جالوت نے طالوت کے لشکر میں سے ممتاز بہادروں کو مقابلے کی دعوت دی۔ حضرت داؤد علیہ السلام میدان میں نکلے۔ آپ نے تین پتھر فلاں میں رکھ کر مارے۔ جالوت سر سے پاؤں تک لوہے میں غرق تھا۔ صرف ہاتھ نکلا تھا۔ پتھر وہیں جا کر لگے اور اس کا کام تمام ہو گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی یہ بہادری دیکھ کر طالوت نے ان کو اپنا داماد بنا لیا اور پھر یہی بنی اسرائیل کے بادشاہ بنے۔ کہا جاتا ہے کہ طالوت اور اس کے تیرہ بیٹے بعد میں کسی جنگ میں مارے گئے تو داؤد علیہ السلام بادشاہ بنے۔

(تاریخ ابن جریر۔ قصص القرآن۔ انبیاء و انبیاء)

سوال: لوہے کو نرم کرنے اور پیراڑوں اور جانوروں کو شیع پڑھانے کے علاوہ حضرت داؤد کو کون سے معجزے عطا ہوئے؟

جواب: ان کو اور ان کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام کو پرندوں کی بولیاں سکھائی گئیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو زبور عطا کی گئی۔ آج کی زبور میں مزامیر داؤد کے علاوہ دوسرے لوگوں کے مزامیر بھی غلط ملط ہو گئے ہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو خوش الحانی میں کمال عطا کیا گیا۔

(قصص القرآن۔ تفسیر مزین۔ تفسیر مظہری)

سوال: بتائیے مفسرین نے حضرت داؤد علیہ السلام کی شخصیت کے بارے میں کیا بیان کیا ہے؟

جواب: مفسرین لکھتے ہیں کہ یروشلم سے دس میل دور جنوب میں بیت لحم میں ایسی نامی شخص اپنے آٹھ بیٹوں کے ساتھ رہتا تھا۔ اس کا پیشہ بھیڑ بکریاں چرانا تھا۔ اس کا سب سے چھوٹا بیٹا داؤد اپنی خوبوں کی وجہ سے علاقے بھر میں پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ اس کی شخصیت اتنی مسکون کن تھی کہ دیکھنے والا متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا تھا۔ مرغ و سفید رنگت اور انتہائی خوبصورت و حسین خدو خال۔ گنگو میں صاحب تمیز اور انتہائی بہادر نوجوان تھا۔ (تفسیر عین العالی۔ انور انبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: زہرہ بتانے کے علاوہ حضرت داؤد علیہ السلام کو اور کس فن میں زیادہ مہارت حاصل تھی؟

جواب: آپ کو فلاں چلانے میں خاص مہارت حاصل تھی۔ ان کے پاس ایک عشاء فلاں اور ایک قبیل تھی جس میں کچھ سگریزے بھرے ہوتے جو ہر وقت پاس رہتے۔ مشہور تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا فلاں جس چیز پر گرتا وہ پاش پاش ہو جاتی۔ اور جنگل میں وہ شیر کے کان پکڑ کر اس پر سواری کیا کرتے تھے۔

(تفسیر خانی۔ تفسیر غزالی۔ قصص الانبیاء)

سوال: زہرہ سازی کے موجد حضرت داؤد علیہ السلام کا زمانہ کونسا ہے؟

جواب: آپ نبی اور بادشاہ تھے۔ تقریباً تیس برس کی عمر میں ۱۰۰۳ ق م میں تخت نشین ہوئے۔ (تقریرت۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

﴿سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام﴾

حضرت سلیمان علیہ السلام اور قرآن

سوال: بتائیے حضرت داؤد علیہ السلام کے جانشین کون تھے؟

جواب: پارہ ۱۹ سورۃ النمل آیت ۱۶ میں قرآن نے بتایا: **وَوَرِّثُ مُسْلِمُنْ دَاوُدَ** ”اور سلیمان حضرت داؤد کے وارث (جانشین) ہوئے۔“

(القرآن - فتح الحمید - کنز الایمان - تفسیر عزیزی)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام نے کفر نہیں کیا۔ بتائیے قرآن حکیم نے اس بات کی کس طرح تصدیق کی ہے؟

جواب: پہلا پارہ سورۃ البقرہ آیت ۱۰۲ میں ہے: **وَمَا كَفَرُوا شَيْئًا بِمَا نُنَزِّلُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا** ”مسلمان کافر نہ تھے بلکہ شیاطین کافر تھے۔“

(القرآن - بیان القرآن - قصص الانبیاء - قصص القرآن)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام کو کب چیزوں کا علم دیا گیا تھا؟

جواب: پارہ ۷۱ سورۃ الانبیاء آیت ۷۹ میں حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کو علم عطا کرنے کا ذکر ہے: **وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا** ”اور یوں ہم نے دونوں کو حکمت اور علم عطا فرمایا تھا۔“ پارہ ۱۹ سورۃ النمل آیت ۱۶ میں ہے کہ آپ نے فرمایا: **وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلِّمْنَا مَنَطِقَ الطَّيْرِ وَأُوتِينَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ** ”اور بولے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سمجھنے کی تعلیم دی گئی ہے اور ہم کو ہر قسم کی چیزیں دی گئی ہیں۔“ اسی طرح سورۃ النمل کی آیت ۱۵ میں ہے: **وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ وَمُوسَىٰ حُكْمًا** ”اور ہم نے داؤد اور سلیمان علیہما السلام کو علم عطا فرمایا۔“

(القرآن - فتح الحمید - تفسیر عزیزی - قصص القرآن)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا تھا۔ آیات قرآنی کے حوالے سے بتا دیجئے؟

جواب: پارہ ۷۷ سورۃ الانبیاء آیت ۸۱ میں ہے: وَلَسُلَيْمٰنَ الرِّیْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِہٖ اِلٰی الْاَرْضِ بِرُكْنًا فِیْہَا ۚ اور ہم نے سلیمان علیہ السلام کے لئے زور کی ہوا کو تابع بنا دیا تھا کہ وہ ان کے حکم سے اس سرزمین کی طرف چلتی تھی جس میں ہم نے برکت رکھی تھی۔ پارہ ۲۲ سورۃ اسفا آیت ۱۲ میں ہے: وَلَسُلَيْمٰنَ الرِّیْحَ عُذُوًّا ۙ شَہْرًا ۙ وَرَّوَّاحُہَا شَہْرًا ۙ اور سلیمان کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا کہ اس کی صبح کی منزل ایک مہینے بھر کی ہوتی اور شام کی منزل ایک مہینے بھر کی۔ پارہ ۲۳ سورۃ ص آیت ۳۶ میں بتایا گیا ہے: فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّیْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِہٖ رُخَاءً ۙ حِیْثُ اَصَابَ ۝ ”بس ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ہم نے ہوا کو ان کے تابع کر دیا تاکہ وہ ان کے حکم سے جہاں وہ چاہتے تھے چلتی۔“

(القرآن۔ فتح القدیر۔ تفسیر مابعدی۔ تفسیر مزیدی)

سوال: شیاطین و جنات کو بھی حضرت سلیمان علیہ السلام جنکے تابع کر دیا گیا۔ یہ شیاطین کس قسم کے تھے اور کیا کرتے تھے؟

جواب: پارہ ۷۷ سورۃ الانبیاء آیت ۸۲ میں بتایا گیا ہے: وَ مِنْ الشَّیْطٰنِ مَنْ یُّفُوْصُوْنَ لَہٗ ۙ وَ یَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْرًا ۙ ذٰلِکَ ۙ وَ کُنَّا لَہُمْ حٰفِظِیْنَ ۝ اور بعض شیطان ایسے تھے کہ سلیمان کے لئے دریاؤں میں غوطہ لگاتے تھے (تاکہ موتی نکالیں) اور وہ اور کام بھی اسکے علاوہ کرتے تھے۔ اور ان کے سنبھالنے والے ہم تھے۔ سورۃ ص آیت ۳۷ میں ہے: وَالشَّیْطٰنِ کُلُّ نَفْسٍ وَّ عَوَاصِ ۝ وَ الْاٰخِرِیْنَ مُفَرِّقِیْنَ فِی الْاَصْفَادِ ۝ اور جنات کو بھی ان کا تابع کر دیا۔ یعنی تعمیر کرنوالوں کو بھی اور غوطہ خوروں کو بھی۔ اور دوسرے جنات کو بھی جو زنجیروں میں جکڑے رہتے تھے۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر القرآن۔ تفسیر مظہری)

سوال: بتائیے جنات حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے کیا کیا چیزیں بناتے تھے؟

جواب: شیاطین و جنات آپ کے لئے بڑی بڑی تعمیرات کے علاوہ اور بہت سی چیزیں بھی بناتے تھے۔ پارہ ۲۲ سورۃ السباء آیت ۱۳ میں ہے: **يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ مَحَارِبَ وَ تَمَاثِيلَ وَ جِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَ قُدُورٍ رَاسِيَةٍ ط** ”وہ جنات اُن کے لئے وہ چیزیں بناتے جو ان کو بخوانا منظور ہوتا۔ بڑی بڑی عمارتیں اور سورتیاں اور لگن جیسے حوض اور بڑی بڑی دھمیں جو ایک ہی جگہ پر رکھی رہتی تھیں۔“

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر عثمانی۔ معارف القرآن)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے کون سا چشمہ جاری کیا گیا تھا؟

جواب: پارہ ۲۲ سورۃ السباء آیت ۱۲ میں بتایا گیا ہے: **وَ أَسْلَمْنَا لَهُ الْفُطُورَ ط** ”اور ہم نے اُن کے لئے تانبے کا چشمہ بہا دیا۔“

(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: قرآن حکیم نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر کی کیا کیفیت بیان کی ہے؟

جواب: پارہ ۱۹ سورۃ النمل آیت ۱۷ میں ہے: **وَ يُحْيِي لِسُلَيْمَانَ بِجُودُهُ مِنَ الْجِنَّ وَ الْإِنْسِ وَ الطُّيُورِ فَهُمْ يُؤَوِّدُون ۝** ”اور سلیمان کے لیے جو ان کا لشکر جمع کیا گیا (تھا ان میں) جن بھی (تھے) اور انسان بھی اور پرندے بھی (جو کسی بادشاہ کے مسخر نہیں ہوتے) اور پھرتے بھی اس کثرت سے تھے کہ ان کو (چلنے کے وقت) روکا جاتا تھا۔“

(القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر قرطبی۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر واوی نمل میں سے گزرا تو حضرت سلیمان علیہ السلام کس بات پر مسکرا دیئے؟

جواب: سورۃ النمل آیت ۱۸۔۱۹ میں یہ واقعہ بیان ہوا ہے: **حَتَّى إِذَا آتَوُا عَلَى وَادِ النَّمْلِ ۖ قَالَتْ نَمْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسْكِنَكُمْ لَا يَحْطُمَنَّكُمْ سُلَيْمٌ وَ جُنُودُهُ ۖ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ فَبَيَّسَمَ صَاحِبُكَ مِنْ قَوْلِهَا ۖ قَالَ رَبِّ ارْزُقْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلَى وَادِي ۖ وَ أَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ ۖ وَ أَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ ۝**

”یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے ایک میدان میں آئے تو ایک چیونٹی نے دوسری چیونٹیوں سے کہا کہ اے چیونٹیو اپنے اپنے سواروں میں جا گھسو کہیں تم کو سلیمان در اُن کا لشکر بے خبری میں نہ کچل ڈالیں۔ سلیمان اس کی بات سے مسکراتے ہوئے ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ اے میرے رب مجھ کو اس پر مداومت دیجئے کہ آپ کی ان نعمتوں کا شکر کیا کروں جو آپ نے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی ہیں اور (اس پر بھی مداومت دیجئے کہ) میں نیک کام کیا کروں جس سے آپ خوش ہوں اور مجھ کو اپنی رحمت (خاصہ) سے اپنے (اعلیٰ درجہ کے) نیک بندوں میں داخل رکھئے۔ (القرآن - تفسیر مظہری - تفسیر ماحدی - تفسیر نباء القرآن)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے دربار میں پرندوں کا جائزہ لیا تو آپ کو ملکہ سبا کی خبر کس طرح ملی؟

جواب: سورۃ النمل آیات ۲۶-۲۰ میں ہے: وَتَفَقَّصْنَا السَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدًى أَهْلًا أَمْ كَانُ مِنَ الْغَائِبِينَ ۝ لَا عَذِيبَتَهُ عَذَابًا شَدِيدًا ۝ أَوَلَا اذْهَبْتَهُ الْوَيْحُ أَوْ لِيَأْتِيَنَّكَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ۝ فَمَكَتْ غَيْرَ يَعْبُدُ فَقَالَ اَنْحَطْتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَخِطْبُكَ مِنْ سَمَاءٍ بَنِيَّ يَقِينٍ ۝ اِنِّي وَجَدْتُ امْرَاةً تَمْلِكُهُمْ ۝ اَوْيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۝ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ۝ وَجَدْتُهَا وَ قَوْمَهَا يُسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللّٰهِ ۝ وَ زَبَنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ ۝ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ۝ اَلَا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْغَبَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ اور (ایک بار یہ قصہ ہوا کہ) سلیمان نے پرندوں کی حاضری کی تو بندہ بزد کو نہ دیکھا فرمانے لگے کہ یہ کیا بات ہے کہ میں ہند بزد کو نہیں دیکھتا کیا کہیں غائب ہو گیا۔ میں اس کو (غیر حاضری پر) سخت سزا دوں گا یا اس کو ذبح کر ڈالوں گا یا وہ کوئی صاف جھٹ (اور عذر غیر حاضری کا) میرے سامنے پیش کرے = سو تھوڑی ہی دیر میں وہ آگیا اور (سلیمان سے) کہنے لگا کہ میں ایسی بات معلوم کر گئے آیا ہوں جو آپ کو معلوم نہیں

ہوئی اور اجمالی بیان اس کا یہ ہے کہ میں آپ کے پاس قبیلہ سبا کی ایک تحقیقی خبر لایا ہوں۔ میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ ان لوگوں پر بادشاہی کر رہی ہے اور اس کو سلطنت کے لوازم میں سے ہر قسم کا سامان میسر ہے اور اس کے پاس ایک بڑا (اور قیمتی) تخت ہے۔ میں نے اس کو اور اس (عورت) کی قوم کو دیکھا کہ وہ خدا (کی عبادت) کو چھوڑ کر آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے (ان) اعمال (کفریہ) کو ان کی نظر میں مرغوب کر رکھا ہے اور ان کو راہ (حق) سے روک رکھا ہے سو وہ راہ (حق) پر نہیں چلتے کہ اس خدا کو سجدہ نہیں کرتے جو (ایسا قادر ہے کہ) آسمان اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کو (جن میں بارش اور نباتات بھی ہے) باہر لاتا ہے اور (ایسا عالم ہے کہ) تم لوگ جو کچھ (دل میں) پوشیدہ رکھتے ہو اور (جو کچھ زبان وغیرہ سے) ظاہر کرتے ہو سب کو جانتا ہے (پس اللہ ہی ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے)۔

(القرآن - تفسیر مزینی)

سوال: بتائیے حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبا کو کس طرح دعوت اسلام دی؟
جواب: سورۃ النمل آیات ۲۷ تا ۳۳ میں بیان کیا گیا ہے: قَالَ مُنْتَظِرٌ أَصَدَقْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ اذْهَبْ بِكِتَابِي هَذَا فَاَلْقِهِ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَا ذَآبِرُ جَعُونَ ۝ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُوْا إِلَيَّ الْفَقِي إِلَيَّ كِتَابٌ كَرِيمٌ ۝ إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ أَلَّا تَعْلَمُوْا عَلَيَّ وَأُتُوْنِيْ مُسْلِمِينَ ۝ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُوْا أَفْتُونِيْ فِيْ أَمْرِيْ ۚ مَا كُنتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّىٰ تَشْهَدُوْنَ ۝ قَالُوا نَحْنُ أَوْلُوْا قَوْلِيْهِ وَأَوْلُوْا بِأَبْنِ شَدِيدٍ ۚ وَالْأَمْرُ إِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَأْمُرِينَ ۝ قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعْرَافَهُمْ أَهْلِيهَا آذًى ۖ وَكَذَٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝ ”سلیمان نے (یہ سن کر) فرمایا کہ ہم ابھی دیکھے لیٹے ہیں کہ تو کجی کہتا ہے یا جھوٹوں میں سے ہے۔ (اچھا) میرا یہ خط لے جا اور اس کو اس کے پاس ڈال دینا پھر (ذرا وہاں سے) ہٹ جانا پھر دیکھنا کہ آپس

میں کیا سوال و جواب کرتے ہیں۔ بلقیس نے (خط پڑھ کر اپنے سرداروں سے مشورہ کے لئے) کہا کہ اے اہل دربار میرے پاس ایک خط (جس کا مضمون نہایت) باوقعت (ہے) ڈالا گیا ہے۔ وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور اس میں یہ (مضمون) ہے (اول) بسم اللہ الرحمن الرحیم (اور اس کے بعد یہ کہ) تم لوگ (یعنی بلقیس اور سب ایوان سلطنت جن کے ساتھ عوام بھی وابستہ ہیں) میرے مقابلہ میں تکبر مت کرو اور میرے پاس مطیع ہو کر بیٹے آؤ۔ بلقیس نے کہا کہ اے اہل دربار تم مجھ کو اس معاملہ میں رائے دو (کہ مجھ کو سلیمان کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہیے اور) میں کسی بات کا قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک کہ تم لوگ میرے پاس موجود نہ ہو۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم بڑے طاقتور اور بڑے لڑنے والے ہیں اور (آئندہ) اختیار تم کو ہے سو تم ہی (مصلحت) دیکھ لو جو کچھ (جو بیز کر کے) حکم دینا ہو بلقیس نے کہنے لگی کہ والیائے ملک (کا قاعدہ ہے کہ) جب کسی ہستی میں (مخالفانہ طور پر) داخل ہوتے ہیں تو اس کو پتہ ڈبالا کر دیتے ہیں اور اس کے رہنے والوں میں جو عزت دار ہیں ان کو (ان کا زور گھٹانے کے لئے) ذلیل کیا کرتے ہیں اور یہ لوگ بھی ایسا ہی کریں گے۔

(القرآن - تفسیر نازن - تفسیر ماعدی - تفسیر قرطبی - قصص القرآن)

سوال: بلکہ سب کے بھیجے ہوئے تحائف حضرت سلیمان علیہ السلام نے قبول نہ کئے اور کیا

ارادہ فرمایا؟

جواب: سورۃ النمل آیات ۳۵ تا ۳۷ میں ہے کہ آپ نے شہر بابر بکسر کشی کا ارادہ فرمایا: وَ

اِنِّی مُرْسِلٌ اِلَیْہِم بِہِذِیۡہِ فِیْظَرُوْہُ یَوْمَ یَرْجِعُ الْبُرْسُلُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَاءَ مُسَلِّمًا

قَالَ اَتْمِدُّوْا نِّیۡمَالِیۡ ذِیۡمَا اَنِّیۡ فِی السَّلَۃِ خَیْرٌ مِّمَّا اِنۡکُمۡ ۚ بَلۡ اَنْتُمْ بِہِذِیۡکُمۡ

تَفْرَحُوْنَ ۝ اِرْجِعِ اِلَیْہِمۡ فَلَنۡاَتِیَنَّهُمۡ بِجُودٍ لَاۡ قَبۡلَ لَہُمۡ بِہَا وَ لَنُخْرِجَنَّہُمۡ

مِّنۡہَا اَذِلَّةً وَ ہُمۡ طٰغِرُوْنَ ۝ اور میں ان لوگوں کے پاس کچھ بڑی بھیجتی ہوں

پھر دیکھوں گی کہ وہ فرستادے (وہاں سے) کیا (جواب) لے کر آتے ہیں۔ سو

جب وہ فرستادہ سلیمان کے پاس پہنچا اور تختے پیش کئے تو سلیمان نے فرمایا کیا تم لوگ (یعنی بلقیس وغیرہ) مال سے میری امداد کرتے ہو سو (کچھ رکھو کہ) اللہ نے جو مجھ کو دے رکھا ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو تم کو دے رکھا ہے ہاں تم ہی اپنے اس ہدیہ پر اتراتے ہو گے (سو یہ تختے ہم نہ لیں گے) تم ان کو لیکر ان لوگوں کے پاس جاؤ سو ہم ان پر ایسی فوجیں بھیجتے ہیں کہ ان لوگوں سے ان کا ذرا مقابلہ نہ ہو سکے گا ہم ان کو وہاں سے ذلیل کر کے نکال دیں گے اور وہ (ہمیشہ کے لئے) ماتحت ہو جائیں گے۔ (القرآن - نمبر ای کثیر - حصہ ۱۱ انبیاء - تذکرہ ۱۱۱۱)

سوال: قرآن حکیم کی کن آیات میں بتایا گیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبا کا تخت اپنے پاس منگوا لیا تھا؟

جواب: سورۃ نمل آیات ۲۸ تا ۴۰ میں بتایا گیا ہے: قَالَ بَنَاهَا الْمَلَكُ الْيَسِيُّ بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ۝ قَالَ عِفْرُوتُ مِنَ الْجِنِّ أَنَا إِنِّيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَقَامِكَ ۝ وَأَنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيَّ أَمِينٌ ۝ قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ أَنَا إِنِّيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ ۝ فَلَمَّا رَأَاهُ مُسْتَقَرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي ۝ لِيُثَبِّتَ لَكَ أَشْكَرَ أَمْ أَكْفَرُ ۝ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَكْسِرُ لِنَفْسِهِ ۝ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ ۝ (سلیمان) (کووی سے یا اور کسی طریقے وغیرہ کے ذریعہ سے اس کا چلنا معلوم ہوا تو انہوں نے) فرمایا کہ انے اہل دربار تم میں کوئی ایسا ہے جو اس بلقیس کا تخت قبل اس کے کہ وہ لوگ میرے پاس مطیع ہو کر آئیں حاضر کر دے۔ ایک قوی بیکل جن نے جواب میں عرض کیا کہ میں اس کو آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں گا قتل اس کے کہ آپ اپنے اجلاس سے اٹھیں اور میں طاقت رکھتا ہوں (بھی) ہوں۔ جس کے پاس کتاب کا علم تھا (غرض) اس (علم والے) نے (اس جن سے) کہا کہ میں اس کو تیرے سامنے تیری آنکھ جھپکنے سے پہلے لا کر کھڑا کر سکتا ہوں۔ جب سلیمان علیہ السلام نے اس کو درود رکھا دیکھا تو (خوش ہو کر شکر کے طور پر) کہنے لگے کہ

یہ بھی میرے پروردگار کا ایک فضل ہے تاکہ وہ میری آزمائش کرے کہ میں شکر کرتا ہوں یا (خدا نخواستہ) ناشکری کرتا ہوں اور (ظاہر ہے کہ) جو شخص شکر کرتا ہے وہ اپنے ہی نفع کے لیے شکر کرتا ہے (اللہ تعالیٰ کا کوئی نفع نہیں) اور (اسی طرح) جو ناشکری کرتا ہے میرا رب غنی ہے کریم ہے۔

(القرآن - کنز الایمان - فتح المید - تفسیر ماجدی)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سیا کی عقل کو کس طرح آزمایا اور وہ کس طرح اسلام لائی؟

جواب: سورۃ النمل آیات ۲۱ تا ۲۴ میں یہ واقعہ بیان ہوا ہے: قَالَ نَكُونُوا لَهَا عَرْشَهَا نَنظُرُ أَتَنْهَدِي أَمْ تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ ۝ فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهَكَذَا عَرْشُكِ ۖ قَالَتْ كَأَنَّهُ هُوَ ۖ وَأُوتِينَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ ۝ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كَافِرِينَ ۝ قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۖ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَنْ سَاقِهَا ۖ قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِنْ فَوَازٍ ۖ وَهِيَ قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاسْلُمْتُ مَعَ مُسْلِمِينَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ اس کے بعد سلیمان نے (بلیس کی عقل آزمائے کے لیے) حکم دیا کہ اس کے لیے اس کے تخت کی صورت بدلوا ہم دیکھیں کہ اس کو پتہ لگتا ہے یا اس کا ان ہی میں شمار ہے جن کو (اُنسی باتوں کا) پتہ نہیں لگتا۔ سو جب بلیس آئی تو اس سے کہا گیا کہ کیا تمہارا تخت ایسا ہی ہے وہ کہنے لگی کہ ہاں ہے تو ایسا ہی اور (یہ بھی کہا گیا کہ) ہم لوگوں کو تو اس واقعہ سے پہلے ہی (آپ کی نبوت کی) تحقیق ہو چکی ہے اور ہم اسی وقت سے دل سے مطیع ہو چکے ہیں اور اس کو (ایمان لانے لے) غیر اللہ کی عبادت نے (جس کی اس کو عادت تھی) روک رکھا تھا (اور وہ عادت اس لئے پڑ گئی تھی کہ) وہ کافر قوم میں سے تھی۔ بلیس سے کہا گیا کہ اس محل میں داخل ہو (وہ چلیں راہ میں حوض آیا) تو جب اس کا صحن دیکھا تو اس کو پانی سے بھرا ہوا سمجھا اور (اس کے اندر گھسنے کے لئے) اپنی دونوں پنڈلیاں

کھول دیں (اس وقت سلیمان نے فرمایا کہ) یہ تو ایک محل ہے جو شیثوں سے بنی ہے۔ (اس وقت) ملیس کہنے لگیں کہ اے میرے پروردگار میں نے (اب تک) اپنے نفس پر ظلم کیا تھا (کہ شرک میں مبتلا تھی) اور میں اب سلیمان کے ساتھ (یعنی ان کے طریقہ پر) ہو کر رب العالمین پر ایمان لائی۔

(القرآن - تفسیر قرطبی - تفسیر القرآن - قصص القرآن)

سوال: قرآن حکیم نے بتایا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام گھوڑوں سے محبت کرتے تھے۔ کس آیت میں؟

جواب: اس حوالے سے قرآن حکیم میں ایک واقعہ بھی بیان ہوا ہے۔ پارہ ۲۳ سورۃ صحن آیات ۲۳ تا ۳۲ میں ہے: اِذْ عَرَضَ عَلَیْهِ بِالْعَصِيِّ الصَّفِیْتُ الْجَبَابُہُ فَقَالَ اِنِّیْ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَبِیْرِ عَنْ ذِکْرِ رَبِّیْ ؕ حَتّٰی تَوَارَثَ بِالْحَبِیْبِ ؕ وَدُوْهَا عَلَیَّ ذُلٌّ فُطِیْقٌ مِّنْ سُلْطٰنٍ بِالْاَسْوَقِ وَالْاَعْنَاقِ ؕ ”چنانچہ وہ قصہ ان کا یاد کرنے کے قابل ہے) جب کہ شام کے وقت ان کے رو برو امیل (اور) عمدہ گھوڑے پیش کیے گئے تو کہنے لگے کہ (انہوں) میں اس مال کی محبت میں (لگ کر) اپنے رب کی یاد سے غافل ہو گیا یہاں تک کہ آفتاب پردہ (مغرب) میں چھپ گیا پھر چشم اپنے خدام کو حکم دیا کہ ان گھوڑوں کو ذرا پھر تو میرے سامنے لاؤ سوانہوں نے ان کی پندلیوں اور گردنوں پر (تلوار سے) ہاتھ صاف کرنا شروع کیا۔“

(القرآن - تذکرۃ الانبیاء - قصص الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو کس طرح آزمایا؟

جواب: سورۃ صحن آیات ۳۴-۳۵ میں ہے: وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَیْمٰنَ وَ اَلْقَيْنَا عَلَیْہِ مَکْرَہَہٗمۡ جَسَدًا مِّنْ اَنۡثٰہِ ؕ قَالَ رَبِّ اَعۡفِرۡ لَیّ وَاھۡبِ لِیْ مُلۡکًا لَاۤ یَبۡغِیۡ لِاٰخِیۡرَیۡنِ ۚ بَعۡدَیۡہِ ؕ اِنَّکَ اَنتَ الْوَهَّابُ ؕ ”اور ہم نے سلیمان کو (ایک اور طرح بھی) امتحان میں ڈالا اور ہم نے اُن کے تخت پر ایک (ادھورا) دھڑلا ڈالا پھر انہوں نے (خدا کی طرف) رجوع کیا۔ وغا مآئی کہ اے میرے رب میرا (پچھلا) قصور معاف

کر اور (آئندہ کے لیے) مجھ کو ایسی سلطنت دے کہ میرے سوا (میرے زمانہ میں) کسی کو میرا نہ ہو۔ آپ بڑے دینے والے ہیں سو ہم نے ان کی دعا قبول کی۔

(القرآن - تفسیر قرطبی - تفسیر ماجدی - تفسیر مزینی)

سوال: سورۃ صٰ آیت ۳۰ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کو اچھا بندہ اور رجوع کرنے والا کہا گیا ہے جب کہ آیت ۴۰ میں اللہ کے ہاں مرتبہ اور اچھا ٹھکانا بتایا گیا ہے۔ بتائیے آپ کی وفات کیسے ہوئی؟

جواب: سورۃ السبا آیت ۱۴ میں بیان کیا گیا ہے: فَلَمَّا فَصَّيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنسَأَتَهُ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنَّ أَنَّهُ لَأَوْكَا نُوًا يُعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ ۝ پھر جب ہم نے ان پر موت کا حکم جاری کر دیا تو کسی چیز نے ان کے مرنے کا پتہ نہ بتلایا۔ مگر گھن کے کیڑے نے کہ وہ سلیمان کے عصا کو کھاتا تھا۔ پس جب وہ گر پڑے تب جنات کو حقیقت معلوم ہوئی کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو اس ذلت کی مسیت میں نہ رہتے۔۔۔ (القرآن - تفسیر مزینی - فتح المبین - تفسیر ابن کثیر)

سوال: قرآن حکیم نے ملکہ بلقیس کے شہر سبأ کی کیا تفصیل بیان کی ہے؟

جواب: پارہ ۲۴ سورۃ السبا آیات ۱۵ تا ۲۱ میں شہر سبأ کی کہانی بیان ہوئی ہے: لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكِهُمْ آيَةٌ: جَنَّتِ عَنْ يَمِينٍ وَ شِمَالٍ ۚ كُلُوا مِن رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَ اشْكُرُوا لَهُ ۚ بَلَدَةٌ طَيِّبَةٌ وَ رَبِّ غَفُورٌ ۝ فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَ بَدَّلْنَاهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتِ أُكُلٍ خَمْطٍ وَ أُثْلٍ وَ شَيْءٍ مِّن سِدْرٍ قَلِيلٍ ۝ ذَلِكَ جَزَيْنَاهُم بِمَا كَفَرُوا ۚ وَ قُلْ نَجْزِي الْكَافِرِينَ ۝ وَ جَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ الْقَرَى الَّتِي بَرَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً ۚ وَ قَدَرْنَا فِيهَا السَّيْرَ ۚ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَ أَيَّامًا آمِنِينَ ۝ فَقَالُوا رَبَّنَا بَعْدَ بَيْنِ أَسْفَارِنَا ۚ ظَلِمُوا أَنفُسَهُمْ فَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ ۚ وَ مَرَفْنَاهُمْ ۚ كُلٌّ مِّمَّنْ ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۝ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا

فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُؤْتِيْ
بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ شَكٍّ ۝ وَرَبُّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حٰفِظٌ ۝ ” سبّا
کے (لوگوں) کے لیے ان کے وطن (کی مجموعی حالت) میں نشانیاں موجود تھیں دو
قطاریں تھیں بارغ کے دائیں اور بائیں۔ اپنے رب کا دیا ہوا رزق کھاؤ اور اس کا
شکر کرو (کہ رہنے کو) عمدہ شہر اور بخشے والا پروردگار۔ سو انہوں نے سرتابی کی توہم
نے ان پر بند کا سیلاب چھوڑ دیا اور ہم نے ان کے ان دور دیہ بانگوں کے بدلے
اور دو بارغ دے دیئے جن میں دو چیزیں رہ گئیں بد مزہ پھل اور جھاڑ اور قدرے
تکلیل پیری ان کو یہ سزا ہم نے ان کی نافرمانی و ناشکری کے سبب دی اور ہم انہی
سزا بڑے نافرمان ہی کو دیا کرتے ہیں۔ اور ہم نے ان کے اور ان کی بستیوں کے
درمیان میں جہاں ہم نے برکت دے رکھی ہے بہت سے گاؤں آباد کر رکھے تھے
جو نظر آتے تھے اور ہم نے ان دیہات کے درمیان ان کے چلنے کا ایک خاص
انداز رکھا تھا کہ بے خوف و خطر ان میں راتوں کو اور دنوں کو چلو سو دو کہنے لگے کہ
اے ہمارے پروردگار ہمارے سفروں میں رازنی کر دے اور (علاوہ اس ناشکری
کے) انہوں نے (اور بھی نافرمانیاں کر کے) اپنی جانوں پر ظلم کیا سو ہم نے ان کو
افسانہ بنا دیا اور ان کو بالکل ترتر کر دیا۔ بیشک ان (قدہ) میں ہر صابر و شاکر
(مؤمن) کے لیے بڑی بڑی میرتیں ہیں اور واقعی ابلیس نے ان لوگوں کے بارے
میں اپنا گمان صحیح پایا کہ سب اسی کی راوی ہو گئے مگر ایمان والوں کا گروہ اور ابلیس
کا ان لوگوں پر (جو) تسلط (بطور اغوا ہے) بجز اس کے اور کسی وجہ سے نہیں کہ ہم کو
(ظاہری طور پر) ان لوگوں کو جو کہ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں ان لوگوں سے (الگ کر
کے) معلوم کرنا ہے جو اس کی طرف سے شک میں ہیں اور آپ کا رب ہر چیز کا
گمران ہے۔ (الفرقان۔ تفسیر قطری۔ تفسیر قرطبی۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حکمت عطا فرمائی تھی۔ بتائیے آپ نے
اپنے بیٹے کو کیا نصیحتیں فرمائیں؟

جواب: پارہ ۲۱ سورۃ لقمان آیات ۱۲ تا ۱۹ میں حضرت لقمان علیہ السلام اور ان کے بیٹے کا ذکر ہے اور نصیحتیں بیان کی گئی ہیں: وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنْ اشْكُرْ لِلَّهِ وَمَنْ يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝ وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَبْنَىٰ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ۝ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا وَهُمَا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصْلُكَ فِي عَامِرِينَ أَنْ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَى الْمَصِيرِ ۝ وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبُهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ يٰبْنَىٰ إِنَّهَا أَنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَاوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ۝ يٰبْنَىٰ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَآمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأَصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ ط إِنَّ فِي ذَلِكَ لَكِبَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ۝ وَلَا تُصَوِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۝ وَأَقِصْ فِي مَشْيِكَ وَاعْظُضْ مِنْ صَوْتِكَ ط إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ۝

ہم نے لقمان کو دانشمندی عطا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے رہو اور جو شخص شکر کرے گا وہ اپنے ذاتی نفع کے لئے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرے گا تو اللہ تعالیٰ بے نیاز خوبیوں والا ہے اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہے شک شریک کرنا بڑا بھاری ظلم ہے۔ اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق تاکید کی ہے اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اس کو پیٹ میں رکھا اور وہ دوسری میں اس کا دودھ چھونتا ہے کہ تو میرے اور اپنے ماں باپ کی شکر گزار ہی کیا کرو میری ہی طرف لوٹ کر آتا ہے۔ اور اگر تجھ پر دودھ دونوں اس بات کا زور دالیں کہ تو میرے ساتھ انکی چیز کو شریک ٹھہرا جس کی تیرے پاس کوئی دلیل نہ ہو تو تو ان کا کچھ کہنا نہ ماننا اور دنیا میں ان کے ساتھ خوبی

سے بسر کرنا اور اسی کی راہ پر چلنا جو میری طرف رجوع ہو۔ پھر تم سب کو میرے پاس آتا ہے پھر میں تم کو جلا دوں گا جو کچھ تم کرتے تھے۔ بیٹا اگر کوئی عمل رائی کے دانہ کے برابر ہو پھر وہ کسی پتھر کے اندر ہو یا وہ آسمان کے اندر ہو یا وہ زمین کے اندر ہو تب بھی اس کو اللہ تعالیٰ حاضر کر دے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑا باریک بین باخبر ہے۔ بیٹا نماز پڑھا کر اور اچھے کاموں کی نصیحت کیا کر اور برے کاموں سے منع کیا کر اور تجھ پر جو مصیبت واقع ہو اس پر صبر کیا کر یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے اور لوگوں سے اپنا رخ مت پھیر اور زمین پر اترا کر مت چل بے شک اللہ تعالیٰ کسی تکبر کرنے والے نخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتے۔ اور اپنی رفتار میں اعتدال اختیار کر۔ اور اپنی آواز کو پست کر بے شک آوازوں میں سب سے بری آواز گدگوں کی آواز ہے۔“

(المزمل - غفر نیار القرآن - تنبیہ القرآن - نفس القرآن)

حضرت سلیمان علیہ السلام اور احادیث نبوی ﷺ

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام کی والدہ نے آپ کو کیا نصیحت کی تھی؟
جواب: ایک روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی والدہ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ”بیٹا رات بھر سوتے رہنا انسان کو قیامت کے دن (اعمال خیر سے) محتاج بنا دے گا۔ اس لیے رات بھر سوتے نہ رہا کرو۔“

(سنن ابن ماجہ - تذکرۃ الانبیاء - سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت داؤد علیہ السلام نے دو عورتوں کے مقدمے کا فیصلہ کیا تھا۔ بتائیے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس فیصلے میں کیا تبدیلی کی؟

جواب: بچوں کے جھڑپے پر دو عورتوں کے درمیان فیصلہ لڑتے ہوئے حضرت داؤد علیہ السلام نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ دیا تھا کیونکہ چھوٹی عورت کوئی دلیل پیش نہ کر سکی تھی۔ جب یہ دونوں عورتیں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس سے گزریں

تو آپ نے ان سے مقدمے کی تفصیل سن کر ایک چھری منگائی اور فرمایا۔ اس بچے کے دو ٹکڑے کر کے دونوں کو ایک ایک دے دیا جائے۔ یہ فیصلہ سن کر بڑی والی عورت تو خاموش رہی۔ لیکن چھوٹی عورت رونے پینے اور شور مچانے لگی۔ اور کہنے لگی، خدا کے لیے بچے کے دو ٹکڑے نہ کیے جائیں۔ میں اپنے بچے سے بڑی کے حق میں دستبردار ہوتی ہوں۔ چھوٹی کے رونے دھونے سے سب کو یقین ہو گیا کہ بچہ اسی کا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بڑی سے بچے لے کر چھوٹی کے حوالے کر دیا۔ (مسند احمد - صحیح بخاری - صحیح مسلم)

سوال: حضور اقدس ﷺ نے کس موقع پر فرمایا کہ مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آگئی؟

جواب: حدیث میں جناب رسالت ﷺ نے ایک جن کے ساتھ گزرا ہوا واقعہ صحابہ کرامؓ کے سامنے بیان فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”گذشتہ شب ایک سرکش شیطان نے میری نماز میں خلل ڈالنے کی کوشش کی، میں نے اس کو پکڑ لیا۔ پھر میں نے سوچا اس کو مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ دوں تاکہ دن میں تم سب بھی دیکھ لو۔ مگر اس وقت مجھے اپنے سلیمان علیہ السلام کی یہ دعا یاد آگئی: رَبِّ هَبْ لِيْ مَلِكًا لَا يَنْفِيْ لِاَحَدٍ مِنْ بَعْدِيْ۔ یہ دعا یاد آتے ہی میں نے اسے ذلیل کر کے چھوڑ دیا۔“ (تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ابن عباسؓ نے تخت بلقیس کی کیا تفصیل بیان فرمائی ہے؟

جواب: اس تخت کے متعلق آپ سے روایت ہے: ”تخت بلقیس کا طول اسی ہاتھ اور عرض چالیس ہاتھ اور بلندی تیس ہاتھ تھی۔ جس پر منوق اور یاقوت اخمر، زبرجد اخضر کا کام تھا۔ اور اس کے پائے موتیوں اور جواہرات کے نیچے اور پردے ریشم و حریر کے۔ اندر باہر یکے بعد دیگرے سات مقفل عمارتوں میں محفوظ تھا۔“

(مسارف القرآن - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے امتحان میں بلا ہونے پر کیا

ارشاد فرمایا؟

جواب: حضرت سلیمان علیہ السلام نے بچوں کے لیے قسم کھائی تو اللہ نے آپ کو امتحان میں مبتلا کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر سلیمان انشاء اللہ کہہ دیتے تو اللہ تعالیٰ ان کی تمنا پوری فرما دیتے۔ (تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام نے نماز قضا ہونے پر گھوڑے ذبح کر ڈالے۔ کس حدیث میں وضاحت کی گئی ہے؟

جواب: علامہ سیوطی نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے گھوڑوں کی گردنوں اور پنڈلیوں پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیئے۔ اس سے مراد ہے کہ ان کی پنڈلیوں اور گردنوں کو تلواریں سے کاٹا۔

(مجمع الزوائد - بر مشور - معارف القرآن - سہم طبرانی - قصص الانبیاء - مولانا عبدالمعز)

سوال: احادیث نبوی میں قوم سبا کے بارے میں کیا تفصیلات دی گئی ہیں؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ سبا جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے یہ کسی مرد یا عورت کا نام ہے یا زمین کے کسی حصے کا۔ فرمایا یہ ایک مرد کا نام ہے جس کی اولاد میں دس لاکھ ہوئے جن میں سے چھ یمن میں آباد رہے۔ اور چار شام میں۔ یمن والوں کے نام، مزحج، کندہ، آذر، اشعری، انمار، حمیر، ان چھ لوگوں سے چھ قبیلے پیدا ہوئے جو انہی مذکورہ ناموں سے مشہور ہیں۔ شام والوں کے نام لثم، حذام، عامہ، غسان ہیں۔ ان کی نسل سے قبائل بھی انہی ناموں سے مشہور ہوئے۔ یمن کی سلطنت حمیر کے خاندان میں رہی۔ (معارف القرآن - مجمع بخاری - صحیح مسلم)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام نے بکریوں کے ریوڑ کے بارے میں کا فیصلہ کیا؟

جواب: حضرت داؤد علیہ السلام کے برعکس حضرت سلیمان علیہ السلام نے فیصلہ کرتے ہوئے حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمایا: ”آپ کا فیصلہ صحیح ہے مگر بہتر صورت یہ

ہے کہ مدعا علیہ کا ریوڑ مدعی کو دے دیا جائے اور اسی کو اجازت دے دی جائے کہ وہ اس سے قائدہ اٹھائے اور مدعی کا کھیت مدعا علیہ کے حوالے کر دیا جائے کہ وہ اسے بوئے جوتے۔ جب کھیت کی کھیتی پوری طرح تیار ہو جائے تو مدعی کو اس کی کھیتی دلوا دی جائے اور مدعا علیہ کو اس کا ریوڑ واپس کر دیا جائے۔ قرآن نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس فیصلے کی توصیف فرمائی ہے۔

(نفس القرآن۔ منج بخاری۔ معارف القرآن)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی کن دعاؤں کا ذکر فرمایا ہے؟
جواب: آپ ﷺ نے فرمایا حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے تین دعائیں کیں جن میں سے دو انہیں مل گئیں اور ہمیں امید ہے کہ تیسری ہمارے لیے ہو۔
(۱) مجھے ایسا حکم دے جو تیرے حکم کے موافق ہو۔ (۲) مجھے ایسا ملک دے جو میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو۔ (۳) جو شخص اپنے گھر سے اس مسجد کی نماز کے ارادے ہی سے نکلے تو جب وہ لوٹے تو ایسا ہو جائے گویا آج ہی پیدا ہوا ہے۔

(نفس الانبیاء مولانا عبدالمصطفیٰ۔ تاریخ ابن کثیر)

حضرت سلیمان علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: انبیاء بنی اسرائیل میں سے ہیں۔ بادشاہ بنی کے بیٹے اور خود بھی بادشاہ تھے۔ نام و نسبت بتادیجئے؟

جواب: حضرت سلیمان علیہ السلام۔ آپ پہلے بادشاہ بنی حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ اور سلسلہ نسب کئی واسطوں سے ہوتا ہوا پھر یہودا کے واسطے سے حضرت یعقوب علیہ السلام سے مل جاتا ہے۔ (نفس القرآن۔ ارض الانبیاء۔ تفسیر عزیزی)

سوال: بتائیے حضرت سلیمان علیہ السلام کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

جواب: آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ۵۷۵ سال بعد (یعنی ۵۷۵ موسوی میں) یروشلم میں پیدا ہوئے۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: کس نبی نے اپنے لیے اللہ تعالیٰ سے بادشاہت و حکومت مانگی تھی؟

جواب: کہا جاتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے لیے بادشاہ مصر کے دربار میں اختیارات (اللہ سے) مانگے تھے اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ سے بادشاہت اور حکومت طلب کی تھی۔ اللہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔ آپ نبی زادے اور بادشاہ زادے تھے۔ (القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ فوائد مانی)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام پر کون سے خاص انعامات خداوندی تھے جنہیں آپ کے معجزات بھی کہا جاسکتا ہے؟

جواب: ایک انعام یا معجزہ یہ تھا کہ آپ کے لیے ہوا مسخر کر دی گئی تھی۔ دوسرا یہ کہ آپ کا تخت ہوائی تخت تھا۔ جسے تخت سلیمانی بھی کہا گیا ہے۔ یہ ہوا کے ذور پر حضرت سلیمان علیہ السلام اور اہل دربار کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا تیسرا بڑا معجزہ یا انعام خداوندی یہ تھا کہ جنات کو آپ کے تابع کر دیا گیا تھا۔ آپ کا چوتھا بڑا معجزہ یا انعام یہ تھا کہ آپ جانوروں کی بولیاں سمجھ لیتے تھے۔ اور بعض پرندے آپ کے درباریوں میں شامل تھے۔ تانبے کو پگھلانا بھی آپ کا معجزہ تھا۔

(القرآن۔ میرت انبیاء کریم۔ تفسیر کشف الرحمن۔ تفسیر ماحدی۔ تفسیر مظہری)

سوال: مفسرین نے تخت سلیمانی کی کیا کیفیت بتائی ہے؟

جواب: یہ ہوائی تخت تھا اور اس کی تیز رفتاری ایسی تھی کہ صبح سے دوپہر تک کے وقت میں ایک مہینے جتنی مسافت طے کر لیتا تھا۔ پھر دوپہر سے شام تک ایک مہینے کی مسافت۔ یعنی ایک دن میں دو مہینے جتنا سفر طے کر لیتا۔ اس تخت پر چھ لاکھ کرسیاں رکھی جاتی تھیں جن پر سلیمان علیہ السلام کے ساتھ اہل ایمان انسان اور ان سے چھپے اہل ایمان جن بیٹھتے تھے۔ پھر پرندوں کو حکم ہوا کہ وہ اس پورے تخت پر سایہ کر لیں تاکہ دھوپ کی تپش سے تکلیف نہ ہو۔ پھر ہوا کو حکم دیا جاتا تھا وہ اس عظیم الشان مجمع کو اٹھا کر جہاں حکم ہوتا پہنچا دیتی۔ یہ بھی روایت ہے کہ اس ہوائی سفر میں حضرت سلیمان علیہ السلام سر جھکائے ہوئے اللہ کے ذکر و شکر میں مشغول

رہتے تھے۔ اور اپنے عمل سے تواضع و انکساری کا اظہار فرماتے تھے۔ ابن ابی حاتم نے بتایا کہ تخت سلیمان کے تخت پر چھ ہزار کرسیاں رکھی جاتی تھیں جن پر حضرت سلیمان علیہ السلام اور آپ کے درباری بیٹھتے تھے۔

(قصص الانبیاء، مولانا عبد العزیز۔ القرآن۔ معارف القرآن۔ تاریخ ابن کثیر)

سوال: بتائیے جنات سے حضرت سلیمان علیہ السلام کیا کام لیتے تھے؟

جواب: جنات میں سے بعض سمندر میں غوطے لگانے پر مقرر تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ان سے سمندر کی تہہ سے موتی اور جواہرات وغیرہ نکلواتے جو عمارات کی تعمیر میں بھی استعمال کیے جاتے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ان جنوں اور شیاطین سے اونچی اونچی مضبوط و خوشنما عمارتیں بنواتے۔ تصویریں اور بڑے بڑے حوض بنواتے۔ بڑی بڑی دہلیزیں بنواتے اور حسب ضرورت ابھواتے تھے۔ مفسرین و مؤرخین لکھتے ہیں کہ تانبے کے جیشے یمن کی طرف تھے۔ جس کو جنات سانچے میں ڈھال کر بڑے بڑے برتن دہلیزیں اور لگن جیسی بڑی چیزیں بناتے۔ دہلیزیں اپنی جگہ جمی رہتی تھیں جن کو ہلانا بھی ناممکن تھا۔ ان میں پورے پورے لشکر کا کھانا پکتا تھا۔ بعض مفسرین نے ان چشموں کے متعلق لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ سلیمان علیہ السلام کے لیے حسب ضرورت تانبے کو کچھلا دیتا تھا۔ یہ تانبے کا کچھلنا حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک نشانی معجزہ تھا۔ اس سے پہلے کوئی شخص وحاشہ کو کچھلانا نہیں جانتا تھا۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا، یہ چشمہ اتنی دور تک پھیلا ہوا تھا جس کی مسافت تین رات میں طے ہو سکے اور یہ ارض یمن میں تھا۔ اور یہ پانی کی طرح بہتا تھا۔ گرم بھی نہ تھا۔

(تفسیر کشف الرحمن۔ معارف القرآن۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ انبیاء و انبیاء)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام جانوروں کی بولیاں بھی سمجھ لیتے تھے۔ بتائیے آپ نظم و ضبط کس طرح برقرار رکھتے تھے؟

جواب: آپ کا سفر میں یہ معمول تھا کہ حسب ضرورت انس، جنات، جانوروں کے لشکر اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ اور ان کے نظم و ضبط کا خاص خیال رکھا جاتا۔ جیسا کہ

قرآن میں بھی بتایا گیا ہے۔ (معارف القرآن۔ حصہ القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام نے کب چیونٹی کی دعا سنی؟

جواب: آپ کہیں سفر پر جا رہے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ملک میں قحط پڑ گیا۔ آپ اپنی فوج کو لے کر دعا کرنے کے لیے جا رہے تھے۔ راستے میں ایک ایسی جگہ سے گزرے جہاں چیونیوں کی آبادی تھی۔ (حصہ القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے چیونٹی نے اللہ تعالیٰ سے کیا دعا مانگی؟

جواب: روایات میں ہے کہ سلیمان علیہ السلام لشکر کے ساتھ جب چلے جا رہے تھے تو آپ کی نظر ایک چیونٹی پر پڑی جو اگلے قدم اٹھائے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر یہ دعا مانگ رہی تھی: ”خدا یا! ہم بھی تیری مخلوق میں سے ایک مخلوق ہیں اور تیرے فضل کے محتاج ہیں۔ ہم کو بارش سے محروم رکھ کر ہلاک نہ کر“ حضرت سلیمان علیہ السلام نے قوم سے فرمایا۔ واپس چلو۔ ایک حیوان (چیونٹی) کی دعا نے ہمارا کام کر دیا۔ اب تمہاری طلب کے بغیر ہی بارش ہوگی۔ (حصہ القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام پرندوں سے مختلف کام لیتے تھے۔ بتائیے ہر ہد کے ذریعے کیا کام تھا؟

جواب: آپ پرندوں سے مختلف کام لیتے خاص طور پر سفر کے وقت۔ ہر ہد ایک خاص جانور ہے جس سے سفر میں آپ یہ کام لیتے تھے کہ زمین کے کسی حصے میں پانی ہے۔ یا ہوائی ذاک یعنی اگر کسی کو خصوصی پیغام پہنچانا ہوتا تو وہ بھی ہد سے لیا کرتے تھے۔ آپ کو جس جگہ پڑاؤ کرنا ہوتا یعنی اپنے لشکر کے ساتھ ٹھہرنا ہوتا تو جگہ منتخب کرنے کے لیے ہد کو پہلے بھیج دیتے تاکہ وہ ایسی جگہ منتخب کرے جہاں پانی ہو۔ اس کے بعد آپ جنات سے کھدائی کرا کے پانی کا انتظام کرا لیتے تھے۔ اس مہندس ہد کا نام مہندر تھا۔ (تاریخ ابن کثیر۔ حصہ الانبیاء لابن کثیر۔ حصہ القرآن)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام کے سفیر ہد نے ملک سبا کے بارے میں کیا اور کیسے معلوم کیا؟

جواب: کہتے ہیں کہ ہمد کو خیال پیدا ہوا کہ میں ذرا اونچی پرواز کر کے دیکھوں کہ سلیمان علیہ السلام کے ملک کے علاوہ دنیا کہاں تک پھیلی ہوئی ہے۔ اچانک اس کی نگاہ ایک نئے ملک سا پر پڑی۔ وہاں جا کر جستجو کی کہ اس ملک کا حکمران کون ہے۔ اسے پتہ چلا کہ اس ملک کا نام سبا ہے اور یہاں کی حکمران ایک ملکہ ہے جس کا نام سبا ہے۔

(تفسیر مظہری۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: ملک سبا کہاں تھا؟ اس کے دار الحکومت کا نام بتا دیجئے؟

جواب: مورخین کہتے ہیں کہ یہ ملک یمن کے علاقے میں تھا۔ اور اس کے دار الحکومت کا نام مآرب بتایا گیا ہے۔ یہاں قوم سبا رہتی تھی۔ جو بڑی تمدن تھی۔

(تفسیر مابدی۔ تفسیر قرطبی۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: سد مآرب ایک تاریخی بند ہے۔ یہ بند کہاں بنایا گیا تھا؟

جواب: یہ بند ملک سبا کے دار الحکومت مآرب کے قریب تھا یمن کے موجودہ شہر صنعاء سے کوئی ۶۰ میل مشرق میں اور سطح سمندر سے ۳۹۰۰ فٹ بلند یہ کئی میل لمبا جوڑا بند تھا۔ ایک سیاح نے ۸۳۸ء میں اس کا معائنہ کیا تو اس نے لکھا یہ بند ۱۵۰ فٹ لمبا اور ۵۰ فٹ چوڑا ہے۔ یہ بند ظہور اسلام سے قبل تقریباً ۵۴۳ء میں ٹوٹا اور اس کی تباہ کاریوں کے آثار صدیوں تک قائم رہے۔ (تفسیر مابدی۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: قرآن مجید نے ملک سبا کی تعریف کی ہے۔ مفسرین اس ملک کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: اس علاقے میں دو طرفہ باغات کا سلسلہ تھا۔ ان باغات کی وسعت تین سو مربع میل تھی۔ اور یہ سارا رقبہ خوشبو دار درختوں اور طرح طرح کے لذیذ میوؤں اور پھلوں سے بھرا ہوا تھا۔ ان باغات کی سرسبزی و شادابی کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اگر کوئی خالی ٹوکڑہ سر پر رکھ کر گزرتا تھا تو باغات ختم ہونے سے پہلے خود بخود گرنے والے پھلوں سے بھر جاتا تھا۔ قوم سبا بڑی تمدن اور امیر کبیر قوم تھی۔ وہاں کی ملکہ بلقیس جس تخت پر بیٹھ کر حکومت کرتی وہ زرد جواہر سے مرصع

بڑا پیش قیمت تھا۔

(قصص القرآن - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: مؤرخین و مفسرین کے بقول ملکہ سبا اور اس کی قوم کا مذہب کیا تھا؟

جواب: ملکہ سبا بلقیس اور اس کی قوم مشرک تھی اور آتش پرستی کرتے تھے۔ شیطان نے ان کو اس غلط راستے پر ڈال رکھا تھا۔ مفسرین کہتے ہیں کہ ہد ہد نے ان کی یہ کیفیت سنا کر حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس کے خلاف جنگ کے لیے ابھارا۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر - تفسیر فیض القرآن)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کے نام دعوت اسلام کا خط بھیجا تو کیا ہدایات دیں؟

جواب: آپ نے فرمایا یہ خط لے جا اور اسے ملکہ سبا کو دے کر جواب لے آ۔ خط اسے دے کر اس کے سر ہانے پر نہ کھڑے رہنا۔ بلکہ ایک طرف کو ہٹ جانا۔ کیونکہ یہ بات شامی آداب کے خلاف ہے کہ قاصد سامنے کھڑا رہے۔ (قصص القرآن - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: ملکہ بلقیس نے اپنے درباریوں کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے خط کے بارے میں کیا بتایا؟

جواب: اس نے کہا کہ میرے پاس ایک خط عجیب طریقے سے آیا ہے۔ میرے سونے کے کمرے میں آ کر میرے سینے پر رکھا گیا ہے۔ (بلقیس جس کمرے میں تنہا تھی ہد ہد نے ایک سوراخ میں سے جا کر خط اس کے سینے پر رکھ دیا تھا) یہ خط بڑی معزز و محترم ہستی شاہ سلیمان علیہ السلام کی طرف سے آیا ہے۔ مفسرین کہتے ہیں کہ اگرچہ خط پر بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کا نام لکھا ہوا تھا لیکن شاید اس سے پہلے ہی ملکہ بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت اور ود ہد کے بارے میں سن چکی تھی۔

(سیرت انبیاء کریم - تذکرۃ الانبیاء - قصص الانبیاء)

سوال: ملکہ بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے خط کو عزت دی اور اطمینان سے پڑھا۔ پھر اس نے اہل دربار سے کیا کہا؟

جواب: ملکہ آپ کی حکومت اور شخصیت کے بارے میں سمجھ گئی تھی۔ اس نے درباریوں سے

مشورہ مانگا تو انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے جنگ کا مشورہ دیا۔ ملکہ کو خط سے اندازہ ہو گیا تھا کہ سلیمان علیہ السلام نبی ہیں۔ اس نے کہا: جنگ بچوں کا کھیل نہیں۔ اور نبی سے جنگ کرنا خدا سے جنگ کرنا ہے۔ اور کہا جب بادشاہ کسی بستی میں فاتحانہ داخل ہوتے ہیں تو بستی کی بستی برباد کر ڈالتے ہیں اور وہاں کے عزت داروں کو ذلیل کرتے ہیں۔ (سیرت انبیاء کرام۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: ملکہ سب نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں کون سے تحائف بھیجے؟
جواب: ملکہ سب نے سوچا کہ کچھ تحائف بھیج کر جنگ سے بچا جاسکتا ہے۔ اس نے بڑے بڑے قیمتی جواہرات، گھوڑے، خوبصورت بانڈیاں اور بہت سے دوسرے تحفے اپنے اچلی کے ہاتھ بھجوائے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ بلقیس نے اس لیے تحفے بھجوائے کہ اگر آپ نے قبول نہ کیے تو آپ نبی ہیں۔ قبول کر لیے تو دنیاوی بادشاہ ہیں۔

(سیرت انبیاء کرام۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کے تحفوں پر کیا رد عمل ظاہر کیا؟
جواب: آپ اللہ کے نبی تھے اور آپ نے ملکہ کو دین کی دعوت دی تھی۔ پھر آپ کو ماد دولت کی طلب نہیں تھی۔ بلقیس کے بھیجے ہوئے تحفے رشوت تھی۔ آپ نے تحفے واپس کر دیئے اور تنبیہ کی ہٹ دھرمی اور ضد سے شرک پر قائم رہنا اس کے لیے اور اس کی قوم کے لیے نقصان دہ ہوگا۔ انہیں ذلت اٹھانی پڑے گی اور قیدی بنا لیے جائیں گے۔ پھر نہ مال و دولت رہے گی نہ حکومت۔ (قصص القرآن۔ تفسیر خازن۔ تفسیر ابن کثیر)
سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کے بھیجے ہوئے تحفے واپس کیے تو ملک نے کیا کہا؟

جواب: وہ سمجھ گئی کہ آپ واقعی اللہ کے نبی ہیں۔ آپ نے جنگ کرنا بہتر نہیں۔ اس نے اپنی قوم کو بھی قائل کر لیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس حاضر ہونے کے لیے شاہانہ شان و شوکت سے روانہ ہو گئی۔ (قصص القرآن۔ معارف القرآن۔ تفسیر قرطبی)
سوال: ایک قوی عینک جن سے کون کہا کہ میں تخت لانے کی طاقت رکھتا ہوں اور قابل

اعتماد ہوں؟

جواب: حضرت سلیمان علیہ السلام نے اہل دربار سے کہا کہ کون ہے جو ملکہ بلقیس کا تخت اس کے پہنچنے سے پہلے یہاں لے آئے، تو ایک جن نے کہا میں ایسا کر سکتا ہوں۔ مفسرین کہتے ہیں کہ اس نے اپنے آپ کو امانتدار اس لیے کہا کہ تخت بلقیس بڑا قیمتی تھا۔ سونے چاندی کا بنا ہوا تھا اور اس پر لعل و جواہرات بڑے ہوئے تھے۔ اس لیے اس کو لانے والا امن ہی ہونا چاہیے تھے۔ اس طاقتور جن کا نام کوثرن بتایا گیا ہے۔
(تفسیر قرطبی۔ تفسیر مزنی۔ تاریخ ابن کثیر۔ فتح القدیر۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے وہ کون تھا جس نے کہا کہ میں چشم زدن میں تخت حاضر کر سکتا ہوں؟

جواب: حضرت سلیمان علیہ السلام چاہتے تھے کہ تخت پلک جھپکنے میں آ جائے۔ درباریوں میں سے ایک نے کہا کہ یہ کام میں کر سکتا ہوں۔ مفسرین نے اس کا نام آصف بن برخیا لکھا ہے۔ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا وزیر اور ہمراز تھا۔ بعض حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ جنات کی قوم میں سے تھا۔ لیکن اکثریت کی رائے ہے کہ یہ انسان تھا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا صحابی تھا۔ وہ کتب سماویہ کا عالم اور اللہ کے اسماء اور کلام کی تاثیر سے واقف تھا۔ علم کتاب یعنی اسم اعظم جانتا تھا سلیمان علیہ السلام کا مقرب ہونے کی وجہ سے درباری کا غذات سے واقف تھا۔

(تفسیر عثمانی۔ سیرت انبیاء کرام۔ قصص القرآن)

سوال: ملکہ بلقیس کے تخت کی کس طرح حفاظت کی جاتی تھی؟

جواب: مؤرخین بتاتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے خبروں نے بتا دیا تھا کہ بلقیس کا تخت فلاں کمرے میں بند ہے۔ آصف بن برخیا اس راز سے بھی واقف تھا۔ یہ تخت ایسی جگہ محفوظ رکھا ہوا تھا جہاں پرندہ بھی پر نہ مار سکے۔ کہا جاتا ہے کہ سات محلات کے درمیان میں ایک محفوظ محل کے اندر مقفل کر کے رکھا ہوا تھا اور بوقت ضرورت دربار خاص کے موقع پر ملکہ اس پر پہنچتی تھی۔

(قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: مفسرین کے بقول تخت بلقیس لانا بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کا معجزہ تھا۔ بتائیے وہ تخت کیسے آیا؟

جواب: آصف بن برخیاہ وہ تخت لایا۔ اور سلیمان علیہ السلام نے ذرا سارخ پھیرا تو تخت آپ کے سامنے تھا۔ جب آپ کی نگاہ تخت پر پڑی تو آپ نے فرمایا، یہ بھی میرے پروردگار کا فضل ہے اور اس میں میرا امتحان ہے کہ میں اس انعام اور فضل خداوندی پر اس کا کتنا شکر ادا کرتا ہوں۔ کہا گیا ہے کہ آصف بن برخیاہ حضرت سلیمان کا خالہ زاد بھائی تھا۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام نے تخت بلقیس میں تبدیلی کا حکم کیوں دیا؟

جواب: آپ نے تخت بلقیس میں اس لیے تبدیلی کرا دی تاکہ ملکہ کی عقلمندی اور فہم و فراست کا اندازہ لگا سکیں۔ یہ پتہ چل سکے کہ اس میں ہدایت قبول کرنے کی کتنی صلاحیت ہے۔ اس سے یہ بتانا بھی مقصود تھا کہ ملکہ کو معلوم ہو جائے کہ اللہ نے اپنے نبی کو کتنی طاقت دی ہے۔ (قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: ملک بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں اپنا تخت دیکھ کر کیا کہا؟

جواب: جب اس سے پوچھا گیا کہ کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے۔ تو اس نے سمجھ داری سے جواب دیا، اس تخت کی ساخت اور وضع قطع تو یہ بتا رہی ہے کہ میرا ہی تخت ہے۔ البتہ کچھ تراش خراش سی معلوم ہوتی ہے جس کی وجہ سے کچھ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ شاید میرا نہ ہو۔ بعض مفسرین نے کہا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا کلام ہے کہ ہمیں پہلے ہی معلوم تھا کہ تم نہ بتا سکو گی۔ (تفسیر عزیزی۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: بتائیے ملک سبا کی کس ملکہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاتھوں اسلام قبول کیا تھا؟

جواب: ملکہ بلقیس نے۔ یہ ملکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں حاضر ہوئی۔ آپ اس سے حسن اخلاق سے پیش آئے۔ اپنے دربار میں اسے باعزت مقام دیا۔ اس نے جنات و دیور کا نظارہ پہلی مرتبہ دیکھا۔ وہ اتنا متاثر ہوئی کہ اسلام قبول کر لیا۔

بلکہ اپنی گذشتہ زندگی پر افسوس کیا۔ بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ اس کی درخواست پر سلیمان علیہ السلام نے اسے اپنی زوجیت میں لے لیا اور وہ نکاح کے بعد اپنے ملک واپس چلی گئی آپ کبھی کبھی جا کر ملاقات کر آتے تھے۔

(معارف القرآن - تاریخ ابن مساکر - قصص الانبیاء الامین کثیر - تاریخ الانبیاء - سیرت انبیاء کرام)

سوال: کہا جاتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے اٹھارہ بیٹے تھے۔ بتائیے آپ کا وارث کون سا بیٹا تھا؟

جواب: بادشاہت میں حضرت سلیمان علیہ السلام آپ کے وارث ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت بھی عطا فرمائی۔ (القرآن - حج المید - تفسیر مزینی - تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: بیت المقدس کی بنیاد حضرت یعقوب علیہ السلام نے رکھی۔ بتائیے حضرت سلیمان علیہ السلام کو بیت المقدس کا بانی کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: بہت سے مؤرخین و مفسرین حضرت سلیمان علیہ السلام کو بیت المقدس کا بانی کہتے ہیں۔ دراصل اس کی بنیاد حضرت یعقوب علیہ السلام نے رکھی تھی۔ مسجد اقصیٰ کی بنیاد حضرت یعقوب علیہ السلام نے رکھی جس کی وجہ سے بیت المقدس آباد ہوا۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے بھی اس کی تعمیر میں حصہ ڈالا۔ ایک مدت بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس اور شہر دوبارہ تعمیر کرائے۔ اور یہ تجدید آپ نے جنوں سے کرائی جو آج تک باعث حیرت ہے کہ اتنے بڑے پتھر کہاں سے اور کیسے آئے اور ان کو کس طرح اتنی بلندی پر پہنچایا گیا۔

(قصص القرآن - تذکرۃ الانبیاء - تاریخ الانبیاء)

سوال: قرآن میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی آزمائش کا ذکر ہے جس کی تفصیل نہیں بتائی گئی۔ بتائیے محدثین و مفسرین کیا کہتے ہیں؟

جواب: ایک مرتبہ حضرت سلیمان نے قسم کھائی کہ آج رات کو اپنی تمام بیویوں کے پاس جاؤں گا۔ (جن کی تعداد ستر اور ستر کے درمیان تھی) ان کے بعد ہر بیوی سے ایک بچہ پیدا ہو گا۔ جو راہ خدا میں جہاد کرے گا۔ مگر آپ انشاء اللہ کہنا بھول گئے۔ خدا کی

قدرت کسی بیوی سے ایک بچہ بھی پیدا نہ ہوا۔ صرف ایک بیوی سے بچہ پیدا ہوا۔ وہ بھی کیا اور ادھورا۔ دایہ نے وہی ادھورا بچہ لاکر تخت پر ڈال دیا۔ اور کہا لو، یہ ہے تمہاری قسم کا نتیجہ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس سے ندامت ہوئی اور اللہ سے معافی مانگی۔
(قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: مسجد اقصیٰ کی تعمیر جدید کے دوران حضرت سلیمان علیہ السلام کا انتقال ہوا۔ مفسرین یہ واقعہ کس طرح بیان کرتے ہیں؟

جواب: آپ جنات سے مسجد اقصیٰ کی تعمیر کر رہے تھے کہ آپ کو اپنی موت کا وقت قریب معلوم ہوا، آپ نے سوچا مسجد کی تعمیر نامکمل رہ جائے گی کیونکہ وہ آپ کے ڈر سے کام کر رہے تھے۔ اللہ نے آپ کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ نقشہ بنا کر جنات کے سپرد کر دیا جائے جس کے مطابق مسجد بنتی رہے۔ آپ نے ایسا ہی کیا اور خود ایک شیشے کے مکان میں بند ہو کر عبادت کرتے رہے۔ اسی دوران انتقال فرما گئے۔ جنات نے سمجھا کہ آپ زندہ ہیں جبکہ آپ اپنے عصا کے سہارے کھڑے رہتے۔ تعمیر مکمل ہو گئی اور لکڑی کو دیمک کھا گئی اور آپ کا مجسمہ زمین پر گر گیا۔

(قصص القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: مفسرین نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی کی کیا تفصیل بتائی ہے؟

جواب: حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی ہاتھی دانت کی تھی۔ در دیا قوت زبرد لولو سے مرصع تھی۔ اور اس کے چاروں طرف کھجور کے سونے کے درخت بنے ہوئے تھے جن کے خوشے بھی موتیوں کے تھے، اس کرسی کے پہلے درخت پر بائیں جانب دو درخت صنوبر کے سونے کے تھے۔ اور بائیں جانب دو سونے کے شیر بنے ہوئے تھے۔ اور کرسی کے دونوں جانب انگور کی سنہری بیللیں تھیں جو کرسی کو ڈھانپنے ہوئے تھیں۔ اس کے خوشے بھی، سرخ موتیوں کے تھے، پھر کرسی کے اعلیٰ درجے پر سونے کے دو بہت بڑے شیر بنے ہوئے تھے۔ جن کے اندر مشک وغیرہ بھرا رہتا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام جب لری پر آتے تو دونوں شیر حرکت کرتے۔ ان

کے گھونے سے ان کے اندر سے مشک وغیر چاروں طرف پھیر کا جاتا۔ پھر دو منبر سونے کے بچھا دیتے جاتے ایک آپ کے وزیر کا اور ایک اس وقت کے سب سے بڑے عالم کا۔ پھر کرسی کے سامنے ستر منبر سونے کے اور بچھا دیئے جاتے۔ جن پر بنی اسرائیل کے قاضی، علماء اور ان کے سردار بیٹھتے تھے۔ ان کے پیچھے بنیتیس سونے کے منبر اور ہوتے جو خالی رہتے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام جب تشریف لاتے تو پہلے زینے پر قدم رکھتے ہی کرسی ان تمام چیزوں سے گھوم جاتی۔ شیر اپنا داہنا قدم آگے بڑھا دیتے۔ اور گدھ اپنا بائیں پر پھیلا دیتا۔ جب دوسرے درجے پر قدم رکھتے تو شیر اپنا بائیں قدم پھیلا دیتے۔ اور گدھ اپنا داہنا پر پھیلاتا۔ جب آپ تیسرے درجے پر چڑھ جاتے اور کرسی پر بیٹھ جاتے تو ایک بڑا گدھ آپ کا تاج لے کر آپ کے سر پر رکھ دیتا۔ پھر کرسی تیزی سے گھومتی۔ وہ سونے کی لاٹ پر تھی جسے صحرائی جن نے بنایا تھا۔ اس کے گھومتے ہی نیچے والے مور گدھ سب اوپر آ جاتے اور سر جھکاتے۔ اور پردوں کو پھڑپھڑاتے جس سے آپ کے جسم پر مشک و عنبر کا چمڑکاؤ ہو جاتا۔ پھر ایک سونے کا کبوتر تورات اٹھا کر آپ کے ہاتھ میں دیتا اور آپ تلاوت فرماتے۔ (تفسیر بیضاوی۔ حصہ الانبیاء، ص ۱۰۱، مبداء العزیز۔ ج ۱، ص ۱۰۱)

سوال: حضرت داؤد کو بیت المقدس کی تعمیر کی مہلت نہ ملی۔ بتائیے حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ تعمیر کب شروع کی اور کب مکمل ہوئی؟

جواب: حضرت داؤد علیہ السلام نے تعمیر کے لیے ساز و سامان اور نقشہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے حوالے کیا اور تعمیر مکمل کرنے کی وصیت کی۔ انہوں نے اپنی تخت نشینی کے چار برس اور دو ماہ بعد ہیکل کی تعمیر شروع کی۔ خروج موسیٰ علیہ السلام مصر سے پانچ سو بانوے برس بعد اور ابراہیم علیہ السلام کے عراق سے نکل کر ملک کنعان میں آباد ہونے سے ایک ہزار بیس برس بعد اور طوفان نوح علیہ السلام سے ایک ہزار چار سو چالیس برس بعد اور آدم علیہ السلام کی پیدائش سے تین ہزار ایک سو دس برس بعد ہیکل کی تعمیر مکمل ہوئی۔ عظیم الشان ہیکل سلیمانی سات سال میں مکمل ہوا۔ (حصہ القرآن۔ تفسیر حقانی۔ ج ۱، ص ۱۰۱)

سوال: بتائیے بیت المقدس کی تعمیر میں مدد دینے کے لیے کتنے آدمی لگائے گئے؟

جواب: حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کام کے لیے تیس ہزار آدمی مقرر کیے تھے جو کوہ لبنان پر لکڑیاں چیرتے اور تراشتے تھے اور یہاں پہنچے تھے۔ ان کے علاوہ وہ لوگ بھی تھے جن کو حضرت داؤد علیہ السلام نے مقرر کیا تھا۔ ستر ہزار آدمی بار برداری اور اسی ہزار آدمی سنگ تراشی کا کام کرتے تھے۔ اور تین ہزار ان کے محافظ تھے۔

(تفسیر حقانی۔ تاریخ بیت المقدس)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام نے کب اور کہاں وفات پائی؟

جواب: چالیس سال تک بڑے رعب و دبدبے کے ساتھ حکومت کرنے کے بعد بیت المقدس یروخلیم میں وفات پا گئے۔ آپ کی وفات آنحضرت ﷺ کے زمانے سے تقریباً ۱۵۳۶ سال پہلے ہوئی۔ آپ کو حضرت داؤد علیہ السلام کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ (قص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: مفسرین نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے روزانہ کے معمولات کی تفصیل کیا بیان کی ہے؟

جواب: حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام صبح کو بیت المقدس سے روانہ ہوتے تو دو پہر کو اصطر میں قیام فرماتے اور دو پہر کا کھانا کھاتے۔ پھر یہاں سے ظہر کے بعد واپس جاتے تو کابل میں پہنچ کر رات ہوتی تھی۔ اور بیت المقدس اور اصطر کے درمیان اتنی مسافت ہے کہ تیز سواری پر چلنے والا ایک ماہ میں طے کر سکتا ہے۔ مقاتل بن حیانؒ سے روایت ہے کہ شیاطین (جنات) حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے دو فرخ ریشمی فرش بناتے اس کے درمیان سونے کا منبر رکھتے۔ اس پر حضرت سلیمان علیہ السلام بیٹھتے تھے اور ارد گرد تین ہزار طلائی تقرئی کرسیاں بچائی جاتیں جن پر علماء و فضلاء بیٹھتے تھے۔ پرندے ان پر سایہ کرتے اور ہوا تحت کو اٹھا کر لے جاتی۔ سلیمان علیہ السلام صبح دمشق سے اصطر پہنچتے۔ وہاں قیلولہ فرما کر بائبل جاتے پھر سمرقند میں رات گزارتے۔ ایک بار صبح

عراق ہے شہر مرد میں دو پہر کو پہنچے اور عصر کی نماز بلخ میں پڑھ کر چین تشریف لے گئے۔ رات وہاں گزار کر صبح سمندر کے ساحل کے راستے قندھار پہنچے۔ وہاں سے کرمان گئے اور پھر ایران پہنچے۔ (تفسیر سالم تزیل۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء، مولاتا مہد العزیز)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا گیا۔ آپ کو کس عمل کے صلے میں یہ معجزہ عطا ہوا؟

جواب: حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے گھوڑوں کا معائنہ کر رہے تھے۔ اس میں اس قدر مشغول ہو گئے کہ عصر کی نماز قضا ہو گئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس پریشانی اور دکھ کی وجہ سے گھوڑوں کی گردنیں اور پنڈلیاں کاٹ دیں کہ یہ نماز قضا ہونے کا باعث بنے اور میں مال کی محبت میں اللہ سے غافل ہو گیا۔ اس عمل کے صلے میں آپ کے لیے ہوا مسخر کر دی گئی۔ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کسی علاقے میں جہاد کرنے کی غرض سے گھوڑوں کی دیکھ بھال کر رہے تھے کہ مقررہ عبادت کا وقت نکل گیا تو افسوس کرنے لگے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ دریائی گھوڑے تھے اور بہت تیز رفتار تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ وہ گھوڑے تھے جو حضرت داؤد نے جالوت کو شکست دے کر اپنے قبضے میں لیے تھے۔ ہوا کو اس لیے مسخر کر دیا کہ وہ گھوڑوں سے تیز تھی۔

(تفسیر کشف الرحمن۔ معارف القرآن۔ قصص الانبیاء، مولاتا مہد العزیز)

سوال: چیونٹیوں کی سردار چیونٹی نے اپنے ساتھیوں کو کیا حکم دیا تھا اور اس کا نام بتاویں؟

جواب: چیونٹیوں کی سردار نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا تھا کہ جلدی سے اپنے بلوں میں گھس جاؤ کہیں سلیمان علیہ السلام کے گھوڑے تمہیں پاؤں کے نیچے نہ پھیل دیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام یہ بات سن کر مسکرا دیے تھے۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اس چیونٹی کا نام حرمس تھا۔ (۲۴ ابن کثیر۔ قصص الانبیاء۔ مولاتا مہد العزیز)

سوال: بد بد نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے ملکہ بلقیس کے دربار کا نقشہ کس طرح بیان کیا؟

ایسا عمل بنایا تھا جس کے صحن میں پانی کا حوض تھا جس میں رنگ برنگی مچھلیاں تیرتی تھیں۔ مگر اس کو سفید بلور یا شیشے سے اوپر سے بند کر دیا تھا۔ اور اس کے اوپر سے گزرتے تھے۔ جب بلقیس کو محل میں بلوایا تو اس محل کے بڑے کمرے میں تخت بچھا کر بیٹھے۔ بلقیس کو آنے کا حکم دیا جس کا راستہ اسی حوض پر سے تھا۔ وہ یہ سمجھی کہ یہ حوض ہے اس لیے پنڈلیوں سے کپڑا اٹھا دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا یہ پانی کا حوض شیشوں سے بنا ہوا ہے۔ (تفسیر حقانی۔ قصص الانبیاء۔ مولانا عبدالعزیز)

سوال: مؤرخین قوم سبا کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: سبا ایک آدمی کا نام ہے۔ اس کا اصل نام عبدالشمس تھا۔ اس کا نسب ہے عبدالشمس بن یثجب بن یارب بن قحطان۔ مؤرخین کہتے ہیں کہ سبا نے اپنے زمانے میں نبی اکرم ﷺ کی آمد کے بارے میں بشارت سنائی تھی۔ بعض مفسرین کے بقول شداد بن الماططہ بن سبا اس ملک کا بادشاہ ہوا ہے۔ پھر اس کا بھائی القحطان بن عاد پھر دوسرا بھائی ذوسدد، پھر اس کا بیٹا حارث الرایش بادشاہ ہوا۔ یہی تیسرا اول ہے۔ پھر اس کا بیٹا صعب ہوا۔ یہی ذوالقرنین ہے۔ پھر اس کا بیٹا ذوالنار ہوا۔ پھر اس کا بیٹا فرہقیس بادشاہ ہوا۔ اس کے بعد اس کا بھائی ذوالانار۔ پھر شریل، پھر الہدیاء، پھر بلقیس بادشاہ ہوئی جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئی تھی۔ سبا کی اولاد میں بعض نیک اور خدا پرست بادشاہ تھے جیسے ذوالقرنین اور تبع، بعض کی سلطنت عرب سے تجاوز کر کے مصر، شام، ایران اور ہند تک پھیلی۔ (معارف القرآن۔ تفسیر حقانی۔ قصص الانبیاء)

سوال: سداً رب دنیا کا قدیم اور تاریخی بند تھا۔ اس کی تفصیل بتا دیجئے؟

جواب: ملک یمن میں دار الحکومت صنعاء سے یمن میل کے قاصطے پر مآرب شہر تھا جس میں قوم سبا آباد تھی۔ یہ شہر دو پہاڑوں کے درمیان وادی میں تھا۔ پہاڑوں کے درمیان سے اور اوپر سے بارش کے پانی کا سیلاب آتا۔ اس شہر کے بادشاہوں نے جن میں ملک بلقیس تھی ان دونوں پہاڑوں کے درمیان نہایت مضبوط بند (ڈیم) بنا دیا۔ جس پر سیلابی پانی اثر نہ کرتا تھا۔ پہاڑوں کے درمیان پانی روک کر پانی کا ذخیرہ

بھی بن گیا اور شہر بھی سیلاب سے محفوظ ہو گیا، شہر کے لوگوں کو اپنے اور زراعت کے لیے پانی مہیا کرنے کی خاطر اس بند میں اوپر اور نیچے تین دروازے رکھے گئے۔ جب اوپر کا پانی ختم ہو جاتا تو نیچے کا۔ پھر سب سے نیچے کا دروازہ کھول دیا جاتا۔ بند کے نیچے ایک بہت بڑا تالاب بنایا گیا جس کے بارہ راستے بنا کر بارہ نہروں نکالی گئیں جو شہر کے مختلف اطراف میں پانی پہنچاتیں۔ شہر کے دائیں بائیں پہاڑوں پر باغات لگائے گئے تھے۔ قرآن پاک میں ان باغوں کا بھی ذکر ہے۔

(تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر مظہری۔ تاریخ ابن کثیر)

سوال: قوم سبا میں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کے لیے کتنے انبیاء کرام علیہ السلام بھیجے گئے؟
جواب: اس قوم میں تیرہ انبیاء کرام علیہ السلام تشریف لائے۔ لیکن ان لوگوں نے اللہ کے احکام سے سرکشی کی اور انبیاء کو جھٹلایا۔ یہ جنوبی عرب کی مشہور تجارت پیشہ قوم تھی جو صنعت اور تجارت میں دوسری عرب قوموں سے بہت بڑھ کر تھی۔

(تاریخ ابن کثیر۔ قصص الانبیاء، مولا عبدالمعز)

سوال: بتائیے اللہ تعالیٰ نے قوم سبا کو نافرمانی کی سزا کس طرح دی؟

جواب: سد مأرب یعنی عرم کو توڑ کر سیلاب لایا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پانی کے بہت بڑے بند پر اندھے چوہے مسلط کر دیئے جنہوں نے ان کی بنیاد کو کھوکھلا کر دیا۔ جب بارش اور سیلاب کا وقت آیا تو پانی کے دباؤ نے کمزور بنیاد کو توڑ دیا۔ اس بند کے پیچھے جمع شدہ پانی پوری وادی میں پھیل گیا۔ مکانات گر گئے۔ درخت اکھڑ گئے۔ مأرب شہر برباد ہو گیا اور دو طرفہ پہاڑوں کے درمیان جو باغات تھے، ان کا پانی بھی خشک ہو گیا۔ شہر کے کچھ لوگ پہلے ہی خطرے کو محسوس کر کے دوسری جگہ چلے گئے تھے لیکن زیادہ تر لوگ وہیں سیلاب کی نذر ہو گئے۔ ان باغات کی جگہ بد مزہ پھلوں والے درخت اگا دیئے گے۔ شہر کے جو لوگ دوسرے ملکوں میں چلے گئے ان کے چھ قبیلے یمن میں پھیلے اور چار شام میں۔ مدینہ طیبہ کی آبادی انہی قبائل سے شروع ہوئی۔

(معارف القرآن۔ قصص الانبیاء، مولا عبدالمعز)

سوال: قرآن حکیم میں قوم سبا کی تباہی کا ذکر کرتے ہوئے کن بدمزہ بچلوں اور درختوں کا ذکر کیا گیا ہے؟

جواب: خط اور اثل اور سدرة بتائے گئے ہیں جن کے بارے میں مفسرین کی مختلف آراء ہیں۔ خط اراک کی قسم کا درخت ہے جس پر کچھ پھل لگتا ہے اور کھایا بھی جاتا ہے۔ مگر اس درخت کے پھل بدمزہ تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ خط ہر ایسے درخت کو کہتے ہیں جو خاردار ہو اور کڑوا بھی ہو۔ اثل کو اردو میں جھاؤ کہتے ہیں۔ اس پر کوئی پھل کھانے کے قابل نہیں ہوتا۔ اور سدرة جنگلی بیری ہے جس میں کانٹے زیادہ اور پھل کم تھا۔ اور ترش ہوتا تھا۔ (قصص الانبیاء لابن کثیر۔ معارف القرآن۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیزی)

سوال: اللہ تعالیٰ نے شہر مآرب میں بسنے والوں پر کیا انعام فرمایا تھا؟

جواب: ان لوگوں کو اپنی تجارت کے لیے شام کا سفر کرنا پڑتا تھا۔ یہ فاصلہ بھی طویل تھا اور ناہموار بھی۔ اللہ تعالیٰ نے شہر مآرب سے ملک شام تک تھوڑے تھوڑے فاصلے پر بستیاں بسا دی تھیں۔ یہ برب مزک تھیں۔ مسافر گھر سے نکل کر دوپہر میں آرام کرنا چاہتا یا کھانا چاہتا تو آسانی سے کسی بستی میں پہنچ کر ایسا کر سکتا تھا۔ پھر اسی طرح ظہر کے بعد سے روانہ ہو کر آفتاب کے غروب ہونے تک اگلی بستی میں پہنچ کر رات گزار سکتا تھا۔ راستے میں بھی ہر طرح کا امن و امان تھا اور بے فکری سے رات دن سفر کیا جاسکتا تھا۔ لیکن سے شام تک پہنچنے والی شاہراہ امام حسین بھی اسی علاقے میں تھی۔ (قصص الانبیاء لابن کثیر۔ معارف القرآن۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیزی)

سوال: قوم سبا کا زمانہ کون سا ہے؟

جواب: قوم سبا کے عروج کا زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے کا ہے۔ (تفسیر قرطبی۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کی تعمیر کس انداز سے کرائی تھی؟

جواب: آپ نے ٹیکل کی بنیاد کے لیے بڑے بڑے پتھر درست کرائے، اور بڑی ٹھہری زمین کھدوا کر اس کی بنیاد رکھی تاکہ یہ مدتوں قائم رہے۔ اوپر ایک اور مکان

بالا خانے کے طور پر بنوایا تھا۔ وہ بھی ساٹھ ہاتھ کا تھا۔ یہ عمارت سنگ مرمر سے تیار ہوئی تھی۔ اور طول و عرض اور بلندی میں ساٹھ ہاتھ تھی۔ اس طرح اس کی بلندی ایک سو بیس ہاتھ ہو گئی، اس کا رخ مشرق کی جانب تھا اور اس ہیکل کے سامنے بیس ہاتھ چوڑا اور بارہ ہاتھ لمبا اور ایک سو بیس ہاتھ اونچا برآمدہ تھا۔ ہیکل کے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے کمرے بنائے گئے تھے۔ جو تین منزلہ تھے۔ تمام ہیکل کی چھت سرو کے مصفا شبیروں کے تختوں سے بنائی گئی تھی۔ اور سونے کی چادروں سے چھت اور دیواروں کو منڈھ دیا گیا تھا۔ جس سے تمام ہیکل روشن ہو گئی۔ اور تعمیر ایسی حکمت سے کی گئی کہ کہیں جوڑ معلوم نہ ہوتا تھا۔ اور بالا خانے پر جانے کے لیے دیوار سے متصل ایک زینہ بنایا گیا تھا۔ (تفسیر قرطبی۔ تفسیر خانی۔ تاریخ بیت المقدس)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کو کن دو درجوں میں تقسیم کر دیا تھا اور ان کی آرائش کیسے کی گئی؟

جواب: انہوں نے ہیکل کو دو درجوں میں تقسیم کر کے اندر کے درجے کو چوبیس ہاتھ طول و عرض میں یکساں بنا دیا اور دوسرا درجہ چوبیس ہاتھ عرض میں اور چالیس ہاتھ طول میں تھا۔ اسے مقدس کمرہ قرار دیا گیا تھا۔ اور اس میں سرو کی لکڑی کے دروازے لگائے گئے تھے۔ اور ان کو سونے کی چادروں سے منڈھ دیا گیا۔ اور ان پر قسم قسم کی تصویریں بنائی گئیں۔ اور ان کے آگے باریک کتان کے پردے لگائے گئے اور ان پردوں پر بھی باریک نقش و نگار بنائے گئے۔ تمام ہیکل کو اندر اور باہر سے سونے کی چادروں سے منڈھ دیا گیا، اور باہر کے دروازوں پر اندر کے دروازوں کی طرح پردے تھے مگر برآمدے پر پردہ نہ تھا۔ اور اس اندرونی درجہ میں تابوت یکینہ رکھا اور ہیکل کے دروازے پر بڑے بڑے کواڑ لگائے اور ان پر بھی سونے کی چادریں چڑھائیں۔

(قصص الانبیاء، مولا عبدالمعز۔ تفسیر خانی۔ تاریخ بیت المقدس)

سوال: ہیکل سلیمانی میں سونے چاندی اور پتیل کا کام کس کارگیر نے کس انداز سے کیا؟

جواب: اس مقصد کے لیے حضرت سلیمان علیہ السلام نے حیرام نامی کارگیر کو ملک سوابہ

سے بلوایا اس کے والدین اسرائیلی تھے۔ وہ سونے، چاندی اور پیتل کا کام بڑی مہارت سے کرتا تھا۔ اس نے دو ستون جو بلندی میں اٹھارہ ہاتھ اور احاطہ میں بارہ ہاتھ تھے بنائے۔ ان کے اوپر پانچ ہاتھ اونچے سون کے درخت کی صورت بنائی اور ایک جالی جس پر کھجور اور سون کے پھول بنائے تھے اور ان پر دوسو تار بنائے۔ ان ستونوں پر سے ایک برآمدے کے دائیں طرف رکھا گیا۔ اس کا نام بوعر تھا۔

(تفسیر حقانی۔ تاریخ بیت المقدس)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام نے پیکل سلیمانی میں کس طرح کا حوض بنوایا تھا اور اس کا مقصد کیا تھا؟

جواب: آپ نے ایک بڑا حوض نصف کرۂ کی طرح پیتل کا ڈھلا ہوا بنوایا۔ اس کا قطر یعنی نصف گولائی دس فٹ تھا اور اس کے نیچے پیتل کا ایک ستون تھا جس کا قطر دس فٹ تھا۔ اور چاروں طرف بارہ ٹیل ڈھلے ہوئے تھے۔ تین تین طرف یہ حوض ان کی پشت پر تھا۔ اس کو بحر کہتے تھے۔ حوض کے لیے دس چوکونے ستون بنائے گئے۔ ان کی لمبائی پانچ ہاتھ، چوڑائی چار ہاتھ اور بلندی چھ ہاتھ تھی۔ ان کے چاروں کونوں میں بھی چھوٹے چھوٹے ستون بنائے۔ دو ستونوں کے درمیان ایک ٹیل اور دو کے درمیان ایک ٹیل اور دو کے درمیان ایک ہر شیر اور دو کے درمیان ایک عقاب تھا۔ اور چھوٹے ستونوں میں بھی چھوٹے قد کے جانور بنائے گئے تھے۔ اور ان دس ستونوں کے لیے دس حوض بنائے تھے جن میں پانچ حوض پیکل کے دائیں طرف اور پانچ بائیں طرف اور بڑا حوض سامنے تھا اور اس میں سب لوگ اپنے ہاتھ پاؤں دھو کے اور وضو کر کے قربان گاہ میں جاتے تھے، اور حوضوں میں ان جانوروں کو دھوتے جن کی قربانی کرتا ہوتی تھی۔ (تفسیر حقانی۔ تاریخ بیت المقدس)

سوال: سوختی قربانی کے لیے حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک پیتل کی قربان گاہ بنوائی تھی۔ بتائیے وہ کیسی تھی؟

جواب: اس قربان گاہ کا طول و عرض بیس ہاتھ اور بلندی دس ہاتھ تھی۔ اور اس کے تصرف

کے لیے دیگ اور چمچے اور دست پناہ وغیرہ میں سب چیزیں نہایت عمدہ ہتھیل سے بنوائیں۔ اور دوسرے کاموں کے لیے دس ہزار منبر بنوائے جن پر شیشیاں اور پیالیاں رکھی جاتی تھیں، اور دس ہزار شمع دان تھے جن میں سے ایک بڑا شمع دان دن رات ہیکل میں روشن رہتا۔ یہ جنوب میں رکھا گیا اور سونے کی میز شمال کی طرف اور قربان گاہ ان دونوں کے درمیان میں۔ باقی برتن اس مکان میں رکھے جو چالیس ہاتھ لمبا تھا۔ اور ہیکل کے چاروں طرف تین ہاتھ بلند ایک دیوار بنائی تاکہ ہر کوئی اس میں جانے نہ پائے کیونکہ وہ مقام تبرک تھا۔ (تفسیر حقانی۔ تاریخ بیت المقدس)

جواب: بڑی ہیکل کے پاس ایک چھوٹی ہیکل بنائی گئی۔ اس کی ترتیب کیسی تھی؟

جواب: بڑی ہیکل کی دیوار کے باہر ایک غار بنا کر زمین کو بلند کرا کے ایک دوسری چھوٹی ہیکل تعمیر کرائی۔ اس کے اندر بڑے بڑے کمرے بنوائے چار دروازے لگوائے اور چھوٹی ہیکل کے سامنے دور دور تک مکانات کی قطار بنوائی اور اس کو چاندی کا طمع کیا۔ (تفسیر حقانی۔ تاریخ بیت المقدس)

سوال: بتائیے حضرت سلیمان علیہ السلام کا پیشہ کیا تھا؟

جواب: حضرت شاہ عبدالقادرؒ فرماتے ہیں کہ اتنی دولت و ثروت کے باوجود آپ نے دولت و حکومت کو مخلوق خدا کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ اپنی ذات پر کچھ صرف نہ کرتے اپنی روزی نوکریاں بنا کر حاصل کیا کرتے تھے۔

(نقص القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء، مولانا عبدالعزیز)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام نے کتنا عرصہ حکومت کی اور کتنی عمر میں وفات پائی؟

جواب: بغویؒ نے علماء تاریخ کے حوالے سے لکھا ہے کہ آپ نے بارہ تیرہ سال کی عمر میں سلطنت کا کام سنبھالا اور چالیس سال حکومت کی ترپن سال کی عمر میں بیت المقدس میں وفات پائی۔ باون سال عمر بھی بتائی گئی ہے۔

(تفسیر قرطبی۔ تفسیر معبری۔ معارف القرآن۔ الہدایہ والنجایہ)

سوال: مفسرین کے بقول حضرت سلیمان علیہ السلام کو گھوڑوں کے عوارض اور امراض کا

کونسا علم دیا گیا تھا؟

جواب: یہ بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک معجزہ ہے کہ وہ گھوڑوں کی گردنوں اور پنڈلیوں پر ہاتھ پھیر کر معلوم کریتے تھے کہ ان کو کوئی مرض تو نہیں ہے۔ اس طرح وہ جہاد کے گھوڑوں کو جانچتے رہتے تھے کہ ان میں کوئی عیب تو نہیں ہے۔

(قص القرآن - تعمیر امن کثیر)

سوال: شیاطین نے مشہور کر دیا تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طاقت جادو کی وجہ سے ہے۔ قرآن نے اس کو کس طرح رد کیا؟

جواب: مفسرین کے بقول قرآن نے بنی اسرائیل میں پھیلائے گئے اس عقیدے کو باطل قرار دیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جادو کے زور پر ہوا، جانوروں اور جنوں کو قابو کیا ہوا تھا۔ اس کے لیے سورۃ بقرہ آیات ۱۰۱ تا ۱۰۳ میں ہاروت اور ماروت کی مثال بھی دی گئی ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے اس لیے نازل کیا تھا کہ بنی اسرائیل کو سحر کے ناپاک اثرات سے پاک کریں اور تورات کی تعلیم دیں۔

(قص القرآن - قصص الانبیاء لابن کثیر - سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام بن حضرت داؤد علیہ السلام کی کنیت بتا دیجئے؟

جواب: حضرت سلیمان علیہ السلام کی کنیت ابو الریح۔ نبی اللہ بن نبی اللہ تھی۔

(تعمیر امن کثیر - قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: بتائیے حضرت سلیمان علیہ السلام کو کون سے علوم عطا فرمائے گئے تھے؟

جواب: مفسرین کہتے ہیں کہ آپ کو لشکر سامان حرب، جن و انس کی جماعت، پرند و چرند، انس و وحشی جانوروں کی جماعت اور ان کے متعلق تمام علوم اور تعبیرات اور ان کے ساتھ ہم کلام ہونے کی تمام زبانیں الغرض سب کچھ عطا کر دیا تھا۔

(تعمیر امن کثیر - قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: بتائیے حضرت سلیمان علیہ السلام کی ملکہ بلقیس سے شادی کے بارے میں بعض

دوسرے مفسرین کیا کہتے ہیں؟

جواب: نقابی کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس سے شادی کر لی تو اس کو یمن کی سلطنت پر برقرار رکھا اور اس کو واپس لوٹا دیا۔ پھر آپ ہر مہینے اس کے پاس تین دن ٹھہر کر تخت ہوائی پر واپس آ جاتے اور آپ نے جنوں کو حکم دیا کہ یمن میں تین محل ان کے لیے بنائے جائیں جن کے نام عمدان، سالہین۔ بیوتن تھے۔ ابن اسحاق نے بعض اہل علم کے واسطے سے حضرت وہب بن منبہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے اس سے شادی نہیں کی تھی۔ بلکہ عمدان کے بادشاہ سے اس کی شادی کر دی تھی۔ اور بلقیس کو یمن کی سلطنت پر برقرار رکھا۔ اور ملک یمن کے بڑے جن بادشاہ کو بلقیس کے تابع کر دیا تھا۔ (تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: سب سے پہلے بحری بیڑہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے تیار کیا۔ آپ کے والد حضرت داؤد علیہ السلام تھے۔ والدہ کا نام بتا دیجئے؟

جواب: حضرت سلیمان علیہ السلام کی والدہ کا نام بنت سبیح تھا۔ آپ ۹۹۲ ق م میں پیدا ہوئے۔ (توریت۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: عربی رسم الخط کا موجد حضرت سلیمان علیہ السلام کو کہا جاتا ہے۔ آپ نے کب اور کہاں وفات پائی؟

جواب: آپ نے ۹۲۳ ق م میں بیت المقدس میں وفات پائی۔

(توریت۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

﴿سیدنا حضرت یونس علیہ السلام﴾

حضرت یونس علیہ السلام اور قرآن

سوال: قرآن مجید کی کن سورتوں میں حضرت یونس علیہ السلام کا واقعہ بتایا گیا ہے؟

جواب: سورۃ الانبیاء، سورۃ الصافات، سورۃ القلم میں حضرت یونس علیہ السلام کا بیان ہے۔
ان کے علاوہ سورۃ النساء اور سورۃ یونس، سورۃ الانعام میں بھی ان کا ذکر ہے۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ سولات مبداء لہزی)

سوال: بتائیے کن سورتوں میں حضرت یونس علیہ السلام کا صرف نام آیا ہے؟

جواب: پارہ ۶ سورۃ النساء کی آیت ۱۶۳ میں بعض دوسرے انبیاء کے ساتھ آپ کا صرف نام آیا ہے۔ پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت ۸۶ میں بھی آپ کا نام بعض دوسرے انبیاء کے ساتھ آیا ہے۔
(القرآن۔ فتح المیہ۔ کنز الایمان۔ تفسیر نبیاء القرآن)

سوال: سورۃ النساء اور سورۃ الانعام میں حضرت یونس علیہ السلام کے بارے میں کیا بتایا گیا ہے؟

جواب: سورۃ النساء کی آیت ۱۶۳ میں ہے کہ دوسرے نبیوں کی طرح آپ پر بھی وحی بھیجی گئی۔ سورۃ الانعام آیت ۸۶ میں ہے: **وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ** ”ان میں سے ہر ایک کو ہم نے تمام جہان والوں پر (نبوت سے) فضیلت دی۔“

(القرآن۔ فتح المیہ۔ کنز الایمان۔ تفسیر نبیاء القرآن)

سوال: قرآن کہتا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم سے ناراض ہو کر چل دیئے تھے کس سورۃ میں؟

جواب: سورۃ الانبیاء کی آیت ۸۷ میں رسول اللہ ﷺ سے مخاطب ہو کر فرمایا گیا ہے **وَذَا النُّونِ إِذْ ذَهَبَ مُغَاصِبًا فَظَنَّ أَنْ لَنْ نَقْدِرَ عَلَيْهِ** ”اور مچھلی والے پیغمبر

(یعنی یونس علیہ السلام) کا ذکر کیجئے جب وہ اپنی قوم سے خفا ہو کر چل دیئے اور انہوں نے یہ سمجھا کہ ہم ان پر (اس چلے جانے میں) کوئی وار و گیر نہیں کریں گے۔ (القرآن - فتح اللہ - تفسیر عزیزی - قصص القرآن)

سوال: حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں کیا دعا فرمائی؟
جواب: سورۃ الانبیاء آیت ۸۷ میں ہے: فَتَدَاوَى مِنَ الظُّلُمَاتِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ ”پس انہوں نے اندھیروں میں پکارا کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ آپ (تمام عیبوں سے) پاک ہیں۔ بے شک میں ہی قصور وار تھا۔“ (القرآن - تفسیر ابن کثیر - تذکرۃ الانبیاء - تفسیر قرطبی)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کی دعا قبول کرنے کا بتایا ہے۔ کس آیت میں؟

جواب: سورۃ الانبیاء کی آیت ۸۸ میں ہے: فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ ۝ ”پس ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو اس مشکل سے نجات دی۔ اور ہم اسی طرح ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں۔“ (القرآن - تفسیر ابن کثیر - تذکرۃ الانبیاء - تفسیر قرطبی)

سوال: قرآن مجید نے بتایا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم پر سے عذاب کو ٹال دیا گیا۔ آیت بتائیجئے؟

جواب: پارہ ۱۱ سورۃ یونس آیت ۹۸ میں ہے: فَسَقَعَهَا رَبُّنَا إِلَىٰ قَوْمٍ يَوْنُسَ ۖ لَمَّا آمَنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ غَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَنَمَتْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ ۝ ”ہاں مگر یونس کی قوم۔ جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے ان کے رسوائی کے عذاب کو دنیاوی زندگی میں ان پر سے ٹال دیا اور ان کو ایک وقت خاص (یعنی موت) تک خیر و خوبی کے ساتھ پیش دیا۔“ (القرآن - قصص القرآن - تفسیر مظہری - سکر ایمان)

سوال: حضرت یونس علیہ السلام اللہ کے نبی و رسول تھے۔ کس آیت سے پتہ چلتا ہے؟
جواب: پارہ ۲۳ سورۃ الصافات آیت ۱۳۹ میں بتایا گیا ہے: وَإِنْ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ

الْمُؤْمِلِينَ ۝ ”اور بے شک یونس بھی پیغمبروں میں سے تھے۔“

(القرآن - تیسرے القرآن - احسن البیان - قصص الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت یونس علیہ السلام کشتی میں کیوں سوار ہوئے اور انہیں کشتی سے کیوں نکالا گیا؟

جواب: قوم سے ناراض ہو کر چل دیئے تو وہ کسی دوسرے شہر جانے کے لئے کشتی میں سوار ہوئے۔ پارہ ۲۳ سورۃ الصافات آیت ۱۳۱ کے مطابق قرآن کہتا ہے: اِذْ اَبْسَقَ اِلٰى الْفُلِّكَ الْمَشْحُونِ ۝ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ ۝ ”جب کہ وہ بھاگ کر بھری ہوئی کشتی میں سوار ہوئے۔ پس جب قرعہ ڈالا گیا تو ان کے نام نکلا اور وہ کشتی سے باہر دھکیل دیئے گئے۔“

(القرآن - تیسرے القرآن - احسن البیان - قصص الانبیاء)

سوال: کشتی طوفان کی نذر ہونے لگی تو حضرت یونس علیہ السلام کو باہر پھینک دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ڈوبنے سے کس طرح بچایا؟

جواب: سورۃ الصافات آیت ۱۳۲ میں ہے: فَانْفَقَ الْخُوفُ وَهُوَ مُلِيمٌ ۝ ”پھر (اللہ کے حکم سے) ان کو بچھلنے (ثابت) نکل لیا۔ اور یہ اپنے آپ کو ملامت کرنے لگے۔“ (القرآن - تیسرے القرآن - احسن البیان - قصص الانبیاء)

سوال: حضرت یونس علیہ السلام اگر اللہ کو یاد نہ کرتے تو ان کے ساتھ کیا سلوک ہوتا؟

جواب: سورۃ الصافات آیت ۱۳۳-۱۳۴ میں ہے: فَلَوْلَا اَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسْبِحِينَ ۝ لَلَبْتَ فِيْ سَطْحِهِ اِلٰى يَوْمٍ يُنْعَمُونَ ۝ ”پس اگر وہ تسبیح کرنے والے (اللہ کو یاد کرنے والے) نہ ہوتے تو قیامت تک اس کے پیٹ میں رہتے۔“

(القرآن - تیسرے القرآن - تفسیر مزہبی - فتح المہدی)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام پر کیا انعام فرمایا اور انہیں کس طرح مشکل سے نجات دی؟

جواب: سورۃ الصافات آیت ۱۳۵-۱۳۶ میں ہے: فَجَبَلْنَاهُ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ سَقِيمٌ ۝ وَانْتَبٰ

عَلَيْهِ سَجَرَةٌ مِّنْ يَّفُطِينَ ۝ ”پس ہم نے ان کو ایک میدان میں ڈال دیا اور وہ اس وقت مضمل تھے۔ اور ہم نے ان پر ایک نیل دار درخت بھی اگا دیا۔“ پارہ ۲۹ سورۃ القلم آیات ۴۸ تا ۵۰ میں رسول اکرم ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا گیا ہے: فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْخُوْبِ اِذْ نَادَىٰ وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ۝ لَوْلَا اَنْ تَدْرِكَهُ نِعْمَةٌ مِّنْ رَبِّهِ لَنُبِذَ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ۝ فَاجْنِبْهُ رَبُّهُ فَجَعَلَهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ ”تو آپ اپنے رب کے حکم کا انتظار کریں اور مچھلی کے پیٹ میں جانے والے (یونس علیہ السلام) کی طرح (پریشان) نہ ہوں۔ جب کہ یونس نے دعا کی تھی اور وہ غم سے گھٹ رہے تھے۔ اگر خدا کا احسان اور فضل انہیں نہ سنبھالتا تو وہ (جس میدان میں مچھلی کے پیٹ سے نکال کر اسی میں) بد حالی کے ساتھ ڈالے جاتے۔ پھر ان کے رب نے ان کو (اور زیادہ) برگزیدہ کر لیا۔ اور ان کو صالحین میں سے کر دیا۔“ (القرآن۔ بیان القرآن۔ فتح المہید۔ قصص القرآن) سوال: بتائیے حضرت یونس علیہ السلام کو کتنے لوگوں کی آبادی کے لئے مبعوث فرمایا گیا تھا؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ الشفٰت آیت ۱۳۷ میں قرآن بتاتا ہے: وَ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰی مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ۝ ”اور ہم نے ان کو ایک لاکھ یا اس سے بھی زیادہ افراد کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا تھا۔“ (القرآن۔ بیان القرآن۔ فتح المہید۔ قصص القرآن)

سوال: قوم یونس پر اللہ نے کیا انعام فرمایا؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ الشفٰت آیت ۱۳۸ میں ہے: فَاصْبِرْ فَمَتَّعْنَاهُمُ الْاِلٰی حِينٍ ۝ ”پھر وہ لوگ ایمان لے آئے تو ہم نے ان کو ایک زمانہ تک عیش دیا۔“

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر عثمانی۔ معارف القرآن)

حضرت یونس علیہ السلام اور احادیث نبوی ﷺ

سوال: رسول اللہ ﷺ نے حضرت یونس علیہ السلام کی فضیلت کس انداز میں بیان فرمائی؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے اور حضرت ابو ہریرہؓ بھی مروی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”کسی بندے کے لیے یہ مناسب نہیں کہ کہے کہ میں یونس علیہ السلام بن مہی سے بہتر ہوں۔“ (قصص القرآن - ترمذی و نسائی)

سوال: حضرت یونس علیہ السلام نے اللہ سے معافی مانگی تو دعا فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس دعا کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ”جس کسی نے حضرت یونس علیہ السلام والی دعا مانگی۔ اس کی دعا قبول کی جائے گی۔ ایک دوسری روایت حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو۔ نا کہ آپ فرما رہے تھے: ”اللہ کا وہ نام جب کہ اس کے ذریعے دعا مانگی جائے تو قبول ہو اور جب سوال کیا جائے تو وہ پورا ہو، یونس علیہ السلام بن مہی کی دعا ہے۔“ پوچھنے پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ دعا نازل تو یونس علیہ السلام کے لیے ہی ہوئی تھی مگر سب مہمنوں کے لیے عام ہے۔“ (قصص القرآن - ترمذی و نسائی)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے کدو کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: ایک روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ آپ کدو کو پسند کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، وہ میرے بھائی یونس علیہ السلام کا درخت ہے جس کے سائے میں وہ رہے۔ (قصص القرآن - انبیاء - ترمذی و نسائی)

سوال: حضرت یونس علیہ السلام کے مچھلی کے پیٹ میں رہنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: حضرت ابو ہریرہؓ سے منقول ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں قید کرنے کا ارادہ فرمایا تو مچھلی کو حکم دیا، اس کو لے لے لیکن نہ اس کے گوشت میں کچھ تصرف کر، نہ اس کی کوئی ہڈی توڑ۔ تو مچھلی جب آپ کو لے کر سمندر کی انتہائی غلیٰ سطح میں پہنچی تو آپ نے کچھ آہٹ سنی۔ دل میں کہا یہ کیا۔ تو اللہ نے آپ کی طرف وحی کی کہ یہ سمندری

جانوروں کی تسبیح ہے، تو حضرت یونس علیہ السلام نے بھی تسبیح کی۔ اور آپ نے مچھلی کے پیٹ میں یہ تسبیح کی۔ فرشتوں نے آپ کی تسبیح سنی تو بارگاہ خداوندی میں عرض کرنے لگے ہم ایک خیف و کمزور نبی آواز کسی اجنبی زمین سے سن رہے ہیں اللہ نے فرمایا۔ یہ میرا بندہ یونس ہے جس سے میرے فرمان کی لغزش ہو گئی ہے تو میں نے اس کو سمندر کے اندر مچھلی کے پیٹ میں قید کر دیا ہے۔ فرشتوں نے کہا یہ تو نیک بندہ ہے جس کی طرف سے نیک عمل آپ کو ہر روز پہنچتا ہے۔ فرمایا ہاں، بہت اچھی تسبیح کرتا ہے۔ پھر فرشتوں نے اس وقت پروردگار کے حضور حضرت یونس علیہ السلام کی سفارش کی۔ تو اللہ نے مچھلی کو حکم دیا تو اس نے آپ کو ساحل سمندر پر ڈال دیا۔ اور حالت کمزور تھی۔ اللہ نے فرمایا وہ اس وقت بیمار تھے۔

(قصہ الانبیاء - لابن کثیر - ابن جریر)

حضرت یونس علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: بتائیے حضرت یونس علیہ السلام کو کس قوم اور کس علاقے کی طرف مبعوث کیا گیا تھا؟

جواب: مفسرین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو سرزمین موصل میں اہل نیوئی کی طرف بھیجا تھا۔ نیوئی آشوری حکومت کا دارالسلطنت اور موصل کے علاقہ کا مرکزی شہر تھا۔ آپ انبیائے بنی اسرائیل میں سے تھے۔

(قصہ القرآن - قصہ الانبیاء)

سوال: جب حضرت یونس علیہ السلام کو نبوت عطا ہوئی تو نیوئی کی آبادی کتنی تھی اور وہاں کس کی حکومت تھی؟

جواب: حضرت یونس علیہ السلام کو جب نیوئی کے باشندوں کی ہدایت کے لیے بھیجا گیا تو قرآن کریم کے مطابق اس شہر کی آبادی ایک لاکھ سے زیادہ تھی جیسا کہ فرمایا گیا ہے: ”اور ہم نے اس کو ایک لاکھ یا اس سے زیادہ انسانوں کی جانب پیغمبر بنا کر بھیجا۔“ ابن عباس، سعید بن جبیر اور کچھ دیگر نے اپنی تفاسیر میں دس ہزار سے

لے کر ستر ہزار تک کی تعداد بتائی ہے اس وقت غنیوی آشوری حکومت کا در السلطنت تھا اور وہ زمانہ آشوری حکومت کے عروج و اقبال کا زمانہ تھا۔ آشوری حکومت کا طرز حکومت قبائلی تھا اور ہر قبیلے کا حکمران جدا جدا ہوتا تھا۔ ان میں شوری کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ (قصص القرآن۔ حصہ الانبیاء۔ تفسیر عزیزی)

سوال: اللہ کے نبی حضرت یونس علیہ السلام کے والد اور والدہ کا نام بتا دیجئے؟ آپ کا سلسلہ نسب کیا ہے؟

جواب: حضرت یونس علیہ السلام کے والد کا نام مٹی ہے۔ بعض لوگوں کے نزدیک مٹی حضرت یونس علیہ السلام کی والدہ کا نام تھا۔ بخاری کی روایت میں ہے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے مذکور ہے کہ مٹی والد کا نام ہے۔ برادر یوسف علیہ السلام بنیامین کے واسطے سے آپ کا نسب یعقوب سے جاملتا ہے۔

(صحیح بخاری۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: ذوالنون اور صاحب الموت کس نبی کا لقب ہے۔ آپ کو یہ القاب کیوں دیئے گئے؟

جواب: یہ دونوں القاب حضرت یونس علیہ السلام کے ہیں۔ عربی میں موت اور نون مچھلی کو کہتے ہیں۔ کیونکہ آپ پر مچھلی کا حادثہ گزرا۔ آپ مچھلی کے پیٹ میں رہے اس لیے آپ کا لقب مچھلی والا ہو گیا۔ (قصص القرآن۔ حصہ الانبیاء۔ لایں کثیر)

سوال: بتائیے کن سورتوں میں حضرت یونس علیہ السلام کو ان کے القاب سے یاد کیا گیا ہے؟

جواب: قرآن مجید کی سورۃ الانبیاء میں آپ کو ذوالنون اور سورۃ القلم میں صاحب الموت کہہ کر یاد کیا گیا ہے۔ (قصص القرآن۔ حصہ الانبیاء۔ لایں کثیر)

سوال: انبیاء علیہ السلام کو عموماً چالیس سال کی عمر میں نبوت ملتی ہے۔ بتائیے حضرت یونس علیہ السلام کو کتنی عمر میں نبوت ملی؟

جواب: حضرت یونس علیہ السلام کو اٹھائیس سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے اہل غنیوی کی

ہدایت کے لیے مامور فرمایا۔ (قصص القرآن - قصص الانبیاء - لابن کثیر)

سوال: حضرت یونس علیہ السلام نے کتنا عرصہ قوم میں تبلیغ کی اور اس کا کیا اثر ہوا؟

جواب: یونس علیہ السلام سات سال تک ان کو سمجھاتے رہے اور توحید کی دعوت دیتے رہے۔ مگر انہوں نے دعوت حق کو قبول نہ کیا۔ دوسری سنکر قوموں کی طرح سرکشی اختیار کی۔ اور کفر و شرک پر قائم رہے۔ حضرت یونس علیہ السلام کی دعوت کا مذاق اڑانا ان کا معمول بن گیا۔ (قصص القرآن - قصص الانبیاء - سیرت انبیاء کرام)

سوال: قوم کے انکار پر حضرت یونس علیہ السلام نے کس رد عمل کا اظہار کیا؟

جواب: قوم کی مسلسل مخالفت اور نافرمانی سے تنگ آ کر آپ غصہ میں آ گئے۔ ان کے لیے عذاب خداوندی کی بددعا کی اور پھر ناراض ہو کر ان کے درمیان سے نکل گئے۔

(تاریخ الانبیاء - سیرت انبیاء کرام - قصص الانبیاء)

سوال: حضرت یونس علیہ السلام نے قوم سے ناراض ہونے پر کدھر کا رخ کیا اور آپ کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا؟

جواب: حضرت یونس علیہ السلام قوم کے لیے بددعا کر کے گھر سے نکلے۔ یہ آدمی رات کا وقت تھا۔ دریائے فرات کے ساحل پر پہنچے۔ ایک کشتی مسافروں سے بھری مل گئی آپ بھی اس میں سوار ہو گئے۔ کشتی لنگر اٹھا کر روانہ ہوئی۔ راستے میں طوفانی ہواؤں نے گھیرا تو کشتی ڈمگانے لگی۔ کشتی والوں کو اپنے ڈوبنے کا یقین ہو گیا تو انہوں نے (اپنے عقیدے کے مطابق کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کشتی میں کوئی غلام بچے آقا سے بھاگ کر آیا ہے۔ جب تک اس کو کشتی سے نہیں نکالا جائے گا کشتی کو ڈوبنے سے بچانا مشکل ہے۔) (قصص القرآن - تاریخ الانبیاء - سیرت انبیاء کرام)

سوال: بتائیے حضرت یونس علیہ السلام نے کشتی والوں سے کیا کہا؟

جواب: آپ نے کشتی والوں کی بات سن کر دل میں کہا، اللہ تعالیٰ کو میرا نینوی سے وحی کے انتظار کے بغیر چلا آنا پسند نہیں آیا۔ اور یہ میری آزمائش کے آثار ہیں۔ انہوں نے اہل کشتی سے فرمایا، اپنے آقا سے بھاگ ہوا غلام میں ہوں۔ مجھے کشتی سے باہر

• پچھنک دوپ۔ (قصص الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: کشتی والوں نے حضرت یونس علیہ السلام کے حکم پر کیا جواب دیا؟

جواب: ملّاح اور کشتی والے دوسرے افراد آپ سے بے حد متاثر تھے۔ انہوں نے حضرت یونس علیہ السلام کو کشتی سے باہر بھیجئے بے انکار کر دیا اور آپس میں طے کر لیا کہ اس کے لیے قرعہ اندازی کر لی جائے۔ چنانچہ تین مرتبہ قرعہ اندازی کی تو ہر مرتبہ حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکلا۔ تب انہوں نے مجبوراً آپ کو دریا میں ڈال دیا یا پھر آپ خود دریا میں کود گئے۔ (قصص الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو دریا میں ڈوبنے سے کس طرح بچا لیا؟

جواب: اس وقت اللہ کے حکم سے ایک بڑی مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو نگل لیا۔ مچھلی کو حکم ہوا کہ حضرت یونس علیہ السلام کے جسم کو کسی طرح تکلیف نہ پہنچے۔ صرف نکلنے کی اجازت ہے کھانے یا غذا بنانے کی نہیں۔ (قصص الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر حسانی)

سوال: حضرت یونس علیہ السلام کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو آپ نے کیا کہا؟

جواب: مچھلی کے پیٹ میں داخل ہونے کے بعد حضرت یونس علیہ السلام نے سمجھا کہ وہ مر گئے ہیں مگر پاؤں پھیل گئے تو وہ زندہ تھے۔ پھر کھڑے ہو کر مچھلی کے پیٹ میں نماز پڑھی۔ بارگاہ الہی میں اپنی ندامت کا اظہار کیا کہ وحی الہی کا انتظار کیے بغیر اور اللہ کے حکم کے بغیر قوم سے ناراض ہو کر نکل کھڑے ہوئے تھے۔

(قصص القرآن۔ تفسیر مابہدی۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر نیا القرآن)

سوال: بتائیے حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں اللہ تعالیٰ سے کس طرح التجا کی؟

جواب: آپ نے اللہ سے دعا مانگی جس کا ذکر قرآن پاک میں بھی ہے۔ آپ نے اللہ سے فریاد کی: ”اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو ہی کیلا ہے۔ میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں۔ بے شک میں اپنے اوپر خود ہی ظلم کرنے والا ہوں۔“

(تفسیر نیا، القرآن۔ تفسیر القرآن۔ تفسیر مابہدی)

سوال: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے حضرت یونس علیہ السلام کی حالت کس طرح بیان فرمائی ہے؟

جواب: آپ سے منقول ہے کہ مچھلی کے پیٹ میں رہنے کی وجہ سے حضرت یونس علیہ السلام کا جسم ایسا ہو گیا تھا کہ جس طرح کسی پرندے کا بچہ جنس کا جسم بے حد نرم ہوتا ہے اور جسم پر بال نہیں ہوتے۔ (تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: خشکی پر آنے کے بعد حضرت یونس علیہ السلام کو کس کیفیت سے گزرنا پڑا؟ اللہ نے ان پر کیا وحی کی؟

جواب: مچھلی نے آپ کو اللہ کے حکم سے اگل دیا تو آپ کمزور اور نحیف حالت میں خشکی پر ڈال دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک بیلدار درخت ان کے لیے اگا دیا جس کے سایہ میں وہ ایک جھوپڑی بنا کر رہنے لگے۔ چند دن بعد ایسا ہوا کہ تیل کی جڑ کو کیڑے نے کھا لیا اور وہ سوکنے لگی۔ حضرت یونس علیہ السلام کو اس کا بہت رنج ہوا۔ تب اللہ نے ان پر وحی بھیجی کہ یونس علیہ السلام تم کو تیل کے سوکھنے کا بہت رنج و غم ہوا۔ یہ ایک حقیر سی چیز ہے مگر تو نے یہ نہ سوچا کہ نیونی کی ایک لاکھ سے زائد آبادی میں انسانوں کے ساتھ ہر طرح کے جانور بھی رہتے ہیں۔ اس کو برباد اور ہلاک کر دینے میں مجھے کوئی غم نہ ہوگا کیا ہم ان کے لیے اس سے زیادہ مہر نہیں۔ جتنا تم اس تیل کے لیے، تم وحی کے انتظار کے بغیر قوم کو بددعا کر کے درمیان سے نکل آئے۔ ایک پیغمبر کی شان کے مطابق یہ بات نہ تھی کہ وہ اپنی قوم کے لیے عذاب کی بددعا کر کے وحی الہی کا انتظار کیے بغیر ان سے جدا ہو جائے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ قوم کے عذاب ملنے پر شہر چھوڑ کر گئے۔

(تفسیر مابعدی۔ معارف القرآن۔ تفسیر مابعدی۔ قصص القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: حضرت یونس علیہ السلام کے چلے آنے کے بعد ان کی قوم پر کیا گزری؟

جواب: حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کو بددعا کر کے ہستی سے نکل آئے۔ ادھر اہل نیونی نے بددعا کے آثار دیکھے۔ انہیں یقین ہو گیا کہ حضرت یونس علیہ السلام ضرور اللہ

کے سچے نبی تھے۔ ایمان نہ لانے کے نتیجے میں اب ہم سب ہلاک ہو جائیں گے۔ سب لوگ خوف و دہشت سے کانپ اٹھے۔ حضرت یونس علیہ السلام کو تلاش کرنے لگے کہ اگر وہ مل جائیں تو ان کے ہاتھ پر ایمان لے آئیں۔ خدا کی بارگاہ میں بھی لوگ توبہ و استغفار کرنے لگے۔ ہر قسم کے گناہوں سے کنارہ کش ہو کر کھلے میدان میں نکل آئے۔ اور معصوم بچوں کے ساتھ جانوروں کو بھی لے آئے۔

(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: قوم یونس علیہ السلام نے اللہ کے حضور کس طرح گریہ و زاری کی؟ اللہ نے کس طرح انہیں عذاب سے محفوظ رکھا؟

جواب: وہ بارگاہ خداوندی میں گریہ و زاری کرتے ہوئے کہتے: ”پروردگارا! یونس علیہ السلام تیرا جو بھی پیغام لے کر ہمارے پاس آیا ہم اس کی تصدیق کرتے اور اس پر ایمان لاتے ہیں۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کر لی اور ان کو عذاب سے محفوظ کر دیا۔ یہ واقعہ کہا جاتا ہے کہ عاشورہ کے دن محرم کی دس تاریخ کو ہوا تھا۔ جس دن قوم یونس پر عذاب ٹل گیا۔“ (تفسیر ابن کثیر، تفسیر عثمانی، تفسیر مہدی، تفسیر عزیزی)

سوال: بتائیے حضرت یونس علیہ السلام کیسے دوبارہ اپنی قوم (اہل نیوئی) میں پہنچے؟ قوم نے کس رد عمل کا اظہار کیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو خطا معاف کی اور ان کو دوبارہ نیوئی جانے کا حکم دیا کہ وہ نیوئی جائیں اور اہل نیوئی میں رہ کر ان کی رہنمائی فرمائیں تاکہ اہل نیوئی راہ راست پر آجائیں اور حضرت یونس علیہ السلام کے فیض سے محروم نہ رہیں۔ حضرت یونس علیہ السلام حکم خداوندی پر دوبارہ نیوئی تشریف لائے۔ قوم نے ان کو دیکھ کر خوشی و مسرت کا اظہار کیا اور ان پر ایمان لے آئے۔

(قصص القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ سیرت انبیاء کرام۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کے عذاب کے سلسلے میں دو مختلف قول کیا ہیں؟

جواب: مفسرین و مؤرخین کے اس سلسلے میں دو قول ہیں۔ علماء و مفسرین کا ایک بڑا طبقہ

کہتا ہے کہ قوم یونس علیہ السلام کو اصلی عذاب کا سامنا نہیں ہوا تھا۔ صرف عذاب کے آثار و علامات نظر آئے تھے۔ ایسے وقت ایمان لانا شرعاً جائز اور فائدہ مند ہے۔ عین عذاب کو دیکھ کر اور اس میں پھنس کر توبہ کرنا اور ایمان لانا جائز نہیں اور نہ اس کا فائدہ ہے جیسا کہ فرعون کے ساتھ ہوا۔ بعض علماء و مفسرین کا کہنا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کا ایمان بھی فرعون کی طرح ایمان یاس تھا جو انہوں نے عذاب کو دیکھ کر کیا۔ وہ نفع بخش نہیں ہونا چاہیے تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے قوم یونس علیہ السلام کا ایمان عین عذاب خداوندی کے وقت قبول کر لیا۔ پھر اس میں بھی بعض کہتے ہیں کہ کیا یہ صرف دنیاوی عذاب سے بچاؤ تھا یا آخرت میں بھی عذاب سے وہ بچ جائیں گے، ابن کثیر کے بقول قوم یونس کا ایمان دنیا و آخرت میں نجات کا باعث ہو گا۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام کی جلدی سے محض عذاب کی صورت نمودار ہوئی تھی اس لیے انہوں نے توبہ کی اور بچ گئے، قرآن مجید میں بھی یہی بتایا گیا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر۔ حصہ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت یونس علیہ السلام کی رسالت و نبوت کا عرصہ کتنا تھا؟

جواب: حضرت یونس علیہ السلام کو نبوت کب ملی؟ اس کے بارے میں مفسرین و مؤرخین کا اختلاف ہے۔ اکثریت یہ کہتی ہے کہ آپ کو پھلی کے پیٹ والے واقعے کے بعد نبوت عطا کی گئی۔ کیونکہ نبی اللہ کے حکم کے بغیر کچھ نہیں کرتا۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ اس سے پہلے نبوت ملی تھی اور کشی والا واقعہ بعد میں ہوا۔ یہ کوئی گناہ نہیں تھا کیونکہ انبیاء علیہ السلام گناہوں اور خطاؤں سے پاک ہوتے ہیں۔ حضرت یونس علیہ السلام کا چلے جانا محض ناراض ہونا تھا اور یہ محض اجتہادی غلطی تھی۔

(تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر بیضاوی۔ حصہ القرآن۔ حصہ الانبیاء)

سوال: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی نبوت و رسالت

کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی نبوت و رسالت مچھلی کے واقعہ کے بعد تھی۔ اس کی دلیل میں انہوں نے یہ آیت پیش کی ہے۔ (ترجمہ) ”ہم نے ان کو مچھلی کے پیٹ سے نکال کر کھلے میدان میں ڈال دیا۔ جب وہ مچھلی کے پیٹ میں رہنے سے غمگین ہو گئے تھے۔ پھر ہم نے ان پر ایک بیلدار درخت اگا دیا تھا۔ پھر ان کو رسول بنا کر ایک لاکھ سے زیادہ آبادی والی بستی نینوی کی طرف بھیجا۔“ اس آیت سے بھی استدلال کیا ہے۔ (ترجمہ) ”پھر (مچھلی کے پیٹ سے نکال کر) اس کے پروردگار نے اس کو برگزیدہ کیا۔ اور اسے صالحین میں سے بنا لیا۔ (قصص القرآن۔ قصص الانبیاء مجار)

سوال: بتائیے حضرت یونس علیہ السلام پر کس درخت کی بیل لگائی گئی تھی؟

جواب: قرآن حکیم میں درخت کا نام نہیں بتایا گیا۔ اکثر مفسرین کی رائے ہے کہ وہ کدو کا درخت تھا۔ اس کی بیل نے ان کے جسم کو اپنے پیوں سے ڈھانپ لیا۔ تاکہ دھوپ اور مکھیوں سے محفوظ رہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ انجیر کا درخت تھا۔ اور کہا گیا ہے کہ کیلے کا درخت تھا جس کے پتے بڑے ہوتے ہیں۔ (المبدیۃ والنہایۃ تفسیر بضاوی)

سوال: حضرت یونس علیہ السلام نے کہاں وفات پائی اور کہاں دفن ہوئے؟

جواب: حضرت یونس علیہ السلام کی وفات شہر نینوی میں ہوئی اور اسی سرزمین کو آپ کا مدفن ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ کہا گیا ہے کہ آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ جبل صہیون پر عبادت کرتے۔ بعض کہتے ہیں کہ فلسطین کے شہر ظلیل میں طول کے مقام پر ان کی قبر ہے۔ شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کہتے ہیں کہ یونس علیہ السلام کی وفات اسی شہر نینوی میں ہوئی جس کی طرف آپ مبعوث ہوئے اور وہیں آپ کی قبر ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ کوفہ میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ ابن کثیر)

سوال: بتائیے حضرت یونس علیہ السلام کی نبوت و رسالت کا زمانہ کون سا تھا؟

جواب: مؤرخین کے بقول آپ کا زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسط کا ہے۔ ان کا ہم

عصر اسرائیلی بادشاہ یربعام تھا۔ جس کا زمانہ ۷۸۱ ق م ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام نبیوں کے باشندے تھے جو اسیریا کی پر قوت سلطنت کا پایہ تخت تھا۔ اور آج ملک عراق میں جہاں موصل ہے اس کے مقابل دریائے دجلہ کے بائیں کنارے پر واقع ہے۔ اس وقت شہر کا رقبہ ۱۱۸۰۰ یکڑ تھا۔ آپ نبیوں میں ہی پیدا ہوئے تھے۔

(تفسیر مابدی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت یونس علیہ السلام کا کب ظہور ہوا؟ آپ نے اپنی قوم کو کیا تلقین کی؟
جواب: مؤرخین کہتے ہیں کہ جب ایران (فارس) میں طوائف الملوکی کا دور دورہ تھا تو اس وقت نبیوں میں حضرت یونس علیہ السلام مبعوث ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات سے تقریباً آٹھ سو سال بعد اہل نبیوں کی قسمت جاگئی۔ یہاں کے باشندے دولت مند تھے لیکن دین سے دوری، خدا سے بغاوت و سرکشی، یہ سب بیماریاں اس قوم میں تھیں۔ حضرت یونس علیہ السلام نے قوم کو شرک و بت پرستی کی برائیوں سے آگاہ کیا اور انہیں خدائے وحدہ لا شریک لہ کی عبادت کرنے کی تلقین کی۔ لیکن قوم اثر قبول کرنے کی بجائے اور زیادہ شرک و بت پرستی میں مبتلا ہو گئی، قوم ماننے کی بجائے آپ کی دشمن بن گئی۔

(تفسیر حنبلی۔ قصص الانبیاء، معارف القرآن۔ فتح الباری)

سوال: حضرت یونس علیہ السلام نے قوم کو عذاب کی کس طرح خبر دی اور قوم نے کیا کیا؟
جواب: آپ نے قوم سے کہا اچھا اگر تم میری بات نہیں مانتے تو تین دن کے اندر اندر عذاب الہی آنے والا ہے۔ اب بھی وقت ہے اصلاح کر لو۔ قوم کے لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ یونس علیہ السلام نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اب دیکھتے ہیں کہ رات کو یونس علیہ السلام یہیں رہتے ہیں یا شہر چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ اگر وہ نہ جائیں تو سمجھ لو کہ خیر ہے کہ کچھ نہیں ہوگا۔ اور وہ چلے گئے تو یقین کر لو کہ واقعی عذاب آئے گا۔
(تفسیر حنبلی۔ تذکرۃ الانبیاء، تفسیر ابن کثیر)

سوال: قوم یونس علیہ السلام پر کس قسم کے عذاب کی علامتیں ظاہر ہوئیں؟ قوم نے کس

پریشانی کا اظہار کیا؟

جواب: حضرت یونس علیہ السلام رات ہی کو شہر چھوڑ کر چلے گئے۔ صبح ہوتے ہی آسمان پر دھوئیں کے سیاہ بادل اس طرح چھا گئے۔ جس کو دیکھ کر لوگ سب کچھ بھول گئے۔ اور یہ کیفیت ہو گئی جیسے قرآن نے یوں بیان کیا ہے: ترجمہ ”پھر جب یہ لوگ کسی کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو خالص خدا ہی پر اعتقاد رکھ کر اس خدا کو پکارنے لگتے ہیں۔“ پہلے تو قوم نے حضرت یونس علیہ السلام کی تلاش شروع کی۔ پھر اللہ سے توبہ اور معافی طلب کرنے لگے۔ (بخاری، تفسیر عزیزی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے مچھلی کا واقعہ کہاں پیش آیا اور حضرت یونس علیہ السلام کتنا عرصہ مچھلی کے پیٹ میں رہے؟

جواب: یہ واقعہ دریائے فرات کے کنارے پیش آیا۔ علامہ محمود آلوی بغدادی لکھتے ہیں کہ ہم نے خود اس دریا میں بہت بڑی بڑی مچھلیوں کا مشاہدہ کیا ہے اس لیے تعجب نہ کیا جائے۔ آپ کتنے دن مچھلی کے پیٹ میں رہے۔ ان میں مختلف اقوال ہیں۔ قتادہ کہتے ہیں تین دن۔ پانچ دن۔ بقول حضرت جعفر صادق سات دن۔ چالیس دن۔ بقول سعید بن حسن۔ اور ایک قول یہ ہے کہ ایک دن سے بھی کم، منجانب اور ٹٹی کہتے ہیں کہ صبح سے شام تک۔

(غیر انبیاء کرام۔ تفسیر طبرسی۔ قصص الانبیاء، لابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء۔ معارف القرآن۔ فوائد ثانی)

سوال: حضرت یونس علیہ السلام اور ایک دوسرے نبی حضرت شعیب علیہ السلام کا تذکرہ مفسرین نے کس طرح بیان کیا ہے؟

جواب: تفسیر عزیزی میں ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کے زمانے میں حضرت شعیب علیہ السلام بنی اسرائیل کے اولوالعزم پیغمبر تھے۔ اور بادشاہ وقت حزقیان کا مطیع تھا۔ ان دونوں بنی اسرائیل فلسطین اور اردن میں رہتے تھے۔ نینوا اور موصل کے لوگ جو عراق اور شام کے درمیان بسنے تھے بنی اسرائیل پر چڑھ آئے اور ان کے مال و اسباب لوٹ کر لے گئے۔ حزقیان بادشاہ نے حضرت شعیب علیہ السلام سے کہا کہ قیدیوں کو

چھڑانے کی تدبیر کی جائے اور جب تک ہمارے قیدی نہیں آتے ہم اہل نینوا پر فوج سے حملہ نہیں کر سکتے۔ حضرت شعیا علیہ السلام نے کہا کہ آپ کی مملکت میں اس وقت پانچ پیغمبر ہیں ان میں سے کسی کو بھیجیے۔ اور پھر بادشاہ کے کہنے پر حضرت یونس علیہ السلام کا نام دیا۔ اور فرمایا کہ امانتدار بھی ہیں اور اللہ کے ہاں ان کا بڑا رتبہ بھی ہے۔ اور اس زمانے کے پیغمبروں میں عبارت و ریاضت میں بھی ممتاز ہیں۔

(تفسیر عزیزی۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: حضرت یونس علیہ السلام نے نینوا کے بادشاہ سے کیا کہا اور اس نے کیا جواب دیا؟
جواب: حزقیاء بادشاہ اور حضرت شعیا علیہ السلام کے کہنے پر حضرت یونس علیہ السلام نینوی کے بادشاہ کے پاس پہنچے اور اسے کہا کہ مجھے اللہ نے تیری طرف بھیجا ہے کہ تو بنی اسرائیل کو قید سے آزاد کر دے۔ بادشاہ نے کہا اگر تم اپنی بات میں سچے ہوتے تو حق تعالیٰ ہمیں اتنی قدرت کس لیے دیتا کہ تمہارے ملک پر چڑھائی کر کے آدمیوں کو گرفتار کر کے لاتے۔ کیا اس وقت حق تعالیٰ کو اتنی قدرت نہ تھی کہ بنی اسرائیل کی حمایت کرتا اور ہمیں منع کرتا جو کہ رب نے تمہیں بھیجا ہے۔ آپ تین دن تک اس کے دربار میں جاتے رہے مگر اس نے بات نہ مانی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے فریاد کی کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ انہیں میرے عذاب سے ڈراؤ کہ اگر وہ تمہاری بات نہ مانیں گے اور ایمان نہ لائیں گے تو ان پر عذاب آئے گا۔

(تفسیر عزیزی۔ قصص القرآن۔ مولانا عبدالعزیز)

سوال: بتائیے حضرت یونس علیہ السلام قوم کو کس طرح عذاب سے خبردار کیا۔ اور اللہ تعالیٰ سے کیا درخواست کی؟

جواب: آپ نے گلی کو چوں میں پھر کر لوگوں سے کہا کہ اپنے بادشاہ کو بتا دو کہ اگر وہ میرا کہنا نہیں مانتا اور ایمان نہیں لاتا تو اللہ کا عذاب نازل ہو گا۔ آپ نے لوگوں کے کہنے پر یہ بھی کہا کہ چالیس دن تک ایمان لاتے ہو تو بہتر ورنہ سب کے سب ہلاک ہو جاؤ گے۔ بادشاہ تک یہ بات پہنچی تو اس نے مذاق اڑایا۔ آپ نے اللہ

سے درخواست پیش کی کہ اگر ان پر عذاب نہ آیا تو میں ان کی نظروں میں رسوا ہو جاؤں گا اور یہ مجھے قتل کر دیں گے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تم نے اتنی جلدی کیوں کی۔ ابھی تم کو صبر کرنا چاہیے تھا۔ تقدیر میں ان کے ایمان لکھا ہوا ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام کو اس بات کا رنج ہوا کہ میں تو سب کے سامنے جھوٹا ہو جاؤں گا۔ آپ اپنے گھر والوں سمیت بارہ کوس دور نکل گئے اور دعا کرتے رہے الہی میرا وعدہ سچا فرمایا۔ (تفسیر عزیزی۔ قصص الانبیاء۔ ص ۲۰۸ عبدالمعز)

سوال: شاہ عبدالعزیزؒ کے قبول قوم یونس علیہ السلام پر کب عذاب کے آثار ظاہر ہوئے؟ بادشاہ نے کیا حکم دیا؟

جواب: جب پینتیسواں (۳۵ واں) دن ہوا اور صبح کو لوگ اٹھے تو دیکھا کہ عذاب کے کچھ نشانات شروع ہو گئے ہیں۔ آگ اور دھواں آسمان سے برستا ہے۔ اور جب وہ دھواں اور آگ مکانات کی چھتوں کے قریب آیا تو بادشاہ اور تمام ارکان دولت گھبرا کر باہر نکلے اور حکم دیا کہ اس گوذری واسلے فقیر کو تلاش کرو اور جلدی لاؤ تاکہ ہم اس کے ہاتھ پر توبہ کریں اور تمام قیدی اس کے حوالے کریں۔ چنانچہ شہر کے دوازے کو بند کر کے حضرت یونس علیہ السلام کی تلاش جاری کرادی۔

(تفسیر عزیزی۔ قصص الانبیاء۔ ص ۲۰۸ عبدالمعز)

سوال: حضرت یونس علیہ السلام کو عذاب کے ٹل جانے کی اطلاع کیسے ملی؟ اور آپ کیوں ناراض ہوئے؟

جواب: کہا جاتا ہے کہ شیطان نے حضرت یونس علیہ السلام کو اطلاع کر دی کہ وہ قوم تو چنگی بھلی ہے ان پر عذاب نہیں آیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ گذریوں (دینہاتیوں) نے آپ کو بتایا مگر نیچہ نہ چلا کہ اس لیے عذاب نہ آیا کہ وہ ایمان لے آئے ہیں، آپ عذاب کے ٹلنے کی خبر پر حکم الہی کے بغیر ناراض ہو کر چل دیئے۔ اس سفر میں پہلے آپ کو نوکر اور خادم اور رفیق آپ سے الگ ہوئے۔ ایک بی بی اور دو بچے ساتھ تھے وہ بھی حادثات کا شکار ہو گئے۔ آپ اکیلے دریائے روم کے

کنارے جا پہنچے اور جہاز پر دوسرے مسافروں کے ساتھ سوار ہو گئے۔

(تفسیر کشف الرحمن۔ تفسیر مزیدی۔ قصص الانبیاء۔ مولانا عبدالمجید)

سوال: عذاب الہی کو دیکھ کر قوم یونس نے کیا حیلہ اختیار کیا؟

جواب: انہوں نے کھلے میدان میں اکٹھے ہو کر آہ و زاری کی اور اللہ سے فریاد کی۔ اپنے گناہوں کی سچے دل سے توبہ کی۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ عذاب الہی کو دیکھ کر یہ لوگ ایک عابد کے پاس گئے اور کہنے لگے ہمیں ایک دعا لکھ دیجئے جس کی برکت سے عذاب ٹل جائے۔ تو اس نے یہ دعا لکھ کر دی: یا حسی حسین لا یحسی یا حسی محسی الموتی یا حسی لا الہ الا انت۔ چالیس دن تک انہوں نے فریاد کی تو اللہ نے توبہ قبول کر لی۔ ان سے اپنا عذاب ہٹا لیا۔

(تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر مزیدی۔ قصص الانبیاء۔ مولانا عبدالمجید)

سوال: جس مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام رہے اس کے بارے میں مفسرین نے کیا لکھا ہے؟

جواب: وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس مچھلی کو حکم دیا تھا کہ ہم نے اسے تیری غذا کے لیے پیٹ میں داخل نہیں کیا بلکہ تیرے پیٹ کو اس کا قید خانہ بنایا ہے۔ خبر داؤد اس کو ایک بال برابر بخنی نقصان نہ ہو۔ یہ تیرے پیٹ میں اس طرح محفوظ رہے جیسے بچہ ماں کے پیٹ میں۔ چنانچہ مچھلی دریا میں اپنا منہ باہر نکال کر چلتی تھی تاکہ یونس علیہ السلام کا دم نہ گھٹے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ مچھلی روم کے دریائے بطح میں پہنچی پھر وہاں سے دجلہ آئی۔ کہا جاتا ہے کہ مچھلی بحر احمر سے آئی تھی اور اسے خدا کا حکم تھا کہ وہ دریاؤں کو چیرتی اور پھاڑتی ہوئی جائے اور حضرت یونس علیہ السلام کو نکل لے لیکن نہ ان کا جسم زخمی ہوا اور نہ ان کی ہڈی ٹوٹے۔ مچھلی کا واقعہ بعض دریاے فرات بعض نے دجلہ اور بعض نے دریائے روم کا کہا ہے۔

(تفسیر کشف الرحمن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے مچھلی کے پیٹ میں اور مچھلی کے پیٹ سے باہر حضرت یونس علیہ

السلام کی کس طرح حفاظت فرمائی؟

جواب: مچھلی کو حکم ہوا کہ آپ کو نقصان نہیں پہنچانا۔ مچھلی نے الگ کر دیا تو آپ پر درخت (کدو) کی تیل اگا دی جس نے آپ کو ڈھانپ لیا۔ حق تعالیٰ نے ایک جنگلی بکری یا ہرنی کو حکم دیا کہ وہ آپ کو دودھ پلاتی رہے چنانچہ وہ صبح شام دودھ پلاتی۔ چالیس دن اس طرح گزرے تو آپ کے بدن میں طاقت آ گئی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس مچھلی کو ایک دوسری بڑی مچھلی نے نکل لیا تھا۔

(سیرت انبیاء کرام - تفسیر کشاف الرحمن - تفسیر ابن کثیر - قصص الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام نے اللہ کو تارکیوں میں پکارا تھا۔ وہ کون سی تارکیاں تھیں؟

جواب: مفسرین کے بقول وہ سمندر کی تارکی، مچھلی کی تارکی اور رات کی تارکی تھی۔ یہ قول حضرت ابن مسعود، ابن عباس، عمرو بن ميمون، سعید بن جبیر، محمد بن کعب، قتادہ، اور ضحاکؒ کا ہے۔ سالم بن ابی الجعد فرماتے ہیں کہ اس مچھلی کو دوسری بڑی مچھلی نے نکل لیا تھا تو سمندر سمیت تین بڑی تارکیاں ہو گئیں۔

(تفسیر ابن کثیر - تفسیر ابن عباس وابن مسعود - قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر وہ (یونس علیہ السلام) تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو قیامت تک اس مچھلی کے پیٹ میں رہتے۔ مفسرین نے اس کی کس طرح وضاحت کی ہے؟

جواب: حضرت سعید بن جبیر اور بعض دوسرے مفسرین نے کہا کہ اگر حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں تسبیح نہ کرتے اور توبہ نہ کرتے تو ایسا ہوتا۔ اکثر علماء مثلاً ضحاکؒ، قیسؒ، حسن بصریؒ، وہب بن منبہ، ابن جریر، سدی وغیرہ نے کہا کہ مچھلی کے پیٹ میں آنے سے پہلے وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو ایسا ہوتا۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر)

﴿سیدنا حضرت عزیر علیہ السلام﴾

حضرت عزیر علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: حضرت عزیر علیہ السلام اللہ کے نبی تھے۔ مفسرین نے آپ کا نسب و نسب کیا بتایا ہے؟
جواب: آپ حضرت ہارون علیہ السلام بن عمران کی اولاد سے تھے۔ آپ کا نسب نامہ یوں ہے: عزیر بن جروہ (اور ابن سورق بھی کہا گیا ہے) بن عدیان بن ایوب بن درزمان بن عری بن تقی بن اسموعیل بن فحاص بن العاذر ہارون بن عمران۔ ایک اور قول میں آپ کے والد کا نام سروخا بھی بتایا گیا ہے۔

(تاریخ الانبیاء: نقص الانبیاء لابن کثیر، قصص الانبیاء، سوانح انبیاء)

سوال: حضرت عزیر علیہ السلام کا نام قرآن پاک میں صرف ایک مرتبہ آیا ہے۔ آپ کا زمانہ نبوت کون سا ہے؟

جواب: آپ بھی بنی اسرائیل کے پیغمبر تھے اور آپ کا زمانہ پانچویں صدی قبل مسیح بتایا جاتا ہے۔ بخت نصر نے بیت المقدس پر حملہ کیا تو آپ اس وقت کم سن تھے۔ چالیس برس کی عمر میں بنی اسرائیل کے مفتی مقرر ہوئے پھر اللہ نے آپ کو منصب نبوت عطا فرمایا۔ آپ کا زمانہ حضرت داؤد علیہ السلام و سلیمان علیہ السلام کے بعد اور حضرت زکریا علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام سے پہلے کا ہے۔

(قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: حضرت عزیر علیہ السلام توریت کے حافظ اور بہت بڑے عالم تھے۔ آپ کو یہود و نصاریٰ میں کیوں زیادہ اہمیت دی جاتی ہے؟

جواب: یہودی اور عیسائی حضرت عزیر علیہ السلام کو نبی حد اہمیت دیتے ہیں۔ یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا یا لیا جیسا کہ قرآن میں بیان ہوا ہے۔ آپ

نے اپنے حافظے کی بنیاد پر تورات لکھی اس لیے بائبل میں آپ کا نام عزرا کا تب یعنی کا تب تورات کی حیثیت سے آتا ہے۔ تورات بھلائی جا چکی تھی۔ حضرت عزیر علیہ السلام نے اس کو دوبارہ زندہ کیا۔ آپ ۴۵۰ قبل مسیح میں ڈیڑھ ہزار یہود کو ان کی قید اور جلا وطنی سے چھڑا کر بیت المقدس لائے۔

(قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قاسم القرآن)

سوال: بتائیے کون سے نبی سو سال تک مردہ پڑے رہے اور پھر دوبارہ زندہ کیے گئے؟
جواب: قرآن پاک میں صرف واقعہ بیان ہوا ہے۔ بعض مفسرین نے حضرت ارمیا (یرمیا علیہ السلام) کہا ہے لیکن اکثریت اس بات پر متفق ہے کہ وہ حضرت عزیر علیہ السلام تھے جنہیں اللہ نے سو سال تک مردہ رکھا اور پھر زندہ کیا۔

(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: بخت نصر نے بیت المقدس کو برباد کیا تو بہت سے اسرائیلیوں کو قید کر کے لے گیا۔ ان میں حضرت عزیر علیہ السلام بھی تھے۔ قید سے رہائی کے بعد حضرت عزیر علیہ السلام کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا؟

جواب: حضرت عزیر علیہ السلام بخت نصر کی قید سے رہا ہو کر بیت المقدس کی طرف آ رہے تھے تو راستے میں ایک تباہ شدہ بستی کے کھنڈرات نظر آئے۔ تباہ شدہ آبادی میں ہر طرف مردوں کی ہڈیاں تھیں۔ مؤرخین کے بقول بخت نصر نے ۵۸۶ قبل مسیح میں اس بستی کو برباد کیا تھا۔ حضرت عزیر علیہ السلام کے دل میں خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ اس بستی کو دوبارہ کس طرح آباد کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ملک الموت نے آپ کی روح قبض کر لی۔ آپ گدھے پر سوار تھے۔ وہ بھی مر گیا۔ سو سال تک اس جگہ پڑے رہے۔ ان پر کسی کی نظر بھی نہ پڑی۔ اس عرصے میں بخت نصر بھی مر گیا۔ کوئی دوسرا بادشاہ بنا جس نے بیت المقدس کو آباد کیا اور شہر پر ظلم کو دوبارہ آباد کیا۔ سو سال بعد حضرت عزیر علیہ السلام زندہ کیے گئے۔ اس کا کھانا ویسا ہی رہا۔ نہ ذائقہ بدلا نہ رنگ۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا تو کتنی مدت اس حالت میں رہا۔ آپ نے فرمایا

میں ایک دن رہا ہوں گا یا اس سے بھی کم۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی ان کو بتایا کہ تو سو سال اس حالت میں رہا۔ حضرت عزیر علیہ السلام پر جب موت طاری کی گئی تو اشراق کا وقت تھا جب زندہ کیے گئے تو غروب آفتاب کا۔ اس سے حضرت عزیر علیہ السلام نے سوچا کہ شاید ایک دن یا اس سے کم۔ حالانکہ ایک صدی گزر گئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے مرے ہوئے گدھے کو دیکھ۔ پھر اس کی ہڈیاں اللہ تعالیٰ نے ان کے سامنے جمع کیں۔ پھر ان پر گوشت چڑھایا پھر کھال درست کی۔ پھر خدا کے حکم سے اس میں جان آئی اور وہ پہلے کی طرح زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ کس طرح دوبارہ زندہ کرے گا۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: حضرت عزیر علیہ السلام واپس بنیت المقدس آئے تو لوگوں نے آپ کو ماننے سے انکار کر دیا۔ بتائیے آپ نے کیسے یقین دلایا؟

جواب: آپ نے اپنا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ میں اللہ کا نبی ہوں۔ لوگوں کو یقین نہ آیا کہ سو سال بعد عزیر علیہ السلام کیسے زندہ ہو گئے؟ لوگوں نے کہا کہ اگر آپ واقعی عزیر علیہ السلام ہیں تو تورات سنائیں۔ آپ نے سنا دی۔ تب لوگوں کو یقین آیا کہ آپ واقعی عزیر علیہ السلام نبی ہیں۔ بلکہ وہ آپ کو خدا کا بیٹا کہنے لگے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ درخت کے سنائے میں بیٹھے۔ آسمان سے دو شعلے اترے اور آپ کے شکم میں داخل ہو گئے جس سے آپ کو پوری تورات یاد آ گئی۔

(قصص القرآن۔ تفسیر مہنی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت عزیر علیہ السلام نے کب وفات پائی اور کہاں دفن ہوئے؟

جواب: دوبارہ زندہ ہونے والے واقعے کے پچاس سال بعد اپنے بھائی عزیز کے ساتھ ایک ہی دن فوت ہوئے اور دمشق میں دفن کیے گئے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ نے بنی اسرائیل کے لیے توریت عراق کے اندر دیر حزیل میں لکھی تھی اور اسی کے نواح میں ایک قریہ سائر آباد میں ان کی وفات ہوئی۔

(قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

﴿سیدنا حضرت زکریا علیہ السلام﴾

حضرت زکریا علیہ السلام اور قرآن

سوال: ”یہ بیان ہے آپ کے رب کی مہربانی (رحمت) کا اپنے بندے زکریا علیہ السلام پر“۔ آیت بتا دیجئے؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۲ میں فرمایا گیا: ذُكِرْ رَحْمَتُ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا (القرآن۔ بیان القرآن۔ کنز الایمان۔ فتح المید)

سوال: حضرت زکریا علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے بیٹے کے لئے کس طرح دعا فرمائی؟

جواب: سورۃ مریم آیت ۵ تا ۳ میں ہے: اِذْ نَادَى رَبَّهُ يَدْعُهُمْ خَفِيًّا ۖ قَالَ رَبِّ اِنِّي وَهِنٌ الْعَظْمُ مِنِّي وَاسْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَلَمْ اَكُنْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝ وَلَئِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَرَاءِى وَكَانَتِ امْرَاَتِي عَاقِرًا فَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَرِثًا ۝

”جب کہ انہوں نے اپنے پروردگار کو پوشیدہ طور پر پکارا۔ یہ عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میری ہڈیاں (بوجہ ضعفی) کمزور ہو گئیں اور سر میں بالوں کی سفیدی پھیل گئی اور اس سے قل کبھی میں آپ سے مانگنے میں اے میرے رب ناکام نہیں رہا ہوں۔ اور میں اپنے بعد اپنے رشتہ داروں کی طرف سے اندیشہ رکھتا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے۔ پس آپ مجھ کو خاص اپنے پاس سے ایک ایسا وارث (یعنی بیٹا) دے دیجئے کہ وہ میرے علوم خاصا (نبوت) میں میرا وارث بنے۔“

(القرآن۔ بیان القرآن۔ فتح المید۔ تفسیر عزیزی)

سوال: حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے بیٹے کی عظمت کے لئے کیا دعا فرمائی؟

جواب: سورۃ مریم آیت ۶ میں ہے کہ آپ نے دعا کی: يٰرَبِّ ارْزُقْنِي وَرِثَتِي مِنَ الْبَقِيَّةِ ۖ

وَأَجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝ اور میرے جد (یعنی نبی) کا وارث بنے۔ اور اس کو اے میرے رب اپنا پسندیدہ بنا دیجئے۔ "سورۃ آل عمران پارہ ۳ آیت ۳۸ میں ہے کہ اس طرح دعا مانگی: هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ۖ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّتَهُ طَيِّبَةً ۖ إِنَّا نَحْنُ الذَّالِمُونَ ۝ اس موقع پر دعا کی زکریا نے اپنے رب سے۔ عرض کیا کہ اے میرے رب عنایت کیجئے مجھے خاص اپنے پاس سے کوئی اچھی اولاد۔ بے شک آپ بہت سننے والے ہیں دعا کے۔ "پارہ ۷ سورۃ الانبیاء آیت ۸۹ میں ہے: زَكَرِيَّا إِذْ نَادَى رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ ۝ "زکریا" کا تذکرہ کیجئے جبکہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ اے میرے رب مجھ کو لاوارث مت رکھئے گا (یعنی مجھ کو فرزند دیجئے) اور سب وارثوں سے بہتر آپ ہی ہیں۔" (القرآن - تفسیر قرطبی - تذکرۃ الانبیاء - تفسیر فتح القدیر)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا قبول کی اور آپ کو کس طرح بیٹے کی بشارت دی؟

جواب: پارہ ۷ سورۃ الانبیاء آپ ۹۰ میں ہے: فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَىٰ وَأَصْلَحْنَاهُ ۖ زَوْجَهُ ۚ ۝ "بس ہم نے ان کی دعا قبول کی۔ اور ہم نے ان کو بیٹا بخشی" عطا فرمایا۔ اور ان کی خاطر ان کی بیوی کو اولاد کے قابل کر دیا۔ "سورۃ آل عمران آیت ۳۹ میں بتایا گیا ہے: فَسَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَبْشُرُكَ بِبُحْيَىٰ ۚ ۝ "اے زکریا ہم تجھ کو بیٹے کی خوشخبری دیتے جس کا نام یحییٰ ہوگا۔" (القرآن - تفسیر قرطبی - تذکرۃ الانبیاء - تفسیر فتح القدیر)

سوال: حضرت یحییٰ علیہ السلام کی تعریف کس طرح کی گئی؟

جواب: سورۃ مریم آیت ۷ میں ہے: لَمْ نَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝ اس سے قبل ہم نے کسی کو اس کا ہم نام (ہم صفت) نہ بنایا ہوگا۔ "سورۃ آل عمران آیت ۳۹ میں ہے: مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَنَذِيرًا وَنَبِيًّا ۚ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝" وہ کلمۃ اللہ کی تصدیق کرنے والے ہوں گے اور سید (امام) ہوں گے اور اپنے نفس کو

بہت روکنے والے ہوں گے اور نیکوں میں سے ہوں گے۔“

(القرآن - تیسرا باب - تیسرا باب - تیسرا باب)

سوال: حضرت زکریا علیہ السلام کو بچی علیہ السلام کی بشارت دینے پر آپ نے حیرت کا اظہار کیوں کیا؟

جواب: سورۃ آل عمران آیت ۴۰ میں ہے: قَالَ رَبِّ انِّیْ یُکُونُ لِیْ غُلَامٌ وَقَدْ بَلَغَنِی الْکِبَرُ وَامْرَاَتِیْ عَاقِرٌ ۚ قَالَ کَذٰلِکَ یَقْعُلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ ۝ ”زکریا علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میرے لڑکا کس طرح ہوگا حالانکہ مجھ پر بڑھاپا طاری ہے۔ اور میری بیوی بھی بچہ جننے کے قابل نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اسی حالت میں لڑکا ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جو چاہے ہیں کرتے ہیں۔“ سورۃ مریم آیت ۸-۹ میں ہے: قَالَ رَبِّ انِّیْ یُکُونُ لِیْ غُلَامٌ وَکَانَ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا ۚ وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْکِبَرِ عِتٰی ۝ ”زکریا علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے پروردگار میرے اولاد کس طرح ہوگی حالانکہ میری بیوی بانیجہ ہے اور میں بڑھاپے کے انبیا در سب کو پہنچ چکا ہوں فرمایا حالت یوں ہی رہے گی (اور پھر اولاد ہوگی) اے زکریا علیہ السلام تمہارے رب کا قول ہے کہ یہ مجھ کو آسان ہے۔“ (القرآن - تیسرا باب - تیسرا باب - تیسرا باب)

سوال: حضرت زکریا علیہ السلام نے نشانی مانگی تو اللہ تعالیٰ نے کیا حکم نازل فرمایا؟

جواب: سورۃ آل عمران آیت ۴۰ میں ہے: قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِیْ اٰیۃً ۚ قَالَ اٰیٰتُکَ اِلَّا تُکَلِّمُ النَّاسَ ثَلٰثَ اَیَّامٍ اِلَّا رَمَزًا ۚ وَاذْكُرْ رَبَّکَ کَیْفَ اَوْسَعَ بِالْعِشَیِّ وَالْاُبْکَارِ ۝ ”انہوں نے عرض کیا اے پروردگار میرے لئے کوئی نشانی مقرر کر دیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری نشانی یہی ہے کہ تم لوگوں سے تین روز تک بات نہ کر سکو گے سوائے اشارے کے۔“ اور اپنے رب کو کثرت سے یاد کیجئے اور صبح اور شام اس کا ذکر کیجئے۔ سورۃ مریم آیت ۱۰-۱۱ میں ہے: قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِیْ اٰیۃً ۚ قَالَ اٰیٰتُکَ اِلَّا تُکَلِّمُ النَّاسَ ثَلٰثَ اَیَّامٍ سَوِّیًّا ۝ ”جب زکریا علیہ السلام نے

عرض کیا اے میرے رب میرے لئے کوئی نشانی مقرر فرما دیجئے۔ ارشاد ہوا کہ تمہاری علامت یہ ہے کہ تم تین رات اور تین دن کسی سے بات نہ کر سکو گے۔ حالانکہ تندرست ہو گئے۔“ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش کے موقع پر اپنی قوم سے کیا فرمایا؟

جواب: چونکہ اللہ نے بطور نشانی فرمایا تھا کہ تم تین دن بول نہ سکو گے۔ اس لئے سورۃ مریم آیت ۱۱ میں ہے: فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ مِنَ الْمِحْرَابِ فَأَوْتَى إِلَيْهِمْ أَنْ يَسْمِعُوا كُورَةً وَعَشِيًا ۝ ”پس وہ حجرے میں سے اپنی قوم کے پاس آئے اور ان کو اشارے سے فرمایا کہ تم لوگ صبح و شام خدا کی پاکیزگی بیان کیا کرو۔“ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: سورۃ الانبیاء میں حضرت زکریا علیہ السلام حضرت یحییٰ علیہ السلام اور ان کے باقی خاندان کے بارے میں کیا ارشاد ہوا؟

جواب: إِنَّهُمْ كَانُوا يُسْـَٔرُونَ فِي الْأَخْبَارِ وَيَذْعَبُونَ رَعَايَا رَبِّهِمْ ۚ وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ ۝ ”یہ سب نیک کاموں میں دوڑتے تھے اور امید و بیم کے ساتھ ہماری عبادت کرتے تھے۔ اور ہمارے سامنے دب کر رہتے تھے۔“

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ماجدی۔ تذکرۃ الانبیاء)

حضرت زکریا علیہ السلام اور احادیث نبوی ﷺ

سوال: حضرت زکریا علیہ السلام کے بارے میں ارشاد نبوی کیا ہے؟

جواب: آنحضرت ﷺ نے حضرت زکریا علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا: تَكُنَّا زَكْرِيَّا نَبِيًّا ۚ أَعْنَى زَكْرِيَّا نَبِيًّا (بوہی) کا کام کرتے تھے۔ (صحیح مسلم و ترمذی)

حضرت زکریا علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: حضرت زکریا علیہ السلام بیت المقدس میں ہیکل سلیمانی کے امام اور متولی (خادم)

تھے۔ ان کا سلسلہ نسب بتا دیجیے؟

جواب: آپ اللہ کے مشہور نبی اور انبیاء بنی اسرائیل میں سے ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب سلیمان بن داؤد علیہ السلام سے ملتا ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب اس طرح بیان ہوا ہے: زکریا بن برخیا یا زکریا بن دان یا زکریا بن لدن بن مسلم بن صدوق بن شہان بن داؤد بن سلیمان بن مسلم بن صدیقہ بن برخیا بن یحاطہ بن ناحور بن شلوم بن یہشا شاط بن ایناس بن رحام بن سلیمان بن داؤد علیہ السلام۔ کہا جاتا ہے کہ آپ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔

(البدیۃ والنہایۃ - قصص الانبیاء لابن کثیر - قصص القرآن)

سوال: حضرت زکریا علیہ السلام نے اولاد کے لیے کب اور کیسے دعا مانگی؟

جواب: حضرت زکریا علیہ السلام طبعی عمر سے تجاوز کر چکے تھے اور بہت بوڑھے ہو چکے تھے۔ لیکن آپ کے ہاں اولاد نہیں تھی۔ آپ کی بیوی بھی بانجھ تھی۔ حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم علیہ السلام کے کفیل بھی تھے۔ آپ جب حضرت مریم علیہ السلام کے حجرے میں جاتے تو ان کے پاس بے موسیٰ پھل دیکھتے۔ چنانچہ آپ نے اللہ سے اولاد کے لیے دعا مانگی۔ (تذکرۃ الانبیاء - تفسیر ابن کثیر - تفسیر قرطبی)

سوال: بتائیے حضرت زکریا علیہ السلام کے دل میں بڑھاپے کی حالت میں اولاد کے لیے کیوں خیال آیا؟

جواب: حضرت مریم علیہ السلام کی نکلی اور برکتیں دیکھ کر خیال پیدا ہوا کہ میں بھی اولاد کے لیے دعا مانگوں۔ جو خدا مریم علیہا السلام کو بغیر موسم کے پھل دے سکتا ہے۔ مجھے بھی اس عمر میں اور مایوسی کے عالم میں اولاد دے سکتا ہے۔

(قصص الانبیاء - معارف القرآن - فیاء القرآن)

سوال: کتنی عمر میں حضرت زکریا علیہ السلام نے اللہ سے اولاد کے لیے درخواست کی؟

جواب: آپ کی عمر اس وقت ستر سال یا نوے سال یا بعض روایات کے مطابق اس سے بھی زیادہ تھی۔ حضرت زکریا علیہ السلام کی عمر ۹۹ سال اور ان کی بیوی کی عمر ۹۸

سال بھی جاتی گئی ہے۔ (تفسیر کشف الرحمن - قصص القرآن - تذکرۃ الانبیاء - قصص الانبیاء)
سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کو فرشتے کے ذریعے بیٹے حضرت یحییٰ کی
خوشخبری دی تو اس کی کیا نشانی دی گئی؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام سے فرمایا کہ تم تین دن تک سوائے اشارے
کے لوگوں سے کوئی بات نہیں کر سکو گے۔ یعنی جب قرار حاصل ہو جائے تو تین دن
تک تم زبان سے بات نہیں کر سکو گے۔

(تذکرۃ الانبیاء - تنبیہ القرآن - تیسرے القرآن - مدارج الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت زکریا علیہ السلام کس پیشے سے وابستہ تھے؟
جواب: حضرت زکریا علیہ السلام کارپینٹر تھے۔ یعنی آپ بڑھئی کا کام کر کے گزر بسر کرتے تھے۔

(مسلم و ترمذی - تذکرۃ الانبیاء - قصص القرآن - قصص الانبیاء)

سوال: حضرت زکریا علیہ السلام نے بھی بنی اسرائیل کو اپنے حافیظے سے توریت لکھوا دی
تھی۔ بتائیے قوم نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

جواب: قوم نے آپ کو شہید کر دیا۔ قوم آپ کی دشمن ہو گئی اور قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔
آپ قوم سے بچنے کے لیے شہر سے باہر چلے گئے۔ ایک درخت نے آپ کو آواز
دی کہ میرے اندر پناہ لیں اور وہ درخت پھر چچ میں سے شق ہو گیا۔ آپ یہ سمجھے
کہ درخت کا بولنا اور شق ہونا اللہ کی طرف سے ہے۔ اس لیے آپ اس میں بیٹھے
گئے اور درخت پھر مل گیا۔ بنی اسرائیل ان کی تلاش میں تھے۔ شیطان نے آپ کی
مخبری کر دی۔ آپ کا ذرا سا کپڑا بھی باہر رہ گیا تھا۔ شیطان نے اس کی بھی
نشانہ دی کر دی۔ بنی اسرائیل کو یقین آ گیا۔ ایک آرا لے کر اوپر سے چلا دیا۔ آرا
چلتے چلتے آپ کے سر پر پہنچا اور پھر کافروں نے آپ کو شہید کر دیا۔ یہ بھی کہا جاتا
ہے کہ طبعی موت آئی۔ (الہدایہ والنجایہ - تذکرۃ الانبیاء - قصص الانبیاء)

سوال: بتائیے شہادت کے وقت حضرت زکریا علیہ السلام کی عمر کتنی تھی اور آپ کو کہاں دفن
کیا گیا؟

جواب: حضرت زکریا علیہ السلام کو جب شہید کیا گیا تو آپ کی عمر ایک سو سال سے زائد تھی۔ آپ کو بیت المقدس میں دفن کیا گیا۔ (تذکرۃ الانبیاء - قصص الانبیاء)

سوال: حضرت زکریا علیہ السلام کی اہلیہ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھیں۔ بتائیے حضرت مریم علیہا السلام سے آپ کا کیا رشتہ تھا؟

جواب: کہا جاتا ہے کہ وہ آپ کی خالہ تھیں اور حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کے خالو تھے۔ حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ حضرت حنہ نے منت مانی تھی کہ لڑکا ہو گا تو اسے بیکل کی خدمت کے لیے وقف کر دیں گی، لیکن بیٹی ہوئی۔ تاہم اسے بھی نذر کر دیا۔ کفالت کا قرعہ حضرت زکریا علیہ السلام کے نام نکلا۔ اس طرح حضرت مریم علیہا السلام کا بچپن اور جوانی حضرت زکریا علیہ السلام کی نگرانی میں گزرا۔ (قصص الانبیاء - قصص القرآن - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت زکریا علیہ السلام کی اہلیہ کا نام کیا تھا؟ آپ کتنا عرصہ اولاد کی نعمت سے محروم رہیں؟

جواب: حضرت زکریا علیہ السلام کی اہلیہ کا نام حنہ بنت ماقود تھا بعض مفسرین نے ایشاع بھی بتایا ہے۔ آپ پچاس سال تک اولاد کی نعمت سے محروم رہیں۔

(تذکرۃ الانبیاء - اذواج الانبیاء - سیرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت زکریا علیہ السلام کے والدین کے بارے میں مؤرخین کیا بتاتے ہیں؟

جواب: مؤرخین نے حضرت زکریا علیہ السلام کے والد کے مختلف نام بتائے لیکن سب کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام بن داؤد علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ حضرت زکریا علیہ السلام کی زوجہ ایشاع حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھیں۔ (فتح الباری تفسیر ابن کثیر - تاریخ ابن عساکر)

سوال: حضرت زکریا علیہ السلام کی کنیت ابو یحییٰ تھی۔ آپ حضرت یحییٰ کی تلاش میں کہاں گئے تھے؟

جواب: بنی اسرائیل کے کافروں سے بچنے کے لیے حضرت یحییٰ علیہ السلام روپوش ہو گئے تو

ان کے والد حضرت زکریا علیہ السلام ان کی تلاش میں دمشق کی بسنی پٹہ میں بھی گئے تھے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ جب آپ کے فرزند حضرت یحییٰ علیہ السلام کو شہید کیا گیا تو اس وقت آپ دمشق میں تھے۔ (تاریخ ابن مساکر۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: حضرت زکریا علیہ السلام نے اولاد کے لیے کس طرح التجا کی؟

جواب: حضرت قتادہؓ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ حضرت زکریا علیہ السلام رات کے وقت اللہ رب العزت کی بارگاہ میں کھڑے ہوئے اور اللہ کو پکارا۔ اے رب! میری ہڈیاں کمزور ہو چکی ہیں اور میرا سر بڑھاپے میں بھڑک چکا ہے۔ کمزور جسم و جان پر بڑھاپا طاری ہو چکا ہے۔ مجھے اپنے پاس پاکیزہ اولاد دے۔ اور میں اپنے پیچھے رشتہ داروں سے خوف کھاتا ہوں۔ اور میری بیوی بانجھ ہے۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تفسیر ماوردی۔ تفسیر رازی)

سوال: حضرت زکریا علیہ السلام نے کس وقت لوگوں سے بول چال بند کی تھی؟

جواب: اس سلسلے میں مفسرین میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت آپ تین دن تک زبان سے نہیں بول سکے صرف اشاروں سے باتیں کرتے رہے۔ بعض کہتے ہیں کہ جب فرشتوں نے آپ کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری دی تھی تو اس وقت آپ محراب میں عبادت میں مصروف تھے۔ آپ خوشی خوشی باہر آئے لیکن آپ اشاروں سے باتیں کرتے رہے۔ عکرمہؓ، مجاہدؓ، قتادہؓ، سعدیؓ وغیرہ کہتے ہیں کہ زبان بند تھی۔ ابن زید کہتے ہیں کہ زبان کھلی تھی مگر بات نہ کر سکتے تھے۔ (قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تفسیر رازی۔ تفسیر قرطبی)

سوال: قرآن مجید میں ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کو حجرے میں رزق عطا کیا جاتا تھا۔ مفسرین نے اس سے کیا مراد لیا ہے؟

جواب: مجاہدؓ، عکرمہؓ، سعید بن جبیرؓ، ضحاکؓ، قتادہؓ، ابراہیم نخعیؓ نے اپنی تفاسیر میں لکھا ہے کہ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا۔ سے مراد غیر موسمی پھل بطور رزق تھے۔

(انہدایہ والنہایہ۔ سیرت انبیائے کرام۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: بعض مفسرین نے حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا کے حوالے سے وراثت کا ذکر کس طرح کیا ہے؟

جواب: حافظ ابن کثیر اور بعض دوسرے مفسرین کہتے ہیں کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے جو وراثت کا لفظ استعمال کیا ہے اس سے مراد وراثت نبوت و حکمت ہے۔ یعنی ایسا بیٹا عطا کر جو میرا اور آل یعقوب کا بنی اسرائیل میں وارث ہو۔

(الانبیاء والتہایہ۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت زکریا علیہ السلام کو بیت المقدس کے لیے کس خدمت پر مامور فرمایا گیا تھا؟

جواب: آپ بیت المقدس کے خادم تھے اور منتظم اعلیٰ بھی کہلاتے تھے۔ بہت سے کام آپ کے ذمے تھے۔ (قصص القرآن۔ قصص الانبیاء، ص ۱۱۱، مبداء العزیز)

سوال: بتائیے حضرت زکریا علیہ السلام کس زمانے میں مبعوث ہوئے؟

جواب: آپ انبیائے بنی اسرائیل میں سے تھے اور جب آپ مبعوث ہوئے اس وقت بنی اسرائیل رومیوں کے زیر تسلط تھے۔ (قصص القرآن۔ قصص الانبیاء، ص ۱۱۱، مبداء العزیز)

﴿سیدنا حضرت یحییٰ علیہ السلام﴾

حضرت یحییٰ علیہ السلام اور قرآن

سوال: حضرت یحییٰ علیہ السلام بچپن ہی سے نبی تھے۔ کن آیت میں بتایا گیا ہے؟
 جواب: سورۃ مریم آیت ۱۲ میں ارشاد ہوتا ہے: یُحْيِي اخِذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ وَاَتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝ اے یحییٰ علیہ السلام کتاب کو مضبوطی سے تھامے رہو۔ اور ہم نے ان کو لڑکپن ہی سے دین کی سمجھ (قوت فیصلہ) عطا فرمائی تھی۔“

(القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ ضیاء القرآن۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت یحییٰ علیہ السلام کے تقویٰ اور پرہیز گاری کے بارے میں قرآن کیا کہتا ہے؟

جواب: سورۃ مریم آیت ۱۳ میں ہے: وَنَحْنُ نَأْمِنُ لَدُنَّا وَرَكُوعًا ۝ وَكَانَ تَقِيًّا ۝ اور ہم نے انہیں اپنے پاس سے رُقعِ کلب اور پاکیزگی عطا فرمائی۔“

(القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: ”اور اپنے ماں باپ سے نیک برتاؤ کرتا تھا اور سرکش و نافرمان نہیں تھا۔“ یہ بات کس نبی کے بارے میں کہی گئی ہے؟

جواب: حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں۔ سورۃ مریم آیت ۱۴ میں ہے: وَتَرَاهُ ابْنًا ذَوِي عِلْمٍ ۝ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝ ”اور آپ والدین کے خدمت گزار تھے اور وہ سرکشی کرنے والے یا نافرمانی کرنے والے نہیں تھے۔“

(القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر خازن۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام پر کس طرح سلامتی بھیجی ہے؟

جواب: سورۃ مریم آیت ۱۵ میں ہے: **وَمَلَّمْ عَلَیْهِ یَوْمَ وُلِدَ وَیَوْمَ یَمُوتُ وَیَوْمَ یُعْتَبَرُ حَیًّا** ”اور ان کو سلام پہنچے کہ جس دن کہ وہ پیدا ہوئے اور جس دن کہ وہ انتقال کریں گے اور جس دن زندہ ہو کر اٹھائے جائیں گے۔“

(القرآن - تفسیر مظہری - قصص القرآن - سیرت انبیاء کرام)

حضرت یحییٰ علیہ السلام اور احادیث نبوی ﷺ

سوال: حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت زکریا علیہ السلام کے اکھوتے بیٹے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے آپ کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: حدیث میں ہے کہ یحییٰ نے نہ کبھی گناہ کیا۔ نہ گناہ کا ارادہ کیا۔ خدا کے خوف سے روتے روتے رخساروں پر آنسوؤں کی وجہ سے نالیاں سی بن گئی تھیں۔

(فوائد عثمانی - تذکرۃ الانبیاء - صحیح مسلم - ترمذی)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو پانچ باتوں کا خاص طور پر حکم دیا تھا۔ اس سلسلے میں حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان جو مکالمہ ہوا۔ اس کو حدیث میں کس طرح بیان کیا گیا ہے؟

جواب: حضرت حارث اشعریؒ سے منقول ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”حضرت یحییٰ بن حضرت زکریا علیہ السلام کو پانچ باتوں کا خصوصیت کے ساتھ حکم فرمایا کہ وہ خود بھی اس پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو بھی اس کی تلقین کریں۔ مگر یحییٰ علیہ السلام کو ان امور خمسہ کی تلقین میں کچھ دیر ہو گئی۔ تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، میرے بھائی! اگر تم مناسب سمجھو تو میں بنی اسرائیل کو ان کلمات کی تلقین کر دوں جن کے لیے تم کسی وجہ سے تاخیر کر رہے ہو۔ یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا، بھائی میں اگر اجازت دے دوں اور خود تعمیل نہ کروں تو مجھے خوف ہے کہ کہیں مجھ پر کوئی عذاب نہ آجائے۔ یا میں زمین میں دھنسا نہ دیا جاؤں۔ اس لیے میں ہی پیش قدمی کرتا ہوں، چنانچہ انہوں نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس میں جمع کیا اور جب مسجد بھر گئی تو وعظ فرمایا۔ (مسند احمد - ترمذی، ابن ماجہ - قصص القرآن)

سوال: بتائیے حضرت یحییٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو کون پانچ باتوں کی تلقین کی تھی؟

جواب: احادیث میں ان پانچ باتوں کا ذکر کیا گیا ہے جو حضرت یحییٰ علیہ السلام نے وعظ فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: پہلی بات یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور نہ کسی کو اس کا شریک ٹھہراؤ۔ اور جب خدا ہی نے تمہیں پیدا کیا ہے اور وہی تم کو رزق دیتا ہے تو تم بھی صرف اسی کی پرستش کرو۔ دوسری بات یہ کہ تم خشوع و خضوع سے نماز پڑھو۔ کیونکہ جب تک تم نماز میں کسی دوسری جانب متوجہ نہ ہو گے خدا تعالیٰ برابر تمہاری جانب رضا و رحمت کے ساتھ متوجہ رہے گا۔ تیسری بات یہ کہ روزہ رکھو۔ اس لیے کہ روزہ دار کی مثال اس شخص کی سی ہے جو ایک جماعت میں بیٹھا ہو اور اس کے پاس مشک کی ایک تھیلی ہو۔ وہ مشک سب کو اپنی خوشبو سے مست کرتی رہے گی۔ اور روزہ دار کی منہ کی بو کا خیال نہ کرو کیونکہ وہ مشک کی خوشبو سے زیادہ پاک ہے۔ چوتھی بات یہ کہ اپنے اسوال میں سے صدقہ نکالا کرو۔ کیونکہ صدقہ سے آدمی دشمن سے محفوظ رہتا ہے۔ پانچویں بات یہ کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو۔ بلاشبہ انسان کے دشمن شیطان کے مقابلے میں اللہ کے ذکر میں مشغول ہو جانا ایسا ہے جیسے کہ مضبوط قلعے میں محفوظ ہو جانا ہے۔

(مسند احمد - ترمذی - ابن ماجہ - تفسیر القرآن)

سوال: بنی اسرائیل نے اپنے بہت سے انبیاء علیہ السلام کو قتل کیا۔ ارشاد نبوی کیا ہے؟

جواب: حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بنی اسرائیل نے تینتالیس پیغمبروں کو ایک دن دو پہر تک قتل کر دیا۔ پھر ان کی جگہ ان کے قبیعین میں سے ایک سو بارہ عالموں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی خدمت اپنے ذمے لی۔ لیکن ان بنی اسرائیل کے لوگوں نے ان سب عالموں اور صوفیوں کو شام تک قتل کر ڈالا۔ بعض روایات میں ایک سو ستر تعداد آئی ہے۔“

(ابن ابی حاتم - تفسیر کشف الرحمن - تذکرۃ الانبیاء - سیرت انبیاء کرام)

سوال: بتائیے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ملاقات حضرت یحییٰ علیہ السلام سے کب اور

کہاں ہوئی؟

جواب: رسول اللہ ﷺ جب معراج کو تشریف لے گئے تو دوسرے آسمان پر آپ ﷺ کی ملاقات حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہوئی۔

(سیرت انبیاء کرام - صحیح بخاری - قصص الانبیاء - مولانا عبدالعزیز)

حضرت یحییٰ علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: حضرت یحییٰ علیہ السلام اللہ کے نبی حضرت زکریا علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ کس وجہ سے حضرت زکریا علیہ السلام نے ان کی پیدائش کے لیے دعا فرمائی؟

جواب: حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کے خالو بھی تھے اور ان کے کفیل بھی تھے۔ انہوں نے حضرت مریم علیہا السلام کے حجرے میں پھل دیکھے تو تعجب کا اظہار کیا۔ کیونکہ حضرت مریم علیہا السلام تنہا رہتی تھیں۔ پھر وہ پھل ایسے تھے جو بے موسیٰ تھے اور بازار میں دستیاب نہیں تھے۔ حضرت زکریا علیہ السلام کے دل میں خیال آیا کہ ہم دونوں میاں بیوی بوڑھے ہیں اور میری بیوی بانجھ بھی ہے۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ حضرت مریم علیہا السلام کو بے موسیٰ پھل دے سکتا ہے وہ مجھے اس عمر میں اولاد بھی دے سکتا ہے۔ اس لیے آپ نے بیٹے کے لیے دعا فرمائی۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر - تفسیر قرطبی - تفسیر مظہری)

سوال: اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعے حضرت زکریا علیہ السلام کو کیا بشارت دی؟

جواب: آپ کو بیٹے کی بشارت دی گئی تھی اور جن کا نام بھی اللہ نے خود رکھا۔ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نام کے ساتھ بیٹے اسحاق کی بشارت دی گئی تھی اور حضرت یحییٰ علیہ السلام دوسرے نبی ہیں جن کا نام بھی اللہ نے خود رکھا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ حقیقی بیٹنیں تھیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خالہ زاد تھیں۔

(تذکرۃ الانبیاء - تفسیر عزیزی - تفسیر مہدی - تفسیر عثمانی)

سوال: حضرت یحییٰ علیہ السلام کی بشارت کے ساتھ ہی ان کی کیا خوبیاں بیان کی گئیں؟

جواب: ان کے بارے میں فرمایا کہ وہ کلمہ اللہ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق

کرنے والا ہو گا۔ اور سردار ہو گا۔ اور خواہشات پر قابو پانے والا ہو گا۔ اور وہ نیکو کاروں میں سے ایک بنی ہو گا۔ (فتح الحمید۔ تفسیر عثمانی۔ حارف القرآن۔ فیاء القرآن)

سوال: مفسرین نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی خوبیاں کس طرح بتائی ہیں؟

جواب: مفسرین نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ بچپن ہی سے نیک تھے۔ جب بچے ان کو کھیلنے کے لیے کہتے تو آپ ان کو یہ جواب دے کر خاموش کر لیتے کہ مجھے لہو و لعب کے لیے پیدا نہیں کیا۔ یہ بھی لکھا کہ آپ کی زندگی کا بڑا حصہ جنگلوں میں گزرتا۔ آپ جنگلوں میں تنہا مقیم رہتے اور درختوں کے پتے، شہد یا نڈیاں کھا کر گذر بسر کرتے۔ حضرت شاہ عبدالقادرؒ لکھتے ہیں کہ آرزو کے لڑکے ایسے ہوا کرتے ہیں لیکن آپ ایسے نہ تھے۔ آپ اونٹ کے بالوں کی پوشاک پہنتے تھے۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء، صلاۃ عبدالعزیز)

سوال: اللہ تعالیٰ نے آپ کو تورات کے احکامات پر عمل کرانے کا حکم دیا تو آپ نے کس طرح تبلیغ کی؟

جواب: تورات کے احکامات پر عمل کرانے کے لیے آپ نے وعظ و تذکیر کا سلسلہ شروع کر دیا۔ جب کوئی آدمی آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتا تو آپ پہلے اس کو غسل کرنے کا حکم دیتے پھر توبہ کراتے۔

سوال: حضرت یحییٰ علیہ السلام کی شہادت کا وقت کب پیش آیا؟

جواب: آپ کو ۳۰ء یعنی ولادت نبوی ﷺ سے ۵۴۱ سال پہلے دمشق میں شہید کر دیا گیا۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خالہ زاد بھائی تھے۔ بتائیے دونوں کی عمروں میں کتنا فرق تھا؟

جواب: حضرت مالک بن انسؒ فرماتے ہیں کہ یحییٰ علیہ السلام بن زکریا علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام بن مریم کا زحم مادر میں استقرار ایک ہی زمانے میں ہوا۔ اور ثعلبی کہتے ہیں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چھ ماہ قبل پیدا ہوئے۔

(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد تھی بشارت دیتے اور ان کی آمد سے پہلے رشد و ہدایت کے لیے زمین ہموار کرتے تھے۔ بتائیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کو سب سے پہلے کس نے تسلیم کیا؟

جواب: حضرت ربیع بن انسؓ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کو حضرت یحییٰ علیہ السلام نے تسلیم کیا۔ اور وہ ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے اور دین کے کاموں میں تعاون کرتے رہے۔ (اکمال۔ از دواع الانبیاء۔ فیض الانبیاء مولانا عبدالمعز)

سوال: بتائیے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام سے کیا کہا کرتی تھیں؟ سدی، ابو القاسم اور حضرت مالک کی کیا روایات ہیں؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت حنہ حضرت مریم علیہا السلام سے کہا کرتی تھیں کہ میں اپنے پیٹ کی چیز کو تیرے پیٹ کی چیز کو مجھدہ کرتے ہوئے پاتی ہوں۔

(از دواع الانبیاء۔ انبیاء و انبیاء۔ اکمال۔ فیض الانبیاء مولانا عبدالمعز)

سوال: کتب سیرت میں ہے کہ حضرت یحییٰ کو تیس سال سے قبل ہی نبوت عطا کی گئی۔ بتائیے حضرت حسینؑ نے حضرت یحییٰ کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: حضرت حسینؑ فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات ہوئی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت یحییٰ علیہ السلام سے فرمانے لگے کہ آپ میرے لیے استفادہ کریں۔ آپ مجھ سے بہتر ہیں۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ آپ مجھ سے بہتر ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے تو خود ہی اپنے پر سلام کہا ہے۔ اور آپ پر خود خدا نے سلام کہا ہے۔

(تفسیر طبری۔ فیض التوفیق۔ فیض الانبیاء۔ ابن کثیر۔ فیض الانبیاء مولانا عبدالمعز)

سوال: مفسر ابن عساکر نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی شہادت کی وجہ کیا بیان کی ہے؟

جواب: انبیاء نے امیر معاویہؓ کے مولیٰ قاسم سے ایک طویل روایت نقل کی ہے کہ دمشق کے بادشاہ ہادہ بن حدار نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی تھیں اور پھر چاہتا تھا کہ اس کو پھر سے اپنی بیوی بنا لے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام سے فوجی طلب کیا تو

انہوں نے فرمایا کہ اب یہ تجھ پر حرام ہے۔ ملکہ کو یہ بات سخت ناگوار گزری اور حضرت یحییٰ کے قتل کے درپے ہو گئی اور بادشاہ کو مجبور کر کے قتل کی اجازت حاصل کر لی۔ جب آپ مسجد جبرون میں نماز میں مشغول تھے تو آپ کو قتل کر دیا اور چینی کے طشت میں آپ کا سر مبارک رکھ کر منگولیا۔ مگر سر اس حالت میں بھی یہی کہتا رہا کہ تو بادشاہ کے لیے حلال نہیں ہے۔ تاہم کیکہ کی اور سے شادی نہ کرے۔ اسی حالت میں خدا کا عذاب آیا اور اس عورت کو زمین میں دھنسا دیا گیا۔ (قصص القرآن)

سوال: حضرت یحییٰ علیہ السلام نے عمر بھر شادی نہیں کی اور تبلیغ دین کا کام کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلامتی کے لیے کون سی دعا دی؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو جو سلامتی کے لیے دعا دی وہ تین اوقات تک کے لیے تھی ایک ولادت کا وقت۔ دوسرا موت کا وقت اور تیسرا حشر و نشر کا وقت یعنی روز قیامت کے لیے۔ (تاریخ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بعض دوسرے مفسرین کے مطابق حضرت یحییٰ علیہ السلام کو کیوں شہید کیا گیا؟

جواب: آپ نے لوگوں کو دین حق کی تبلیغ کی اور لوگوں کو بتایا کہ ایک اور خدا کا پیغمبر (عیسیٰ علیہ السلام) آنے والا ہے تو یہود ان کے دشمن ہو گئے۔ وہ آپ کو برداشت نہ کر سکے اور آپ کو قتل کرنے کے درپے ہو گئے۔ آپ نے شرق ارون سے تبلیغ کا کام شروع کیا۔ (تاریخ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: قرآن پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بچپن ہی سے علم و حکمت عطا کیے۔ علماء و مفسرین کا کیا خیال ہے؟

جواب: علماء و مفسرین کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بچپن ہی سے منصب نبوت عطا کر دیا گیا تھا اور آٹھ اوصاف کے مالک تھے۔ خوش قسمت تھے کہ اللہ نے سلامتی کے لیے دعا کی۔ گناہوں سے بچنے والے تھے۔ بچپن میں علم و حکمت سے نوازے گئے۔ رقت قلبی حاصل تھی۔ پیکرگی اپنانے ہوئے تھے۔ تقویٰ اور پرہیزگاری کی عادت تھی۔ اور والدین کے فرمانبردار تھے۔

(تفسیر قرطبی۔ قصص القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ البدایہ والنہایہ)

سوال: بتائیے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو کس نے اور کہاں شہید کیا تھا؟

جواب: ابن عساکر کی روایت کے مطابق بادشاہ دمشق ہداد بن حداد نے آپ کے قتل کا حکم دمشق میں جاری کیا تھا۔ بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ اس بادشاہ کا نام ہیرودیس تھا۔ اور آپ دمشق میں قتل کیے گئے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ بیت المقدس میں پھل اور قربان گاہ کے درمیان قتل کیے گئے۔ اس جگہ ستر انبیاء علیہ السلام شہید کیے گئے۔

(الہدایہ والتہایہ۔ تفسیر ابن کثیر۔ حصہ القرآن۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: بعض مفسرین نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی شہادت کے سلسلے میں کون سا واقعہ بیان کیا ہے؟

جواب: وہ کہتے ہیں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی تبلیغ کے سلسلے میں اکثر لوگ آپ کے گردیدہ ہو گئے۔ بادشاہ ہیرودیس کو آپ کی یہ مقبولیت پسند نہ آئی۔ وہ ظالم اور بدکار بھی تھا۔ اسے اپنی بادشاہت خطرے میں نظر آنے لگی۔ اسی زمانے میں اس کے سوتیلے بھائی کا انتقال ہوا تو اس نے اس کی خوبصورت بیوی سے شادی کر لی۔ یہ اسرائیلی قانون کے خلاف تھا اس لیے حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اسے دربار عام میں اس حرکت سے منع کیا تھا اور اللہ کے عذاب سے ڈرایا تھا۔ ہیرودیس کی محبوبہ نے سنا تو غصے سے پاگل ہو گئی اور ہیرودیس کو آمادہ کیا کہ وہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو قتل کر دے۔ بادشاہ بھی چاہتا تھا لیکن حضرت یحییٰ علیہ السلام کی مقبولیت کے باعث خاموش تھا۔ بادشاہ کی محبوبہ تاک میں تھی۔ ہیرودیس کی سالگرہ کے جشن میں اس کی بیٹی نے خوب رقص کیا۔ بادشاہ نے خوش ہو کر کہا مانگ کیا مانگتی ہے۔ اس نے اپنی فاحشہ ماں سے پوچھا۔ ماں نے کہا یحییٰ کا سر مانگ لے۔ اس نے بادشاہ کے آگے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ مجھے یوحنا (یحییٰ علیہ السلام) کا سر ایک تھال میں رکھوا کر ابھی دے دیا جائے۔ وہ محبوبہ کی بیٹی کا تقاضا رد نہ کر سکا اور ایسا ہی کیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بادشاہ کی بیوی کو آپ سے محبت ہو گئی تھی۔ آپ مائل نہ ہوئے تو قتل کر دیا۔ (تاریخ طبری۔ انہدایہ والتہایہ۔ مستدرک حاکم۔ سیرت انبیاء کرام)

﴿سیدنا حضرت لقمان علیہ السلام﴾

حضرت لقمان علیہ السلام اور قرآن

سوال: حضرت لقمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حکمت عطا فرمائی تھی۔ بتائیے آپ نے اپنے بیٹے کو کیا نصیحتیں فرمائیں؟

جواب: پارہ ۲۱ سورۃ لقمان آیات ۱۲ تا ۱۹ میں حضرت لقمان علیہ السلام اور ان کے بیٹے کا ذکر ہے اور نصیحتیں بیان کی گئی ہیں: وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنِ اشْكُرْ لِلَّهِ ۖ وَمَن يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝ وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَبْنَىٰ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ۝ وَصَبْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصْلُہُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ ۖ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ۝ وَإِذْ جَاهَلَاكَ عَلَىٰ أَن تُشْرِكَ بِي ۖ مَا نَسِ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۖ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبُهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۖ وَأَتَّبِعْ سَبِيلَ مَن أَنَابَ إِلَيَّ ۖ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ يُنَسِّئُ إِنَّهَا إِن تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَاوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ۝ يُنَسِّئُ أَفْرِ الصَّلَاةِ وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَنَّهُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأَصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ طَائِرٌ ۖ ذَلِكَ مِّنْ غَرَمِ الْأُمُورِ ۝ وَلَا تَصْغُرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۝ وَأَقْصِدْ فِي مَسْجِدِكَ وَاعْظُضْ مِنْ صَوْنِكَ ۖ إِنَّكَ أَنْتَ الْآصَوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ۝ ” ہم نے لقمان کو دانشمندی عطا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے رہو اور جو شخص شکر کرے گا وہ

اپنے ذاتی نفع کے لئے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرے گا تو اللہ تعالیٰ بے نیاز خوبوں والا ہے اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہے شک شرک کرنا بڑا بھاری ظلم ہے۔ اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق تاکید کی ہے اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اس کو پیٹ میں رکھا اور دود برس میں اس کا دودھ چھوٹا ہے کہ تو میرے اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کیا کر دیری ہی طرف لوٹ کر آتا ہے۔ اور اگر تجھ پر وہ دونوں اس بات کا زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ ایسی چیز کو شریک ٹھہرا جس کی تیرے پاس کوئی دلیل نہ ہو تو تو اُن کا کچھ کہنا نہ ماننا اور دنیا میں ان کے ساتھ خوبی سے بسر کرنا اور اسی کی راہ پر چلنا جو میری طرف رجوع ہو۔ پھر تم سب کو میرے پاس آنا ہے پھر میں تم کو جلا دوں گا جو کچھ تم کرتے تھے۔ بیٹا اگر کوئی عمل رائی کے دانہ کے برابر ہو پھر وہ کسی پتھر کے اندر ہو یا وہ آسمان کے اندر ہو یا وہ زمین کے اندر ہو تب بھی اس کو اللہ تعالیٰ حاضر کر دے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑا باریک بن باخبر ہے۔ بیٹا نماز پڑھا کر اور اچھے کاموں کی نصیحت کیا کر اور برے کاموں سے منع کیا کر اور تجھ پر جو معصیت واقع ہو اس پر صبر کیا کر یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے اور لوگوں سے اپنا رخ مت پھیر اور زمین پر اترا کر مت چل بے شک اللہ تعالیٰ کسی تکبر کرنے والے فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتے۔ اور اپنی رفتار میں اعتدال اختیار کر۔ اور اپنی آواز کو پست کر بے شک آوازوں میں سب سے بری آواز گدھوں کی آواز ہے۔“

(القرآن - تفسیر فیض القرآن - تفسیر القرآن - قصص القرآن)

﴿سیدنا حضرت ذوالقرنین علیہ السلام﴾

حضرت ذوالقرنین علیہ السلام اور قرآن

سوال: بعض مفسرین و مؤرخین نے حضرت ذوالقرنین علیہ السلام کو بھی انبیاء علیہم السلام میں شامل کیا ہے جب کہ بعض انہیں صرف ایک بادشاہ مانتے ہیں۔ قرآن میں ان کا سورج ڈوبنے اور سورج نکلنے کی جگہ پہنچنے کا ذکر کس طرح بیان کیا ہے؟

جواب: حضرت ذوالقرنین علیہ السلام کا قصہ صرف سورۃ الکہف میں بیان ہوا ہے۔ آیت ۸۳ ۹۱ تا ۹۱ میں ان کے ایسی سرزمین پر پہنچنے کا بیان ہے: وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ ذِي الْقُرْنَيْنِ قُلْ سَأَتْلُوا عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا ۝ إِنَّا مَكِّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَابْنَيْنِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَسِيًّا ۝ فَاتَّبَعَ سَبِيلًا ۝ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا قُلْنَا بِلَا الْقُرْنَيْنِ إِنَّمَا أَنْتَ تُعَذِّبُ وَإِنَّمَا أَنْتَ تُخَذِّلُ فِيهِمْ حُصْنًا ۝ قَالَ إِنَّمَا مِنْ ظَلَمٍ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا نُكْرًا ۝ وَإِنَّمَا مِنْ أَمْنٍ وَاعْمَلْ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءٌ ۝ الْحُسْنَىٰ ۝ وَسَقْفُ لُحْدٍ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا ۝ ثُمَّ اتَّبَعَ سَبِيلًا ۝ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلَىٰ قَوْمٍ لَمْ نَجْعَلْ لَهُمْ مِنْ دُونِهَا سَبِيلًا ۝ كَذَلِكَ ۝ وَقَدْ أَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ۝ ”اور یہ لوگ آپ سے ذوالقرنین کا حال پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ میں اس کا ذکر ابھی تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں وہم نے ان کو روئے زمین پر حکومت دی تھی۔ اور ہم نے ان کو ہر قسم کا سامان (کافی) دیا تھا۔ چنانچہ وہ (بارادہ فوجات ملک مغرب کی) ایک راہ پر ہو گئے یہاں تک کہ جب غروب آفتاب کے موقع پر پہنچے تو آفات اُن کو ایک سیاہ رنگ کے پانی میں ڈوبتا ہوا دکھائی دیا۔ اور اس موقع پر انہوں نے ایک قوم دیکھی ہم نے (الہاماً) یہ کہا اے ذوالقرنین خواہ سزا

ہمارے اور ان کے درمیان میں کوئی روک بنا دیں (کہ وہ پھر آنے نہ پائیں) ذوالقرنین نے جواب دیا کہ جس مال میں میرے رب نے مجھ کو اختیار دیا ہے وہ بہت کچھ ہے سو (مال کی تو مجھے ضرورت نہیں) البتہ ہاتھ پاؤں سے میری مدد کرو (تو) میں تمہارے اور ان کے درمیان خوب مضبوط دیوار بنا دوں (اچھا تو) تم لوگ میرے پاس لوہے کی چادریں لاؤ یہاں تک کہ جب (روے ملاتے ملاتے) ان کے دونوں سروں کے بیچ (کے خلا) کو برابر کر دیا تو حکم دیا کہ دھوکو (دھونکنا شروع ہو گیا) یہاں تک کہ جب اس کو لال انگارا کر دیا تو (اس وقت) حکم دیا کہ اب میرے پاس کھلا ہوا تانبہ لاؤ (جو پہلے سے تیار کر لیا ہوگا) کہ اس پر ڈال دوں سو نہ تو یا جوج ماجوج اس پر چڑھ سکتے ہیں اور (غایت استحکام کے باعث) نہ اس میں نقب دے سکتے ہیں۔ (القرآن - تذکرۃ الانبیاء - تفسیر عثمانی - معارف القرآن)

سوال: یا جوج ماجوج کا قصہ بھی ذوالقرنین علیہ السلام کے قصے کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ اللہ نے ذوالقرنین کی دیوار کرنے کا وعدہ کس طرح فرمایا؟

جواب: سورۃ الکہف آیات ۹۸ تا ۱۰۱ میں ہے: قَالَ هَذَا رَحْمَةٌ مِنِّي رَبِّي ۖ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دَكَّاءَ ۖ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّي حَقًّا ۚ وَتَوَكَّلْنَا بِعَرْشِنَا يُومِئِذٍ نُّؤْجِ فِي بَعْضٍ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا ۚ وَعَرَّضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِلْكَافِرِينَ عَرَضًا ۚ الَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَنِ ذِكْرِي وَكَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا ۚ ”ذوالقرنین نے کہا کہ یہ (تیار کی دیوار کی) میرے رب کی ایک رحمت ہے پھر جس وقت میرے رب کا وعدہ آئے گا یعنی اس کے فنا کا وقت آئے گا تو اس کو ڈھا کر (زمین کے) برابر کر دے گا اور میرے رب کا ہر وعدہ برحق ہے۔ اور ہم اس روز ان کی یہ حالت کریں گے کہ ایک میں ایک گلدھ ہو جائیں گے۔ اور صور پھونکا جائے گا پھر ہم سب کو ایک ایک کر کے جمع کر لیں گے۔ اور دوزخ کو اس روز کافروں کے سامنے پیش کر دیں گے جن کی آنکھوں پر (دنیا میں) ہماری یاد سے (یعنی دین حق کے دیکھنے سمجھنے سے) پردہ پڑا ہوا تھا۔ اور وہ سن بھی نہ سکتے تھے۔“ (القرآن - بیان القرآن - تفسیر فیضان القرآن)

﴿سیدنا حضرت عیسیٰ و مریم علیہما السلام﴾

حضرت عیسیٰ و مریم علیہما السلام اور قرآن

سوال: قرآن مجید میں حضرت مریم علیہا السلام کے خاندان اور ان کی والدہ کی منت کا ذکر ہے۔ کس سورۃ اور آیت میں؟

جواب: سورۃ آل عمران آیات ۳۵ تا ۳۳ میں بیان ہوا ہے: **إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ نُوْحًا وَإِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ عَلَی الْعَالَمِیْنَ ۝ ذُرِّیَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ ۗ وَاللَّهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ وَإِذَا قَالَتْ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّی نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیَّ بِطَنِی مُتَحَرِّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّی ۖ** ”بے شک اللہ تعالیٰ نے منتخب فرمایا۔ (نبوت کے لئے) حضرت آدم علیہ السلام کو اور حضرت نوح علیہ السلام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کو اور عمران کی اولاد کو سارے جہاں پر۔ بعض ان میں بعض کی اولاد ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والے ہیں۔ خوب جانتے ہیں۔ جبکہ عمران کی بیوی نے (حالت حمل میں) عرض کیا کہ اے پروردگار میں نے منت مانی ہے کہ آپ کے لئے اس بچہ کی جو میرے پیٹ میں آزاد ہے۔ پس آپ مجھ سے اسے قبول کر لیجئے۔ بے شک آپ خوب سننے والے اور خوب جانتے والے ہیں۔“

(القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ معارف القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت مریم علیہا السلام پیدا ہوئیں تو آپ کی والدہ نے کیا کہا؟

جواب: سورۃ آل عمران آیت ۳۶ میں بتایا گیا ہے: **فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّیْ إِنِّی وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ ۖ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعْتَ ۖ وَلَیْسَ الذَّكَرُ إِلَّا اَنْثَىٰ ۖ وَإِنِّی سَمَّيْتُهَا مَرْیَمَ ۚ وَإِنِّی أُعِذُّهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۝** ”پھر جب لڑکی پیدا ہوئی تو (حسرت سے) کہنے لگی، اے میرے پروردگار میں نے تو

(القرآن - تفسير عثمانى - معارف القرآن - مذكرات الانبياء)

(القرآن - تفسیر حقانی - معارف القرآن - تذکرۃ الانبیاء)

(القرآن - تفسیر مظہری - تفسیر ابن کثیر - تفسیر فتح القدیر - تفسیر عزیزی)

سوال: حضرت مریم علیہ السلام کی کفالت پر جھگڑا ہوا تو کس طرح فیصلہ ہوا؟

تلم پانی میں ڈالتے تھے کہ ان سب میں کون شخص حضرت مریم علیہ السلام کی کفالت کرے اور نہ آپ مان کے پاس اس وقت موجود تھے جبکہ باہم اختلاف کر رہے تھے۔“
(القرآن - نباء القرآن - کنز الایمان - سیرت انبیاء کرام)
سوال: بتائیے حضرت مریم علیہ السلام کی عصمت و عفت اور پاکیزگی کے بارے میں قرآن کیا کہتا ہے؟

جواب: پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۹۱ میں فرمایا گیا ہے: وَالَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهَا مِنْ رُوحِنَا وَجَعَلْنَاهَا آيَةً لِلْعَالَمِينَ ۝ اور ان بی بی (مریم) کا ذکر نیچے جنہوں نے اپنے ناموس کی حفاظت کی۔ پھر ہم نے ان میں اپنی روح پھونکی اور ہم نے ان کو اور ان کے فرزند (عیسیٰ) کو دنیا جہان والوں کے لئے (اپنی قدرت کاملہ کی) نشانی بنا دیا۔“ پارہ ۲۹ سورۃ التحریم آیت ۱۲ میں ارشاد ہوا: وَزَوَّجْنَاهُ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِنْ رُوحِنَا وَصَدَّقْتُ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُنَّ بِمِنْ الْقَنَاطِینِ ۝ (اور اللہ مسلمانوں کے لئے) عمران کی بیٹی مریم علیہ السلام کا حال بیان کرتا ہے۔ جنہوں نے اپنے ناموس کی حفاظت کی۔ پس ہم نے ان کے چاک گریبان میں اپنی روح پھونک دی اور انہوں نے (عیسیٰ) نے اپنے پروردگار کے پیغاموں کی اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور اطاعت کرنے والوں میں سے تھیں۔“

(القرآن - نباء القرآن - کنز الایمان - سیرت انبیاء کرام)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہ السلام پر اپنی کیا خاص عنایات کیں؟
جواب: پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۳۲ میں ہے: وَادْفَعْنِي الْمَلِكَةُ يَمْرُؤَةً إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلَى نِسَاءِ الْعَالَمِينَ ۝ اور جب کہ فرشتوں نے کہا کہ اے مریم (علیہ السلام) بے شک اللہ تعالیٰ نے تم کو منتخب فرمایا ہے اور پاک بنایا ہے اور تمام جہان بھر کی بیبیوں کے مقابلے میں منتخب فرمایا ہے۔“
(القرآن - نباء القرآن - کنز الایمان - سیرت انبیاء کرام)
سوال: حضرت مریم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کیا حکم دیا؟

جواب: پارہ ۲ سورۃ آل عمران آیت ۴۳ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا: **يَمْزِجُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَيْءًا فَيَجْعَلُ لَكَ خِزْيًا عَظِيمًا** (تو بیک و اسجدی و اڑکھی مع الزکین مع ۵ اے مریم (علیہ السلام) اطاعت کرتی رہو اپنے پروردگار کی اور بیکہ کیا کرو اور رکوع کیا کرو ان لوگوں کے ساتھ جو رکوع کرنے والے ہیں۔“ (القرآن - تفسیر ابن کثیر - تفسیر خانی - الکشاف)

سوال: سورۃ آل عمران آیت ۴۵ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہ السلام کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی بشارت دی۔ بتائیے آپ نے کس طرح حیرانی کا اظہار کیا؟

جواب: سورۃ آل عمران آیت ۷۷ میں حضرت مریم علیہ السلام کی حیرانی کا ذکر ہے: قَالَتْ رَبِّ انِّي بَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشْرٌ قَالَ كَذَلِكِ اللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ اِذْ قَضٰى اَمْرًا فَاَنصَبْنَا يَقُوْلُ لَهُ تَكُنْ فَيَكُوْنُ ۝ (حضرت مریم (علیہ السلام) بولیں اے میرے پروردگار کس طرح ہوگا میرے بچہ۔ حالانکہ مجھے کسی بشر نے ہاتھ نہیں لگایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ویسے ہی ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ جو چاہیں پیدا کر دیتے ہیں۔ جب وہ کسی چیز کو پورا کرنا چاہتے ہیں تو اس کو کہہ دیتے ہیں کہ ہو جا بس وہ ہو جاتی ہے۔“ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ معارف القرآن)

سوال: قرآن مجید نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی کیفیت کسے بیان کی ہے؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیات ۳۳ تا ۴۱ میں بتایا گیا ہے: **وَإِذْ كُنْتَ فِي الْكِتَابِ مَرِيماً إِذْ أَنْبَذْتَ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرِيقًا ۖ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۖ قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَنِ مِنْكَ إِنْ كُنْتَ نَقِيًّا ۖ قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِتَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا ۖ قَالَتْ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا ۖ قَالَ كَذَلِكَ ۖ قَالَ رَبِّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۖ وَلِنَجْعَلَ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا ۖ وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا ۖ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا ۖ فَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَى جُذُعٍ النَّخْلَةِ ۖ قَالَتْ يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَذَا وَكُنْتُ نَسِيًّا مَنِيًّا ۖ**

فَنَادَاهَا مِنْ تَحْتِهَا أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ ضَرْبًا ۝ وَهُوَ يُعْطِيكَ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُقِطُ عَلَيْهِ ۝ فَكُلِي وَاشْرَبِي وَكَوْنِي غَنِيًّا ۝ فِيمَا تَرْضَيْنَ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا ۝ فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنْسِيًّا ۝ فَآتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِيلُهُ ۝ فَالُوا بِمَرْيَمَ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا قَرِيبًا ۝ بَاخْتِ هَارُونَ مَا كَانَ أَبُوكَ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكَ بَيْعًا ۝ فَامْتَارَتْ إِلَيْهِ ۝ فَالُوا كَيْفَ تُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ۝ قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ خَلَقْنِي بِكُتُبٍ وَجَعَلْنِي نَبِيًّا ۝ وَجَعَلْنِي مُبْرَأًا مِمَّا يُكْفَرُ ۝ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۝ وَبَرًّا بِوَالِدَتِي ۝ وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ۝ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ۝ ذَٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۝ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ۝ "اور (اے محمد ﷺ) اس کتاب میں مریم (علیہ السلام) کا بھی ذکر کیجئے جب کہ وہ اپنے گھر والوں سے علیحدہ (ہو کر) ایک ایسے مکان میں جو مشرق کی جانب میں تھا (خسل کے لیے) گئیں پھر ان (گھر والے) لوگوں کے سامنے سے انہوں نے پردہ ڈال لیا یس (اس حالت میں) ہم نے ان کے پاس اپنے فرشتہ جبرائیل کو بھیجا اور وہ ان کے سامنے ایک پورا آدمی بن کر ظاہر ہوا۔ کہنے لگیں کہ میں تجھ سے (اپنے خدائے) رحمن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو (کچھ) خدا ترس ہے (تو یہاں سے ہٹ جائے گا) فرشتہ نے کہا کہ میں تمہارے رب کا بھیجا ہوا (فرشتہ) ہوں تاکہ تم کو ایک پاکیزہ لڑکا دوں۔ وہ (تجھا) کہنے لگیں کہ (بھلا) میرے لڑکا کس طرح ہو جائے گا حالانکہ مجھ کو کسی بشر نے ہاتھ تک نہیں لگایا اور نہ میں بدکار ہوں۔ فرشتہ نے کہا کہ یوں ہی (اولاد) ہو جائے گی۔ تمہارے رب نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ بات مجھ کو آسان ہے اور اس طور پر اس لیے پیدا کریں گے تاکہ ہم اس فرزند کو لوگوں کے لئے ایک نشانی (قدرت کی) بنا دیں اور باعثِ رحمت بنا دیں اور یہ ایک طے شدہ بات ہے (جو ضرور ہوگی) پھر ان کے پیٹ میں لڑکا رہ گیا پھر اس

حاصل کو لئے ہوئے (اپنے گھر سے) کسی دور جگہ میں الگ چلی گئیں۔ پھر درود زہ کے مارے کھجور کے درخت کی طرف آئیں (گھبرا کر) کہنے لگیں کاش میں اس (حالت) سے پہلے ہی مر گئی ہوتی اور ایسی نیست و نابود ہو جاتی کہ کسی کو یاد بھی نہ رہتی۔ پھر جبرائیل نے ان کے قریب (مکان) سے پکارا کہ تم منعموم مت ہو تمہارے رب نے تمہارے قریب سے ایک نہر پیدا کر دی ہے اور اس کھجور کے تنا کو (پکڑ کر) اپنی طرف کو ہلاؤ اسی سے تم پر خزانے تروتازہ جھریں گے پھر (اس پھل کو) کھاؤ اور (وہ پانی) پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو پھر اگر تم آدمیوں میں سے کسی کو بھی (اعتراض کرتا) دیکھو تو کہہ دینا میں نے تو اللہ کے واسطے روزے کی منت مان لی رکھی ہے سو آج میں کسی آدمی سے نہیں بولوں گی۔ پھر وہ ان کو گود میں لئے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئیں لوگوں نے کہا اے مریم (علیہ السلام) تم نے بڑے غضب کا کام کیا۔ اے ہارون کی بہن تمہارے باپ کوئی برے آدمی نہ تھے اور نہ تمہاری ماں بدکار تھیں پس مریم (علیہ السلام) نے بچہ کی طرف اشارہ کر دیا وہ لوگ کہنے لگے کہ بھلا ہم ایسے شخص سے کیونکر باتیں کریں جو ابھی گود میں بچہ ہی ہے وہ بچہ (خود ہی) بول اٹھا کہ میں اللہ کا (خاص) بندہ ہوں اس نے مجھ کو کتاب (یعنی انجیل) دی اور اس نے مجھ کو نبی بنایا (یعنی بناوے گا) اور مجھ کو برکت والا بنایا میں جہاں کہیں بھی ہوں اور اس نے مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا جب تک میں (دنیا میں) زندہ رہوں اور مجھ کو میری والدہ کا خدمت گزار بنایا اور اس نے مجھ کو سرکش بد بخت نہیں بنایا اور مجھ پر (اللہ کی جانب سے) سلام ہے جس روز میں پیدا ہوا اور جس روز مروں گا اور جس روز (قیامت) میں زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا یہ ہیں عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام)۔ میں (بالکل) سچی بات کہہ رہا ہوں جس میں یہ لوگ جھگڑ رہے ہیں۔“ (القرآن: قصص القرآن: قصص الانبیاء: تفسیر قرطبی)

سوال: قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کن معجزات کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے؟

جواب: پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۴۵ میں ہے: وَ يُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَ كَهْلًا وَ

وَمِنَ الصَّالِحِينَ ۝ اور لوگوں سے گہوارے میں (یعنی بچپن میں) کلام کریں گے، اور بڑی عمر میں بھی اور شائستہ لوگوں میں سے ہوں گے۔“ سورة آل عمران آیت ۴۹ میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی زبان سے کہلوا یا گیا ہے: اَنۡتَیۡ اَخْلَقۡتَ لَکُمۡ مِّنَ الطَّیۡنِ کَهَیۡئَةِ الطَّیۡرِ فَانۡفَخۡ فِیۡہِ فَبَکُوۡنُ طَیۡراً بِاِذۡنِ اللّٰہِ وَ اُبۡرِیۡ الَاکۡمَہِ وَ الْاَبۡرَصَ وَ اُحۡیِ الْمَوۡتٰی بِاِذۡنِ اللّٰہِ وَ اَتٰنِکُمۡ بِمَآءٍ کُلُوۡنَ وَ مَا تَذَخِرُوۡنَ فِیۡۤیۡ بُیُوۡتِکُمۡ ۝ ”میں تم لوگوں کے لئے گارے سے ایسی شکلیں بناتا ہوں جیسے پرندوں کی شکل ہوتی ہے۔ پھر ان کے اندر پھونک مار دیتا ہوں جس سے وہ جاندار پرندہ بن جاتا ہے۔ خدا کے حکم سے اور میں اچھا کرتا ہوں مادر زاد اندھے کو اور برص کے بیمار کو اور زندہ کر دیتا ہوں مردوں کو اللہ کے حکم سے۔ اور میں تم کو بتا دیتا ہوں جو کچھ اپنے گھروں میں کھا کر آتے ہو اور جو رکھ کر آتے ہو۔“ سورة المائدہ پارہ ۳۱ آیت ۱۱۰ میں ہے: اِذۡ قَالَ اللّٰہُ لِیُحۡسِیۡ اِبۡنَ مَرْیَمَ اِذۡ تَرۡفَعُ فِیۡ عِلۡمِکَ وَ عَلٰی وَ الدِّیۡنِکَ اِذۡ اَیۡدِیۡنِکَ یُرۡوٰحُ الْفُلۡدِیۡسَ لَ تَکۡلِیۡمُ النَّاسَ فِی الْمَہۡدِ وَ کَہۡلًا ۚ وَ اِذۡ عَلَّمۡنَکَ الْکِتٰبَ وَ الْحِکۡمَہَ وَ التَّوۡرَۃَ وَ الْاِنۡجِیۡلَ ۚ وَ اِذۡ نَخۡلُقُ مِنَ الطَّیۡنِ کَهَیۡئَةِ الطَّیۡرِ بِاِذۡنِیۡ فَتَنۡفَخُ فِیۡہَا فَتَکُوۡنُ طَیۡراً بِاِذۡنِیۡ وَ نُبۡرِیۡ الَاکۡمَہِ وَ الْاَبۡرَصَ بِاِذۡنِیۡ ۚ وَ اِذۡ تُخۡرِجُ الْمَوۡتٰی بِاِذۡنِیۡ ۚ وَ اِذۡ کَفَفۡتُ بَنِیۡۤیۡۡ اِسۡرَآءِیۡلَ عَنْکَ اِذۡ جِئۡنَہُمۡ بِالْبَیۡبِیۡتِ فَقَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنْہُمۡ اِنۡ هٰذَا اِلَّا سِحۡرٌ مُّبِیۡنٌ ۝ ”جب کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ اے یحییٰ ابن مریم میرا انعام یاد کرو جو تم پر اور تمہاری والدہ پر ہوا ہے جب کہ میں نے تم کو روح القدس سے تائید دی تم آدمیوں سے کلام کرتے تھے گود میں بھی اور بڑی عمر میں بھی اور جب کہ میں نے تم کو کتابیں اور سمجھ کی باتیں اور توریت اور انجیل تعلیم کیں اور جب کہ تم گارے سے ایک شکل بناتے تھے جیسے پرندہ کی شکل ہوتی ہے میرے حکم سے پھر تم اس کے اندر پھونک مار دیتے تھے جس سے وہ پرندہ بن جاتا تھا میرے حکم سے اور تم اچھا کر دیتے تھے مادر زاد اندھے کو اور برص کے بیمار کو میرے حکم

سے اور جب کہ تم مردوں کو نکال کر کھڑا کر لیتے تھے میرے حکم سے اور جب کہ میں نے بنی اسرائیل کو تم سے (یعنی تمہارے قتل سے) باز رکھا جب تم ان کے پاس ولیس لے کر آئے تھے پھر ان میں جو کافر تھے انہوں نے کہا تھا کہ یہ بجز کھلے جادو کے اور کچھ بھی نہیں۔“

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ سارف القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: بنی اسرائیل پر مانند بھی نازل کیا گیا تھا۔ یہ کیا تھا اور قرآن میں اس کا ذکر کس آیت میں ہے؟

جواب: سورۃ المائدہ پارہ ۲۱ آیت ۱۱۲ میں ہے: اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ یَعِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ هَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّكَ اَنْ یُنْزَلَ عَلَیْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ ۖ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ کُنتُمْ مُؤْمِنِیْنَ ۝ قَالُوْا نُرِیْهِ اَنْ نَّاکُلْ مِنْهَا وَتَطْمَیْنُ قُلُوْبُنَا وَتَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتُنَا وَتَکُوْنُ عَلَیْهَا مِنَ الشَّهِیْدِیْنَ ۝ قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ اللّٰهُمَّ رَسُوْلًا اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا اِلٰوْلٰئِنَا وَ اٰخِرِیْنَا وَ اٰیَةً مِنْکَ ۚ وَ اَوْرَثْنَا وَ اَنْتَ خَیْرُ الرَّٰزِقِیْنَ ۝ قَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ مُنْزِلُهَا عَلَیْکُمْ ؕ ”وہ وقت قابل یاد ہے جب کہ حواریین نے عرض کیا کہ اے عیسیٰ ابن مریم کیا آپ کے رب ایسا کر سکتے ہیں کہ ہم پر آسمان سے کچھ کھانا نازل فرمائیں آپ نے فرمایا کہ خدا سے ڈرو اگر تم ایماندار ہونے وہ بولے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دلوں کو پورا الطمینان ہو جائے اور ہمارا یہ یقین اور بڑھ جائے کہ آپ نے ہم سے سچ بولا ہے اور ہم گواہی دینے والوں میں سے ہو جائیں عیسیٰ ابن کریم نے دعا کی کہ اے اللہ اے ہمارے پروردگار ہم پر آسمان سے کھانا نازل فرمائیے۔ کہ وہ ہمارے لئے یعنی ہم میں سے جو اڈل ہیں اور جو بعد ہیں سب کے لئے ایک خوشی کی بات ہو جائے اور آپ کی طرف سے ایک نشانی ہو جائے۔ اور آپ ہم کو عطا فرمائیے اور آپ سب عطا کرنے والوں سے اچھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں وہ کھانا تم لوگوں پر نازل کرنے والا ہوں۔“

(القرآن۔ فتح القدیر۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر القرآن)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے کھلی نشانیاں اور دلائل دے کر بھیجا تھا۔
- کن آیات میں بیان ہوا؟

جواب: پارہ ۳ سورۃ البقرہ آیت ۲۵۳ میں ہے: **وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ**۔ ”اور ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کھلے کھلے دلائل عطا فرمائے۔“ پارہ ۷ سورۃ المائدہ آیت ۱۱۰ میں ہے: **إِذْ جِئْتَهُم بِالْبَيِّنَاتِ** ”جب تم ان کے پاس دلائل لے کر آئے تھے۔“ پارہ ۲۵ سورۃ الزخرف آیت ۶۳ میں ہے: **وَلَمَّا جَاءَ عِيسَى بِالْبَيِّنَاتِ** ”اور جب عیسیٰ (علیہ السلام) معجزے لے کر آئے۔“

(القرآن - تیسرے القرآن - امن البیان - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح القدس سے تائید کی تھی۔ قرآن کیا کہتا ہے؟

جواب: پارہ ۳ سورۃ البقرہ آیت ۲۵۳ میں ہے: **وَآتَيْنَاهُ الْبُيُوتَ الْبُيُوتِ** ”اور ہم نے ان کی تائید روح القدس (یعنی جبرئیل) سے مدد فرمائی۔“ پارہ ۷ سورۃ المائدہ آیت ۱۱۰ میں ہے: **إِذْ آتَيْنَاكَ الْبُيُوتَ الْبُيُوتِ** ”جب کہ میں نے تم کو روح القدس سے تائید دی۔“

سوال: قرآن مجید نے کہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا کلمہ ہیں اور اس کی طرف سے روح ہیں۔ کس آیت میں؟

جواب: پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۴۵ میں ہے: **يُخَوِّضُهُمُ إِنَّ اللَّهَ يُخَوِّضُهُمُ بِكَلِمَاتِهِ** ”اے مریم بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں بشارت دیتے ہیں ایک کلمہ کی جو اللہ کی جانب سے ہوگا۔“ سورۃ النساء پارہ ۶ آیت ۱۱۱ میں بھی **كَلِمَاتِهِ** یعنی اللہ کا کلمہ کہا گیا ہے۔ پھر **وُحُّوهُ** کہہ بھی کہا گیا۔ (القرآن - تیسرے القرآن - امن البیان - تفسیر قرطبی - تفسیر القرآن)

سوال: ”عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی اور رسول اور بندے ہیں“ آیات قرآنی بتا دیجئے؟
جواب: پارہ ۶ سورۃ النساء آیت ۱۱۱ میں ہے: **إِنَّا نَعْلَمُ الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ** ”یقیناً مسیح ابن مریم اللہ کے رسول ہیں اور کچھ نہیں۔“ آیت ۱۷۲ میں کہا گیا:

لَنْ يَسْتَنْكِفَ الْمَسِيحُ أَنْ يُكُونُ عَبْدًا لِلَّهِ " مسیح ہرگز خدا کے بندے بننے سے عار محسوس نہیں کریں گے۔ " سورة مریم آیت ۳۰ میں ہے: قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ ط " وہ (بچہ) بولا میں اللہ کا خاص بندہ ہوں۔ " یہ بھی کہا: وَ جَعَلَنِي نَبِيًّا " اس نے مجھ کو نبی بنایا۔ " پارہ ۶ سورة المائدہ آیت ۷۵ میں ہے: هَـذَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ " مسیح ابن مریم علیہ السلام کچھ بھی نہیں صرف ایک نبی ہیں۔ "

(القرآن - تذکرہ الانبیاء - تفسیر قرطبی - تفسیر القرآن)

سوال: " اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حکمت کی تعلیم دی اور انجیل عطا کی۔ قرآن اس بات کی گواہی کس سورة میں دے رہا ہے؟

جواب: سورة آل عمران آیت ۴۸ میں ہے: وَ بُعِثَ إِلَيْهِ الْكِتَابُ وَالْحِكْمَةُ وَ التَّوْرَةُ وَ الْإِنْجِيلُ ۝ " اور اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو کتاب اور حکمت اور انجیل کی تعلیم دی۔ " سورة المائدہ آیت ۴۶ میں ہے: وَ أَنزَلْنَا الْإِنْجِيلَ فِيهِ هُدًى وَ نُورٌ " اور ہم نے ان کو انجیل دی جس میں ہدایت اور نور ہے۔ " پارہ ۲۷ سورة الحديد آیت ۲۷ میں ہے: وَ قَفَّيْنَا بِعِيسَى بْنِ مَرْيَمَ وَ أَنزَلْنَا الْإِنْجِيلَ " اور ان کے بعد عیسیٰ بن مریم کو بھیجا اور ہم نے ان کو انجیل دی۔ "

(القرآن - تفسیر مابدی - تفسیر قرطبی - تفسیر انبیاء القرآن)

سوال: توریت اور انجیل کو ہدایت کس آیت میں بنایا گیا ہے؟

جواب: سورة مائدہ آیت ۴۶ میں ہے: وَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَةِ وَ هُدًى وَ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ۝ " اور وہ (انجیل) اپنے سے قبل کی کتاب یعنی توریت کی تصدیق کرتی تھی اور وہ سراسر ہدایت اور نصیحت تھی خدا سے دہرنے والوں کیلئے۔ "

(القرآن - تفسیر عزیزی - تفسیر قرطبی - تفسیر انبیاء القرآن)

سوال: قرآن کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے توریت کی تصدیق کی۔ کن آیات میں؟

جواب: سورة آل عمران آیت ۵۰ میں ہے: وَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَةِ " اور

میں اس طور پر آیا ہوں کہ تصدیق کرتا ہوں اس کتاب کی جو مجھ سے پہلے تھی یعنی توراۃ کی۔ "سورۃ المائدہ آیت ۴۶ میں ہے: وَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَةِ" (اس حالت میں بھیجا کہ) وہ اپنے سے قبل کی کتاب یعنی توریت کی تصدیق فرماتے تھے۔" پارہ ۲۸ سورۃ الصف آیت ۶ میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ "میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا رسول آیا ہوں کہ مجھ سے جو پہلے توراۃ آچکی ہے میں اس کی تصدیق کرنے والا ہوں۔" (القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر ابن کثیر۔ معارف القرآن)

سوال: قرآن حکیم کہتا ہے کہ توریت کے بعض احکام منسوخ کئے گئے۔ کس آیت میں ہے؟
جواب: سورۃ آل عمران پارہ ۳ آیت ۵۰ میں ہے کہ آپ نے قوم سے فرمایا: وَلَا تَحْلِلْ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ "اور اس لئے آیا ہوں کہ تم لوگوں کے واسطے بعض ایسی چیزیں حلال کر دوں جو تم پر حرام کر دی گئی ہیں۔"

(القرآن۔ فتح المہد۔ سکنر الامان۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام بابرکت تھے اور نماز و زکوٰۃ کی پابندی کرتے تھے۔ قرآن کے الفاظ میں بیان کر دیں؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۳۱ میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: وَ جَعَلَنِي مُبْرِسًا اٰمِنًا مَّا كُنْتُ بِالْغُلُوْلِ وَالْمُنْكَرِ مَا دُعَيْتُ حَيًّا "اور مجھے برکت والا بنایا میں جہاں کہیں بھی ہوں اور اس نے مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا جب تک میں زندہ ہوں۔" (القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر نفا، القرآن۔ قصص القرآن)

سوال: بتائیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو کیا تعلیم دیتے تھے؟

جواب: آپ لوگوں کو توحید کی تعلیم دیتے تھے۔ سورۃ آل عمران آیات ۳۹-۵۰ میں ہے کہ آپ نے فرمایا: فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوْا اِنِّ رَّبِّيْ وَرَبَّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ "تم لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔ بے شک اللہ تعالیٰ میرے بھی رب ہیں اور تمہارے بھی رب ہیں۔ پس تم لوگ اس کی عبادت

کرو۔ پس یہی ہے سیدھا راستہ۔“ پارہ ۲۵ سورۃ الزخرف آیات ۶۳-۶۴ میں بھی یہی بات کہی گئی ہے۔ پارہ ۶ سورۃ المائدہ آیت ۷۲ میں ہے کہ آپ نے فرمایا: یٰبَنی اِسْرَآءِیْلُ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبَّیْ وَرَبَّکُمْ ؕ اِنَّهُ مَن یُشْرِکْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ وَمَا وَهُ النَّارُ ؕ ”اے بنی اسرائیل تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ بے شک جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک قرار دے گا سو اس پر اللہ تعالیٰ جنت کو حرام کر دے گا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔“ پھر فرمایا: وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِّنْ اَنْصَارٍ ؕ ”اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔“ (القرآن۔ تفسیر مزینی۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر فتح البیان)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ابتدا میں جو ایمان لائے انہیں قرآن نے حواری کہا ہے۔ کن آیات میں ان کے ایمان لانے کا ذکر ہے؟

جواب: پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۵۲-۵۳ میں ہے: فَلَمَّا أَحَسَّ عِیْسٰی مِنْهُمْ الْکُفْرَ قَالَ مَن اَنْصَارِیْ ؕ اِلَی اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ؕ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ؕ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ؕ ”پس جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے انکار دیکھا تو آپ نے فرمایا، کوئی ایسے آدمی بھی ہیں جو میرے مددگار ہو جائیں اللہ کے واسطے۔ حوارین بولے کہ ہم ہیں مددگار اللہ کے (دین کے)۔ ہم اللہ پر ایمان لائے اور آپ اسکے گواہ رہیں کہ ہم فرمانبردار ہیں۔“ پارہ ۷ سورۃ المائدہ آیت ۱۱۱ میں حوارین کے ایمان کے بارے میں بتایا گیا: وَاِذْ اَوْحِیْتُ اِلَی الْحَوَارِیِّیْنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِیْ وَبِرَسُوْلِیْ ؕ قَالُوْۤا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ؕ ”اور جب کہ میں نے حوارین کو حکم دیا کہ تم مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ۔ انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے اور آپ گواہ رہیں کہ ہم پورے فرمانبردار ہیں۔“ پارہ ۲۸ سورۃ الصفّ آیت ۱۴ میں ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُفُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ قَامَتْ طَآئِفَةٌ مِّنْ بَنی اِسْرَآءِیْلَ وَ کَفَرُوْۤا طَآئِفَةٌ ؕ ”اے ایمان والو تم اللہ کے (دین کے) مددگار ہو جاؤ جیسا کہ عیسیٰ ابن

مریم نے حواریں سے فرمایا، کہ اللہ کے واسطے میرا کون مددگار ہوتا ہے۔ وہ حواری بولے ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں۔ پس تیری اسرائیل میں سے کچھ لوگ ایمان لائے اور کچھ منکر رہے۔ پھر فرمایا گیا: فَالَّذِينَ آمَنُوا عَلَيَّ وَعْدُ اللَّهِ قَاطِبَةً أَظْهَرُ مِنْ هٰذَا "پس ہم نے ایمان والوں کی ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں تائید کی۔ پس وہ غالب ہو گئے۔" (القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر الکشاف۔ درمنظر)

سوال: قرآن نے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کہنے والوں کو کافر کہا ہے۔ آیت بتا دیجئے؟
جواب: پارہ ۶ سورۃ المائدہ آیت ۷۱ میں ہے: لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ "بلاشبہ وہ لوگ کافر ہیں جو یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ مسیح ابن مریم ہے (جو مسیح ابن مریم کو اللہ کہتے ہیں)۔" یہی آیات سورۃ المائدہ کی آیت ۷۲ میں بھی کہی گئی ہے۔ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ماحدی)
سوال: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کے اللہ نہ ہونے کی کیا دلیل دی ہے؟

جواب: قرآن نے ان دونوں ہستیوں کو خدا کہنے والوں کو کافر کہا ہے اور پارہ ۶ سورۃ المائدہ آیت ۷۵ میں دلیل دی ہے: كَذٰبًا يٰۤاَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ "وہ لوگ کھانا کھایا کرتے تھے۔" (القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر ماحدی۔ حارف القرآن)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال آدم علیہ السلام سے کیوں دی گئی ہے؟
جواب: پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۵۹ میں ہے: اِنَّ مَثَلَ عِيسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقْنٰهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ تَكُنْ فَيَكُوْنُ "بے شک عیسیٰ (علیہ السلام) کی مثال اللہ کے نزدیک آدم (علیہ السلام) کی سی ہے کہ اس کو اللہ نے مٹی سے بنایا پھر اس سے کہا کہ ہو جا اور وہ ہو گیا۔" (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر عثمانی۔ تفسیر نیا۔ القرآن)
سوال: رسول کریم ﷺ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں عیسائیوں سے مباہلہ ہوا تھا۔ کیا قرآن میں اس کا ذکر ہے؟

جواب: جی ہاں۔ پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۶۰ میں ہے: فَمَنْ حَاجَّكَ فِيْهِ مِنْهُمْ

مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَابْنَاتَنَا وَكُنُوزَنَا وَنِسَاءَنَا وَنَبْأَهُمْ ثُمَّ نَمْسِكْهُمْ قُلْ إِنَّكُمْ لَعَنَ اللَّهُ عَلَى الْكَاذِبِينَ ۝ (پس جو شخص آپ سے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں حجت کرے آپ کے پاس علم اس کے بارے میں آچکا ہو تو کہہ دے کہ آؤ ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جائیں اور تمہاری جائیں ایک جگہ جمع کریں۔ پھر گڑگڑا کر دعا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں۔)

(الفرقان - تفسیر فیاض القرآن - تفسیر مظہری - محمد ربی انسائیکلو پیڈیا)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کو نشانی بنایا۔ قرآن کیا کہتا ہے؟

جواب: پارہ ۱۸ سورۃ المؤمنون آیت ۵۰ میں ہے: وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَرَافَعْنَاهُمَا إِلَى رُبُوبَةٍ ذَاتِ قُرْآنٍ وَمَعِينٍ ۝ (اور ہم نے مریم علیہ السلام کے بیٹے (عیسیٰ) کو اور ان کی ماں (حضرت مریم) کو بڑی نشانی بنایا اور ہم نے ان دونوں کو ایک ایسی بلند زمین پر لے جا کر پناہ دی جو ٹھہرنے کے قابل اور شاداب جگہ تھی۔) پارہ ۲۵ سورۃ الزخرف آیت ۶۱ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا گیا ہے: وَإِنَّهُ لَعَلَّمَ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمُوتُنَّ بَهَا وَأَتَّبِعُونَ ط ۝ (اور وہ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) قیامت کی نشانی (قیامت کے یقین کا ذریعہ) ہیں۔ تو تم لوگ اس میں شک مت کرو اور میری فرمانبرداری کرو۔)

(الفرقان - تذکرۃ الانبیاء - قصص القرآن - تفسیر مظہری)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کی جانے والی خاص عنایت کا ذکر قرآن نے کیسے کیا ہے؟

جواب: پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۵۵ میں ہے: إِذْ قَالَ اللَّهُ يٰعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَافِعْكَ إِلَىٰ مَوْضِعِكَ وَتَرُدُّكَ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي كَفَرْتُمْ ۚ وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَيَبْعَثَنَّ اللَّهُ إِلَيْهِمْ سَحَابًا مِّنْ ثَمَرٍ ذَاتِ بُيُوتٍ ۚ وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَيَبْعَثَنَّ اللَّهُ إِلَيْهِمْ سَحَابًا مِّنْ ثَمَرٍ ذَاتِ بُيُوتٍ ۚ (جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے عیسیٰ (علیہ السلام) بے شک میں تم کو دفات دینے والا ہوں اور میں تم کو اپنی طرف اٹھائے گا)

لیتا ہوں اور تم کو ان لوگوں سے پاک کرنے والا ہوں جو منکر ہیں اور جو تمہارا کہنا ماننے والے ہیں ان کو غالب رکھنے والا ہوں۔ ان لوگوں پر جو تمہارے منکر ہیں روز قیامت تک۔“ پارہ ۲۵ سورة الزخرف آیت ۵۹ میں ہے: **إِنَّ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ** ۵ ”عیسیٰ (علیہ السلام) تو محض ایک ایسے بندے ہیں جن پر ہم نے فضل کیا تھا۔ اور ان کو بنی اسرائیل کے لئے ہم نے ایک نمونہ بنایا تھا۔“ (القرآن۔ قصص الانبیاء۔ الامین کثیر۔ قصص القرآن)

سوال: کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے روز اہل کتاب پر گواہ ہوں گے؟
جواب: جی ہاں! پارہ ۶ سورة النساء آیت ۱۵۹ میں ہے: **وَأَنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَكُيُؤْمِنُوا بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ** ۵ **وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا** ۵ ”اور اہل کتاب میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جو اپنے مرنے سے پہلے عیسیٰ (علیہ السلام) پر ایمان نہ لے آئے اور قیامت کے روز وہ ان پر گواہی دیں گے۔“

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ الامین کثیر۔ مآثر الانبیاء۔ تفسیر مانی)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے تین ساتھیوں کو تبلیغ دین کے لئے اٹھا کیہ بھیجا تھا۔ قرآن پاک کی کس سورۃ میں یہ قصہ بیان ہوا ہے؟

جواب: سورۃ الہین آیات ۱۳ تا ۲۹ میں اہل اٹھا کیہ کا قصہ بیان کیا گیا ہے جس میں رسول اللہ سے خطاب ہے: **وَاصْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ** ۱ **إِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ** ۵ **إِذْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوا إِنَّا إِلَيْكُم مُّرْسَلُونَ** ۵ **قَالُوا مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا** ۵ **وَمَا أَنْزَلْنَا الرَّحْمَنُ مِنْ شَيْءٍ** ۵ **إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا كَاذِبُونَ** ۵ **قَالُوا رَبَّنَا عَلَّمْنَا إِيَّاكُمُ لَمْ نَكُنْ لَكُم مَّرْسَلُونَ** ۵ **وَمَا عَلَّمْنَا إِلَّا الْبَلْغَ الْمُبِينُ** ۵ **قَالُوا إِنَّا نَطَّيَّرُكُمْ بِكُمْ** ۵ **لَئِنْ لَمْ تَنْتَهُوا لَنَرْجُمَنَّكُمْ** ۵ **وَلَكَيْسَ لَكُمْ مِمَّا عَذَابَ آلِهَةٍ** ۵ **قَالُوا طَائِفُكُمْ مَعَكُمْ طَائِفٌ دُجِرْتُمْ** ۵ **بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ** ۵ **وَجَاءَ مِنْ أَفْصَا الْمَدْيَنَةِ رَجُلٌ يُعْنَى قَالَ يَلُومُكُمْ أَنْتُمْ أَلَسْتُمْ مُّسْلِمِينَ** ۵ **أَتَبْعُوا مَنْ لَا يُسَلِّطُكُمْ أَجْرًا وَهُمْ مُّهْتَدُونَ** ۵ **وَمَا لِي لَا أَعْبُدُ**

الَّذِي فَطَرَنِي وَالْاِلٰهَ تَرْجِعُوْنَ ۝ اَتَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهِ اِلٰهَةً اِنْ يُرَدِّنَ الرَّحْمٰنُ
بَصُرًا لَا تَعْنِ عَيْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا وَّ لَا يُنْقِذُوْنَ ۝ اِنِّىْ اِذَا لَقِىْتُ صُلَيْمٰنَ مُّبِيْنًا ۝
اِنِّىْ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاَسْمَعُوْنَ ۝ فَبِئْسَ الَّذِيْ اَدْخَلَ الْجَنَّةَ ط قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِىْ
يَعْلَمُوْنَ ۝ بِمَا عَفَرْتُ رَبِّىْ وَ جَعَلْنِىْ مِنَ الْمُكْرِمِيْنَ ۝ وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَى قَوْمِهِ
مِنْ بَعْدِهِ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ۝ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صٰبِغَةً
وَاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ ” اور آپ ان کے سامنے ایک قصہ یعنی ایک بستی
والوں کا قصہ اس وقت کا بیان کیجئے جب کہ اس بستی میں کئی رسول آئے یعنی جب
کہ ہم نے ان کے پاس (اول) دو کو بھیجا سو ان لوگوں نے (اول) دونوں کو جھوٹا
بتلایا پھر تیسرے (رسول) سے تائید کی سو ان تینوں نے کہا کہ ہم تمہارے پاس
بھیجے گئے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ تم تو ہماری طرح (محض) معمولی آدمی ہو اور
خدائے رحمن نے (تو) کوئی چیز نازل (ہی) نہیں کی تم برا جھوٹ بولتے ہو ان
رسولوں نے کہا ہمارا پروردگار عظیم ہے کہ بے شک ہم تمہارے پاس بھیجے گئے ہیں۔
اور ہمارے ذمہ تو صرف واضح طور پر (حکم کا) پہنچانا دینا تھا۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ
ہم تو تم کو منحوس سمجھتے ہیں اگر تم باز نہ آئے تو ہم پتھروں سے تمہارا کام تمام کر دیں
گے اور تم کو ہماری طرف سے سخت تکلیف پہنچے گی۔ ان رسولوں نے کہا کہ تمہاری
نحوست تو تمہارے ساتھ ہی لگی ہوئی ہے کیا اس کو نحوست سمجھتے ہو کہ تم کو نصیحت کی
جائے بلکہ تم (خود) حد (عقل و شرع) سے نکل جانے والے لوگ ہو۔ اور ایک
شخص (مسلمان) اس شہر کے کسی دور مقام سے دوڑتا ہوا آیا (اور) کہنے لگا کہ
اے میری قوم ان رسولوں کی راہ پر چلو (ضرور) ایسے لوگوں کی راہ پر چلو جو تم سے
کوئی معاوضہ نہیں مانگتے اور وہ خود راہِ راست پر بھی ہیں۔ اور میرے پاس کوئی عذر
ہے کہ میں اُس (معبود) کی عبادت نہ کروں جس نے مجھ کو پیدا کیا اور تم سب کو
اُسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ کیا میں خدا کو چھوڑ کر اور ایسے ایسے معبود قرار دے
لوں کہ اگر خدائے رحمن مجھ کو کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو نہ ان معبودوں کی سفارش

میرے کام آئے اور نہ وہ مجھ کو چھڑا سکیں اگر میں ایسا کروں تو صریح گمراہی میں جا پڑا۔ میں تو تمہارے پروردگار پر ایمان لا چکا سو تم (بھی) میری بات سن لو۔ ارشاد ہوا کہ جہنم میں داخل ہو۔ کہتے لگا کہ کاش میری قوم کو یہ بات معلوم ہو جاتی کہ میرے پروردگار نے مجھ کو بخش دیا اور مجھ کو عزت داروں میں شامل کر دیا۔ اور ہم نے اُس (شہید) کی قوم پر اس کے بعد کوئی لشکر (فرشتوں کا) آسمان سے نہیں اتارا اور نہ ہم کو اتارنے کی ضرورت تھی۔ وہ مزاحیہ ایک آواز سخت تھی اور وہ سب اسی دم (اس سے) مجھ کر (یعنی مرکز) رہ گئے۔

(القرآن - تفسیر الطبرانی - تفسیر روح البیان - تفسیر خازن)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کن حالتوں پر سلام بھیجا ہے؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۳۳ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان مبارک سے کہا گیا ہے: وَالسَّلَامُ عَلٰی يَوْمٍ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ۝ اور مجھ پر سلام ہے جس روز میں پیدا ہوا۔ اور جس روز مروں گا اور جس روز (قیامت میں) زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا۔“ (القرآن - تفسیر الطبرانی - تفسیر عیسیٰ)

سوال: بتائیے قیامت کے روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے توحید کے بارے میں کس طرح سوال ہوگا؟

جواب: پارہ ۷ سورۃ المائدہ آیات ۱۱۶-۱۱۸ میں بیان کیا گیا ہے: وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يٰعِيسٰى ابْنُ مَرْيَمَ ۖ أَتَنْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِي وَاٰمِی الْهٰیۡنِ مِنْ دُوۡنِ اللّٰهِ ۖ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا یَكُوۡنُ لِيۡ اَنْ اَقُوۡلَ مَا لَیْسَ لِيۡ بِۡبَعۡثٍ ۚ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٖ فَقَدْ عَلِمْتُهٖ ۚ تَعَلَّمُ مَا فِیۡ نَفْسِیۡ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِیۡ نَفْسِكَ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّٰمُ الْغُیُوۡبِ ۝ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَا اَمَرْتُۤیۡ بِهٖ اِنْ اَعْبَدُوۡا اللّٰهَ رَبَّیۡ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیۡدًا ۚ مَا كُنْتُ فِیْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیۡ كُنْتُ اَنْتَ الرَّقِیۡبُ عَلَیْهِمْ ۚ وَ اَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیۡدٌ ۝ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ۝ اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے

جب کہ اللہ تعالیٰ فرمادیں گے کہ اے عیسیٰ ابن مریم کیا تم نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی علاوہ خدا کے معبود قرار دے لو۔ عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے کہ (توبہ توبہ) میں تو آپ کو (شرک سے) پاک سمجھتا ہوں مجھ کو کسی طرح ویسا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق نہیں۔ اگر میں نے کہا ہوگا تو آپ کو اس کا علم ہوگا آپسے تو میرے دل کے اندر کی بات بھی جانتے ہیں اور میں آپ کے علم میں جو کچھ ہے اس کو نہیں جانتا تمام غیبیوں کے جاننے والے آپ ہیں۔ میں نے تو ان سے اور کچھ نہیں کہا مگر صرف وہی جو آپ نے مجھ سے کہنے کو فرمایا تھا کہ تم اللہ کی بندگی اختیار کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے اور میں ان پر مطلع رہا جب تک ان میں رہا۔ پھر جب آپ نے مجھ کو اٹھا لیا تو آپ ان پر مطلع رہے اور آپ ہر چیز کی پوری خبر رکھتے ہیں اگر آپ ان کو سزا دیں گے تو یہ آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف فرمادیں تو آپ زبردست ہیں حکمت والے ہیں۔ (القرآن - تذکرۃ الانبیاء - نفع القرآن)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ قتل کئے گئے نہ سولی پر چڑھائے گئے۔ قرآن حکیم نے یہ حقیقت کس طرح بیان کی ہے؟

جواب: پارہ ۶ سورۃ النساء آیت ۱۵۷ میں ہے: وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ مُبْتَلًى لَهُمْ وَلَئِنْ الْبَاقُونَ اَخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِيَ شَكٌّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اِتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۝٥١ بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّيْلُ عَرِيزًا حَكِيمًا ۝٥٢ اور ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کو جو کہ رسول ہیں اللہ تعالیٰ کے قتل کر دیا حالانکہ انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا لیکن وہ شبہ میں پڑ گئے اور جو لوگ ان کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ غلط خیال میں ہیں۔ ان کے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں بجز تخمینہ باتوں پر عمل کرنے کے۔ اور انہوں نے ان کو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی

طرف اٹھا لیا اور اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والے ہیں۔“

(القرآن - تفسیر ضیاء القرآن - تفہیم القرآن - تفسیر مجاہد)

سوال: بتائیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نبی آخر الزماں ﷺ کی تشریف آوری کے بارے میں کن الفاظ میں اشارت دی؟

جواب: پارہ ۲۸ سورۃ الصف آیت ۶ میں ہے کہ آپ نے فرمایا: **وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِيهِ مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ** ”اور میرے بعد جو ایک رسول آنے والے ہیں جن کا نام احمد ہوگا میں ان کی بشارت دیتا ہوں۔“

(القرآن - قصص الانبياء - لآلین کثیر - تفصیل القرآن - معارف القرآن)

سوال: قرآن نے کہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے تابعین کے دلوں میں نرمی اور محبت بڑا دی۔ کس آیت میں؟

جواب: پارہ ۲۷ سورۃ الحدید آیت ۲۷ میں ہے: وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رِافَةً وَرَحْمَةً ط ”اور جن لوگوں نے ان کا اتباع کیا تھا ہم نے ان کے دلوں میں شفقت و ازال دی تھی۔“ (القرآن - تذکرۃ الانبیاء - فتح الخمد - باب القرآن)

حضرت مریم و عیسیٰ علیہما السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

۳ سوال: بنی اسرائیل کے سب سے آخری اور مشہور نبی کا نام بتادجئے؟

جواب: ہاں اسرائیل کے سب سے آخری اور مشہور نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ اس لیے آپ کو خاتم الانبیاء ہاں اسرائیل کہا جاتا ہے۔

(تفسیر القرآن - قصص الانبیاء ابن کثیر - تفسیر ماخوذی)

سوال: بتائیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کا زمانہ کون سا تھا؟۔

جواب: آپ رسول اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت سے ۵۷ سال پہلے مبعوث فرمائے گئے۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔

(محکم دلائل سے مزین و متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے والد اور والدہ کا نام بتادیتے؟
جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم سے معجزانہ طور پر بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ آپ کی والدہ مقدسہ مریم علیہا السلام تھیں۔ حضرت مریم علیہا السلام کے والد کا نام عمران اور والدہ کا نام حنہ بنت فاوود تھا۔ والد حضرت مریم علیہا السلام کی ولادت سے پہلے فوت ہو گئے تھے۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر قرطبی۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ نے کیا منت مانی تھی؟
جواب: عمران کی بیوی حنہ بنے منے مانی تھی کہ میرے ہاں بھی بچہ پیدا ہوگا میں اس کو اللہ کے گھر بیت المقدس کی نذر کر دوں گی۔ اس وقت آپ حل سے تھیں آپ کا خیال تھا کہ لڑکا پیدا ہوگا۔ لیکن خدا کی قدرت کہ لڑکی مریم علیہا السلام پیدا ہوئیں۔ (قصص الانبیاء۔ تفسیر عثمانی۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر فیاض القرآن)

سوال: حضرت مریم علیہا السلام کو بیت المقدس کی خدمت کے لیے قبول کرنے سے کیوں انکار کیا گیا اور خدام کس طرح راضی ہوئے؟

جواب: حضرت مریم علیہا السلام کے پیدا ہونے پر والدہ حنہ کو افسوس ہوا کہ لڑکی ایسی خدمت کے لائق نہیں ہوتی۔ پھر بنی اسرائیل کے ہاں دستور تھا کہ اس مقدس گھر کی خدمت کے لیے لڑکی کو قبول نہیں کرتے تھے۔ حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ آپ کو لے گئیں تو پہلے خدام نے قبول کرنے سے انکار کر دیا پھر پریس و پیش کے بعد راضی ہوئے تو ہر خادم نے آپ کو لینا چاہا۔

(قصص الانبیاء۔ تفسیر قرطبی۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالحزین)

سوال: خدام کے درمیان حضرت مریم علیہا السلام کی کفالت کا فیصلہ کس طرح ہوا اور کون کفیل مقرر ہوا؟

جواب: اختلاف کو ختم کرنے کے لیے قرعہ اندازی کا فیصلہ کیا گیا۔ قرعہ اندازی میں حضرت زکریا علیہ السلام کا نام نکلا۔ جو حضرت مریم علیہا السلام کے خالو اور مقدس گھر کے متولی اور امام بھی تھے۔ اس مقصد کے لیے اس دور کے طریقے کے مطابق قلوب

کے ذریعے قرعہ اندازی کی گئی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کی بہن کے شوہر تھے۔

(تفسیر ماجدی۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء الامین کثیر)

سوال: حضرت مریم علیہ السلام کو دنیا بھر کی عورتوں میں کیا شرف اور بلند مقام حاصل ہوا؟
جواب: پہلا شرف یہ کہ واحد خاتون ہیں جو بیت المقدس کی خادمہ کے طور پر منتخب یا قبول کی گئیں۔ دوسرا شرف یہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو حجرے میں رزق (بے موی بھلوں کی صورت میں) عطا کیا جاتا تھا۔ تیسرا شرف یہ کہ اللہ نے فرشتوں کے ذریعے آپ کو پیغام دیا کہ اللہ نے آپ کو برگزیدہ ہستیوں میں منتخب کر لیا ہے اور باوجود لڑکی ہونے کے اپنی نیاز میں قبول کر لیا ہے۔ آپ کو ہر قسم کی آلودگی سے پاک رکھا اور کرامات عطا فرمائیں۔ اور سب سے بڑا شرف، فضیلت اور منفرد مقام یہ بخشا کہ کسی بشر کے چھوئے بغیر تنہا آپ کے وجود سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے ادا العزم پیغمبر پیدا ہوئے۔

(تفسیر مہدیٰ۔ مدار القرآن۔ فوائد شاہ اند۔ تفسیر القرآن)

سوال: بتائیے حضرت مریم علیہا السلام کے لیے قلموں کے ذریعے کس طرح قرعہ اندازی کی گئی؟

جواب: مفسرین کہتے ہیں کہ اس دور کے رواج کے مطابق قرعہ اندازی کے لیے یہ طے پایا کہ تمام خدام یا بھادراپے قلم دریا میں ڈال دیں جس کا قلم پانی کے بہاؤ کے خلاف چل پڑے وہی حضرت مریم علیہا السلام کی کفالت کا مستحق ہو گا۔ قرعہ حضرت زکریا علیہ السلام کے نام نکلا۔ بعض مفسرین نے یہ بھی کہا کہ دوبارہ قرعہ ڈالا گیا اور طے یہ پایا کہ اب جس کا قلم دریا کے موافق چلے گا وہ حق حضانت کا ذریعہ قرار ہو گا۔ چنانچہ اس مرتبہ پھر قرعہ حضرت زکریا علیہ السلام کے نام نکلا۔ چنانچہ حضرت مریم علیہا السلام کو ان کے حوالے کر دیا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ قرعہ قرعہ اندازی میں مرتبہ کی گئی۔ (قصص القرآن۔ قصص الانبیاء الامین کثیر۔ سیرت ابن کثیر)

سوال: حضرت مریم علیہ السلام کی سکونت کے لیے بیت المقدس میں کیا انتظام کیا گیا؟
 جواب: حضرت مریم علیہا السلام تین سال کی عمر میں پیکل کی خادمہ بنیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام پیکل کے افسر اعلیٰ تھے۔ حضرت مریم علیہا السلام دن کو حجرے میں عبادت کرتیں اور رات کو حضرت زکریا علیہ السلام انہیں اپنے گھر ان کی خالہ ایشاع کے پاس لے جاتے تھے۔ انہیں گھر سے حضرت مریم علیہا السلام کے لیے کھانا لانے کی ضرورت پیش نہ آتی تھی۔ حضرت زکریا علیہ السلام اگرچہ آپ کے خالو تھے تاہم آپ اس سعید امانت کا بے حد خیال رکھتے۔ انہوں نے پیکل سلیمانی میں ایک الگ حجرہ ان کی عبادت کے لیے مخصوص کر دیا۔ پھر جب مریم علیہا السلام بڑی ہو گئیں تو ایک دن وہ اہل خانہ سے کنارہ کش ہو کر شرقی جانب پردے کی اوٹ میں چلی گئیں۔ (روح البانی۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت مریم علیہا السلام کے والد اور والدہ کے بارے میں مؤرخین و مفسرین کیا بتاتے ہیں؟

جواب: آپ کے والد عمران بن یاشم بنی اسرائیل کے ایک عابد و زاہد شخص تھے۔ زہد و تقویٰ کی وجہ سے نماز کی امامت بھی ان کے سپرد تھی۔ ان کی بیوی (حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ) حد بھی نہایت پارسا اور عابدہ عورت تھیں۔ اپنے نیک خصائل کی وجہ سے دونوں میاں بیوی بنی اسرائیل میں مشہور تھے۔ علمائے انساب کا کہنا ہے کہ عمران اور ان کی زوجہ حضرت سلیمان علیہ السلام بن داؤد علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ (تاریخ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام۔ تاریخ ابن عساکر)

سوال: بتائیے کس واقعے سے متاثر ہو کر حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ نے اولاد کے لیے دعا مانگی؟

جواب: عمران اور حد صاحب اولاد نہیں تھے۔ مفسرین کہتے ہیں کہ حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ حد کو بھی بے حد متناہی کہ ان کے ہاں اولاد ہو اور وہ ہر وقت بارگاہ الہی میں دعا کرتیں اور قبولیت دعا کی منتظر رہتیں۔ کہتے ہیں ایک دن حد اپنے مکان

کے صحن میں بیٹھی تھیں تو دیکھا کہ ایک پرندہ اپنے بچے کو اپنی چونچ میں خوراک دے رہا ہے۔ حد یہ نظارہ دیکھ کر اولاد کے لیے تڑپ اٹھیں۔ اسی حالت اضطراب میں التجا کے لیے ہاتھ اٹھا دیئے۔ دل سے نکلی ہوئی دعا قبول ہوئی اور تھوڑے عرصے بعد وہ امید سے ہوئیں تو غدر مان لی کہ جہ پچہ پیدا ہو گا مسجد اقصیٰ کی خدمت کے لیے وقف کر دیں گے۔

(تفسیر تاریخ ابن اسحاق - تاریخ الانبیاء - قصص الانبیاء - سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ حد - نے آپ کا نام رکھا۔ بتائیے مریم کے معنی کیا ہیں؟

جواب: حضرت حد - نے لڑکی کا نام مریم علیہا السلام رکھا اور دعا کی کہ اسے پروردگار اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان کے ہر نقتے سے محفوظ فرما۔ سریانی زبان میں مریم علیہا السلام کے معنی خادمہ کے ہیں کیونکہ یہ مسجد اقصیٰ کی خدمت کے لیے وقف کر دی گئیں تھیں۔ بعض کا قول ہے کہ مریم کے معنی بلند اور عبادت گزار کے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ مریم علیہا السلام کی پیدائش سے پہلے اور بعض کہتے ہیں کہ شیر خوارگی میں والد فوت ہوئے۔ (سیرت انبیاء کرام - فتح الباری)

سوال: اللہ تعالیٰ نے فرشتے کے ذریعے حضرت مریم علیہا السلام کو کیا بشارت دی؟ حضرت مریم علیہا السلام نے حیرت کا کیوں اظہار کیا؟

جواب: حضرت مریم علیہا السلام کو فرشتے نے ایک بیٹے کی بشارت دی۔ حضرت مریم علیہا السلام نے اس پر تعجب کا اظہار کیا کہ میرے لڑکا کیسے ہو گا کیونکہ نہ تو مجھے کسی مرد نے چھوا کیونکہ میں نے نہ تو نکاح کیا اور نہ میں کوئی بدکار ہوں۔

(قصص القرآن - سیرت انبیاء کرام)

سوال: بتائیے بیٹے کی خوشخبری لے کر کون سا فرشتہ حضرت مریم علیہا السلام کے پاس آیا؟
جواب: مفسرین کے مطابق حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بیٹے کی خوشخبری لانے والے حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے۔ (تذکرۃ الانبیاء - ارض الانبیاء - قصص الانبیاء)

سوال: فرشتے نے حضرت مریم علیہا السلام کو کب اور کہاں بیٹے کی بشارت دی؟

جواب: مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کی عمر بارہ تیرا سال ہوئی تو نسوانی عادت کے مطابق انہیں حیض آیا۔ اس کے بعد آپ پاک ہونے کے لیے غسل کرنے لگیں تو وہاں جبرائیل علیہ السلام نوجوان خوبصورت مرد کی شکل میں پہنچے۔ حضرت مریم علیہا السلام نے پہلی نظر میں تو یہ سمجھا کہ کوئی اجنبی آدمی ہے۔ اور خوفزدہ ہو گئیں اور کہنے لگیں کہ میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں۔

(قص القرآن - تفسیر قرطبی - سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت مریم علیہا السلام سے بیٹے کی پیدائش کا معجزہ کیسے رونما ہوا؟

جواب: مفسرین کہتے ہیں کہ حضرت مریم علیہا السلام سے بات چیت کرنے والے حضرت جبرائیل علیہا السلام تھے اور جب حضرت مریم علیہا السلام کا خوف دور ہو گیا تو انہوں نے آپ پر ایک پھونک ماری اور خدا کی قدرت سے آپ کو حمل ٹھہر گیا۔

(تذکرۃ الانبیاء - تفسیر مزیدی - قص القرآن)

سوال: بتائیے حضرت مریم علیہا السلام پر و ظلم سے بیت اللہ کیوں تشریف لے گئیں؟

جواب: روح پھونکنے کا واقعہ پر و ظلم میں پیش آیا تھا۔ بچے کی ولادت کا وقت قریب آتا گیا تو آپ پریشان ہوئیں کہ بچہ پیدا ہونے کی صورت میں تو ہم الزام تراشی کرے گی۔ بیٹے کی پیدائش کا وقت قریب ہوتا گیا تو آپ تنہائی کے لیے پر و ظلم سے بیت اللہ تشریف لے گئیں کہا جاتا ہے کہ ایک پرانا مکان تھا۔ جس میں خلک کھجور کا ایک درخت تھا جس سے ٹیک لگایا۔ (قص الانبیاء لابن کثیر - تاریخ الانبیاء - تفسیر حقانی)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہا السلام کی پیدائش پر و ظلم کے قریب میں ہوئی۔ بتائیے یہ وہاں کہاں واقع ہے؟

جواب: حضرت مریم علیہا السلام بیت المقدس سے تقریباً نو میل دور کوہ سراقہ کے ایک ٹیلے پر چلی گئیں۔ اس جگہ کو آج کل بیت اللہ کہتے ہیں۔ بیت اللہ کی بستی سطح سمندر سے ڈھائی ہزار فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ یہاں زیتون کے درخت اور باغات

کثرت سے ہیں۔ چونکہ ان درختوں کے نیچے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے اس لیے لوگ ان درختوں کے پتے بطور تبرک لے جاتے ہیں۔

(تذکرۃ الانبیاء - سیرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کب اور کیسے ہوئی؟

جواب: بیت اللحم میں پہنچنے کے بعد حضرت مریم علیہا السلام کو تکلیف شروع ہو گئی۔ آپ کھجور کے ایک درخت کے سہارے سے بیٹھ گئیں اور چونکہ آپ کی زندگی کا پہلا واقعہ تھا اس لیے پریشانی کے عالم میں کہنے لگیں، کاش میں اس حالت سے پہلے ہی مر گئی ہوتی۔ اور ایسی قسم ہو جاتی کہ کسی کو یاد بھی نہ رہتی۔ تنہائی و بے بسی میں تکلیف کے ساتھ ساتھ سامان ضرورت و راحت کی بھی کمی تھی۔ پھر اس مشہور اور پاکیزہ ہستی کو بدنامی و رسوائی کا بھی ڈر تھا۔ (تفسیر طبری - قصص القرآن - معارف القرآن)

سوال: اللہ تعالیٰ نے پیدائش سے پہلے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام رکھ دیا تھا۔ فرشتے نے ولادت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت مریم علیہا السلام سے کیا کہا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتے کو بھیج کر حضرت مریم علیہا السلام کا حوصلہ بڑھایا۔ حضرت مریم علیہا السلام نے اس کا نام حسب ہدایت عیسیٰ (ایسوع) رکھا۔ فرشتے نے کہا اے مریم پریشان نہ ہو تیرے رب نے چشمہ چاری کر دیا ہے اس کا پانی پڑے اور کھجور کے تنے کو اپنی طرف بلاؤ۔ کھجوریں گریں گی اور یہ تازہ کھجوریں تمہارے کھانے کے لیے ہیں۔ (تفسیر طبری - قصص القرآن - معارف القرآن)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کو بدنامی سے بچنے اور اپنی صفائی پیش کرنے کا کیا طریقہ بتایا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ اگر کوئی آپ سے بچے کے بارے میں پوچھے تو انکلی کے اشارے سے کہہ دیجئے کہ میں نے رمن کے لیے روزہ رکھا ہے اس لیے میں کسی انسان سے بات نہیں کروں گی۔ مفسرین کہتے ہیں کہ اس وقت ابی شریعت میں خاموشی کا بھی روزہ ہوتا تھا۔ (قصص الانبیاء - تفسیر مکی - تفسیر مابعدی - تفسیر فیاض القرآن)

سوال: حضرت مریم علیہا السلام جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بیتہ اللحم سے یرو ظلم لے کر آئیں تو قوم نے کیا کہا؟

جواب: قوم نے باتیں بنانا شروع کر دیں کہ اے مریم تیرا باپ پاکباز تھا۔ تیری ماں نیک بخت اور پارسا تھی۔ تیرا بھائی ہارون بھی نیک تھا پھر معاذ اللہ۔ یہ حرکت کیا کی۔ یہ بچہ کہاں سے لائی۔
(تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر قرطبی)

سوال: حضرت مریم علیہا السلام نے اس موقع پر اپنی صفائی کس طرح پیش کی؟

جواب: آپ نے اللہ کے حکم سے چپ کا روزہ رکھا ہوا تھا۔ اس لیے اپنے شیرخوار بچے کی طرف اشارہ کر دیا کہ اس سے پوچھو۔ اس پر قوم نے آپ کا مذاق اڑانا شروع کر دیا اور مزید چہ گوئیوں کرنے لگے۔
(تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر قرطبی)

سوال: اللہ کے حکم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ماں کی گود میں کیا باتیں کہیں؟ قوم پر اس کا رد عمل کیا ہوا؟

جواب: شیرخوار بچے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے قوت گویائی دی۔ اور یہ معجزہ رونما ہوا کہ آپ نے فرمایا: ”میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب عطا کی اور مجھ کو نبی بنایا۔“ قوم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی باتیں سن کر حیران رہ گئی اور حضرت مریم علیہا السلام کے بارے میں بدگمانی دور ہوتے ہی ان کی عقیدت مند ہو گئی۔ انہیں اندازہ ہو گیا کہ وہ برگزیدہ ہستی ہیں اور وہ ماں بیٹے کو خیر و برکت کا باعث سمجھنے لگے۔ اس وقت ظالم بادشاہ یہودیہ کی حکومت تھی۔

(تصنیف الانبیاء۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر خانی)

سوال: بتائیے حضرت مریم علیہا السلام مصر کیوں گئیں۔ اور کب واپس آئیں؟

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کلام فرمانے پر اگرچہ بنی اسرائیل کے اکثر لوگوں نے آپ کی پاکدامنی پر یقین کر لیا تھا۔ لیکن پھر بھی بعض شرپسند آپ کو طعنے دیتے اور پریشان کرتے۔ پھر حضرت زکریا علیہ السلام کی شہادت کے بعد حالات بھی سازگار نہ رہے تھے اس لیے آپ نے بہتر سمجھا کہ بیت المقدس چھوڑ دیں۔ چنانچہ آپ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ساتھ لے کر اپنے عزیزوں کے ہاں مصر تشریف لے گئیں۔ پھر وہاں سے ناصر یہ چلی گئیں۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تیرہ سال کے ہوئے تو آپ واپس بیت المقدس آ گئیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مصر میں ایک زمیندار نے حضرت مریم علیہا السلام کو بیٹی بنا کر اپنے پاس رہنے کی جگہ دی۔

(تذکرۃ الانبیاء - تفسیر حنفی - تذکرۃ الانبیاء - قصص الانبیاء - قصص القرآن)

سوال: حضرت مریم علیہا السلام اپنے بچے کی ولادت سے پہلے اس کے بارے میں کیا تذکرہ کیا کرتے تھیں؟

جواب: حضرت مجاہد سے روایت ہے، آپ فرماتی تھیں کہ دورانِ حمل تنہائی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام مجھ سے باتیں کرتے تھے اور مجمع میں خدا کی تسبیح بیان کرتے تھے حالانکہ آپ ابھی بیٹ میں تھے۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر - تفسیر ابن کثیر - قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: بتائیے یوسف نجا کون تھا؟

جواب: مفسرین اور مؤرخین کا کہنا ہے کہ یوسف نجا حضرت مریم علیہا السلام کے ماموں کا بیٹا یا خالہ زاد بھائی تھا۔ وہ بیت المقدس میں عبادت کرتا رہتا تھا اور کبھی کبھی حضرت مریم علیہا السلام کو ان کی خالہ کے پاس پہنچاتا تھا۔ وہی آپ کو بیت اللحم چھوڑ کر آیا تھا۔ یوسف نجا ہی حضرت مریم علیہا السلام کو اور عیسیٰ علیہ السلام کو مصر کی طرف لے گیا تھا۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر - تفسیر حنفی - قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: حضرت مریم علیہا السلام کتنا عرصہ بیت اللحم میں رہیں اور کب واپس بیت المقدس میں آئیں؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مریم علیہا السلام فرشتے کی بشارت سے بے غم ہو گئیں اور نفاس کی مدت ختم ہونے تک چالیس روز وہیں رہیں۔ پھر اپنے گھر واپس آئیں ہر طرح کی بشارتیں بی بی مریم علیہا السلام کو فرشتے نے بتا دی تھیں۔ اور سوال کا جواب بھی بتا دیا تھا کہ بچے کی طرف اشارہ کر دیتا۔

(تفسیر ابن عباس - تفسیر حنفی - قصص الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کو بتا دیا تھا کہ آپ کا بیٹا بنی ہوگا۔ آپ کے اعلان نبوت سے پہلے بنی اسرائیل کی حالت کیا تھی؟

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اعلان نبوت سے پہلے بنی اسرائیل ہر قسم کی برائیوں میں مبتلا تھے۔ انفرادی و اجتماعی طور پر ہر قسم کے عیب ان میں موجود تھے۔ وہ اعتقاد و اعمال ہر قسم کی گمراہیوں کا شکار تھے۔ حتیٰ کہ اپنی ہی قوم کے پیغمبروں کو قتل کر دیتے تھے۔ یہود کے عالم اللہ کی کتاب توریت میں تحریف کر دیتے۔ وہ ہم و دینار کے لالچ میں خدا کی آیات فروخت کر دیتے۔ اللہ کے بتائے ہوئے حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دے دیتے۔ (تفسیر ابن کثیر۔ تاریخ الانبیاء۔ حصہ القرآن)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قوم کو کیا تعلیم دی؟

جواب: آپ نے وحدانیت کی تبلیغ کی۔ شرک و کفر کے خلاف آواز اٹھائی۔ اپنی صداقت اور حقانیت کے نور سے قوم بنی اسرائیل کی شرکانہ حرکات و اعمال کو درست کرنے کی کوشش کی۔ علماء کی محفلوں۔ راہبوں کی مجالس اور گلی کوچوں میں آپ نے دن رات حق کا پیغام سنایا۔ (نقص القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ حصہ الانبیاء لابن کثیر)

سوال: بتائیے حضرت مریم علیہا السلام نے کب وفات پائی؟

جواب: اسرائیلی روایات کے مطابق حضرت مریم علیہا السلام ۴۸ء میں انتقال فرما گئیں۔

(تفسیر مہدی۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت مریم علیہا السلام نے فرشتے کو دیکھ کر فرمایا تجا میں رخصت کی پناہ مانگتی ہوں تجھ سے اگر تو متقی (پرہیزگار) ہے۔ آپ نے یہ الفاظ کیوں کہے؟

جواب: مفسرین نے ابو العالیہ کا بیان نقل کیا ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام نے یہ اس لیے فرمایا تھا کہ متقی شخص عقلمند اور خیال رکھنے والا ہوتا ہے۔ اسی لیے آپ نے فرمایا کہ اگر تو متقی ہے تو مجھ سے دور ہو جا۔ (تفسیر ابن کثیر۔ حصہ الانبیاء لابن کثیر)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے بنی اسرائیل نے حضرت مریم علیہا السلام کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

جواب: محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ جب بنی اسرائیل میں یہ بات مشہور ہوئی کہ حضرت مریم علیہا السلام بچے کو جنم دینے والی ہیں تو جن لوگوں کا حضرت زکریا علیہ السلام کے گھر آنا جانا تھا انہوں نے آنا جانا بند کر دیا۔ اور بعض بد بختوں نے حضرت مریم علیہا السلام کو اس یوسف نجار (آپ کے رشتے دار) کے ساتھ تہمت میں لٹوٹ کیا جو آپ کے ساتھ مسجد میں عبادت کرتا تھا۔ بعض نے حضرت زکریا علیہ السلام کے ساتھ لٹوٹ کیا۔ پھر حضرت مریم علیہا السلام لوگوں سے چھپ کر رہنے لگیں اور آخر کار ایک دور دراز جگہ پر خود کو ڈال لیا۔ اور وہ کھجور والی جگہ وہی ہے جہاں اب بیت اللہم بنا ہوا ہے اور جو عظیم الشان عمارت اب وہاں ہے اسے روم کے کسی بادشاہ نے بطور یادگار بنوایا تھا۔ (قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: بتائیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے فوراً بعد پریشانی کے عالم میں حضرت مریم علیہا السلام کو کس نے حوصلہ دیا؟

جواب: مفسرین کی اس بارے میں مختلف آراء ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قلی دی اور بعض کہتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نے۔ عوفی نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تو صرف لوگوں کی موجودگی میں (اپنی سچائی بیان کرنے کے لیے) بات چیت کی تھی۔ اور سدی، سعید بن جبیر، عمرو بن میمون، ضحاک اور قتادہ کا یہی قول ہے کہ وہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔ مجاہد، حسن، ابن زید اور سعید بن جبیر کی بھی ایک دوسری روایت یہ ہے کہ یہ حضرت مریم علیہا السلام کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ لیکن یہ قول ضعیف ہے۔ (تاریخ ابن جریر۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: بتائیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کھتہ اللہ کیوں کہا گیا؟ آپ کے دیگر القاب کون سے تھے؟

جواب: آپ کو کلمہ اللہ اس لیے کہا گیا کہ آپ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ آپ کو ابن

مریم۔ اسحٰ۔ اور روح اللہ کے القاب بھی قرآن پاک میں دیئے گئے ہیں۔

(فرمانِ مانی۔ القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مختلف گروہوں نے کیا نظریات قائم کیے؟

جواب: عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ایک معجزہ تھی۔ چنانچہ آپ کے متعلق کئی گروہ بن گئے۔

یہود نے کہا یہ زانیہ کے بیٹے اور ولد الذنا ہیں (نعوذ باللہ) اور وہ اب تک اس کفر و

عناد پر قائم ہیں۔ کچھ نصاریٰ نے کہا کہ یہ اللہ ہیں۔ دوسروں نے کہا کہ اللہ کے

بیٹے ہیں۔ مومنین نے کہا کہ یہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس کی

باندی اور بندی (مریم علیہا السلام) کے بیٹے ہیں۔ اور اس کی نشانیاں ہیں اور اس

کی روح یعنی اس کے حکم سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور یہ آخری عقیدہ اب تک

مسلمانوں کا ہے۔ اہل کتاب نے تمہیں خدا بھی بتا دیئے۔ ایک خدا، دوسرے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور تیسرے حضرت مریم علیہا السلام۔

(تفسیر مزنی۔ معارف القرآن۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کون سی کتاب نازل کی گئی؟ وحی لانے والے کون تھے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت عطا کی اور بنی اسرائیل کی ہدایت کے لیے ایک عظیم

کتاب انجیل مقدس آپ کو عطا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ کتاب حضرت

جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے وحی کی۔ آپ توریت کی بھی تصدیق کرتے تھے۔

(القرآن۔ تفسیر معارف القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے معجزات کے ذریعے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی تصدیق

فرمائی۔ بتائیے آپ کو کون سے معجزے عطا ہوئے؟

جواب: قرآن پاک جسے پتہ چلتا ہے کہ آپ کو پانچ معجزے عطا ہوئے۔ آپ خدا کے حکم

سے مردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ مادرزاد اندھوں کو بینائی عطا کرتے تھے۔ جذامی

(کوڑھی) کا علاج فرماتے تو اسے بھلا چمکا کر دیتے۔ مٹی کے پرندے بنا کر ان

میں پھونک مارتے تو خدا کے حکم سے ان میں جان پڑ جاتی تھی۔ آپ یہ بھی بتا

دیتے تھے کہ کس آدمی نے کیا کھایا۔ کتنا کھایا، کتنا بچا کر رکھ چھوڑا۔ نبوت کا یقین دلانے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں ان معجزات کا ظہور ہوتا۔ تمام مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ان معجزات پر ایمان رکھتے ہیں۔

(فوائد فی الہند۔ قصص القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر فیاض القرآن۔ تیسرے القرآن)

سوال: انبیاء کو ان کے حالات اور دور کے مطابق معجزے دیئے گئے۔ بتائیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو احيائے موتی کا معجزہ کیوں دیا گیا؟

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ بھی دیا گیا مفسرین اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس دور میں اطباء اور حکماء کا بڑا زور تھا اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو احيائے موتی کے ساتھ مریضوں کو شفا دینے کا معجزہ اس لیے عطا کیا کہ ان امراض کے علاج کے لیے اس دور کے اطباء بے بس تھے۔ آپ کے دور میں علم طب اور علم طبلیجات کا چرچا تھا۔

(قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: بتائیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں کون سا مشہور طبیب آپ کے پاس مریضوں کو لایا تھا؟

جواب: مشہور حکیم جالینوس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں تھا۔ اسے جب پتہ چلا کہ آپ اندھوں اور کوڑھیوں کو اچھا کر دیتے ہیں تو ایک مادر زاد اندھے اور ایک کوڑھی کو آپ کے پاس لایا۔ کہنے لگا کہ ان دونوں مریضوں کو اچھا کر کے دکھائیں۔ آپ نے ان دونوں پر اپنا دست شفا پھیرا تو دونوں خدا کے حکم سے تندرست ہو گئے۔ مگر جالینوس یہ معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہ لایا۔ (قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کے جواب میں کس رد عمل کا اظہار کیا؟

جواب: دوسرے انبیاء کرام علیہ السلام کی قوموں کی طرح آپ کی قوم نے بھی آپ کو جھٹلایا۔ آپ کی تعلیمات کا انکار کیا۔ پھر بعض نے آپ کے معجزات دیکھ کر آپ کو

نبی سے بڑھا کر خدا بنا دیا۔ یہود نے آپ کا انکار کر دیا۔ نصاریٰ میں کئی فرقے بن گئے۔ کوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتا تو کوئی ان کو تین خداؤں میں سے ایک کہنے لگا۔ پھر کوئی تین خدا کہنے لگا یعنی حضرت مسیح علیہ السلام روح القدس اور اللہ یا مسیح، مریم اور اللہ تینوں خدا ہیں ان میں کا ایک حصہ دار اللہ ہو۔ پھر وہ تینوں ایک اور وہ ایک تین ہیں۔ عیسائیوں کا عام عقیدہ یہی ہے۔ آپ نے بقی زیادہ تبلیغ کی بنی اسرائیل کے لوگ اتنی زیادہ مخالفت کرتے رہے۔

(نوائے حسنیٰ - تذکرۃ الانبیاء - قصص القرآن)

سوال: بنی اسرائیل کے بادشاہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کو قتل کرنے کا منصوبہ کیوں بنایا؟

جواب: مفسرین کہتے ہیں کہ آپ کی ولادت کے وقت قیصر روم بادشاہ تھا۔ اس نے کچھ خواب دیکھے جن سے اسے یہ خطرہ محسوس ہوا کہ اس کی حکومت ختم ہونے والی ہے۔ آپ کی معجزانہ پیدائش ہوئی جس کی ہر طرف شہرت ہو گئی۔ اور شیر خوارگی میں بولنے کی وجہ سے بچے کی زبان پر آپ کا تذکرہ ہونے لگا۔ اس سے بھی قوم کے سرداروں اور بادشاہ کو ماں بیٹے سے عداوت ہو گئی اور دونوں کے قتل کا منصوبہ بنالیا۔ اس خطرے کی بنا پر آپ کی والدہ آپ کو لے کر مصر چلی گئیں اور بارہ تیرہ سال وہاں رہیں۔ اس عرصے میں بادشاہ کا انتقال ہو گیا تو آپ ملک شام واپس آ گئیں۔

(تذکرۃ الانبیاء - قصص الانبیاء - تفسیر امجدی)

سوال: یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف بادشاہ وقت کو کس طرح بھڑکایا؟

جواب: وہ آپ کے خلاف طرح طرح کی سازشیں اور خفیہ تدبیریں کرنے لگے، بادشاہ کے کان بھی بھرنے شروع کر دیئے۔ وہ کہتے کہ یہ شخص ملحد ہے۔ تو ریت کو بدلنا چاہتا ہے۔ سب کو بددین کر رہا ہے۔ اس لیے بادشاہ نے آپ کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہودی سمجھ گئے تھے کہ آپ اللہ کے نبی ہیں۔ اس لیے آپ کو ٹھکانے لگانے کی فکر کرنے لگے۔

(نوائے حسنیٰ - تذکرۃ الانبیاء - تفسیر ابن کثیر)

سوال: حواری کون لوگ تھے؟ انہیں یہ نام کیوں دیا گیا؟

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تبلیغ سے ابتدائی طور پر بارہ آدمی ایمان لائے۔ قرآن نے انہیں حواری کہا ہے۔ یہ اہل حق تھے۔ نعت میں حواری کے کئی معنی ہیں۔ مخلص، ساتھی، رفیق، سفید پوش، دھوبی۔ قرآن میں یہ لفظ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ ساتھیوں کے لیے بولا گیا ہے۔ (تفسیر خازن، تفسیر فیہ القرآن، تاریخ الانبیاء، تاسوس القرآن)

سوال: بتائیے حواریین عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بعض مفسرین کی کیا رائے ہے؟

جواب: ان کے بارے میں ایک قول جو مشہور ہے یہ ہے کہ پہلے دو شخص جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے وہ دھوبی تھے۔ کپڑے صاف کرنے کی وجہ سے ان کو حواری کہا جاتا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کپڑے کیا دھوتے ہو۔ آؤ میں تمہیں دل دھونے سکھا دوں۔ وہ ساتھ ہو لیے پھر ایسے سب ساتھیوں کے نام حواری پڑ گیا۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہ لوگوں کے دلوں کو اپنے فیوض و برکات سے پاک کرتے تھے اس لیے حواری کہلائے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ لوگ انراء و شرفاء تھے۔ سفید لباس استعمال کرتے تھے اس لیے حواری کہلائے۔ قرآن نے یہ لفظ استعمال کیا تو یہ رفیق و مددگار کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔

(تذکرۃ الانبیاء، قصص القرآن، قصص الانبیاء، تاسوس القرآن)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے آپ کے معجزے دیکھ کر آپ سے کیا مطالبہ کیا؟

جواب: انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ اللہ سے کہیں، ہمارے لیے آسمان سے ایک خوان کھانے کا نازل کر دے۔

(القرآن، تفسیر عزیزی، تفسیر القرآن، معارف القرآن)

سوال: بتائیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے نزول ماندہ یعنی کھانے نازل کرنے کا مطالبہ کیوں کیا تھا؟

جواب: یہ حواری نیک اور عبادت گزار ہو گئے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ دنیا کے کام کاج سے

الگ الگ ہو کر یاد خدا میں مصروف رہیں اور ہمیں کچے پکائے کھانے مل جائیں۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ بھی کہنے لگے کہ ہمارا مقصد اس خوان میں سے کھانے کا یہ بھی ہے کہ اس سے ہمارے دلوں کو اطمینان بھی ہو اور ہم کو اس بات کا بھی یقین ہو جائے کہ آپ نے ہم سے سچ کہا ہے اور ہم نزول ماندہ پر گواہی دینے والے ہوں۔ (القرآن - تفسیر مزہبی - تفسیر القرآن - حارف القرآن)

سوال: مفسرین نے نزول ماندہ کی کیفیت اور تفصیل کس طرح بیان کی ہے؟
جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور خشوع و خضوع سے دعا مانگی۔ تو ماندہ کا تحفہ آسمان سے نازل ہو گیا آپ نے دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی۔ اس کے بعد خوان کھولا تو اس میں سے تلی ہوئی مچھلیاں تر و تازہ پھل اور روٹیاں نکلیں۔ کھانے کی مصور کن خوشبو تھی۔ (تفسیر القرآن - تذکرۃ الانبیاء - حصہ الانبیاء)

سوال: بتائیے نزول ماندہ کس دن ہوا تھا اور کتنے دن جاری رہا؟
جواب: مؤرخین اور مفسرین کے بقول ماندہ کا خوان اتوار کو اترتا تھا۔ اور ایک روایت کے مطابق یہ خوان چالیس دن تک اترتا رہا۔ اسی لیے انصار کے ہاں اتوار کے دن کو عید کا دن سمجھا جاتا ہے۔ (تاریخ الانبیاء - تذکرۃ الانبیاء - تفسیر ابن کثیر)
سوال: بتائیے ماندہ کے کھانے کے لیے کیا حکم نازل ہوا تھا۔ اور بنی اسرائیل نے کیسے حکم عدولی کی؟

جواب: اس کے کھانے کے لیے حکم تھا کہ اسے صرف غریب، بیمار اور فقراء کھائیں۔ جلد دست و توانا لوگ نہ کھائیں۔ مگر انہوں نے اس حکم کی خلاف ورزی کی اور مالدار لوگوں نے بھی کھانا شروع کر دیا۔ جس کی خلاف ورزی پر کھانے والے اسی آدمی بندر اور سور بنا دیئے گئے۔ (تذکرۃ الانبیاء - حصہ القرآن)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذاتی زندگی کیسی تھی؟
جواب: آپ دن رات اللہ کے دین کی تبلیغ میں مصروف رہتے تھے۔ آپ نے نہ شادی کی نہ اپنے رہنے سہنے کے لیے کوئی گھر بنایا۔ آپ شہر شہر پھر کر دعوت حق دیتے۔ جہاں

کہیں رات آجاتی بغیر ہوئے کے رات گزارنے کے لیے ٹھہر جاتے اور ساری رات عبادت میں مصروف رہتے۔ (قصص الانبیاء - سیرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس گمریلو استمال کی کون کون سی چیزیں تھیں؟
جواب: آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے پاس ایسی کوئی چیز نہیں رکھنا چاہتا جس سے عبادت الہی میں خلل آئے۔ چنانچہ آپ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ کے پاس لکڑی کا ایک پیالہ تھا جس سے آپ پانی بھی پی لیتے اور ضرورت کے وقت دوسرے کام بھی لیا کرتے تھے۔ آپ نے دیکھا کہ ایک شخص اوکھ سے پانی پی رہا ہے۔ آپ نے بھی پیالے کا استعمال ترک کر دیا اور ہاتھ کی پتیلی سے اوکھ بنا کر پانی پینے لگے۔ آپ کے پاس بالوں اور ڈاڑھی کے لیے لکڑی کا کٹکھا تھا۔ آپ نے دیکھا ایک شخص ہاتھوں سے ڈاڑھی کے بال سنوار رہا ہے۔ آپ نے کٹکھا توڑ دیا۔ آپ نے مسافروں کی طرح زندگی گزاری۔

(قصص الانبیاء - قصص القرآن - تاریخ انبیاء ۲ - سیرت انبیائے کرام)

سوال: بادشاہ وقت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کیا حکم جاری کیا؟
جواب: بادشاہ نے حکم دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑیں، صلیب پر چڑھائیں اور ایسی عبرتناک سزا دیں جسے دیکھ کر دوسرے لوگ اس کا اتباع کرنے سے باز آجائیں۔

(قصص الانبیاء - تفسیر فتح البیان - قصص القرآن)

سوال: بادشاہ سمیت پوری قوم آپ کی دشمن ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو کس طرح تسلی دی؟
جواب: اللہ نے اس وقت بھی آپ کی حفاظت کا وعدہ فرمایا جب سوائے حواریوں کے پوری قوم آپ کو چھوڑ چکی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، آپ کی موت یہودیوں کے ہاتھ سے نہیں ہوگی۔ یعنی آپ کو آپ کے دشمن قتل نہیں کر سکتے بلکہ آپ اپنی طبعی موت سے وفات پائیں گے۔ آپ اپنے دشمنوں سے گھبرائیں نہیں، ہم اپنے فرشتوں کے ذریعے آپ کو عالم بالا پر اٹھوا لیں گے۔ آپ کے دشمن جو آپ پر الزام بغیر باپ کے پیدا ہونے پر لگاتے ہیں ہم آپ کی براءت اور پاکی کا اعلان

کریں گے، آپ کے ماننے والے اور قہقہے آپ کے منکرین و مخالفین پر غالب رہیں گے۔ (تذکرۃ الانبیاء - سیرت انبیائے کرام - تفسیر خانی)

سوال: مسلمان اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ اٹھا لیا گیا۔ مسلمانوں کا یہ ایمان کس بنیاد پر ہے؟

جواب: مسلمانوں کا اس بات پر ایمان اس لیے ہے کہ قرآن کہتا ہے اور احادیث سے ثابت ہے کہ نہ ان کو یہود نے قتل کیا اور نہ سولی دی۔

(انقرآن - تفسیر قرطبی - مجمع بخاری - حصہ الانبیاء)

سوال: یہودی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا گیا۔ وہ کس وجہ سے اس شے کا شکار ہیں؟

جواب: یہودیوں نے اس جگہ کا محاصرہ کر لیا جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے حواری جمع تھے۔ پھر اپنے ایک آدمی کو اس جگہ بھیجا کہ آپ کو قتل کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے ہی آپ کو آسمان پر اٹھا لیا۔ اور جو آدمی آپ کو قتل کرنے کے لیے گیا تھا اس کی شکل و صورت عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ کر دی۔ باہر والے آدمی اس کی مدد کے لیے اندر داخل ہوئے تو اپنے آدمی کو مسیح سمجھ کر پکڑا اور قتل کر دیا۔ پھر لاش دیکھی تو کہنے لگے چہرہ تو مسیح جیسا ہے مگر جسم ہمارے آدمی جیسا ہے۔ لیکن اگر یہ مسیح ہے تو ہمارا آدمی کدھر گیا۔ وہ اس شے میں شکار رہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسے قتل کرنے کی بجائے سولی پر چڑھایا گیا تھا۔ اس طرح اپنے آدمی کو مسیح کے دھوکے میں سولی چڑھایا۔ ضحاک اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ شیطان نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھنٹھری کی تھی۔ (تذکرۃ الانبیاء - تاریخ الانبیاء - حصہ الانبیاء لابن کثیر)

سوال: محدثین، مفسرین اور مؤرخین نے قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور بعد کی کیا کیفیت بیان کی ہے؟

جواب: عصر کی نماز کے لیے اذان ہو چکی ہوگی اور لوگ نماز کے لیے تیار یاں کر رہے ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کاندھوں پر سہارا لیے دمشق کی جامع

مہدی کے شرعی منارہ پر جلوہ افروز ہوں گے۔ سیزمی لائی جائے گی اور آپ اس کے ذریعے نیچے آ کر حضرت امام مہدی سے ملاقات فرمائیں گے۔ حضرت امام مہدی فرمائیں گے کہ یا نبی اللہ! تشریف لائیے اور امامت فرمائیے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام جواب دیں گے امامت آپ ہی فرمائیں، یہ عزت محمد رسول اللہ ﷺ کی امت ہی کو حاصل ہے۔ حضرت امام مہدی نماز پڑھائیں گے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام مقتدیوں میں شامل ہوں گے۔ دہال بیت المقدس کو گھیر چکا ہوگا۔ دوسرے دن حضرت امام مہدی اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی سرکردگی میں اسلامی لشکر دجال سے لڑے گا۔ دم یحییٰ علیہ السلام (سانس) کی غایت یہ ہوگی کہ حد نگاہ تک جہاں یہ سانس پہنچے گا کافر پگھل جائیں گے۔ دجال بھاگے گا مگر حضرت یحییٰ علیہ السلام اس کا پیچھا کریں گے اور باب لہ میں جا کر گھیر لیں گے اور اسے قتل کریں گے۔ حضرت امام مہدی کی خلافت مختصر ہوگی، آپ کا انتقال ہوگا تو حضرت یحییٰ علیہ السلام آپ کی نماز جنازہ پڑھائیں گے۔ پھر یا جوج ماجوج کے فتنے سے آپ کا واسطہ پڑے گا۔ اس فتنہ سے نجات حاصل کرنے کے لیے حضرت یحییٰ علیہ السلام اللہ سے دعا کریں گے۔ اور اصحاب آمین کہیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی دعا قبول فرمائے گا اور طاعون کی بیماری سے یا جوج ماجوج ایک رات میں ختم ہو جائیں گے۔ پھر حضرت یحییٰ کا نکاح ہوگا۔ اولاد ہوگی اور پھر آپ کو طبعی موت حاصل ہوگی اور روضہ رسول اللہ ﷺ میں آپ کے حجرے میں دفن ہوں گے۔

(فوائد عثمانی - تذکرۃ الانبیاء - کنز العمال - حصہ الانبیاء)

سوال: حضرت یحییٰ علیہ السلام کی خلافت حضرت امام مہدی علیہ السلام کے بعد چالیس سال تک رہے گی۔ آپ کون سی شریعت نافذ کریں گے؟

جواب: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ آسمان سے اترنے کے بعد چالیس سال تک حکومت کریں گے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت امام مہدی کی خلافت کے بعد یہ عرصہ چالیس سال ہوگا۔ آپ شریعت محمدی کے مطابق امور خلافت

انجام دیں گے۔ (نقص الانبیاء لابن کثیر۔ نقص القرآن۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے تین حواریوں کو شہر اٹھاکہ کے لوگوں کی طرف بھیجا۔ وہ کون تھے؟

جواب: آپ نے پہلے دو حواریوں کو بھیجا پھر ان کی مدد کے لیے تیسرے کو بھیجا۔ بعض مفسرین نے انہیں رسول کہا ہے۔ ان کے نام ہیں صادق، صدوق، شلوم، بعض روایات میں تیسرے کا نام شمعون بھی بتایا گیا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر۔ نقص الانبیاء مولانا عبدالعزیز۔ تفسیر درمنثور)

سوال: کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دریائے طہریاس کے پاس ماندہ کے لیے دعا کی تھی۔ اس خوان میں کون سی چیزیں ہوتی تھیں؟

جواب: اس میں پانچ روٹیاں اور دو تلی ہوئی مچھلیاں ہوتی تھیں۔ جن سے پانچ ہزار آدمی سیر ہوتے۔ بعض کہتے ہیں کہ لوگ کھاتے جاتے اور پھر مزید خوان اتر آتا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک بہت بڑی مچھلی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ سات روٹیاں اور سات مچھلیاں تھیں۔ اور بعض پانچ روٹیاں اور پانچ مچھلیاں بتاتے ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر حنفی۔ نقص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: بعض مفسرین نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مصلوب کیے جانے کا واقعہ کس طرح بیان کیا ہے؟

جواب: یہود کی عید الفطر یعنی عید فصح قریب آئی تو یہود کے کاہن اور سرداروں کو فکر ہوئی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مار ڈالیں۔ حواریوں میں سے ایک شخص نے جس کا نام یہودا تھارثوت لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پتہ بتا دیا۔ ابن کثیر کے مطابق اس نے صرف تین روپے رشوت لی۔ ایک جماعت ہتھیار باندھ کر گئی اور آپ کو گرفتار کر لائی۔ بلاطوسی نامی حاکم کے سامنے پیش کیا تو اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے سے انکار کیا۔ حسن بصریؒ اور ابن اسحاقؒ نے کہا ہے کہ بادشاہ کا نام داؤد تھا جس نے قتل کا حکم دیا۔ لوگوں نے جب گھراؤ کیا تو یہ جمعہ کے دن کی شام

اور ہفتہ کی رات تھی پھر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہر دو لیس نامی حاکم کے پاس لے گئے۔ اس نے بھی اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل سے بچانے کی کوشش کی۔ لیکن یہودیوں نے شور مچا دیا۔ ہر دو لیس نے کہا کہ تمہارے اصرار پر میں اس کو سولی چڑھاتا ہوں لیکن اس کا گناہ تم پر اور تمہاری اولاد پر ہو گا۔ اس وقت تو اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک مکان میں بند کر دیا۔ پھر اللہ نے ان کا ہم شکل بنا دیا جسے مصلوب کیا گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سزا رومی عدالت سے ملی مگر یہودیوں کا اس میں ہاتھ ہے۔ (تفسیر حقانی۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا ہے آسمان سے خوان نازل ہوا۔ مفسرین اس کی تفصیل کیا بتاتے ہیں؟

جواب: بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہ خوان نازل نہیں ہوا تھا۔ لیکن اکثریت کی رائے ہے کہ خوان نازل ہوا تھا۔ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عمار بن یاسرؓ سے منقول ہے کہ یہ واقعہ پیش آیا اور ماندہ کا نزول ہوا۔ تاہم مفسرین کے نزدیک اس کی تفصیل مختلف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ایک ہی دن نازل ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ چالیس دن تک نازل ہوتا رہا۔ بند اس لیے ہوا کہ صرف مساکین اور غرباء کو کھانے کا حکم تھا۔ جب اس کی خلاف ورزی ہوئی تو بند ہو گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کے نزول کے ساتھ یہ بھی حکم تھا کہ اس کو کھائیں مگر اگلے روز کے لیے ذخیرہ نہ کریں مگر جب اس حکم کی خلاف ورزی ہونے لگی تو بند ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس میں سرکہ بھی تھا اور دیگر پھل بھی تھے۔ (تفسیر ابن کثیر۔ سیرت انبیاء کرام۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب انجیل کی مفسرین و مؤرخین نے کیا صورتیں بتائی ہیں؟

جواب: انجیل اللہ کی نازل کردہ کتاب تھی جو توریت کی تکمیل اور تصدیق کرتی تھی۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی یہ کتاب بعد میں ناپید ہو گئی۔ اور جو چاروں انجیل سامنے آئیں ان کے بارے میں اہل علم اور حتیٰ کہ علماء نصاریٰ

کہتے ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی حضرت مسیح علیہ السلام کی انجیل نہیں ہے۔ اور نہ اس کا خالص ترجمہ۔ پہلی قدیم انجیل متی کی انجیل تسلیم کی جاتی ہے لیکن نصاریٰ کے قدیم علماء بھی اس بات کے قائل ہیں کہ یہ انجیل متی اصلی نہیں بلکہ ترجمہ ہے کیونکہ اصل کتاب عبرانی زبان میں تھی۔ اور اس کتاب کے مترجم کا بھی پتہ نہیں اور نہ یہ پتہ کہ کس زمانے میں ترجمہ ہوا۔ دوسری انجیل مرقس کی ہے۔ رومیوں نے جب عیسائیت اختیار کر لی تو ان کے مطالبہ پر مرقس نے یہ انجیل تصنیف کی۔ تیسری انجیل سینٹ لوتا کی ہے۔ اس کے بارے میں علماء و نصاریٰ میں اختلاف ہے۔ اور چوتھی انجیل یوحنا کی ہے۔ اس کے متعلق نصاریٰ کا عام عقیدہ یہی ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شاگرد یوحنا زبدي نے لکھی تھی۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ حواریوں میں سے تھا۔

سوال: بتائیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل کب نازل ہوئی تھی؟

جواب: مفسرین و محدثین کا کہنا ہے کہ توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر چھ رمضان کو نازل ہوئی۔ زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر بارہ رمضان کو نازل ہوئی اور یہ توریت کے چار سو بیاسی سال بعد نازل ہوئی تھی۔ اور انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم پر اٹھارہ رمضان کو نازل ہوئی اور انجیل زبور کے ایک ہزار پچاس سال بعد نازل ہوئی۔ اور قرآن مجید فرقان حمید حضور ﷺ پر چوبیس رمضان کو نازل ہوا۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تفسیر ابن کثیر۔ تاریخ ابن جریر)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کتنی عمر میں انجیل نازل ہوئی اور آپ نے کتنی عمر میں وفات پائی؟

جواب: مؤرخین کے بقول جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل ہوئی تو آپ کی عمر تیس سال تھی۔ اس زمین پر آپ مزید تین سال رہے اور تینتیس سال کی عمر میں آپ کو آسمان پر زندہ اٹھالیا گیا۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ حواریوں کے نام بتادیں؟

جواب: مفسرین کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ حواری تھے۔ بطرس، یعقوب بن زبدا، یحسین، یعقوب کا بھائی، اندراوس، قلیپس، ایرثا، متی، توماس، یعقوب بن حلقیا، تداوس، قناتیا، یودس کریا یوطا۔ اور شمعون۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہود کو یودس کریا یوطا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ نظر آئی۔ ضحاکؒ حضرت ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شمعون کو خلیفہ بنایا تھا اور یودس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ کی وجہ سے قتل ہوا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ان میں ایک اور شخص سر جس نامی تھا۔ اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ ڈالی گئی اور وہ قتل ہوا۔ ابن مہدی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ ساتھیوں کے ساتھ ایک گھر میں تھے اور سب پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ ڈالی گئی۔ جب یہودیوں نے سب کو قتل کرنے کا کہا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حکم پر ایک نے اپنی جان پیش کی۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک لقب مسیح بھی تھا۔ بتائیے آپ کو مسیح کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: ایک قول یہ ہے کہ آپ نے زمین میں سیاحت کی۔ یہودیوں کی شرارتوں سے تنگ آ کر تبلیغ دین کے لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ سیاحت کی۔ اس لیے آپ کو مسیح کہا جاتا ہے۔ یا اس لیے کہ آپ کے قدم کھر دڑے کپڑے کی وجہ سے جھل گئے تھے۔ یعنی مسح القدمین تھے اس لیے آپ کو مسیح کہا جاتا ہے۔ مسیح کے معنی ہیں چھونے والا۔ چونکہ آپ کے چھونے سے بیمار شفا یاب ہو جاتے تھے اس لیے مسیح کہا جاتا ہے۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر۔ حصہ القرآن)

﴿خاتم الانبیاء سیدنا حضرت محمد ﷺ﴾

خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ اور قرآن

سوال: قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ اور دوسرے انبیاء علیہ السلام کی نبوت میں کیا فرق بتایا گیا ہے؟

جواب: آپ ﷺ سے پہلے والے تمام انبیاء علیہ السلام کی نبوت وقتی ہوتی تھی اور خاص علاقے یا قوم تک محدود تھی مگر حضور ﷺ کی نبوت عام اور قیامت تک کے لیے ہے۔ جیسا کہ پارہ ۹ سورۃ الاعراف آیت ۱۵۷ میں فرمایا گیا ہے: قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ بِمِثْعَاتِ الْأُنْثَىٰ اے پیغمبر! آپ فرمادیجئے کہ اے انسانو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اسی طرح پارہ ۲۲ سورۃ احزاب آیت ۲۸ میں ہے: وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا اور اے پیغمبر! ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ (القرآن۔ تفسیر کشاف۔ تفسیر درمنثور)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کے بعد کیا دعا فرمائی تھی؟

جواب: آپ نے بعض دوسری دعاؤں کے ساتھ ایک اہم دعا بھی فرمائی تھی جسے قرآن کے پہلے پارے کی سورۃ البقرۃ آیت ۱۲۹ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے: رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ اے ہمارے پروردگار! ان لوگوں میں ایک ایسا رسول مبعوث فرما جو انہی میں سے ہو، وہ رسول تیری آیات ان کو پڑھ کر سنائے اور ان کو کتاب اور دانائی کی باتیں سکھائے اور ان کو پاک صاف بنائے۔

جواب: نبی بہت زبردست اور بڑی حکمت والا ہے۔ ”تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ دعا خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کے لیے فرمائی گئی تھی۔

(القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر حنبل۔ تفسیر نباء القرآن)

سوال: یہود و نصاریٰ بھی رسول اللہ ﷺ کو پہچانتے تھے۔ قرآن کیا کہتا ہے؟
جواب: پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۳۶ میں قرآن گواہی دیتا ہے: **الَّذِينَ آمَنُوا بِهِمْ يُضَوِّوْنَ كَمَا يَعْرِفُوْنَ ابْنَاءَهُمْ** ”جن لوگوں کو ہم نے کتاب (توریت و انجیل) دی ہے، وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں“ (زمران النہ۔ القرآن۔ تیسرے القرآن۔ تفسیر مطہری۔ تفسیر ابن کثیر)
سوال: قرآن بتاتا ہے کہ یہودی آپ ﷺ کے ویلے سے دعائیں مانگتے تھے۔ کس آیت میں؟

جواب: پہلا پارہ سورۃ البقرہ آیت ۸۹ میں ہے: **وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْهِتُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ** ”حالانکہ پہلے (یہود) کافروں کے خلاف فتح کی دعائیں کیا کرتے تھے۔ پھر جب ان کی جانی پہچانی چیز آگئی تو اس کا انکار کر دیا۔“

(القرآن۔ تفسیر نباء القرآن۔ تفسیر القرآن۔ تفسیر مزیری)

سوال: بتائیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی خبر کن الفاظ میں دی؟

جواب: پارہ ۱۸ سورۃ الصف آیت ۶ میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو بتایا: **مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِيهِ مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ** ”اور میں ایک ایسے رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے، اور ان کا نام احمد ﷺ ہوگا۔“
(القرآن۔ فتح الحمید۔ تفسیر ابن کثیر۔ حارف القرآن)

سوال: بعثت نبوی سے تقریباً ۵۰ دن پہلے مکہ پر ابرہہ نے حملہ کیا۔ قرآن پاک میں یہ واقعہ کس طرح بیان ہوا ہے؟

جواب: تیسویں پارے کی سورۃ الفیل میں یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے بتایا گیا ہے: ”(اے نبی) کہا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں سے کیا سلوک کیا؟ کیا ان کی تدبیر کو مکمل طور پر غلط نہیں کر دیا؟ اور ان پر غول کے غول پرندے بھیجے جو ان لوگوں پر پتھر کی ٹنگریاں بھیجتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو کھائے ہوئے بھوسے کی مانند کر دیا۔“ (القرآن: فتح المید: تفسیر عثمانی)

سوال: سب سے پہلی وحی میں رسول اللہ ﷺ پر قرآن حکیم کی کون سی پانچ آیات نازل ہوئیں؟

جواب: تیسویں پارے کی سورۃ العلق کی یہ آیات نازل ہوئیں: اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (اے پیغمبر آپ اپنے اس رب کا نام لے کر پڑھیے جس نے پیدا کیا۔ جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ آپ پڑھیے (قرآن)۔ اور آپ کا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے تعلیم دی۔ اس نے انسان کو ان چیزوں کی تعلیم دی جن کو وہ جانتا نہیں تھا۔“

(القرآن: تنہیم القرآن: تفسیر ابن کثیر: تفسیر ماجدی)

سوال: قرآن مجید کی کن آیات سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن حکیم رمضان المبارک میں نازل کیا گیا؟

جواب: پارہ ۲ سورۃ بقرہ آیت ۱۸۵ میں بتایا گیا ہے: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ ”وہ ماہ رمضان ہے جس میں قرآن بھیجا گیا۔ (نازل کیا گیا)“ دوسری جگہ پارہ ۳۰ سورۃ القدر آیت ۱ میں ہے: إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ ”بیشک ہم نے قرآن کو شب قدر میں اتارا ہے۔“ ایک اور جگہ پر پارہ ۲۵ سورۃ الدخان آیت ۳ میں ارشاد ہوا: إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ مُبَرَّكَةٍ ۝ ”ہم نے اس قرآن کو ایک بابرکت رات میں نازل کیا ہے۔“ (القرآن: تفسیر ماجدی۔ معارف القرآن: تفسیر کف الرحمن)

سوال: پہلی وحی کے بعد کچھ عرصہ وحی بند رہی پھر دوسری وحی کون سی نازل ہوئی؟

جواب: تیسویں پارے کی سورۃ الدھر کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں: بِأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَأَنذِرْ ۚ وَرَبِّكَ فَكَبِيرٌ ۝ وَكَيَا بَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝ ”اے لحاف میں لپٹنے والے! اٹھ کھڑے ہو اور ڈراؤ اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کرو۔ اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو اور ہر قسم کی گندگی سے دور رہو۔“

(القرآن۔ درمنثور۔ الرجن المقوم۔ زاد المعاد)

سوال: حضور اقدس ﷺ نے تین سال تک خفیہ تبلیغ کی۔ پھر کن الفاظ میں اعلانیہ تبلیغ کا حکم ہوا؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ الحجر آیت ۹۳ میں بتایا گیا ہے کہ آپ کو حکم ہوا: فَاصْلَعْ بِمَا تُؤْمَرُ ۚ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ۝ ”پس آپ کو جس بات کا حکم کیا گیا ہے اس کو صاف صاف سنا دیجئے اور ان مشرکین کی پرداہ نہ کیجئے۔“

(القرآن۔ تفسیر فتح البیان۔ فتح المید۔ تفسیر عثمانی)

سوال: بتائیے قریبی رشتہ داروں کو تبلیغ کرنے کے لیے کن آیات میں فرمایا گیا ہے؟

جواب: پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیات ۲۱۳-۲۱۵ میں ہے کہ آپ ﷺ کو حکم ہوا: وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ۝ وَاخْضَعْ لِحُجَّتِكَ إِذْ يُنَادِيهِمْ لِيَمْنِ تَأْتِيكَ مِنَ الْهُودِيِّينَ ۝ ”اور آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے اور مسلمانوں میں سے جو لوگ بھی آپ کے پیروکار ہیں ان کے ساتھ محبت سے پیش آئیے۔“

(القرآن۔ تفسیر کشف الرحمن۔ تفسیر عثمانی۔ تفسیر القرآن)

سوال: کفار و مشرکین کی اذیتوں اور طعنہ بازیوں پر حضور ﷺ کو کس طرح تسلی دی گئی؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ الحجر آیت ۹۵-۹۶ میں ہے: إِنَّا كَفَبْنَاكَ الْمُسْتَهْزِءَ ۝ الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝ ”یہ لوگ جو (آپ پر) ہنستے ہیں اور اللہ کے ساتھ دوسرا مبود قرار دیتے ہیں ان سے آپ کے لیے ہم کافی ہیں۔ پس ان کو ابھی معلوم ہو جاتا ہے۔“ (القرآن۔ تفسیر کشف الرحمن۔ بیان القرآن۔ تفسیر درمنثور)

سوال: رسول اللہ ﷺ کی دعوت کا بنیادی مقصد و مفہوم کیا تھا؟

جواب: آپ نے اللہ کی وحدانیت کا پیغام دیا اور شرک سے منع فرمایا۔ جیسا کہ پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۹۸ میں بتایا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا: اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ حَصَبٌ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وَدُونَ ۝ ”بلاشبہ تم (اے شرک) اور جن کی تم خدا کو چھوڑ کر پوج رہے ہو سب جہنم میں جھوٹے جاؤ گے اور تم سب اس میں داخل ہو گئے۔“ اسی طرح آیت ۷۳ میں ہے: يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاَسْمِعُوْا اَلَهَۃَ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوْ اٰجْتَمَعُوْا لَهُ ۚ وَاِنْ يَسْئَلُوْهُمْ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَفِيْدُوْهُ مِنْهُ ۚ ضَعُفَ السَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝ ”اے لوگو! ایک عجیب بات بیان کی جاتی ہے۔ تم اس کو کان لگا کر سنو۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر تم لوگ جن معبودوں کی پرستش کرتے ہو وہ ایک نکمھی بھی ہرگز پیدا کرنے کے لیے جمع بھی ہو جائیں۔ اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین لے تو اس مکھی سے اس کو چھڑا بھی نہیں سکتے۔ طالب بھی کمزور ہے اور مطالب بھی کمزور۔“ اسی طرح پارہ سورۃ آیت میں فرمایا: يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ يٰۤاَمُرُكُمْ اَنْ تَعْبُدُوْا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا ۚ ”اے لوگو! میں اللہ کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں جو تمہیں حکم دیتا ہے کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔“

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر القرآن۔ تفسیر فیحاء القرآن)

سوال: مشرکین مکہ نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت پر کس رد عمل کا اظہار کیا؟

جواب: مکہ کے کفار و مشرکین نے آپ کا مذاق اڑایا اور آپ کو ایذا کھیں ویں۔ جیسا کہ قرآن پاک کی بعض آیات میں ہے: پارہ ۱۹ سورۃ الفرقان آیت ۳۰۔ ۴۱ میں بتایا گیا ہے: وَاِذْ رَاَوْكَ اِنْ يَصْحَدُوْكَ اِلَّا هُرُوْرًا ۚ اَلَمْ يَخْلُقُ الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهَ رَسُوْلًا ۚ اِنْ كَاذِبٌ لِّصَلٰتِنَا عَنْ اٰلِهِنَا لَوْلَا اَنْ صَبَرْنَا عَلٰیهَا ۚ ”یہ لوگ آپ کو دیکھتے ہیں تو بس آپ کا تمسخر کرنے لگتے ہیں اور (کہتے ہیں) کہ کیا یہی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اس شخص نے تو ہم کو ہمارے معبودوں سے ہٹا

ہی دیا ہوتا اگر ہم ان پر قائم نہ رہتے۔“ پارہ ۲۳ سورۃ حم السجدہ آیت ۲۶ میں بتایا گیا ہے۔ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ ۝ اور یہ کافر کہتے ہیں کہ اس قرآن کو سنو ہی مت اور (اگر سنائیں) تو اس کے دوران غل مچا دیا کرو۔ شاید اس طرح تم ہی غالب رہو۔“

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ محمد عربی انسائیکلو پیڈیا۔ سیرت رسول عربی)

سوال: عقبہ بن ابی معیط نے آپ ﷺ کی گردن میں چار دو ڈال کر کھینچا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کون سی آیت پڑھی؟

جواب: مفسرین کہتے ہیں کہ اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیقؓ موجود تھے اور آپ نے عقبہ کو دھکا دیا اور چادر کھول کر پارہ ۲۳ سورۃ المؤمنین کی آیت ۲۸ پڑھی: اَتَقْسِلُونَ رِجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ ۖ کیا تم محض اس بنا پر ایک شخص کو قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے دلیلیں لے کر آیا ہے۔“

(تفسیر کشف الرحمن۔ منجی بخاری۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے شق القمر کے معجزے کا ذکر کس آیت میں ہے؟

جواب: مشرکین مکہ کے مطالبے پر یہ معجزہ نبی اکرم ﷺ کے ہاتھوں ہوا۔ آپ کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا جس کا ذکر سورۃ القمر کی پہلی آیت میں ہے: وَأَنشَقُّ الْقَمَرُ ۚ ”اور چاند شق (ٹکڑے) ہو گیا۔“ (القرآن۔ تفسیر فتح القدیر۔ تفسیر مزینی)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے مشرکین مکہ کے مسلسل انکار پر تبلیغ دین کے لیے طائف کا سفر کیا۔ کفار مکہ طائف کے بارے میں کیا کہتے تھے؟

جواب: مشرکین مکہ نے قرآن کا انکار کرتے ہوئے یہ بھی کہا: وَقَالُوا لَوْ لَا نُزِّلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْفَرِثِيِّينَ عَظِيمٍ ۚ ”اور کہنے لگے کہ یہ قرآن (کلام الہی ہے تو) ان دونوں بستیوں (مکہ اور طائف) کے رہنے والوں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہیں نازل کیا گیا۔“ پارہ ۲۵ سورۃ الزخرف آیت ۲۱۔

(القرآن۔ تفسیر مزینی۔ تفسیر ابن کثیر۔ فتح المہید)

سوال: طائف سے واپسی پر راستے میں جنات کی ایک جماعت نے قرآن سنا تو اپنے ساتھیوں سے جا کر کیا کہا؟

جواب: جنات نے رسول اللہ ﷺ کی زبان اقدس سے قرآن سنا تو اپنی قوم میں جو کچھ جا کر کہا وہ پارہ ۲۹ سورہ الجن آیت ۱-۲ میں ہے: اِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَّهْدِيْ اِلَى الرُّشْدِ فَامْنَّا بِهِ ؕ ”ہم نے ایک عجیب قرآن سنا جو سیدھی راہ بتاتا ہے۔ لہذا اس قرآن پر ایمان لائے۔“ (القرآن۔ تفسیر مابعدی۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر سیاء القرآن)

سوال: اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو جنات کے ایمان لانے کی کس طرح خبر دی؟

جواب: پارہ ۲۶ سورہ الاحقاف آیت ۲۹ میں بتایا گیا ہے: وَاِذْ صَرَفْنَا اِلَيْكَ نَفْرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْمَعُوْنَ الْقُرْآنَ ؕ فَلَمَّا خَصَّوْهُ قَالُوْا اَنْتُمْ سَوَاءٌ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلَىٰ قَوْمِهِمْ مُّنتَذِرِيْنَ ؕ ”اور (اے پیغمبر ﷺ) جب ہم جنات کی ایک جماعت کو آپ کی طرف بلے آئے جو قرآن سننے لگے تھے۔ غرض جب وہ قرآن کے پاس آ پہنچے کہنے لگے کہ خاموش رہو۔ پھر جب قرآن پڑھا جا چکا تو وہ لوگ اپنی قوم کے پاس خبر پہنچانے کے واسطے واپس چلے گئے۔“

(القرآن۔ تفسیر الکشاف۔ تفسیر القرآن۔ تفسیر عثمانی)

سوال: ۱۲ نبوی میں رسول اللہ ﷺ کو معراج کا شرف حاصل ہوا۔ قرآن اس واقعے کے بارے میں کیا بتاتا ہے؟

جواب: اس سفر کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ مکہ کی مسجد حرام سے بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ تک کے سفر کا ہے اور دوسرا حصہ مسجد اقصیٰ سے آسمان دنیا میں سدرۃ المنتہیٰ تک کے سفر کا ہے۔ پہلے حصے کا ذکر پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل کی آیت میں ہے: سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰنِیْ بِعَبْدِهِۦ ۚ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بَارَكْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیْہٖ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ ”پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے (محمد ﷺ) کو رات کے وقت لے گئی مسجد حرام (مکہ) سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک جس کے گرد اگر وہم نے برکتیں رکھی ہیں، تاکہ ہم ان کو اپنے کچھ عجائبات

قدرت دکھائیں۔“ اس سفر کے دوسرے حصے کا ذکر پارہ ۲۷ سورۃ النجم کی آیت ۱۳-۱۴ میں اشارۃً کیا گیا ہے: وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ ۖ ”اور اس (جبریل علیہ السلام) کو اس (محمد ﷺ) نے دیکھا ہے اترتے ہوئے ایک بار اور بھی سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔“ (القرآن- تفسیر القرآن- احسن البیان- تفسیر مثنوی)

سوال: قریش مکہ نے واقعہ معراج کو ماننے سے انکار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے کس آیت میں اس واقعے کو آزمائش قرار دیا ہے؟

جواب: پارہ ۱۵ سورۃ نبی اسرائیل کی آیت ۶۰ میں ہے: وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ اور ہم نے جو منظر (معراج کا) آپ کو دکھایا تھا اسے ہم نے لوگوں کے لیے آزمائش کا سبب بنا دیا۔“ یعنی یہ لوگوں کا امتحان بنا سچے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سن کر اقرار کیا اور کفار نے انکار۔

(القرآن- تفسیر قرطبی- تفسیر مظہری- معارف القرآن)

سوال: نبوت کے تیرھویں سال قریش مکہ نے حضور ﷺ کے بارے میں جو خفیہ اجلاس کیا اس کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے کیسے دی؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے ان کی کارروائیوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دیتے ہوئے پارہ ۹ سورۃ الانفال آیت ۳۰ میں بتایا: وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الْبَٰئِثِينَ كَفَرُوا يُنَبِّئُوكَ اَوْ يَقْتُلُوكَ اَوْ يُخْرِجُوكَ ۚ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ۝ ”اور (اے نبی ﷺ) اس وقت کو یاد کیجیے جب کافر آپ کے متعلق مختلف تدابیر کر رہے تھے کہ آپ کو قید کر دیں یا آپ کو قتل کر دیں یا آپ کو جلا وطن کر دیں۔ اور وہ اپنی تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ اپنی تدبیر کر رہا تھا۔ اور اللہ بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔“ اسی طرح پارہ تیس سورۃ الطارق آیت ۱۷ میں ہے: اِنَّهُمْ يَكِيدُوْنَ كَيْدًا ۚ وَّاَكِيدُ كَيْدًا ۚ فَمَهْلِكِ الْكَافِرِيْنَ اَمْهَلُهُمْ رُوَيْدًا ۝ ”جنگ منگھریں حق مختلف چالیں چل رہے ہیں اور میں بھی ان کی چالوں کے مختلف توڑ کر رہا ہوں۔ ہیں اے نبی ﷺ! آپ ان کو مہلت دیجئے اور

تھوڑے دنوں اور چھوڑ دیجئے۔“ (القرآن - تفسیر ابن کثیر - تفسیر عثمانی - فتح البیان)

سوال: رسول اللہ ﷺ ہجرت کے سفر پر روانہ ہونے کے لیے گھر سے نکلے تو کس آیت کی تلاوت فرما رہے تھے؟

جواب: پارہ ۲۲ سورۃ طہین آیت ۹ تلاوت فرمائی: وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ مَدَدًا وَمِنْ خَلْفِهِمْ مَدَدًا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ”اور ہم نے ایک آڑ ان کے سامنے کر دی اور ایک آڑ ان کے پیچھے کر دی جس سے ہم نے ان کو گھیر دیا۔ سودہ نہیں دیکھ سکتے تھے۔“ (القرآن - بیان القرآن - تفسیر عثمانی)

سوال: ہجرت کے سفر کے موقع پر مشرکین عار تک پہنچے تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کیا فرمایا؟

جواب: وہ اس واقعے کا ذکر قرآن حکیم کے پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۳۰ میں کیا گیا ہے: اَلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَلٰثِيْنَ اَذْهُمَآ فِي الْغَارِ اِذْ يَسْأَلُ لِصَاحِبِهِ لَا تَخَافُ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ لَقَدْ نَزَّلَ اللّٰهُ سَكِيْنَةً عَلٰىكَ وَ اَلَيْدُهُ بِسُجُوْدٍ لِّمَن تَرَوْنَهَا وَ يَجْعَلُ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا السُّقْلٰى ط وَ كَلِمَةً لِّلّٰهِ هِيَ الْمُلْكُ ط ا اگر تم مدد نہ کرو گے رسول کی تو یاد رکھو اللہ ان کی اس نازک وقت میں مدد کر چکا ہے جب کافروں نے ان کو اس حال میں جلا وطن کر دیا تھا کہ دو شخصوں میں سے وہ ایک تھے جس وقت یہ دونوں عار (ثور) میں تھے۔ اس وقت یہ پیغمبر ﷺ اپنے ساتھی سے فرما رہے تھے کہ کچھ غم نہ کر، یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے، پھر اللہ نے اپنے پیغمبر ﷺ پر تسکین نازل فرمائی اور اپنے پیغمبر کی مدد ایسے لشکروں سے فرمائی جن کو تم نے نہیں دیکھا۔ اور اللہ تے کافروں کی بات نبی کر دی اور سدا اللہ ہی کی بات بلند رہتی ہے۔“ (القرآن - فتح المید - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: مدینہ طیبہ ہجرت کے موقع پر آپ ﷺ نے سب سے پہلے قبا کی بستی میں قیام فرمایا۔ وہاں آپ نے جو مسجد بنائی قرآن نے اس کی کس طرح تعریف کی؟

جواب: پارہ گیارہ سورۃ التوبہ کی آیت ۱۰۸ میں مسجد قبا اور اس کے نمازیوں کی تعریف میں

فرمایا گیا ہے: لَمْ سَجِدْ أُتَسَّ عَلَى السَّوَالِ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ ط
فِيهِ رَجَالٌ يُبْجُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا ط ”البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد اول روز سے تقویٰ
پر رکھی گئی ہے۔ وہ مسجد اس کی مستحق ہے کہ آپ ﷺ اس میں کھڑے ہوں۔
اس مسجد میں ایسے لوگ ہیں جو خوب صاف سترے رہنے کو پسند کرتے ہیں۔“

(القرآن - تفسیر ابن کثیر - تفسیر فیہ القرآن)

سوال: ہجرت نبوی کے بعد ۱۵ھ میں اذان فرض ہوئی۔ کیا قرآن مجید میں اذان کا ذکر ہے؟

جواب: پارہ ۶ سورۃ المائدہ آیت ۵۸ میں بتایا گیا ہے کہ یہود و نصاریٰ اذان کا مذاق اڑاتے: وَإِذَا دُعِيتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوا نُهَا مُرُوا وَأَوْبَعَا ذَالِكِ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ ۝ ”اور جب تم نماز کے لیے (اذان دے کر) بلاتے ہو تو وہ لوگ اس کے ساتھ ہنسی کھیل کرتے ہیں۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ بالکل عقل نہیں رکھتے۔“ (القرآن - تفسیر منبری - تفسیر عزیزی - تفسیر قرطبی)

سوال: رسول اللہ ﷺ کے علاوہ بہت سے دوسرے مسلمانوں نے مختلف موقعوں پر مدینہ ہجرت کی، قرآن نے ان مہاجرین کو کس طرح یاد کیا ہے؟

جواب: پارہ ۱۳ سورۃ النحل آیت ۴۱ میں ہے: وَالَّذِينَ هَاجَرُوا إِلَى اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظَلِمُوا لَنَبُوْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَلَا جَزَاءُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ ”اور جن لوگوں نے کہ بعد اس کے کہ ان پر ظلم کیا گیا اللہ کے لیے اپنا گھر چھوڑا تو ہم ضرور ان مہاجرین کو دنیا میں اچھا ٹھکانا دیں گے اور آخرت کا ثواب تو بہت بڑا ہے۔ کاش یہ لوگ سمجھ اور علم سے کام لیتے۔“

(القرآن - تفسیر ابن کثیر - تفسیر مابدی - تفسیر فیہ القرآن)

سوال: بتائیے قرآن مجید میں مہاجرین کی تعریف کس طرح کی گئی ہے؟

جواب: پارہ ۲۸ سورۃ الحشر آیت ۸ میں ہے: لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُونَ اللَّهَ

سوال: اللہ تعالیٰ نے انصار کے جذبے اور محبت کی بھی تعریف فرمائی ہے۔ بتائیے کن آیات میں؟

سوال: حضور ﷺ نے مدینہ طیبہ میں یہودیوں کے ساتھ بھی امن کا معاہدہ فرمایا لیکن وہ دھوکہ بازی کرتے رہے۔ اللہ نے ان کے فریب کے بارے میں ان الفاظ میں آگاہ کیا؟

جواب: پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۲۷ میں ہے: وَقَالَتْ طَافِقَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنُوا بِالَّذِي أُنزِلَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَحُبُّ النَّهَارِ أَنْ يَكْفُرُوا الْاِخْوَةَ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ ”اور بعض لوگوں نے اہل کتاب میں سے کہا کہ ایمان لے آؤ اس پر جو مسلمانوں پر نازل کیا گیا ہے صبح کو اور دن کے آخر میں اس سے انکار کر دو۔ عجب کیا کہ (دوبھی) پھر جائیں۔“ (القرآن - تفسیر قرطبی - تفسیر منطوی - تفسیر مہدی)

سوال: ۲ ہجری میں تحویل قبلہ کا حکم ہوا۔ بتائیے کیوں؟ اور کس طرح؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کی خواہش تھی کہ مسلمانوں کے لیے بیت المقدس کی بجائے بیت اللہ کو قبلہ بنا دیا جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کر دیا۔ پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۴۴ میں ہے: قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلْتُوَلِّينَا قِبْلَتَكَ فَإِنَّكَ تَرُضُّهَا مَقُولٍ وَجْهِكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط ”ہم آپ ﷺ کے منہ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں۔ اس لیے ہم آپ کو اسی قبلہ کی طرف متوجہ کر دیں گے جس کے لیے آپ کی مرضی ہے۔ پس اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف کیا کیجئے۔“ پھر سب کے لیے حکم ہوا: وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهُكُمْ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي فِيهِ يَخْضِعُونَ لِلنَّاسِ حُجَّةً ۝ ”اور جہاں سب لوگ جہاں کہیں بھی ہو اپنے چہروں کو اسی (مسجد حرام) کی طرف کیا کرو۔ تاکہ جوگوں کو تم سے جھگڑنے کا موقع نہ رہے۔“ (البقرہ)۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر القرآن۔ تفسیر الکشاف)

سوال: تحویل قبلہ کے بارے میں یہود و نصاریٰ نے اعتراض کیا تو اللہ تعالیٰ نے کیا جواب دیا؟

جواب: پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۴۴ میں فرمایا گیا: سَيَقُولُ السُّفَهَاةُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّيْتُمْ عَنْ قِبْلَتِكُمُ الَّذِي كَانُوا عَلَيْهَا ط قُلْ لِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ط ”اب تو یہ بیوقوف لوگ ضرور کہیں گے کہ ان (مسلمانوں) کو ان کے (سابقہ سمت) قبلہ سے جس طرف پہلے متوجہ ہوا کرتے تھے کس نے بدل دیا۔ آپ فرما دیجئے کہ سب مشرق و مغرب اللہ ہی کی ملک ہیں۔“ (البقرہ)۔ تفسیر درمنثور۔ تفسیر روح البیان۔ فتح القدیر)

سوال: اللہ تعالیٰ نے تحویل قبلہ کا مقصد امتحان لینا کس طرح بتایا ہے؟

جواب: پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۴۴ میں ہے: وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ بَنَفْظُ عَلَى عَقِبَيْهِ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ط ”اور جس سمت قبلہ پر آپ رہ چکے ہیں وہ تو محض اس لیے تھا کہ ہم کو معلوم ہو جائے کہ کون تو رسول اللہ کا اتباع کرتا ہے اور کون پیچھے

ہٹ جاتا ہے۔ اور یہ قبلہ کا بدلنا (متحرف لوگوں پر) بڑا بھاری ہوا مگر جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی ہے۔“ (القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر عثمانی۔ صارف القرآن)

سوال: ۲ ہجری میں روزے بھی فرض ہوئے۔ ان کا حکم کیسے آیا؟
جواب: پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۸۳ میں ہے: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض کیے گئے تھے۔ تاکہ تم متقی بن جاؤ۔“ دوسری جگہ لَعَلَّكُمْ يَرْشُدُوْنَ ”تاکہ وہ سیدھی راہ پر لگ جائیں“ بھی کہا گیا ہے۔ (القرآن۔ درخشور۔ تفسیر قرطبی۔ احسن البیان)

سوال: روزے کس مہینے میں فرض ہوئے اور ان کے لیے کیا حکم آیا؟
جواب: پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۸۵ میں ہے پہلے یہ بتایا گیا ہے کہ رمضان کے مہینے میں قرآن نازل کیا گیا پھر حکم ہوا: شَهِدْ مِنْكُمْ الشُّهُوْ فَلْيَصُمْهُ ”پس جو شخص اس ماہ میں موجود ہو اسے ضرور روزے رکھنے چاہئیں۔“

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر القرآن۔ فتح المہید)

سوال: قربانی کرنے کا حکم بھی ۲ ہجری میں نازل ہوا۔ بتائیے کس آیت میں؟
جواب: پارہ ۳۰ سورۃ آلکوثر آیت ۲ میں ہے: فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ”پس آپ اپنے رب کی نماز پڑھیے اور قربانی کیجئے۔“ (القرآن۔ تفسیر مابدی۔ تفسیر نداء القرآن)

سوال: یہود و نصاریٰ اور مشرکین مکہ کی ایذا رسانی کے باوجود ہجرت کے ابتدائی ایام میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کس طرح لڑنے سے منع فرمایا؟

جواب: پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۷۷ میں ہے: كُفُّوْا اَيْدِيَكُمْ وَاقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ”اپنے ہاتھ روکے رکھو اور نماز قائم رکھو۔“ اور پہلا پارہ سورۃ البقرہ آیت ۱۰۹ میں حکم ہوا: فَاَعْقِبُوْا وَاَصْلَحُوْا حَتّٰى يٰۤاتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِۙ ”پس تم اس وقت تک معاف کرتے رہو جب تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیجے۔“

(القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر احسن البیان۔ تفسیر الکشاف)

سوال: بتائیے جہاد کا حکم کب اور کیسے آیا؟

جواب: جب مشرکین مکہ نے مدینہ میں بھی چین نہ لینے دیا تو اسے ہجری میں جہاد کا حکم آیا۔ پارہ ۱۷ سورۃ الحج آیت ۳۹ میں ہے: **اِذْ قَالَ لِللّٰہِیْنَ یُقْتُلُوْنَ بِاَنھُمْ ظَلَمُوْا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِہُمْ لَقَدِیْرٌ ۝ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِہِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبَّنَا اللّٰہُ ۝** ”لڑنے کی ان لوگوں کو اجازت دی گئی جن سے (کافروں کی طرف سے) لڑائی کی جاتی ہے اس وجہ سے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے۔ اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کو غالب کر دینے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ جو اپنے گھروں سے محض اس لیے نکالے گئے کہ وہ یوں کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے۔“ پھر پارہ ۲ سورۃ بقرہ آیت ۱۹۳ میں حکم ہوا: **فَاَقِمْ وُجُوْہَکُمْ لِلدِّیْنِ الَّذِیْ رُبَّہٗ ۝** ”اور لڑو ان کافروں سے یہاں تک کہ نہ باقی رہے فساد اور حکم رہے خدا تعالیٰ ہی کا۔“ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر نداء القرآن)

سوال: غزوہ بدر سے پہلے مسلمانوں کے لیے کیا حکم نازل ہوا؟

جواب: پارہ ۴ سورۃ النساء آیت ۲۰۰ میں فرمایا گیا: **یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَاٰبِطُوْا رِیْبَہُمْ وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝** ”اے ایمان والو! خود صبر کرو۔ اور مقابلہ میں صبر کرو اور مقابلہ کے لیے تیار رہو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ تاکہ تم پورے کامیاب رہو۔“ (القرآن۔ تفسیر القرآن۔ سارف القرآن۔ درمنثور)

سوال: کفار مکہ شنی مارتے ہوئے جنگ (بدر) کے لیے نکلے تھے۔ مسلمانوں کو کیا نصیحت کی گئی؟

جواب: پارہ ۱۰ سورۃ الانفال آیت ۴۷ میں مسلمانوں کو فرمایا گیا: **وَلَا تَکُوْنُوْا کَمَا کُوْنُ الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِہِمْ یَظُنُّوْا وَّرِیَآءَ النَّاسِ وَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ۝** اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو اپنے گھروں سے شنی مارتے اور لوگوں کے دکھانے کے لیے نکل آئے۔ اور ان کی حالت یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔“ (القرآن۔ تفسیر القرآن۔ سارف القرآن۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: جنگ بدر سے پہلے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر کیا انعامات کیے؟

جواب: پارہ ۹ سورۃ الانفال آیت ۱۱ میں بتایا گیا ہے: اِذْ يُغَشِّبُكُمُ النَّعَاسَ اَمْنَةً مِّنْهُ وَ يُنزِلُ عَلَیْكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّیَطَهِّرَ كُمْ بِهِ وَ یُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّیْطَانِ وَ یَرْسِبُ عَلَی قُلُوبِكُمْ وَ یُنَكِّتَ بِهٖ الْاَفْقَامَ ۝ اس وقت کو یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر اونگھ طاری کر دی اپنی طرف سے جین دینے کے لیے اور تم پر آسمان سے پانی برسا رہا تھا تاکہ اس پانی کے ذریعے تم کو پاک کر دے اور تم سے شیطانیں دوسے دور کر دے۔ اور تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور تمہارے پاؤں جمادے۔“

(القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر فتح البیان۔ روح البیان)

سوال: اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر شروع ہونے سے پہلے مسلمانوں کو کفار کی تعداد کیسے دکھائی؟

جواب: پارہ ۱۰ سورۃ الانفال آیت ۳۳ میں بتایا گیا ہے: اِذْ یُرِیْكُمْ اللّٰهُ فِی مَنَايِكَ قَبِيْلًاۙ وَكَوْا۟ اَرْمٰكُهُمْ كَثِیْرًاۙ لَّفَشِلْتُمْ وَكُنَّا۟رُكُمْ فِی الْاَمْرِ ۝ وہ وقت بھی قابل ذکر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کے خواب میں آپ کو وہ لوگ (مشرکین) کم دکھائے اور اگر اللہ تعالیٰ آپ کو وہ لوگ زیادہ دکھا دیتا تو تمہاری ہمتیں ہار جاتیں اور اس امر میں تم میں باہم اختلاف ہو جاتا۔“

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر فیض القرآن۔ فتح المہید)

سوال: جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے مسلمانوں کی مدد کی تھی۔ کس طرح؟

جواب: پارہ ۹ سورۃ ۱۲ آیت میں ہے: اِذْ یُوحِیْ رَبُّكَ اِلَی الْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ مَعَكُمْ فَتَبٰۤیۡرُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا سَالِفِیۡ فِیۡ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا الرُّعْبُ فَاَضْوَۤا قُلُوْبُ الْاَغْنَاقِ وَ اضْضَبُوْۤا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝ وہ وقت یاد کیجئے جب آپ کے رب نے فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، سو تم ایمان والوں کی ہمت بڑھاؤ۔ میں ابھی کفار کے دلوں میں رعب ڈالے دیتا ہوں۔ سو تم ان (کافروں) کی گردنوں پر خوب ضرب لگاؤ اور ان کافروں کی ہر ایک پور اور جوڑ

پر چوٹ مارو۔“ (القرآن۔ مکرہ الانبیاء۔ تفسیر فیہ القرآن۔ فتح المید)
سوال: جنگ بدر میں مد مقابل آنے والے دو گروہوں کے بارے میں قرآن نے کیا کہا ہے؟

جواب: پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۱۳ میں فرمایا گیا ہے: قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ
الْمُتَّحَاتِ ۖ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأُخْرَىٰ كَافِرَةٌ ۚ ”یقیناً ان دو جماعتوں میں
جو ایک دوسرے کے مقابل تھے تمہارے لیے بڑی عبرت آموز نشانی تھی۔ (ان میں
سے) ایک جماعت تو اللہ کی راہ میں جنگ کر رہی تھی اور دوسرا فریق کافروں کا تھا۔“
(القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر احسن البیان۔ تفسیر مثنیٰ)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے جنگ بدر شروع ہونے سے پہلے کفار کی طرف مٹی پھینکی اس کا ذکر کس آیت میں ہے؟

جواب: پارہ ۹ سورۃ الانفال آیت ۷ میں ہے: فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ وَمَا
رَمَيْتُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمٰی ۚ ”میں تم نے ان کافروں کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان
کو قتل کیا اور جس وقت آپ نے ان کی طرف خاک کی مٹی پھینکی تو وہ آپ نے
نہیں بلکہ وہ اللہ نے پھینکی تھی۔ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر القرآن۔ سیرت انبیاء کرام)
سوال: جنگ احد کے موقع پر مسلمانوں پر کیا رحمت خداوندی ہوئی؟

جواب: جنگ میں پانسہ پلٹ گیا تو مسلمانوں کی فتح شکست میں بدل گئی۔ بہت سے صحابہؓ
شہید ہوئے تاہم جاثنا زمان رسول نے کم تعداد کے باوجود مشرکین کو پھر سے مار
بھگایا۔ تاہم صدے کا رخ بدلنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے دلوں پر
سکینہ نازل فرمایا جس کا ذکر پارہ ۴ سورہ آل عمران آیت ۱۵۳ میں ہے: ثُمَّ أَنزَلَ
عَلَيْكُمْ مِّنْ بَعْدِ الْعَصَا أَمَةً نُّعَاسًا يَّفْثُشِي ۖ طَائِفَةٌ مِّنْكُمْ لَا وَطْآنَةَ قَدْ
أَهَمَّتْهُمْ أَنفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۚ ”پھر تم پر اتارا گئی
کے بعد امن کو جو اگتھ تھی کہ اچانک ڈجاک لیا اس اگتھ نے بعضوں کو تم میں سے
اور بعضوں کو گھر پر رہا تھا اپنی جان کا، خیال کرتے تھے اللہ پر جھوٹے خیال، جاہلوں

جیسے۔“

(القرآن۔ تیسرے القرآن۔ تفسیر فتح القدیر۔ تفسیر ماجدی)

سوال: ۳ ہجری میں شراب کی ممانعت کا حکم آیا۔ اس کے مختلف انداز کون سے تھے؟
جواب: پارہ ۲ سورۃ بقرہ آیت ۲۱۹ میں پہلا حکم آیا: یَسْئَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۖ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا ”لوگ آپ سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں۔ آپ لوگوں سے کہہ دیں کہ ان دونوں میں گناہ ہے۔ اور لوگوں کے لیے کچھ فائدے بھی ہیں۔ لیکن ان دونوں کا گناہ ان کے فائدے سے بہت بڑھا ہوا ہے۔“ پھر حکم آیا پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۴۳ میں ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ ۝ ”اے ایمان والو! جب تم نشہ کی حالت میں ہو تو اس وقت تک جب تک تم زبان سے جو کچھ کہتے ہو سمجھنے نہ لگو نماز کے قرب نہ جاؤ۔“ پھر حکم آیا پارہ ۷ سورۃ المائدہ آیت ۹۰۔۱۰۱ میں ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ ”اے ایمان والو! واقعی بات یہ ہے کہ شراب اور جوا اور بتوں کے تہان اور فال لکوانے کے تیر یہ سب ناپاک کام شیطان کے ہیں۔ لہذا ان سے بچتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ۔“

(القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر القرآن۔ تفسیر ماجدی)

سوال: ۵ ہجری میں پردے کا حکم نازل ہوا۔ کون سی آیات میں؟

جواب: قرآن حکیم میں کئی جگہ پر پردے کے متعلق واضح ہدایات دی گئی ہیں۔ پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۵۹ میں ہے: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُقْرَنْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَذْنٰى أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۚ ”اے نبی! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور دوسرے مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دیجئے کہ وہ اپنی چادریں اوپر سے اوڑھ کر تھوڑی سی منہ کے آگے لٹکا لیا کریں۔ اس سے وہ جلدی پہنچان لی جائیں گی۔“ پھر صحابہ کو حکم ہوا ”وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَآءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَ

قُلُوبِهِمْ” اور جب ان (بیبیوں) سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر سے مانگا کر دو۔ یہ بات تمہارے اور ان کے دلوں کے پاک رہنے کا عمدہ ذریعہ ہے۔“ پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۵۳۔ اسی طرح پارہ ۱۸ سورۃ النور آیت ۳۱ میں فرمایا گیا: وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ بَغْضُضٍ مِّنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ اَنُفُسِهِنَّ وَ لَا يَبْلُغْنَ ذِئْبَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْحَكُنَّ يَخْفِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ” (اے محمد ﷺ) مسلمان عورتوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور بجز اس (چہرے، ہاتھ اور پاؤں) کے جو خود بخود ظاہر رہتے ہیں۔ اپنی زینت کو کسی پر ظاہر نہ ہونے دیں۔ اور ان کو چاہیے کہ اپنے درد پٹوں سے اپنے گریبانوں کو چھپائے رکھیں۔“

(القرآن۔ فتح المید۔ بیان القرآن۔ تفسیر القرآن)

سوال: غزوہ خندق یا احزاب ۵ ہجری میں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا نقشہ کس طرح بیان فرمایا ہے؟

جواب: پارہ ۲۱ سورۃ الاحزاب آیت ۱۰۔ ۱۱ میں بتایا گیا ہے: اِذْ جَاءَتْكُمُ الْوُكُوفُ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلِ مِنْكُمْ وَ اِذْ رَاَعَتْ الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّونَ بِاَللّٰهِ الظُّنُونَا” جب چڑھ آئے (کفار) تم پر اوپر کی طرف سے اور نیچے سے اور جب کہ آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے تھے اور تم لوگ اللہ پر طرح طرح کے گمان کر رہے تھے اس موقع پر ایمان والوں کی آزمائش کی گئی اور وہ نہایت سختی سے ہلائے گئے۔“ (القرآن۔ تفسیر کشف الرحمن۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: غزوہ خندق میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جو غنیمتیں مدد فرمائی اس کا ذکر کس آیت میں کیا گیا ہے؟

جواب: پارہ ۲۱ سورۃ الاحزاب آیت ۹ میں فرمایا گیا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَاءَ نُكُومُ الْجُنُودِ فَآرَسَلْنَا عَلَيْهِمُ رِيحًا وَ جُنُودًا لَّهُمُ تَرَوُهَا وَ تَكَانَ اللَّهُ بِهَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا” اے ایمان والو! اللہ کا انعام اپنے اوپر یاد

(القرآن - تفسیر مظہری - تفسیر قرطبی - تفسیر الکشاف)

جواب: ۶، ہجری میں حضور ﷺ نے مدینہ منورہ میں ایک خواب دیکھا تھا جس کا ذکر پارہ

لَتَدْخُلَنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمِينَ لَا مُعَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَ

مُقَصِّمٌ لَا تَخَافُونَ ؕ ” اے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو سچا خواب دکھایا جو

واقع کے مطابق ہے کہ تم ضرور مسجد حرام میں انشاء اللہ امن و امان کے ساتھ داخل

ہو گئے۔ اسے سر منڈواتے ہوئے اور بال کترواتے ہوئے یہ اور تمہیں کسی طرح کا

خوف نہ ہوگا۔" (القرآن) تفسیر ابن کثیر، تفسیر کشف الرحمن، تفسیر ضیاء القرآن)

۱۱ : جن ممالک میں جو صلح کے موقع پر آنحضرت ﷺ کے دست مبارک پر بیعت

کی بات سے کم خطرہ، حرمِ رضا مندی کا اظہار ہے؟

حاصل ہوا تو ان کے پاس سے راضی ہوا کہ وہ لا سرتا فتح آئے۔ ۱۸۴۸ء میں منہ بول کر فرما دیا۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِكَ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الْكَرِيمُ

مسائل انوار منافع و احوال که در آنجا نوشته اند که

”ہاتھ تھمتھمتے تھے تو تھمتھمتے تھے“

رہے۔ (المرآن۔ نیم المرآن۔ سیر مرآئی۔ سیر مرآئی)

مرا ان کریم کی نایت میں حلیہ زیبیوں میں لہا کیا ہے

پارہ ۱۱ سورہ اس کی پہلی آیت میں ہے: اِنَّا لَنُحْلِلُكَ فِتْنًا مِّبْنًا بِقَبْلِ اَم

آپ کو ایسے اسم کا ملے گا جس کا معنی ہو (الفران۔ سمیرا بن کیر۔ سمیرا ماجدی۔ معارف القرآن)

۸ ملے ملے مسوح پر رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوں کو گورے وقت لون کی آیت

تلاوت فرمائی؟

جواب: آپ پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت ۸۱ تلاوت فرماتے اور چھڑی کی نوک سے بیت کی طرف اشارہ فرماتے اور بیت اوندھے منہ گر جاتا۔ جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۝ ”حق (یعنی اسلام) آیا اور باطل (یعنی شرک) گیا گزرا ہوا۔ اور واقعی باطل تو ہے ہی مٹنے والی چیز۔“ آپ پارہ ۲۲ سورۃ النساء کی آیت ۳۹ بھی تلاوت فرما رہے تھے جس میں ہے: قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَ مَآ يَذِيعُ الْبَاطِلُ ۚ وَمَا يُؤَيِّدُ ۝ ”آپ کہہ دیجئے کہ حق آچکا اور باطل کی چلت بھرت ختم ہو گئی۔“ (الفرقان۔ تفسیر القرآن۔ سیرۃ النبی ﷺ رحمۃ اللہ علیہ)

سوال: جنگ حنین ۸ ہجری میں لڑی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی کیفیت کس طرح بیان فرمائی ہے؟

جواب: پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۲۵ میں اس کیفیت کا اس طرح ذکر ہے: لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ ۚ وَ يَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَ ضَافَتْ عَلَيْكُمْ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُم مُّدْبِرِينَ ۝ ”بلاشبہ اللہ نے لڑائی کے اکثر مقامات پر تمہاری مدد کی ہے۔ اور خاص کر حنین کے دن بھی جبکہ تم اپنی کثرت تعداد پر خوشی کے مارے پھول گئے تھے۔ مگر وہ کثرت تمہارے کام نہ آئی۔ اور تم پر زمین بادور اپنی وسعت کے تنگ ہو گئی۔ پھر تم کافروں کو پیٹھ دکھا کر پیچھے ہٹ گئے۔“ (الفرقان۔ تفسیر القرآن۔ فتح المہدیہ۔ بیان القرآن)

سوال: اللہ تعالیٰ نے جنگ حنین میں مسلمانوں کی کس طرح مدد فرمائی؟

جواب: پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۲۶ میں ہے: ثُمَّ أَنْزَلُ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ ۚ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ۚ وَ أَنْزَلَ جُنُودًا لَّهُمْ تَرَوُهَا ۚ وَ عَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ ”اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر اور مسلمانوں پر اپنی طرف سے تسکین اور تسلی نازل فرمائی۔ اور ایسے لشکر بھیجے جو تم کو نظر نہیں آتے تھے۔ اور کافروں کو سخت سزا دی۔“ (الفرقان۔ تفسیر کشف الرحمن۔ کنز الامان۔ فتح المہدیہ)

سوال: ۸ ہجری میں فتح مکہ کے بعد لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہوئے گئے۔ قرآن

حکیم کی کس سورۃ میں اس کی طرف اشارہ ہے؟

جواب: پارہ ۳۰ سورۃ النصر کی آیات ۱-۲ میں ہے: إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَأَيْتَ
النَّاسَ يَخْلُتُونَ فِيهِ ۝ وَلِلَّهِ أَفْوَاجًا ۝ (اے محمد ﷺ) جب اللہ تعالیٰ کی
مدد اور فتح آپہنچے اور آپ لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہوتا دیکھ لیں۔
(القرآن۔ تفسیر خانی۔ تفسیر قرطبی۔ کمر الایمان)

سوال: غزوہ تبوک ۹ ہجری میں ہوا۔ اسی سال مسجد ضرار کو آگ لگا دی گئی۔ بتائیے کیوں؟
جواب: پارہ ۱۱ سورۃ التوبہ آیت ۱۰۷ میں ہے: وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَ
كُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِلْوَاحًا كَرِهَ اللَّهُ حَارَبَ اللَّهُ وَرَسُولَهُ مِنْ قَبْلُ ۝
وَكَيْفَ خَلَقْنَا إِنْ كَرِهْنَا إِلَّا الْخُسْفَىٰ ۝ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ اور کچھ
منافق وہ ہیں جنہوں نے اس عرض سے ایک مسجد بنا کھڑی کی کہ مسلمانوں کو
نقصان پہنچائیں اور کفر کو تقویت دیں اور اہل ایمان میں تفریق پیدا کریں اور اس
مسجد کو اس شخص کا اڈا مقرر کریں جو ایک عرصے سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ
سے برسر پیکار ہے۔ وہ ضرور قسمیں کھا کھا کر یوں کہیں گے کہ ہمارا مقصد تو سوائے
بھلائی کے اور کچھ نہیں تھا اور اللہ گواہ ہے کہ یہ لوگ یقیناً جھوٹے ہیں۔

(القرآن۔ تفسیر خانی۔ تفسیر ماحدی۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: بتائیے جیزۃ الوداع کے موقع پر کون سی آیت نازل ہوئی تھی؟

جواب: پارہ ۶ سورۃ المائدہ کی آیت ۳ نازل ہوئی: الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ
اتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ۝ آج کے دن میں نے
تمہارے دین کو مکمل کر دیا۔ اور میں نے اپنی نعمت تم پر پوری کر دی ہے اور
تمہارے لیے دین اسلام نو پسند کر لیا۔

(القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر خانی۔ تفسیر ماحدی۔ تفسیر ابن کثیر)

سردار انبیاء ﷺ اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: بتائیے علماء یہود رسول اللہ ﷺ کی آمد کے بارے میں کیا بتایا کرتے تھے؟
 جواب: حضرت زید بن ثابت کا بیان ہے کہ قبیلہ بنو نضیر اور بنو قریظہ کے علماء رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے آپ ﷺ کا حلیہ مبارک اور آپ کی تمام علامات کو بیان کیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ جب سرخ رنگ کا ستارہ طلوع ہوا تو بتلایا کہ آپ ﷺ کے ظہور کی علامت ہے۔ یقیناً آپ اللہ کے سچے نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ آپ کا اسم مبارک احمد اور آپ کی ہجرت گاہ کا نام یثرب ہے۔
 مگر جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ان ہی یہود نے آپ ﷺ پر حسد کیا اور آپ کا انکار کیا اور کافر بن گئے۔ (ترجمان اللہ۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: خیر کے یہودی آپ ﷺ کے وسیلے سے کس طرح دعا مانگا کرتے تھے؟
 جواب: حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ قبیلہ غطفان اور یہود میں آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے جنگ ہوئی تو خیر کے یہودی اپنی کامیابی کے لیے یوں دعا مانگتے تھے: ”خدایا! ہم تجھ سے اس نبی امی ﷺ کا واسطہ دے کر دعا مانگتے ہیں جن کے متعلق تو نے فرمایا ہے کہ وہ آخر الزماں ہوں گے کہ تم کو فتح و نصرت عطا فرما۔“
 (ذکر رسول ﷺ۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: محمد ﷺ کے معنی میں تعریف کیا ہوا۔ آپ کا سلسلہ نسب کیا ہے؟
 جواب: خاتم النبیین ﷺ کا سلسلہ نسب ہے۔ محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب (شعبہ) بن ہاشم (عمرو) بن عبدمناف (مغیرہ) بن قصی (زید) بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ (عاز) بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اؤر بن مقوم بن ناحور بن تیرح بن عرب بن شجب بن نابت بن اسماعیل بن ابراہیم خلیل اللہ بن تارح (آزر) بن ناحور بن ساروغ بن راعو بن غنیم بن عمیر بن شالح بن ارشعہ بن

سام بن نوح بن مک بن متوشلح بن انوخ بن یرو بن مہلیل بن قینین بن یالش بن شیث بن آدم علیہم السلام۔ (سیرت ابن ہشام۔ فضل القرآن)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام حضور اقدس ﷺ کے جد امجد تھے آپ کہاں رہتے تھے؟

جواب: آپ عراق کے شہر اور UR کے باشندے تھے۔ ہجرت کر کے پہلے خران آئے۔ پھر فلسطین اور مصر میں رہے اور پھر دابلس فلسطین تشریف لے گئے۔

(تاریخ العرب۔ رحمۃ اللہ علیہم۔ تاریخ ارض القرآن)

سوال: رسول اکرم ﷺ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ بتائیے آپ کو ذبح اللہ کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بڑے بیٹے تھے۔ والدہ کا نام ہاجرہ تھا۔ آپ کے والد نے اللہ کے حکم سے آپ کو قربان کیا لیکن اللہ نے آپ کی جگہ جانور بھیج دیا۔ اس لیے آپ کو ذبح اللہ کہا جاتا ہے۔

(صحیح بخاری۔ برزائلی۔ سیرت رسول ربی ﷺ۔ نیاء النبی ﷺ)

سوال: قریش نبی آخر الزمان ﷺ کا قبیلہ تھا۔ بتائیے قریشی کس کی اولاد میں سے ہیں؟

جواب: یہ قبیلہ کنانہ سے اور فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ کی اولاد میں سے تھے جو آگے آ کر مختلف شاخوں میں تقسیم ہو گئے۔ (الاستیعاب۔ رحمۃ اللہ علیہم۔ طبقات)

سوال: ہاشم کی نسل سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور ﷺ کا انتخاب فرمایا۔ ہاشم کون تھے؟

جواب: آپ کلاب کے بیٹے اور حضور ﷺ کے پانچویں جد امجد قصی کے سب سے بڑے بیٹے عبد مناف کے بیٹے تھے۔ ان کا اصلی نام عمرو تھا۔

(سیرت رسول ربی۔ الرئیس الختم۔ فضل القرآن)

سوال: ہاشم کے ذمے سقایت اور رفاوت یعنی حاجیوں کو پانی پلانا تھا ان کو مکہ میں کیا مقام حاصل تھا؟

جواب: ہاشم کا تمام قبیلوں میں احترام تھا اور انہیں عمرو العلاء کہا جاتا۔ آپ کی پیشانی میں نور محمدی چمکتا تھا۔ (شجرہ رسول قبول ﷺ۔ انور محمدیہ۔ محمد ربی ﷺ انسائیکلو پیڈیا)

سوال: جناب عبدالمطلب کو حضور اقدس ﷺ کے دادا ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ ان کا اصل نام اور کام بتا دیجئے؟

جواب: ان کو شیبہ اور حمیہ الحمد بھی کہتے تھے۔ ان کا اصل نام عامر تھا۔ سر کے سفید بالوں کی وجہ سے شیبہ کہا جانے لگا۔ ان کے ذمے سقایہ اور رقادہ یعنی حاجیوں کو پانی پلانا تھا اور مکہ کے لوگوں کے درمیان جھگڑوں کا فیصلہ کرتے۔

(حیات رسالت ﷺ۔ رحمۃ اللعالمین۔ محمد ربی ﷺ۔ سیرت المصطفیٰ ﷺ)

سوال: غار حرا میں سب سے پہلے جناب عبدالمطلب کو فطرت و عبادت گزاری کا شرف حاصل ہوا۔ بتائیے آپ کا دین کیا تھا؟

جواب: جناب عبدالمطلب دین حنیف کے پیروکار تھے اور توحید پر قائم تھے۔

(سیرۃ المصطفیٰ ﷺ۔ رحمۃ اللعالمین۔ محمد ربی ﷺ انسائیکلو پیڈیا)

سوال: چاہ زم زم جناب عبدالمطلب نے تلاش کیا۔ آپ نے اس وقت کیا نذر مانی اور اسے کیسے پورا کیا؟

جواب: انہوں نے نذر مانی کی خدا اس بیٹے دے گا تو ایک کو خدا کی راہ میں قربان کر دوں گا۔ قربانی کا قرعہ لاڈلے بیٹے اور حضور ﷺ کے والد جناب عبد اللہ کے نام نکلا۔ عزیزوں کی مخالفت پر فیصلہ ہوا کہ جناب عبد اللہ کے بدلے اذنوں کی قربانی دی جائے۔ چنانچہ سوا اذنوں کی قربانی دی گئی۔ جناب عبد اللہ کو بھی ذبح اللہ کہا جاتا ہے۔

(شرف النبی ﷺ۔ سیرت رسول عربی ﷺ۔ سیرت ابن اسحاق)

سوال: حبشہ کے بادشاہ کی طرف سے یمن کے گورنر ابرہہ نے مکہ پر کب حملہ کیا اور اس کا کیا انجام ہوا؟

جواب: رسول رحمت ﷺ کی ولادت یا سعادت سے پچاس یا پچیس دن پہلے ماہ محرم میں فردوسی کے آخر یا مارچ کے شروع میں ابرہہ نے مکہ پر ہاتھیوں سے حملہ کیا۔ اس

نے صنعا یمن میں خانہ کعبہ کی شکل کا پتھروں سے گرجا گھر بنایا اور لوگوں کو کعبے کی بجائے وہاں جانے کا حکم دیا۔ آخر اس نے بیت اللہ کو گرانے کا ارادہ کیا۔ اس نے بیت اللہ کا محاصرہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے پرندوں سے اس پر حملہ کرا دیا جس سے لشکر تباہ ہو گیا۔ (معارج الموت۔ محمد الرسول اللہ ﷺ۔ سیرۃ النبی ﷺ)

سوال: حضور ﷺ کے والد اور جناب عبدالمطلب کے بیٹے جناب عبداللہؑ کیسے تھے؟
جواب: آپ کی والدہ کا نام فاطمہ تھا۔ حضرت عبدالمطلب کی اولاد میں سب سے زیادہ خوبصورت، پاکدامن اور لاڈ لے تھے۔ ذبح کہلاتے تھے۔ اسی لیے حضور ﷺ نے فرمایا میں دو ذبیحوں کی اولاد ہوں۔ ایک حضرت اسماعیل علیہ السلام اور دوسرے آپ کے والد حضرت عبد اللہ۔

(سیرۃ النبیؐ۔ رحمۃ اللہ علیہ ﷺ۔ مختصر سیرۃ الرسول ﷺ)

سوال: حضرت عبداللہ کی شادی ہوزہرہ کے سردار وہب کی بیٹی آمنہؑ سے ہوئی۔ بتائیے آپ نے کب اور کہاں وفات پائی؟

جواب: آپ نے پچیس سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں وفات پائی اور تابعدار جعدی کے مکان میں دفن ہوئے۔ اکثر مؤرخین کے بقول اس وقت ابھی حضور اقدس ﷺ کی ولادت نہیں ہوئی تھی۔ بعض کے نزدیک آپ ﷺ ان کی وفات سے دو ماہ پہلے پیدا ہوئے۔ (سیرۃ النبی ﷺ۔ سیرۃ النبیؐ۔ رحمۃ اللہ علیہ ﷺ)

سوال: خاتم الانبیاء ﷺ کا نانیہالی سلسلہ نسب بتادیجئے؟

جواب: محمد ﷺ بن آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب۔ حضرت آمنہؑ کا نسب حضور ﷺ کے اجداد میں کلاب سے جا ملتا ہے۔ آپ ﷺ کے باپ کی طرف سے چچ پست اور ماں کی طرف سے پانچ پشتوں میں یہ دونوں خاندان کلاب پر جا کر مل جاتے ہیں۔

(سیرۃ احمد یحییٰ ﷺ۔ شجرۃ رسول مقبول ﷺ۔ محمد مرعی ﷺ انسائیکلو پیڈیا)

سوال: حضرت آمنہؑ کی والدہ کا نام برہ بنت عبد العزیٰ تھا۔ حضرت آمنہؑ کی چند خوبیاں بتا

ویں؟

جواب: آپ نسب میں افضل، پاکیزہ اور طیب، پرہیزگار اور خدا پرست۔ حسن و جمال میں یکتا۔ نیک اور پارسا عظیم اور بلند، حسن صورت اور حسن سیرت کے ساتھ شرافت اور اخلاق میں بھی بلند درجہ رکھتی تھیں۔

(سیرت وطائیہ۔ سیرت رسول عربی ﷺ۔ سیرت المعطفہ ﷺ)

سوال: بتائیے حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہؓ کا نکاح کب اور کہاں ہوا؟

جواب: ان دونوں باسعادت ہستیوں کا نکاح جمادی الآخر کی پہلی تاریخ کو حیر (دوشنبہ)

کے دن مکہ میں ہوا۔ (حیات طیبہ میں حیر کے دن کی اہمیت۔ محمد عربی ﷺ انسائیکلو پیڈیا)

سوال: حضرت آمنہؓ کے ہاں سرور کائنات ﷺ کی ولادت باسعادت کب اور کہاں ہوئی؟

جواب: حضور اقدس ﷺ کی ولادت ۱۲ ربیع الاول عام الفیل۔ بمطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء

بمطابق یکم جینہ ۶۲۸ بکری بروز پیر صبح صادق کے وقت ہوئی (بعض مؤرخین ۹ ربیع

الاول بھی بتاتے ہیں)۔ اس روز ۱۸ قوت ۱۳۱۹ ہجرت نصری، ۱۸ ماہ سے ۳۰ جنوری

نوشیروانی تھا۔ آپ کی ولادت موسم بہار میں مکہ کے مغلے سوق الیل کے ایک گھر

میں ہوئی۔ (رحمۃ اللعالمین ﷺ۔ تاریخ مغربی۔ سیرت رسول عربی ﷺ۔ نیاء النبی

ﷺ)

سوال: رسول پاک ﷺ کی ولادت کے بارے میں حضرت آمنہؓ نے فرمایا: ”جب آپ

ﷺ کی ولادت ہوئی تو میرے جسم سے ایک نور نکلا جس سے ملک شام کے محل

روشن ہو گئے۔“ بتائیے اس وقت اور کیا ہوا تھا؟

جواب: آپ ﷺ کی ولادت کے وقت بعض واقعات کا ظہور ہوا۔ ایوان کسریٰ کے چودہ

کنگرے گر گئے۔ مجوس کا آتش کدہ بجھ گیا۔ بحیرہ سادہ خشک ہو گیا اور اس کے گرجے

منہدم ہو گئے۔ (طبقات ابن سعد۔ مختصر سیرۃ الرسول ﷺ۔ سیرت محمدیہ۔ سیرت سرور عالم ﷺ)

سوال: بعثت نبوی سے پہلے عرب کے لوگوں کا مذہب کیا تھا؟

جواب: عرب کے عام باشندے دین ابراہیمی کے پیروکار تھے۔ پھر بنو خزاعہ کا سردار عمرو

بن لُحی شام سے اہل کابٹ لے آیا اور اسے خانہ کعبہ میں نصب کر دیا۔ اس طرح بت پرستی شروع ہو گئی۔ لات، منات، عزیٰ بھی عرب کے بڑے بت تھے۔ وہ سواع، یثوق اور نصر کی بھی پوجا کی جاتی۔ اس طرح مکہ میں اہل جاہلیت کا دین شرک اور بت پرستی ہو گیا تھا۔ (طبقات۔ سیرۃ المنویہ۔ سیرت سرور عالم ﷺ۔ اسد الغابہ۔ الوفا)

سوال: مشرکین مکہ نے بت پرستی کی وجہ سے کون سی رسومات اختیار کر رکھی تھیں؟

جواب: مشرکین اپنے بتوں کے پاس مجاور بن کر بیٹھنے انہیں پکارتے اور ان کی پاد ڈھونڈتے۔ بتوں کے لیے نذرانے اور قربانیاں پیش کرتے۔ بتوں کا حج اور طواف کرتے۔ انہیں سجدہ کرتے۔ کھانے پینے کی چیزیں اور بیدار کا ایک حصہ بتوں کے لیے مخصوص تھا۔ کھتی اور چوپائے کے لیے مختلف قسم کی نذر مانگتے تھے۔ بتوں کے نام پر جانور چھوڑنے کی رسم کا آغاز بھی عربوں نے کیا تھا۔

(طبقات۔ سیرت حمید۔ تاریخ عرب۔ بخاری۔ تاریخ اسلام)

سوال: بتائے مشرکین عرب میں کون سے اعتقاد اور کون سی بدعات تھیں؟

جواب: وہ تیسروں سے فال نکالتے۔ کائناتوں، عرانون اور نجومیوں کی خبروں پر ایمان رکھتے اور بدشگونی کرتے۔ جوا کھیلنے اور جوئے کے تیر استعمال کرتے تھے۔ انہوں نے دین ابراہیمی میں بہت سی بدعات کو شامل کر دیا تھا۔ وہ کہتے ہم ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں کوئی ہمارے برابر نہیں۔ حج کے دنوں میں عرفات نہیں جاتے تھے بلکہ مزدلفہ میں افاضہ کرتے تھے۔ احرام کی حالت میں گھی اور پیاز بنانا درست نہ سمجھتے تھے۔ بیرون حرم کے باشندوں کی لائی چیز کھانا درست نہ سمجھتے تھے۔ بیرون حرم کے باشندوں کو حکم دیا کہ وہ پہلا طواف قریش سے حاصل کیے گئے کپڑوں میں کریں۔ قریش احرام کی حالت میں گھر کے اندر دروازے کی بجائے سوراخ کر کے اس میں سے داخل ہوتے۔ (تاریخ ارض القرآن۔ زاد المعاد۔ سیرۃ المنویہ۔ تاریخ العرب)

سوال: عرب میں مشرکین کے علاوہ دوسرے دین کون سے تھے اور کن علاقوں میں تھے؟

جواب: جزیرۃ العرب کے مختلف علاقوں میں دین ابراہیمی اور مشرکین کے علاوہ یہودیت،

مسیحیت، مجوسیت اور صابیت بھی تھے۔ یہودی قبیلے زیادہ تر یثرب، خیبر اور تھامہ میں آباد تھے۔ یمن میں بھی یہودی آباد تھے۔ یمن پر ۳۴۰ء میں حبشی اور رومی عیسائیوں نے قبضہ کیا تو یہاں عیسائیت پھیلی۔ مجوسی مذہب کو زیادہ تر اہل فارس کے ہمسایہ عربوں میں فروغ ملا۔ عراق عرب، بحرین، حجاز اور طنج عربی کے ساحلی علاقوں میں یہ لوگ آباد تھے۔ صابی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کلدانی قوم کا مذہب تھا۔ قدیم زمانہ میں شام اور یمن کے بہت سے باشندوں کا مذہب تھا۔

(رحمۃ اللہ علیہم ﷺ۔ تاریخ ارض القرآن۔ تاریخ طبری۔ استیعات)

سوال: عرب کے باشندوں کی دینی حالت ظہور اسلام سے قبل کیا تھی؟

جواب: دین ابراہیم کے دعویدار مشرک شریعت سے دور اور گناہوں سے بھرے ہوئے تھے۔ یہودی مذہب ریا کاری بن گیا تھا۔ عیسائیت نے اللہ اور انسان کو عجیب طرح سے خلط ملط کر دیا تھا۔ باقی ادیان کے ماننے والوں کا حال بھی مشرکین جیسا تھا۔ (سیرۃ النبیہ۔ تاریخ اسلام کمال۔ محمد عربی ﷺ انسائیکلو پیڈیا)

سوال: ظہور اسلام سے قبل جزیرۃ العرب کے لوگوں کی معاشرتی حالت کیا تھی؟

جواب: وہاں کی آبادی مختلف طبقوں میں تقسیم تھی۔ ہر طبقے کے حالات مختلف تھے۔ کہیں عورت کو خود مختاری دی جاتی تھی تو کہیں عورت محکوم تھی۔ بدکاری، بے حیائی اور فحش کاری عام تھی۔ کبھی زبردستی عورت کو حرم میں داخل کر لیا جاتا تھا۔ متعدد بیویاں رکھی جاتیں۔ باپ کے طلاق دینے یا وفات پر بیٹا اپنی سوتیلی ماں سے بھی نکاح کر لیتا۔ طلاق کا اختیار مرد کو تھا۔ لڑکیوں کو رسوائی اور خرچ کے خوف سے زندہ دفن کر دیا جاتا۔ بچوں کو فقر و فاقہ کے ڈر سے مار ڈالتے۔ ایک دوسرے قبائل کے خلاف جنگیں ہوتیں جو کئی کئی سال جاری رہتیں۔ اقتصادی حالت اور امن و امان کی حالت بھی بہتر نہ تھی۔ جھوٹ بولنا، دھوکا دینا اور دوسرے کا مال زبردستی چھین لینا عام تھا۔ تاہم عرب معاشرے میں کچھ اچھے اخلاق بھی تھے جو خاص طور پر خاندان کے سربراہوں میں پائے جاتے تھے۔ ان میں کرم و سخاوت، وفائے عہد، خودداری و

عزت نفس، عزم و ہمت، حلم و بردباری اور ہمدردی سادگی جیسے اچھے اخلاق موجود تھے۔

(الحق الحق - رحمۃ اللعالمین ﷺ - محمد عربی ﷺ انسائیکلو پیڈیا)

سوال: حضور اقدس ﷺ کی رسم عقیدہ ساتویں دن ہوئی سر کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی تقسیم کی گئی۔ بتائیے آپ کا نام کیا رکھا گیا؟

جواب: آپ ﷺ کے دادا جناب عبدالمطلب نے آپ کا نام محمد ﷺ رکھا اور والدہ حضرت آمنہؓ نے احمد ﷺ نام رکھا۔ محمد ﷺ کے معنی ہیں جس کی دنیا میں تعریف کی گئی ہو اور احمد ﷺ کے معنی ہیں بہت زیادہ تعریف کرنے والا۔

(نیرت ابن اسحاق - رسول رحمت ﷺ - محمد رسول اللہ ﷺ - خصائص الکبریٰ)

سوال: حضور ﷺ کی برکت سے مکہ میں قحط سالی ختم ہو گئی۔ بتائیے آپ کو دودھ کس نے پلایا تھا؟

جواب: سب سے پہلے آپ کی والدہ حضرت آمنہؓ نے۔ پھر ابوہب کی لونڈی ثویبہؓ نے کچھ دن دودھ پلایا۔ پھر آپ کو اس مشغذہ کے لیے حضرت حلیمہ سعدیہؓ کے حوالے کیا گیا۔ جنہوں نے آپ کو تقریباً دو سال دودھ پلایا۔

(زاد العاد - درجیم ﷺ - رحمۃ اللعالمین ﷺ - سیرت و خلاصہ)

سوال: بتائیے رضاعت کے دوران حضور ﷺ کی برکات کے کون سے واقعات رونما ہوئے؟

جواب: سواری کے جانور کا تیز چلنا۔ حلیمہ سعدیہؓ کے دودھ میں اضافہ۔ جانوروں کے دودھ میں اضافہ۔ کھیت سرسبز ہو گئے۔ قحط سالی خوشحالی میں بدل گئی۔

(رسانہ تاب - سیرت محمدیہ - سیرت سرور عالم ﷺ - مختصر سیرت الرسول ﷺ)

سوال: بچپن میں بھی حضور ﷺ تندرست تھے۔ اس وقت آپ کی عادات کریما نہ کیسی تھیں؟

جواب: آپ ﷺ کوئی چیز بائیں ہاتھ سے نہ پکڑتے اور بسم اللہ کہہ کر پکڑتے۔ کبھی بھوک پیاس کی شکایت نہیں کی۔ کبھی کپڑوں میں بول و زباز نہ کیا۔ کبھی آپ کا ستر ننگا نہ ہوا۔ (مدار النہج - حبیب اللہ ﷺ - خصائص الکبریٰ - محمد عربی ﷺ انسائیکلو پیڈیا)

سوال: بتائیے آپ ﷺ کے شق صدر کا پہلا واقعہ کب اور کہاں پیش آیا؟

جواب: ولادت کے چوتھے یا پانچویں سال یہ واقعہ ہوا۔ اس وقت آپ دوبارہ حلیمہ سعدیہ کے پاس تھے۔ (طبقات۔ اربعۃ المئوم۔ سیرۃ النبیہ۔ صحیح مسلم)

سوال: نبی اکرم ﷺ کی والدہ ماجدہ نے کب اور کہاں وفات پائی؟

جواب: والدہ آپ ﷺ کو ساتھ لے کر مدینہ طیبہ میں بنو نجار کے خاندان میں اپنے رشتہ داروں سے ملنے گئیں۔ ایک ماہ قیام کے بعد واپسی پر مدینہ کے قریب ابوا کے مقام پر بیمار ہو گئیں اور انتقال فرمایا۔ اور اسی جگہ دفن ہو گئیں۔ والدہ نے آپ ﷺ کی عمر مبارک کے چھٹے سال انتقال کیا۔ (سیرۃ النبیہ۔ وفاء الوفاء۔ رحمۃ اللعالمین ﷺ۔ فقہ السیر)

سوال: والدہ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کی پرورش کی۔ بتائیے دادا کا رویہ آپ کے ساتھ کیسا تھا اور وہ کیا فرمایا کرتے تھے؟

جواب: دادا عبدالمطلب اور دانی ہالہ بنت وہیب بھی آپ کے ساتھ محبت و شفقت سے پیش آتے۔ اپنی اولاد سے بڑھ کر چاہتے اور بڑوں کی طرح احترام کرتے۔ دادا بیت اللہ کے سائے میں اپنی سند پر حضور ﷺ کو اپنے ساتھ بٹھاتے اور اکثر فرماتے: ”بخدا اس کی شان زلی ہے۔ اس کو وہ شرف حاصل ہو گا جو نہ کسی عربی کو پہلے ملا، نہ آئندہ ملے گا۔“ انہوں نے اپنے بیٹے ابوطالب سے بھی کہا کہ اس بچے کی حفاظت و نگرانی کرو۔ (اربعۃ المئوم۔ سیرت دہلویہ۔ طبقات۔ سیرت المصطفیٰ ﷺ)

سوال: رسول رحمت ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے کب اور کہاں وفات پائی؟

جواب: آپ نے ایک سو دس سال کی عمر میں (ایک سو چالیس یا اسی میں بھی بتائی جاتی ہے) مکہ میں وفات پائی جنہوں کے دامن میں اپنے آبائی قبرستان میں دفن ہوئے۔ اس وقت رسول رحمت ﷺ کی عمر مبارک آٹھ سال تھی۔

(سیرت دہلویہ۔ انوار محمدیہ۔ مخیر عربی ﷺ انسائیکلو پیڈیا)

سوال: دادا کی وفات کے بعد حضور کے چچا جناب ابوطالب اور چچی نے آپ ﷺ کی کفالت کی۔ جناب ابوطالب کی چند خوبیاں بتا دیجئے؟

جواب: وہ عبدالمطلب کے بعد قریش کے سردار بنے۔ بڑے تاجر، کریم النفس، سخی، بااثر اور معزز تھے۔ حاجیوں کو کھانا کھلاتے اور پانی پلاتے تھے۔ فراخ دل اور بہادر تھے۔ حضور کی چچی حضرت فاطمہ بنت اسد حضرت علیؑ کی والدہ اور حضرت فاطمہ الکبریٰ کی خوشداس تھیں۔ (صحابیات۔ سیرت ابن اسحاق۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ سیرت سرور عالم ﷺ)

سوال: بتائیے آقائے نامدار ﷺ کے شق صدر کا دوسرا واقعہ کب اور کہاں پیش آیا؟
جواب: یہ واقعہ دس سال کی عمر میں مکہ مکرمہ میں پیش آیا تھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے۔ آپ کا سینہ مبارک چارک کیا گیا اور دل آب زم زم سے دھو کر شفاف کر دیا گیا۔ (سیرت رسول ربی ﷺ۔ قسیر ابن کثیر۔ تاریخ صیب الہ۔ خزینہ معارف)

سوال: جناب ابوطالب کو حضور اقدس ﷺ سے کس قدر محبت تھی؟
جواب: وہ حضور ﷺ کو اپنی اولاد سے بھی زیادہ چاہتے تھے۔ اپنے ساتھ سلاتے اور جہاں جاتے تھے ساتھ لے جاتے۔ دبتر خوان پر کبھی حضور ﷺ کے بغیر نہ بیٹھتے۔ جب تک زندہ رہے حضور ﷺ کی حمایت اور حفاظت کی۔

(سیرت دہلویہ۔ رسائل آباء ﷺ۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ محمد ربی ﷺ انسائیکلو پیڈیا)
سوال: حضور ﷺ نے پہلا سفر والدہ کے ساتھ چھ سال کی عمر میں مدینہ کا کیا تھا۔ آپ نے بعثت سے پہلے اور کتنے اور کہاں کے سفر کیے؟

جواب: نبوت سے پہلے آپ بارہ سال کی عمر میں جناب ابوطالب اور حارث بن عبدالمطلب کے ساتھ شام گئے (بعض سیرت نگاروں نے آپ کی عمر نو سال، گیارہ سال اور تیرہ سال یا چودہ سال بھی بتائی ہے)۔ دوسری مرتبہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ہمراہ تجارتی سفر پر شام گئے جبکہ عمر مبارک میں سال تھی۔ تیسری مرتبہ تجارت کی غرض سے پچیس سال کی عمر میں حضرت خدیجہ الکبریٰ کا مال لے کر شام گئے۔

(سیرۃ النبی ﷺ۔ اربعین المآثر۔ سرور عالم ﷺ کے سفر مبارک۔ محمد رسول اللہ ﷺ)
سوال: شام کے پہلے سفر میں بصری کے مقام پر نصرانی راہب بحیرہ سے ملاقات ہوئی تو اسے کیسے معلوم ہوا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟

جواب: بخیر و نے بتایا کہ درخت اور پتھر آپ کو سجدہ کرتے تھے اور یہ چیزیں نبی کے علاوہ اور کسی انسان کو سجدہ نہیں کرتیں۔ پھر میں انہیں مہربانیت سے پہنچاتا ہوں۔ جو کندھے کے نیچے ہے۔ اور ہم انہیں اپنی کتابوں میں بھی پاتے ہیں۔ اس نے پیش گوئی کی کہ آپ ﷺ اللہ کے نبی ہیں اور رسول ہیں اور یہ کہ آپ سید العالمین ﷺ ہیں۔ اللہ آپ کو رحمة اللعالمین ﷺ بنا کر بھیجے گا۔ راہب کا اصل نام برہس بتایا گیا ہے۔ (الراہب اللدنیہ۔ سیرت رسول ﷺ۔ سیرت الخلفاء۔ حیات محمد ﷺ۔ محمد ربی ﷺ انسائیکلو پیڈیا)

سوال: بتائیے نبی اکرم ﷺ نے یحییٰ بن کس جنگ میں حصہ لیا؟

جواب: دور جاہلیت میں جنگ فاریزی گئی۔ ایک طرف قریش اور بنو کنانہ تھے اور دوسری طرف بنو قیس، عیلمان اور بنو ہوازن تھے۔ یہ لڑائی سال میں چند روز مگر مسلسل چار سال تک جاری رہی۔ حضور ﷺ جنگ فاریزی میں اپنے چچاؤں کے اصرار پر شریک ہوئے آپ انہیں تیراٹھا اٹھا کر دیتے تھے۔ آپ کی عمر حرب فاریزی کے وقت دس سال اور حرب فاریزی کے وقت چودہ سال تھی۔

(فتاویٰ زاد العالمیہ۔ سیرۃ النبی ﷺ۔ سیرت علیہ)

سوال: حضور ﷺ نے اپنے چچاؤں حضرت زبیر اور حضرت عباسؓ کے ساتھ کب اور کہاں کا سفر کیا؟

جواب: حضور ﷺ نے اپنے چچا زبیر کے ساتھ یمن کی طرف پہلا سفر سولہ، ہترہ یا انیس سال کی عمر میں کیا۔ بعض آپ کی عمر تیرہ سال بھی بتاتے ہیں۔ آپ نے یمن کا دوسرا سفر حضرت زبیر اور حضرت عباس کے ہمراہ سولہ سال کی عمر میں کیا۔

(حیات رسالت ﷺ۔ سرور عالم ﷺ کے سفر مبارک۔ محمد رسول اللہ ﷺ)

سوال: جنگ فاریزی کی خوزیری کے بعد حلف الفضول کا معاہدہ ہوا۔ اس وقت حضور ﷺ کی عمر مبارک کیا تھی؟

جواب: یہ عہد دو مرتبہ ہوا۔ آپ ﷺ کی ولادت سے پہلے اور جنگ فاریزی کے بعد جب آپ کی عمر تیس سال تھی۔ حضرت زبیرؓ نے اس معاہدے کی تحریک پیش کی اور نبی

ہاشم، بنی تیم، بنی عبدالمطلب، بن زہرہ اور بنی حارث کے سرداروں نے عبداللہ بن جدعان کے گھر جا کر مظلوم کی حمایت کا عہد کیا۔ چونکہ یہ معاہدہ تین اشخاص فضل بن فضالہ، فضل بن واصلہ اور فضل بن حارث نے مرتب کیا تھا اس لیے اس کا نام حلف الفضول رکھا گیا۔ حضور ﷺ بھی اس معاہدے میں شریک تھے اور پیر کرم شاہ کی تحقیق کے مطابق آپ نے اس معاہدے کی تجویز پیش کی تھی۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے اس معاہدے کے عوض مجھے سرخ اونٹ بھی پسند نہیں اور اگر دور اسلام میں مجھے اس عہد و بیان کے لیے بلایا جاتا تو میں لیک کہتا۔

(سیرۃ النبویہ۔ طبقات۔ الرضی الختم۔ الموابہ اللہ فیہ۔ خیاء النبی ﷺ)

سوال: رسول کریم ﷺ نے تیس سال کی عمر میں باقاعدہ تجارت کا آغاز کیا اور بیس سے پچیس سال کی عمر تک قریش پر آپ کے اوصاف خیمہ عیاں ہو گئے۔ چند اوصاف بتا دیجئے؟

جواب: شرافت، دیانت و امانت، صداقت، حسن اخلاق، نیک نفسی، سنجیدگی و دانش مندی، ضبط نفس، حلم و وقار، عالی حوصلگی، ہر دارانہ شان جیسے عمدہ اوصاف آپ کی سیرت کا حصہ تھے۔

(سیرت سرور عالم ﷺ۔ رحمۃ اللعالمین۔ ابی الاطر ﷺ۔ محمد ربی ﷺ انسائیکلو پیڈیا)

سوال: حضور ﷺ نے پچیس سال کی عمر میں حضرت خدیجہ کا مال لے کر شام کا دوسرا تجارتی سفر کیا۔ حضرت خدیجہ کون تھیں اور انہوں نے تجارت کے لیے کیا پیشکش کی؟

جواب: حضرت خدیجہؓ کے کی ایک دولت مند بیوہ خاتون تھیں۔ ان کے مال کی تجارت عرب اور عرب سے باہر ہوتی۔ آپ انتہائی پاک سیرت تھیں اور آپ کا تعلق قریش کے نہایت شریف خاندان سے تھا۔ آپ نے حضور ﷺ کو پیش کش کی کہ آپ ان کا مال لے کر تجارت کے لیے ان کے غلام بصرہ کے ساتھ ملک شام جائیں وہ دوسرے تاجروں کو جو کچھ دیتی ہیں اس سے بہتر اجرت آپ کو دیں گی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے غلام بصرہ اور حضرت خدیجہؓ کے ایک رشتہ دار حضرت خزیمہؓ کے ساتھ تجارت کے لیے شام کا سفر کیا۔

(سیرت رسول عربی ﷺ۔ رحمۃ اللعالمین ﷺ۔ سیرۃ النبویہ۔ مختصر سیرۃ الرسول ﷺ)

سوال: اس سفر میں ایک عیسائی راہب منظور سے ملاقات ہوئی تو اس نے حضور ﷺ سے کیا کہا؟

جواب: ایک درخت کے نیچے عیسائی راہب منظور سے ملاقات ہوئی تو اس نے حضور ﷺ کو نبوت کی بشارت دی اور کہا کہ میں نے آپ کو اس وجہ سے پہچان لیا ہے کہ اس درخت کے نیچے آج تک نبی ہی ٹھہرے ہیں۔

(سیرت رسول عربی ﷺ - تاریخ اسلام کامل - تاریخ طبری - طبقات)

سوال: اس تجارت سے حضرت خدیجہ کو دگنا نفع ہوا تو آپ نے کیا فیصلہ کیا؟

جواب: تجارتی فائدے کے علاوہ غلام میسرہ نے بھی آپ ﷺ کے اخلاق، بلند کردار اور امانتدارانہ رویے کی تعریف کی اور بتایا کہ جب دو پہر کو گرمی اور دھوپ ہوتی تو دو فرشتے آتے اور حضور ﷺ پر سایہ کرتے۔ حضرت خدیجہ نے اپنی سہیلی نفیرہ کے ذریعے حضور ﷺ کو شادی کا پیغام بھیجا۔ آپ ﷺ نے اپنے چچاؤں سے مشورے کے بعد حضرت خدیجہ سے شادی کا فیصلہ کیا۔

(سیرت رسول عربی ﷺ - نیا، النبی ﷺ - سیرۃ النبی ﷺ - اربعہ ائمہ - سیرت علیہ)

سوال: بتائیے حضور ﷺ کا حضرت خدیجہ سے نکاح کب ہوا۔ خطبہ نکاح کس نے پڑھایا اور اس میں کون لوگ شامل ہوئے؟

جواب: حضور ﷺ کی عمر مبارک پچیس سال اور حضرت خدیجہ کی عمر کے چالیس سال میں ۱۹ جمادی الاول بروز ہیر کو یہ نکاح ہوا۔ جناب ابو طالب نے نکاح پڑھایا اور قہ بن نوفل اور حضرت خدیجہ کے چچا عمرو بن اسد نے خطبہ دیئے۔ آپ ﷺ نے مہر میں بیس اونٹ دیئے۔ چار سو مثقال پانچ سو مثقال، بارہ اونچے سونے کا بھی ذکر ملتا ہے۔ آپ کے چچاؤں کے علاوہ بنی ہاشم اور روضائے مصر، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت طلحہ سعدیہ بھی نکاح میں شریک تھیں۔ ولیمہ کے موقع پر ایک اور بقول بعض دو اونٹنیاں ذبح کر کے لوگوں کو کھانا کھلایا گیا۔

(مدارج المنہج - سیرت النبی - نیا، النبی ﷺ - سیرت محمدیہ)

سوال: نبی آخر الزمان ﷺ کی تحریک پر کون سی انجمن بنائی گئی؟ اس کے مقاصد کیا تھے؟
 جواب: قیام امن و دگرانی حقوق کی انجمن بنائی گئی جس میں بنو ہاشم، بنو عبدالمطلب، بنو اسد، بنو زہرہ اور بنو جمہم شامل تھے۔ اس انجمن کے ممبران نے عہد و اقرار کیا کہ ہم ملک سے بدامنی دور کریں گے۔ مسافروں کی حفاظت کریں گے۔ غریبوں کی امداد کرتے رہیں گے۔ طاقتور کو کمزوروں پر ظلم کرنے سے روکیں گے۔ حضور ﷺ اپنے زمانہ نبوت میں اس انجمن کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ اگر آج بھی کوئی اس انجمن کے نام سے کسی کو مدد کے لیے بلائے میں سب سے پہلے اس کی امداد کو تیار پایا جاؤں گا۔ (رمۃ اللعالمین ﷺ۔ سیرت ابن اسحاق۔ طبقات۔ سیرۃ النبویہ)
 سوال: حضور ﷺ کی کنیت ابو القاسم اور ابو ابراہیم تھی۔ بتائیے نبوت سے پہلے آپ کے اوصاف اور سیرت کسی تھی؟

جواب: سچائی، دیانتداری، وعدے کی پابندی، وفاداری، رحم، عزیزوں کی عنقراری، بزرگوں کی عنفست کا احساس اور چھوٹوں پر شفقت آپ کی زندگی کے چند نمایاں پہلو تھے۔ اچھے کام میں شرکت آپ کی عادت مطہرہ تھی۔ آپ نے شراب کو کبھی منہ نہ لگایا۔ بتوں کا ذبیحہ نہ کھایا اور بتوں کے لیے منائے جانے والے میلوں ٹھیلوں میں کبھی شرکت نہ کی۔ حضرت خدیجہؓ کے بقول آپ درمندانوں کا بوجھ اٹھاتے تھے۔ حتیٰ دستوں کا بندوبست کرتے تھے۔ مہمانوں کی میزبانی کرتے تھے اور مصائب و مشکلات میں مدد فرماتے تھے۔

(صحیح بخاری۔ سیرۃ النبویہ۔ سیرت ابن اسحاق۔ محمد عربی ﷺ انسویڈیا)

سوال: بیت اللہ کی از سر نو تعمیر کی ضرورت کیوں پیش آئی اور حجر اسود کی تعظیم کا جھگڑا کیسے حل ہوا؟

جواب: بیت اللہ انسانی قد سے کچھ اونچا تھا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے زمانے سے دیواریں نو ہاتھ اونچی تھیں اور اس پر چھت نہ تھی۔ کچھ چوروں نے خزانہ چرا لیا اس

کے علاوہ عمارت شکستہ تھی اور سیلاب سے دیواریں پھٹ گئی تھیں۔ تعمیر مکمل ہو گئی تو حجر اسود کی تنصیب پر جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا کیونکہ ہر قبیلہ یہ چاہتا تھا کہ یہ سعادت اسے حاصل ہو۔ یہ جھگڑا پانچ دن جاری رہا۔ قریش کے سردار ابوامیہ مخزومی نے کہا کہ کل صبح جو شخص سب سے پہلے بیت اللہ میں داخل ہو گا وہ جھگڑے کا فیصلہ کرے گا۔ دوسرے دن سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ آپ ﷺ نے ایک چادر بچھائی، بیچ میں حجر اسود کو اپنے دست مبارک مقررہ جگہ پر رکھ دیا۔ اس طرح نہ صرف یہ جھگڑا حل ہوا بلکہ اس کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں فیصلہ کرانے کے لیے مقدمے لائے جاتے۔ اس وقت حضور ﷺ کی عمر مبارک پینتیس سال تھی۔

(ہادی القلم۔ بخاری شریف۔ تاریخ معری۔ اصح السنن۔ میرت (طرابلس))

سوال: رسول کریم ﷺ نبوت سے کچھ عرصہ پہلے کس کیفیت سے گزرے؟
جواب: بعثت ہے سات سال پہلے بقول بعض عمر مبارک کے تینتیسویں سال میں ایک نوریا روشنی نظر آئی اور چھ ماہ پہلے سچے خواب دکھائی دیتے تھے۔ جو بات آپ ﷺ خواب میں دیکھتے تھے وہ روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی۔ یہ آثار وحی تھے کبھی خواب کی صورت میں ظاہر ہوئے کبھی خیالات کی صورت میں۔

(رحمۃ اللعالمین ﷺ۔ عرب کا چاند۔ تاجدارِ مہم۔ رسولِ غربی ﷺ)

سوال: حضور اقدس ﷺ نے غار حرا میں کب سے جانا شروع کیا؟ آپ وہاں کیا کرتے تھے؟

جواب: عمر مبارک کے ۳۵ ویں یا ۳۷ ویں سال میں آپ مکہ کے مشرق میں دو میل کے فاصلے پر کوہ حرا کے ایک غار میں تشریف لے جانے لگے۔ چار گز طول اور پونے دو گز عرض کے اس غار میں آپ اللہ کی عبادت کرتے اور غور و خوض فرماتے۔ آنے جانے والے مسکینوں کو کھانا کھلاتے۔ عموماً رمضان المبارک کا پورا مہینہ یا پھر چند

دن بھی گزرتے۔ ستو اور پانی ساتھ لے جاتے۔ کبھی کبھی حضرت بخدیجہ ساتھ

جاتیں اور قریب ہی کسی جگہ موجود رہتیں۔ یہ سب باتیں صحابہ کرام سے

(ہربرت ابن اسماعیل - زاد الوعاظ البدایہ والنہایہ - الریق المختوم)

سوال: بتائیے رسول اللہ ﷺ کو کب نبوت عطا ہوئی اور آپ کی عمر مبارک کیا تھی؟

جواب: آپ ﷺ کو ۹ ربیع الاول ۳۱ میلادی برطانیق ۱۲ فروردی ۶۱۰ء بروز پیر آپ کو

نبوت ملی۔ بعض رمضان میں کہتے ہیں اور ان کے بقول وحی کا آغاز ۲۱ رمضان

برطانیق ۱۰ اگست ۶۱۰ء بروز پیر ہوا۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک چالیس

سال تھی۔ ایک دوسری روایت کے مطابق آپ ﷺ کی عمر مبارک قمری حساب

سے چالیس سال چھ مہینے بارہ دن اور شمسی حساب سے اسیالیس سال تین مہینے

یا کم دن تھی۔

(رمز اللعائن ﷺ - میرت رسول عربی ﷺ - الریق المختوم - میرت سرور عالم ﷺ غی رمت)

سوال: حضرت جبرائیل علیہ السلام خاتم الانبیاء ﷺ کے لیے وحی لاتے تھے۔ بتائیے

پہلی وحی میں انہوں نے حضرت محمد ﷺ کو کیا پیغامات دیئے؟

جواب: حضرت جبرائیل علیہ السلام غار حرا میں آئے اور آپ ﷺ سے فرمایا۔ اقرأ یعنی

پڑھو۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ انہوں نے آپ کو آغوش

میں لے کر زور سے دیا پھر چھوڑ کر کہا اقرأ یعنی پڑھو۔ پھر دیا یا اور چھوڑ دیا۔ جب

تیسری مرتبہ ایسا ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا کیا پڑھوں۔ اس وقت جبرائیل علیہ

السلام نے وحی کی آیات پڑھائیں جو سورۃ العلق کی چند آیات تھیں۔ انہوں نے

حضور ﷺ سے کہا: ”محمد ﷺ! بنابر قول فرمائیے آپ ﷺ اللہ کے

رسول ہیں اور میں جبرائیل ہوں۔“ پھر وہ آپ ﷺ کو وضو اور نماز سکھا کر اور

کچھ راز بتا کر غائب ہو گئے۔

(حیات محمد ﷺ - میرت وحی ﷺ - بخاری شریف - رسالتاب - زاد الوعاظ)

سوال: اس واقعے کے بعد آپ ﷺ پر کیا رد عمل ہوا اور آپ ﷺ کے اور حضرت

خدیجہؓ کے درمیان کیا گفتگو ہوئی؟

جواب: آپ گھر تشریف لائے اور خوف سے لیٹ گئے۔ آپ نے حضرت خدیجہؓ سے فرمایا: ”مجھے چادر اوڑھا دو“ پھر جب ڈرا سکون ہوا تو فرمایا: ”میں ایسے واقعات دیکھتا ہوں کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہو گیا ہے۔ میں زندہ نہیں بیچوں گا۔“ حضرت خدیجہؓ نے کہا: ”قطعاً نہیں۔ بخدا آپ کو اللہ تعالیٰ رسوا نہ کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ درماندوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ تمہی دستوں کے لئے بندوبست کرتے ہیں۔ مہمانوں کی میزبانی کرتے ہیں اور حق کے مصائب پر اعانت کرتے ہیں۔“

(بخاری شریف۔ مدارج النبیۃ۔ منہج سیرۃ الرسول ﷺ۔ سیرت رسول عربی ﷺ طبقات)

سوال: حضرت خدیجہؓ کا چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل عیسائی راہب تھا اور عربی اور عبرانی زبان پر عبور رکھتا تھا۔ بتائیے حضرت خدیجہؓ نے اس سے کیا کہا اور اس نے کیا جواب دیا؟

جواب: حضرت خدیجہؓ نے اس سے کہا: ”چچا! ذرا اپنے بھتیجے کی بات سنو یہ خوفزدہ ہیں۔“ اس نے حضور ﷺ سے پوچھا: ”بھتیجے! بتائیے آپ نے کیا دیکھا؟“ حضور ﷺ نے تمام واقعہ بیان فرمایا تو اس نے کہا: ”یہ تو وہی ناموس ہے جسے اللہ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا۔ کاش میں اس وقت توانا ہوتا۔ میں اس وقت زندہ ہوتا جب آپ کی قوم آپ کو نکال دے گی۔“ حضور ﷺ نے فرمایا: ”کیا لوگ مجھے نکال دیں گے؟“ ورقہ نے کہا: ”ہاں جب بھی کوئی اس طرح کا پیغام لایا تو اس سے دشمنی کی گئی۔“

(طبقات۔ البدایہ والنہایہ۔ بخاری شریف۔ سیرت حلبیہ۔ سیرت دطانیہ۔ سیرت ابن اثنین)

سوال: حضور ﷺ نے لوگوں کو کب اور کس طرح اسلام کی طرف بلایا؟ سب سے پہلے کون اسلام لایا؟

جواب: پہلی دینی سے نبوت کا آغاز ہو گیا تھا مگر رسالت کا آغاز دوسری دینی سے ہوا جب لوگوں تک اللہ کا پیغام پہنچانے کا حکم ہوا۔ عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ

الکبریٰ، آزاد مردوں میں حضرت ابوبکر صدیقؓ، آزاد بچوں میں آپ کے چچا زاد بھائی حضرت علیؓ، غلاموں میں حضور ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ اور آزاد کردہ لونڈی حضرت ام ایمن نے اسلام قبول کیا۔

(مختصر سیرۃ الرسول ﷺ۔ محمد رسول اللہ ﷺ۔ سیرت رسول عربی ﷺ۔ ضیاء الہی ﷺ۔ زاد البعاد)

سوال: اسلام کے ابتدائی دور میں خفیہ تبلیغ کیسے اور کہاں ہوتی تھی؟ بتائیے اس عرصے میں کتنے لوگ مسلمان ہوئے؟

جواب: ابتدائی دور میں تبلیغ پوشیدہ طور پر ہوتی اور مسلمان کے کی مختلف گھائیوں میں چھپ کر نماز پڑھتے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے شہر مکہ کے کنارے پر کوہ صفا کے نشیب میں حضرت ارقم کا ایک مکان تجویز فرمایا۔ مسلمان اکثر اس میں رہتے اور عبادت کرتے تھے۔ حضور ﷺ وہیں تشریف لے جا کر ان کو تعلیم دیتے تھے۔ خفیہ تبلیغ کا یہ سلسلہ تین سال تک جاری رہا۔

(حیات و مسائب ﷺ۔ تاریخ اسلام۔ محمد رسول عربی ﷺ۔ ضیاء الہی ﷺ۔ سیرت سرور عالم ﷺ)

سوال: خفیہ تبلیغ کے بعد قرابت داروں کو دعوت اسلام دینے کا حکم ہوا تو سید الانبیاء ﷺ نے کس طرح تبلیغ فرمائی؟

جواب: آپ ﷺ نے حکم خداوندی کے مطابق اپنے رشتہ داروں کو جمع کیا۔ ان میں بنی ہاشم کے علاوہ بنی مطلب بن عبد مناف کی ایک جماعت بھی تھی۔ کل پینتالیس لوگ تھے۔ پہلی مرتبہ ابولہب کے چنگو کرنے کی وجہ سے آپ خاموش رہے۔ پھر خاندان کے افراد کو دوبارہ جمع کیا اور اللہ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: رہنما اپنے گھر کے لوگوں سے جھوٹ نہیں بولتا۔ اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں تمہاری طرف خصوصاً اور لوگوں کی طرف عموماً اللہ کا رسول ہوں۔ بخدا! تم لوگ اسی طرح موت سے دوچار ہو گے جیسے سو جاتے ہو۔ اور اسی طرح اٹھائے جاؤ گے جیسے سو کر جا گئے ہو۔ پھر جو کچھ تم کرتے ہو اس کا تم سے حساب لیا جائے گا۔ اس کے بعد یا

تو ہمیشہ کے لیے جنت ہے یا ہمیشہ کے لیے جہنم۔“

(طبقات - ابن جریر - درمناقب ﷺ - سیرت محمدیہ ﷺ - سیرت ابن اسحاق)

سوال: سرور عالم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھلے عام تبلیغ کا حکم ہوا تو آپ نے لوگوں کو کس طرح جمع کیا اور کیا فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور قریش کے قبیلوں کو نام لے کر پکارا۔ لوگ اکٹھے ہو گئے۔ بعض خود آئے، بعض نے اپنے نمائندے بھیجے۔ آپ نے فرمایا: اے عبدالمطلب کی اولاد! اے فہر کی اولاد! اگر میں کہوں کہ اس طرف پہاڑ کے دامن میں دشمن کی فوج جمع ہے اور تم پر حملہ آور ہونا چاہتی ہے تو تم میری خبر پر یقین کر لو گے۔“ سب نے بیک آواز کہا، ہاں! کیونکہ آپ نے ہمیشہ سچ بولا ہے۔“ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر میں تمہیں ایک شدید ترین عذاب سے ڈراتا ہوں۔ اسے قریش کی جماعت! اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ۔ اے محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہ! اپنے آپ کو آگ سے بچا لے۔ بخدا اللہ کے عذاب سے میں تمہیں بالکل بچا نہیں سکوں گا۔ ہاں تمہارے ساتھ رشتہ داری کا تعلق ہے۔ جہاں تک ہو سکا دنیا میں اس کا حق ادا کرنے کی کوشش کروں گا۔“ لوگوں نے اس پر آپ ﷺ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ بعض لوگ آپ کو مارنے کے لیے دوڑنے لگے۔

(صحیح بخاری - صحیح مسلم - سیرت رسول عربی - مدارج النبی)

سوال: مشرکین مکہ کی مخالفت کے بعد رسول خدا ﷺ نے تبلیغ دین کے لیے کیا طریقہ اختیار فرمایا؟

جواب: آپ نے سب کو کھلے عام سخما نا شروع کیا۔ غمی کو جوں میں ذہن کی خوبیاں بتائیں۔ بتوں، پتھروں اور درختوں کی پاب سے منجھ رہاتے۔ برائیوں سے روکتے۔ عرب میں عکاظ، یحییٰ اور ذی الجاز کے میلے بہت مشہور تھے۔ دور دور سے لوگ یہاں آتے۔ آپ ﷺ ان مقامات پر جاتے اور لوگوں کو اسلام اور توحید کی دعوت دیتے۔

(رحمۃ اللعالمین ﷺ مختصر سیرۃ الرسول ﷺ - سیرۃ النبی ﷺ - سیرت حلبیہ - طبقات)

سوال: حضور ﷺ کے چچا ابولہب نے حضور ﷺ کو کوہ صفا پر تبلیغ کے دوران بددعا دی تھی جس پر سورہ لہب نازل ہوئی اور ابولہب کا انجام بھی بدترین ہوا۔ بتائیے وہ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کس طرح کرتا تھا؟

جواب: وہ حج کے دنوں میں لوگوں کے ذیروں اور عکاظ، یحہ اور ذوالحجاز کے بازاروں میں آپ ﷺ کے پیچھے لگا رہتا۔ آپ ﷺ دین کی تبلیغ کرتے تو یہ کہتا اس کی بات نہ ماننا، یہ جھوٹا بددین ہے۔“ (مسند احمد۔ ترمذی۔ الریثی المختوم۔ محمد عربی ﷺ انسائیکلو پیڈیا)

سوال: کفار کی مخالفت اور تکلیف دہ کاروائیوں کا کیا رد عمل ہوا؟

جواب: لوگوں میں آپ ﷺ سے ملنے کا اشتیاق پیدا ہوا اور وہ آپ سے مل کر متاثر ہوتے۔ واپس گھروں کو جاتے تو دوسرے لوگوں کو آپ کے بارے میں بتاتے۔ اس طرح پورے عرب میں آپ ﷺ کا ترجمہ چلا ہو گیا۔

(انبیاء النبی ﷺ۔ الریثی المختوم۔ طبقات۔ سیرۃ النبی)

سوال: قریش نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ محاذ آرائی کے لیے کون سے انداز اختیار کیے؟

جواب: محاذ آرائی کی ایک صورت تو یہ تھی کہ وہ ہنس، ٹھٹھا مذاق، تحقیر و تضحیک، استہزاء اور تکذیب سے مسلمانوں کو بددل کر کے ان کے حوصلے پست کرنے کی کوشش کرتے۔ حضور ﷺ پھر الزام لگا کر آپ کو پریشان کرتے۔ دوسری صورت یہ تھی کہ آپ کی تعلیمات کو مسخ کرتے۔ شکوک و شبہات پیدا کرتے۔ جھوٹا پراپیگنڈہ کرتے، تعلیمات و شخصیات پر اعتراض کرتے۔ تیسری صورت یہ تھی کہ گزرے ہوئے واقعات اور افسانوں سے قرآن پاک کا مقابلہ کر کے لوگوں کو الجھاتے۔ اور محاذ آرائی کی چوتھی صورت سودے بازیاں اور لالچ دینا تھی۔

(تاریخ طبری۔ مخصرۃ الرسول ﷺ۔ سیرت ابن اسحاق۔ رسائل ابی ہریرہ)

سوال: کفار مکہ نے جناب ابوطالب سے حضور ﷺ کی شکایت کی تو انہوں نے حضور ﷺ کو کیسے سمجھایا؟ آپ ﷺ نے کیا جواب دیا؟

جواب: سرداران قریش عقبہ، شیبہ، ابوسفیان، ابو جہل، ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل اور اسود بن مطلب نے جناب ابوطالب سے شکایت کرتے ہوئے کہا کہ اپنے بھتیجے کو منع کرویں یا ہمارے درمیان سے ہٹ جائیں۔ جناب ابوطالب نے سرداران قریش کو نرمی سے سمجھا بھا کر واپس کر دیا اور حضور ﷺ نے تبلیغ کا کام جاری رکھا۔ قریش نے دوبارہ شکایت کی تو جناب ابوطالب نے رسول اکرم ﷺ سے کہا، آپ مجھے اور اپنے آپ کو تکلیف نہ دیں۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اے چچا! تم نے مجھے چھوڑ دیا ہے۔ اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر چاند اور دوسرے پر سورج بھی لا کر رکھ دیں تو میں یہ کام نہیں چھوڑ دوں گا۔ یا تو اللہ کا دین غالب آجائے گا یا میں ہلاک ہو جاؤں گا۔“ جناب ابوطالب نے کہا، بھتیجے! میں تمہارے ساتھ ہوں۔ تم اپنا کام کیے جاؤ۔

(تاریخ طبری۔ ہادی کونین۔ سیرۃ النبویہ۔ رحمۃ اللعالمین ﷺ)

سوال: بتائیے قریش مکہ کس طرح حضور ﷺ کو طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے تھے؟
جواب: کوئی آپ کو کاہن کہتا، کوئی دیوانہ، کسی نے شاعر یا جادوگر مشہور کر دیا۔ اور آپ ﷺ پر آوازے کستے تھے۔ (سیرت رسول ربی ﷺ۔ طبقات۔ تاریخ طبری۔ سیرت دحلان)
سوال: کفار مکہ نے حضور اقدس ﷺ اور بعض دوسرے مسلمانوں کو کیا لالچ دیا؟

جواب: ایک قریشی سردار عقبہ بن ربیعہ نے حضور ﷺ سے کہا اگر نئے دین سے آپ کا مقصود مال ہے تو ہم آپ کو اتنا مال دے دیتے ہیں کہ آپ سب سے زیادہ مالدار ہو جائیں گے۔ اگر عزت و شرف چاہتے ہیں تو ہم آپ کو اپنا سردار بنا لیتے ہیں۔ اگر آپ بیمار ہیں تو آپ کا علاج کر دیتے ہیں۔ آنحضرت نے عقبہ کو سورۃ حم السجدہ کی آیات سنائیں۔ وہ سنتا رہا۔ پھر کہا، آپ جانیں اور آپ کا کام۔ ایک مشرک نصر بن حارث نے چند لونڈیاں خرید رکھی تھیں۔ جب وہ کسی شخص کے بارے میں سنتا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی طرف مائل ہے تو اس پر ایک لونڈی مسلماً کر دیتا جو اسے کھلاتی پلاتی اور گانے سناتی یہاں تک کہ اس کا جھکاؤ اسلام کی

طرف نہ رہتا۔ تاہم جو ایک مرتبہ مسلمان ہو جاتا وہ ان کے قریب میں نہ آتا۔

(بخاری، الترمذی، دارالحدیث، سیرت النبیین، تفسیر سیرۃ الرسول ﷺ)

سوال: بتائیے قریش مکہ نے رسول رحمت ﷺ کو عبادت میں اشتراک کے لیے کیا تجویز پیش کی؟

جواب: انہوں نے حضور ﷺ کو تجویز پیش کی کہ ایک سال آپ ان کے معبودوں کی پوجا کریں اور ایک سال وہ آپ کے رب کی عبادت کریں۔ اسود بن مطلب، ولید بن مغیرہ، امیہ بن خلف اور عاص بن وائل نے حضور ﷺ سے کہا، اے محمد ﷺ! آؤ جسے تم پوجتے ہو اسے ہم بھی پوجیں۔ اور جسے ہم پوجتے ہیں اسے تم بھی پوجو۔ اس طرح ہم اور تم اس کام میں مشترک ہو جائیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ قل یا ایہا الکافرون نازل فرمائی۔

(درۃ اللعینین ﷺ۔ تفسیر ابن کثیر۔ سیرت ابن اسحاق۔ بیانات)

سوال: قریش کی تمام کوششیں بیکار ہوئیں تو حضور ﷺ کو تبلیغ دین سے روکنے کے لیے سرداران مکہ نے کیا قرار داد منظور کی؟

جواب: قریش کے بچیس سرداروں نے ایک کمیٹی تشکیل دی جس کا سربراہ ابولہب تھا۔ کمیٹی نے متفقہ طور پر قرار داد منظور کی کہ اسلام کی مخالفت پیغمبر اسلام کی ایذا رسانی اور اسلام لانے والوں پر ظلم و تشدد کیا جائے۔

(سیرۃ النبی ﷺ۔ سیرت سرور عالم ﷺ۔ سیرت النبیین۔ الشفاء)

سوال: سرداران مکہ اور بعض دوسرے قریش نے رسول اللہ ﷺ پر کس طرح ظلم کیا اور آپ ﷺ کو کس انداز سے پریشان کیا؟

جواب: کوہ صفا پر آپ ﷺ کو مارنے کے لیے پہلا پتھر ابولہب نے اٹھایا تھا۔ پھر وہ حج کے دنوں میں مختلف موقعوں پر آپ ﷺ کو پتھر مار کر لہو لہان کر دیتا تھا۔ اس نے حضور ﷺ کے صاحبزادے عبداللہ کی دقابت پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا ”محمد ﷺ ابتر ہو گئے ہیں۔“ بعثت سے پہلے حضور ﷺ کی دو بیٹیوں حضرت

رفیقہ اور حضرت ام کلثومؓ کی شادی ابولہب کے دو بیٹوں عقبہ اور عتبہ سے ہوئی تھی۔
بعثت کے بعد اس نے سختی سے دونوں کو طلاق دلوادی۔ ابولہب کی بیوی ام حبیل
آنحضرت کے دروازے پر اور راستوں میں کانٹے ڈال دیتی۔ حضور ﷺ کے
خلاف بدزبانی کرنا، فتنے کی آگ بھڑکانا اور حضور ﷺ کی بھوکنا اس کا شیوہ
تھا۔ عقبہ بن ابی معیط نے نماز کی حالت میں آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے
درمیان اونٹ کے اوچھو رکھ دی جسے حضرت فاطمہؓ نے آ کر اتارا۔ ایک مرتبہ اس
نے آقا ﷺ کی گردن مبارک میں کپڑا ڈال کر کھینچا جسے حضرت ابو بکر صدیقؓ
نے دھکا دے کر پیچھے ہٹایا۔ ابولہب، عقبہ بن ابی معیط، عدی بن حمرہ اور ابن
الاصداء آپ ﷺ کے مسائے تھے یہ دیوانوں پر سے حضور ﷺ کے گھر میں
بچر اور ماندگی بھیجتے تھے۔ ابی بن خلف آپ کو طعن و تشنیع کرتا اور بددعا میں دیتا۔
اس کے متعلق سورۃ الحمزہ نازل ہوئی۔ انص بن ثریق بھی آپ کو ستانے والے
مشرکوں میں شامل تھا۔ ابو جہل حضور ﷺ کو اذیتیں دینے والوں میں پیش
تھا۔ تمام منصوبوں میں شریک ہوتا۔ آقا ﷺ کو بچر مارتا، مذاق اڑاتا، اپنی باتوں
سے اذیت دیتا۔ اور نماز سے روکتا۔

(القرآن - سیرۃ النبی - سیرت رسول عربی ﷺ - فیاء النبی ﷺ)

سوال: بتائیے مشرکین مکہ دوسرے مسلمانوں کو کس طرح ستاتے اور ان پر کیا ظلم کرتے
تھے؟

جواب: حضرت عثمانؓ کو ان کا چچا کھجور کی چٹائی میں لپیٹ کر دھواں دیتا تھا۔ حضرت عصبہؓ
بن عمیر کو اسلام لانے پر ان کی والدہ نے گھر سے نکال دیا۔ امیہ بن خلف حضرت
بلالؓ کو بھوکا پیاسا دھوپ میں ڈال دیتا۔ شدید دوپہر میں پتھر لیے کنکروں پر لٹا کر
سینے پر بھاری پتھر رکھ دیتا۔ امیہ ان کی گردن میں رسی ڈال کر لوگوں کو دیتا اور وہ
انہیں پہاڑوں میں گھماتے پھرتے۔ حضرت عمارؓ بن یاسرؓ کو آگ میں جلایا جاتا
تھا۔ دھوپ میں پتھر ملی زمین پر لے جا کر پیش دیتے۔ حضرت عمار بن یاسرؓ کی

والدہ حضرت سمیہؓ کو ابو جہل نے ایک چوراہے میں تماشائیوں کے ہجوم میں نیزہ مار کر شہید کر دیا۔ حضرت خباب بن الارتؓ کے سر کے بال نوچے جاتے اور سختی سے گردن مروڑتے۔ کئی بار دہکتے انگاروں پر لٹا کر اوپر پتھر رکھ دیا جاتا۔ زنیہؓ، نہدیہؓ اور ام عیسیٰؓ لونڈیاں تھیں۔ مسلمان ہوئیں تو مشرکین مکہ کے ہاتھوں سنگین سزاؤں سے دوچار ہوئیں۔ (الرحیق المختوم۔ سیرۃ النبی ﷺ۔ محمد ربی ﷺ انسائیکلو پیڈیا۔ طبقات)

سوال: نبوت کے چھٹے سال حضرت حمزہؓ اور حضرت عمر فاروقؓ ایمان لائے۔ بتائیے آپ کے مسلمان ہونے سے کیا فائدہ ہوا؟

جواب: اس سے پہلے مسلمان چھپ کر اور گھائیوں میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ اس دنوں حضرات کے اسلام لانے سے مسلمان کھلے بندوں بیت اللہ میں نماز پڑھنے لگے۔ (زاو العباد۔ طبقات۔ سیرۃ النبی ﷺ۔ روضۃ اللعین ﷺ)

سوال: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تین ہجرتیں ہوئیں۔ بتائیے یہ کون سی ہجرتیں تھیں کب اور کیوں ہوئیں؟

جواب: مسلمانوں نے دو مرتبہ حبشہ کی طرف ہجرت کی اور ایک مرتبہ مدینہ طیبہ کی طرف۔ پہلی ہجرت نبوت کے پانچویں سال رجب میں۔ برطانیق ۶۱۵ء ہوئی جس میں بارہ مرد اور چار عورتیں حبشہ گئے۔ دوسری ہجرت نبوت کے چھٹے سال ہوئی جس میں تراسی مرد اور اٹھارہ عورتیں حبشہ ہجرت کر گئیں۔ یہ مختلف اوقات میں واپس آئے زیادہ تر مسلمان فتح خیبر کے موقع پر واپس آئے۔ حضور ﷺ نے مسلمانوں کو قریش کے ظلم و ستم سے بچانے کے لیے حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا تھا کیونکہ حبشہ کا بادشاہ اصمہ نجاشی رحمہ اللہ دل تھا اور اپنے ہاں ظلم نہیں ہونے دیتا تھا۔ تیسری ہجرت میں اللہ کے حکم سے تمام مسلمان اور حضور اللہ ﷺ خود بھی مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے یہ ہجرت بھی کفار کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر کی گئی۔

(زاو العباد۔ تذکار صحابیات۔ تاریخ طبری۔ سیرۃ المصطفیٰ ﷺ)

سوال: قریش نے ہر طرف سے ناکامی کے بعد حضور ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تو۔

آپس میں کیا معاہدہ کیا اور اس کے کیا اثرات ہوئے؟

جواب: جناب ابو طالب کو حضور ﷺ کے قتل کے منصوبے کا علم ہوا تو انہوں نے بنو ہاشم کو اور بنو مطلب کو جمع کر کے کہا کہ حضرت محمد ﷺ کو اپنے شعب (درے) میں لے جاؤ اور ان کی حفاظت کرو۔ قریش نے اس موقع پر معاہدہ کیا کہ بنو ہاشم و مطلب کا سماجی بائیکاٹ کریں گے۔ نہ ان سے شادی بیاہ کریں گے، نہ خرید و فروخت کریں گے، نہ ان کے ساتھ میل جول رکھیں گے، نہ ان کے گھروں میں جائیں گے، نہ ان سے بات چیت کریں گے۔ جب تک وہ رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کے لیے ہمارے حوالے نہ کر دیں۔ نبوت کے ساتویں سال یہ معاہدہ لکھ کر خانہ کعبہ میں لٹکا دیا گیا۔ اس بائیکاٹ سے مسلمانوں کو پریشانی ہوئی۔ حالات سنگین ہو گئے۔ غلے اور سامان خود و نوش کی آمد بند ہو گئی۔ مسلمان بچے اور چمڑے کھانے پر مجبور ہو گئے۔ بھوکے پیاسے بچوں اور عورتوں کی چیخ و پکار سنائی دیتی۔ حضور ﷺ کی حفاظت کے لیے جناب ابو طالب نے خصوصی انتظامات کیے۔ حج کے دنوں میں حضور ﷺ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ باہر نکلتے اور حج کے لیے آنے والوں کو اسلام کی دعوت دیتے۔ یہ بائیکاٹ تین سال رہا اور نبوت کے دسویں سال اس کا خاتمہ ہوا۔ اس وقت حضور اقدس ﷺ کی عمر مبارک پچاس سال تھی۔

(تاریخ طبری، انوار محمدیہ، صحیح بخاری و مسلم، سیرت محمدیہ، فیاء النبی ﷺ، زاد العاد)

سوال: بتائیے عام الحزن کون سا سال ہے اور اسے عام الحزن کیوں کہتے ہیں؟

جواب: ۱۰ نبوی کو حضور ﷺ نے عام الحزن یعنی غم کا سال کہا تھا۔ اسی سال جناب ابو طالب کی وفات ہوئی اور پھر حضرت خدیجہ الکبریٰ نے بھی رحلت فرمائی۔ اور ان دونوں شخصیتوں کی وجہ سے حضور ﷺ کو بڑا حوصلہ تھا۔ جناب ابو طالب کی وفات کے بعد قریش نے حضور ﷺ کو زیادہ اذیتیں دینی شروع کر دیں۔

(تاریخ اسلام، سیرت سرور عالم ﷺ، سیرۃ النبی ﷺ، رحمۃ اللعالمین ﷺ)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے تبلیغ اسلام کے لیے مکہ سے باہر نکل کر دوسرے لوگوں کو

دعوت دینے کا فیصلہ کیا تو کیا نتیجہ نکلا؟

جواب: حضور ﷺ نے سب سے پہلے شوال ۱۰ نبوی اواخر مئی یا اداکل جون ۶۱۹ء کو مکہ سے تقریباً ساٹھ میل دور طائف کا سفر کیا۔ وہاں قبیلہ ثقیف آباد تھا۔ آپ وہاں دس دن یا ایک ماہ مقیم رہے۔ آپ نے تین سردار بھائیوں عبد یاسیل، مسعود اور حبیب بن عمرو کو دین کی دعوت دی لیکن سب کا ایک ہی جواب تھا کہ ہمارے شہر سے نکل جاؤ۔ پھر انہوں نے شہر کے اوباش نوجوانوں کو آپ ﷺ کے پیچھے لگا دیا۔ جنہوں نے شور مچایا اور پتھر مار کر آپ ﷺ کو لہو لہان کر دیا۔ آپ نے طائف سے تین میل دور بھائیوں عتبہ اور شیبہ بن ربیعہ کے باغ میں پناہ لی۔ وہاں ہی پر حملہ کے مقام پر اللہ تعالیٰ نے نصیبین کے جنوں کی ایک جماعت بھیج دی جو قرآن سن کر ایمان لائے۔ اس سفر میں حضور ﷺ کے آزاد کو ۱۰ نام حضرت زید بن آپ کے ساتھ تھے۔ پھر حضور ﷺ مطعم بن عدی کی پندرہ رکنہ میں داخل ہوئے۔ اسی عرصے میں قبیلہ دوس کے سردار طفیل دوس، عرب کا مشہور پہلوان رکنہ، از دشوق قبیلہ کا رئیس حماد ازدی، یثرب کے مشہور فخر رچی شاعر سوید بن صامت، یثرب کے باشندے ایاذ بن معاذ اور حضرت ابوذر غفاری اسلام لائے۔

(تاریخ اسلام - انصاری، الکبریٰ - سیرت دہلوی - تاریخ طبری - سیرۃ النبویہ)

سوال: طائف سے واپسی پر رسول اللہ ﷺ نے مکہ سے باہر کن قبائل کو دعوت اسلام دی؟

جواب: پہلے قبیلہ کندہ کا نام بتایا گیا ہے۔ بعض سورتین قبیلہ بنو ہذیل بن شیبان بھی بتاتے ہیں۔ آپ نے حج کے مختلف سورتوں پر بنو عامر بن صعصعہ، محارب بن خضفہ، فزارہ، غسان، مرہ، حنیفہ، عیس، بنو نصر، بنو ابرکاد، کلب، حارث بن کعب، عذرہ اور حضارمہ کے پاس بھی تشریف لے گئے۔ لیکن ان میں سے کسی نے اسلام قبول نہیں کیا۔

(فتاویٰ اہل بیت علیہم السلام - زاد المعاد - تاریخ اسلام - زمرۃ المخلصین)

سوال: بتائیے مدینے کے لوگوں نے کب مکہ میں آکر اسلام قبول کیا اور کب حضور اقدس ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی؟

جواب: بیعت عقبہ اولیٰ سے پہلے نبوت کے دسویں سال حج کے موقع پر قبیلہ اوس کے حضرت اسود بن زرارہ اور حضرت ذکوان بن عبد قیس مسلمان ہوئے۔ پھر نبوت کے گیارہویں سال ذی الحجہ کے مہینے میں منیٰ میں عقبہ کے نزدیک قبیلہ خزرج کے چھ آدمیوں نے اسلام قبول کیا۔ اس سے اگلے سال عقبہ کے مقام پر مدینے کے گیارہ آدمیوں نے حضور ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کی جسے بیعت عقبہ اولیٰ کہا گیا ہے۔ نبوت کے تیرہویں سال بیعت عقبہ ثانی ہوئی جس میں مدینے کے تہتر مرد اور دو عورتیں شامل ہوئیں۔ اس بیعت کو بیعت عقبہ کبریٰ اور بیعت حرب بھی کہا جاتا ہے۔

(الرحیق المختوم۔ مختصر سیرۃ الرسول ﷺ۔ محمد ربی ﷺ انسائیکلو پیڈیا)

سوال: معراج کا واقعہ کب ہوا اور اس میں حضور ﷺ نے کہاں کی سیر کی؟

جواب: آپ ﷺ کی عمر مبارک پچاس سال تھی کہ رات کے وقت آپ کو بیداری کی حالت میں روح اور جسم کے ساتھ معراج کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کو مسجد حرام سے لے کر گئے تھے۔ اس سیر کے تین حصے ہیں ایک کو اسراء، دوسرے کو معراج اور تیسرے کو اعراج کہا جاتا ہے۔ پہلا مرحلہ مکہ کی مسجد حرام سے شروع ہوا اور بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ پر مکمل ہوا۔ آپ ﷺ نے مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء علیہ السلام کی امامت فرماتے ہوئے نماز پڑھائی۔ آپ ایک براق پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ سفر میں تھے۔ دوسرے مرحلے میں آپ آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے، دوسرے پر حضرت یحییٰ علیہ السلام سے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے، تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام سے، چوتھے آسمان پر حضرت اور لیس علیہ السلام سے، پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام سے، چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ

السلام سے اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ سب انبیاء علیہ السلام نے آپ کو مرہب کہا، سلام کیا اور آپ کی نبوت کا اقرار کیا۔ معراج کے سفر کا تیسرا حصہ اعراج حضور ﷺ کی آخری منزل تھی۔ ساتوں آسمانوں کی سیر کے بعد آپ کو سدرة المنتہی تک لے جایا گیا۔ پھر آپ کے لیے بیت معمور کو ظاہر کیا گیا اور پھر آخر خدائے رحمان کے دربار میں پہنچایا گیا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے اتنے قریب ہوئے کہ دو کمانوں کے برابر یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ سے کلام کیا، ان پر جو کچھ چاہا وحی فرمائی اور پچاس نمازیں فرض کیں جو بعد میں پانچ ہوئی۔

(مسلم غنیات کا انسائیکلو پیڈیا۔ سیرت ابن اسحاق۔ سیرت رسول عربی ﷺ۔ اسوۃ الرسول ﷺ)

سوال: بیعت عقبہ ثانی کے بعد حضور ﷺ نے مسلمانوں کو مدینہ ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ بتائیے کیوں؟

جواب: تین سال کی مشکلات اور مصائب کے بعد ثابت ہو گیا کہ مکہ میں تبلیغ اسلام کی کامیابی مشکل ہے۔ ان لیے مدینہ ہجرت کی گئی۔ ہجرت کے احکام پر جوں ہی مسلمانوں نے ہجرت کی ابتدا کی تو قریش نے ان کی روانگی میں رکاوٹیں کھڑی کرنی شروع کر دیں۔ بیعت عقبہ ثانی کے صرف دو ماہ چند دن بعد مکہ کے اکثر مسلمان ہجرت کر گئے۔ رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر صدیق اور کچھ ایسے مسلمان رہ گئے جنہیں قریش نے زبردستی روک لیا تھا۔

(سیرۃ النبیہ۔ زاد المعاد۔ رحمۃ اللعالمین۔ سیرۃ النبی ﷺ۔ انبیاء النبی ﷺ)

سوال: بتائیے ہجرت مدینہ کے وقت قریش نے کب اور کیسے حضور ﷺ کے قتل کا منصوبہ بنایا؟

جواب: بیعت عقبہ ثانی کے تقریباً ڈھائی ماہ بعد ۲۶ صفر ۱۳ نبوی بمطابق ۱۳ ستمبر ۶۲۲ء بروز جمعرات۔ سہ پہر کے وقت قریش کے دارالشوری دارالندوہ میں قریش نے حضور ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اس اجلاس میں قریش کے تمام قبائل کے

نمائندے شریک ہوئے۔ شیطان بھی ایک نجدی بزرگ کی صورت میں اس مجلس میں موجود تھا۔ ابو جہل نے تجویز پیش کی کہ عرب کے ہر مشہور قبیلے سے ایک جوان لیا جائے۔ یہ سب بہادر رات کی تاریکی میں محمد ﷺ کے گھر کو گھیر لیں۔ جب محمد ﷺ صبح کی نماز کے لیے نکلیں تو سب اپنی اپنی کھوار سے وار کریں تاکہ تمام قبیلوں سے قتل کا بدلہ لیا جاسکے۔ شیخ نجدی (شیطان) نے اس تجویز کی تائید کی اور تمام قبیلوں کے سرداروں نے اسے منظور کر لیا۔

(صحیح بخاری، تاریخ طبری، سیرت محمدیہ، رحمۃ اللعالمین ﷺ، مختصر سیرۃ الرسول ﷺ)

سوال: اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے منصوبے کو کس طرح ناکام بنایا اور آپ ﷺ نے کب اور کیسے مدینہ ہجرت کی؟

جواب: حضور اقدس ﷺ کو اس منصوبے کی اطلاع جبرائیل علیہ السلام نے دی اور پھر حضرت عبدالطلب کی بھتیجی رقیہ بنت صبیحی نے بھی بتایا۔ آخر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو ہجرت مدینہ کی اجازت مل گئی۔ آپ روز پھر کے وقت ہی حضرت ابوبکر صدیق کے گھر تشریف لے گئے۔ ان کے ساتھ روانگی کا پروگرام طے کیا اور پھر رات کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے بستر پر لٹا کر آپ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق کے ہمراہ ہجرت کے سفر پر روانہ ہو گئے۔ گھر سے نکلنے وقت آپ نے اللہ کے حکم سے سورۃ یسین کی آیت ۱ کی تلاوت فرمائی اور پھر دہرے دار مشرک نوجوانوں کی طرف مٹی پھینکی۔ کوئی بھی مشرک ایسا نہ تھا جس کے سر پر آپ نے مٹی نہ ڈالی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ اور آپ ﷺ ان کے درمیان میں سے گزر گئے اور حضرت ابوبکر کو ساتھ لیا۔

(صحیح بخاری، المصنف، محمد علی ﷺ انسائیکلو پیڈیا، سیر اصحاب)

سوال: حضرت ابوبکر صدیق کے گھر سے نکل کر رسول اللہ ﷺ نے کہاں پناہ لی اور پھر مدینہ کیسے پہنچے؟

جواب: آپ نے اپنے ساتھی کے ساتھ مکہ سے چار پانچ میل دور غار ثور پناہ لی۔ تین دن

اور تین راتیں وہاں قیام کیا۔ اس دوران حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیقہؓ رات کی تاریکی میں کھانا دے جاتیں۔ دن کے وقت عامر بن فہیمہ بکریوں کو لا کر دودھ دے جاتا اور عبداللہ بن ابوبکرؓ اہل مکہ کی خبریں بتا جاتے۔ ایک دن قریش مکہ تلاش کرتے غار کے وہاں تک آپؐ پہنچے مگر اللہ کے حکم سے کڑی نے غار کے منہ پر جالا بن دیا اور کبوتری نے اٹیڑے دے دیئے اس طرح دونوں ہستیاں محفوظ رہیں۔ چوتھے دن یکم ربیع الاول ۱۳ نبویؐ بمطابق ۱۶ ستمبر ۶۲۲ء بروز دوشنبہ (یکم ربیع الاول ۱ھ) آنحضرت ﷺ غار سے روانہ ہوئے۔ عبداللہ بن ارقط نے راستہ بتایا۔ عامر بن فہیمہ بھی ساتھ تھے۔ اس سفر میں قریظہ کے مقام پر ایک خانہ بدوش عورت حضرت ام معبدؓ کے خیمے سے گزر ہوا۔ وہیں بکری سے دودھ حاصل کرنے کا معجزہ ہوا۔ کمزور بکری نے اتنا دودھ دیا کہ گھر کے سارے برتن بھر گئے۔ راستے میں سراقہ بن مالک بن جہشم آپ کو تلاش کرتا ہوا قریب پہنچ گیا۔ پکڑنے کا ارادہ کیا تو گھوڑے سمیت زمین میں جنس گیا تین مرتبہ ایسا ہوا آخر توبہ کی اور مسلمان ہوا۔ راستے میں ایک اور سردار بریدہ اسلمی نے انعام کے لالچ میں پکڑنے کی کوشش کی آخر مٹا کر ہو کر مسلمان ہوا۔ مدینے سے دو میل پہلے حضور ﷺ اور آپ کے ساتھیوں نے قبا کی بستی میں قیام کیا۔ ۸ ربیع الاول ۱۳ نبوی کو آپ وہاں پہنچے۔ کلثوم بن الہدیم گھر قیام کیا۔ ۱۴، ۱۵، ۱۶ یا ۲۲ دن (۴ دن معروف ہے) قبا میں قیام کیا اور یہاں اسلام کی پہلی مسجد قباء بنائی۔ ۱۲ ربیع الاول اور جمعہ کے دن قبا سے مدینہ روانہ ہوئے۔ سو آدمی آپ کے ساتھ ہوئے۔ پہلی نماز جمعہ بنو سالم کے محلے میں ادا فرمائی۔

سوال: مدینہ کے لوگوں نے حضور اقدس ﷺ کا استقبال کس طرح کیا اور آپ نے کہاں قیام فرمایا؟

جواب: مدینہ کے مسلمانوں کو حضور ﷺ کی مکہ سے روانگی کی اطلاع مل چکی تھی۔ لوگ روانہ آپ کی راہ دیکھتے۔ جس دن آپ مدینہ میں داخل ہوئے ایک جشن کا سماں

تھا۔ لوگ ہتھیار سجا کر جمع تھے۔ بنی نجار اور انصار کی چھوٹی بچیاں جنگ اور دف بجا کر ترانہ گا رہی تھیں۔ آپ اپنی اٹنی قصویٰ پر سوار تھے جو اللہ کے حکم سے حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے گھر کے سامنے رک گئی جو بنو نجار کے محلے میں تھا۔ چنانچہ آپ نے حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے ہاں قیام فرمایا۔

(زاوالعاد۔ سیرت ابن اسحاق۔ تاریخ اسلام۔ رسالت اب ﷺ۔ مدارج النبوت)

سوال: مدینہ تشریف آوری کے بعد حبیب کبریا ﷺ نے سب سے پہلے کون سے اہم کام سرانجام دیئے؟

جواب: سب سے پہلے مسجد نبوی تعمیر کی گئی جس کے لیے دو یتیم بچوں سے زمین خریدی گئی۔ پھر مسجد کے مشرقی جانب ازواج مطہرات کے چھوٹے چھوٹے حجرے بنائے گئے۔ آپ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات قائم کی۔ مدینہ کے یہودیوں کا فتنہ دبانے کے لیے ان سے تحریری معاہدہ یثاق مدینہ کیا۔ مدینہ کے آس پاس کے کافر قبائل سے معاہدے کیے۔

(سیرۃ النبی ﷺ۔ سیرت ابن اسحاق۔ محمد رسول غربی ﷺ)

سوال: قریش مکہ نے مدینہ میں بھی مسلمانوں کو چین نہ لینے دیا۔ انہوں نے مسلمانوں کو کس طرح پریشان کیا؟ اور اس کا کیا نتیجہ نکلا؟

جواب: مشرکین نے مسجد حرام کا دروازہ مسلمانوں پر بند کر دیا۔ ابو جہل نے حضرت سعد بن معاذ کو ہجرت کے پہلے سال عمرے کے موقع پر طواف کعبہ کے دوران دھمکی دی۔ قریش نے مدینہ کے مسلمانوں کو کہلا بھیجا کہ تم مغرور نہ ہونا کہ مکہ سے صاف فوج کر نکل گئے۔ ہم یشرب پہنچ کر تمہارا ستیاناس کر دیں گے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ ﷺ اور آپ کے ساتھی یا تو جاگ کر رات گزارتے۔ یا پھر صحابہ کرام باری باری پہرہ دیتے اور ہتھیار لگا کر سوتے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ہجری میں سورۃ الحج کی آیت ۳۹ نازل فرمائی اور جہاد کا حکم ہوا۔

(القرآن۔ تاریخ اسلام کامل۔ صحابہ کرام۔ کا عہد زریں۔ زاوالعاد)

سوال: جنگ کی اجازت ملنے پر رسول اللہ ﷺ نے کیا منصوبہ بند کی؟

جواب: آپ ﷺ نے دو منصوبے اختیار کیے۔ کے سے شام جانے والی تجارت شاہراہ تک اپنا قتلہ بڑھا دیا۔ اور اس کے ارد گرد قبائل سے دوستی اور جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کیا۔ دوسرا منصوبہ اس شاہراہ پر گشتی دستے بھیجنے کا تھا۔

(روح المعانی ﷺ۔ سیرت سرور عالم ﷺ۔ فیاء النبی ﷺ)

سوال: غزوہ جیش اور سریہ میں کیا فرق ہے؟

جواب: وہ لڑائی جس میں رسول اللہ ﷺ نے خود بنفس نفیس شرکت فرمائی ہو وہ غزوہ کہلاتی ہے۔ جیش بڑے لشکروں کو کہتے ہیں جس کے ساتھ بڑی بڑی لڑائیاں لڑی جاتی ہیں۔ اور سریہ اس دستے کو کہتے ہیں جس میں تھوڑے سپاہی ہوں اور اس میں آپ ﷺ نے شرکت نہ فرمائی ہو۔

(محمد عربی ﷺ انسائیکلو پیڈیا۔ تاریخ اسلام۔ محمد رسول عربی ﷺ)

سوال: بتائیے غزوہ بدر سے پہلے مسلمانوں کو کون سے سرایا پیش آئے؟

جواب: سب سے پہلے سریہ سیف البحر یا سریہ حمزہ رمضان اہ میں پیش آیا۔ مسلمان مہاجرین کی تعداد تیس اور مشرکین کی تین سو تھی۔ عیص کے اطراف میں فریقین کا سامنا ہوا لیکن قبیلہ جہنیہ کے سردار کی کوشش سے جنگ نہ ہوئی۔ اسی سیرے میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے پہلا سفید رنگ کا جھنڈا باندھا۔ شوال اہ میں عبیدہ بن الحارث کی سرکردگی میں سریہ وایغ یا سریہ غبیدہ بن الحارث ہوا۔ اس میں ساٹھ مہاجرین تھے اور مشرکین کے دو سو آدمی جن کا سردار ابو سفیان تھا۔ فریقین نے ایک دوسرے پر تیر چلائے لیکن باقاعدہ جنگ نہ ہوئی۔ قوی قعدہ اہ میں سریہ ضرار یا سریہ سعد بن ابی وقاص ہوا۔ اس میں بیس مسلمان تھے۔ اس میں بھی جنگ نہیں ہوئی۔ رجب ۲ھ میں سریہ ثقلہ ہوا جس میں حضرت عبداللہ بن جحش بارہ مہاجرین کے امیر تھے۔ اسی دوران حرام مہینے رجب میں لڑائی ہو گئی مشرکین کا ایک شخص مارا گیا۔ حضور ﷺ نے مقتول کے ورثاء کو خون بہا ادا کیا۔

اس سرے میں مال غنیمت بھی ملا جس میں خمس نکالا گیا دو شرک قیدی بنے۔ یہ اسلامی تاریخ کا پہلا خمس، پہلا مقتول اور پہلے قیدی تھے۔

(الرحیق المختوم۔ محمد عربی ﷺ انسائیکلو پیڈیا۔ تاریخ اسلام۔ طبقات۔ غزوات رسول اکرم ﷺ)

سوال: غزوہ بدر سے پہلے کون سے چھوٹے چھوٹے غزوات ہوئے؟

جواب: حضور ﷺ نے سب سے پہلے جس غزوے میں شرکت فرمائی وہ غزوہ ابواء یا غزوہ دوان تھا جو صفر ۲ھ میں ہوا۔ مسلمانوں کی تعداد ستر تھی اور آنحضرت ﷺ امیر تھے۔ اس مہم کا مقصد قریش کے ایک قافلے کا راستہ روکنا تھا۔ آپ ﷺ دوان تک پہنچے لیکن قافلہ ہاتھ نہ آیا۔

ربیع الاول ۲ھ میں غزوہ بواط ہوا۔ رسول اللہ ﷺ دو صحابہؓ کے امیر لشکر تھے۔ جبکہ مشرکین ایک سو تھے۔ اس غزوہ کا مقصد بھی ایک قافلے کی راہ روکنا تھا۔ حضور ﷺ رضویٰ کے قریب مقام بواط تک تشریف لے گئے لیکن قافلہ ہاتھ نہ آیا۔

ربیع الاول ۲ھ ہی میں غزوہ سلوان ہوا اسے غزوہ بدر اولیٰ بھی کہتے ہیں۔ کربز بن جابر فہری نے مشرکین کی تھوڑی سی فوج کے ساتھ مدینے کی چراگاہ پر حملہ کیا اور کچھ موبیشی لے گیا۔ حضور ﷺ نے ستر صحابہؓ کے ساتھ اس کا پیچھا کیا۔ حضور ﷺ وادی سلوان تک تشریف لے گئے مگر مشرک ہاتھ نہ آئے۔ جمادی الاول و جمادی الآخر ۲ھ میں غزوہ ذی العشرہ ہوا۔ ڈیڑھ سو مہاجرین کے امیر رسول اللہ ﷺ تھے۔ قریش کے ایک قافلے کو روکنا مقصد تھا۔ آپ ﷺ ذی العشرہ تک پہنچے لیکن قافلہ نکل چکا تھا۔ تاہم اسی واقعے کے بعد جنگ بدر پیش آئی۔

(زاد المعاد۔ سیرۃ النبی۔ سیرت ابن اسحاق۔ محمد عربی ﷺ انسائیکلو پیڈیا)

سوال: مسلمان نے جنگ بدر کی فتح کے بعد شوال ۲ھ میں پہلی عید منائی۔ بتائیے جنگ بدر کب اور کیوں لڑی گئی؟

جواب: یہ اسلام کی سب سے بڑی جنگ یا غزوہ ہے۔ اسے یوم الفرنان بھی کہا گیا ہے۔ یہ جنگ بدر نای گاؤں میں بدر نای کنویں کے قریب ۱۷ رمضان بروز منگل (یا

جمعہ ۲ھ میں لڑی گئی۔ تین سو تیرہ مسلمان تھے جن کے پاس تین گھوڑے (جو بعد میں دورہ گئے) اور ستر اذن تھے۔ لشکر قریش میں ایک ہزار سپاہی تھے۔ جن کے پاس سات سو اونٹ، سو گھوڑے اور تمام جنگی ساز و سامان تھا جبکہ مسلمانوں کے پاس چند تلواریں تھیں۔ قریش کا سردار عتبہ بن ربیعہ تھا۔ آنحضرت ﷺ نے قریش مکہ کی چھیڑ چھاڑ سے تنگ آ کر شام سے واپس آنے والے تجارتی قافلے کو روکنے کا حکم دیا اس قافلے کا سردار ابوسفیان تھا۔ قریش نے قافلے کو بچانے کے لیے مدینے پر چڑھائی کر دی۔ اور قافلہ پہلے ہی بچ نکلا تھا۔

(غزوات - البدایہ والنہایہ - سیرۃ النبی ﷺ - سیرت رسول عربی ﷺ - غزوات رسول اکرم ﷺ)
سوال: جنگ بدر کے موقع پر لشکر قریش میں کون سے سردار شامل تھے؟ حضور ﷺ نے ان کسے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابو جہل بن ہشام، ابوالنضر بن ہشام، حکیم بن حزام، نوفل بن ذلید، حارث بن عامر، طیمہ بن غدی، نضر بن حارث، زمعہ بن اسود، امیہ بن خلف، سہل بن عمرو، عمرو بن عبدود۔ حضور اقدس ﷺ نے میدان جنگ کا چکر لگاتے ہوئے کفار کے سرداروں کی لاشیں گرنے کی ایک ایک جگہ بتائی۔ آپ نشانہ بنی کرتے تھے اور فرماتے تھے، انشاء اللہ یہاں فلاں گرے گا۔ یہاں فلاں گرے گا۔ (صحیح مسلم - جامع ترمذی - غزوات النبی ﷺ - سیرت رسول عربی ﷺ)

سوال: حضور ﷺ نے کس وقت اور کیسے صف بندی فرمائی؟ آپ کا اپنا خیمہ کہاں تھا؟
جواب: آپ ﷺ نے جمعہ کے روز صبح کی نماز کے بعد تقریر فرمائی اور صف بندی کا حکم دیا۔ دست مبارک میں ایک تیر تھا جس کے اشارے سے صفیں سیدھی فرماتے۔ آپ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا، میری اجازت کے بغیر لڑائی نہ کرنا۔ جب مشرکین اکٹھے ہو کر قریب آئیں تو تیر چلانا۔ اور جب تک وہ تم پر جھانے جائیں تلوار نہ کھینچنا۔ حضرت سعد بن عبادہ کی تجویز پر آپ کے لیے اونچی جگہ پر کھجوروں کا ایک ساں بان (چیمبر) بنا دیا گیا تھا۔ جہاں آپ ﷺ نے ساری رات بیدار رہ کر اور

مصرف دعا رہ کر گزاری تھی۔ آپ کی زبان پر یا قیوم کا ورد تھا۔

(مختصر سیرۃ الرسول - سیرت النبی - صحیح بخاری - تاریخ ابن کثیر)

سوال: سردار انبیاء علیہم السلام نے صف بندی کے بعد کیا دعا فرمائی اور اس کا کیا نتیجہ نکلا؟
 جواب: صف بندی کے بعد آپ ﷺ اپنے ساتھیان کے نیچے تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی: ”الہی! تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے پورا فرما۔ الہی! اگر آج یہ مٹی بھر جماعت ہلاک ہو گئی تو زمین میں تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔“ آپ کو اس دعا کے فوراً بعد اونگھ آ گئی۔ پھر تھوڑی دیر بعد مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے اور فرمایا: ”ابوبکر! خوش ہو جاؤ! یہ جبرائیل علیہ السلام ہماری مدد کے لیے آ گئے ہیں۔“ پھر آپ آیت پڑھتے ہوئے چھپرے سے باہر تشریف لائے۔ جس کے معنی ہیں یہ بھیڑ (گروہ) جلد ہی شکست کھائے گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائے گی۔

(ملقات - سیرۃ النبی - الرقیق الخنوم - نزوات النبی ﷺ)

سوال: جنگ بدر کے پہلے شہید حضرت یحییٰؓ اور دوسرے شہید حضرت حارث بن سراقہ تھے۔ جنگ میں اور کیا بڑے واقعات رونما ہوئے؟

جواب: قریش میں سے سب سے پہلے اسود بن عبدالاسد حضرت حمزہؓ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ پھر باقاعدہ جنگ سے پہلے عتبہ بن ربیعہ حضرت حمزہؓ کے ہاتھوں، ولید بن عتبہ حضرت علیؓ کے ہاتھوں اور شیبہ (حضرت عبیدہ بن حارث کو زخمی کرنے کے بعد) حضرت علیؓ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ پھر گھسان کا رن پڑا تو آنحضرت ﷺ میدان کی طرف بڑھ کر دشمن کے بہت قریب ہو گئے اور سب آپ کی پناہ لیے ہوئے تھے۔ اس سے پہلے آپ ﷺ نے کنکریوں کی مٹی لے کر کفار کی طرف پھینکی تھی۔ کوئی مشرک ایسا نہ تھا جس کی آنکھ میں کنکریاں نہ ہوں۔ کافروں کا سردار ابوجہل بھی حضرت عفراء کے بیٹوں معوذہ اور معاذ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ آنحضرت ﷺ کا ایک اور بڑا دشمن اور حضرت بلالؓ کا آقا امیہ بن خلف بھی قتل ہوا۔ حضرت

عمر کے ہاتھوں عاص بن ہشام قتل ہوا۔ اس جنگ میں ایک ہزار ملائکہ، پھر تین ہزار اور پھر پانچ ہزار ملائکہ مسلمانوں کی مدد کے لیے یکے بعد دیگرے بھیجے گئے اور رسول اللہ ﷺ کے ذریعے مسلمانوں کو اس کی اطلاع بھی دے دی گئی۔ یہ مشرکین کی گردنیں اور ہاتھ پاؤں کاٹتے تھے۔ اس جنگ میں چودہ مسلمان شہید ہوئے جبکہ ستر مشرکین مارے گئے جو زیادہ تر سردار تھے۔

(صحیح بخاری و مسلم، یعنی البدایہ والنہایہ۔ سیرت مطبوعہ تاریخ طبری)

سوال: جنگ کے خاتمے کے بعد آپ ﷺ نے مشرکین کو کس طرح مخاطب فرمایا؟
جواب: جنگ کے بعد آپ ﷺ مشرکین کی لاشوں کے پاس آئے اور فرمایا: ”تم لوگ اپنے نبی ﷺ کے لیے کتنا بڑا کنبہ اور قبیلہ تھے۔ تم نے مجھے جھٹلایا جبکہ اوروں نے تصدیق کی۔ تم نے مجھے بے یار و مددگار چھوڑا جبکہ اوروں نے میری مدد کی۔ تم نے مجھے نکالا جبکہ اوروں نے مجھے پناہ دی۔“ آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ تین دن تک بدر میں قیام فرمایا۔ اور پھر تیسرے دن روانگی سے پہلے بدر کے کنوئیں کے پاس (جس میں مشرکین کی لاشیں ڈال دی گئی تھیں) کھڑے ہو کر سب سرداران قریش اور ان کے باپ کا نام لے کر فرمایا: ”تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی آج اطاعت کرتے تو تمہیں آج خوشی نہ ہوتی۔ ہم سے ہمارے رب نے جو وعدہ کیا تھا اسے ہم نے سچ پایا۔ کیا تم نے بھی دیکھ لیا، اللہ نے جو تم سے وعدہ کیا تھا وہ تم نے سچ پایا؟“

(صحیح بخاری۔ سیرت ابن اسحاق۔ مختصر سیرت الرسول ﷺ۔ سیرۃ النبویہ)

سوال: بتائیے جنگ بدر کا کیا نتیجہ نکلا اور مسلمانوں کو اس سے کیا فوائد حاصل ہوئے؟
جواب: اس جنگ میں مسلمانوں کو عظیم فتح حاصل ہوئی اور مشرکین کو جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑا۔ مدینے میں سب سے پہلے فتح کی خبر حضرت زید بن حارثہ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ نے سنائی۔ جبکہ مکہ میں ابن عبد اللہ خزاعی یا مغیرہ بن حارثہ نے۔ مال غنیمت میں مسلمانوں کو دس گھوڑے اور ایک سو پچاس اونٹ ملے۔ دوسرا

ساز و سامان بھی ہاتھ آیا۔ صفراء کے مقام پر جس الگ کر کے باقی مال غنیمت تمام صحابہؓ میں برابر تقسیم کر دیا گیا۔ اسیران بدر کو فدیہ لے کر رہا کیا گیا۔ فدیہ حیثیت کے مطابق لیا گیا۔ کم سے کم ایک ہزارہ زیاد سے زیادہ چار ہزار درہم تھے۔ ناداروں سے دس دس بچوں کو پڑھانے کا کام لیا گیا۔ حضرت عباسؓ بھی اسیر ہوئے۔ وہ دولت مند تھے اس لیے ان سے چار ہزار فدیہ لیا گیا۔ عقیل بن ابی طالب فدیہ نہیں دے سکتے تھے۔ حضرت عباسؓ نے ان کی طرف سے چار ہزار فدیہ دیا۔ اسیران بدر کے پاس کپڑے نہیں تھے۔ حضور ﷺ نے سب کو کپڑے دلوائے۔ جنگ بدر کی فتح کے بعد مسلمانوں کے حوصلے بلند ہو گئے۔

(الہدایہ والتبایہ۔ صحابہ کرام کا مہذب زریں۔ سیرت حلبیہ۔ سیرت رسول عربی ﷺ)

سوال: جنگ بدر کے بعد رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کی سازش بھی کی گئی۔ بتائیے وہ کیسے؟

جواب: قریش کے سردار صفوان بن امیہ نے عبید بن وہب کو لالچ دے کر حضور ﷺ کو قتل کرنے کے لیے مدینہ بھیجا۔ وہ زہر آلود کوار لے کر مدینہ آیا تو مسجد نبوی کے دروازے پر حضرت عمرؓ کے ہاتھوں گرفتار ہوا۔ حضور ﷺ کے سامنے لایا گیا تو کہنے لگا کہ قیدیوں کے لیے آیا ہوں۔ (اس کا بیٹا وہب بن عبید بن مسلمانوں کی قید میں تھا)۔ حضور ﷺ نے اس کے اور صفوان کے درمیان ہونے والی گفتگو بتا دی۔ وہ نادم ہوا اور ایمان لے آیا۔

(تاریخ طبری۔ سیرت ابن اسحاق۔ سیرت حلبیہ)

سوال: مسلمانوں کو جنگ بدر کے بعد کون سے سرایا اور غزوات کا سامنا کرنا پڑا؟

جواب: شوال دو ہجری میں کدر کے مقام پر غزوہ بنی سلیم پیش آیا۔ دوسو مسلمانوں کے امیر رسول اللہ ﷺ تھے۔ بنو سلیم کے لوگ مدینہ پر حملے کی تیاری کر رہے تھے کہ حضور ﷺ نے ان پر دھاوا بول دیا۔ بنو سلیم پانچ سوانٹ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ یہودیوں نے ایک مسلمان عورت کی تذلیل کی تو غزوہ بنو قینقاع پیش آیا۔ حضور

ﷺ نے صحابہ کے ساتھ شوال ۲ھ میں بنو قریظہ کا محاصرہ کیا۔ پندرہ دن کے بعد بنو قریظہ نے اس شرط پر ہتھیار ڈال دیئے کہ حضور ﷺ نے ان کی جان و مال، آل و اولاد اور عورتوں کے بارے میں جو فیصلہ کریں گے انہیں منظور ہو گا۔ ان سب کو بامعہ دیا گیا۔ عبداللہ بن ابی نے بنو قریظہ کو معاف کرنے کی سفارش کی۔ حضور ﷺ نے معاف فرما دیا مگر حکم دیا کہ وہ مدینے سے نکل جائیں چنانچہ سب شام کی طرف چلے گئے۔ ان کے اسواں ضبط کر لیے گئے اور مال غنیمت کے طور پر تقسیم ہوئے۔

ذی الحجہ ۲ھ میں غزوہ سقیہ ہوا۔ ابوسفیان دو سو سواروں کے ساتھ مدینے پر حملہ کے لیے نکلا۔ مدینے سے بارہ میل دور نبی نای پہاڑی کے دامن میں خیمہ زن ہوا۔ ایک دستہ بھیج کر مدینہ کے قریب عریض نامی مقام پر کھجوروں کے درخت کنوا دیئے اور ایک انصاری کو قتل کر دیا۔ آپ ﷺ تیزی سے ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے لیے نکلے مگر وہ بھاگ گئے۔ حضور ﷺ نے کرکرة الکدر تک تعاقب کیا۔

غزوہ ذی امر یا غزوہ غطفان ۳ھ میں رسول اللہ کی زیر قیادت سب سے بڑی مہم تھی جس میں ساڑھے چار سو مسلمانوں نے حصہ لیا۔ بنو نضیر اور محارب کی بہت بڑی تعداد نے مدینہ پر چھاپے مارنے کی تیاری کی تو حضور ﷺ نے پیش قدمی کی۔ دشمن کو پتہ چلا تو گردو پیش کی پہاڑیوں میں چھپ گئے حضور ﷺ ذی امر تک تشریف لے گئے۔

۱۴ ربیع الاول ۳ھ کو سریہ محمد بن مسلمہ پیش آیا جس میں دشمن اسلام کعب بن اشرف یہودی کو قتل کیا گیا۔ یہ ایک شاعر تھا اور مسلمانوں کی ہجو کرتا اور یسرکین کی مدح سرائی کرتا۔

غزوہ بجران کے لیے ربیع الاخر ۳ھ میں حضور تین سو سپاہیوں کے ساتھ تشریف لے گئے مگر لڑائی نہ ہوئی۔

سریہ زید بن حارثہ جمادی الآخر ۳ھ میں ہوا جس کا مقصد عراق کے راستے نجد سے ہو کر شام جانے والے مشرکین کے تجارتی قافلے کو زور کنا تھا۔ سواروں کے لشکر نے قرہ نامی چشمے پر مشرکین پر اچانک حملہ کیا اور قافلے پر قبضہ کر لیا۔ قافلے کا سردار صفوان بن امیہ۔ اور دوسرے محققین بھاگ نکلے۔ تین افراد گرفتار ہوئے۔ برتن اور چاندی کی بڑی مقدار ہاتھ لگی۔ یہ غزوہ احد سے پہلے آخری سریہ تھا۔

(سیرت النبویہ۔ طبقات۔ رحمۃ اللعالمین۔ غزوات النبی ﷺ۔ المغازی)

سوال: جنگ احد کب اور کیوں ہوئی؟

جواب: یہ مسلمانوں اور مشرکین مکہ کے درمیان دوسری بڑی جنگ ہے جو ۱۱ شوال بروز ہفتہ ۳ھ کو مدینے سے تین میل دور میدان احد میں لڑی گئی، سات سو مسلمانوں اور تین ہزار قریش اور حلیف قبائل کے افراد کے درمیان لڑی جانے والی اس جنگ کی بنیادی وجہ جنگ بدر کی شکست کا بدلہ لینا تھا جس میں قریش کے بڑے بڑے سردار مارے گئے تھے۔ مسلمانوں کے پاس اس جنگ میں صرف پچاس گھوڑے اور سو زرہیں تھیں جبکہ کفار کے پاس سات سو زرہیں۔ دو سو گھوڑے اور تین ہزار اونٹ تھے۔ اس طرح شتر سوار تین ہزار، گھوڑ سوار دو سو، زرہ پوش سات سو اور تیر انداز ایک سو تھے۔ حضرت عباسؓ نے مکہ سے قریش کے لشکر کی روانگی کے بارے میں حضور ﷺ کو اطلاع دی۔

(سیرت حلبیہ۔ المغازی۔ البدایہ والنہایہ۔ طبقات۔ تاریخ اسلام کامل)

سوال: بتائیے رسول اللہ ﷺ نے جنگ احد سے پہلے کیا خواب دیکھا تھا اور آپ نے اس کی کیا تعبیر بتائی؟

جواب: جمعہ کی شب آپ نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی مضبوط زرہ ٹوٹ گئی ہے اور تلوار ذوالفقار آپ کے ہاتھ میں ہے جس کا اوپر کا حصہ ٹوٹ گیا ہے۔ ایک گائے پر نظر پڑی جو ذبح کی جا رہی ہے۔ اور آپ کے پیچھے ایک مینڈھا سوار ہے۔ آپ نے خواب کی تعبیر بیان فرمائی کہ مضبوط زرہ مدینہ ہے۔ تلوار کی شکستگی ذات اقدس پر

مصیبت ہے۔ گائے آپ ﷺ کے صحابہ ہیں جو شہید ہوں گے اور میٹھا کھائیں

الکعب (طلحہ بن ابی طلحہ) ہے۔ (المؤمن المکرم۔ سیرۃ النبی ﷺ۔ زاد المعاد۔ سیرت النبی)

سوال: جنگ کے بارے میں آنحضرت کی تجویز کیا تھی اور صحابہ کرام کی رائے کیا تھی؟

جواب: آپ ﷺ نے تجویز دی کہ شہر کے اندر رہ کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے۔ عبداللہ بن

ابی نے بھی یہی رائے دی۔ انصار اور انصار اکثر صحابہ بھی یہی چاہتے تھے تاہم بعض

فضلاء صحابہ جن میں حضرت حمزہؓ، حضرت سعدؓ بن عبادہ اور نعمان بن مالک بھی

شامل تھے وہ جوش جہاد میں شہر سے باہر کھلی جنگ میں حصہ لینا چاہتے تھے۔ جمعہ

کے روز آزادی رائے سے یہ اتفاق ہوا کہ مدینہ سے باہر نکل کر مقابلہ کیا جائے۔

(فتاویٰ۔ سیرت ابن اسحاق۔ تاریخ اسلام کامل۔ سیرت رسول عربی ﷺ)

سوال: جنگ احد کے چند خاص واقعات بیان کر دیجئے؟

جواب: رسول اکرم ﷺ جمعہ کے روز ۳ شوال کو مدینہ سے ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ

روانہ ہوئے، رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی شواہ کے مقام سے یہ کہہ کر اپنے تین

سوساقتیوں سمیت واپس چلا گیا کہ حضور نے میری تجویز نہیں مانی۔ احد پہنچ کر

اسلامی لشکر نے پہاڑ کی وادی کرانہ میں پڑاؤ کیا۔ احد پہاڑ پشت پر تھا اور کوہ عینین

بائیں طرف۔ اسلامی لشکر کے جنوب مشرق میں وادی قحاة کے جنوبی کنارے پر

واقع چھوٹی پہاڑی جبل رماہ (ڈرے) پر حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جبیر

کی سرکردگی میں پچاس تیر اندازوں کو متعین کیا اور حکم دیا کہ فتح و شکست کسی صورت

میں بھی درے کو نہیں چھوڑنا۔ جنگ کے آغاز میں قریش کی عورتوں نے صفوں میں

گھوم کر اور دف بجا کر لوگوں کو جوش دلایا۔ آخر سے حضرت ابو دجانہ زرمیہ اشعار

پڑھ رہے تھے۔ مشرکین میں سے قبیلہ اوس کا سردار ابو عامر سبت سے پہلے لڑائی

کے لیے نکلا مگر مسلمانوں کے ہتھیار کھانچ کر بھاگ گیا۔ پھر مشرکین کا علمبردار طلحہ بن

ابی طلحہ میدان میں آیا جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ پھر اس کا

بھائی عثمان بن طلحہ حضرت حمزہؓ کے ہاتھوں مارا گیا۔ پھر اس کا بھائی ابو سعید بن ابی

طلحہ حضرت سعد بن ابی وقاص یا حضرت علیؑ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ پھر طلحہ بن ابی طلحہ کا بیٹا مسافع بن ابی طلحہ حضرت عاصم بن ثابتؓ کے ہاتھوں مارا گیا۔ پھر مسافع کا بھائی کلاب بن طلحہ حضرت زبیرؓ بن العوام کے ہاتھوں مارا گیا۔ پھر اس کا بھائی طلاس بن ابی طلحہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ اس طرح انفرادی مقابلوں میں ایک ہی گھر کے چھ آدمی مارے گئے۔ طلاس کے بعد قبیلہ بنو عبدالدار کا ارطاة بن شریجل حضرت علیؑ یا حضرت حمزہؓ کے ہاتھوں مارا گیا۔ پھر شریج بن قازط ایک شخص قرمان کے ہاتھوں قتل ہوا۔ پھر اسی کے ہاتھوں ابو زید عمروؓ اور شریجل بن ہاشم مارے گئے۔ بنو عبدالدار کے دس افراد مارے گئے تو ابو طلحہ کا حبشی غلام صواب مسلمان مجاہدین کے ہاتھوں مارا گیا اور پھر عام جنگ شروع ہو گئی۔ مسلمانوں نے زور دار حملہ کیا۔ گھسان کی لڑائی ہوئی اس میں مشرکین کٹ رہے تھے۔ تاہم اسی دوران حضرت حمزہؓ حبشی بن حرب کے ہاتھوں شہید ہوئے اور غنیمت الملائک حضرت حظلہ شہداد بن الاسود کے ہاتھوں شہید ہوئے اور حضرت عمروؓ بن جرموع بھی۔

(فتح الباری۔ البدایہ والنہایہ۔ الریح المختوم۔ المغازی)

سوال: بتائیے جنگ احد میں مسلمانوں کی فتح کس طرح شکست میں بدل گئی؟

جواب: خالد بن ولید نے جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے جبل رماہ کی طرف سے تین حملے کیے جو مسلمان تیر اندازوں نے ناکام بنا دیے۔ گھسان کا رن پڑا تو مشرکین میں ہنگامہ مچ گئی۔ عورتیں بھی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھائے بھاگیں۔ مسلمانوں کو فتح ہوتے دیکھ کر اپنے امیر حضرت عبداللہ بن جبر کے منع کرنے کے باوجود بہت سے مسلمانوں نے ورہ چھوڑ دیا اور مال غنیمت اکٹھا کرنے لگے، صرف ۹ ساتھی ان کے ساتھ رہ گئے۔ خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابی جبل نے یہ صورت دیکھی تو پیچھے سے حملہ کر دیا۔ بھاگتے ہوئے کفار بھی رک گئے۔ اور مسلمان گھیرے میں آ گئے۔ حضور ﷺ کے پاس صرف نو صحابی سات انصار اور دو مہاجر رہ گئے۔ افراتفری میں حضرت حذیفہؓ کے والد حضرت یمانؓ اپنے ہی مسلمان بھائی کے

ہاتھوں شہید ہو گئے۔ کسی نے آواز لگائی کہ نعوذ باللہ حضور ﷺ قتل کر دیئے گئے۔ مسلمانوں میں اور سراسیمگی اور بد نظمی پھیل گئی۔ اس طرح مسلمانوں کی فتح شکست میں بدل گئی۔ (سیرۃ منیہ - طبقات - سیرت ابن اسحاق - اصابہ - معجم بخاری)

سوال: بتائیے رسول اللہ ﷺ کس طرح زخمی ہوئے اور منتشر مسلمان کس طرح اکٹھے ہو گئے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کی شہادت کی افواہ پھیلی تو مسلمانوں میں بددلی اور بد نظمی پھیل گئی کچھ صحابہؓ نے سوچا اب لڑنا بیکار ہے وہ یا تو بھاگ گئے۔ گئے یا ہتھیار پھینک کر بیٹھ گئے۔ کچھ نے خیال کیا کہ جب حضور ﷺ نہیں تو ہم نے زندہ رہ کر کیا کرنا ہے وہ لڑنے مرنے پر تیار ہو گئے۔ تیسرے گروہ نے رسول اللہ ﷺ کی فکر کی اور آپ کو تلاش کرنے لگے، حضرت کعب بن مالک انصاری نے حضور ﷺ کو سب سے پہلے دیکھا اور زور سے کہا: مسلمانو! تم کو بشارت ہو۔ رسول اللہ ﷺ یہ ہیں۔" یہ سنتے ہی حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت علیؓ بن ابی طالب، حضرت طلحہ بن عبید اللہ اور حضرت زبیر بن العوام کے علاوہ بعض دوسرے صحابہؓ حضور ﷺ کی طرف بڑھے۔ جب مشرکین نے آپ کا گھیراؤ کیا تو صرف دو مہاجر اور سات انصار صحابہؓ آپ کے پاس تھے۔ ابن قریہ نے آنحضرت ﷺ پر حملہ کر کے آپ کو زخمی کر دیا۔ عتبہ بن ابی وقاص، عبد اللہ بن شہاب اور ابن قریہ نے آپ ﷺ پر پتھر مارے۔ عتبہ کے پتھر سے چہرہ مبارک زخمی ہوا اور دہنی طرف کے دو دانت شہید ہو گئے۔ عبد اللہ بن شہاب کا پتھر پیشانی مبارک پر لگا۔ ابن قریہ کا پتھر خود کی جھال سے ٹکراتا ہوا چہرہ پر لگا جس سے جھال کی دو کڑیاں رخسار مبارک میں گھس گئیں۔ ابو عامر یاسق نے گڑھے کھدوا رکھے تھے۔ حضور ﷺ ان میں سے ایک میں گر گئے اور گھٹنے مبارک چھل گئے۔ حضرت علیؓ نے ہاتھ مبارک پکڑ کر اور حضرت طلحہؓ نے گود میں لے کر گڑھے سے نکالا۔ خود کی کڑیاں چہرے مبارک سے نکالتے حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح کے دو دانت اتر

گئے۔ (صحیح بخاری۔ میرت علیہ۔ یہ وہابی ہے۔ جہنم صاب۔ فتح الباری۔ غزوات النبی ﷺ)
سوال: حضور ﷺ چہرے کا خون صاف کرتے ہوئے کیا فرما رہے تھے اور آپ نے کیا
دعا فرمائی؟

جواب: آپ فرما رہے تھے، وہ قوم کیسے کامیاب ہو سکتی ہے جس نے اپنے نبی کے چہرے
کو زخمی کر دیا۔ اور اس کا دانت توڑ دیا۔ حالانکہ وہ انہیں اللہ کی طرف دعوت دے
رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اس موقع پر دعا فرمائی: ”اے اللہ! میری قوم کو بخش
دے۔ وہ نہیں جانتی کہ اور اللہ میری قوم کو ہدایت دے وہ نہیں جانتی۔“

(صحیح مسلم۔ کتاب القضاء۔ غزوات النبی ﷺ۔ میرت رسول عربی ﷺ)

سوال: پریشان حال اور منتشر مسلمانوں نے قریش مکہ کا کس طرح مقابلہ کیا؟
جواب: صحابہؓ دیوانہ وار آپ ﷺ کے گرد جمع ہونے لگے اور نئے عزم و ہمت سے مقابلہ
کرنے لگے۔ حضرت سعد کو حضور اقدس ﷺ اپنے ترکش کے تیر دیتے تھے۔
حضرت طلحہ بن عبید اللہ حضور ﷺ کی طرف آنے والے دشمن کے تیر اپنے
ہاتھوں پر روکتے رہے۔ حضرت شام بن عثمان کھوار کے ساتھ مدافعت کر رہے
تھے۔ حضور ﷺ کو بچاتے ہوئے حضرت قتادہ بن نعمان کی آنکھ میں تیر لگا اور
ڈیلا باہر آ گیا۔ حضور ﷺ نے بہت مبارک سے ٹھیک کر دیا۔ گھسان کی جنگ
میں حضور ﷺ نے اسلامی جھنڈا حضرت علیؓ کو عطا کیا۔ مدافعت اور جاٹاری کے
باوجود حضور ﷺ پر کھواروں سے ستر مرتبہ حملے ہوئے۔ اس تازک مرحلے میں
آپ ﷺ کے ساتھ سفید کپڑوں میں لمبوس دو آدمی تھے روایت ہے کہ یہ حضرت
جبرائیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں
کے لیے غیبی امداد کا ایک اور سامان کر دیا۔ وہ یہ کہ چند لمحوں کے لیے غنودگی ان پر
طاری کر دی جس سے وہ تازہ دم ہو گئے۔ اور پھر زوردار حملے کیے دشمن کو بھاگنے پر
مجبور کر دیا۔ تاہم اس جنگ میں ستر مسلمان شہید ہوئے اور کفار کے بائیس افراد
مارے گئے۔ حضور ﷺ کے چچا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب اسی جنگ میں شہید

ہوئے۔ (ابن جریر، مختار، محمد بن ابی اسحاق، بیضا، سیرۃ النبیین، طبقات)

سوال: بتائیے غزوہ احد کے بعد کون سے غزوات اور سرایا ہوئے؟ ان کا کیا نتیجہ نکلا؟

جواب: محرم ۲ھ میں سریہ ابوسلمہ ہوا۔ حضرت ابوسلمہ بن جہاد بن کے سپہ سالار تھے۔ خولید کے دو بیٹے طلحہ اور سلمہ بنو اسد کو حضور ﷺ پر حملے کے لیے اکسارہے تھے۔ حضرت ابوسلمہ نے ان پر اچانک حملہ کر دیا۔ وہ بھاگ گئے اور مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

محرم ۳ھ میں ہی عبداللہ بن انیس کی مہم بھیجی گئی۔ خبر ملی تھی کہ خالد بن سفیان ہذلی مسلمانوں پر حملے کے لیے فوج جمع کر رہا ہے۔ حضرت عبداللہ بن انیس خالد کو قتل کر کے اس کا سر کاٹ لائے۔

ماہ صفر ۳ھ میں رجب کا واقعہ پیش آیا۔ عضل اور قارہ قبائل کے لوگوں کے کہنے پر حضور ﷺ نے دس یا چھ صحابہ کو انہیں قرآن سکھانے کے لیے بھیجا۔ راستے میں رابع اور جدہ کے درمیان قبیلہ ہذیل کے رجب نامی کنویں پر دشمن نے دھوکے سے تیروں سے حملہ کر دیا۔ جس سے آٹھ صحابہ شہید ہوئے۔ اور دو گرفتار ہوئے۔

پھر اسی ماہ بیئر معونہ کا واقعہ پیش آیا۔ ہز یا چالین یا تیس صحابہ کو نجد کا ایک شخص عامر بن مالک اہل نجد کو دین سکھانے کے لیے ساتھ لے گیا۔ راستے میں بیئر معونہ کے مقام پر بنو سلیم کے تین قبیلوں نے صحابہ کا گھیراؤ کر کے لڑائی میں ایک صحابی کے سوا سب کو شہید کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کو اس دردناک ایسے کی خبر ملی تو شدید رنج ہوا اور آپ نے ان قوموں اور قبیلوں پر ایک ماہ تک بددعا فرمائی۔

رجب الاول ۳ھ میں غزوہ بنو نضیر پیش آیا۔ یہودیوں نے آنحضرت ﷺ کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا تھا رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر ہو گئی تو آپ نے بنو نضیر کا محاصرہ کر لیا۔ چھ دن یا پندرہ دن کے بعد یہودیوں نے ہتھیار ڈال دیے۔ یہودیوں کو جلاوطن کر دیا گیا۔ وہ خیبر اور شام میں آباد ہو گئے۔

بنی غطفان کے دو قبیلے بنو محارب اور بنو ثعلبہ مدینے پر حملے کی تیاری کر رہے تھے

حضور ﷺ کو اطلاع ملی تو ربیع الثانی ۴ھ میں نجد پر یلغار کی۔ شعبان ۴ھ میں غزوہ بدر دوم ہوا۔ ابوسفیان دو ہزار افراد کو ساتھ لے کر مدینے پر حملے کے لیے روانہ ہوا۔ حضور ﷺ ڈیڑھ ہزار سپاہی لے کر نکلے۔ حضور ﷺ جنگ کے لیے بدر کے مقام پر پہنچے لیکن ابوسفیان وادی مرالظہر ان سے واپس چلا گیا۔ ربیع الاول ۵ھ میں غزوہ دومتہ الجندل ہوا۔ دومتہ الجندل کے قریب آباو قبائل نے مدینہ پر حملے کے لیے لشکر تیار کیا۔ حضور ﷺ ایک ہزار سپاہی لے کر دومتہ الجندل پہنچے تو دشمن پہلے ہی بھاگ گئے۔

(کتاب المغازی۔ زاد المعاد۔ طبقات۔ غزوات رسول ﷺ۔ سیرت رسول عربی ﷺ)

سوال: غزوہ خندق ذیقعدہ ۵ھ میں ہوا اور اس کا دوسرا نام غزوہ اتراب بھی ہے۔ بتائیے یہ لڑائی کن قبائل کے درمیان اور کیوں ہوئی؟

جواب: یہ جنگ مسلمانوں کے ساتھ ہوئی جس میں عرب کے تمام مشرک قبائل ایلٹے ہو کر مدینے پر حملہ آور ہوئے۔ اس کی وجہ اسلام دشمنی تھی اس لیے قریش، کنانہ، تہامہ، مرالظہر ان سے بنو سلیم، غطفانی قبائل، بنو اسد اور دوسرے قبائل کے بہت سے افراد جن کی تعداد دس ہزار سے زیادہ تھی اسلام کو منادینے کے لیے جمع ہوئے۔ بنو نضیر نے بھی ان کو اپنی حمایت کا یقین دلایا۔

(صحیح بخاری۔ مختصر سیرۃ الرسول ﷺ۔ المغازی۔ محمد رسول اللہ ﷺ۔ انباء النبی ﷺ)

سوال: غزوہ خندق کے چند اہم واقعات بیان کرو دیجئے؟

جواب: مسلمان صرف تین ہزار مجاہدین تھے اس لیے حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورے پر مدینہ کے گرد گہری خندق کھودی گئی اور شہر کے اندر رہ کر دشمن کا مقابلہ کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے کوہ سلع کی طرف پشت کر کے اپنے لشکر کے ساتھ قلعہ بندی کی شکل اختیار کی۔ سامنے خندق تھی جو مسلمانوں اور کفار کے درمیان حائل تھی۔ یہ خندق مدینے کے شمال کی طرف تھی کیونکہ باقی اطراف میں پہاڑ اور کھجوروں کے باغ تھے۔ گز گہری خندق کھودنے میں چھ یا چوبیس دن لگے۔ عمرو بن

عبدود، عکرمہ بن ابی جہل، نضر بن خطاب اور نوفل بن عبد اللہ نے خندق پار کر کے مقابلے کی دعوت دی۔ عمرو بن عبدود حضرت علیؓ کے ہاتھوں مارا گیا تو باقی ساتھی بھاگ گئے۔ دونوں طرف سے تیر اندازی ہوئی جس سے چھ مسلمان شہید ہوئے اور دس مشرک مارے گئے۔ یہ محاصرہ تقریباً ایک ماہ تک رہا۔ کفار کا سامان رسد ختم ہو گیا۔ کفار کے لشکر میں پھوٹ پڑ گئی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عجیبی امداد اس طرح ہوئی کہ آرمی کا طوفان آیا۔ کفار کے خیمے اکٹڑ گئے۔ چیلوں سے ویگیجیاں الٹ گئیں اور مشرکین بدحواس ہو کر بھاگ نکلے۔ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احزاب سے واپسی پر فرمایا، اب ہم ان پر چڑھائی کریں گے۔ وہ ہم پر چڑھائی نہ کریں گے۔ اب ہمارا لشکر ان کی طرف جائے گا۔

(مختصر سیرت الرسل ﷺ۔ سیرت النبیؐ۔ صحیح بخاری۔ غزوات رسول ﷺ)

سوال: بتائیے ۵۵ میں غزوہ بنو قریظہ کیوں اور کیسے پیش آیا؟

جواب: غزوہ خندق کے موقع پر مدینے کے یہودی قبیلے بنو قریظہ نے بد عہدی کر کے مشرکین مکہ کے ساتھ ساز باز کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حکم سے بنو قریظہ کو سبق سکھانے کی تیاری کی۔ حضرت علیؓ کو علم دے کر دوسرے صحابہؓ کے ساتھ بنو قریظہ کے قلعوں کا محاصرہ کرنے کا حکم دیا۔ صحابہؓ اکٹھے ہوتے گئے تو یہ تعداد تین ہزار ہو گئی۔ محاصرہ سخت ہو گیا تو یہودیوں نے اپنے سردار کعب بن اسد کی مرضی کے خلاف ہتھیار ڈالنے سے پہلے اپنے بعض مسلمان حلیفوں سے رابطے کا فیصلہ کیا۔ حضور ﷺ نے یہودیوں کے پیغام پر حضرت ابولبابہؓ کو بنو قریظہ کے پاس بھیج دیا کیونکہ وہ اسلام لانے سے پہلے بنو قریظہ کے حلیف تھے۔ حضرت ابولبابہؓ نے انہیں ہتھیار ڈالنے کا مشورہ دیا لیکن ساتھ ہی ہاتھ کے اشارے سے بتایا کہ قتل کر دیئے جاؤ گے، بعد میں حضرت ابولبابہؓ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو خود کو مسجد نبوی کے ستون کے ساتھ باندھ لیا۔ چھ دن سوائے نماز اور رفع حاجت کے وہ اسی طرح بندھے رہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی۔ ادھر مسلمان قلعہ پر فیصلہ کن

حملہ کرنے والے تھے کہ بنو قریظہ نکل آئے۔ اور ہتھیار ڈال دیئے۔ حضرت سعد بن معاذ کے فیصلے پر مردوں کو قتل کر دیا گیا۔ عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا گیا اور مال غنیمت تقسیم کیا گیا۔ ان مردوں کی تعداد چھ اور سات سو کے درمیان تھی۔

(غزوات نبوی۔ طبقات۔ زاد المعاد۔ فیاء النبی ﷺ۔ سیرت حلبیہ)

سوال: رسول اللہ ﷺ کو غزوہ احزاب اور قریظہ کے بعد کن غزوات دسرایا کا سامنا کرنا پڑا؟

جواب: یہود قبیلہ خزرج کا سردار سلام بن ابی الحقیق ایک بڑا مجرم تھا۔ اس نے مسلمانوں کے خلاف قریش کو بھڑکایا اور مالی مدد کی تھی۔ حضور ﷺ نے اس کے قتل کی اجازت دے دی تو قبیلہ خزرج ہی کے پانچ مسلمان صحابہؓ نے جن کے سردار حضرت عبداللہ بن حنظلہ تھے اس دشمن کو خیبر میں ابو رافع کے قلعے میں قتل کیا۔ یہ واقعہ ذی الحجہ یا ذیقعدہ ۵ھ میں ہوا۔

۱۰ محرم ۶ ہجری میں پہلا سریہ محمد بن مسلمہ تھا۔ اس کا مقصد بنو کعبہ بن کلاب کی شاخ کے افراد پر حملہ تھا۔ یہ سریہ نجد کے اندر قرطاء نامی مقام پر بھیجا گیا۔ مسلمانوں نے چھاپہ مارا تو دشمن بھاگ نکلا۔ اس کا مال سولہ قبضے میں لے لیا گیا، اسی سریے کے دوران بنو حنیفہ کا سردار غنمہ بن اثال پکڑا گیا جو بھیس بدل کر حضور ﷺ کو قتل کرنے نکلا تھا مسلمان ہو گیا۔

رجب کے شہداء کا بدلہ لینے کے لیے رجب الاول یا جمادی الاول ۶ھ میں بنو لحيان کی طرف لشکر لے کر حضور ﷺ دو سو صحابہؓ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ دشمن آپ کے پہنچنے سے پہلے خبر پا کر بھاگ گیا تھا۔

رجب الاول یا رجب الاول ۶ھ میں بنو اسد کی طرف چالیس افراد روانہ کیے گئے جن کے سردار حضرت عکاشہ بن محسن تھے۔ مقام غمر کی طرف جانے والے اس لشکر کی خبر پا کر دشمن بھاگ گیا۔ مسلمان دو سو اونٹ مدینہ ہائیک لائے۔

یہ ذوالقعدہ رجب الاول یا رجب الاول ۶ ہجری میں بنو ثعلبہ کی طرف روانہ ہوا جس

میں دس افراد نے حصہ لیا۔ حضرت محمد بنی سلمہ کمانڈر تھے۔ دشمن سو کی تعداد میں تھے وہ کین گاہ میں چھپ گئے۔ صحابہ کرام سو گئے تو حملہ کر کے سب کو شہید کر دیا۔ صرف محمد بن سلمہ زخمی حالت میں بچ نکلے۔

اس کا بدلہ لینے کے لیے ربیع الثانی میں حضرت ابو عبیدہ کی سرکردگی میں چالیس صحابہ کا لشکر روانہ کیا گیا۔ دشمن بھاگ نکلے۔ صرف ایک آدمی پکڑا گیا اور بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔

اسی ماہ ہزاعہ ان کے قبیلہ بنو سلیم کی طرف سریہ جموم روانہ ہوا۔ دستے کے امیر حضرت زید بن حارثہ تھے۔ قبیلہ کے لوگ بھاگ گئے۔ قبیلہ مزینہ کی ایک عورت کی نشاندهی پر بہت سے سوئی اور قیدی ہاتھ آئے۔

حضرت زید کی سرکردگی میں جمادی الاول ۶ھ میں ایک سو ستر سوار عیس کی طرف بھیجے گئے۔ اس مہم میں رسول اللہ ﷺ کے داماد اور حضرت زبیر کے شوہر ابوالعاص کے قافلے کا مال تجارت ہاتھ لگا جو بعد میں واپس کر دیا گیا۔

بنو نضله کے علاقے میں طرف یا طرق کے مقام پر جمادی الثانی ۶ھ میں پندرہ صحابہ کو بھیجا گیا۔ اس سریے کے کمانڈر حضرت زید تھے۔ خبر پاتے ہی بدو بھاگ گئے اور چار اونٹ ہاتھ لگے۔

سریہ وادی القریٰ میں بارہ صحابہ کے امیر حضرت زید تھے۔ دشمن نے اچانک حملہ کر کے ۹ صحابہ کو شہید کر یا۔ تین باقی بچے جن میں حضرت زید بھی تھے۔

سریہ معیط کے لیے جانے والے تین سو سواروں کے امیر حضرت عبیدہ بن الجراح تھے جس کا مقصد دشمن کے ایک قافلے کا پیہ لگانا تھا۔

غزوہ الغابہ یا ذی قرد۔ ربیع الاول ۶ھ میں ہوا۔ عیینہ بن حصن نے چالیس سواروں کے ساتھ غابہ کے جنگلوں میں حملہ کر کے چڑا ہے کو قتل کر دیا اور حضور ﷺ کی اونٹنیاں لے گیا۔ اطلاع ملنے پر حضور ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اور اونٹنیاں چھرائی گئیں۔

شعبان ۵ھ یا ۶ھ میں غزوہ بنی مصطلق ہوا۔ ربیع کے مقام پر فریقین میں مقابلہ ہوا۔ مشرکین شکست کھا کر بھاگے، اور حضور ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ کامیاب واپس لوٹے۔ اسی سفر کے دوران واقعہ انک پیش آیا جس میں حضرت عائشہ کا ہار گم ہوا۔

سریہ حیار بنی کلب شعبان ۶ھ میں دومتہ الجندل کے علاقے میں ہوا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف امیر لشکر تھے۔ دشمن کے سردار نے اپنے قبیلے سمیت اسلام قبول کر لیا۔

شعبان ۶ھ میں فدک کے علاقے میں سریہ دیار بنی سعد حضرت علیؑ کی سرکردگی میں بھیجا گیا جس میں دو صحابہ نے حصہ لیا۔ بنو سعد کا ایک گروہ یہود کو کمک پہنچانا چاہتا تھا جس کو روکنے کے لیے حضرت علیؑ نے شب خون مارا تو دشمن بھاگ نکلا۔ مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

رمضان ۶ھ میں حضرت ابو بکر صدیقؓ یا حضرت زید بن حارثہ کی سرکردگی میں وادی القرئی کی طرف ایک سریہ بھیجا گیا جس کا مقصد بنو فزاعہ کو قابو کرنا تھا جو رسول اللہ ﷺ کے قتل کا منصوبہ بنا رہے تھے۔ لشکر اسلام نے چھاپہ مار کر کچھ لوگوں کو قتل کر دیا اور کچھ کو قیدی بنالیا۔

حضرت کرڑ بن جابر نہری کی سرکردگی میں شوال ۶ھ میں سریہ عرینین روانہ کیا گیا، جس کا مقصد عکل اور عرینہ کے ان افراد کو قابو کرنا تھا جو حضور ﷺ کے چرواہے کو قتل کر کے اونٹنیوں کو لے گئے تھے۔ میں صحابہ نے دشمن پر قابو پایا۔

(انغازی۔ غزوات رسول ﷺ۔ سیرت ابن اسحاق۔ تاریخ اسلام)

سوال: اسلامی تاریخ میں ۶ھ کا سب سے بڑا واقعہ کون سا ہے؟ یہ کب اور کہاں پیش آیا؟
جواب: غزوہ حدیبیہ یا صلح حدیبیہ اسلامی تاریخ کا سب سے بڑا واقعہ ہے جو ذیقعد ۶ھ میں پیش آیا۔ حضور ﷺ صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی جماعت (جوہود سو یا پندرہ سو) کو ساتھ لے کر عمرہ کے لیے روانہ ہوئے اور مکہ کے قریب حدیبیہ کے مقام پر پہنچے۔

آپ ﷺ کا ارادہ صرف بیت اللہ کی زیارت تھا۔

(سیرت ابن ہشام۔ تاریخ اسلام۔ عمر عربی ﷺ انسائیکلو پیڈیا)

سوال: غزوہ حدیبیہ کے اہم واقعات بتا دیجئے۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے کیوں بیعت لی؟

جواب: آپ اور آپ کے ساتھیوں کی کمواریں پیام میں تھیں۔ ذوالحلیفہ سے سب نے احرام باندھے۔ قریش کو پتہ چلا تو دوسو سواروں کا دستہ خالد بن ولید کی سرکردگی میں بھیجا جس نے کراع النعم میں پڑاؤ کیا۔ حضور ﷺ کا مقصد چونکہ لڑائی نہیں تھا اس لیے راستہ بدل کر حدیبیہ کے جیشے پر پہنچے۔ قریش مکہ کی طرف سے یکے بعد دیگرے تین سفیر یا ترجمان حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں آئے لیکن معاملات طے نہ ہو سکے۔ حضور ﷺ نے پہلے ایک دوسرے صحابی کو اور پھر حضرت عثمان کو قریش سے بات چیت کے لیے بھیجا تاکہ مشرکین کو اپنی آمد کا مقصد بتایا جائے۔ قریش مکہ نے حضرت عثمان کو روک لیا تو مشہور ہو گیا کہ کفار نے انہیں شہید کر دیا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان کی شہادت کا بدلہ لینے کے لیے تمام صحابہ سے بیعت لی جسے بیعت رضوان کا نام دیا گیا ہے۔ یہ بیعت حدیبیہ کے کنوئیں کے پاس ایک درخت کے نیچے لی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے بیعت رضوان کے بارے میں فرمایا جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی ہے، ان میں سے کوئی شخص آگ میں داخل نہیں ہو گا۔ جب بیعت رضوان ہو چکی تو حضرت عثمان بھی واپس آ گئے۔

(سیرت النبی ﷺ۔ رحمۃ اللعالمین ﷺ۔ سیرت رسول عربی ﷺ۔ روض الاناف)

سوال: قریش نے صلح کے لیے سہیل بن عمرو کو بھیجا تو کن شرائط پر صلح ہوئی؟

جواب: ”مسلمان اس وقت واپس چلے جائیں گے۔ آئندہ سال تک آئیں اور صرف تین روز قیام کریں گے۔ ہتھیار لگا کر نہ آئیں اور کموار میاں میں ہو۔ دس سال تک فریقین جنگ نہ کریں گے، جو محمد ﷺ کے ساتھ معاہدہ کرنا چاہے کر سکتا ہے یعنی

جو قبلہ جس فریق کے ساتھ چاہے مل جائے۔ قریش کا کوئی آدمی مسلمان ہو کر آپ ﷺ کے پاس چلا جائے تو اسے واپس کر دیا جائے گا اور جو شخص قریش کے پاس آئے اور اسے واپس نہیں کیا جائے گا۔“ یہ صلح نامہ حضرت علیؓ نے لکھا اور آقا ﷺ نے دستخط فرمائے۔ معاہدہ سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے عمرہ سے حلال ہونے کے لیے قربانی کی اور بال کٹوائے۔ پھر مسلمان واپس آ گئے۔

(صحیح بخاری - مختصر سیرۃ الرسول ﷺ - سیرت سرور عالم ﷺ - زاد المعاد)

سوال: ۶۷ میں صلح حدیبیہ کے بعد حضور اقدس ﷺ نے کن بادشاہوں اور امراء کے نام خطوط لکھے؟ اور اس کا کیا رد عمل ہوا؟

جواب: آپ ﷺ نے سلاطین و امراء کے نام خطوط لکھنے کا کام شروع فرمایا اور ۶۷ھ کے آخر یا ۶۸ھ کے شروع میں قاصد بھیجوائے۔

شاہ حبشہ نجاشی کے نام آپ کا نام مبارک حضرت عمرو بن امیہ ضمری لے کر گئے۔ نجاشی نے حضور ﷺ کا خط آنکھوں سے لگایا اور تخت سے نیچے اتر آیا۔ حضرت جعفر بن ابی طالب (جو پہلے سے وہاں مہاجر کی زندگی گزار رہے تھے) کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

شاہ مصر مقوتس جرج بن متی کے نام حضرت حاطب بن ابی بلتعہ خط لے کر گئے۔ مقوتس نے خط کا احترام کیا لیکن اسلام قبول نہ کیا۔ حضور ﷺ کی خدمت میں تجاوت بھیجے۔

شاہ فارس خسرو پرویز کے نام آپ ﷺ کا خط حضرت عبداللہ بن خذافہ سہمی لے کر گئے۔ انہوں نے یہ خط بحرین کے سربراہ کے حوالے کیا تاکہ خسرو کے پاس پہنچائے۔ خسرو نے نامہ مبارک کو چاک کر دیا۔ حضور ﷺ کو اطلاع ملی تو فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس کی بادشاہت کو پارہ پارہ کرے گا، پھر ایسا ہی ہوا۔

شاہ روم ہرقل کے پاس حضرت دجیہ کلبن حضور ﷺ کا خط لے کر گئے، اس نے خط پڑھنے کے بعد اسلام لانے کا ارادہ کیا مگر امراء کے خوف سے خاموش رہا۔

حاکم بحرین منذر بن سادی کے پاس حضرت علاء بن حضری خط لے کر گئے وہ خود بھی مسلمان ہوا اور رعایا کا بڑا حصہ بھی۔

حاکم یمامہ ہوذہ بن علی کے پاس حضرت سلیمان بن عمرو خط لے کر گئے۔ اس نے اسلام قبول نہ کیا۔

حاکم دمشق حارث بن ابی شمر کے پاس نبی اکرم ﷺ کا نامہ مبارک حضرت شجاع بن وہب لے کر گئے۔ وہ اسلام نہ لایا۔

شاہ عمان جعفر اور عبداللہ جلدی کے پاس حضرت عمرو بن العاص خط لے کر گئے۔ دونوں بھائی مسلمان ہو گئے۔

قبیلہ حمیر کے سربراہ حارث بن کلال کے پاس حضرت نہاجر بن امیہ ضمری کو بھیجا گیا۔ وہ اسلام نہ لایا۔

شاہ یمن کے پاس حضرت ابوسوی اشعری خط لے کر گئے۔ وہ مسلمان ہو گیا۔ سرداران حمیر ذی الکلاع اور ذی عمر کے پاس حضرت جریر بن عبداللہ الحبلی خط لے کر گئے وہ مسلمان ہو گئے۔

(رسول اللہ ﷺ کی سیانی زندگی۔ فرامین نبوی۔ مکتوبات نبوی۔ زاد المعاد)

سوال: بتائیے صلح حدیبیہ کے بعد اور فتح مکہ سے پہلے کون سے اہم غزوات اور سرایا پیش آئے؟

جواب: ۷ھ میں سب سے بڑی لڑائی غزوہ خیبر ہے جو محرم ۷ھ میں مدینہ کے شمال میں تقریباً ایک سو میل کے فاصلے پر خیبر کے مقام پر ہوئی۔ اس غزوے کا مقصد خیبر میں رہنے والے یہودیوں کی سازشوں کا خاتمہ تھا۔ حضور ﷺ نے چودہ سو جانبازوں کو ساتھ لیا اور خیبر کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں آٹھ بڑے قلعوں کے علاوہ مزید چھوٹے قلعے اور گڑھیاں تھیں۔ آخر خیبر فتح ہوا۔ جس میں سب سے بڑا قلعہ حضرت علیؑ کے ہاتھوں فتح ہوا۔ خیبر سے دابھی پر غزوہ داؤی القریٰ ہوا۔ جہاں یہودیوں کی ایک جماعت سے مقابلہ ہوا۔ فتح اسلام کی ہوئی۔

غزوہ خیبر پر روانگی سے پہلے بدوؤں کو خوفزدہ کرنے کے لیے سریہ ابان بن سعید روانہ کیا گیا تاکہ بدو مدینہ کو خالی سمجھ کر حملہ نہ کریں۔

قبیلہ انمار یا بنو عطفان کے اجتماع کی خبر سن کر حضور ﷺ نے نجد کا رخ کیا۔ آپ کے ساتھ چار سو یا سات سو صحابہ تھے۔ نخل کے مقام پر بنو عطفان سے سامنا ہوا مگر جنگ نہ ہوئی۔

صفر یا ربیع الاول ۷ھ میں حضرت غالب بن عبد اللہ لیشی کی کمان میں سریہ قدیہ بھیجا گیا کیونکہ قبیلہ بنو لویح نے بشر بن سوید کو قتل کر دیا تھا جس کے انتقام کے لیے یہ سریہ روانہ کیا گیا۔ مسلمان کامیاب واپس لوٹے۔

جہادی ۷ھ میں حضرت عمر بن خطاب کی سرکردگی میں تیس صحابہ کے ساتھ سریہ حسی بھیجا گیا۔ دشمن بھاگ گیا تو لشکر اسلام واپس آ گیا۔

بنو مرہ کی تادیب کے لیے شعبان ۷ھ میں فدک کے اطراف میں سریہ بھیجا گیا۔ تیس صحابہ کے امیر حضرت بشیر بن سعد تھے۔ دشمن بھاگا تو مسلمان ان کی بھیڑ بکریاں ہانک لائے۔ راستے میں رات کے وقت دشمن نے آ لیا۔ مسلمانوں نے مقابلہ کیا لیکن تیر ختم ہو گئے تو تمام صحابہ شہید ہو گئے صرف حضرت بشیر بن سعد کو شدید زخمی حالت میں واپس لایا گیا۔

قبیلہ جہینہ کی شاخ خرقات کی تادیب کے لیے رمضان ۷ھ میں حضرت غالب بن عبد اللہ لیشی کی قیادت میں ایک سو تیس صحابہ کے ساتھ سریہ میلہ روانہ کیا گیا۔ اسلامی لشکر کامیاب واپس لوٹا۔

شوال ۷ھ میں تیس سواروں کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن رواحہ کی سرکردگی میں سریہ خیبر بھیجا گیا جس میں لڑائی کے بعد مسلمان کامیاب ہوئے۔

بنو فزarah اور بنو عذره کے شہ پسندوں کی سرکوبی کے لیے شوال ۷ھ میں حضرت بشیر بن کعب انصاری کی قیادت میں تیس سو صحابہ کے ساتھ سریہ یمن و جبار بھیجا گیا۔ دشمن بھاگ گیا اور مسلمان مال غنیمت لے کر واپس آئے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہؓ کے ساتھ ۷ھ میں عمرہ القضاء ادا کیا۔
بنو سلیم کی طرف ذوالحجہ ۷ھ میں پچاس صحابہؓ کے ساتھ حضرت ابوالعوجا کو بھیجا گیا۔
لڑائی کے بعد مسلمانوں نے فتح حاصل کی۔

مصر ۸ھ میں فذک کے اطراف میں سریہ غالبؓ بن عبد اللہ لشی بھیجا گیا۔
ربیع الاول ۸ھ میں حضرت کعبؓ بن عیر کی سرکردگی میں پندرہ صحابہ کرامؓ کو سریہ
ذات الطح کے لیے روانہ کیا گیا۔ اس کا مقصد بنو قضاہ کے ان لوگوں کی سرکوبی تھا
جو مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے تھے۔

حضرت شجاع بن وہب اسدی کی سرکردگی میں پچیس صحابہؓ کو بنو ہوازن کی سرکوبی
کے لیے ربیع الاول ۸ھ میں ذات عرق کی طرف روانہ کیا گیا۔

۸ھ میں مکرکہ موتہ سے بڑی جنگ ہے جس میں تین ہزار مسلمانوں نے
شرکت کی۔ قیصر روم کے گورنر شرجیل بن عمرو غسانی نے رسول اللہ ﷺ کے
قاصد حضرت حارث بن عیر از دئی کو قتل کر دیا تھا جسے آپ ﷺ نے خطا دے
کر حاکم بھرنی کے پاس بھیجا تھا۔ آپ ﷺ کو اطلاع ملی تو آپ نے اس
علائے پر لشکر کشی کے لیے لشکر بھیجا تھا جس کا سپہ سالار حضرت زیدؓ پھر حضرت
جعفر طیارؓ اور پھر حضرت عبد اللہ بن رواحہ امیر لشکر بنے اور شہید ہوئے۔ پھر
حضرت خالد بن ولیدؓ (جو اب مسلمان ہو چکے تھے) کی سرکردگی میں مسلمانوں
نے دشمن کا مقابلہ کیا۔

جمادی الثانیہ ۸ھ ہجری میں تین سو صحابہؓ کو حضرت عمرو بن العاصؓ کی سرکردگی میں بنو
قضاہ کی سرکوبی کے لیے سریہ ذات السائل روانہ کیا گیا۔ دشمن بھاگ نکلا۔

بنو غطفان کے ایک لشکر کو منتشر کرنے کے لیے شعبان ۸ھ میں حضرت ابو قتادہؓ کی
سرکردگی میں پندرہ آدمیوں کو سریہ خضرہ کے لیے روانہ کیا گیا۔ مسلمان کامیاب
ہوئے۔

حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ کی کمان میں سو صحابہؓ کو قبیلہ بھیمہ کی طرف پیش قدمی

کے لیے رجب ۵ھ میں بھیجا گیا۔ اس موقع پر جنگ نہیں ہوئی۔

(سیرۃ النبیؐ۔ طبقات۔ المغازی۔ زاد المعاد۔ سیرت ابن اسحاق)

سوال: غزوہ فتح مکہ رمضان المبارک ۸ھ میں ہوا۔ بتائیے کون سا واقعہ اس وقت قریش پر لشکر کشی کا باعث بنا؟

جواب: معاہدہ صلح حدیبیہ دس سال کے لیے تھا۔ لیکن تین سال بعد ہی معاہدہ ٹوٹنے کی صورت پیدا ہو گئی۔ قریش نے خود معاہدے کی خلاف ورزی کی۔ معاہدے میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ جو کوئی محمد ﷺ کے ساتھ شامل ہونا چاہے ہو سکتا ہے اور جو کوئی قریش کے ساتھ شامل ہو جانا چاہے اسے بھی اجازت ہے۔ لہذا ایسے قبیلے پر حملہ یا زیادتی خود فریق معاہدہ حدیبیہ پر حملہ سمجھا جائے گا۔ چنانچہ بنو خزاعہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ معاہدہ کر لیا اور بنو بکر نے قریش کے ساتھ۔ دونوں قبیلوں میں زمانہ جاہلیت سے عداوت تھی۔ بنو بکر کی ایک جماعت نے رات کی تاریکی میں بنو خزاعہ پر حملہ کیا اور متعدد افراد مار ڈالے۔ بنو خزاعہ کے سردار عمرو بن سالم خزاعی نے مدینہ پہنچ کر حضور اقدس ﷺ سے فریاد کی اور مدد چاہی۔ بدیل بن ورقا خزاعی نے بھی حضور ﷺ کو قریش اور بنو بکر کے ظلم سے آگاہ کیا۔ قریش کو غلطی کا احساس ہوا تو ابوسفیان کو صلح کی تجویز کے لیے مدینہ بھیجا گیا مگر حضور ﷺ نے تسلیم نہ کیا اور پھر آخر یہ واقعہ فتح مکہ کے لیے اسلامی لشکر کی روانگی کا باعث بنا۔

(سیرت رسول عربی ﷺ۔ سرۃ النبی ﷺ۔ رمۃ اللعالمین ﷺ۔ فتح الباری)

سوال: رسول اللہ ﷺ ۷ رمضان ۸ھ کو مکہ میں داخل ہوئے۔ بتائیے آپ نے اسلامی لشکر کو کیا حکم دیا؟

جواب: غزوہ فتح مکہ کے موقع پر مکہ میں داخل ہونے سے پہلے آپ نے اسلامی لشکر سے فرمایا: ”جو کوئی شخص ہتھیار پھینک دے اسے قتل نہ کیا جائے۔ جو کوئی بیت اللہ میں پہنچ جائے اسے قتل نہ کیا جائے۔ جو شخص اپنے گھر کے اندر بیٹھ رہے اسے قتل نہ کیا جائے۔ جو شخص ابوسفیان کے گھر داخل ہو جائے اسے قتل نہ کیا جائے جو شخص حکیم

بن حرام کے گھر داخل ہوا سے قتل نہ کیا جائے، بھاگ جانے والے کا تعاقب نہ کیا جائے۔ دشمنی اور اسیر کو قتل نہ کیا جائے۔

(سیرۃ النبی ﷺ - طبقات - سیرت ابن اسحاق - سیرت رسول ربی ﷺ - سیرت سرور عالم ﷺ - نیام النبی) سوال: حج کب فرض ہوا تھا؟ آپ ﷺ نے کب حج ادا کیا؟ اس مقصد کے لیے آپ منی و عرفات میں کب تشریف لے گئے؟

جواب: حج ۹ھ میں فرض ہوا۔ آپ ﷺ نے ۱۰ھ میں حج ادا فرمایا، چونکہ اس حج کے تین ماہ بعد حضور اقدس ﷺ نے رحلت فرمائی اس لیے اسے حجۃ الوداع بھی کہتے ہیں۔ پچیس یا چھپس ذی قعدہ کو سنہ ۱۰ھ کے دن ظہر کی نماز کے بعد آپ ﷺ مدینہ طیبہ سے حج کے لیے روانہ ہوئے۔ اس سال ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں نے حج ادا کیا۔ دوسرے دن ذوالحلیفہ سے آپ نے حج و عمرے کی نیت سے احرام باندھا بھر وہاں سے چل کر مکہ کے قریب وادی ذی طوی میں قیام کیا۔ مدینہ سے مکہ تک آٹھ راتیں سفر میں گزارنے کے بعد ۴ ذی الحجہ کو اتوار کے روز مکہ پہنچے۔ طواف سعی سے فارغ ہو کر بالائی مکہ میں حجون کے پاس قیام فرمایا ۹ ذی الحجہ کو عرفات اور ۸ ذی الحجہ کو منی میں تشریف لے گئے۔

(حج بخاری و مسلم - نیام النبی ﷺ - رحمۃ اللعالمین ﷺ - سیرت حلبیہ - سیرت ابن اسحاق) سوال: قرآن کہتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ تمام انسانوں اور تمام جہانوں کے لیے نبی ہیں۔ حدیث میں کیا بیان کیا گیا ہے؟

جواب: حضرت حسنؓ سے ایک روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں اس کا بھی رسول ہوں جو مجھ کو زندہ پائے اور اس شخص کا بھی رسول ہوں جو میری وفات کے بعد پیدا ہو۔“ (کنز العمال - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حدیث نبوی کی روشنی میں بتادجئے کہ رسول اللہ ﷺ کو قیامت کے دن انبیاء علیہ السلام پر کیا خصوصی امتیازات حاصل ہوں گے؟ جواب: آپ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن میں تمام اولاد آدم علیہ السلام کا سردار

ہوں گا اور یہ کوئی فخر کی بات نہیں۔ اور ثناء کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہو گا اور یہ بھی کوئی فخر کی بات نہیں، اس دن آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ تمام رسول میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور میں پہلا شخص ہوں گا جو زمین (قبر) سے باہر آؤں گا۔ اور یہ کوئی فخر کی بات نہیں۔ میں قیامت کے دن تمام انبیاء علیہ السلام کا امام ہوں گا اور میں ہی ان کا خطیب اور شفاعت کرنے والا ہوں گا۔ اور یہ کوئی فخر کی بات نہیں۔“ (ترمذی۔ تذکرۃ الانبیاء۔ داری)

سوال: خاتم الانبیاء ﷺ کو دوسرے تمام انبیاء پر کیا خصوصی فضیلت حاصل ہے؟
جواب: حضرت ابو ہریرہؓ نے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”مجھ کو اللہ تعالیٰ نے پہلے نبیوں پر چھ باتوں میں فضیلت عطا فرمائی ہے۔ مجھ کو جو امع الملکم عطا فرمائے ہیں۔ اور دشمنوں کے مقابلے میں مجھے رعب و دبدبہ بخشا ہے۔ میری امت کے لیے مال غنیمت کو حلال قرار دیا ہے۔ زمین کا ہر حصہ اور جگہ مسجد اور پاک قرار دے دیا گیا ہے۔ مجھ کو تمام مخلوق کے لیے نبی بنا کر بھیجا اور نبوت و رسالت کا سلسلہ مجھ پر ختم کر دیا گیا۔“ (مسلم۔ مشکوٰۃ۔ محمد مرعیؒ انسائیکلو پیڈیا)

سوال: بتائیے رسول اللہ ﷺ نے اپنے خاتم الانبیاء ہونے کا اعلان کس طرح فرمایا؟
جواب: آپ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ میری امت میں تین بڑے کذاب اور دجال ظاہر ہوں گے۔ اور ہر ایک یہ خیال کرے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“ (مسلم۔ بخاری۔ مشکوٰۃ۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے اپنے دو مشہور تابعیوں کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟
جواب: آپ ﷺ نے فرمایا: ”زمین میں میرا نام محمد ﷺ ہے اور آسمان میں احمد۔“ اسی طرح توریت میں محمد ﷺ اور انجیل میں احمد ﷺ ہے۔“

سوال: نبی آخر الزمان کی خاندانی شرافت و عظمت کے بارے میں آپ ﷺ کے

ارشادات کہاں جیسا کہ مندرجہ ذیل ہے۔

جواب: حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں، بدکاری سے پیدا نہیں ہوا۔ آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والدین تک زمانہ جاہلیت میں جو بے اعتدالیان ہوا کرتی تھیں میرے آباء و اجداد اور اہمیت سب ان برائیوں سے پاک و صاف رہے۔ اور اس زمانے کے دستور کے مطابق باقاعدہ نکاح کے ساتھ شادیاں ہوئیں۔“ ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”میں محمد ہوں، عبد اللہ کا بیٹا اور عبد المطلب کا پوتا۔ اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے اچھے گزروہ میں بنایا۔ بحر عرب میں کئی قبیلے بنائے اور مجھے سب سے اچھے قبیلے قریش میں پیدا کیا۔ بحر قریش میں کئی خاندان بنائے اور مجھ کو سب سے اچھے خاندان بنو ہاشم میں پیدا کیا۔ پس میں ذاتی طور پر بھی سب سے اچھا ہوں اور خاندان میں بھی سب سے اچھا ہوں۔“ ایک اور حدیث میں جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: خدا نے اولاد اسماعیل میں سے بکنانہ کو اور بکنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں مجھ کو شریف و اعزاز بخشا۔ (ترمذی، مشکوٰۃ، مسلم، شریف)

سوال: رسول اللہ کا شوق صدر ہوا تھا۔ کس حدیث سے پتہ چلتا ہے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کا چار مرتبہ شوق صدر ہوا تھا۔ یہ بھی آپ کا معجزہ ہے۔ یحییٰ کے ایک واقعے کا ذکر حدیث میں بھی ملتا ہے حضرت انس کی روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آپ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو چت لٹا دیا۔ اور قلب مبارک چیر کر اس میں سے جیسے ہوئے خون کا ایک گلا نکال کر پھینک دیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ کے قلب مبارک کو آب زم زم سے دھو کر پھر اسی جگہ رکھ دیا۔ آنے لگا۔ آپ کی دانی (حلیہ) کے پاس دوڑنے ہوئے آئے اور اطلاع دے دی کہ محمد ﷺ کو قتل کر دیا ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ کو دیکھنے کے لیے حلیہ پہنچیں تو آپ سیمے ہوئے کھڑے تھے۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں ہمیشہ اس

سلائی کا نشان آپ کے سینہ مبارک پر دیکھا کرتا تھا۔ (صحیح مسلم - تذکرۃ الانبیاء)
سوال: بعثت نبوی سے پہلے پتھر حضور ﷺ کو سلام کرتے اور درود بھیجتے تھے۔ حضور ﷺ نے اس سلسلے میں کیا بتایا؟

جواب: حضرت جابر بن سمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”مکہ کے اس پتھر کو میں خوب پہچانتا ہوں جو بعثت سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا۔ بیشک میں اس کو اب بھی پہچانتا ہوں۔“ (صحیح مسلم - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حدیث کے الفاظ کیا ہیں جن میں بعثت سے پہلے حضور ﷺ کے خوابوں کا ذکر ہے؟

جواب: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ خرقاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہونے کی ابتدا سچے خوابوں کے نظر آنے سے ہوئی۔ آپ ﷺ رات کو جو خواب دیکھتے وہ صبح صادق کی روشنی کی طرح صاف صاف ظاہر ہو جاتا۔ (صحیح بخاری - تذکرۃ الانبیاء)
سوال: پہلی وحی کے نزول کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ الکبریٰ سے پریشانی کا اظہار کیا تو انہوں نے کیا فرمایا؟

جواب: آپ نے کہا ”خدا کی قسم! وہ آپ ﷺ کو رسوا نہیں کرے گا، کیونکہ آپ لوگوں سے صلہ رحمی کرتے ہیں، کمزور اور ناتواں لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ غریب اور نادار لوگوں کو اپنی کمائی میں شریک کرتے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں اور راہ حق میں مصیبت زدہ لوگوں کی امداد کرتے ہیں۔“

(صحیح بخاری - سیرت رسول عربی ﷺ - سیرت سرور عالم)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے وحی رک جانے کا حال کس طرح بیان فرمایا ہے؟

جواب: حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وحی رک جانے کا حال بیان فرمایا کہ میں ایک مرتبہ کہیں جا رہا تھا کہ اچانک میں نے آسمان سے آواز سنی۔ نظر اٹھا کر دیکھا تو وہی فرشتہ جو عارحرا میں میرے پاس آیا تھا زمین و آسمان کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ اس وقت آسمان ایک کنارے سے

دوسرے کنارے تک اس کے وجود سے بھرا ہوتا تھا۔ یہ غیر معمولی اور مہیب منظر پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔ آپ یہ منظر دیکھ کر گھبرائے تو اسی وقت دوسری وحی نازل ہوئی یہ سورۃ مدثر کی ابتدائی آیات تھیں۔ (صحیح البخاری۔ رحمۃ اللعالمین علیہ۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے تبلیغ عام کا اعلان کیا تو ابولہب نے گستاخی کی۔ اس پر کون سی سورۃ نازل ہوئی؟

جواب: ابولہب نے رسول اللہ کی دعوت عام کے جواب میں گستاخی کی تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ ابولہب نازل فرمائی۔ (صحیح البخاری۔ ہریت رسول عربی۔ تنہیم القرآن)

سوال: بتائیے شق القمر کا واقعہ کن احادیث میں بیان کیا گیا ہے؟

جواب: حضرت ابن مسعود کا بیان ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”دیکھو گواہ رہنا۔“ اسی طرح حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے زمانہ مبارک میں مکہ میں تھے کہ چاند کے پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گئے۔ ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر اور دوسرا ٹکڑا اس پہاڑ پر نظر آنے لگا۔ اس پر مشرکین نے یہ بات بنائی کہ محمد ﷺ نے ہمارے اوپر جادو کر دیا ہے۔ اس پر کسی نے یہ کہا جادو کیا ہوگا تو صرف ہم پر ہی کیا ہوگا۔ ساری دنیا پر تو نہیں ہو سکتا۔ (صحیح بخاری۔ سند احمد۔ بیہقی)

سوال: طائف کے لوگوں نے حضور ﷺ پر ظلم و تشدد کیا تو پہاڑوں کے فرشتے نے ان لوگوں پر عذاب نازل کرنے کا کہا۔ حضور ﷺ نے کیا فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ نے جواب دیا: ”اے ارحم الراحمین! تو نے مجھ کو سخت دل پیدا نہیں کیا۔ میں ان پر عذاب نازل کرانے نہیں آیا۔ مجھے ان کے تباہ اور ہلاک ہونے سے کیا مل جائے گا۔ اگر یہ زندہ رہے تو امید ہے شاید ان کی نیل میں کوئی نیک اور فرمانبردار بندہ پیدا ہو جائے۔ اور پھر دعا فرمائی: ”اے اللہ اس قوم کو ہدایت دے یہ نہیں جانتے۔“ (صحیح مسلم۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے واقعہ معراج کے بارے میں احادیث میں کس انداز سے ذکر ملتا ہے؟

جواب: واقعہ معراج کے بارے میں حضرت مالک بن جعصہؓ انصاری سے اس سلسلے میں طویل حدیث بیان ہوئی ہے۔ (صحیح بخاری۔ صحیح مسلم)

سوال: بتائیے رسول اللہ ﷺ نے انصار سے محبت کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟
جواب: رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”انصار سے محبت کرنا ایمان کی علامت ہے اور ان سے بغض رکھنا نفاق کی علامت ہے۔“ (صحیح بخاری۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: عیدین کا آغاز بھی ۲ ہجری میں ہوا۔ کس حدیث سے دو عیدوں کا پتہ چلتا ہے؟
جواب: حضرت انسؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور دوسرے مسلمان ہجرت کر کے مدینہ آئے تو دیکھا کہ اہل مدینہ دو تہوار مناتے ہیں اور ان میں کھیل تماشے کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے تمہارے ان دو تہواروں کے بدلے میں ان سے بہتر دو دن تمہارے لیے مقرر کر دیئے ہیں، ایک یوم الاضحیٰ، دوسرا یوم الفطر۔ (ابوداؤد۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: قربانی کے بارے میں ارشاد نبویؐ بتادیتے؟
جواب: صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ ان قربانیوں کی حقیقت اور تاریخ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے لیے ان قربانیوں میں کیا اجر و ثواب ہے، آپ نے فرمایا، قربانی کا اجر و ثواب بھی اسی حساب سے ملے گا۔ یعنی ہر بال کے عوض میں نیکی۔ (مسند احمد۔ ابن ماجہ۔ ذی)

سوال: رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے شرکین کی وجہ سے کن مسائل سے گزرنا پڑا؟

جواب: جہاں اور بہت سی مشکلات تھیں وہاں ہی بھی تھی کہ شرکین مکہ نے مدینہ میں بھی آقا ﷺ اور مسلمانوں کا تعاقب کیا۔ روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو راتیں جاگ کر گزارتے تھے۔ (نسائی۔ اربعۃ السنین)

سوال: کفار کے ظلم و ستم پر جب بھی بدو دعا کے لیے کہا گیا تو آپ ﷺ نے کیا فرمایا؟

جواب: سرور انبیاء ﷺ نے فرمایا: ”میں لعنت کرنے کے لیے نبی بنا کر نہیں بھیجا گیا ہوں بلکہ مجھے تو خدا نے اپنی طرف بلانے والا اور رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اے اللہ! میری قوم کو ہدایت فرما کیونکہ یہ مجھے جانتے نہیں۔“ (صحیح مسلم - ثقافہ)

سوال: بتائیے خاتم الانبیاء ﷺ نے اپنے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تعلق کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”میں ابن مریم علیہ السلام کے نسب سے قریب ہوں اور تمام نبی باہمی پداری بھائی ہیں۔ میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔“ حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں دنیا اور آخرت میں سب سے زیادہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام سے قریب تر ہوں۔ تمام نبی آپس میں پداری بھائی ہیں نہ ان کی مائیں جدا جدا ہیں مگر دین سب کا ایک ہے۔“ (صحیح بخاری)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرتبے کے بارے میں کیا تاکید فرمائی؟

جواب: حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”مجھے ایسا نہ بڑھاؤ جیسے نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو بڑھایا۔ کیونکہ میں تو اللہ کا بندہ ہوں۔ بلکہ تم یوں کہا کرو کہ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔“ (صحیح بخاری)

سوال: بتائیے رسول اللہ ﷺ نے بنی اسرائیل کی حکومت اور اپنی نبوت کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کر رہے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی حکومت حضرات انبیاء علیہ السلام چلا جاتے تھے۔ جب ایک نبی کی وفات ہو جاتی تو اس کا جانشین دوسرا نبی ہو جاتا تھا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی تو نہ ہوگا البتہ خلفاء ہوں گے اور بکثرت ہوں گے۔ (صحیح بخاری)

سوال: سردار انبیاء ﷺ نے اپنے اوپر جھوٹ باندھنے والے کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری باتیں لوگوں کو پہنچاؤ۔ اگرچہ ایک ہی آیت کیون نہ ہو اور بنی اسرائیل سے جو اسے بھی بیان کرو۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن جو شخص عدا مجھ پر جھوٹ باندھے گا تو وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں تلاش کر لے۔ (صحیح بخاری)

سوال: پیغمبر ﷺ نے اپنے پانچ ناموں کا کس طرح تذکرہ فرمایا تھا؟

جواب: حضرت جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میرے پانچ نام ہیں میں محمد ہوں، اور احمد ہوں اور ماحی ہوں میرے ذریعے اللہ تعالیٰ کفر و کفر کو مٹاتا ہے۔ میں حاضر ہوں۔ تمام لوگ میرے پیچھے جمع کیے جائیں گے اور میں عاقب ہوں یعنی سب کے بعد آنے والا۔ میرے بعد کوئی نیا پیغمبر نہیں آئے گا۔ (صحیح بخاری و مسلم - ترمذی)

سوال: قریش مکہ حضور ﷺ کو برا بھلا کہتے تھے۔ آقائے نامدار ﷺ نے اس سلسلے میں کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا تم تعجب نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ قریش کی گالیوں اور ان کی لعنت کو مجھ سے کس طرح پھیرتا ہے۔ وہ مذم کو گالیاں دیتے ہیں اور اس پر لعنت کرتے ہیں جبکہ میں تو محمد ﷺ ہوں۔ (صحیح بخاری و مسلم - ترمذی - سند احمد)

سوال: اپنے خاتم النبیین ﷺ ہونے کے بارے میں آپ نے کیا مثال دی؟

جواب: حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اور دوسرے پیغمبروں کی مثال ایسی ہے گویا ایک شخص نے مکان بنا کر اسے مکمل اور مزین کر دیا۔ صرف ایک اینٹ کی جگہ باقی رہ گئی۔ اب جو لوگ گھر میں جاتے تو تعجب کرتے کہ اگر اس اینٹ کی خالی جگہ نہ ہوتی تو کیسا اچھا مکمل گھر

ہوتا۔ حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے، مگر ایک کونے میں اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو۔ اس روایت کے آخر میں آپ ﷺ نے فرمایا وہ اینٹ میں ہوں۔ اور میں خاتم النبین ﷺ ہوں۔ (صحیح بخاری و مسلم۔ ترمذی۔ منہاج)
سوال: فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ میں داخل ہو کر سب سے پہلے کیا کام کیا تھا؟

جواب: آپ ﷺ مسجد حرام کے اندر تشریف لے گئے۔ حجر اسود کو بوسہ دیا اور بیت اللہ کا طواف کیا۔ آپ ﷺ نے طوافِ ادنیٰ پر بیٹھ کر کیا تھا۔ اور حالت احرام میں نہ ہونے کی وجہ سے صرف طواف پر ہی اکتفا کیا تھا۔ تاہم کی تکمیل حضرت محمد بن مسلمہ پکڑے ہوئے تھے۔ (زاد المعاد۔ سیرت النبویہ۔ تفسیر سیرت الرسول ﷺ۔ طبقات)
سوال: اپنے دست مبارک سے بتوں کو گراتے وقت آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک پر کون سی آیات تھیں؟

جواب: سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۲۸ ”حق آگیا اور باطل چلا گیا، باطل جانے والی چیز ہے“ اور سورہ سبا کی آیت نمبر ۴۹ ”حق آگیا اور باطل کی چلت پھرت ختم ہو گئی“ آپ ﷺ یہ آیات پڑھتے جاتے اور کمان سے بتوں کو ٹھوکر مارتے جاتے۔ اس وقت بیت اللہ کے گرد اور اس کی چھت پر تین سو ساٹھ بت تھے۔

(زاد المعاد۔ سیرت النبویہ۔ تفسیر سیرت الرسول ﷺ۔ البدایہ والنہایہ)

سوال: مسجد حرام کو بتوں سے پاک کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن طلحہ کو کیوں طلب فرمایا؟

جواب: حضرت عثمان بن طلحہ بیت اللہ کے کلید بردار تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں طلب فرمایا اور کعبہ کی کنجی لی۔ آپ ﷺ کے حکم سے خانہ کعبہ کھولا گیا۔ آپ ﷺ اندر داخل ہوئے تو تصویریں نظر آئیں جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تصویریں بھی تھیں اور ان کے ہاتھ میں فال گیری

کے تیر تھے۔ جن سے شرک شگون لیا کرتے تھے۔

(زاد المعاد۔ سیرت النبی۔ مختصر سیرت الرسول ﷺ۔ سیرت ابن اسحاق)

سوال: آپ ﷺ نے بیت اللہ میں انبیاء کی تصویریں دیکھ کر کیا فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ نے فرمایا ”اللہ ان شرکین کو ہلاک کرے۔ خدا کی قسم ان دونوں پیغمبروں نے کبھی بھی فال کے تیر استعمال نہیں کیے تھے۔“

(سیرت رسول اللہ ﷺ۔ الریح المضموم۔ مختصر سیرت الرسول ﷺ۔ سیرت ابن اسحاق)

سوال: بتائیے رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کی کئی واپس حضرت عثمان بن طلحہ کو دیتے ہوئے کیا فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ نے فرمایا ”آج کا دن تو سلوک کرنے اور پورے عطیات دینے کا ہے“ پھر فرمایا کہ جو کوئی تم سے یہ کلید چھینے گا وہ ظالم ہوگا۔“

(تاریخ طبری، روضہ العالمین ﷺ۔ مختصر سیرت الرسول ﷺ۔ سیرت سرور عالم ﷺ)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ میں نماز ادا کی پھر آپ نے بیت اللہ کے دروازے پر قریش سے کیا خطاب فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ نے فرمایا ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا۔ اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا سارے جنتوں کو شکست دی۔ سنو! بیت اللہ کی کلید برداری اور حاجیوں کو پانی پلانے کے علاوہ سارا اعزاز یا کمال، یا خون میرے ان دونوں قدموں کے نیچے ہے۔ اے قریش کے لوگو! اللہ نے تم سے جاہلیت کی نغوت اور باپ دادا پر فخر کا خاتمہ کر دیا۔ سارے لوگ آدم علیہ السلام سے ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے“ پھر آپ ﷺ نے سورہ الحجرات آیت نمبر ۱۳ تلاوت فرمائی۔

(سیرت النبی ﷺ۔ زاد المعاد۔ سیرت ابن اسحاق۔ مختصر سیرت الرسول ﷺ)

سوال: حضور ﷺ نے اس موقع پر ان قریش کے ساتھ کہا سلوک کیا جنہوں نے آپ پر ظلم کیے تھے؟

جواب: آپ ﷺ نے فرمایا ”قریش کے لوگو! تمہارا کیا خیال ہے میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں؟“ انہوں نے کہا ”آپ ﷺ کریم بھائی ہیں اور کریم بھائی کے صاحبزادے ہیں“ آپ ﷺ نے فرمایا ”تو میں تم سے وہی بات کہہ رہا ہوں جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی کہ آج تم پر کوئی سرزنش نہیں۔ جاؤ تم سب آزاد ہو۔“

(سیرت سرور عالم ﷺ۔ طبقات۔ زاد المعاد۔ سیرت رسول عربی ﷺ۔ ضیاء النبی ﷺ)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن بیت اللہ میں کھڑے ہو کر کیا خطبہ دیا؟

جواب: آپ ﷺ نے اپنے اس خطبے میں اللہ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: ”اے لوگو! اللہ نے جس دن آسمان کو پیدا کیا اسی دن مکہ کو حرم ٹھہرایا۔ اس لیے وہ اللہ کی حرمت کے سبب قیامت تک کے لیے حرم ہے۔ کوئی آدمی جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس کے لیے حلال نہیں کہ اس میں خون بہائے یا یہاں کا کوئی درخت کاٹے۔ اگر کوئی شخص اس بناء پر رخصت اختیار کرے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہاں قتل کیا تو اس سے کہہ دو کہ اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو اجازت دی تھی لیکن تمہیں اجازت نہیں دی اور میرے لیے بھی اسے صرف دن کی ایک ساعت میں حلال کیا گیا۔ پھر آج اس کی حرمت اسی طرح پلت آئی جس طرح کل اس کی حرمت تھی“

ایک روایت میں مزید اضافہ ہے کہ یہاں کا کائنا نہ کائنا جائے نہ شکار نہ بھگایا جائے اور گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے البتہ وہ شخص اٹھا سکتا ہے جو اس کا تعارف کرائے۔ یہاں کی گھاس نہ کاٹی جائے مگر اذخر۔

(سیرت ابن اسحاق۔ صحیح بخاری و مسلم۔ مختصر سیرت از رسول ﷺ۔ حج الباری)

سوال: فتح مکہ کی تحمیل پر انصار نے کس اندیشے کا اظہار کیا؟ آپ ﷺ نے کیا جواب دیا؟

جواب: انصار نے اندیشہ ظاہر کیا کہ اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو آپ ﷺ کی سرزمین اور آپ ﷺ کا شہر فتح کرا دیا ہے تو آپ ﷺ یہی قیام فرمائیں گے۔ آپ

ﷺ نے سنا تو فرمایا ”خدا کی قسم! اب زندگی اور موت تمہارے ساتھ ہے۔“

(ہادی اعظم ﷺ۔ سیرت النبیہ۔ مجمع بخاری و مسلم۔ سنن ابوداؤد۔ الریضی المقوم)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے کہاں اور کیسے بیعت لی؟ بیعت کن باتوں پر تھی؟
جواب: آپ ﷺ نے منہ پر بیٹھ کر لوگوں سے اس بات پر بیعت لی کہ جہاں تک ہو سکے گا آپ ﷺ کی بات سنیں گے اور مانیں گے۔ حضرت عمرؓ نے اس موقع پر آپ ﷺ کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔ مردوں سے فارغ ہو کر عورتوں سے بیعت لی گئی۔ حضرت عمرؓ آپ ﷺ کی باتیں عورتوں تک پہنچا رہے تھے۔ بیعت کرنے والے مردوں کو اقرار کرنا پڑا کہ میں اللہ کے ساتھ کسی کو بھی اس کی ذات میں، صفات میں اور استحقاق عبادت و استحقاق استعانت میں شریک نہ کروں گا۔ میں چوری نہ کروں گا، زنا نہ کروں گا، لڑکیوں کو جان سے نہ ماروں گا، کسی پر بہتان نہ لگاؤں گا، میں امور حق میں نبی اکرم ﷺ کی اطاعت بقدر استطاعت کروں گا، عورتوں سے مزید اقرار یہ بھی لیے جاتے کہ کسی کے سوگ میں منہ نہ نوچیں گی، طمانچوں سے چہرہ نہ پیٹیں گی، نہ سرب کے ہال کھسکیں گی۔ نہ گریباں چاک کریں گی، نہ سیاہ کپڑے پہنیں گی اور نہ قبر پر سو گواروں میں بیٹھیں گی۔

(سیرت سرور عالم ﷺ تاریخ طبری۔ زاد المعاد۔ روضۃ اللعینین ﷺ۔ طبقات)

سوال: فتح مکہ کے بعد پہلا سب سے بڑا غزوہ کون سا تھا؟

جواب: پہلا غزوہ حنین تھا۔ حنین ذوالحجاز کے قریب ایک میدان ہے جو مکہ سے دس بارہ میل کے فاصلے پر تھا۔ غزوہ حنین اسی جگہ کے قریب ادھاس میں پیش آیا۔ اس لیے اسے غزوہ حنین یا غزوہ ادھاس بھی کہتے ہیں۔

(فتح الباری۔ مختصر سیرۃ الرسول ﷺ۔ سیرت رسول عربی ﷺ۔ المغازی)

سوال: غزوہ حنین کیوں پیش آیا؟ اس میں کن قبائل نے حصہ لیا؟

جواب: بعض اڑیل اور طاوور قبائل فتح مکہ کو برداشت نہ کر سکے۔ اور انہوں نے مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لیے اجتماعی کیا۔ ان میں ہوازن اور ثقیف سرفہرست تھے۔

ان کے ساتھ معزز عظم اور سعد بن بکر کے قابل بھی شامل ہو گئے۔

(فتح الہدیٰ - نوح البلدان - تاریخ طبری - فیاء الہی ﷺ)

سوال: دشمنان اسلام نے کس طرح تیاریاں کیں تاکہ مسلمانوں کو شکست دے سکیں؟

جواب: ہوازن اور ثقیف کا سپہ سالار اعظم مالک بن عوف نصری تھا اس کے ساتھ چار ہزار بہادر اور ماہر جنگجو تھے۔ ان کا سپہ سالار لوگوں کے ساتھ ان کے مال مویشی اور بال بچے بھی کھینچ لایا تھا۔ درید بن مسہر جو عیشم کا بوڑھا سردار تھا اسے ہوازن میں بٹھا کر لائے تھے تاکہ جنگی چالیں بتا سکے۔

(تاریخ طبری - مختصر سیرت الرسول ﷺ - فیاء الہی ﷺ - فتح الہدیٰ)

سوال: غزوہ حنین شوال ۸ھ میں پیش آیا۔ بتائیے اسلامی لشکر کا سپہ سالار کون تھا اور لشکر کی تعداد کتنی تھی؟

جواب: اسلامی لشکر کے سپہ سالار اعظم رسول اللہ ﷺ تھے اور اسلامی لشکر کی کل تعداد بارہ ہزار تھی۔ ان میں کی نو مسلم بھی شامل تھے۔

(صحیح مسلم و بخاری - فتح الہدیٰ - تاریخ طبری - محمد رسول ربی ﷺ)

سوال: رسول اللہ ﷺ ۶ شوال ۸ھ کو مکہ سے روانہ ہوئے اور جنگ اور بدھ کی درمیانی رات ۱۰ شوال ۸ھ کو تبوک پہنچے۔ بتائیے بعض مسلمانوں نے لشکر کی کثرت ان کے پیش نظر کیا کہا تھا؟

جواب: لشکر کی کثرت کو دیکھ کر بعض لوگوں کی زبان سے بے اختیار نکلا "آج ہم پر کون غالب آسکتا ہے۔ ہم آج ہرگز مغلوب نہیں ہوں گے۔"

(صحیح بخاری - سیرت رسول ربی ﷺ - الرضی الختم - فیاء الہی ﷺ)

سوال: دشمن نے کیا خیال چلی؟ اور اس کے ساتھ کیسے آمنا سامنا ہوا؟

جواب: مالک بن عوف اپنے لشکر کے ساتھ پہلے پہنچ چکا تھا۔ اس نے اپنے نساہیوں کو دادی کے اندر اتار کر راستوں، گزرگاہوں، پوشیدہ جگہوں اور دروں میں پھیلایا اور چھپا دیا اور حکم دیا کہ جو نبی مسلمان نمودار ہوں انہیں تیروں چٹلی کر کے اکٹھے ٹوٹ پڑنا۔ سو

کے وقت رسول اللہ ﷺ نے لشکر کی ترتیب و تنظیم فرمائی پھر مسلمان آگے بڑھے۔

یہاں تک کہ وادی سے گزرے تو دشمن نے تیروں سے اچانک حملہ کر دیا۔ اس حملے

سے مسلمان سنبھل نہ سکے۔ ان میں بھگدڑ مچ گئی اور انہیں شکست فاش ہو گئی۔

(صحیح بخاری - فتح الباری - تاریخ اسلام - کتاب المغازی - المغازی)

سوال: اس بھگدڑ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام کی مختصر سی جماعت رہ گئی

تھی۔ ان میں کون لوگ تھے؟

جواب: آپ ﷺ کے ساتھ انصار، مہاجرین اور اہل بیت کی ایک مختصر جماعت رہ گئی

تھی۔ جن میں حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، علیؓ، ابو سفیانؓ بن حارث، عباسؓ اور ان کے

بھائی صاحبزادے فضلؓ، ربیعہ بن حارثؓ، اسامہ بن زیدؓ اور امین بن ایمنؓ، امینؓ

اس دن شہید ہوئے تھے۔

(سیرت ابن اسحاق - سیرت الرسول ﷺ - فتح الباری - کتاب المغازی)

سوال: مسلمانوں کو اکٹھا کرنے اور حوصلہ بڑھانے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے کیا

فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ نے اپنی خیر کو کفار کی طرف دوڑانا شروع کیا مگر حضرت عباسؓ جو

دائیں رکاب تھایے ہوئے تھے اور حضرت ابو سفیانؓ جو بائیں رکاب تھایے ہوئے

تھے آپ ﷺ کو آگے جانے سے روکتے تھے۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ

بلند آواز سے اعلان فرما رہے تھے۔ میں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ اور

میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

(سیرت مرد عالم ﷺ - صحیح مسلم و بخاری - الریح المختوم - سیرت رسول عربی ﷺ)

سوال: آپ ﷺ کو جب لشکر کفار نے گھیر لیا تو آپ ﷺ نے کیا کام کیا؟

جواب: آپ ﷺ اپنے خیر سے باز رہے اور زمین سے مٹی کی ایک ٹھنی اٹھا کر شاہد

یہ اپنے الوجہ کہیں کر دشمن پر چھوڑی۔ دشمن کا کوئی آدمی ایسا نہ تھا جس کی آنکھوں میں یہ مٹی

نہ پڑی ہو۔ اس طرح وہ حضور ﷺ سے دور ہٹ کر بھاگنے لگے۔

(صحیح مسلم، سیرت رسول عربی ﷺ، نیارہمہ فی صحیحہ، الریح المقوم، طبقات)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباسؓ سے کیا فرمایا؟ اور اس کا کیا نتیجہ نکلا؟
جواب: حضرت عباسؓ چونکہ بلند آواز تھے۔ اس لیے آپ ﷺ نے ان سے فرمایا
عباس! یا معشر الانصار اور یا اصحاب سرہ کہہ کر مسلمانوں کو آواز دو۔ چنانچہ آپؐ
نے ایسا ہی کیا۔ بھاتے ہوئے مسلمان رک گئے اور سب نے اکٹھے ہو کر بھاگتے
ہوئے دشمن پر حملہ کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو فرمایا ”اب لڑائی کا طور
خوب گرم ہوا ہے“

(بخاری، سیرت الرسول ﷺ، سیرت رسول عربی ﷺ، صحیح مسلم، نزوات رسول ﷺ)

سوال: جنگ حنین میں فرشتے کب مسلمانوں کی مدد کے لیے اترے؟ اور جنگ کا کیا نتیجہ
نکلا؟

جواب: جس وقت جنگ اپنے زوروں پر تھی تو اللہ کی نصرت نازل ہوئی جس کا ذکر قرآن
پاک کی سورہ التوبہ کی آیت نمبر ۲۵ اور ۲۶ میں ہے۔ اس جنگ کا نتیجہ یہ نکلا کہ
مسلمانوں کا پلہ بھاری ہو گیا۔ دشمن کو شکست فاش ہوئی اور وہ مال غنیمت چھوڑ کر
بھاگ گیا۔ صرف چار مسلمان شہید ہوئے۔ امین بن ام ایمنؓ، زید بن زعدہؓ
سراقہ بن حارثؓ اور ابو عامر اشعریؓ۔ جب کہ مشرکوں کے ستر سے زیادہ آدمی
مارے گئے جب کہ چھ ہزار آدمی قید ہوئے۔ چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار سے
زائد بکریاں، چار ہزار اوقیہ چاندی، یہ مہاجرین و انصار مسلمانوں میں برابر تقسیم کیا
گیا مگر مکہ کے فوسلموں کو زیادہ دیا گیا۔

(سیرت رسول عربی ﷺ، ابن کثیر، نزوات اہل بیت ﷺ، صحیح بخاری، نزوات اہل بیت ﷺ)

سوال: بتائیے رسول اللہ ﷺ طائف کب اور کیوں تشریف لے گئے تھے؟

جواب: آپ ﷺ غزوہ حنین کے بعد شوال ۸ھ میں غزوہ طائف کے لیے تشریف لے
گئے۔ حنین میں ہوازن اور ثقیف کے شکست کھانے والے بیشتر افراد اپنے بڑے
سہ سالار مالک بن عوف نضری کے ساتھ بھاگ کر طائف میں قلعہ بن ہو گئے

تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا پیچھا کیا۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کی سرکردگی میں ایک ہزار فوج کا ہراول دستہ، حضرت طفیل بن عمرو دؤسیؓ کو بت ذوالکفیل منہدم کرنے کے لیے بھیجا اور حکم دیا کہ اپنی قوم سے مدد لے کر ہم سے طائف میں آلو۔

(غزوات النبی ﷺ۔ فتح الباری۔ سیرت رسول عربی ﷺ۔ فیاء النبی ﷺ۔ اریضی المقوم، طبعات)

سوال: قلعہ طائف کا محاصرہ کتنے دن جاری رہا؟ اور جنگ کی کیفیت کیا رہی؟

جواب: یہ محاصرہ چالیس دن تک جاری رہا۔ اہل سیر میں سے بعض یہ مدت بیس دن، بعض پندرہ اور بعض دس دن بھی بتاتے ہیں۔ محاصرہ طائف میں حضرت ابو عامر اشعریؓ مالک بن عوف کے ہاتھوں شہید ہوئے ان کے بعد جھنڈا ان کے بھائی ابو موسیٰ اشعریؓ نے لیا۔ انہوں نے ورید بن صمد کے بیٹے کو قتل کیا۔ سب سے پہلے طائف کے محاصرے میں دیواروں پر پتھر پھینکنے کے لیے مخفیق استعمال کی گئی۔ طائف کے محاصرے میں ابتدائی جنگ میں دونوں طرف سے تیروں کی بارش ہوئی۔ قلعہ بند دشمن نے اس قدر تیر چلائے کہ کافی تعداد میں صحابہ کرامؓ زخمی ہوئے اور بارہ نے جام شہادت نوش کیا۔ ان میں عبداللہ بن ابی امیہؓ بھی تھے اور حضرت ابو عامر اشعریؓ بھی۔ محاصرہ طائف کے دوران جنگی حکمت عملی کے طور پر آپ ﷺ نے دو حکم صادر فرمائے۔

ایک آپ ﷺ نے انگوڑ کے درخت کاٹ کر جلانے کا حکم دیا۔ مسلمانوں نے ذرا بڑھ چڑھ کر کھائی کر دی۔ اس پر ثقیف نے اللہ اور قرابت کا واسطہ دیا تو آپ ﷺ نے ہاتھ روکنے کا حکم دیا دوسرے آپ ﷺ نے سداوی کرا دی کہ جو غلام قلعہ سے اتر کر ہمارے پاس آجائے وہ آزاد ہوگا۔ چنانچہ تیس آدمی قلعہ سے نکل کر مسلمانوں میں شامل ہو گئے ان سب کو آزاد کر دیا گیا۔ ان میں حضرت ابو بکرؓ بھی تھے۔ (طبعات۔ المغازی۔ صحیح بخاری۔ زاد المعاد۔ سیرت النبیؐ۔ فتح البلدان)

سوال: بتائیے طویل محاصرے کے بعد غزوہ طائف کا کیا نتیجہ نکلا؟

جواب: محاصرہ طول پکڑ گیا۔ دشمن نے سال بھر کا سامان خورد و نوش جمع کر لیا تھا۔ مسلمانوں پر تیرہ دنوں اور گرم لوہے کی بارش ہو رہی تھی۔ اس لیے محاصرہ اٹھا لیا گیا۔ حضرت نوفل بن معاذؓ نے مشورہ دیا کہ لومڑی اپنے بھٹ میں گھس گئی ہے۔ اگر آپ اس پر ڈٹے رہے تو پکڑ لیں گے۔ اور اگر چھوڑ کر چلے گئے تو وہ آپ ﷺ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ (صحیح بخاری۔ سیرت رسول عربی ﷺ۔ ارتحق الخنوم۔ مختصر سیرت الرسول ﷺ)

سوال: بعض صحابہؓ نے جب آپ ﷺ سے ثقیف والوں پر بددعا کے لیے کہا تو آپ ﷺ نے کیا فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا کی اور فرمایا: ”اے اللہ ثقیف کو ہدایت دے اور انہیں لے آ“ اس دعا کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۹ھ میں ثقیف کے وفد نے حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ (سیرت رسول عربی ﷺ۔ ذوالعادۃ۔ صحیح بخاری۔ وفود عرب بارگاہ نبوی میں)

سوال: ۹ھ میں واقعہ ایلا پیش آیا یہ واقعہ کیا تھا اور اس سے حضور ﷺ کی خانگی زندگی کا کیسے پتہ چلتا ہے؟

جواب: آنحضرت ﷺ سے ازدواج مطہرات نے مقدور سے زیادہ نان نفقہ طلب کیا۔ اس پر آپ ﷺ نے ایلا دیا۔ یعنی ایک ماہ تک ان کے ساتھ اختلاط نہ کرنے کی قسم کھائی۔ ۲۹ دن گزرنے پر مہینہ پورا ہوا تو آپ تھیر (سورۃ الزاب) نازل ہوئی اور تمام بیویوں نے زینت دنیا پر اللہ اور رسول ﷺ کو ترجیح دی۔

(سیرت رسول عربی ﷺ۔ مختصر سیرت الرسول ﷺ۔ سیرت حلبیہ۔ صحیح بخاری)

سوال: آپ ﷺ نے عالمین زکوٰۃ کی روانگی کا کام کب شروع فرمایا؟

جواب: محرم ۹ھ سے آپ ﷺ نے عالمین زکوٰۃ کو اعراب سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے روانہ فرمایا۔ (سیرت النبویہ۔ طبقات۔ سیرت ابن اسحاق)

سوال: غزوہ حنین اور ظائف کے بعد کے چند غزوات و سرایا بتا دیجئے؟

جواب: محرم ۹ھ میں حضرت عیینہؓ بن حصن فزاری کی سرکردگی میں پچاس سواروں کے ساتھ سریہ عیینہؓ بنو تمیم کی طرف بھیجا گیا۔ کیونکہ بنو تمیم نے قبائل کو بھڑکا کر جزیہ کی

ادائیگی سے روک دیا تھا۔ حضرت عیینہ بن حصن فزاری نے ہوتیم پر بلہ بولا تو وہ بھاگ نکلے۔ ان کے گیارہ آدمی، ایکس عورتیں اور تیس بچے گرفتار ہوئے۔ جولاکر حضرت رملہ بنت حارث کے مکان میں ٹھہرائے گئے۔

صفر ۹ھ میں حضرت قطبہ بن عامر کی کمان میں تیس آدمیوں کے ساتھ قبیلہ خضم کی ایک شاخ کی طرف سرزمین قطبہ بن عامر روانہ کیا گیا۔ حضرت قطبہ نے شبنون مارا تو لڑائی بھڑک اٹھی۔ دونوں طرف سے افراد مارے گئے اور زخمی ہوئے حضرت قطبہ بھی شہید ہوئے۔ تاہم مسلمان دشمن کی بھیڑ بکریوں اور عورتوں کو بچڑ کر مدینہ لے آئے۔

سریہ ضحاک بن سفیان کلابی ربیع الاول ۹ھ میں حضرت ضحاک بن سفیان کی کمان میں بنو کلاب کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے بھیجا گیا بنو کلاب نے اسلام قبول کرنے کی بجائے جنگ چھیڑ دی۔ مسلمانوں نے انہیں شکست دی اور ان کا ایک آدمی مارا گیا۔

سریہ علقمہ بن مجرذہ لہجی ربیع الاخر ۹ھ میں حضرت علقمہ بن تومین سو آدمیوں کی کمان دے کر ساحل جدہ کی طرف روانہ کیا گیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ کچھ حبشی جدہ کے ساحل کے قریب جمع ہو گئے تھے اور وہ اہل مکہ کے خلاف ڈاکہ زنی کرنا چاہتے تھے۔ علقمہ نے سمندر میں اتر کر ایک جزیرہ تک پیش قدمی کی حبشیوں کو مسلمانوں کی آمد کا علم ہوا تو بھاگ گئے۔

سریہ علی بن ابی طالب ربیع الاول ۹ھ میں ڈیڑھ سو آدمیوں کے ساتھ حضرت علی کی کمان میں قبیلہ طے کے ایک بت قلص کو ڈھانے کے لیے بھیجا گیا۔ مسلمانوں نے فجر کے وقت حاتم طائی کے محلہ پر حملہ کر کے قلص کو ڈھا دیا۔ قیدیوں، چوپایوں اور بھیڑ بکریوں کو مدینہ لے آئے۔ قیدیوں میں حاتم طائی کی بیٹی بھی تھی۔ البتہ حاتم کا بیٹا عدی ملک شام بھاگ گیا۔ حاتم طائی کی بیٹی نے رسول اللہ ﷺ سے فریاد کی۔ آپ ﷺ نے احسان فرماتے ہوئے اسے آزاد کر دیا۔ اور وہ اپنے بھائی کے پاس ملک شام چلی گئی۔ جب اس کی بہن نے رسول اللہ ﷺ کا کارنامہ

بتایا تو وہ کسی امان یا تحریر کے بغیر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کر لیا۔ (طبقات۔ بخاری۔ زاد المعاد۔ سیرت ابن اسحاق۔ سیرت النبویہ۔ سند احمد)

سوال: رسول اللہ ﷺ کا آخری غزوہ کون سا ہے؟ یہ کب اور کن لوگوں سے ہوا تھا؟
جواب: آپ ﷺ کا آخری غزوہ تبوک ہے۔ جو ربیع ۹ھ میں مدینوں کے ساتھ ہی جن میں اکثریت عیسائیوں کی تھی اس غزوہ کو غزوہ عسرت (تنگی کی جنگ) بھی کہتے ہیں کیونکہ اس میں سامان رسد اور خوراک کی سخت کمی تھی۔ چونکہ اس جنگ میں منافقوں کے نفاق کا پردہ چاک ہوا تھا اس لیے اس غزوے کو غزوہ فاضحہ (رسوا کرنے والی جنگ) بھی کہتے ہیں۔

(صحیح بخاری، مختصر سیرت الرسول ﷺ، تاریخ طبری، معجم البلدان)

سوال: اس جنگ کی وجہ کیا تھی؟ مسلمانوں نے کس طرح تیاری کی؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی تھی کہ ہرقل شاہ روم اور موتہ کے بارے ہوئے عیسائی مدینہ پر چڑھائی کے لیے تیاریاں کر رہے ہیں سخت گزریوں کا زمانہ تھا۔ قتل سالی تھی اور مسلمان بہت زیادہ تنگ دست تھے۔ غزوہ تبوک میں حضور ﷺ نے چندے کی اپیل کی تو صحابہ کرامؓ نے بھرپور ایثار اور قربانی کا مظاہرہ کیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے گھر کا سارا سامان پیش کر دیا۔ جس کی قیمت چار ہزار درہم تھی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے گھر کا آدھا سامان دیا۔ حضرت عثمان غنیؓ نے دس ہزار دینار ایک سو گھوڑے نو سو اونٹ اور بہت سا سامان دیا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے چالیس ہزار درہم اور دو سو اوقیہ چاندی، ابوبکر عقیل انصاریؓ نے دو سو چھوہارے پیش کر دیئے عورتوں نے اپنے زیور دیئے۔

(زاد المعاد، تاریخ طبری، صحیح مسلم، بخاری، رسالہ حجاب ﷺ)

سوال: غزوہ تبوک کے بارے میں قرآن پاک کی سورۃ توبہ کی آیت ۹۳ میں ذکر ہے۔
بتائیے اسلامی لشکر کی کیا حالت تھی؟

جواب: غزوہ تبوک میں اسلامی فوج کی تعداد بیس ہزار سپاہی تھے اور دس ہزار گھوڑے۔ لشکر

کے سردار خود رسول اللہ ﷺ تھے اور مدینے کا گورنر حضرت محمد بن مسلمہؓ اور کہا جاتا ہے کہ حضرت سباح بن عرفطہ کو مقرر کیا گیا۔ حضرت علیؓ کو اہل بیت کی ضروریات کے لیے مدینے میں چھوڑا گیا۔ سوار یوں کی شدید قلت تھی۔ اٹھارہ افراد کے لیے ایک اونٹ تھا۔ رسد کم ہونے کی وجہ سے درختوں کے پتے کھانے پڑتے جس سے ہونٹ سوج گئے۔ پانی نہ ملنے سے اونٹوں کو ذبح کر کے امعاء کا پانی پیا جاتا۔

(غزوات رسول ﷺ، مدارج المنہوت، رحمۃ اللعالمین ﷺ، صحیح بخاری، رہبر کامل)

سوال: تبوک کی راہ میں لشکر کا گزر دیار غم سے ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا؟
جواب: صحابہؓ نے وہاں کے کنوئیں سے پانی لے لیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”تم یہاں کا پانی نہ پینا اس سے نماز کے لیے وضو نہ کرنا اور جو آ تا تم لوگوں نے گوندہ کر رکھا ہے اسے جانوروں کو کھلا دو، خود نہ کھانا“ آپ ﷺ نے یہ بھی حکم دیا کہ لوگ اس کنوئیں سے پانی لیں جس سے صالحہ کی اونٹنی پیتی تھی۔

(صحیح بخاری و مسلم، المصنف، مختصر سیرت الرسول ﷺ، سیرت رسول عربی ﷺ)

سوال: غزوہ تبوک کا کیا نتیجہ نکلا اور اس کے کیا اثرات ہوئے؟
جواب: جنگ نہیں ہوئی اسلامی لشکر تبوک پہنچا تو معلوم ہوا کہ دشمن کے بارے میں قافلے والوں کی اطلاع غلط تھی۔ تاہم اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ دشمن پر دھاک بیٹھ گئی۔ رومیوں اور ان کے حامیوں میں خوف پیدا ہو گیا۔ انہیں آگے بڑھ کر ٹکڑے لینے کی ہمت نہ ہوئی۔

(مختصر سیرت الرسول ﷺ، رحمۃ اللعالمین ﷺ، سیرت المصطفیٰ ﷺ)

سوال: دُفود کا سال کس کو اور کیوں کہا جاتا ہے؟ بتائیے اس سال کون سے دُفود آئے؟
جواب: ۹ھ کو دُفود کا سال کہا جاتا ہے کیونکہ اس سال بڑی تعداد میں ہیرونی قبائل کے دُفود حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اہل مغازی نے جن دُفود کا تذکرہ کیا ہے ان کی تعداد ستر سے زیادہ ہے۔ ایک سو پانچ اور ایک سو نو دُفود بھی بتائی جاتی ہے۔ دُفود کی آمد کا سلسلہ فتح کے بعد زیادہ ہوا لیکن کچھ قبائل اس سے پہلے بھی مدینہ آچکے تھے۔ فتح مکہ کے بعد ہیرونی قبائل کو احساس ہو گیا کہ اب حق غالب

آچکا ہے اور اسلام ہی ایسا دین ہے جسے قبول کر کے ہی کامیابی ممکن ہے۔ چنانچہ یہ دونوں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے:

☆ قبیلہ عبدالقیس کا وفد دومرتبہ آیا۔ پہلی مرتبہ ۶۷ میں یا پہلے آیا۔ اس قبیلے کا ایک شخص شہد بن حبان سلمان تجارت کے ساتھ مدینہ آتا تھا اس نے اسلام قبول کیا تو پھر تیرہ یا چودہ افراد منذر بن عاصم الاشج اعصری کی سربراہی میں مدینہ آیا دوسری مرتبہ قبیلہ عبدالقیس کا وفد دونوں کے سال یعنی ۹۷ میں آیا۔ ان کی تعداد چالیس تھی اور اس میں ایک نصرانی علاء بن جارد عبدی بھی تھا جو مسلمان ہو گیا۔ آپ ﷺ نے ان لوگوں کو رطلہ بنت حارث کے مکان پر بٹھرایا اور دس دن مہمان رکھا۔

☆ قبیلہ دوس کا وفد پہلی مرتبہ ۷۷ میں آیا جب آپ ﷺ خیر میں تھے۔ قبیلے کے سربراہ حضرت طفیل دوئی اسلام قبول کر چکے تھے۔ لیکن قوم نہ مانی۔ حضرت طفیل دوئی نے اپنی قوم کے ستر افراد کے ساتھ مدینہ ہجرت کی اور پھر خود خیر میں حضور اکرم ﷺ سے جا ملے۔

☆ فردہ بن عمرو جذای رومی فوج میں ایک عربی کمانڈر تھے۔ انہیں رومیوں نے اپنی حدود سے متصل عرب علاقوں کا گورنر بنا رکھا تھا۔ ۸۷ھ میں جنگ موتہ میں مسلمانوں کی کامیابی کے بعد اسلام لائے اور ایک قاصد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ تحفہ میں سفید خمر بھی تھا۔ رومیوں کو ان کے مسلمان ہونے کا علم ہوا تو پہلے گرفتار کر کے قید کر دیا مگر مدینہ ہونے پر فلسطین میں عرفاء نامی چشمے پر سولی دے دی۔

☆ قبیلہ صدام کا وفد ۸۷ھ میں حضرت زبایہ بن حارث صدامی کی سربراہی میں پندرہ آدمی مدینہ آئے اور اسلام قبول کیا پھر حبشہ الوداع کے موقع پر ایک سو آدمیوں نے بارگاہ نبوی میں شرف باریابی حاصل کیا۔

☆ حضرت کعب بن زہیر بن ابی سلمیٰ عرب کے عظیم ترین شاعر تھے۔ جب کافر تھے تو نبی اکرم ﷺ کی جھوٹا کرتے تھے ان کے متعلق فتح مکہ کے موقع پر حکم دیا گیا تھا کہ اگر خانہ کعبہ کا پردہ پڑے ہوئے بھی پایا جائے تو قتل کر دیا جائے۔ لیکن وہ بچ

نکلے۔ ۸ھ میں غزوہ طائف کے بعد ان کے بھائی نجیر بن زہیر نے لکھا کہ کوئی بھی شخص توبہ کر کے آپ ﷺ کے پاس آجائے تو آپ ﷺ اسے قتل نہیں کرتے۔ اگر نہیں تو پھر جہاں نجات مل سکے نکل بھاگو۔ مزید خط و کتابت کے بعد زہیر مدینے آگئے اور رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر تائب ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔

☆

بنو عذرہ کا وفد صفر ۹ھ میں مدینہ آیا اس میں بارہ یا پندرہ یا انیس آدمی تھے جن میں حضرت حمزہ بن نعمان بھی تھے آپ ﷺ نے انہیں ملک شام کے فتح کیے جانے کی خبر دی۔ اور کاہنہ عورتوں سے سوال کرنے اور غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ کھانے سے منع فرمایا۔

☆

وفد بلعی ربيع الاول ۹ھ میں مدینہ آ کر حلقہ بگوش اسلام ہوا۔ اس کے رئیس افضیب یا ابو انھباب تھے۔

☆

قبیلہ ثقیف کا سردار عروہ بن مسعود ثقفی تھا یہ صلح حدیبیہ میں کفار کا وکیل بن کر آیا تھا جنگ ہوازن و ثقیف کے بعد مدینہ آ کر اسلام لایا۔ آپ ﷺ مدینہ سے اسلام لا کر واپس اپنے قبیلہ میں گئے۔ انہیں دعوت دی تو لوگوں نے ان پر تیر برس کر قتل کر دیا۔ عروہ بن مسعود کے قتل کے بعد لوگوں کو احساس ہوا کہ گزند پیش کا علاقہ مسلمان ہو چکا ہے۔ ہم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ چنانچہ رمضان ۱۰ھ میں عہد یا لیل بن عمر کی سربراہی میں بنو ثقیف کا چھ یا انیس افراد کا وفد مدینے آیا۔ ان میں حضرت عثمان بن ابی العاص بھی موجود تھے۔

☆

عبد یاسیل بنو ثقیف کے سرداروں میں سے تھا جسے سمجھانے حضور اقدس ﷺ ۱۰ھ نبوی میں طائف تشریف لے گئے تھے اور اس نے نہ صرف وعظ سننے سے انکار کر دیا تھا بلکہ آبادی کے ادباشوں سے آپ ﷺ کی تشکیک کرائی اور پتھروں سے لہو لہان کرایا۔ ۹ھ میں یہ شخص بنو ثقیف کے وفد کو لے کر مدینہ آیا اور اسلام لایا۔

☆

رسول اللہ ﷺ کے مدنی دور نبوت میں شاہان (حمیر) یمن حارث بن عبد کلال

اور نعیم بن عبدالکلال تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے نام شاہان یمن کا خط مالک بن مرہہ رہادی لایا۔

☆ رعین، ہمدان اور محاضر کا سربراہ نعمان بن قیل تھا جس کا خط مالک بن مرہہ رہادی لایا۔ اس خط میں ان بادشاہوں نے اپنے اسلام لانے اور شرک و اہل شرک سے علیحدگی اختیار کرنے کی اطلاع دی تھی۔ آپ ﷺ نے اس خط کے جواب میں اہل ایمان کے حقوق اور ذمہ داریاں بتائیں۔ آپ ﷺ نے اس خط میں مناجدین کے لیے اللہ کا ذمہ اور اس کے رسول ﷺ کا ذمہ بھی دیا تھا بشرطیکہ وہ مقررہ جزیہ ادا کریں۔

☆ ہمدان کا وفد ۹ھ میں تبوک سے رسول اللہ ﷺ کی واپسی کے بعد سولہ آدمیوں کے ہاتھ حاضر ہوا آپ ﷺ نے مالک بن عطف کو ان کا امیر بنایا اور قوم کے جو لوگ مسلمان ہو چکے تھے ان کا گورنر مقرر کیا۔ قبیلہ ہمدان میں تبلیغ اسلام کے لیے رسول اللہ ﷺ نے پہلے حضرت خالد بن ولید کو اور پھر چھ ماہ بعد حضرت علی کو۔ قبیلہ حلتہ بنو شامہ کو اور حضرت علی نے رسول اللہ ﷺ کو خط کے ذریعے اطلاع دی۔ آپ ﷺ نے خط پڑھا تو سجدہ شکر ادا کیا اور فرمایا: ہمدان پر سلام۔ ہمدان پر سلام۔

☆ بنو فزہ کا وفد ۹ھ میں تبوک سے نبی اکرم ﷺ کی واپسی کے بعد آیا۔ اس میں چودہ یا پندرہ افراد تھے۔

☆ نجران کا وفد ۹ھ میں آیا یہ ساتھ افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں چوبیس اشراف تھے۔ نجران کے وفد میں تین سرکردہ افراد بھی تھے عبد الجراح جس کے ذمہ امارت و حکومت کا کام تھا۔ دوسرا ابیہم یا شریل سیاسی اور ثقافتی امور کا نگران تھا۔ تیسرا ابو حارثہ بن علقمہ جو دینی سربراہ اور روحانی پیشوا تھا۔ نجران کے وفد کی درخواست پر آپ ﷺ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح کو ان کے ساتھ بھیجا۔ آپ ﷺ نے اس موقع پر انہیں امت کا امن قرار دیا۔

☆ بنو حنیفہ کا وفد ۹ھ یا ۱۰ھ میں مدینہ آیا۔ اس میں چودہ یا سترہ آدمی تھے۔ بنو حنیفہ کے وفد میں ایک ایسا شخص بھی شامل تھا جس نے بعد میں نبوت کا دعویٰ کیا وہ سیلہ کذاب تھا اس کا پورا نام سیلہ بن مثنیہ بن کبیر تھا۔ اس وفد کی آمد سے قبل آپ ﷺ نے خواب دیکھا کہ آپ ﷺ کے پاس روئے زمین کے خزانے لا کر رکھ دیئے گئے ہیں اور اس میں سے سونے کے دو کنکن آپ ﷺ کے ہاتھ میں آجڑے ہیں۔ آپ ﷺ کو یہ دونوں گراں اور تکلیف دہ محسوس ہوئے۔ چنانچہ آپ ﷺ کو وحی کی گئی کہ ان دونوں کو پھونک دیجئے۔ آپ ﷺ نے پھونک دیا تو دونوں اڑ گئے۔ اس کی تعبیر آپ ﷺ نے یہ بتائی کہ آپ ﷺ کے بعد دو کذاب نکلیں گے۔ سیلہ کذاب نے آنحضرت ﷺ سے کہا کہ نبوت میں حصہ دار بنالیں یا پھر آپ ﷺ اگر چاہیں تو ہم حکومت کے معاملہ میں آپ ﷺ کو آزاد چھوڑ دیتے ہیں۔ لیکن اپنے بعد اس کو ہمارے لیے طے فرمادیں۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ میں بکڑی ہوئی کھجور کی شاخ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ”اگر تم مجھ سے یہ نکلا چاہو گے تو تمہیں یہ بھی نہ دوں گا اور تم اپنے بارے میں اللہ کے مقرر کیے ہوئے فیصلے سے آگے نہیں جاسکتے۔ اور اگر تم نے پیٹھ پھیری تو اللہ تمہیں توڑ کر رکھ دے گا۔“ اس نے ۱۰ھ میں نبوت کا دعویٰ کیا اور ربیع الاول ۱۳ھ میں عہد فاروقی پر یمامہ کے اندر وحشی کے ہاتھوں قتل ہوا۔

☆ بنو عمار بن معصعہ کا وفد بھی ۹ھ میں مدینہ آیا۔ اس وفد میں تمام کے تمام اپنی قوم کے سربر آوردہ شیطان تھے۔ ان میں عامر بن طفیل بھی تھا۔ یہ وہی دشمن خدا تھا جس نے بیڑ معونہ پر ستر صحابہ کرام کو قتل کیا تھا۔ عامر بن معصعہ اور اربد بن قیس نے سازش کی کہ نبی اکرم ﷺ کو دھوکہ دے کر قتل کر دیں گے۔ عامر نے نبی اکرم ﷺ سے گفتگو شروع کی اور اربد گھوم کر آپ ﷺ کے پیچھے پہنچا اور گھوار میان سے نکالی لیکن اس کے بعد اللہ نے اس کا ہاتھ روک لیا اور وہ گھوار بے نیام نہ کر سکا۔ اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو محفوظ رکھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں پر

بد دعا کی۔ واپسی پر اللہ نے اردب اور اس کے اونٹ پر بجلی گرا دی اور وہ جل مرا۔
عامر ایک سلوہ عورت کے ہاں اترا، اسی دوران اس کی گردن میں گلی نکل آئی اور
وہ اسی سے مر گیا۔

☆ وفد تحب ۹ھ میں مدینے آیا، اس میں تیرہ افراد تھے۔ ۱۰ھ میں جب حضور ﷺ نے حج کیا تو یہ وفد پھر آپ ﷺ سے ملا۔

☆ وفد طے بھی ۹ھ میں مدینہ آیا اور اسلام قبول کیا۔ اس میں پندرہ آدمی تھے۔ وفد
طے میں ایک مشہور شہسوار صحابی حضرت زید الخیلؓ تھے آپ ﷺ نے ان کا نام
زید الخیر رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے حضرت زید کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا ”مجھ
سے عرب کے جس کسی آدمی کی خوبی بیان کی گئی اور پھر وہ میرے پاس آیا تو میں
نے اسے اس کی شہرت سے کچھ کم تر ہی پایا مگر اس کے برعکس زید الخیل کی شہرت
ان کی خوبیوں کو نہیں پہنچ سکتی۔

☆ وفد اشعریتن یہ اہل یمن تھے اور قبیلہ اشعریہ سے ان کا تعلق تھا۔ یہ ۹ھ میں مدینہ
آئے۔ وفد اشعریتن کی آمد پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا ”اہل یمن آئے جن
کے دل نہایت نرم اور ضعیف ہیں۔

☆ وفد اذدسات افراد پر مشتمل تھا اور ۹ھ میں مدینہ آیا۔

☆ عبد القیس کا وفد یہ عرب کا مشہور اور عظیم قبیلہ ہے۔ اس کا وفد پہلے ۵ھ میں پھر
۹ھ یا ۱۰ھ میں مدینہ آیا۔ پہلی مرتبہ تیرہ اور دوسری مرتبہ بیس افراد تھے۔

☆ ۱۰ھ میں کندہ کا وفد آیا۔ یہ ساٹھ یا اسی افراد تھے۔ اشعث بن قیس بھی ان کے
ساتھ تھے۔

☆ قبیلہ بنو حارث بن کعب کا وفد ۱۰ھ میں آیا۔ یہ لوگ پہلے مسلمان ہو چکے تھے۔

☆ مزینہ کے چار سو آدمیوں پر مشتمل وفد ۹ھ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں
حاضر ہوا۔

☆ ۹ھ میں بنو سعد بنہیم بن قنعاہ کا وفد آیا۔ یہ لوگ بھی یمن کے رہنے والے تھے۔

سوال: آپ ﷺ نے عرفات (عرفہ) میں خطبہ دیتے ہوئے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ نے فرمایا: ”لوگو! میری بات سن لو! کیونکہ میں نہیں جانتا کہ شاید اس سال کے بعد اس مقام پر میں تم سے کبھی نہ مل سکوں۔“ آپ ﷺ نے مسلمانوں کے خون اور سود کے بارے میں ارشاد فرمایا: ”تمہارا خون اور تمہارا مال ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہے جس طرح تمہارے آج کے دن کی، اس مہینے کی اور اس شہر کی حرمت ہے۔ سنو! جاہلیت کی ہر چیز میرے پاؤں تلے روندی گئی جاہلیت کے خون بھی ختم کر دیئے گئے اور ہمارے خون میں سے پہلا خون جسے ختم کر رہا ہوں وہ ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون ہے۔ اور جاہلیت کا سود ختم کر دیا گیا ہے اور ہمارے سود میں سے پہلا سود جسے میں ختم کر رہا ہوں وہ عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے۔ اب یہ سارا کا سارا سود ختم ہے۔“ آپ ﷺ نے خطبہ عرفہ میں عورتوں کے بارے میں ارشاد فرمایا: ”عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ کیونکہ تم نے انہیں اللہ کی امانت کے ساتھ لیا ہے، اور اللہ کے کلمے کے ذریعے حلال کیا ہے۔ ان پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جو تمہیں گوارا نہیں۔ اگر وہ ایسا کریں تو تم انہیں مار سکتے ہو۔ لیکن سخت مار نہ مارنا، اور تم پر ان کا حق یہ ہے کہ تم انہیں بہتر طریقے سے کھلاؤ پلاؤ۔“

آپ ﷺ نے قرآن کے بارے میں فرمایا: ”میں تم میں ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوطی سے پکڑے رکھا تو اس کے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے اور وہ ہے اللہ کی کتاب“ آپ ﷺ نے توحید و رسالت اور عبادات کے بارے میں ارشاد فرمایا: ”یاد رکھو! میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں لہذا اپنے رب کی عبادت کرنا، پانچ وقت کی نماز پڑھنا، رمضان کے روزے رکھنا، خوشی خوشی اپنے مال کی زکوٰۃ دینا، اپنے پروردگار کے گھر کا حج کرنا اور اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرنا، ایسا کرو گے تو اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہو گے۔“ رسول اللہ ﷺ نے تبلیغ دین کے بارے میں فرمایا:

”تم سے میرے متعلق پوچھا جانے والا ہے، تو تم لوگ کیا کہو گے؟“ صحابہؓ نے کہا ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے تبلیغ کر دی، پیغام پہنچا دیا اور خیر خواہی کا حق ادا کر دیا۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے انگشت شہادت کو آسمان کی طرف اٹھایا اور لوگوں کی طرف جھکاتے ہوئے تمین بار فرمایا ”اے اللہ گواہ رہنا“۔ رسول اللہ ﷺ خطبہ سے فارغ ہوئے تو سورہ مائدہ کی آیت ”آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بحیثیت دین پسند کر لیا۔“ نازل ہوئی۔

(صحیح مسلم و بخاری۔ رحمۃ اللہ علیہ ﷺ۔ سیرت النبیؐ۔ طبقات۔ قدس سرہ)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے دوسرا خطبہ کب اور کہاں ارشاد فرمایا؟

جواب: یوم النحر یعنی دس ذوالحجہ کو اس خطبہ میں بہت سی باتیں گزشتہ خطبے کی دہرائیں۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ نے فرمایا ”سال بارہ مہینے کا ہے جس میں سے چار مہینے حرمت کے ہیں ذی قعد، ذی الحجہ، محرم اور رجب“ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تم لوگ آخر جلد اپنے پروردگار سے ملو گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کے متعلق پوچھے گا۔ لہذا دیکھو میرے بعد پلٹ کر گمراہ نہ ہو جانا کہ آپس میں ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ آپ ﷺ ایام تشریق یعنی ۱۱-۱۲-۱۳ ذی الحجہ کو منیٰ میں مقیم رہے اور اس دوران آپ ﷺ نے مناسک حج بھی ادا فرمائے اور لوگوں کو شریعت کے احکام بھی سکھائے۔ (جامع ترمذی۔ سیرۃ النبیؐ۔ سیرت سرور عالم ﷺ)

سوال: آپ ﷺ نے تیسرا خطبہ کب اور کہاں ارشاد فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ نے تیسرا خطبہ ایام تشریق میں ۱۱ ذوالحجہ کو منیٰ میں ارشاد فرمایا خطبہ خیم غدیر پر دیا گیا اس لیے اسے خطبہ غدیر بھی کہتے ہیں۔۔۔ دیگر باتوں کے علاوہ آپ ﷺ نے اس خطبہ میں اہل بیت رضوان اللہ کی شان و منزلت کا اظہار فرمایا اور حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا ”میں جس کا مولا ہوں، علیؓ بھی اس کا مولا ہے۔“

(رحمۃ اللہ علیہ ﷺ۔ ضیاء النبیؐ۔ محمد رسول اللہ ﷺ۔ محمد میاں۔ سیرت حلبیہ)

سوال: نبی اکرم ﷺ نے وصال سے پہلے آخری رمضان میں کتنے دن اعکاف فرمایا؟
جواب: آپ ﷺ نے ۱۰ھ میں اپنی زندگی کے آخری رمضان میں بیس دن اعکاف فرمایا۔ ہر سال دس دن کا اعکاف فرماتے تھے۔

(صحیح بخاری۔ رحمۃ اللعالمین ﷺ نیرت محمد)

سوال: ایک موقع پر حضور ﷺ نے منبر پر چڑھ کر کیا خطبہ ارشاد فرمایا؟
جواب: ”لوگو! میں تم پر سبقت لے جانے والا ہوں۔ میں تم پر گواہ ہوں۔ اور واللہ مجھے اس وقت اپنا حوض دکھائی دے رہا ہے مجھے زمین کی چابیاں دی گئی ہیں۔ واللہ! مجھے یہ خوف نہیں کہ میرے بعد تم شرک کرنے لگو گے۔ ہاں مگر مجھے یہ خوف ہے کہ تم دنیا میں جلا ہو جاؤ گے۔“ ایک دوسرے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ جو چاہے تو دنیا پسند کر لے، اور چاہے تو وہ چیز اختیار کر لے جو اللہ رب العزت کے پاس ہے۔ چنانچہ اس بندے نے اپنے لیے وہی کچھ پسند کر لیا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔“

(زاد العاد۔ سیرت النبویہ۔ سیرت علیہ۔ سیرت محمدیہ)

سوال: حضور اقدس ﷺ حجۃ الوداع کے کتنے ماہ بعد بیمار ہوئے اور کتنا عرصہ بیمار رہے؟

جواب: تین ماہ بعد۔ ۲۹ صفر ۱۱ھ بروز بدھ کو بیمار ہوئے۔ ایک جنازے میں بتبع تشریف لے گئے۔ واپسی پر سر میں درد شروع ہوا بھر تیز بیمار ہو گیا۔ عرض کی کل مدت ۱۳ یا ۱۴ دن ہے۔ آپ ﷺ نے اسی حالت میں گیارہ دن نماز پڑھائی۔ سترہ نمازیں آپ مسجد میں ادا کر سکے۔ یہ نمازیں حضرت ابوبکر صدیق نے پڑھائیں۔
(سیرت النبی ﷺ۔ زاد العاد۔ طبقات۔ تاریخ اسلام کمالی۔ رحمۃ اللعالمین ﷺ)

سوال: بیماری کے آغاز سے وصال تک آپ کس حجرے میں رہے اور کیا کیفیت تھی؟
جواب: بیماری کے آغاز میں آپ حضرت ام سلمہؓ کے گھر تھے پھر تمام ازدواج مطہرہ کی اجازت سے حضرت عائشہؓ کے مکان میں منتقل ہو گئے اس دوران حضور ﷺ

انصار و مہاجرین کو دلدارہ دینے کے لیے مسجد نبوی میں تشریف لائے اور منبر پر بیٹھ کر تقریر فرمائی ایک مرتبہ اور زیارت سے مشرف فرمایا اور حضرت ابوبکرؓ کے پاس بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ حضور ﷺ حکم فرماتے تھے۔ اور حضرت ابوبکرؓ بلند آواز سے پہنچا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکر کے دروازہ کے سوا مسجد کے تمام دروازے بند کر دیئے جائیں۔ حضرت عائشہؓ کے ہاں قیام کے دوران حضرت عائشہؓ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ سے معوذات اور رسول اللہ ﷺ سے حفظ کی ہوئی دعائیں پڑھ کر آپ ﷺ پر دم کرتی رہتی تھیں اور برکت کی امید میں آپ ﷺ کا ہاتھ آپ ﷺ کے جسم مبارک پر پھرتی تھیں۔ وفات سے پانچ دن پہلے چہار شنبہ (بدھ) کو جسم کی حرارت شدید ہو گئی جس سے تکلیف بڑھ گئی اور غشی طاری ہو گئی۔ آپ ﷺ کے حکم پر مختلف کنوؤں کے سات مسکنین نے آپ ﷺ کے بدن پر بہائے گئے جس سے طبیعت بحال ہوئی تو آپ ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے اور منبر پر بیٹھ کر خطبہ دیا اور ظہر کی نماز پڑھائی۔ وفات سے چار دن پہلے آپ ﷺ نے فرمایا: ”لاؤ میں تحریر لکھ دوں“ گھر کے دوسرا فرد کے ساتھ حضرت عمرؓ بھی موجود تھے انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ پر تکلیف کا غلبہ ہے اور تمہارے پاس قرآن ہے، بن اللہ کی یہ کتاب تمہارے لیے کافی ہے۔ مرض کی شدت کے باوجود وفات سے چار دن پہلے یعنی جمعرات تک نمازیں خود پڑھائیں۔ وفات سے دو دن پہلے آپ ﷺ کی طبیعت قدرے بہتر ہوئی تو آپ ﷺ دو آدمیوں کے سہارے مسجد میں تشریف لائے اور حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ مل کر ظہر کی نماز ادا فرمائی۔ یہ دو دن پہلے ہفتہ کی بات ہے۔ وفات سے ایک دن پہلے یعنی اتوار کو آپ ﷺ نے تمام غلاموں کو آزاد کر دیا۔ سات دینار جو پاس تھے صدقہ کر دیئے اور اپنے ہتھیار مسلمانوں کو ہبہ فرما دیئے حیات مبارکہ کے آخری دن یا آخری ہفتے آپ ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ سے سرگوشی میں کچھ کہا تو وہ دودھ نے لگیں۔ آپ ﷺ نے انہیں بھر بلایا اور کچھ سرگوشی

کی تو وہ ہنسنے لگیں۔ بعد میں دریافت کرنے پر انہوں نے بتایا کہ آقا ﷺ نے پہلے انہیں اپنی وفات کے بارے میں بتایا تو وہ رونے لگیں۔ پھر آپ ﷺ نے بتایا کہ تمام اہل خانہ میں سب سے پہلے حضرت فاطمہؓ آپ ﷺ سے جا ملیں گی تو وہ ہنسنے لگیں۔ (صحیح بخاری۔ رحمۃ اللہ علیہیں ﷺ۔ الیہ والہیہ۔ سیرت محمدیہ۔ تذکرہ صحابہ)

سوال: نزع کے وقت رسول اللہ ﷺ کا عمل کیا تھا اور آپ ﷺ کیا فرما رہے تھے؟

جواب: ایک پانی کا پیالہ حضور ﷺ کے پاس تھا۔ اس میں دست مبارک ڈالتے اور چہرے پر پھیرتے تھے۔ نزع کے وقت آپ ﷺ کی زبان پر دعا تھی: ”اے اللہ! موت کی سختی میں میری مدد فرما“

(صحیح بخاری۔ رحمۃ اللہ علیہیں ﷺ۔ سیرت النبی ﷺ۔ طبقات)

سوال: حضور ﷺ کا پہلا بڑا معجزہ قرآن ہے۔ پھر معراج اور شش القمر، آپ کے ہاتھوں ہونے والے چند معجزات بتادیتے؟

جواب: ☆ جانور تیز رفتار ہو جاتے تھے۔ بکریوں کے تھنوں میں دودھ اتر آتا اور بعض چیزوں میں تبدیلی آ جاتی تھی۔

☆ جنگ بدر میں ایک صحابی حضرت عکاشہ بن جحشؓ کی تلوار ٹوٹ گئی آپ ﷺ نے ان کو ایک لکڑی عنایت فرمائی تو وہ ایک سفید تلوار بن گئی۔

☆ جنگ احد میں حضرت عبداللہ بن جحشؓ کی تلوار ٹوٹ گئی تو حضور ﷺ نے ان کو کھجور کی ایک شاخ عنایت فرمائی۔ جو تلوار بن گئی۔ وہ جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ اس تلوار کا نام عرجون تھا۔

☆ حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے حضرت سلمان فارسیؓ کے لیے کھجور کے درخت لگائے تھے وہ درخت ایک ہی سال میں پھل لائے۔

☆ ہاتھ بکریاں دودھ دیے لگیں۔ گنے کے سر پر دست شفا پھیرا تو بال اگ آئے۔

☆ بچوں نے بھی حضور ﷺ کی رسالت کی گواہی دی تھی۔

☆ مشہور صحابی حضرت معاذ بن عفراءؓ کو برص کی بیماری تھی۔ حضور ﷺ نے اپنا عصا

مبارک ان کے جسم پر پھیرا تو مرض ختم ہو گیا۔

☆ غزوہ خیبر کے موقع پر حضرت علیؓ کی آنکھ میں تکلیف تھی آپ ﷺ نے اپنا لعاب وہن لگایا تو آشوب چشم جاتا رہا۔

☆ ہجرت کی رات غار ثور میں حضرت ابوبکرؓ کے پاؤں پر کسی زہریلے جانور نے کات لیا تھا۔ حضور ﷺ نے اپنا لعاب وہن لگایا تو زہر کا اثر فوراً ختم ہو گیا۔

☆ جنگ بدر میں ایک صحابی حضرت حبیب بن یسافؓ کے دونوں کندھوں کے درمیان تلوار اس زور سے گئی کہ ایک طرف کا بازو ٹک گیا۔ ان کے لٹکے ہوئے حصے کو ملا کر حضور ﷺ نے دم کیا تو وہ ٹھیک ہو گیا۔ حضرت حبیبؓ نے زخمی کرنے والے کو مار ڈالا۔

☆ قلیل کھانا بھی حضور ﷺ کے دست مبارک سے کثیر بن جاتا تھا۔

☆ حضور ﷺ کی انگلیوں سے چشموں کی طرح پانی جاری ہوا تھا۔ متعدد موقعوں پر، جنگ بدر کے موقع پر، غزوہ طائف کے موقع پر اور صلح حدیبیہ کے موقع پر۔

☆ جانور بھی حضور ﷺ کی اطاعت کرتے تھے جس کے متعدد واقعات ملتے ہیں۔

☆ نباتات نے بھی حضور ﷺ کی اطاعت کی تھی۔

(سیرۃ النبی ﷺ - سیرت رسول عربی ﷺ - سیرت ابن اسحاق - طبقات)

سوال: رسول اللہ ﷺ کی چند خاص پیش گوئیاں بتا دیجئے؟

جواب: خندق کی کھدائی کے دوران سخت چٹان آ گئی۔ آپ ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر کدال ماری تو وہ ایک تہائی ٹوٹ گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”مجھے شام کی کنجیاں دی گئیں ہیں۔“ اللہ کی قسم! میں اس وقت شام کے سرخ محلات دیکھ رہا ہوں۔“ پھر آپ ﷺ نے دوسری بار کدال ماری تو دوسری تہائی ٹوٹ گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”اللہ اکبر! مجھے فادس کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ خدا کی قسم! میں اس وقت مدائن کسریٰ کا سفید محل دیکھ رہا ہوں۔ پھر تیسری بار کدال ماری تو باقی تہائی بھی ٹوٹ گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”مجھے یمن کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ خدا کی قسم میں اس

وقت ایوان صعباً کو دیکھ رہا ہوں" حضور ﷺ کی یہ پیش گوئی سچ ثابت ہوئی۔

(المعنی الممترم۔ میرٹ علیہ۔ مفسر سیرت (اسرل۔ طبقات)

☆ حضور ﷺ نے اپنی علالت کے دوران حضرت فاطمہؓ کے بارے میں فرمایا تھا کہ

اہل بیت میں سے میری وفات کے بعد وہ سب سے پہلے میرے پاس پہنچے گی۔

☆ ام المومنین حضرت زینبؓ کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا تھا: میری ازواج

میں سب سے پہلے مجھے وہ ملے گی جو لیے ہاتھ والی (بچی) ہوگی۔

☆ حضور ﷺ نے چند شرکین کی موت کے بارے میں بھی پیش گوئی فرمائی تھی۔

☆ حضور ﷺ نے بعض اہل بیت اور صحابہ کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا: حضرت

عمر و عثمانؓ علیؓ کی شہادت کی پیشین گوئی فرمائی۔ حضرت امام حسنؓ کے بارے میں

فرمایا کہ وہ دو گردنوں میں صلح کرائیں گے۔ حضرت امام حسینؓ کی شہادت کی خبر۔

حضرت امیر معاویہؓ کی ولایت کی خبر حضرت عمارؓ بن یاسر کی شہادت کی خبر، حضرت

سراقہ بن مالکؓ سے فرمایا کہ تجھے کسریٰ کے گلگن پہنائے جائیں گے۔

☆ حضور اقدس ﷺ نے قیامت کے بارے میں پیش گوئیاں فرمائی تھیں بعض وقوع

پذیر ہو چکی ہیں۔ بعض نشانیاں ظاہر ہو رہی ہیں اور بعض ابھی ظاہر ہوں گی۔

☆ آنحضرت ﷺ کی وفات اور صحابہ کرامؓ کا اس دنیا سے رخصت ہونا، بعض اہل

بیت اور صحابہؓ کے بارے میں پیش گوئیاں، تاجازیوں کا فتنہ، حجاز کی آگ، جھوٹے

نبیوں کے دعوے، بیت المقدس، مدائن، اور ایران، فارس اور یمن کی فتح، قتل،

قتلوں اور زلزلوں کی کثرت۔ جو پوری ہو چکی ہیں۔

☆ حضور ﷺ کی چند پیش گوئیاں جو پوری ہو رہی ہیں: قاریوں کی کثرت اور فقہاء

کی قلت، عابدوں کا جاہل ہونا، امیروں کی کثرت، امینوں کی قلت، قطع رحم کرنا، عمل

دین کو حصول دنیا کے لیے نیکھنا، یزیدؓ کی عزت نہ ہونا، چھوٹوں پر شفقت نہ ہونا۔

مسجدوں میں نمازیوں کی کمی اور مسجدوں کی آرائش، ناسحق مال لینا، خطیبوں کا جھوٹ

بولنا، غارتوں کی مردوں سے مشابہت اور مردوں کی عورتوں سے مشابہت، جہاد نہ

کرنا، مالداروں کی تعظیم اور مظلوموں کو حقیر سمجھنا، کبیرہ گناہوں کو حلال جاننا، قرآن کو تجارت بنانا مردوں کی قلت اور عورتوں کی کثرت۔

☆ قرب قیامت کی وہ پیش گوئیاں جن کا ظہور ابھی باقی ہے: حضرت امام مہدی کی تشریف آوری، دجال لعین کا ظہور، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری، یاجوج ماجوج کا نکلنا، بڑا دھواں، آفتاب کا مغرب سے نکلنا دلتہ الارض، خانہ کعبہ کا گرایا جانا، ایک بڑی آگ اور فتنہ صور۔

(سیرت سرور عالم ﷺ۔ سیرت النبویہ۔ صحیح بخاری و مسلم۔ انصاف الکبریٰ)

شمائل و خصائل نبوی ﷺ

سوال: رسول اکرم ﷺ کا حلیہ مبارک بتا دیجئے؟

جواب: روئے مبارک جمال الہی کا آئینہ اور انوار حق کی مظہر تھا۔

☆ حضور اقدس ﷺ کے رخسار مبارک نہ بہت زیادہ پر گوشت نہ کم بھرے ہوئے۔ نرم اور سرخی مائل اور ہموار۔

☆ حضور اقدس ﷺ کے چہرے مبارک کا رنگ گورا گلابی، اور نورانی چہرہ، چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوا۔

☆ ٹھوڑی چھوٹی اور پیشانی پست، چہرہ کسی قدر گول۔

☆ رسول اللہ ﷺ کی مقدس پیشانی کشادہ اور روشن جو کہ ابھری ہوئی نہیں تھی۔

☆ حضور اقدس ﷺ کی ہمنویں خم دار، باریک اور منجانب، دونوں کے بیچ میں ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت ابھر جاتی تھی۔

☆ آپ ﷺ کی پلکیں لمبی تھیں۔

☆ آنکھیں بڑی بڑی، اور سرخی مائل، ان میں سرخ ڈورے تھے۔

☆ آپ ﷺ کا دہانہ کشادہ تھا جو مناسب تھا اور پاکیزگی لیے ہوئے تھے۔

☆ دندان مبارک روشن چمکدار اور باریک، سامنے کے دانت ایک دوسرے سے

- قدرے چمیدے ہوئے جو خوبصورت لگیں۔
- ☆ حضور ﷺ کی مقدس ناک بلندی مائل مگر زیادہ اونچی نہیں۔
- ☆ حضور اقدس ﷺ کا لعاب دہن زخموں اور بیماروں کے لیے شفا۔
- ☆ سر مبارک بڑا لیکن نہایت موزوں، بال مبارک سیاہ تھے اور کسی قدر کنگھی یا لے۔
- ☆ رسول اللہ ﷺ کی ریش مبارک گھنی تھی، کنگھی کرتے تھے اور مونچھ مبارک کٹوایا کرتے تھے۔
- ☆ کنگھی کیا کرتے تھے، پہلے مانگ نکالتے نہ تھے لیکن بعد میں مانگ نکالا کرتے۔
- ☆ رسول اللہ ﷺ کا بدن مبارک گٹھا ہوا خوبصورت، بدن مبارک پر بال بہت کم۔
- ☆ حضور ﷺ کا قد مبارک میانہ اور موزوں، نہ بہت دراز قد نہ کوتاہ قد۔
- ☆ حضور ﷺ تمام انبیاء سے زیادہ خورد اور خوش آواز تھے۔ آپ ﷺ بلند آواز تھے اور قدرے بھاری آواز تھی۔
- ☆ آپ ﷺ کی گردن مبارک سفید مائل اور صاف مستحضر، مناسب حد تک دراز۔
- ☆ رسول اللہ ﷺ کے شانے مبارک بھاری، پر گوشت اور ایک دوسرے سے فاصلے پر، دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔
- ☆ مہر نبوت دونوں شانوں کے درمیان بائیں طرف والی سخت ہڈی کے قریب تھی۔ مہر نبوت کی طرح خوبصورتی ہے گوشت مبارک ابھرا ہوا اور قدرے سرخ تھا۔ چاروں طرف بڑے بڑے تل تھے، اور گردا گرد بال تھے۔ یہ کیوتہ کے انڈے کے برابر تھی۔
- ☆ آپ ﷺ کا سینہ مبارک کشادہ اور بھرا ہوا تھا۔ سینہ مبارک اوپر کے حصے پر کسی قدر بال تھے۔ ناف تک لمبی لکیر بالوں کی۔
- ☆ شکم اور سینہ ہموار تھا اور شکم بالوں سے صاف۔
- ☆ حضور ﷺ کی کلاہیں اور بازو دراز اور چوڑی مضبوط اور قوی، بازو مبارک پر گوشت تھے۔
- ☆ ہتھیلیاں کشادہ اور پر گوشت، ہاتھ نہایت نرم اور خوشبو والے۔

- ☆ ہڈیاں بڑی، چوڑی اور مضبوط۔
- ☆ پائے مبارک رسول اللہ ﷺ کے پر گوشت اور ہموار، خوبصورت، صاف اور نرم، ایڑیاں کم گوشت۔
- ☆ رسول اللہ ﷺ کی چال مبارک مناسب تھی اور قدم مبارک تواضع سے اٹھاتے۔ کسی قدم آگے کو جھکے ہوئے اور جھکے سے پاؤں اٹھاتے۔
- ☆ جلد مبارک نرم تھی اور خوشبو لگائے بغیر ایسی خوشبو آتی تھی کہ کوئی خوشبو اس کا مقابلہ نہ کر سکتی تھی۔
- ☆ سر کے سوائے مبارک نہ بہت گھونگھریالے نہ بہت سیدھے، کبھی کانوں تک دراز کبھی کانوں کے نصف تک، کبھی کانوں کی لو تک کبھی شانہ مبارک کے نزدیک تک اور کبھی شانوں تک، بال سیاہ تھے۔
- ☆ حضور ﷺ کی انگلیاں مبارک مناسب حد تک دراز، خوبصورت اور پر گوشت۔
- ☆ پسینہ اور لعاب دہن کی خوشبو مشک و عنبر کی خوشبو سے بھی بڑھ کر۔
- ☆ حضور ﷺ کی شکل و شباہت اور اخلاق و عادات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مشابہ تھے۔
- ☆ آپ ﷺ چلتے وقت دوسروں سے بلند قامت نظر آتے تھے۔
- ☆ مجلس میں بیٹھنے کی صورت میں بھی دوسروں سے بلند نظر آتے تھے۔
- ☆ آپ ﷺ کے دونوں گوش مبارک مناسب، خوبصورت اور مکمل تھے۔
- ☆ حضور ﷺ کی ریش مبارک میں تھوڑی سی جگہ ہونٹ کے نیچے اور کانوں کے ساتھ چند سفید بال تھے۔
- ☆ آپ ﷺ کی مبارک پنڈلیاں پر گوشت نہ تھیں، بلکہ نرم، باریک اور نہایت چمکدار تھیں، سوزنیت کے ساتھ پتلی تھیں۔
- ☆ آپ ﷺ کے قدم مبارک نرم، پر گوشت اور قدرے بڑے تھے۔
- ☆ آپ ﷺ ہنسنے شیدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے تھے۔

- ☆ کلاںیاں خوبصورت اور لمبی تھیں، ان پر تھوڑے تھوڑے خوبصورت بال تھے۔
- ☆ سفید اور خوشبودار بغلیں، بغیر بالوں کے تھیں اور ان کا رنگ متغیر نہ ہوتا تھا۔
- ☆ رسول اللہ ﷺ کی پشت مبارک اور ریڑھ ک ہڈی نہایت خوبصورت تھی، کمر مبارک اعتدال اور نموز نہایت کے ساتھ پتلی تھی۔ ریڑھ کی ہڈی طویل تھی۔
- ☆ لب مبارک خوبصورت سرخی مائل تھے اور نہایت نرم و نازک تھے۔
- ☆ ٹھہر ٹھہر کر اور شیریں انداز سے گفتگو فرماتے تھے۔

(غسل ترمذی۔ مسند احمد۔ صحیح بخاری۔ دلائل النبوة)

- سوال: بتائیے حضور اقدس ﷺ کا لباس کیسا ہوتا تھا؟
- جواب: آپ ﷺ کا لباس سادہ اور صاف ستھرا ہوتا تھا۔ بعض اوقات بیوند لگے ہوتے۔
- ☆ چادر، کرتہ یا قمیض، تہبند اور عمامہ پہنتے تھے۔
 - ☆ یمن کی سبز یا سرخ و ہاریدار چادریں اور تہبند زیادہ پسند فرماتے۔
 - ☆ حضور ﷺ کا پسندیدہ لباس قمیض یا کرتہ تھا۔
 - ☆ حضور ﷺ کی چادر چار گز لمبی اور سوا دو گز چوڑی ہوتی تھی۔
 - ☆ آپ ﷺ تین گز لمبا اور ڈیڑھ گز چوڑا تہبند پہنتے رہتے۔
 - ☆ حضور ﷺ کا عمامہ تقریباً پانچ گز لمبا ہوتا تھا۔ عمامہ اکثر سیاہ رنگ کا ہوتا تھا۔
 - ☆ عمامہ کے نیچے ٹوپی پہنتے تھے (اوپنی ٹوپی استعمال نہیں فرمائی) عمامہ کا کبھی شملہ چھوڑتے کبھی نہیں۔ شملہ اکثر دونوں شانوں کے بیچ میں اور کبھی شانہ مبارک پر۔
 - ☆ شملہ عموماً باشت بھر کا ہوتا تھا۔
 - ☆ بعض اوقات آپ ﷺ نے اوننی جبہ شامیہ استعمال فرمایا۔ جب کسروانی بھی کبھی کبھی پہن لیتے۔ اوننی چادر بھی پہنی ہے۔
 - ☆ سفید رنگ کا لباس پسند اور سرخ رنگ کا نا پسند فرماتے۔
 - ☆ اکثر سیاہ رنگ کا کبیل استعمال فرماتے۔
 - ☆ آپ ﷺ کی نعلین مبارک چپل یا کھڑاؤں جیسی۔ ہر ایک کے دو دو تھے ہوتے

تھے۔ آپ ﷺ کے نعلین مبارک کی لمبائی ایک باشت دو انگل۔

☆ آپ ﷺ بے حد معفائی پسند تھے، اپنی جسمانی معفائی کے علاوہ لوگوں کو بھی صاف ستھرا رہنے کی تلقین فرماتے تھے۔

☆ آپ ﷺ بالوں کو سنوارنے کے لیے روزانہ معفائی کے علاوہ دوسرے تیسرے روز کنگھا بھی فرماتے تھے اور مانگ بھی نکالتے تھے۔

☆ ہر وضو کے وقت مہواک فرماتے اور آٹھویں روز غسل مسنون قرار دیا تھا۔

(سیرت کامل - سیرت النبی ﷺ - سیرت رسول ربی ﷺ - خصائص الکبریٰ)

سوال: حضور ﷺ کی خوراک اور کھانے پینے کا انداز کیسا تھا؟

جواب: حضور ﷺ کی عام غذا:

☆ چند چھوہارے، جو کی روٹی، ستو، دودھ، گوشت، سرکہ، شہد۔

☆ کدو، شہد، دودھ، گوشت، سرکہ، روغن زیتون۔ زیادہ مرغوب غذا میں تھیں۔

☆ لہسن، پیاز اور بدبو کی چیزیں ناپسند تھیں۔

☆ ان چھنے آنے کی روٹی پسند فرماتے۔

☆ حضور ﷺ کم سے کم انگلیوں سے کھاتے تھے اور فارغ ہونے کے بعد ان کو چاٹ لیتے تھے۔

☆ آپ ﷺ کھانا شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے۔

☆ دائیں ہاتھ سے کھاتے اور کھانے سے پہلے ہاتھ ضرور دھو لیتے تھے۔ تین سانس میں پانی پیتے تھے۔

☆ دوازنویا اکڑوں بیٹھتے تھے اور کھانے کے اختتام پر یا من بھاتی چیز ملنے پر الحمد للہ! فرماتے تھے۔

☆ کھانے کے بیچ میں سے ایک چھانٹ چھانٹ کر نہ کھاتے۔ گرمی ہوئی چیز کو صاف

کر کے کھانے کی ترغیب دیتے۔ کھانے میں عیب نہ نکالتے۔ خواہش ہوتی تو کھا

لیتے ورنہ چھوڑ دیتے۔ کھانے کو سراہتے جاتے۔ مل کر کھانا پسند فرماتے تھے۔ بسیار

خوری نہ کرتے بلکہ ہمیشہ بھوک رکھ کر کھاتے۔

(صحیح بخاری و مسلم - ابو داؤد - اسلامی آداب معاشرت)

سوال: حضور اقدس ﷺ کا اندازِ راحت بیان کر دیجئے؟

☆ عشاء کی نماز کے بعد آپ ﷺ آرام فرماتے تھے۔

☆ آپ ﷺ با وضو اور پاک صاف ہو کر سوتے تھے۔ بستر پر جانے سے پہلے اسے جھاڑ لیتے۔

☆ رسول اللہ ﷺ کا بستر انتہائی سادہ بستر تھا۔ ایک ٹاٹ تھا جسے دوہرا کر کے بچھا دیا جاتا۔ کپڑے کا بستر بھی ہوتا اور چمڑے کا بھی۔

☆ حضور اقدس ﷺ سونے سے قبل قرآنی آیات یا دعائیہ کلمات پڑھتے تھے۔

مثلاً؟ ”اے اللہ! میرا مرنا اور جینا تیرے ہی نام کے ساتھ ہے“ اور ”اے پروردگار جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے مجھے عذاب سے بچانا“ تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور تینتیس مرتبہ اللہ اکبر اور ایک مرتبہ آیۃ الکرسی اور چاروں قل پڑھتے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی سورتیں پڑھنے کی عادت تھی۔

☆ آپ ﷺ دائیں کروٹ لیٹتے اور اپنا دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے رکھ لیتے اور پھر دعائیں پڑھتے۔

☆ حضور ﷺ نیند سے بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔ ”حمد و شکر ہے اس اللہ کا جس نے مرنے کے بعد مجھے پھر سے جگایا اور جس کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔“

☆ نیند سے بیدار ہونے کے بعد حضور ﷺ کا پہلا معمول یہ تھا کہ آپ طہارت کا اہتمام کرتے۔ سواک کرنے کے بعد وضو فرماتے تھے۔

(صحیح بخاری - مشکوٰۃ - ترمذی - مسند احمد)

سوال: حضور ﷺ کی خانگی اور مجلسی زندگی کیسی تھی؟

جواب: نہایت پیار اور محبت سے رہتے۔ ہنسی مذاق کرتے۔ پہلے زمانے کے قصے بیان فرماتے۔ دلچسپی کی باتیں کرتے اور گھر کے کام میں بھی حصہ لیتے، اپنا کام خود ہی

کرتے۔

☆ آپ ﷺ اپنی بیویوں میں سے ہر روز ہر ایک کے یہاں رات کو رہتے تھے۔

باقی دن میں ایک مرتبہ عموماً عصر کے بعد ہر ایک کے مکان پر تشریف لے جاتے۔

☆ اہل علم و عمل کی طرف پہلے توجہ فرماتے، ایک دو یا تین غرض جتنی بھی ضرورتیں کوئی

لے کر آتا آپ ﷺ پوری فرماتے۔ دربار خاص میں دینی فضیلت کے لحاظ سے

وقت دیا جاتا۔ دربار عام میں بھی ہر حاجت مند کی حاجت پوری فرماتے۔ ہر قوم

کے سربراہ اور معزز لوگوں کی تعظیم کی جاتی۔ خدہ پیشانی اور خوش خلقی سے پیش

آتے دوستوں کی خبر گیری فرماتے۔

☆ مجلس کی دو صورتیں ہوتی تھیں جن پر آپ ﷺ وقت تقسیم فرماتے تھے۔ مکان

کے اندر اور دوسرا مکان کے باہر۔

☆ مکان یعنی گھر کے اندر کے وقت کو حضور ﷺ تقسیم فرماتے تھے یہ وقت تین

جھوں میں تقسیم فرماتے۔ ایک حصہ عبادت کے لیے، ایک حصہ بات چیت اور ہنسنے

بولنے کے لیے اور ایک حصہ آرام کے لیے ہوتا تھا۔ آرام کے وقت میں سے بھی

ایک حصہ امت کے کاموں کے لیے وقف فرما دیتے تھے۔

(سیرت رسول عربی ﷺ زاد المعاد، سیرت سرور عالم ﷺ، محمد رسول اللہ ﷺ)

سوال: بتائیے رسول اللہ ﷺ نے اسلامی ریاست میں معاشرتی اور معاشی مسائل کس

طرح حل کیے؟

جواب: رسول اکرم ﷺ نے مہاجرین کے معاشی مسائل حل کرنے کے لیے مواخات

یعنی بھائی چارے کا انتظام کیا۔

☆ دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور بنانا مدینہ جو اسلامی ریاست کے قیام کے

ساتھ ہی حضور اقدس ﷺ کے ہاتھوں وجود میں آیا۔

☆ عرب میں عقد مولات کا طریقہ رائج تھا۔ غیر قبیلہ کا آدمی کسی بھی قبیلے میں پہنچتا

اور ایک معاہدہ کر کے اس قبیلے میں داخل ہو جاتا۔ اب وہ اسی قبیلے کی طرف

منسوب ہوتا۔ وہ معاہدات جنگ و صلح میں شریک رہتا اور مرنے کے بعد اس کا ترکہ بھی اسی قبیلے میں تقسیم ہوتا۔ حضور ﷺ نے عقد موالات کی بجائے عقد مواخات (بھائی چارے کا معاہدہ) کی بنیاد ڈالی۔

☆ یثاق مدینہ معاہدہ اسن تھا آپ ﷺ نے اہل مدینہ اور یہود سے کیا تھا۔ اس کی تقریباً ۲۸ دفعات ہیں۔ ان میں سے ۲۳ انصار و مہاجرین کے لیے تھیں۔ یہ دنیا میں بنیادی حقوق کی پہلی دستاویز تھی۔ یہ ایک دفاعی معاہدہ بھی تھا اور باہم حقوق و فرائض کی ادائیگی کا عہد بھی تھا۔ اس کے مطابق بیرونی دشمن کے خلاف سب مل کر مدینے کا دفاع کریں گے اور تمام فریقوں کو مکمل مذہبی اور سماجی آزاد ہوگی۔

☆ یہودی رعایا کو عدالتی و قانونی خود مختاری حاصل تھی۔ انہی کے فریقین مقدمہ، انہی کے حکام عدالت اور انہی کا قانون، البتہ انہیں اجازت تھی کہ اپنی خوشی سے چاہیں تو مقدمہ اسلامی عدالت میں پیش کریں۔

☆ آپ ﷺ نے فرمایا کہ شہر کے اندر تم کلیوں کو اتنا چوڑا رکھو کہ وہ لدے لدے ہوئے جانور یا سانی گزر سکیں۔

☆ سب سے پہلا دیوان یا سیکریٹریٹ حضور ﷺ نے قائم فرمایا۔ یہ دفتری نظام اہم ترین انتظامات میں سے تھا اور چند کاتبوں پر مشتمل تھا۔ ان کے فرائض مختلف تھے۔ مثلاً کچھ وحی لکھتے کچھ زکوٰۃ کے اندراجات کرتے۔ اسی طرح دس بارہ مدوں کے لیے الگ الگ کاتب مقرر تھے۔

☆ رسول کرم ﷺ نے لوگوں کی تعلیم و تربیت کے لیے جو نظام قائم کیا اس میں سب سے اہم کام صفہ کی درس گاہ کا قیام تھا۔ جس کا تعلق تعلیم و تربیت کے علاوہ فوج سے بھی تھا۔

☆ بیرونی قبائل اور حکمرانوں کو خطوط لکھنا اور معاہدات لکھنا، بیرونی حکمرانوں کے پاس سفیر بھیجا۔ اسلامی سیکریٹریٹ کی ذمہ داری تھی۔

☆ اگر کبھی جھگڑا ہو جاتا تو لوگ یا تو اپنے قبیلے کے سردار سے رجوع کرتے یا رسول

جواب: حضور اکرم ﷺ نے مدینے کے دفاع کو مضبوط بنانے کے لیے سب سے پہلے اہل مدینہ سے جٹان مدینہ کے بعد ارد گرد کے قبائل سے دفاعی معاہدے کیے۔

☆ ابتداء میں ایسی کوئی فوج نہیں تھی۔ رسول اکرم ﷺ نے اعلان فرما دیا کہ جہاد کرنا مسلمانوں کا فریضہ ہے۔ اس لیے بالغ مردوں میں سے جس وقت جتنی ضرورت ہوتی لے لیتے۔ بعد میں بالغ مردوں کا اندارج ہونے لگا جنہیں بوقت ضرورت بلا لیا جاتا۔

☆ فوجی تربیت کے لیے گھوڑ دوڑ کرائی جاتی، اونٹوں کی دوڑ ہوتی، گدھوں کی دوڑ ہوتی، آدمیوں کی دوڑ ہوتی، کشتیوں اور تیر اندازوں کے مقابلے کرائے جاتے اور جیتنے والوں کو انعامات دیے جاتے۔

☆ آپ ﷺ ہمیشہ لحاظ رکھتے کہ آفتاب ہماری آنکھوں کے سامنے نہ ہو۔ بلکہ پیچھے ہو تاکہ ہماری آنکھوں کو متاثر نہ کرے۔ بلکہ دشمن سورج کی شعاعوں سے متاثر ہو تاکہ اسے مقابلہ کرنے میں دشواری پیش آئے۔

☆ ہواؤں کا خاص لحاظ فرماتے تھے کہ دشمن سے جنگ ہو تو ایسے مقام پر ہو کہ ہوا ہمارے پیچھے چل رہی ہو نہ کہ ہمارے سامنے آئے اور ہماری رفتار میں رکاوٹ پیدا کرے۔

☆ تمام غزوات مدافعتانہ تھے جن کا مقصد اسلامی ریاست کا دفاع، تبلیغ اسلام کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے والوں کی تیغ کشی اور فتنہ و فساد کا خاتمہ تھا۔

☆ حضور ﷺ نے جنگ کا ایک بڑا اور واضح اصول وضع فرمایا کہ کسی دشمن کے خلاف اس وقت تک جنگ شروع نہ کی جائے جب تک کہ اسے اس کی اطلاع یا تنبیہ نہ کر دی جائے۔

☆ آپ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے مشورہ فرماتے تھے اور عوام اور خواص کے امور اور مہمات کو ان کے سپرد فرماتے تھے۔

(حضور ﷺ ہمیشہ ہر سالار۔ ہر اہم۔ ہر تہذیبیہ۔ ہر نبوی ﷺ کا نظام حکومت)

سوال: رسول اللہ ﷺ کی خارجہ پالیسی کے بنیادی اصول کیا تھے؟

جواب: (۱) دعوت توحید۔ (۲) ریاست کا دفاع۔ (۳) امن عالم۔ (۴) معاہدات کا احترام۔ (۵) جنگ سے گریز یا صلح۔ (۶) بلاوجہ تنازعات سے بچنا۔ (۷) حق کی مدد اور ظلم سے اجتناب۔ (۸) اندرونی استحکام۔ (۹) جنگی فنون کی ترقی اور استفادہ۔ (۱۰) خبر رسانی (اسلامی حکومت کے شعبہ اطلاعات کو خاص طور پر ترقی دی گئی) (۱۱) معاشی دباؤ یا ناکہ بندی (۱۲) تالیف قلمی۔ (۱۳) انسانی خون کا احترام۔ (۱۴) بین الاقوامی اصولوں کی پاسداری۔

(رسول اللہ ﷺ کی فارمی پالیسی۔ فیاء الہی ﷺ۔ سیرت سرور عالم ﷺ)

سوال: رسول اللہ ﷺ کی ازواج اور اولاد کے بارے میں بتادیتے؟

جواب: آپ ﷺ نے مختلف اوقات میں گیارہ شادیاں کیں:

☆ حضرت خدیجہ آپ ﷺ کی پہلی بیوی تھیں اور ان کے جیتے جی آپ ﷺ نے کوئی اور شادی نہیں کی۔ آپ ﷺ کی اولاد میں حضرت ابراہیم کے سوا تمام صاحبزادے اور صاحبزادیاں ان ہی حضرت خدیجہ کے بطن سے تھیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔ زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہؓ حضرت زینبؓ کی شادی ہجرت سے پہلے ان کے چھوٹے زاد بھائی حضرت ابو العاصؓ بن ریح سے ہوئی۔ حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ کی شادی یکے بعد دیگرے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ حضرت فاطمہؓ کی شادی حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور ان کے بطن سے حسنؓ، حسینؓ، زینبؓ اور ام کلثومؓ پیدا ہوئیں۔

☆ حضرت سودہ بنت زمعہ سے رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہؓ کی وفات کے چند دن بعد نبوت کے دسویں سال ماہ شوال میں شادی کی۔ آپ ﷺ سے پہلے حضرت سودہؓ اپنے چچے بھائی شکران بن عمرو کے عقد میں تھیں۔ اور وہ انتقال کر گئے۔ تو حضور ﷺ نے ان سے عقد فرمایا۔

☆ ضرب عاشرہ یثربؓ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ نے نبوت کے گیارہویں برس ماہ شوال میں شادی کی یعنی حضرت سودہؓ سے شادی کے

ایک سال بعد اور ہجرت سے دو برس پہلے۔ اس وقت ان کی عمر چھ یا نو یا ۱۱ برس تھی۔ پھر ہجرت کے سات ماہ بعد شوال ۱۱ھ میں انہیں رخصت کیا گیا۔ حضرت عائشہؓ آپ کی سب سے محبوب بیوی تھیں اور امت کی عورتوں میں علی الاطلاق سب سے زیادہ فقیہ اور صاحب علم تھیں۔

☆ حضرت جعفرؓ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پہلے شوہر خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ تھے جو بدر اور احد کے درمیانی عرصہ میں رحلت کر گئے۔ اور وہ بیوہ ہو گئیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ۳ھ میں ان سے شادی کر لی۔

☆ حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا قبیلہ بنو ہلال بن عامر بن صعصعہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ مسکینوں پر رحم و مروت اور رقت و رافت کے سبب ان کا لقب ام الساکینہ پڑ گیا تھا۔ یہ حضرت عبداللہ بن جحش کے عقد میں تھیں۔ وہ جنگ احد میں شہید ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ۳ھ میں ان سے شادی کر لی۔ مگر صرف آٹھ ماہ رسول اللہ ﷺ کی زوجیت میں رہ کر رحلت کر گئیں۔

☆ حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے عقد میں تھیں۔ جمادی الآخرہ ۴ھ میں حضرت ابوسلمہ کا انتقال ہو گیا تو ان کے بعد شوال ۴ھ میں رسول اللہ ﷺ نے ان سے شادی کر لی۔

☆ حضرت زینب بنت جحش بن ربیع رضی اللہ عنہا قبیلہ بنو اسد بن خزیمہ سے تعلق رکھتی تھیں اور رسول اللہ ﷺ کی چھوٹی بہن کی صاحبزادی تھیں۔ ان کی شادی پہلے حضرت زید بن حارثہ سے ہوئی تھی جنہیں رسول اللہ ﷺ کا بیٹا سمجھا جاتا تھا لیکن حضرت زیدؓ نے نباء نہ ہو سکا اور انہوں نے طلاق دے دی۔ خاتمہ عدت کے بعد اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے یہ آیت نازل فرمائی: **فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا وَرَوَّحْنَاهَا** (۳۳:۳۷) جب زید نے ان سے اپنی ضرورت پوری کر لی تو ہم نے انہیں آپ ﷺ کی زوجیت میں دے دیا۔

☆ حضرت زینبؓ سے رسول اللہ ﷺ کی شادی ذی قعدہ ۵ھ میں یا اس سے کچھ

عرصہ پہلے ہوئی۔

☆ حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے والد قبیلہ خزاعہ کی شاخ بنو المطلق کے سردار تھے۔ حضرت جویریہ بنو المطلق کے قیدیوں میں لائی گئی تھیں اور حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی تھیں۔ انہوں نے حضرت جویریہ سے مکاتبہ کر لی یعنی ایک مقررہ رقم کے عوض آزاد کر دینے کا معاملہ طے کر لیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف سے مقررہ رقم ادا فرمادی اور شعبان ۵ھ یا ۶ھ میں ان سے شادی کر لی۔

☆ حضرت ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا عبید اللہ بن جحش کے عقد میں تھیں اور اس کے ساتھ ہجرت کر کے حبشہ بھی گئی تھیں۔ لیکن عبید اللہ نے وہاں جانے کے بعد مرتد ہو کر عیسائی مذہب قبول کر لیا اور پھر وہیں انتقال کر گیا لیکن ام حبیبہؓ اپنے دین اور اپنی ہجرت پر قائم رہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے محرم ۷ھ میں حضرت عمر دین امیہ ضمری کو اپنا خط دے کر نجاشی کے پاس بھیجا تو نجاشی کو یہ پیغام بھی دیا کہ ام حبیبہؓ سے آپ کا نکاح کر دے۔ اس نے ام حبیبہؓ کی منظوری کے بعد ان سے آپ ﷺ کا نکاح کر دیا اور شرجیل بن حسنہ کے ساتھ انہیں آپ ﷺ کی خدمت میں مدینہ روانہ فرما دیا۔

☆ حضرت صفیہ بنت حی بن اخطب رضی اللہ عنہا بنی اسرائیل سے تھیں اور خیبر میں قید کی گئیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے لیے منتخب فرما لیا اور آزاد کر کے شادی کر لی۔ یہ فتح خیبر ۷ھ کے بعد کا واقعہ ہے۔

☆ حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا ام الفضل لبابہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں۔ ان سے رسول اللہ ﷺ نے ذی قعدہ ۷ھ میں عمرہٴ قضاء سے فارغ ہونے اور صحیح قول کے مطابق احرام سے حلال ہونے کے بعد شادی کی۔

☆ یہ گیارہ بیویاں رسول اللہ ﷺ کے عقد نکاح میں آئیں۔ اور آپ ﷺ کی صحبت و رفاقت میں رہیں۔ ان میں سے دو بیویاں یعنی حضرت خدیجہؓ اور حضرت

زینب ام المومنین کی وفات آپ ﷺ کی زندگی ہی میں ہوئی اور نو بیویاں آپ ﷺ کی وفات کے بعد حیات رہیں۔

☆ جہاں تک لوٹریوں کا معاملہ ہے تو مشہور یہ ہے کہ آپ ﷺ نے دو لوٹریوں کو اپنے پاس رکھا۔ ایک حضرت ماریہ قبطیہ کو جنہیں مقوقش فرمانروائے مصر نے بطور ہدیہ بھیجا تھا ان کے بطن سے آپ ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم پیدا ہوئے جو بچپن ہی میں ۲۸ یا ۲۹ شوال ۱۰ھ بمطابق ۲۷ جنوری ۶۳۲ء مدینہ کے اندر انتقال کر گئے۔

☆ دوسری لوٹری حضرت ریحانہ بنت زید تھیں جو یہود کے قبیلہ بنی نضیر یا بنی قریظہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ یہ بنو قریظہ کے قیدیوں میں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے لیے منتخب فرمایا تھا اور وہ آپ کی لوٹری تھیں۔ ان کے بارے میں بعض محققین کا خیال ہے کہ انہیں نبی ﷺ نے بحیثیت لوٹری نہیں رکھا تھا بلکہ آزاد کر کے شادی کر لی تھی۔

سوال: رسول اللہ ﷺ نے شام کے سفر کس عمر میں کئے تھے؟

جواب: پہلا سفر ۱۲ یا ۱۳ سال کی عمر میں ۵۸۳ء میں اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ کیا۔ دوسرا سفر ۲۳ سال کی عمر میں ۵۹۵ء میں کیا۔

(رسول اللہ کے سفر مبارک۔ سیرۃ النبیہ۔ طبقات)

سوال: بتائیے پہلی اور دوسری ہجرت حبشہ کب ہوئی؟

جواب: پہلی ہجرت حبشہ بعثت کے پانچویں سال ۶۱۵ء میں اور دوسری ہجرت نبوت کے چھٹے سال ۶۱۶ء میں ہوئی۔ (رحمۃ اللعالمین۔ سیرۃ النبی۔ سیرت ابن اسحاق)

سوال: شعب ابی طالب کی محسوری ۹ محرم ۷ نبوی میں ہوئی۔ بتائیے بیعت عقبہ کب ہوئی؟

جواب: بیعت عقبہ اولیٰ ذی الحج ۱۲ نبوی میں اور دوسری ذی الحج ۱۳ نبوی میں۔

(سیرت النبی۔ ضیاء النبی۔ سیرت سرور عالم)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی طرف کب ہجرت فرمائی؟

جواب: ۲۷ صفر ۱۲ نبوی بمطابق ۱۲ ستمبر ۶۲۲ء کو۔ تین دن غار ثور میں رہ کر کم ربیع الاول بمطابق ۱۶ ستمبر ۶۲۲ء کو مدینہ کے لئے روانہ ہوئے۔

(انبیاء النبی - محمد عربیؑ انٹیکو پیڈیا - سیرت رسول عربیؐ)

سوال: آپ نے قبا میں ۱۳ دن قیام فرمایا اور مسجد قبا تعمیر کی۔ بتائیے مسجد نبوی کب تعمیر ہوئی؟

جواب: ربیع الاول ۱ ہجری میں یہ مسجد مدینہ منورہ میں تعمیر ہوئی۔

(سیرۃ النبی - طبقات - تاریخ طبری - البدایہ والنہایہ)

سوال: قبا میں تقریباً ۵۰۰ افراد نے حضور اللہ ﷺ کا استقبال کیا تھا۔ بتائیے آپ نے پہلا خطبہ جمعہ کہاں دیا؟

جواب: قبا میں قیام کے دوران پہلا خطبہ جمعہ بنی سالم کے محلے کی مسجد میں دیا۔

(طبقات - مختصر سیرۃ الرسول - رحمۃ اللہ علیہ)

سوال: مدینہ میں سب سے پہلا معاہدہ کب اور کن کے درمیان ہوا؟

جواب: ۱ ہجری کے وسط میں مسلمانوں اور یہود مدینہ کے درمیان پہلا معاہدہ یشاق مدینہ ہوا۔ یہ دنیا کا پہلا تحریری معاہدہ تھا۔

(سیرت ابن اسحاق - سیرت سرور عالم - سیرۃ النبیؐ)

سوال: نماز مکہ میں معراج کے موقع پر فرض ہوئی۔ روزے کب فرض ہوئے؟

جواب: مدینہ طیبہ میں حضور ﷺ کی تشریف آوری کے ۱۸ ماہ بعد ۲ ہجری میں۔

(محمد عربیؑ انٹیکو پیڈیا - تذکرۃ الانبیاء)

سوال: غزوہ بدر میں ابو الہب کے علاوہ کفار کا ایک قبیلہ بھی شریک نہیں ہوا تھا۔ کیوں؟

جواب: ابو الہب بیماری کی وجہ سے جنگ میں شریک نہ ہوا۔ اور کفار کا قبیلہ بنو عدی حضرت عمر فاروقؓ کے رعب اور خوف کی وجہ سے شامل نہ ہوا۔ یہ حضرات عمر کا قبیلہ تھا۔

(البدایہ والنہایہ - سیرۃ النبیؐ - سیرت مطہرہ)

سوال: بتائیے غزوہ بدر میں طرفین سے کتنے آدمی ہلاک ہوئے اور کتنے قیدی بنائے گئے؟

جواب: ۱۳ مسلمان شہید ہوئے جب کہ ستر کا فرما رہے گئے اور ستر قیدی بنائے گئے۔

(طبقات - تاریخ طبری - ضیاء النبی)

سوال: میدان بدر مدینہ سے اسی میل کے فاصلے پر ہے۔ بتائیے اہل کتب دور ہے؟

جواب: کوہ احد مدینہ منورہ سے تین میل دور ہے۔

(رحمۃ اللعالمین - تذکرۃ الانبیاء - قصص الانبیاء)

سوال: غزوہ احد شوال ۳ ہجری بمطابق جنوری ۶۲۵ء میں ہوا۔ اس میں فریقین کے کتنے

لوگ مارے گئے؟

جواب: ۷۰ مسلمان شہید ہوئے اور ۴۰ زخمی ہوئے۔ جب کہ کفار کے اتنے ہی افراد مارے

گئے۔ (الغزای - طبقات - سیرت حلبیہ)

سوال: غزوہ خندق ۵ ہجری بمطابق ۶۲۷ء میں ہوا۔ اس میں کھودی جانے والی خندق کی

لسبائی اور چوڑائی بتادیتے؟

جواب: حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورے سے کھودی جانے والی خندق کی لسبائی ۳۰ میل اور

چوڑائی ۲۰ فٹ تھی۔ (درجین المختوم - رحمۃ اللعالمین - زاد العاد)

سوال: حدیبیہ مکہ سے ۲۰ میل دور ہے۔ بتائیے صلح حدیبیہ کب ہوئی اور حضور ﷺ نے

وہاں کتنا عرصہ قیام فرمایا؟

جواب: ۶ ہجری بمطابق مارچ ۶۲۸ء میں صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان ہوئی۔ اس مقام پر

حضور ﷺ نے ۲۲ دن قیام فرمایا۔

(طبقات - سیرۃ النبی - سیرت حلبیہ - سیرت رسول عربی)

سوال: جنگ خیبر ۷ ہجری میں ہوئی۔ بتائیے یہاں یہودیوں کے کتنے قلعے تھے؟

جواب: چھ مضبوط قلعے تھے جن میں تین قلعے کا غم، نظارہ اور قوص زیادہ مشہور تھے۔

(سیرۃ النبی - الغزای - سیرت سرور عالم)

سوال: سریہ موتہ جمادی الاول ۸ ہجری بمطابق ۶۲۹ء ہوا۔ بتائیے غزوہ فتح مکہ کب ہوا؟

جواب: ۲۰ رمضان ۸ ہجری بمطابق جنوری ۶۲۰ء میں حضور ﷺ سورۃ فتح کی تلاوت فرماتے ہوئے فاتح کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہوئے۔

(المغازی - سیرت - حلیہ - تاریخ طبری)

سوال: غزوہ حنین ۱۰ شوال ۸ ہجری بمطابق فروری ۶۳۰ء ہوا۔ غزوہ طائف اور غزوہ تبوک کب ہوئے؟

جواب: غزوہ طائف شوال ۸ ہجری بمطابق فروری ۶۳۰ء میں ہوا اور غزوہ تبوک رجب ۹ ہجری بمطابق ۶۳۰ء میں ہوا۔

سوال: قرآن مجید میں لفظ بکہ شہر مکہ کے لئے استعمال ہوا ہے۔ بتائیے یوم الفرقان کے کہا گیا ہے؟

جواب: قرآن مجید میں غزوہ بدر کے دن کو یوم الفرقان کے نام سے پکارا گیا ہے۔

سوال: بتائیے شب معراج کے موقع پر کون سی تین آیات نازل ہوئیں؟

جواب: قرآن کی سورۃ بقرہ کی آخری تین آیات شب معراج کے مواقع پر نازل ہوئیں۔

(تفسیر ابن کثیر - تفسیر ماجدی - قصص القرآن)

سوال: قرآن مجید میں کس نبی کو ان کی ماں کے نام سے پکارا گیا ہے؟

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی ماں کے نام سے ابن مریم کہا گیا ہے۔

(القرآن - تاریخ ابن کثیر - تفسیر مظہری - سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضور ﷺ پر نازل ہونے والی پہلی اور آخری وحی کے کاتب کون تھے؟

جواب: حضرت خالد بن سعید پہلی وحی کے اور حضرت ابی بن کعب آخری وحی کے کاتب تھے۔

(طبقات - سیرت ابن اسحاق - کتاب رسول)

سوال: قرآن پاک میں مکہ کو ام القریٰ بھی کہا گیا ہے۔ بتائیے مدینے کو کیا کہا گیا ہے؟

جواب: قرآن پاک میں مدینہ کو یثرب کے نام سے پکارا گیا ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام - سیرۃ حلبیہ - رحمۃ اللعالمین)

سوال: تیمم سے کیا مراد ہے؟ تیمم کا حکم کب آیا؟

جواب: جب پانی نہ مل رہا ہو یا پانی کے استعمال سے نقصان کا ڈر ہو تو نماز کیلئے وضو کی بجائے تیمم کیا جاتا ہے۔ اس کا حکم ۴ ہجری میں آیا۔

(تفسیر عزیزی۔ تفسیر فرہابی۔ تاریخ اسلام)

سوال: بتائیے نماز خسوف، نماز کسوف اور نماز استسقاء کب پڑھی جاتی ہیں؟

جواب: نماز خسوف چاند گرہن کے وقت، نماز کسوف سورج گرہن کے وقت اور نماز استسقاء بارش کی دعا کیلئے پڑھی جاتی ہے۔ (تاریخ اسلام۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر عثمانی)

سوال: مسلمانوں پر زکوٰۃ ۲ ہجری میں فرض ہوئی۔ بتائیے زکوٰۃ سے کیا مراد ہے؟

جواب: زکوٰۃ سے مراد ایسا مال جو نصاب کے مطابق امیروں سے لیا جائے اور قرآنی تعلیم کے مطابق غریبوں میں تقسیم کیا جائے۔ (تاریخ اسلام۔ محمد ربی انسائیکلو پیڈیا۔ طبقات)

سوال: رسول اللہ ﷺ کے قول، فعل اور تقریر کو حدیث کہا جاتا ہے۔ احادیث کا پہلا مجموعہ کون سا تھا؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں احادیث کا ابتدائی مجموعہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص نے صادقہ کے نام سے تیار کیا۔ ان کے علاوہ حضرت علیؓ، حضرت انسؓ، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت سعد بن معاذؓ نے بھی آقا کی حیات طیبہ ہی میں احادیث کے مجموعے تیار کئے۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ تاریخ طبری)

سوال: مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پہلی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کب منائی؟

جواب: پہلی عید الفطر یکم شوال ۲ ہجری میں اور پہلی عید الاضحیٰ ۱۰ ذی الحجہ ۲ ہجری میں منائی گئی۔ قربانی کا حکم بھی ۲ ہجری میں آیا تھا۔

(تاریخ اسلام۔ ہیرت ابن اسحاق۔ رحمۃ اللعالمین۔ الرضی الختم)

سوال: سود ۹ ہجری میں حرام ہوا۔ بتائیے زنا کی سزا کب اور کتنی مقرر ہوئی؟

جواب: زنا کی سزا ۵۰ ہجری میں ۱۰۰ اوزے مقرر ہوئی۔ (تاریخ اسلام۔ طبقات۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: قانون وراثت ۳ ہجری میں نازل ہوا۔ بتائیے شراب کی حرمت اور جوئے کی ممانعت کا قانون کب نافذ ہوا؟

جواب: شراب ۳ ہجری میں حرام ہوئی اور جوئے کی ممانعت کا حکم بھی ۳ ہجری میں آیا۔
(طبقات۔ سیرت ابن اسحاق۔ تنہیم القرآن)

سوال: قبلہ بدلنے کا حکم کب اور کس مسجد میں آیا؟

جواب: ۱۵ شعبان ۲ ہجری میں نماز ظہر کی دو رکعت کے بعد یہ حکم مسجد بنی سلمہ میں نازل ہوا۔ اس مسجد کو مسجد قبلتین بھی کہا جانے لگا۔ اس سے پہلے مسلمانوں نے سولہ ماہ تک بیت المقدس (مسجد اقصیٰ) کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھیں۔

(تاریخ طبری۔ تفسیر طبری۔ سیرت النبی)

سوال: انجیل میں رسول اللہ ﷺ کا نام فارقلیط ہے۔ اس کے معنی بتادیجئے؟

جواب: فارقلیط کے معنی ہیں انسانوں کا قریبی دوست، حق و صداقت کی روح۔

(تنہیم القرآن۔ نیا، القرآن۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: ام المؤمنین حضرت خدیجہ کا لقب ظاہرہ اور کنیت ام ہند تھی۔ آپ کتنا عرصہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہیں؟

جواب: آپ نے ۲۴ سال ۶ ماہ نبی اکرم ﷺ کی رفاقت میں گزارے۔

(سیرۃ النبی۔ سیرۃ الکبریٰ۔ سیرت دحلانی)

سوال: رسول اللہ ﷺ کی دوسری شادی حضرت سودہؓ سے شوال ۱۰ نبوی میں ہوئی۔ ان کے والد اور والدہ کا نام بتادیں؟

جواب: حضرت سودہؓ کے والد کا نام زمعہ اور والدہ کا نام سموس بنت قیس تھا۔

(امہات المؤمنین۔ ازواج مطہرات۔ طبقات)

سوال: بنی آخر الزمان ﷺ کا تیسرا نکاح ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے ہوا۔ ان کی کنیت اور لقب بتادیجئے؟

جواب: آپ کی کنیت ام عبد اللہ، لقب صدیقہ اور خاندان بنو تمیم تھا۔

(اساجہ - سیرۃ صحابیات - ازواج مطہرات)

سوال: حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ۹ سال حضور اقدس ﷺ کی رفاقت میں گزارے۔ بتائیے آپ کا انتقال کب ہوا؟

جواب: آپ کا انتقال رمضان ۵۸ ہجری میں ۶۷ سال کی عمر میں مدینہ میں ہوا۔ نماز جنازہ حضرت ابو ہریرہؓ نے پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

(تذکار صحابیات - امہات المؤمنین)

سوال: جلیل القدر صحابی حضرت عمر فاروقؓ کی بیٹی حضرت حفصہؓ کا نکاح حضورؐ سے کب ہوا اور آپ نے کب انتقال فرمایا؟

جواب: ام المؤمنین حضرت حفصہؓ کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے شعبان ۳ ہجری میں ہوا۔ انہوں نے ۴۱ ہجری میں ۶۰ سال کی عمر میں یا ۴۵ھ میں تریسٹھ سال کی عمر میں مدینہ میں انتقال فرمایا۔ (ازواج مطہرات - طبقات - سیرۃ صحابیات)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے اپنی کس بیوی کی نماز جنازہ خود پڑھائی تھی؟

جواب: ام المؤمنین حضرت زینب بنت خویلدؓ ۳ ہجری میں انتقال کر گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ وہ صرف تین ماہ حضور ﷺ کی رفاقت میں رہیں۔ انہیں ام الساکین کہا جاتا تھا۔ (امہات المؤمنین - سیرۃ صحابیات)

سوال: حضرت ام سلمیٰؓ کا نکاح ۴ ہجری میں ہوا۔ آپ کا انتقال کب ہوا؟

جواب: ۵۹ یا ۶۱ یا ۶۳ ہجری میں ۸۴ سال کی عمر میں آپ نے انتقال فرمایا۔ حضرت ام سلمیٰؓ نے دوبار جشہ اور پھر تیسری بار مدینہ ہجرت کی۔

(تذکار صحابیات - ازواج مطہرات - سیرۃ صحابیات)

سوال: ۵ ہجری میں ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحشؓ کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے ہوا۔ بتائیے وہ کب انتقال کر گئیں؟

جواب: حضور ﷺ کی پھوپھی زاد بیٹی۔ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد سب سے پہلے ان کا انتقال ۲۰ ہجری میں ۵۱ سال کی عمر میں ہوا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے نماز

جنازہ پڑھائی۔ (ازواج مطہرات۔ امہات المؤمنین۔ یرالصحابیات)

سوال: حضرت جویریہؓ بنت حارثہ کس غزوے میں گرفتار ہو کر آئیں اور حضورؐ سے کب نکاح ہوا؟

جواب: قبیلہ خزاعہ کے خاندان مصطلق سے تھیں۔ سردار کی بیٹی تھیں۔ ۵ ہجری میں غزوہ بنو مصطلق میں گرفتار ہو کر آئیں۔ شعبان ۵ یا ۶ ہجری میں حضور ﷺ کی آٹھویں زوجہ مطہرہ بنیں۔ (تذکار صحابیات۔ اسوۂ صحابیات۔ ازواج مطہرات)

سوال: ام المؤمنین حضرت جویریہؓ سے حضور ﷺ کا نکاح کب ہوا اور آپؐ نے کب انتقال فرمایا؟

جواب: ۳۶ سال کی عمر میں ۶ ہجری میں حضور ﷺ سے آپؐ کا نکاح ہوا اور ۶۵ یا ۷۳ سال کی عمر میں ۴۳ یا ۵۰ ہجری میں وفات پائی۔

(صحابیات۔ بشرات۔ امہات المؤمنین۔ اسوۂ صحابیات)

سوال: حضرت صفیہؓ یہودی سردار کی بیٹی تھیں۔ بتائیے وہ کب ام المؤمنین بنیں؟

جواب: جنگ خیبر کے قیدیوں میں شامل تھیں۔ اسلام لائیں اور ۷ ہجری میں حضور ﷺ سے شادی ہوئی۔ (امہات المؤمنین۔ ازواج مطہرات۔ یرالصحابیات)

سوال: حضرت میمونہؓ حضرت خالد بن ولید کی خالہ تھیں۔ آپؐ کا نکاح کب رسول اللہ ﷺ سے ہوا اور کب انتقال فرمایا؟

جواب: ۷ ہجری میں حضور ﷺ سے نکاح ہوا۔ حضرت عباسؓ نے نکاح پڑھایا۔ ۵۱ ہجری میں انتقال ہوا تو حضرت عباسؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

(تذکار صحابیات۔ اسوۂ صحابیات۔ ازواج مطہرات)

سوال: شاہ مقوقس نے دو کنزیریں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجی تھیں۔ حضور ﷺ نے کس کنزیر سے نکاح کیا؟

جواب: حضرت ماریہ قبطیہؓ اور حضرت سیرینؓ کو حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا گیا۔ آپؐ

نے حضرت ماریہ قبطیہؓ سے نکاح کیا۔ وہ محرم ۱۶ ہجری میں حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں انتقال کر گئیں۔ (انبیاء المؤمنینؓ۔ ازواج مطہرات۔ اسباب)

سوال: غزوہ بنو قریظہ میں کون سی خاتون قیدی ہو کر آئیں جن سے بعد میں حضور ﷺ نے نکاح کیا؟

جواب: حضرت ریحانہؓ سے حضور ﷺ نے نکاح کیا۔ وہ اسلام آنے آئی تھیں۔

(طبقات۔ میرۃ ابن ہشام۔ اسوۃ صحابیات)

سوال: رسول اللہ ﷺ اپنے مکتوبات کے لئے جو مہر استعمال کرتے تھے وہ کس چیز کی بنی ہوئی تھی اور اس پر کیا لکھا تھا؟

جواب: یہ چاندی کی بنی ہوئی تھی جسے حضرت یعلیٰ بن امیہ نے تیار کیا تھا۔ اس پر اللہ محمد رسول اللہ ﷺ لکھا ہوا تھا۔ یعنی محمد رسول اللہ ﷺ

(طبقات۔ اسباب۔ میرۃ النبیؐ)

سوال: حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے کتنے اونٹوں کی قربانی دی؟

جواب: آپ نے ۱۰۰ اونٹوں کی قربانی دی۔ ۶۳ اونٹ آپ نے خود ذبح کئے اور ۳۷ حضرت علیؓ نے۔ (میرۃ المؤمنینؓ۔ طبقات۔ سیرۃ ابن اسحاق)

سوال: رسول اللہ ﷺ ہجری صفر کے آخری عشرے میں بیمار ہوئے تھے۔ بتائیے آپ نے کب انتقال فرمایا؟

جواب: ۱۲ ربیع الاول ۱۱ ہجری مطابق ۷ جون ۶۳۲ء میں ۶۳ سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ (سیرۃ النبیؐ۔ رمۃ اللعالمین۔ الرقیق المختوم)

سوال: بعثت نبوی کے وقت جزیرۃ العرب کی سیاسی حالت کیا تھی؟

جواب: ہندو متیوں سرحدی علاقے اضطراب و انتشار اور زوال کا شکار تھے۔ انسان مالک اور غلام یا حاکم و محکوم میں بٹا ہوا تھا۔ سارے فوائد خیرِ بڑا ہوں خصوصاً بیرونی سربراہوں کو حاصل تھے۔ رعایا محاصل اور آمدنی فراہم کرتی۔ حکمران عیاشیاں کرتے۔

☆ جو قبائل اندرون عرب آباد تھے ان کا بھی شیرازہ منتشر تھا۔ قبائلی جھگڑوں، نسلی فسادات اور مذہبی اختلافات کی گرم بازاری تھی۔ ہر قبیلے کے افراد اپنے اپنے قبیلے کا ساتھ دیتے تھے خواہ وہ حق پر ہو یا باطل پر۔

☆ اندرون عرب کوئی بادشاہ نہ تھا۔

☆ حجاز کی حکومت کو قدر و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اسے اہل عرب میں دینی پیشوا سمجھا جاتا تھا اور حرم اور اطراف حرم اس کی باقاعدہ حکمرانی تھی۔

(رُفَعَةُ الْعَالَمِينَ، سِرَّةُ النَّبِيِّ - سِرَتِ عَلِيٍّ)

سوال: عرب کے عام باشندے کس دین کے پیروکار تھے؟

جواب: وہ دین ابراہیمی کے پیروکار تھے اور صرف اللہ کی عبادت کرتے۔

(مُعْتَمِرَةُ الرَّسُولِ - سِرَّةُ النَّبِيِّ - رُفَعَةُ الْعَالَمِينَ)

سوال: عرب میں بت پرستی کا آغاز کس نے اور کیسے کیا؟

جواب: بنو خزاعہ کے سردار عمرو بن لُحی نے عرب میں بت پرستی کا آغاز کیا۔ وہ ملک شام گیا۔ وہاں بتوں کی پوجا ہوتے دیکھی۔ وہاں سے بت ہبل لے آیا اور اسے خانہ کعبہ میں نصب کر دیا۔

(بَغْدَادِي شَرِيف، الرِّقَّةُ الْمُعْتَمَرَةُ، سِرَتِ عَلِيٍّ)

سوال: ہبل کے علاوہ عرب کے قدیم بت کون سے تھے؟

جواب: مناة قدیم ترین بت تھا۔ یہ بحیرہ احمر کے ساحل پر کے قریب مکمل میں نصب تھا۔ پھر طائف میں لات نامی بت اور وادی مِثْلہ میں عزیٰ نصب کئے گئے۔ یہ تینوں عرب کے سب سے بڑے بت تھے۔ اس کے علاوہ دوسرا، سواع، یعوق اور نصر تھے جو جدہ میں دفن تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک جن جو عمرو بن لُحی کے تابع تھا اس نے اسے ان کا پتہ بتایا اور وہ کھود کر تھام لے آیا۔ پھر حج کے دنوں میں مختلف قبائل کے حوالے کر دیا۔ ہر قبیلے کا الگ بت تھا۔

(مُعْتَمِرَةُ الرَّسُولِ - نِجَاءُ النَّبِيِّ - سِرَتِ مُحَمَّدٍ)

سوال: مشرکین نے مسجد حرام میں بیت اللہ کے گرد کتنے بت رکھے ہوئے تھے؟

جواب: تمین سو ساٹھ۔ جنہیں فتح مکہ کے وقت آنحضرت ﷺ نے اپنے دست مبارک سے توڑا۔ مکہ میں اہل جاہلیت کا دین شرک اور بت پرستی تھا۔

(روزہ العالمین، طبقات، سیرۃ المصلیٰ)

سوال: بت پرستی کی چند رسوم بتائیے؟

جواب: ☆ مشرکین بتوں کے پاس مجاور بن کر بیٹھتے۔ انہیں پکارتے اور ان کی پناہ ڈھونڈتے۔

☆ بتوں کے لیے نذرانے اور قربانیاں پیش کرتے۔

☆ بتوں کا حج اور طواف کرتے۔ انہیں سجدہ کرتے۔

☆ کھانے پینے کی چیزیں اور پیداوار کا ایک حصہ بتوں کے لیے مخصوص تھا۔

☆ کھیتی اور جو پائے کے لئے مختلف قسم کی نذر مانگتے۔

☆ بتوں کے نام پر جانور چھوڑنے کی رسم بھی عمرو بن لُحی نے ایجاد کی تھی۔

(بخاری شریف، طبقات، مختصر سیرۃ الرسول، فیاء النبی)

سوال: مشرکین عرب اِزلام کسے کہتے تھے؟

جواب: اِزلام فال کے تیردوں کو کہتے تھے۔ یہ تیر فال نکالنے کے لیے استعمال ہوتے تھے۔ یہ تیر تمین قسم کے ہوتے ہیں۔

☆ جن پر صرف ہاں یا نہیں لکھا ہوتا تھا۔ یہ سفر اور نکاح کے کاموں کے لیے استعمال ہوتے۔

☆ جن پر پانی اور رویت کے الفاظ درج تھے۔

☆ جن پر ”تم میں سے ہے یا تمہارے علاوہ سے ہے“ لکھا ہوتا۔ کسی کے نسب پر شبہ ہوتا تو اسے استعمال کرتے۔ (بخاری، فضری، الریق المختوم، روزہ العالمین)

سوال: مشرکین عرب میں اور کیا اعتقادات تھے؟

جواب: کاہنوں، عرافوں اور نجومیوں کی خبروں پر ایمان رکھنا۔ اور بدشگونی کرنا جسے طیرۃ کہتے تھے۔ جواہ کھیلنا اور جوئے کے تیر استعمال کرنا۔

(سیرۃ النبی، مکتوۃ صحیح مسلم، زاد المعاد)

سوال: قریش میں کوئی بدعات تھیں؟

جواب: قریش نے دین ابراہیمی میں بدعات کو شامل کر دیا تھا۔

☆ وہ کہتے ہم ابراہیم کی اولاد ہیں۔ کوئی ہمارا ہم پلہ نہیں۔

☆ حج کے دنوں میں عرفات نہیں جاتے تھے بلکہ مزدلفہ میں افاضہ کرتے۔

☆ احرام کی حالت میں گھی اور پنیر بنانا درست نہ سمجھتے۔

☆ بیرون حرم کے باشندوں کی لائی چیز کھانا درست نہ سمجھتے۔

☆ بیرون حرم کے باشندوں کو حکم دیا کہ پہلا طواف قریش سے حاصل کئے کپڑوں میں

کریں۔ اگر ان کا کپڑا نہ ملتا تو مرد ننگے طواف کرتے اور عورتیں سارے کپڑے

اتار کر چھوٹا سا کھلا ہوا کرتہ پہن لیتیں اور طواف کرتیں۔

☆ قریش حالت احرام میں گھر کے اندر دروازے کی بجائے گھر کے پیچھے سوراخ کر

کے اس میں سے داخل ہوتے۔ (بخاری شریف۔ نیزۃ الموبین۔ زاد المعاد)

سوال: عرب میں دین ابراہیمی اور مشرکین کے علاوہ دوسرے دین کون سے تھے؟

جواب: جزیرۃ عرب کے مختلف اطراف میں یہودیت، مسیحیت، مجوسیت، اور صابیت تھے۔

(تاریخ ارض القرآن۔ توحید عرب۔ تاریخ العرب)

سوال: جزیرۃ العرب میں یہودیت کے کون سے دو دور ہیں؟

جواب: پہلا دور اس وقت سے شروع ہوتا ہے جب فلسطین میں بابل اور آشور کی حکومت

مبنی اور یہودی ایک جماعت فلسطین چھوڑ کر حجاز کے شمال میں آجی۔ دوسرا دور اس

وقت سے شروع ہوتا ہے جب نائش کی زیر قیادت ۷۰ء میں رومیوں نے فلسطین

پر قبضہ کیا۔ بہت سے یہودی قبیلوں نے بھاگ کر یثرب، خیبر اور تھامہ میں

بستیاں، قلعے اور گڑھیاں بنالیں۔ ظہور اسلام کے وقت عرب میں مشہور یہودی

قبائل خیبر، یثرب، مصطلق، قریطہ اور قینقار۔ یہودی کے مطابق ہیں قبائل تھے۔

(قلب جزیرۃ العرب، دقاء الوفا، المستجاب)

سوال: یمن میں یہودیت کا دور کیسے شروع ہوا؟

جواب: جان اسعد ابو کرب یثرب سے بنو قریظہ کے دو یہودی عالم یمن لے گیا۔ ان کے ذریعے یہودیت پھیلی۔ اس کے بیٹے یوسف ذنواس نے حاکم بننے پر نجران کے عیسائیوں پر ہلہ بول دیا اور یہودیت سے انکار پر بیس ہزار مردوں، عورتوں اور بچوں کو خندق کھود کر زندہ جلا دیا۔ (سیرۃ النبیہ - الرجن الخنوم - اسد الغاب)

سوال: قرآن پاک کی کس سورۃ میں عیسائیوں کے جلائے جانے کا ذکر ہے؟

جواب: سورۃ بروج میں۔ (قرآن مجید - سیرۃ النبیہ)

سوال: جزیرۃ العرب میں عیسائیت کو کیسے پھیلنے کا موقع ملا؟

جواب: پہلی بار ۳۳ء میں یمن پر حبشی اور رومی عیسائیوں نے قبضہ کیا جو ۳۷۸ء تک برقرار رہا۔ اسی دوران اہل نجران بھی عیسائی ہو گئے۔ ذنواس کی کارروائی کے بعد حبشیوں نے دوبارہ یمن پر قبضہ کیا اور ابرہہ نے حکومت صنعائیہ رومی علاقوں کے ہمسایہ ہونے کی وجہ سے آل غسان، بنو تغلب اور غطفی میں بھی عیسائیت پھیلی۔ حیرہ کے بعض عرب بادشاہ بھی عیسائی ہو گئے۔ (تاریخ ارض القرآن - سیرۃ النبیہ - الاستیعاب)

سوال: جزیرۃ العرب میں مجوسی مذہب کو کیسے فروغ حاصل ہوا؟

جواب: مجوسی مذہب کو زیادہ تر اہل فارس کے ہمسایہ عربوں میں فروغ حاصل ہوا۔ عراق، عرب، بحرین، حجاز اور خلیج عربی کے ساحلی علاقوں میں۔ یمن پر فارسی قبضے کے دوران وہاں بھی کچھ افراد نے مجوسیت قبول کر لی۔

(تاریخ ارض القرآن - اسد الغاب - تاریخ طبری)

سوال: عرب میں صابی مذہب کیسے آیا اور اس کے پیروکار کہاں کہاں تھے؟

جواب: یہ حضرت ابراہیم کی کلدانی قوم کا مذہب تھا۔ قدیم زمانے میں شام اور یمن کے بہت سے باشندوں کا مذہب تھا۔ عراق عرب اور خلیج عربی کے ساحلی علاقوں میں اس کے کچھ پیروکار تھے۔ (تاریخ ارض القرآن - تاریخ العرب - روضۃ اللعالمین)

سوال: دین ابراہیمی کے دعوے وار مشرکوں، عیسائیوں، مجوسیوں اور یہودیوں کی دینی حالت کیا تھی؟

جواب: مشرک شریعت سے دور اور گناہوں سے بھرے ہوئے تھے۔ یہودی مذہب محض ریاکاری بن گیا تھا۔ عیسائیت نے اللہ اور انسان کو عجیب طرح سے خلط ملط کر دیا تھا۔ باقی ادیان کے ماننے والوں کا حال بھی مشرکین جیسا تھا۔

(رحمۃ اللعالمین، سیرۃ النبی، تذکرۃ الانبیاء)

سوال: دوسری وحی سے پہلے آنحضرت ﷺ کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا؟

جواب: آپ ﷺ چلے جا رہے تھے کہ اچانک آسمان سے آواز سنائی دی۔ آپ ﷺ نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو وہی فرشتہ جو غار حرا میں آیا تھا۔ آسمان و زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ آپ خوفزدہ ہو گئے اور پھر گھر تشریف لائے۔ اپنے اہل خانہ سے کہا ”مجھے چادر اوڑھا دو، مجھے چادر اوڑھا دو“ انہوں نے چادر اوڑھا دی۔ اس موقع پر حضرت جبریلؑ نے وحی کے یہ الفاظ کہے۔ ”اے لحاف میں لپیٹے ہوئے اٹھ کھڑا ہو (گندے اعمال والوں کو) ڈراؤ اور اپنے پروردگار کی بزرگی بیان کرو۔ اور پاکدامنی اختیار کرو۔ (مخلوق پرستی کی) منجاست سے علیحدگی اختیار کرو۔“

(سیرت رسول عربی، رحمۃ اللعالمین، مہتابات)

سوال: آپ ﷺ نے لوگوں کو اسلام کی طرف کب اور کیسے بلانا شروع کیا؟

جواب: پہلی وحی سے نبوت کا آغاز ہو گیا تھا مگر رسالت کا آغاز دوسری وحی سے ہوا جب لوگوں تک پیغام خداوندی پہنچانے کا حکم نازل ہوا۔ حضور ﷺ نے لوگوں کو پوشیدہ طور پر ہم خیال بنا کر مسلمان ہونے پر آمادہ کرنا شروع کیا۔

(رحمۃ اللعالمین، سیرۃ النبی، سیرت سرور عالم)

سوال: جب اللہ کے حکم سے آپ نے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی تو سب سے پہلے کون اسلام لایا؟

جواب: عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا آزاد مردوں میں حضرت ابوبکر صدیقؓ، آزاد بچوں میں آپ ﷺ کے چچا زاد بھائی حضرت علیؓ، غلاموں میں حضور ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہؓ اور آزاد کردہ

لوٹری ام ایمن، عام غلاموں میں حضرت بلالؓ ایمان لائے۔

(مقررہ الرسول۔ سیرت رسول عربی۔ سیرت ابن اسحاق)

سوال: حضرت خدیج الکبریٰؓ کے بارے میں حضور ﷺ اقدس نے کیا ارشاد فرمایا؟
جواب: آپؐ نے ارشاد فرمایا: ”وہ اس وقت مجھ پر ایمان لائیں جب لوگوں نے کفر کیا۔
اس نے میری تصدیق کی جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا۔ اس نے اپنے مال سے
میری دلجوئی کی جب لوگوں نے مجھے محروم رکھا۔“

(سیرۃ النبیؐ۔ مقررہ الرسول۔ تذکار صحابیات)

سوال: حضرت ابوبکرؓ کی تحریک پر کن لوگوں نے اسلام قبول کیا؟

جواب: حضرت عثمانؓ بن عفان، حضرت سعد بن وقاصؓ، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت
عبدالرحمنؓ بن عوف اور حضرت زبیر بن العوامؓ۔

(سیرت رسول عربی۔ نیا، النبی۔ طبقات)

سوال: ابتدائی دور میں اسلام لانے والوں کو کیا کہتے ہیں ان میں دوسرے کون لوگ شامل
ہیں؟

جواب: ان افراد کو سابقین الاولین کہتے ہیں۔ ان میں حضرت سعید بن زیدؓ، حضرت ابوذر
غفاریؓ، حضرت ارقم بن ابی ارقمؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عثمان بن
مظعونؓ، حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ، حضرت عبیدہ بن الحارثؓ، حضرت حصینؓ،
حضرت عمار بن یاسرؓ، حضرت خباب بن الارتؓ، حضرت خالد بن سعید بن عامرؓ،
اور حضرت صہیب رومیؓ ان سابقین الاولین میں حضرت عمر فاروقؓ کی ہمیشہ فاطمہ
بنت خطابؓ، حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ، حضرت اسماء بن سلیمانؓ، حضرت اسماء بن
عمیسؓ، حضرت فاطمہ بنت قریشؓ، حضرت لکھؓ بن یسار، حضرت رملہ بنت ابی عوف،
اور آمنہ بنت خلف خزاعیہ اور ام الفضلؓ ان میں شامل تھیں۔

(سیرت رسول عربی۔ مقررہ الرسول۔ سیرۃ النبیؐ)

سوال: عشرہ مبشرہ سے کیا مراد ہے؟ عشرہ مبشرہ کون لوگ ہیں؟

جواب: عشرہ کے معنی ہیں دس اور مبشرہ کے معنی جن کو خوشخبری دی گئی۔ وہ دس لوگ جن کو آنحضرت ﷺ نے جنت کی خوشخبری دی تھی۔ ان میں پانچ وہ صحابہؓ ہیں جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تحریک پر اسلام لائے اور باقی پانچ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت علیؓ، حضرت سعید بن زیدؓ اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح شامل ہیں۔ (روح الباقین، فیاء النبیؐ، مدارج النبوت، سیرت و طائیف)

سوال: خفیہ دعوت تبلیغ کے بعد حضور ﷺ نے قرابت داروں میں کیسے تبلیغ کی؟

جواب: آپؐ نے حکم خداوندی کے مطابق اپنے رشتہ داروں کو جمع کیا۔ ان میں بنی ہاشم کے ساتھ بنی مطلب بن عبد مناف کی ایک جماعت بھی تھی۔ کل پچاس لوگ تھے۔ حضور ﷺ کے بات کرنے سے پہلے بنی ابولہب نے کہا ”دیکھو یہ تمہارے چچا اور چچیرے بھائی ہیں۔ بات کرو لیکن نادانی چھوڑو اور یہ سمجھ لو کہ تمہارا خاندان سارے عرب کے مقابلے کی تاب نہیں رکھتا۔ اور میں سب سے زیادہ حق رکھتا ہوں کہ تمہیں پکڑ لوں۔ پس تمہارے لیے تمہارے باپ کا خانوادہ ہی کافی ہے۔ اور اگر تم اپنی بات پر قائم رہے تو یہ بہت آسان ہوگا کہ قریش کے سارے قبائل تم پر ٹوٹ پڑیں۔ اور بقیہ عرب بھی ان کی امداد کریں۔ پھر میں نہیں جانتا کہ کوئی شخص اپنے باپ کے خانوادے کے لئے تم سے بڑھ کر شرکا باعث ہوگا“ اس پر نبی اکرم ﷺ نے خاموشی اختیار کر لی اور اس مجلس میں کوئی گفتگو نہ کی۔

(الرحیق المختوم، طبقات، زہدات، سیرت محمدیہ)

سوال: حضور ﷺ نے خاندان کے افراد کو دوبارہ جمع کیا تو کیا فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد ارشاد فرمایا ”رہنما اپنے گھر کے لوگوں سے جھوٹ نہیں بول سکتا۔ اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں تمہاری طرف خصوصاً اور لوگوں کی طرف عموماً اللہ کا رسول ہوں۔ بخدا تم لوگ اسی طرح موت سے دوچار ہو گے جیسے سو جاتے ہو اور اسی طرح اٹھائے جاؤ گے جیسے سو کر جا گئے ہو۔ پھر جو کچھ تم کرتے ہو اس کا تم سے حساب لیا جائے گا اس کے

بعد یا تو ہمیشہ کے لئے جنت ہے یا ہمیشہ کے لئے جہنم“ اس موقع پر جناب ابوطالب نے حضور ﷺ سے کہا ”یہ بچہ جو ہمیں تمہاری معازت کس قدر پسند ہے، تمہاری نصیحت کس قدر قابل قبول ہے۔ اور ہم تمہاری بات کس قدر سچی جانتے ہیں۔ اور یہ تمہارے والد کا خاٹواہ جمع ہے۔ اور میں بھی اس کا ایک فرد ہوں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ میں تمہاری پسند کی تکمیل کے لئے ان سب میں پیش پیش ہوں۔ لہذا تمہیں جس بات کا حکم ہوا ہے اسے انجام دو۔ بخدا میں تمہاری مسلسل حفاظت و اعانت کرتا رہوں گا۔ البتہ میری طبیعت عبدالمطلب کا دین چھوڑنے پر راضی نہیں“ ابولہب نے جناب ابوطالب سے کہا: ”خدا کی قسم! یہ برائی ہے۔ اس کے ہاتھ دوسروں سے پہلے تم خود ہی پکڑ لو“ جناب ابوطالب نے جواب دیا: ”خدا کی قسم! جب تک جان میں جان ہے ہم ان کی حفاظت کرتے رہیں گے“ حضرت علیؑ جو اس وقت کم سن تھے بولے میں آپ ﷺ کا ساتھ دوں گا۔

(برہان ص ۱۰۰، تاریخ طبری، ج ۱، ص ۱۰۰، ح ۱۰۰، ح ۱۰۰)

سوال: سورہ الحجر کی آیت نمبر ۹۲ نازل ہوئی جس میں حکم دیا گیا۔ ”بس آپ نکول کر بیان کریں جس بات کا آپ کو حکم دیا جاتا ہے اور مشرکوں سے کنارہ کش رہیں“ اس حکم خداوندی کے بعد حضور ﷺ نے کیا کیا؟

جواب: آپ ﷺ کوہ حفاء پر تشریف لے گئے اور قریش کے قبیلوں کو نام لے کر پکارا۔ لوگ اکٹھے ہو گئے بعض خود آئے بعض نے اپنے نمائندے بھیجے۔ بہت سے لوگ جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے عبدالمطلب کی اولاد! اے فہر کی اولاد! اگر میں کہوں کہ اس طرف پہاڑ کے دامن میں دشمن کی فوج جمع ہے اور تم پر حملہ آور ہونا چاہتی ہے تو تم میری خبر پر یقین کر لو گے“ سب نے بیک آواز کہا، ہاں! کیونکہ آپ نے ہمیشہ سچ بولا ہے“ آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر میں تمہیں ایک شدید ترین عذاب سے ڈراتا ہوں۔ اے قریش کی جماعت! اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ، اے بنو کعب! اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ، اے بنو عبدالمطلب! اپنی

جانوں کو آگ سے بچاؤ اے محمد مصطفیٰ ﷺ کی بیٹی فاطمہ! اپنے آپ کو آگ سے بچانے۔ بخدا اللہ کے عذاب میں تمہیں بالکل بچا نہیں سکوں گا۔ ہاں تمہارے ساتھ رشتہ داری کا تعلق ہے جہاں تک ہو سکا دنیا میں اس کا حق ادا کرنے کی کوشش کروں گا۔ (سیرت رسول عربیؐ - سیرۃ النبیؐ - زاد المعاد - سیرت سرور عالمؐ - فیاء النبیؐ)

سوال: حضور مصطفیٰ ﷺ کی ہجرت کے وقت مدینے کے مشرکین کی کیا حالت تھی؟
جواب: زیادہ تر مشرکین تھوڑے عرصے بعد مسلمان ہو گئے لیکن کچھ مشرکین کا گروہ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف عداوت رکھتا تھا جن کا سردار عبد اللہ بن ابی ابن سلول تھا۔ جنگ بعاث کے بعد اوس اور خزرج کے لوگ اسے بادشاہ تسلیم کرنے والے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی آمد سے اس کی بادشاہت خطرے میں پڑ گئی۔ دولت اور تجارت یہودیوں کے ہاتھ میں تھی۔ وہ عربوں سے نہ صرف دو گنا اور تین گنا منافع لیتے بلکہ سود خور بھی تھے۔ یہ لوگ سازشی اور جنگ و فساد کی آگ بھڑکانے میں بھی ماہر تھے۔ (سیرۃ النبیؐ - رمۃ اللعالمینؐ - الاستیعاب - الامامہ)

سوال: منافق کون لوگ تھے؟ اور منافقوں کا سرغنہ کون تھا؟
جواب: مدینے کے کچھ مکار لوگ اپنی غرض کے لیے مسلمان ہو گئے تھے مگر دل سے کافر تھے۔ وہ اسلام دشمنی کرتے تھے۔ ایسے لوگوں کو منافق کہا جاتا تھا۔ منافقین کا سرغنہ عبد اللہ بن ابی بن سلول تھا۔ (سیرت رسول عربیؐ - سیرۃ النبیؐ - سیرت ابن اسحاق)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے چند ماہ بعد مواخات کیسے قائم کی؟
جواب: رسول اللہ ﷺ نے ایک مہاجر اور ایک انصاری میں بھائی چارہ کر دیا جس کے بعد آپس میں حقیقی بھائیوں کی طرح بھائی مانے جاتے یہ ایک دوسرے کے وارث بھی ہوتے۔ باہمی بھائی چارے سے ایک دوسرے کے وارث بنونے کا طریقہ اس وقت تک جاری رہا جب تک رشتہ کی بناء پر میراث تقسیم ہونے کا حکم قرآن پاک میں نازل ہوا۔ (تاریخ اسلام کامل، محمد اویس اللہؒ - سیرت ابن ہشام، الریش النعمان)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کا فتنہ دبانے کے لیے کیا فوری اقدام کیا؟

جواب: آپؐ نے ایک معاہدہ کر لیا۔ یہ دنیا کا پہلا تحریری دستور تھا اور اسے یثاق مدینہ بھی کہتے ہیں۔ اسکی اہم دفعات یہ تھیں۔ یہود کو مذہبی آزادی ہوگی، یہود اور مسلمان باہم دوستانہ برتاؤ کریں گے، کسی ایک فریق کو لڑائی پیش آئے گی تو ایک دوسرے کی مدد کریں گے، مدینہ پر حملہ ہوا تو دونوں فریق ایک دوسرے کے شریک ہوں گے۔ کسی دشمن سے اگر ایک فریق صلح کرے گا تو دوسرا بھی اس صلح میں شریک ہوگا۔ کوئی فریق قریش کو امن نہ دے گا۔ مسلمانوں کی اگر جنگ ہوگی تو یہودی بھی خرچ میں شامل نہیں گئے۔ مظلوم کی امداد کی جائے گی۔ کوئی فریق اپنے حلیف کی وجہ سے مجرم نہ ٹھہرے گا۔ یہ معاہدہ کسی ظالم یا مجرم کے لیے آڑ نہ بنے گا۔ فریقین میں جھگڑا پیدا ہوگا تو فیصلہ رسول اللہ ﷺ فرمائیں گے۔ لیکن یہود نے معاہدے کی پابندی نہ کی بلکہ وہ اسلام کے خلاف سازشیں کرتے رہے۔ چنانچہ بنو قینقاع نے دوسرے سال، بنو نضیر نے چوتھے سال اور بنو خزاعہ نے پانچویں سال بہت برے طریقے سے بدعہدی کی۔

(سیرۃ النبویہ۔ زاد المعاد، تاریخ اسلام کامل، محمد رسول اللہ)

سوال: مکہ کے مشرکین نے اسلام کی مخالفت کے لئے ہجرت کے بعد کیا چالیں چلیں؟
جواب: اوس اور خزرج کے ان لوگوں کو جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے مقابلے کے لیے بھڑکایا، ان کو لکھا کہ محمد ﷺ کو مدینے سے نکال دو ورنہ ہم مدینے پہنچیں گے اور تمہارے جوانوں کو قتل کر دیں گے۔ عورتوں کو باندیاں بنالیں گے۔ اس خط کا رد عمل یہ ہوا کہ منافقین اور ان کا سردار عبداللہ بن ابی مسلمانوں سے لڑنے کے لیے تیار ہو گیا۔ مگر حضور ﷺ کی فراست نے یہ معاملہ حل کیا۔

(سیرت رسول مرآۃ۔ سیرۃ النبویہ الرضی الخ، ابو داؤد)

سوال: حضور ﷺ نے مدینہ کے آتش پاں کے کافر قبیلوں کی شرارت کس طرح ختم کی؟
جواب: ان سے صلح کے معاہدے شروع کر دیے۔ لیکن ابھی ایک دو قبائل ہی معاہدہ کیا تھا کہ قریش کے حملے شروع ہو گئے۔ (زاد المعاد، جزء الثانی۔ سیرت محمدیہ)

سوال: کفار و مشرکین کے خلاف حضور ﷺ کو بہت سی مہمات پیش آئیں لڑائی میں آنحضرت ﷺ کا معمول کیا تھا؟

جواب: سفر کی طرح، شروع دن میں لڑائی کرنا پسند فرماتے۔ آپ صحابہ سے بیعت لیتے کہ وہ میدان جنگ سے نہیں بھاگیں گے۔ بعض اوقات مرنے پر اور جہاد پر بھی بیعت لیتے تھے۔ صحابہ سے مشورہ لیتے کہ کب کہاں لگایا جائے اور دشمن کا مقابلہ کیسے کیا جائے۔ جنگ کے سفر میں پیچھے چلنے تاکہ کمزوروں کو ساتھ لائیں۔ جنگ کا ارادہ کرتے تو اکثر توریہ (جس طرف جانا ہو اس کی مخالف سمت کو مشہور کرنا) سے کام لیتے۔ دشمن کے حالات سے باخبر رہنے کے لیے جاسوس بھیجتے۔ اپنے کیمپ کے گرد محافظ اور پیریدار متعین فرماتے۔ لڑائی سے پہلے دعا مانگتے اور اللہ سے مدد طلب فرماتے۔ دشمن کے مقابلہ کے لیے لشکر کو ترتیب دیتے۔ کثرت سے اللہ کا ذکر کرتے۔ جنگی اٹھار پہنتے۔ مختلف سپہ سالاروں کو دینے کے لیے جھنڈے استعمال فرماتے۔ فتح پاتے تو اس مقام پر تین دن ٹھہرتے۔

(مختصر میرۃ الرسول - میرۃ المؤمنین)

سوال: فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا کرنے کے بعد بیت اللہ کے دروازے پر قریش سے کیا خطاب فرمایا؟

جواب: آپ نے فرمایا: ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا کہ اپنے بندے کی مدد کی اور خبا سارے جتھوں کو شکست دی۔ سنو! بیت اللہ کی کلید برداری اور حاجیوں کو پانی پلانے کے علاوہ سارا اعزاز یا کمال، یا خون میرے ان دونوں قدموں کے نیچے ہے۔ اسے قریش کے لوگو! اللہ نے تم سے جاہلی مکی نخوت اور باپ دادا پر فخر کا خاتمہ کر دیا۔ سارے لوگ آدم علیہ السلام سے ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے“ پھر آپ نے سورہ الحجرات آیت نمبر ۱۳ تلاوت فرمائی۔ (زاد العاد - میرۃ ابن اسحاق - مختصر میرۃ الرسول)

سوال: حضور ﷺ نے اس موقع پر قریش کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

جواب: آپؐ نے فرمایا: ”قریش کے لوگو! تمہارا کیا خیال ہے میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں؟“ انہوں نے کہا: ”آپؐ کریم بھائی ہیں اور کریم بھائی کے صاحبزادے ہیں“ آپؐ نے فرمایا: ”تو میں تم سے وہی بات کہہ رہا ہوں جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی کہ آج تم پر کوئی سرفراز نہیں۔ جاؤ تم سب آزاد ہو۔“ (طبقات: زاد المعاد۔ سیرت رسول عربی۔ ضیاء النبی)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے کب اور کہاں خطبہ دیا؟ اس میں کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: آپؐ نے فتح مکہ کے دوسرے دن بیت اللہ میں کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ آپؐ نے اللہ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: ”اے لوگو! اللہ نے جس دن آسمان کو پیدا کیا ای دن مکہ کو حرام ٹھہرایا۔ اس لیے وہ اللہ کی حرمت کے سبب قیامت تک کے لئے حرام ہے۔ کوئی آدمی جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس کے لیے حلال نہیں کہ اس میں خون بہائے یا یہاں کا کوئی درخت کاٹے۔ اگر کوئی شخص اس بناء پر رخصت اختیار کرے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہاں قتل کیا تو اس سے کہہ دو کہ اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو اجازت دی تھی لیکن تمہیں اجازت نہیں دی اور میرے لیے بھی اسے صرف دن کی ایک ساعت میں حلال کیا گیا۔ پھر آج اس کی حرمت ای طرح پلٹ آئی جس طرح کل اس کی حرمت تھی“ ایک روایت میں مزید اضافہ ہے کہ یہاں کا کاشانہ کاٹا جائے۔ شکار نہ بھگایا جائے اور گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے البتہ وہ شخص اٹھا سکتا ہے جو اس کا تعارف کرائے۔ یہاں کی گھاس نہ کاٹی جائے مگر اذخر۔ (صحیح بخاری و مسلم۔ سیرت الرسول ﷺ۔ فتح الباری)

سوال: وصال سے پہلے ایک موقع پر حضور ﷺ نے منبر پر چڑھ کر کیا خطبہ ارشاد فرمایا؟

جواب: ”لوگو! میں تم پر سبقت لے جانے والا ہوں۔ میں تم پر گواہ ہوں۔ اور واللہ مجھے اس وقت اپنا حوض دکھائی دے رہا ہے۔ مجھے زمین کی چابیاں دے دی گئی ہیں۔ واللہ! مجھے یہ خوف نہیں کہ میرے بعد تم شرک کرنے لگو گے۔ ہاں مگر مجھے یہ خوف ہے کہ تم دنیا میں مبتلا ہو جاؤ گے۔“ ایک دوسرے موقع پر آپؐ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے

اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ جو چاہے تو دنیا پسند کر لے، اور چاہے تو وہ چیز اختیار کر لے جو اللہ رب العزت کے پاس ہے۔ چنانچہ اس بندے نے اپنے لئے وہی کچھ پسند کر لیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

(زاد العاد۔ سیرت النبی۔ سیرت ملیہ۔ سیرت محمدیہ)

سوال: الہامی کتاب زیور میں حضور ﷺ کا نام فاروق دیا گیا۔ توریت میں آپ کا کیا نام آیا ہے؟

جواب: آپ کا عبرانی نام جس کا ذکر توریت میں آیا ہے فارقلیط ہے اور ماز ماز بھی آیا ہے۔ (رحمۃ اللعالمین۔ اسماء الہی الکریم)

سوال: حضور ﷺ کا نام اہل جنت کے نزدیک کیا ہے؟

جواب: عبدالکریم ﷺ۔ (اسماء الہی الکریم، سراہب اللہ میہ)

سوال: قرآن پاک کی کس سورہ میں آپ کا اسم مبارک احمد بیان ہوا ہے؟

جواب: سورہ صف کی چھٹی آیت میں۔ (القرآن الکریم)

سوال: حضور ﷺ کو نبی قبلتین بھی کہا جاتا ہے۔ کیوں؟

جواب: بیت المقدس اور بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی وجہ سے حضور ﷺ کو نبی قبلتین بھی کہا جاتا ہے۔ سوال بتائیے اہل جنت اور انبیاء کے نزدیک آنحضرت ﷺ کا اسم مبارک کیا ہے؟ جواب: عبدالوہاب انبیاء کے نزدیک آپ کا نام ہے جب کہ اہل جنت کے نزدیک عبدالکریم ہے۔ اور فرشتوں کے نزدیک عبدالمجید نام ہے۔

(اسماء الہی۔ رحمۃ اللعالمین۔ سیرت ابن اسحاق)

سوال: انجیل مقدس میں حضور ﷺ کا نام طاب طاب ہے۔ بتائیے سریانی زبان میں آنحضرت ﷺ کے لئے کون سا لفظ بولا گیا ہے؟

جواب: مسمنا۔ (رحمۃ اللعالمین۔ اسماء الہی الکریم)

سوال: قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو جن اسماء مبارک سے مخاطب کیا ہے ان میں

سے چند ایک بتائیے؟

جواب: بشیر۔ نذیر۔ سراج منیر۔ رؤف رحیم۔ طہ۔ نیین۔ منزل۔ مدثر۔ نذیر۔
سین۔ عبداللہ۔ مذکر۔ حلیم۔ خافض۔ صادق۔ رحمۃ اللعالمین۔ شاہد۔ نور۔ ہادی۔
(القرآن الکریم۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ماجدی۔ ۱۱، ۱۲، النبی الکریم)

سوال: رسول اللہ ﷺ کے کچھ اور نام بھی ہیں۔ وہ کون سے ہیں؟

جواب: طیب، طاہر، مطہر، صاحب، سید، شافع، شارع، خطیب، مطاع، فاتح، خاتم النبین،
ظلیل الرحمن، حبیب اللہ۔ (۱۱، ۱۲، النبی الکریم۔ اقص ابن عربی۔ رحمۃ اللعالمین)

سوال: حضور ﷺ صحابہ کے لیے حلقہ درس کب قائم فرماتے تھے؟

جواب: روزانہ نماز فجر کے بعد آپ ﷺ مسجد میں جائے نماز پر تشریف فرما ہوتے اور
صحابہؓ پاس آکر بیٹھ جاتے۔ یہی حلقہ درس ہوتا یہی احباب کی محفل ہوتی اور یہی
در بار نبوت تھا۔ حلقہ درسی میں حضور ﷺ نزول شدہ وحی سے صحابہؓ کو مطلع
فرماتے۔ فیوض باطنی اور برکات روحانی سے نوازتے۔ دین کے مسائل، معاملات،
معاشرت اور اخلاق کی تعلیم فرماتے اور خواب کی تعبیر بتاتے۔

(مدارج النبوت، صحیح بخاری و مسلم)

سوال: حضور ﷺ کی آزاد کردہ باندیاں اور غلام کتنے تھے؟

جواب: تقریباً تیس غلام اور گیارہ یا نو باندیاں، ۲۶ غلام بے باندیاں یا ۳۳ غلام اور گیارہ
باندیاں بھی بتائی جاتی ہیں۔ (سرور النجوان، زاد العاد۔ تاریخ اسلام کامل)

سوال: حضور ﷺ کے خاص خاص خادم کون تھے؟

جواب: حضرت انسؓ بن مالک، حضرت عبداللہؓ بن مسعود، حضرت بلالؓ بن رباح، حضرت
سعدؓ، حضرت ربیعہؓ بن کعبؓ اہلبلی، حضرت عقبہؓ بن عامرؓ جہنی، حضرت بکیرؓ بن شدادؓ
لیثی، حضرت ابوذرؓ غفاری، حضرت معقیبؓ بن ابی قاطبہؓ دوسی، حضرت ذونجترؓ،
حضرت اسلمؓ۔ (طبقات۔ تاریخ طبری۔ سیرۃ الانبیاء۔ سیرت سرور عالم)

سوال: حضور ﷺ نے کن صحابہؓ کو کہاں کہاں مؤذن مقرر فرمایا تھا؟

جواب: حضرت بلالؓ کو مسجد نبوی میں، حضرت عمرؓ ابن مکتوم کو بھی مسجد نبوی میں۔ یہ دونوں صحابہؓ باری باری اذان دیتے تھے، حضرت ابو محمد درہ کو مکہ مکرمہ مسجد حرام میں اور حضرت سعد قرظ کو مسجد قبا میں۔

(زاد المعاد۔ سیرت النبیؐ، اسد الغابہ۔ استیعاب۔ حیات الصحابہ)

سوال: دور نبوی ﷺ کے چند حدیث خوانوں کے نام بتائیے؟

جواب: حضرت عبداللہ بن رواحہ، حضرت انسؓ، حضرت عامر بن اکوع اور سلمہ بن اکوع خیر کے سفر میں حضور ﷺ نے حضرت عامرؓ سے حدیث خوانی کی فرمائش کی تھی۔

(الرحیق المختوم۔ زاد المعاد۔ سیرت ابن اسحاق۔ اصحاب)

سوال: حضور ﷺ کے درباری شاعروں کے نام بتائیے؟

جواب: حضرت حسان بن ثابت، حضرت عبداللہ بن رواحہ، حضرت کعب بن مالک، کعب بن زہیرؓ۔ چند دوسرے شاعر صحابہؓ میں حضرت خنساءؓ (صحابیہ)، حضرت بکیر بن زہیر، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عقیقہ بھی شامل ہیں۔

(تاریخ اسلام۔ سیرت صحابیات۔ تذکار صحابیات۔ سیرت ابن ہشام۔ اشعار و اشراء)

سوال: حضور ﷺ کے شاعروں کی تعداد ایک سو بہتر ہے۔ ان میں مردوں اور خواتین شاعروں کی تعداد بتائیے؟

جواب: ایک سو ساٹھ مرد اور بارہ خواتین۔ (تاریخ اسلام۔ سیرت صحابہ۔ اشعار و اشراء)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے کتنے صحابہؓ کو کتابت پر مامور کر رکھا تھا؟

جواب: چالیس صحابہؓ جو جو جی کو لکھا کرتے یا حضور ﷺ کے لیے خطوط لکھتے تھے۔ چند مشہور کاتبان وحی کے نام یہ ہیں: حضرت عبداللہ بن رواحہ، حضرت خالد بن سعید، حضرت حظلہؓ، حضرت شریک بن حبش، حضرت ابوبکرؓ، حضرت علیؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت عمرو بن العاص، حضرت عبداللہ بن ارقم، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت مغیرہؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عامر بن فہیرہؓ،

حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت ثابت بن قیسؓ، حضرت علاء بن حضریؓ۔

(کاتب صحابہ۔ طبقات۔ سیرۃ ابن ہشام۔ سیرۃ النبی)

سوال: رسول اللہ ﷺ کے ان قاصدوں کے نام بتائیے جو مختلف بادشاہوں کے نام آپؐ کے خطوط لے کر گئے؟

جواب: حضرت عمرو بن امیہ ضمریؓ، حضرت وجیہ کلبیؓ، حضرت عبداللہؓ بخذافہ سبکی، حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ، حضرت عمروؓ بن العاص، حضرت سلیطؓ بن عمرو عامری، حضرت شجاعؓ بن وہب اسدی، حضرت مہاجرؓ بن ابی امیہ خزومی، حضرت علاءؓ بن حضری، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ۔ (زاد المعاد۔ طبقات۔ سیرۃ مرد عالم۔ سیرۃ محمدیہ)

سوال: چند مشہور صحابہ و صحابیات کے نام بتائیے جو حافظ قرآن تھے؟

جواب: حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت حذیفہؓ بن یمان، حضرت ابو عبداللہؓ سالم، ابو ایوب انصاریؓ، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ، قتیبہؓ بن عامر، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت ابو زید انصاریؓ، ابی بن کعبؓ، زید بن ثابتؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، ابن ام مکتومؓ۔ چند حافظ قرآن صحابیات میں حضرت عائشہؓ، حضرت ام سلمہؓ، حضرت ام روقہؓ، اور حضرت حفصہؓ شامل ہیں۔

(سیر الصحابیات۔ اصحابہ، حفاظ صحابہ۔ اسد الغابہ۔ استیعاب)

سوال: رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں کن لوگوں نے قرآن جمع کیا؟

جواب: حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت ابو ایوب انصاریؓ، حضرت ابو درداءؓ اور حضرت زیدؓ بن ثابتؓ صحابیات میں سے حضرت ام روقہؓ۔

(تذکار صحابیات۔ سیر الصحابیات۔ مستدرک۔ اسد الغابہ)

سوال: حضور ﷺ تجارت کرتے تھے چند ایسے افراد کے نام بتائیے جو حضور ﷺ کے ساتھ تجارت میں شریک رہے؟

جواب: حضرت خدیج الکبریٰؓ، حضرت خزیمہؓ، حضرت نواسؓ، حضرت حکیمؓ بن حزام، ہشام بن عمروؓ، حضرت زبیرؓ بن عبدالمطلب، حضرت ابوطالبؓ، حضرت عباسؓ، حضرت

ابوبکرؓ۔ سائب بن ابی سائب۔ عبداللہ بن سائب۔ قیس بن سائب۔ ابوسفیان بن حرب اور عبداللہ بن ابی الحساء۔

(اسد الغابہ۔ سیرت ابن ہشام۔ غیاۃ النبیؐ۔ الرقیق المختوم۔ رحمۃ عالم)

سوال: مدینے میں حضور ﷺ کی تشریف آوری کے بعد مدینے کا متفقہ حکمران کسے تسلیم کیا گیا؟

جواب: مہاجرین اور انصار کے علاوہ مدینے کے تمام عرب قبائل اور یہودیوں نے حضور اقدس ﷺ کو متفقہ طور پر اپنا حکمران تسلیم کر لیا۔

(سیرۃ النبیؐ۔ سیرت ابن ہشام۔ سیرت حلبیہ)

سوال: عقد موالات کیا تھا؟ اس کے بجائے حضور ﷺ نے کیا طریقہ اختیار فرمایا؟

جواب: عرب میں عقد موالات کا طریقہ رائج تھا۔ غیر قبیلہ کا آدمی کسی بھی قبیلے میں پہنچتا اور ایک معاہدہ کر کے اس قبیلے میں داخل ہو جاتا۔ اب وہ اسی قبیلے کی طرف منسوب ہوتا۔ وہ معاہدات جنگ و صلح میں شریک رہتا اور سرنے کے بعد اس کا ترکہ بھی اسی قبیلے میں تقسیم ہوتا۔ حضور ﷺ نے عقد موالات کی بجائے عقد مؤاخات (بھائی چارے کا معاہدہ) کی بنیاد ڈالی۔

(محمد الرسول اللہ ﷺ۔ سیرت ابن ہشام)

سوال: رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے مدینہ کا نظام حکومت کیسا تھا؟

جواب: مدینہ اور اس کے آس پاس نہ کوئی حکومت تھی۔ نہ فوج اور پولیس۔ آزاد اور خود سرقبائل تھے۔ وہاں صرف معاہدات کا نظام تھا۔ جن میں دفاع کی ذمہ داری ہوتی۔ پہنچائی قسم کے کچھ قاعدے اور اصول تھے۔

(محمد الرسول اللہؐ۔ طبقات۔ سیرت ابن ہشام)

سوال: معاہدہ امن یا یمثاق مدینہ کی خاص خاص باتیں کیا تھیں؟

جواب: یہ ایک دفاعی معاہدہ بھی تھا اور باہم حقوق و فرائض کی ادائیگی کا عہد بھی تھا۔ اس کے مطابق بیرونی دشمن کے خلاف سب مل کر مدینے کا دفاع کریں گے اور تمام

فریقوں کو مکمل مذہبی اور سماجی آزادی ہوگی۔

(عہد نبوی کا نظام حکمرانی۔ رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی)

سوال: عہد نبوی ﷺ میں یہودیوں کو کس قسم کی خود مختاری حاصل تھی؟

جواب: یہودی رعایا کو عدالتی و قانونی خود مختاری حاصل تھی۔ انہی کے فریقین مقدمہ، انہی کے حکام عدالت اور انہی کا قانون، البتہ انہیں اجازت تھی کہ اپنی خوش پسند چیزیں تو مقدمہ اسلامی عدالت میں پیش کریں۔

(رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی۔ رحمة اللعالمین ﷺ)

سوال: عہد نبوی ﷺ میں قرآن و حدیث کے ابدی قوانین کے علاوہ کون سے قوانین ملتے ہیں اور عدالتی نظام کیسا تھا؟

جواب: یہ موقت یا عارضی قوانین کہلاتے ہیں۔ ان میں ایک معاہدہ بھی ہے۔ عدالتی نظام میں دو نئے ادارے بھی قائم کئے گئے۔ ایک مفتی کا ادارہ اور دوسرا قاضی کا۔ عہد نبوی میں قاضی بہت سے ملتے ہیں۔ لیکن مدینہ شہر میں مستقل قاضی کوئی نہیں تھا۔ رسول اللہ ﷺ کسی صحابی کو نامزد فرماتے کہ فریقین کی بات سن کر مقدمے کا فیصلہ کریں اس طرح رسول اکرم ﷺ کے مقرر کردہ نائب کا فیصلہ رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ ہوتا۔ حضور ﷺ نے فتویٰ دینے اور فیصلے کرنے کے لیے متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو ذمہ داری دے رکھی تھی۔

(اسلامی ریاست۔ اسلام کا نظام عدل)

سوال: عہد نبوی ﷺ میں طبابت کا کیا انداز تھا؟

جواب: آپ طبابت سے ناواقف شخص کو علاج کرنے کی اجازت نہ دیتے۔ علاج سادہ مفردات سے کیا جاتا۔ رسول اکرم ﷺ سے بہت سے نسخے منسوب ہیں۔ طب نبوی ﷺ کا ایک پورا نظام ہے۔

(اسلامی ریاست۔ طب نبوی ﷺ)

سوال: عہد نبوی ﷺ میں غیر مسلموں کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا تھا؟

جواب: کسی غیر مسلم پر اسلام لانے کے لیے جبر نہیں کیا جاتا تھا اور انہیں مذہبی و قومی

معاملات میں پوری آزادی و خود مختاری حاصل تھی۔ ان کے مذہبی اداروں کی مدد بھی کی جاتی۔ غیر مسلم رعایا فوجی ضرورت کے تحت معمولی ٹیکس (جزیہ) دے کر اسلامی سلطنت کی حفاظتی قوتوں وغیرہ کی خدمات سے مستفید ہوتی تھی۔

(اسلامی ریاست۔ سیرت النبی۔ سیرت ابن ہشام)

سوال: حضور اکرم ﷺ نے مدینے کے دفاع کو مضبوط بنانے کے لیے سب سے پہلا کام کیا کیا؟

جواب: اہل مدینہ سے میثاق مدینہ کے بعد ارد گرد کے قبائل سے پانچ یا سات دفاعی معاہدے کئے۔ (مہدی نبوی ﷺ کے میدان جنگ۔ حضور ﷺ کی جنگی حکمت عملی)

سوال: حضور ﷺ کے دور سے پہلے کوئی مستقل فوج نہیں تھی۔ آپ نے کیا انتظامات فرمائے؟

جواب: ابتداء میں ایسی کوئی فوج نہیں تھی۔ رسول اکرم ﷺ نے اعلان فرما دیا کہ جہاد کرنا مسلمانوں کا فریضہ ہے۔ اس لئے بالغ مردوں میں سے جس وقت جتنی ضرورت ہوتی لے لیتے۔ بعد میں بالغ مردوں کا اندراج ہونے لگا جنہیں بوقت ضرورت بلا لیا جاتا۔ فوجی تربیت کے لیے گھوڑ دوڑ کرائی جاتی، اونٹوں کی دوڑ ہوتی، گدھوں کی دوڑ ہوتی، آدمیوں کی دوڑ ہوتی، کشتیوں اور تیر اندازی کے مقابلے کرائے جاتے اور جیتنے والوں کو انعامات دیئے جاتے۔

(مہدی نبوی ﷺ کے میدان جنگ۔ المغازی۔ طبقات)

سوال: حضور ﷺ نے کتنی جنگوں میں خود شرکت فرمائی؟

جواب: مستند روایات کی رو سے ان کی تعداد بیاسی (۸۲) ہے۔ بعض سیرت نگار اس سے مختلف بھی بتاتے ہیں۔ (مہدی نبوی ﷺ کے میدان جنگ۔ سیرت ابن ہشام۔ زوال العاد)

سوال: مدینہ منورہ کی دس سالہ جنگوں میں کتنے مسلمان شہید ہوئے۔ اور کتنے مخالف مارے گئے؟

جواب: دو سو انسٹھ (۲۵۹) مسلمان شہید ہوئے اور سات سو انسٹھ (۷۵۹) مخالف مارے

گئے۔ (عہد نبوی ﷺ کے میدان جنگ۔ رحمۃ اللہ علیہ)

سوال: عہد نبوی ﷺ کی دس سالہ جنگوں کے دوران مسلمانوں کے کتنے افراد زخمی ہوئے اور کتنے جنگی قیدی بنے؟

جواب: ایک سو ستائیس (۱۲۷) مسلمان زخمی ہوئے۔ جب کہ صرف ایک مسلمان جنگی قیدی بنا۔ (ابن ہشام۔ عہد نبوی ﷺ کے میدان جنگ۔ المغازی۔ طبقات)

سوال: عہد نبوی ﷺ کی دس سالہ جنگوں کے دوران کتنے مخالفین زخمی ہوئے اور کتنے جنگی قیدی بنے؟

جواب: بے شمار زخمی ہوئے جب کہ چھ ہزار پانچ سو چونسٹھ جنگی قیدی بنے۔ حضور ﷺ نے ان میں سے چھ ہزار تین سو چونسٹھ کو غیر مشروط رہا کر دیا اور دو کہ جرائم کی وجہ سے قتل کر دیا۔ (عہد نبوی ﷺ کے میدان جنگ۔ المغازی۔ طبقات)

سوال: عہد نبوی ﷺ میں دس سالہ جنگوں میں کتنا علاقہ فتح ہوا؟ اس کی آبادی کتنی تھی؟

جواب: دس لاکھ مربع میل سے زیادہ کا علاقہ فتح ہوا جس کی آبادی کئی ملین تھی۔ (رسول اللہ ﷺ کی خارجہ پالیسی۔ حضور ﷺ بحیثیت سپہ سالار)

سوال: تمام غزوات مدافعانہ تھے جن کا مقصد اسلامی ریاست کا دفاع، تبلیغ اسلام کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے والوں کی تباہی اور فتنہ و فساد کا خاتمہ تھا۔

(رحمۃ اللہ علیہ۔ سیرت ابن ہشام۔ سیرت رسول عربیؐ۔ ضیاء النبیؐ)

سوال: عہد نبوی ﷺ کا بین الاقوامی قانون کیا تھا؟

جواب: اسلام کا بین الاقوامی قانون قاصدوں اور سفردوں کو امن دینے اور ان کی حفاظت کرنے پر مشتمل ہے۔ (رحمۃ اللہ علیہ۔ رسول اللہ ﷺ کی خارجہ پالیسی۔ نبی رحمتؐ)

سوال: معاشی دباؤ یا ناکہ بندی کا کیا مقصد تھا؟

جواب: حضور ﷺ کی اس خارجہ پالیسی کا مقصد یہ تھا کہ کفار معاشی دباؤ سے تنگ آکر مسلمانوں کی دشمنی ترک کر دیں۔ (رسول اللہ ﷺ کی خارجہ پالیسی۔ سیرت سرور عالمؐ)

سوال: حضور اقدس ﷺ نے خبر رسانی کے شعبے کو کس طرح ترقی دی؟

جواب: آپؐ نے پوری کوشش فرمائی کہ دشمن سے محفوظ رہنے کے لیے اپنی قوت، مواصلات، فوجی تیاریوں سیاسی چالوں کو خفیہ رکھا جائے اور دشمن کے متعلق معلومات حاصل کرنے کا مکمل بندوبست فرمایا۔

(رسول اللہ کی خارجہ پالیسی۔ زاد العاد۔ سیرت ابن ہشام)

سوال: اسلام کے بین الاقوامی قانون میں پناہ گزینوں کے بارے میں کیا اصول تھے؟

جواب: عقیدہ اور جان و مال کے تحفظ کے لیے مسلمانوں کو اپنا وطن چھوڑنے کا حق ہے۔ ہجرت انفرادی اور اجتماعی شکل میں کی جاسکتی ہے۔ پناہ گزینوں کو وہی حقوق حاصل ہوں گے جو ان جیسے مذہب اور معاشرت کے مقامی لوگوں کو ہوں گے۔ مہاجرین کی بحالی اور آباد کاری اسلامی ریاست کا قانونی فرض ہے۔ مسلمان مہاجرین کی کفالت مقامی مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔ مہاجرین کو اپنے سابق وطن میں جا کر آباد ہونے کا حق ہے۔ مہاجرین کو اپنے چھوڑے ہوئے وطن میں حالات بدلنے کے لیے سیاسی اور حربی اقدامات کا حق ہے۔

(سیرت النبیؐ۔ سیرت ابن ہشام۔ مہد نبویؐ میں نظام عمرانی)

سوال: آنحضرت ﷺ نے دور جاہلیت کے وحشیانہ جنگی طریقوں کو منسوخ کر کے کون سے قوانین نافذ فرمائے؟

جواب: جنگ کے دوران عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کے قتل، عبادت گاہوں اور فصلوں کی تباہی اور دشمنوں کے ہاتھ پاؤں، ناک کان وغیرہ کاٹنے پر پابندی لگا دی گئی۔ جنگی قیدیوں کے متعلق واضح حکم دیا کہ نہ ان کو قتل کیا جائے، نہ ایذا پہنچائی جائے۔ بلکہ ان سے بہتر سلوک کیا جائے۔ (رسول اللہ کی خارجہ پالیسی۔ اسلام اور قانون جنگ)

دیگر مذاہب کے رہنما

﴿مہاتما بدھ﴾

سوال: بدھ مت کے بانی گوتم بدھ کا تعلق کس زمانے اور علاقے سے تھا؟

جواب: ساکیا قبیلے کے کھتری راجا شدھوون (سدھووانا) کے ہاں پیدا ہونے والے گوتم بدھ کا زمانہ ۵۶۰ ق م سے ۴۸۳ ق م کا ہے۔ نیپال کے شہر کیل و ستو کے اس شہنشاہ کے اصل نام سدھارتھ گوتم (سدھارتھ گوتما) تھا۔ اسی سال کی عمر میں کئی عمر ضلع گورکھ پور میں انتقال کیا۔

(اردو انسائیکلو پیڈیا۔ کونز ماژرن انسائیکلو پیڈیا۔ انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا)

سوال: بتائیے مہاتما بدھ نے تخت و تاج کیوں چھوڑا تھا؟ اور کہاں گیان دھیان کیا؟

جواب: اس کا باپ چاہتا تھا کہ وہ ملک کا نظم و نسق سنبھالے۔ اٹھارہ برس کی عمر میں اس کی شادی راجکمار باری شیو دھرا سے ہوئی۔ اور پھر ایک بیٹا بھی ہوا۔ گوتم فطرتاً بہت رحمدل اور رقیق القلب تھا۔ باپ کے ساتھ شکار پر جاتا تو جانوروں پر تیر نہ چلاتا۔ گھڑ دوڑ میں ہار جاتا کیونکہ گھوڑوں کی تکلیف برداشت نہ کر سکتا۔ ایک دن جنگل میں اپنے ملازم کے ہمراہ سیر کو نکلا۔ ایک ناتواں بوڑھے کو دیکھا جو مشکل سے چل رہا تھا۔ پھر ایک بیمار کو دیکھا جو درد سے کراہ رہا تھا۔ پھر ایک بے گور و کفن لاش دیکھی۔ ملازم نے کہا ایک دن آپ بھی بوڑھے ہوں گے۔ بیمار پڑیں گے اور پھر مر جائیں گے۔ اس واقعے کے بعد گوتم اداس اور کھویا کھویا رہنے لگا۔ ایک رات چپکے سے بیوی اور بچے کو چھوڑ کر جنگل میں چلا گیا۔ سات سال ریاضت کی۔ پھر بھارت کے ایک گاؤں گیا میں چلا گیا اور پھیل کے درخت کے نیچے مراقبہ کیا۔ یہیں اسے عرفان حاصل ہوا اور نجات کی صحیح راہ پائی۔

(انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا۔ اردو انسائیکلو پیڈیا۔ تاریخ مذاہب)

سوال: گوتم بدھ کی تعلیم کیا تھی؟

جواب: وہ لوگوں کو بتاتا تھا کہ سارے دکھوں، آلام و مصائب کا سبب خود غرضی، جہالت اور بے راہ روی ہے۔ تم ان برائیوں سے نجات پالو گے تو میری طرح تمہیں بھی نردان یعنی دکھ سے نجات حاصل ہو جائے گی۔

(انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا۔ اردو انسائیکلو پیڈیا۔ تاریخ مذاہب)

سوال: لوگوں نے مہاتما بدھ کی تعلیمات پر کس رد عمل کا اظہار کیا؟

جواب: لوگوں کی اکثریت نے اس کی تعلیمات کو قبول کیا کیونکہ وہ برہمنی مذہب کی مشکل اور غلط رسومات سے تنگ آئے ہوئے تھے۔ بڑی تعداد میں اس سیدھے سادھے مت میں داخل ہونے لگے اور گوتم کو بدھ (دانا، عارف) کہا جانے لگا۔

(انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا۔ اردو انسائیکلو پیڈیا۔ تاریخ مذاہب)

سوال: بدھ مت کی تعلیمات کن نظریات پر مبنی ہیں؟

جواب: بدھ مذہب کی تعلیمات میں فلسفیانہ، اخلاقی، مذہبی اور معاشرتی عقائد و نظریات مہاتما گوتم بدھ کی تعلیمات کے مطابق تھیں۔ جن میں بعد میں بعض تبدیلیاں کر دی گئیں۔ یہ عقائد اور نظریات بنیادی اعتبار سے گتھواری آریہ ستیانی کے نظریے کے گرد گھومتے ہیں جس سے مراد یہ ہے کہ چار اعلیٰ صداقتیں (۱) دکھ موجود ہے (۲) اس کی بنا بھی موجود ہے (۳) دکھ سے چھٹکارا بھی مل سکتا ہے (۴) دکھ سے چھٹکارا پانے کے لیے نردان کی راہ اپنانی پڑتی ہے۔ نردان کے لیے آٹھ خوبیاں پیدا کرتی ہیں۔ صحیح نظریہ، صحیح عزم، صحیح گفتار، صحیح کردار، صحیح کوشش، صحیح زندگی، صحیح سوچ اور صحیح دھیان۔

(انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا۔ اردو انسائیکلو پیڈیا۔ تاریخ مذاہب)

سوال: مہاتما بدھ کے بعد بدھ مذہب کن فرقوں میں تقسیم ہو گیا؟

جواب: مہاتما بدھ کے بعد بدھ مت کے ماننے والے دو فرقوں میں بٹ گئے۔ مہایان مت اور ہنایا آن مت۔ یہ دونوں فرقے گوتم بدھ کی مختلف تعلیمات پر زور دیتے ہیں۔ بدھ آواگون یا تناسخ کا قائل نہیں۔ کیونکہ آواگون کو تسلیم کرنے کا مطلب

روح کی حقیقت کو تسلیم کرتا ہے۔ (انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا۔ اردو انسائیکلو پیڈیا۔ تاریخ مذاہب)

سوال: دیتا میں بدھ مت کے ماننے والے کن علاقوں میں موجود ہیں؟

جواب: مہاتما بدھ کے پیر و کار اس وقت دنیا کے اکثر ممالک میں موجود ہیں۔ اور ان کی تعداد بیس کروڑ کے لگ بھگ ہے تاہم جت، چین، منگولیا، تھائی لینڈ، جاپان، سری لنکا، نیپال، برما اور ہندوستان میں بدھ مت کا زیادہ ترور ہے۔

(انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا۔ اردو انسائیکلو پیڈیا۔ تاریخ مذاہب)

سوال: بتائیے بدھ مت کے بانی گوتم بدھ کی اصل تعلیمات کیا تھیں؟

جواب: برہمنیت کی اصلاح۔ ان ہستیوں کی خدائی کا انکار جس کو لوگوں نے معبود بنا رکھا تھا۔ (سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر، انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن، قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا)

سوال: بدھ مت میں کس طرح تحریف کی گئی؟

جواب: دیسانی کی کونسل میں اس کے پیر و کاروں نے تمام تعلیمات کو بدل ڈالا اصل سوتروں کی بجائے نئے سوترے بنا لئے۔ بدھ کے نام سے اپنے عقائد مقرر کئے۔ خدا کا وجود نہیں بدھ ہی عقل کل، مدار کائنات اور پوری دنیا کی اصلاح کے لئے ہے۔ بدھ کی پیدائش، زندگی اور گزشتہ و آئندہ جنموں کے بارے میں عجیب و غریب افسانے بنا لئے۔

(سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر، انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن، قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا)

ہندو مت اور انکے رہنما

سوال: ہندو مت کا شمار بھی قدیم مذاہب میں ہوتا ہے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ ہندوؤں کا مذہبی لٹریچر کونسا ہے؟

جواب: قدیم ترین کتاب سمٹ Samhita ہے۔ یہ گیتوں کے چار مجموعے ہیں جنہیں وید کہا جاتا ہے۔ وید کا مطلب ہے مقدس علم۔

(سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر، عزم قرآن پاک نمبر، قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا)

سوال: ہندوؤں کی کتاب کے چار مجموعے کون سے ہیں؟
جواب: ان کا زمانہ تصنیف مختلف ہے۔ رگ وید تمام ویدوں سے پرانا ہے اور مختلف لوگوں کے لکھے ہوئے گیت ہیں۔ دوسرے سام وید ہے جس میں کچھ نیا ہے جنہیں ترنم سے گایا جاتا ہے۔ تیسری یج وید میں مذہبی رسومات کے طریقے ہیں۔ چوتھی اتھرو وید ہے اس میں تینوں ویدوں سے مختلف نظریات ہیں۔

(سیارہ ذابحہ قرآن نمبر، مزم نور قرآن پاک نمبر، قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا)

سوال: کیا ویدوں کے علاوہ بھی ہندوؤں کا کوئی مذہبی لٹریچر ہے؟
جواب: جی ہاں! ویدوں کے علاوہ برہمن وہ لٹریچر ہے جو ویدوں کی تفسیر و تشریح کے لئے لکھا گیا۔ آرٹھک وہ لٹریچر ہے جو رشیوں کے حالات پر مشتمل ہے۔ اپ نشد وہ لٹریچر ہے جو ترک دنیا کی تعلیم دیتا ہے۔

(سیارہ ذابحہ قرآن نمبر، مزم نور قرآن پاک نمبر، قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا)

سوال: ہندو اپنے مذہبی رہنماؤں کو کیا کہتے ہیں؟
جواب: ہندوؤں کے مذہبی رہنما یا بانی رشی کہلاتے ہیں۔ رشیوں کا معلوم نہیں کہ وہ نبی ہیں، ولی ہیں یا صرف بزرگ۔ تاہم تاریخ میں ان کے کسی نبی کا پتہ نہیں چلتا۔

(سیارہ ذابحہ قرآن نمبر، انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا، قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا)

سوال: رامائن اور مہا بھارت کیا ہیں؟
جواب: یہ بھی ہندوؤں کی مقدس کتابیں ہیں جو دراصل تاریخ و سوانح کی کتابیں ہیں۔ بھگوت گیتا مہا بھارت کا ایک حصہ ہے۔ شاستر فلسفیانہ کتابیں اور پران کہانیوں کی کتابیں ہیں۔

(سیارہ ذابحہ قرآن نمبر، انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا، قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا)

سوال: بتائیے ہندوؤں کی کتاب وید کا زمانہ تصنیف کیا ہے؟
جواب: زمانہ تصنیف نامعلوم ہے اور نہ ماخذ و مصدر کا صحیح علم ہے۔ یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ وہ خیالات ہیں جو آریہ اپنے اصل وطن سے ساتھ لائے تھے۔ بعض محققین اس کا سن تصنیف ۲۰۰۰ ق م بعض ۲۳۰۰ ق م، بعض ۶۰۰ ق م اور بعض ۲۰۰ ق م بتاتے ہیں۔

((سیارہ ذابحہ قرآن نمبر، انسائیکلو پیڈیا آف ویلیجن، قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا))

سوال: ہندوؤں کی مقدس کتاب وید کس زبان میں ہے؟

جواب: یہ کتاب سنسکرت زبان میں ہے اور ماہرین لسانیات کے مطابق یہ زبان ایران کی قدیم زبان ژند سے بہت ملتی جلتی ہے۔ ایران کے قدیم مذہب مجوسیت کی بعض تعلیمات اور ویدوں کی تعلیمات ایک جیسی ہیں مثلاً آگ کی اہمیت اور آگنی دیوتا۔

((سارہ ڈائمنسٹ قرآن نمبر۔ انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن۔ قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا))

سوال: کیا آپ جانتے ہیں کہ وید کی تعلیمات کیا ہیں؟

جواب: یہ خدائی تعلیمات نہیں۔ ایک دیوتا پر جا چکی خالق کائنات ہے لیکن برہما کے دور میں اس کی اہمیت کم ہو جاتی ہے۔ باقی دیوتا اور اونچے درجے کے انسان ہیں۔ یہ انسانوں کو بھی طبقات میں تقسیم کرتی ہیں۔ ان کے ہر اشوک کا مصنف کوئی انسان ہے۔ زبان سنسکرت ہے جو برہمنوں تک محدود رہی۔ برہمنوں کے علاوہ کسی اور کے لئے سیکھنا ممنوع تھا۔ رگ وید نہ اصلی شکل میں موجود ہے نہ مصنف اور زمانہ تصنیف کا پتہ ہے۔ دیوتاؤں کے مقام و درجہ اور اہمیت میں تبدیلی آتی رہتی ہے۔

((سارہ ڈائمنسٹ قرآن نمبر۔ انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن۔ قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا))

﴿زرتشت یا زردشت﴾

سوال: زرتشت یا زردشت کون تھا؟ اس کا دور کون سا تھا؟

جواب: یہ زرتشت مذہب کا بانی تھا۔ بعض مؤرخین اسے پیغمبر کہتے ہیں لیکن قرآن وحدیث اور تفاسیر سے اس کا نبی ہونا ثابت نہیں۔ اس کا دور ۶۶۰ ق م سے ۵۸۳ ق م تک ہے۔ اس کا تعلق آذربائیجان اور ایران سے تھا۔

((قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا۔ مذاہب عالم۔ انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا))

سوال: آذربائیجان کے مقام گنچ میں پیدا ہونے والے شخص زردشت کی جوانی کا دور کس طرح گزرا؟

جواب: اس کی جوانی گوشہ نشینی، غور و فکر اور مطالعے میں گزری۔ اسے سات بار بشارت

ہوئی۔ (اردو انسائیکلو پیڈیا۔ مذاہب عالم۔ انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا)

سوال: بتائیے زرتشت نے کیا اعلان کیا اور پھر اسے کیوں وطن چھوڑنا پڑا؟
جواب: تیس برس کی عمر میں ان نے اہورامزدا (ارموز) یعنی خدائے واحد کے وجود کا اعلان کیا۔ لیکن اپنے وطن میں کسی نے اس کی بات نہ مانی۔ پھر اس نے مشرقی ایران کا رخ کیا۔ (اردو انسائیکلو پیڈیا۔ مذاہب عالم۔ انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا)

سوال: زرتشت مذہب کے بانی کو ایران میں کس طرح پذیرائی حاصل ہوئی؟
جواب: وہ ایران کے صوبے خراسان میں کشیار کے مقام پر شاہ گشتاسپ کے دربار میں حاضر ہوا۔ ملکہ اور وزیر کے دونوں بیٹے اس کے پیروکار بن گئے۔ بعد میں شہنشاہ نے بھی اس کا مذہب قبول کر لیا۔ (اردو انسائیکلو پیڈیا۔ مذاہب عالم۔ انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا)
سوال: بتائیے زرتشت مذہب کے بانی کا کس طرح انتقال ہوا؟
جواب: کہا جاتا ہے کہ وہ تورانیوں کے ایران پر دوسرے حملے کے موقع پر بلخ کے مقام پر ایک تورانی سپاہی کے ہاتھوں قتل ہوا۔

(اردو انسائیکلو پیڈیا۔ مذاہب عالم۔ انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا)

سوال: زرتشت نے کیا دعویٰ کیا تھا؟
جواب: وہ صومیت کا قائل تھا۔ اس نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ کائنات میں دو طاقتیں ہیں ایک اہورامزدا (یزدان) جو خالق اعلیٰ اور روح حق و صداقت ہے اور جسے نیک روحوں (ایشتا) کی مدد حاصل ہے۔ دوسری اہرمین جو بدی، جھوٹ اور تباہی کی طاقت ہے۔ اس کی مدد بد روخص (ویو) کرتے ہیں۔ ان دونوں طاقتوں یا خداؤں میں ازل سے کشمکش چلی آرہی ہے اور ابد تک جاری رہے گی۔ جب اہورا (مزدا) کا پلہ بھاری ہو جاتا ہے تو دنیا امن و سکون اور خوش حالی کا گہوارہ بن جاتی ہے اور جب اہرمین غالب آ جاتا ہے تو دنیا فساد و فحور، گناہ و عصیان اور اس کے نتیجے میں آفات ساوی کا شکار ہو جاتی ہے۔ (اردو انسائیکلو پیڈیا۔ مذاہب عالم۔ انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا)

سوال: زرتشت مذہب کو کس دور میں فروغ حاصل ہوا اور اس کا کب خاتمہ ہوا؟

جواب: ایران میں زرتشت کے مذہب کو اس وقت فروغ حاصل ہوا جب سائرس اعظم اور دارائے اعظم نے زرتشتی مذہب کو تمام ملک میں سختی سے رائج کر دیا۔ ایران پر مسلمانوں کے قبضے کے بعد یہ مذہب اپنی جنم بھومی سے بالکل ختم ہو گیا۔

(اردو انسائیکلو پیڈیا۔ مذاہب عالم۔ انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا)

سوال: زرتشتی مذہب کے پیروکاروں کو عرب کے لوگ مجوسی کہتے ہیں۔ آج کل انہیں کیا کہا جاتا ہے؟

جواب: آج کل اس مذہب کے پیرو پارسی کہلاتے ہیں۔ یہ ہندوستان، پاکستان، افریقہ اور یورپ میں بہت قلیل تعداد میں موجود ہیں۔

(اردو انسائیکلو پیڈیا۔ مذاہب عالم۔ انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا)

سوال: زرتشتی مذہب کے تین بنیادی اصول کون سے ہیں؟
جواب: گفتار نیک (اچھی گفتگو)، پندار نیک (اچھی سوچ) اور کردار نیک (اچھا کردار) زرتشتی مذہب کے بنیادی اصول ہیں۔

(اردو انسائیکلو پیڈیا۔ مذاہب عالم۔ انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا)

سوال: پارسیوں کا اعتقاد کیا ہے؟
جواب: ان کے اعتقاد کے مطابق بالآخر نیکی کے خدا اہورا مزدا کی فتح ہوگی اور دنیا سے برائیوں اور مصیبتوں کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے گا۔

(اردو انسائیکلو پیڈیا۔ مذاہب عالم۔ انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا)

سوال: زرتشت کے پیروکاروں کو آتش پرست کیوں کہا جاتا ہے؟
جواب: اہورا مزدا کے لئے آگ کو بطور علامت استعمال کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک آگ ایک پاک اور ظاہر شے ہے۔ اور دوسری چیزوں کو بھی پاک کر دیتی ہے۔ پارسیوں کے معبدوں اور مکانوں میں ہر وقت آگ روشن رہتی ہے۔ غالباً اسی لئے انہیں آتش پرست سمجھ لیا گیا ہے۔ (اردو انسائیکلو پیڈیا۔ مذاہب عالم۔ انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا)

سوال: پارسیوں کی مقدس کتاب اوستا ہے یہ کس زبان میں تھی اور اس کے کتنے پارے

تھے؟

جواب: اس کی زبان قدیم ہیلوی ایرانی سے ملتی جلتی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے اکیس بارے تھے۔ ہنہانشی فرمانرواؤں کے زوال کے بعد ضائع ہو گئی۔ اس وقت صرف ایک مکمل پارہ وندیداد موجود ہے۔ باقی چند اجزائیں۔ قدیم اوستا خط اوستائی میں لکھی گئی تھی۔
(اردو انسائیکلو پیڈیا۔ مذاہب عالم۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا)

سوال: مجوسیوں یا آتش پرستوں کی کتاب اوستا کے کتنے حصے اور ابواب ہیں؟

جواب: اوستا کے چار حصے ہیں۔ (۱) یسنا۔ جس میں ۲۷ باب ہیں۔ گھٹا یعنی مقدس بھجن بھی ان میں شامل ہیں۔ (۲) ولیپ دید یعنی حمدیں۔ (۳) وندیداد جس میں طہارت، یرضات اور عبادت کے قاعدے اور قوانین درج ہیں۔ (۴) پشت یعنی فرشتوں کی مدح۔ انکے بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ یہ زرتشت کا کلام ہے۔ سکندر اعظم نے ۳۳۱ ق م میں ایران فتح کیا تو اوستا کا زیادہ حصہ ضائع ہو گیا۔ ساسانیوں کے عہد میں اسے پھر جمع کیا گیا تو ۳۴۸ فصلیں مل سکیں۔ جن کو ۲۱ کتابوں میں تقسیم کر دیا گیا عربوں اور مغلوں کے حملوں سے اس کا اور بھی حصہ ضائع ہو گیا۔
(اردو انسائیکلو پیڈیا۔ مذاہب عالم۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا)

سوال: ژند پارسیوں کی کتاب ہے۔ اس کے بارے میں تاریخ کیا کہتی ہے؟

جواب: یہ بھی زرتشتیوں یا پارسیوں کی مقدس کتاب ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اصل کتاب ژند تھی۔ اوستا اس کی شرح ہے۔ لیکن اکثریت کا کہنا ہے کہ اوستا اصل تھی اور ژند اس کی تفسیر ہے۔ یہ کتاب زرتشت نے لکھی تھی۔ لیکن اس کا ایک نامکمل حصہ باقی ہے۔ باقی حصہ سکندر کے حملوں کے وقت ضائع ہو گیا تھا۔ یہ کتاب قدیم فارسی زبان میں ہے۔
(اردو انسائیکلو پیڈیا۔ مذاہب عالم۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا)

سوال: مولانا محمد حسین کی ژند کے بارے میں کیا تحقیق ہے؟

جواب: ان کا خیال ہے کہ ژند سب سے قدیم کتاب ہے اور اس کے معنی چھماق کے اس جڑ کے ہیں جس سے آگ نکلتی ہے۔ جب یہ کتاب وقت گزرنے کے ساتھ مردہ

ہو گئی تو اس وقت کی رائج شدہ زبان میں اس کی شرح لکھی گئی جس کا نام پاژند رکھا گیا۔ پاژند چھماق کے دوسرے حصے کو کہتے ہیں۔ جب پاژند بھی قابل فہم نہ رہی تو اس کی شرح لکھنی پڑی جس کا نام اوستا رکھا گیا۔

(اردو انسائیکلو پیڈیا۔ مذاہب عالم۔ انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا)

سوال: بتائیے اوستا کیا ہے اور یہ کس مذہب اور شخص سے منسوب ہے؟

جواب: اوستا زرتشت مذہب کے پیروکاروں کی مقدس کتاب ہے اور وہ اسے آسمانی کتاب سمجھتے ہیں۔ بعض مؤرخین کے مطابق زرتشت ۶۳۵ ق م میں اور بعض کے مطابق ۶۰۰ ق م میں گذرے ہیں۔ جب کہ بعض کہتے ہیں کہ زرتشت کسی ایک شخص کا نام نہیں بلکہ اس نام کے کئی اشخاص گزرے ہیں جو مختلف دور میں ہوئے۔

(انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن۔ انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا۔ قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا)

سوال: اوستا کے چار حصے ہیں۔ بتائیے ان میں کیا لکھا ہے؟

جواب: یسنا Yasna۔ اس میں عبادت کے لئے دعائیں درج ہیں اور اس کے بہتر ابواب ہیں۔ اس میں باب ۲۸ تا ۵۴ خود زرتشت کے لکھے ہوئے بتائے جاتے ہیں۔ دیسپرڈ Vispered اس میں بھی دعائیں ہیں اور اس کے چوبیس ابواب ہیں۔ تیسرا حصہ وندیداد Vendidad ہے۔ اس میں دیو، بھوتوں سے محفوظ رہنے کے منتر، زراعت، اچھے جانوروں کی حفاظت، پاکیزہ عناصر کی حفاظت اور انسانی جسم کو گندگی سے بچانے کے متعلق تدابیر ہیں۔ چوتھا حصہ یاشت Yashts ہے اس میں مردہ روحوں اور خداؤں سے استمداد کی دعائیں ہیں۔ اس کے علاوہ بھی بعض مقدس کتابیں ہیں۔

(انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن۔ انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا۔ قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا)

سوال: اوستا کی تاریخی حیثیت کیا ہے؟

جواب: اسے زند اوستا کہتے ہیں لیکن زند زبان میں اوستا کا اصل متن موجود نہیں۔ پانچویں صدی قبل مسیح میں ایران میں ستر فرتے تھے اور سب کی اپنی اوستا تھی جسے وہ حقیقی

سمجھتے تھے۔ شاہ اور تھمپسن Artensks نے اسی ہزار منوں کی کونسل بلائی ان میں سے سات افراد چنے گئے پھر ان سات میں سے ایک منتخب ہوا جسے شراب کے تین پیالے پلائے گئے۔ وہ طویل اور گہری نیند سو گیا۔ پھر اٹھ کر اس نے بتایا کہ اس نے آسمانوں کی سیر کی اور دیوتاؤں سے اوستا کی تعلیمات معلوم کر لیں۔ سب نے یقین کر لیا اور ایک کتاب مرتب ہوئی۔ یہ بھی آج موجود نہیں۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ زرتشت نے بیس کتابیں لکھیں جو ایک لاکھ آیات پر مشتمل تھیں چڑے کے ٹکڑوں پر تھی۔ اسے سکندر اعظم نے تباہ کر دیا۔ اس کا دور ختم ہوا تو لوگوں نے ٹکڑے جمع کر کے اوستا مرتب کی۔ جدید تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ اوستا کا اصل نسخہ ہنما منش حکومت کے زمانے میں برباد ہو گیا۔ چار سو سال بعد بلاش اول کے زمانے میں اس کی تدوین ثانی کی کوشش ہوئی جو ساسانی اور شیر بابکان کے دور میں مکمل ہوئی۔ قدیم اوستا ایک ہزار باب اور اکیس صفحوں پر مشتمل تھی۔ ساسانی نسخہ بھی اب باقی نہیں ہے۔

(انشائیہ پڑھنا آف ویلیجن۔ انشائیہ پڑھنا بریٹانیکا۔ قرآن حکیم انشائیہ پڑھنا۔ تاریخ مذاہب)

وال: اوستا کے حوالے سے بتائیے زرتشت کی تعلیمات کیا تھیں؟

واب: ان تعلیمات میں زندگی کے تقریباً تمام مسائل پر بات تھی۔ لیکن اصل تعلیمات خالص ہونے سے باہر کی باتیں شامل ہو گئیں۔ اگر زرتشت پیغمبر حق تھے تو ان کی تعلیمات میں دو خداؤں کا ماننا۔ دیوتاؤں کی پرستش اور آگ کی تقدیس وغیرہ ہندو مت اور آریاؤں سے آئے۔ نہ زرد اوستا اصل حالت میں ہے اور نہ تعلیمات۔

(انشائیہ پڑھنا آف ویلیجن۔ انشائیہ پڑھنا بریٹانیکا۔ قرآن حکیم انشائیہ پڑھنا۔ تاریخ مذاہب)



RS. 250/-

www.iqbalkalmati.blogspot.com مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں